کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل 2226 حوالہ جات سے مزین منفرد اور معرکۃ الآرا تالیف

اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر

جلد اوّل

ترجمہ بنام

جَہَنَّم میں لے جَانے والے اعمال

مؤلف: شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی

اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

SC1286

کبیرہ گناہوں کی معرفت پر مشتمل منفرد اور معرکۃ الآراء تالیف

اَلزَّوَاجِرُعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ

ترجمہ بنام

جہنم میں لے جانے والے اعمال

(جلد اوّل)

مُؤلف

شیخ الاسلام شہاب الدین
امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی
اَلْمُتَوَفّٰی ۹۷۴ھ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
(شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : اَلزَّوَاجِرُعَن اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ
ترجمہ : جہنم میں لے جانے والے اعمال
مؤلف: امام احمدبن حجر المکی الھیتمی علیه رحمة الله القوی
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)
سن طباعت : رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ، بمطابق ستمبر 2007ء
ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی
مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور
مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی
مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)
مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان
مکتبۃ المدینہ چھوٹکی گھٹی حیدرآباد
مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com
E.mail.maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net
Ph:021-4921389-90-91 Ext:1268

''کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیئے'' کے 21 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مُصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر طبرانی حدیث ۵۹۴۲ ج ۶ ص ۱۸۵ بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیّہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا {۸} قرآنی آیات اور {۹} اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا {۱۰} جہاں جہاں ''اللہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۱} جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پڑھوں گا۔ {۱۲} اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس کے مؤلف کو ایصال ثواب کروں گا۔ {۱۳} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَالضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔ {۱۴} (اپنے ذاتی نسخے پر کے) ''یادداشت'' والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ {۱۵} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۶، ۱۷} اس حدیثِ پاک ''تَھَادَوْا تَحَابُّوْا'' ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔'' {مؤطاامام مالک، ج۲،ص۴۰۷،رقم:۱۷۳۱} پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۸} اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ {۱۹} اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے روزانہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے مَدَنی انعامات کا کارڈ پر کیا کروں گا اور ہر اسلامی ماہ کی دس تاریخ تک اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروا دیا کروں گا۔ اور {۲۰} عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ {۲۱} کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ

مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ علی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ تراجمِ کتب (۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

اللہ عزوجل حکیم ہے اور داناؤں کا قول ہے: ''فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَایَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ یعنی حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔''

اللہ عزوجل نے انسانوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا اور دو راستے دکھائے، ایک راستہ جنت کی طرف جاتا ہے اور دوسرے کی انتہاء جہنم ہے، اور اللہ عزوجل نے ہمیں سیدھے راستے پر چلنے اور اچھے طریقے پر زندگی گزارنے کے لئے حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اطاعت وفرمانبرداری کا پابند بنایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱)

اور ہر کام میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پیروی کا حکم یوں ارشاد فرمایا:

مَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ق وَمَا نَھٰـکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ج ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائے وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (پ۲۸، الحشر:۷)

اس قادر وحکیم پروردگار عزوجل نے اپنے حبیبِ مکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حکمتوں کا بیش بہا خزانہ عطا فرمایا تو نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں جن کاموں کا حکم فرمایا ان کی بجا آوری ہم پر لازم ہے کیونکہ وہ بھی باذن پروردگار عزوجل حکیم ہیں اور حکیم جن باتوں کا حکم دے اور جن سے منع کرے تو ضرور ان میں کوئی نہ کوئی حکمت مضمر ہوتی ہے، پس جو شخص طاعات پر عمل اور گناہوں سے اجتناب کرے گا اسے جنت کی ابدی وسرمدی راحتیں عطا کی جائیں گی اور جہنم سے نجات کا سامان ہو جائے گا۔

صغیرہ وکبیرہ گناہوں کی پہچان حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ حضور نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی گناہ بار بار کرنے سے صغیرہ نہیں رہتا اور کوئی گناہ توبہ کے بعد کبیرہ نہیں رہتا۔'' (کشف الخفاء، الحدیث:۳۰۷۰، ج۲، ص۳۳۲)

کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کا فرق مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **تفسیر نعیمی** میں اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''مطلق گناہِ کبیرہ شرک ہے اور مطلق گناہِ صغیرہ برے خیالات۔ ان کے درمیان ہر گناہ اپنے نیچے کے لحاظ سے کبیرہ ہے، اوپر کے لحاظ سے صغیرہ۔

گناہ کا صغیرہ کبیرہ ہونا کرنے والے کے لحاظ سے ہے۔ایک ہی گناہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے صغیرہ ہے اور متقی پرہیزگاروں کے لئے کبیرہ، جس پر عتاب الٰہی عزوجل ہوجاتا ہے. حسنات الابرار سیّئات المقربین بلکہ حضرات انبیاء کرام وخاص اولیاء عظام کی خطاؤں پر بھی پکڑ ہوجاتی ہے۔حالانکہ ہمارے لئے خطا گناہ ہی نہیں۔'' (تفسیر نعیمی، سورۃ النسآء تحت الآیۃ : ۳۱، ج۵، ص ۴۰۔۴۱)

اللّٰہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْعَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا ۝ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''کفروشرک تو نہ بخشا جائے گا اگر آدمی اسی پر مرا (اللہ کی پناہ) باقی تمام گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اللہ کی مشیّت میں ہے چاہے ان پر عذاب کرے چاہے معاف فرمائے۔'' (خزائن العرفان، پ۵، سورۃ النسآء، تحت الآیۃ ۳۱، ص ۱۴۹)

زیرِنظر کتاب **''جہنم میں لے جانے والے اعمال''** علامہ ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الھیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی پُراثر تالیف **اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ** کے اردو ترجمہ کا پہلا حصہ ہے۔علامہ ابن حجر مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کتاب میں گناہوں کی اقسام بالتفصیل بیان فرمائی ہیں اور ہر اس قول وفعل کو شامل کرنے کی کوشش فرمائی ہے جو ربُّ العٰلمین کی ناراضگی کا باعث بن سکتا ہے۔اس کتاب میں **ظاہری و باطنی** ہر دو قسم کے گناہوں کا بیان ہے۔ پہلی جلد میں تقریباً **240** گناہوں کا تذکرہ ہے جن میں سے **67** باطنی اور **173** ظاہری گناہ ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں: شرکِ اکبر، شرکِ اصغر یعنی ریاکاری، حسد، کینہ، تکبر، خودپسندی، ملاوٹ، منافقت، حرص وطمع، اُمراء کی ان کی امارت کی وجہ سے تعظیم کرنا اور غرباء کی ان کی غربت کی وجہ سے تذلیل کرنا، ناشکری، بدگمانی، معصیت پر اصرار، **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بےخوف ہوجانا، **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت سے ناامید ہوجانا، والدین کی نافرمانی، اور **اللّٰہ** اور اس کے رسول عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر جھوٹ باندھنا وغیرہ۔

تقریباً ہر مضمون کی ابتداء میں مؤلف موضوع کے مطابق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ایک یا اس سے زائد تنبیہات ذکر کرتے ہیں، ان تنبیہات میں وہ موضوع سے متعلق علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال اور اختلافات ذکر کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ سب سے آخر میں اپنی حتمی رائے بھی پیش فرماتے ہیں۔

''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے والے عاشقانِ رسول کے لئے اس کتاب میں کثیر مواد ہے۔ چنانچہ **دعوتِ اسلامی** کی **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کے **شعبہ تراجم** کے مَدَنی اسلامی بھائیوں نے اس کتاب کے ترجمے کا بارِگراں اپنے سر لیا۔ واقفانِ حال سے مخفی نہیں کہ ترجمے کا کام تصنیف وتالیف سے قدرے مشکل ہوتا ہے۔ مستقل تصنیف کرنے والا شرعی احتیاطیں پیشِ نظر رکھتے ہوئے مواد کے انتخاب، ترتیب، حجم وغیرہ میں قدرے آزاد ہوتا ہے جبکہ مترجم کو صاحبِ کتاب کی ترجمانی کرنا ہوتی ہے۔ پھر اس دوران مقصودِ مصنف کو پیشِ نظر رکھنا، مصنف کے لکھے ہوئے عربی الفاظ کے مرادی معانی متعین کرنا، مطالب کی منتقلی کے لئے اردو زبان کے موزوں الفاظ کا انتخاب کرنا، خوّاص کے ذوقِ مطالعہ کو سلامت رکھنے کے ساتھ ساتھ عوام کی ذہنی سطح کو مدِنظر رکھتے ہوئے مضامین کی تعبیر آسان الفاظ میں کرنا اور پھر جامعیت کو بھی پیشِ نظر رکھنا؛ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن سے آسانی سے عہدہ برآ ہوا جاسکے۔

اس کتاب کو آپ تک پہنچانے کے لئے **المدینۃ العلمیۃ** کے مَدَنی اسلامی بھائیوں نے انتھک کوشش کی ہے اس میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً **ربِّ رحیم** اور اس کے **محبوب کریم** عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالٰی کی عنایتوں اور شیخِ طریقت وشریعت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل اُمور کا خیال رکھا گیا ہے:

☆......کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں تک وہی کیفیت منتقل کی جائے جو اصل کتاب میں جلوے لٹا رہی ہے۔

☆......عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......اس کے علاوہ (مفہومِ روایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے) کئی ایک ذیلی عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

☆......آیات کا ترجمہ امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن ''**کنزالایمان**'' سے درج کیا گیا ہے۔

☆......احادیث کی تخریج اصل ماخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور باقی حوالہ جات میں جو کتب دستیاب ہوسکیں ان سے تخریج کی گئی ہے۔

☆......دورانِ کمپوزنگ علاماتِ ترقیم کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

☆......ترجمہ میں حتَّی الامکان آسان اور عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

☆......اکثر جگہ مشکل الفاظ کے معانی ومطالب بریکٹ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

☆......کئی الفاظ پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

☆......احادیثِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے وقت مختلف مشاہیر اُردو مترجمین کی کاوشوں سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔

☆......بعض جگہ بطورِ وضاحت یا احناف کا مؤقف بیان کرنے کے لئے حاشیہ لگایا گیا ہے۔

☆......کتاب کے آخر میں مأخذ ومراجع کی فہرست دے دی گئی ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مدنی اِنعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم

شعبہ تراجمِ کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو، وہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی، پاک دامن، مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یأکلون اموال الیتامٰی......الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

تعارفِ مُؤلّف

نام ونسب :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی احمد بن محمدبن محمد بن علی بن حجر الھیتمی السعدی الانصاری الشافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ہے،قبیلہ سعد کی نسبت سے سعدی کہلاتے ہیں،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوالعباس اور شیخ الاسلام اور شہاب الدین کے لقب سے ملقب ہیں،اپنے زمانے کے عظیم صوفی،محدِّث اور فقیہ ہیں۔

ولادت باسعادت :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ماہِ رجب المرجب ۹۰۹ھ مغربی مصر میں ابو الھیتم نامی محلّہ میں ہوئی،اسی نسبت سے آپ کو ھیتمی کہا جاتا ہے۔بچپن میں ہی باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا پس آپ کی کفالت کی ذمہ داری امام شمس الدین بن ابی الحمائل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شمس الدین الشناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لے لی۔

تعلیم :

اِمام شمس الدین الشناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو لے کر محلّہ ابو الھیتم سے احمد البدوی نامی مقام کی طرف منتقل ہو گئے، جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی علوم حاصل کئے اور بچپن میں ہی حفظِ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو گئے ۹۲۴ھ میں وہ آپ کو جامع الازھر لے گئے وہاں آپ نے مصر کے نامور علماء سے علمی فیض حاصل کیا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خلوص دل سے علم حاصل کیا اور کثیر علوم میں مہارتِ تامہ حاصل کی مثلاً تفسیر،حدیث،علمِ کلام،فقہ،فرائض،حساب،نحو،صرف،معانی،بیان،منطق اور تصوف وغیرہ۔

اساتذہ کرام :

جن نابغۂ روزگار ہستیوں سے آپ نے علمی استفادہ کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ الاسلام قاضی زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شیخ عبدالحق سنباطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۳) شیخ شمس مشہدی علیہ رحمۃ اللہ القوی (۴) شیخ شمس سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۵) شیخ الامین غمری تلمیذ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۶) شیخ شہاب رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۷) شیخ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸) شیخ شمس لقانی ضیر وطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۹) شیخ شہاب بن نجار حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۰) شیخ رئیس

الاطباء شھاب بن صائغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۱) شیخ طبلاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے شمار طلباء نے استفادہ کیا اور آپ سے علم حاصل کرنے کی نسبت سے علماء ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں جبکہ صرف شیخ برھان بن الاحدب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالمشافہ علم حاصل کیا۔

سفرِ حج :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۹۳۳ھ ہجری کے اختتام پر مکہ مکرّمہ تشریف لے گئے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ایک سال وہیں قیام فرمایا پھر ۹۳۷ھ ہجری کے آخر میں اپنی اولاد کے ساتھ دوبارہ حج کیا تیسری بار ۹۴۰ھ ہجری میں حج کیا اور مکہ مکرّمہ میں ہی قیام پذیر ہوگئے اور وہیں درس وتدریس، افتاء اور تصنیف وتالیف کی مصروفیت میں مشغول رہے۔

تبحرِ علمی:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت متبحر عالم اور حافظ الحدیث تھے، آپ کو بارگاہِ ایزدی سے قوی حافظے کی لازوال دولت عطا کی گئی تھی، آپ کے محفوظات میں سے "المنھاج الفرعی" ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جلالت علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیس سال سے کم عمر میں ہی آپ کے مشائخ نے مسند افتاء وتدریس آپ کو عطا فرمادی، آپ دنیا سے بے رغبت، برائی سے منع کرنے والے اور نیکی کی دعوت عام کرنے والے اور اہل تصوف کے بہت معتقد تھے چنانچہ آپ نے صوفیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے منکرین ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کا بڑے شدومد کے ساتھ رَدّ وابطال کیا۔

تصانیف :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کئی یادگار تصانیف چھوڑیں، جن کے نام یہ ہیں:

(۱) شرح مختصر الروض (۲) شرح مختصر ابی الحسن البکری (۳) تحفۃ المحتاج شرح المنھاج (۴) فتح الجواد شرح الارشاد وھو صغیر (۵) الامداد شرح الارشاد وھو کبیر (۶) تحذیر الثقات عن اکل الکفتۃ والقات (۷) کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع (ھامش الزواجر) (۸) الاعلام بقواطع الاسلام (۹) الزواجر عن اقتراف الکبائر (۱۰) الفتاوٰی الفقھیۃ (۱۱) الفتاوٰی الھیتمیۃ: اربع مجلدات (۱۲) در الغمامۃ فی الزر والطیلسان والعمامۃ (۱۳) الجوھر المنظم فی زیارۃ قبر النبی المعظّم (۱۴) شرح

المشکوٰۃ (۱۵)جزء فی العمامۃ النبویۃ(۱۶)الاربعون حدیثاً فی العدل(۱۷)الاربعون فی الجھاد(۱۸)فتح المبین فی شرح الاربعین النوویۃ(۱۹)الایضاح شرح احادیث النکاح(۲۰)الصواعق المحرقۃ فی الردعلی اھل البدع والضلال والزندقۃ(۲۱)تطھیرالجنان واللسان عن الخطوروالتفوہ بثلب سیدنامعاویۃ بن ابی سفیان(۲۲)الفتاوٰی الحدیثیۃ(۲۳)معدن الیواقیت الملتمعۃفی مناقب الائمۃ الأربعۃ(۲۴)الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان(۲۵)المولد النبوی(۲۶)شرح الھمزیۃ البوصیریۃ(۲۷)المنھج القویم فی مسائل التعلیم علی الفیۃ عبد اللہ بافضل شرح علی قطعۃ من الفیۃبن مالک(۲۸)تحاف اھل الاسلام بخصوصیات الصیام(۲۹)اتمام النعمۃ الکبرٰی علی العالم بمولد سیدولد آدم(۳۰)تحریرالکلام فی القیام عند ذکرمولدسید الانام(۳۱) ارشاد اھل الغنی والانافۃ(۳۲)فیما جاء فی الصدقۃ والضیافۃ(۳۳)اسعاف الأبرار شرح مشکوٰۃ الأنوارفی الحدیث:أربع مجلدات(۳۴)اسنٰی المطالب فی صلۃ الأقارب(۳۵)اشرف الوسائل الی فھم المسائل(۳۶)تحریر المقال فی آداب واحکام وفوائد یحتاج الیھامؤدبو الاطفال(۳۷)تحفۃ الزوارالی قبر النبی المختار:أربع مجلدات(۳۸)تطھیر العیبۃ عن دنس الغیبۃ(۳۹)تلخیص الأحرٰی فی حکم الطلاق المعلق بالابرار (۴۰)تنبیہ الاخیارعلی معضلات وقعت فی کتاب الوظائف واذکارالاذکار(۴۱)الدر المنضود فی الصلوٰۃ علی صاحب اللواء المعقود(۴۲)الدر المنظوم فی تسلیۃالھموم(۴۳)زوائد سنن ابن ماجۃ(۴۴)فتح الاِلٰہ بشرح المشکوٰۃ(۴۵)الفضائل الکاملۃ لذوی الولایۃ العادلۃ(۴۶)القول الجلی فی خفض المعتلی (۴۷)قرۃ العین فی ان التبرع لا یبطلہ الدین(۴۸)جزء ماورد فی المھدی(۴۹)القول المختصر فی علامات المھدی المنتظر(۵۰)مبلغ الأرب فی فضل العرب(۵۱)المناھل العذبۃ فی اصلاح ماوھی من الکعبۃ(۵۲)المنح المکیۃ فی شرح الھمزیۃ(۵۳)النحب الجلیلۃ فی الخطب الجزیلۃ(۵۴)نصیحۃ الملوک(۵۵)الایعاب فی شرح العباب(۵۶)شرح عین العلم ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی رسائل اور حواشی لکھے،آپ کی تالیفات اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی ووافی ہیں۔

وصال پُر ملال:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونسٹھ سال آسمانِ علم وفن کے اُفق پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکتے رہے بالآخر رجب المرجب ۹۷۳ یا ۹۷۴ھ ہجری مکۂ مکرّمہ میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر خالقِ حقیقی سے جاملے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کو جنت المُعلٰی میں طبری مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ظاہری طور پر تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پردہ فرما گئے مگر سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود آپ کا نام زندہ وتابندہ ہے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ

ھَرگِزنَہ مِیرَدْ آنکِہ دِلَش زِندَہ شُدْ بَعِشْق یعنی جن کے دل عشقِ حقیقی کی لذت سے زندہ ہوں وہ کبھی نہیں مرتے۔

{اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم}

(ماخوذ از فتاوی حدیثیہ، حاشیہ الفوائد البھیۃ ،)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' عرض کی گئی:''کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں! جب آدمی کسی شخص کے والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ، باب الکبائرو اکبرھا،الحدیث:۲۶۳،ص۶۹۳)

شرف انتساب

مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والتفسیر، وقار الملۃ والدین

حضرت علامہ **مفتی محمد وقار الدین** قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

کے نام

جنہوں نے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی مدظلہ العالی

کو خلافت سے نوازا

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبۃ الکتاب

قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ O (پ۱۱، یونس: ۵۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔

اللہ عزوجل ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں، جس نے بندوں پر رحمت اور اپنے جلالِ قدرت اور کمالِ عزت کو نامناسب اوصاف سے پاک کرنے والی غیرت کی وجہ سے انہیں کبیرہ گناہوں، بدکاریوں، ممنوع کاموں، مفاسد، نفسانی خواہشات، لہوولعب کی برائیوں اور نافرمانیوں سے روکنے والی نصوص قطعیہ کے ذریعے بچایا۔ اس کی کتابوں کی آیات علم وحکمت کے بحرِ ذُخَّار اور اس کے عدل کی خفیہ تدبیریں ہلاکت خیز اور تباہی وبربادی میں مبتلا کرنے والی ہیں۔

اگر بندے اپنے حقیقی **ربّ** عزوجل کی ناراضگی اور اس کی جانب سے ملنے والی دائمی رُسوائی اور عذاب کو لازم کرنے والے غضب سے نہ ڈریں، تو کہیں اس سبب سے وہ سخت، دشوار گزار راستوں والی چراگاہ اور ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دینے والی جہنم کی آگ میں نہ جا پڑیں۔ اسی طرح جو لوگ اس کی رحمت اور رضا کی موسلا دھار بارش اور اس کے محبوب اور پسندیدہ کاموں میں رغبت، توفیق اور ہمیشہ کی زندگی میں بزرگی کے گھر تک پہنچنے کی تمنا نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے ارادے کو مقدم کرکے اُخروی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی اس کے ناپسندیدہ بندوں سے منہ پھیرتے ہیں اور نہ ہی دنیا وآخرت میں نیک اعمال کے ذریعے غالب رہتے ہیں، وہ بھی اپنے حالات پر غور کرلیں۔

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، ایسی گواہی جس کے ذریعے میں اس کی عالی جناب کی قطعی نافرمانی سے محفوظ رہوں اور اس کے کامل احباب کے ساتھ اس کے مقاماتِ قُرب میں ٹھکانا بنا سکوں۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا، سیدالوریٰ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ **اللہ** عزوجل نے ہمیں ان کے اَحکام بجالانے، ان کے منع کردہ اُمور سے رُک جانے اور ان کے اخلاق اپنانے کا حکم دیا ہے۔ **اللہ** عزوجل ان پر، ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر اپنی ذات کے دوام تک مشک کی پاکیزہ اور نفیس ترین خوشبو سے معطر درُود وسلام بھیجے، جن کی سچائی کی سفید چادر کو **اللہ** عزوجل نے مخالفت کی گندگی سے آلودہ ہونے سے محفوظ رکھا اور انہیں اپنی شدید خواہشات کو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا پر قربان کرنے کا جذبہ اور ہر قسم کے حالات میں احکام کی بجا آوری اور نواہی سے بچنے کا شعور دیا۔ اسی طرح قیامت کے اس دن تک بھلائی میں ان کی پیروی کرنے والوں پر بھی درود وسلام ہو جب ہر ایک کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق سلوک کیا جائے گا اور گنہگار سے کہا جائے گا کہ نافرمانی کا بدلہ رسوائی اور بربادی کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ نیکوکار سے کہا جائے گا کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے علاوہ کیا ہے؟

وجہ تالیف

۹۵۳ھ ہجری سے لیکر ایک طویل عرصے تک میرے دل میں یہ خواہش رہی کہ میں **کبیرہ گناہوں** سے متعلق ایک ایسی کتاب تالیف کروں جس میں کبیرہ گناہوں کے احکام، ان کی وعیدیں اوران کے ترک پر کئے گئے اجر وثواب کے وعدوں کو جمع کردوں اوراسے خوب مفصّل اور کثیر دلائل سے آراستہ کروں، مگر میں ایک قدم اٹھاتا اور دوسرا ہٹا لیتا کیونکہ مکۂ مکرمہ میں میرے پاس اس کتاب کے لئے مواد نہیں تھا، یہاں تک کہ میں امامِ وقت اوراہلِ زمانہ کے اُستاد حافظ ابوعبداللہ ذھبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب کبیرہ گناہوں سے متعلق ایک کتاب پانے میں کامیاب ہوا، مگراس سے تشنگی نہ مٹی، کیونکہ انہوں نے اس کتاب میں جتنے اِختصار سے کام لیا ہے وہ ان کے مرتبہ کوان جیسے لوگوں کے مقابلے میں کمزور کردیتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس میں چند احادیث اورحکایات جمع کردیں اوران کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں گہری نظر نہ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے محل میں بھی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس سلسلے میں ائمہ متقدمین کے کلام سے مدد لی۔ لہذا کبیرہ گناہوں کی برائی کے ظہوراور اکثر لوگوں کے ظاہر وباطن میں ان کی پرواہ نہ کرنے جیسے حالات نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا کہ میں ایک ایسی کتاب تالیف کروں، جو کہ ان تمام اُمور پر مشتمل ہو جو میرا مقصود ہیں اوراگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو یہ کتاب گناہوں سے روکنے کا ایک بہت بڑا سبب اور زبردست نصیحت ثابت ہوگی، کیونکہ لوگ زمانہ پرست، لہو ولعب کے پجاری اور اَحکامِ الٰہیہ عزوجل کواس قدر فراموش کر چکے ہیں کہ ان پر فسق وفجور کی باتیں غالب آ گئی ہیں، نیز وہ ہمیشگی کے گھر سے منہ موڑ کراوردھوکہ وفریب میں مبتلا ہوکر شہوات اورنافرمانیوں کی سرزمین کے باسی بن چکے ہیں، یہاں تک کہ انہیں **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر اوراس کی گرفت کی بھی کوئی پرواہ نہیں رہی حالانکہ وہ جانتے نہیں کہ ان کو اتنی ڈھیل محض اس وجہ سے دی جارہی ہے کہ وہ اپنی انہی نافرمانیوں کے باعث **اللہ** عزوجل کے قہر وغضب کے حقدار بنیں۔ اسی لئے میں نے اپنی اس کتاب کا نام ''**اَلزَّوَاجِر عَن اِقْتِرَافِ الْکَبَآئِر**'' رکھا، اور مجھے اُمید ہے کہ اگر یہ کتاب میری بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مکمل ہوگئی تو **اللہ** عزوجل اس کے ذریعے شہری اور دیہاتی ہر شخص کو نفع بخشے گا اوراسے ظاہری وباطنی پاکیزگی کا سبب بنادے گا۔

میرا بھروسہ اسی پر ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے، میں ہر چھوٹی بڑی مشکل میں اسی سے فریاد کرتا ہوں اور نیکی کی توفیق **اللہ** عزوجل ہی کی طرف سے ہے، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اوراسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حسنِ ترتیب:

مَیں نے اپنی اس کتاب کو جو ترتیب دی ہے وہ ایک مقدمہ، دو ابواب اورایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں کبیرہ اور وہ گناہ جن کا عام طور پر لوگ اِرتکاب کرتے ہیں کی تعریف، ان کی تعداد اور ان کے متعلقات مذکور ہیں۔

پہلا باب ان کبائر پر مشتمل ہے جن کا تعلق باطن اور اس کے اُن توابع سے ہے جو ابواب فقہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔

دوسرا باب ان کبائر پر مشتمل ہے جن کا تعلق ظاہر سے ہے اور مَیں انہیں اپنی فقہ شافعیہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کروں گا تا کہ محل کے مطابق اسے سمجھنے میں آسانی ہو، البتہ ان میں سے ہر ایک کو ذکر کرتے وقت برائی اور بدی کے لحاظ سے اس کے مراتب کی تفصیل کی طرف ایسے اشارے دوں گا، جو ان کی طرف رہنمائی کے ساتھ ساتھ ان پر دلالت بھی کریں گے۔

خاتمہ توبہ کے فضائل پر مشتمل ہے جبکہ توبہ کی شرائط اور اس کے متعلقات اسی طرح ''باب الشهادات'' میں ذکر کروں گا جس طرح فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اسے ''بـــاب الشهـــادات'' میں ذکر کرتے ہیں۔ پھر جہنم، اس کی صفات اور اس کے مختلف عذابوں کا تذکرہ ہوگا۔ نیز جنت، اس کے اوصاف اور اس میں شامل مختلف اِنعامات اور نعمتوں کا تذکرہ بھی ہوگا، تا کہ یہ مشیئتِ الٰہی عزوجل کے مطابق جہنم کی طرف لے جانے والے کبیرہ گناہوں سے روکنے کا زبردست داعی بن جائے اور اس طرح گناہوں سے رُک جانا ہمیشہ کی نعمتیں پا لینے میں کامیابی کا سبب اور **اللہ** عزوجل کی رضا کے حصول کا باعث بن جائے۔

یقیناً یہی سب سے بڑی کامیابی ہے، **اللہ** عزوجل ہمیں اس کا اہل بنائے اور ہم پر ہمیشہ اپنے جُود و کرم کی بارش برساتا رہے اور ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے اور ہمیں اپنے فضل سے اَرفع و اعلیٰ مقام تک پہنچائے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر اور ہر دعا قبول فرمانے والا ہے۔ (اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

مقدمہ

گناہ کبیرہ کی تعریف، تعداد اور دیگر متعلقات

ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی ایک جماعت نے کسی بھی گناہ کے صغیرہ ہونے کا انکار کیا اور ارشاد فرمایا: ''تمام گناہ، کبیرہ ہی ہیں۔'' ان ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں اُستاذ ابو اسحاق اسفرائینی، قاضی ابو بکر باقلانی بھی شامل ہیں، جبکہ امام الحرمین علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اس بات کو ''الارشاد'' میں اور علامہ ابن قشیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ''المرشد'' میں نقل کیا ہے بلکہ علامہ ابن فورک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قول کو اشاعرہ سے نقل کر کے اپنی تفسیر میں **مختار مذہب** کے طور پر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ،

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارے نزدیک **اللہ** عزوجل کی ہر نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور کسی گناہ کو صغیرہ یا کبیرہ صرف اُس سے بڑے دوسرے گناہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس آیت مبارکہ:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

میں یہ تاویل بیان کی کہ اس سے مراد اس کا ظاہری معنی ہے۔

معتزلہ کہتے ہیں: ''گناہوں کو دو انواع یعنی صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم کرنا صحیح نہیں۔''

بعض اوقات علامہ ابن فورک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اسی بات پر اصحاب مذہب کے اتفاق کا دعوی بھی کیا گیا اور بعض علماء جیسے امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

قاضی عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''کسی گناہ کو صغیرہ کہنا اسی صورت میں ممکن ہے جب اس معنی کے اعتبار سے کہا جائے کہ یہ گناہ، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی صورت میں صغیرہ ہوتا ہے۔''

یہ قول حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی اس روایت کے موافق ہے جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے روایت کیا ہے مگر یہ روایت منقطع ہے۔ (یعنی وہ حدیث جس کے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوں)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے سامنے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر وہ عمل جسے کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ کبیرہ ہے۔''

اور انہی سے یہ بھی مروی ہے: ''ہر وہ عمل جس میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی جائے گناہ کبیرہ ہے۔''

جمہور علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں: ''گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ اور (۲) کبیرہ یعنی بڑے گناہ۔''

ان دونوں فریقوں کے نزدیک ان کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اختلاف تو ان کے صغیرہ یا کبیرہ نام رکھے جانے میں ہے، کیونکہ اس بات پر تو سب کا اجماع ہے کہ بعض گناہ آدمی کی عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) کو عیب دار کر دیتے ہیں جبکہ بعض گناہ عدالت میں نقص نہیں ڈالتے، لہٰذا **پہلے گروہ** نے گناہ کو صغیرہ کہنے سے اجتناب کیا اور اس نے **اللہ** عزوجل کی عظمت اور اس کے عقاب کی سختی کی طرف دیکھتے ہوئے اور اس کی جلالت کی وجہ سے اس کی نافرمانی کو صغیرہ نہ کہا کیونکہ گناہِ صغیرہ **اللہ** عزوجل کی عظمت کے پیشِ نظر نہ صرف بڑا بلکہ بہت بڑا ہے۔

جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم پر کچھ زیادہ غور و فکر نہیں کیا، کیونکہ یہ ایک بدیہی اور واضح بات ہے بلکہ انہوں نے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ (پ۲۶، الحجرات:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔

کی وجہ سے گناہوں کو دو قسموں یعنی صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم کر دیا۔ اس آیت کریمہ میں **اللہ** عزوجل نے نافرمانی کے تین درجے بیان فرمائے اور ان میں سے بعض کو فسوق یعنی حکم عدولی کہا جبکہ بعض کو فسق سے تعبیر نہ فرمایا۔ نیز ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے بھی اِستدلال کیا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ (پ۲۷، النجم:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے۔

عنقریب ایک صحیح حدیث مبارکہ پیش کی جائے گی جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ''کبیرہ گناہ سات ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ ''کبیرہ گناہ نو ہیں۔''

ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''یہاں سے لے کر وہاں (مثلاً ایک نماز سے دوسری نماز) تک بیچ کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جب تک بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔''

چونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کبیرہ گناہوں کو دیگر گناہوں سے خاص فرما دیا ہے لہٰذا اس سے **معلوم** ہوا کہ اگر

تمام گناہ کبیرہ ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہرگز ایسا نہ فرماتے اور جس گناہ کا فساد بڑا ہو وہ کبیرہ کہلانے ہی کا مستحق ہے اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالی شان:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (پ۵، النسآء:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے۔

گناہوں کے صغیرہ اور کبیرہ دو قسموں میں منقسم ہونے پر صریح دلیل ہے۔

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اسی لئے فرماتے ہیں: ''کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کے مابین فرق کا انکار کرنا درست نہیں کیونکہ اس کی پہچان شریعت کے اُصولوں سے ہو چکی ہے۔''

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کے درمیان **فرق** کے قائل حضرات کا گناہِ کبیرہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور ہمارے شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔

پہلی تعریف:

''وہ گناہ جس کا مرتکب قرآن وسنت میں منصوص (یعنی صراحتاً بیان کی گئی) کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔''

بعض متأخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **وعید** کے ساتھ **سخت** کی قید کو حذف کر دیا کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ **اللہ** عزوجل کی ہر وعید سخت ہوتی ہے لہٰذا اس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور دوسرا یہ کہ اس تعریف میں یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ وہ وعید کتاب وسنت میں ہو، یہ بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وعید ہوتی ہی وہ ہے جو کتاب وسنت میں موجود ہو۔

دوسری تعریف:

''ہر وہ گناہ جو **حد** کو واجب کرے وہ کبیرہ ہے۔'' سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ اسی تعریف کے قائل ہیں، جبکہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ دونوں وہ تعریفیں ہیں جو اکثر کتب میں پائی جاتی ہیں، لہٰذا علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اس تعریف کو ترجیح دینے میں میلان رکھتے ہیں مگر پہلی تعریف ان کی بیان کردہ کبیرہ گناہوں کی تفصیل کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بیان کیا ہے کہ بہت سے کبیرہ گناہ ایسے ہیں جن میں حد واجب نہیں ہوتی جیسے سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، قطع رحمی کرنا، جادو کرنا، چغل خوری، جھوٹی گواہی دینا، شکوہ کرنا، بدکاری کی دلالی کرنا اور بے غیرتی وغیرہ۔

اس سے پتہ چلا کہ پہلی تعریف دوسری تعریف سے زیادہ صحیح ہے۔ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کو ''الحاوی الصغیر'' کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی نقل کیا ہے کہ ''علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم دوسری تعریف کو ترجیح دینے کی

جانب مائل ہیں۔'' جبکہ میں نے حضرت سیدنا امام اذرعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ دونوں حضرات کا یہ قول بڑا عجیب ہے کہ ''علماء کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم دوسری تعریف کی جانب مائل ہیں جو کہ مقصود سے دور ہے۔'' حالانکہ جب انہوں نے پہلی تعریف کو یہ کہتے ہوئے ترجیح دی کہ ہمارے نزدیک وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر نص قائم ہو اگرچہ اس پر حد کا نافذ ہونا ضروری نہیں تو اس پر کیا جانے والا یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا تھا کہ بخاری و مسلم میں والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی کو کبیرہ شمار کیا گیا ہے اس کے باوجود ان پر کوئی حد نہیں۔ تو جس طرح اس دوسری تعریف پر انہوں نے یہ مثالیں دے کر اعتراض کیا اسی طرح اس پہلی تعریف پر بھی یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ ان کا کبیرہ ہونا تو معلوم ہے لیکن ان پر کوئی نص وارد نہیں، جیسا کہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کئی ایسے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا ہے جن پر بالاتفاق کوئی بھی نص وارد نہیں۔

تیسری تعریف:

ہر وہ گناہ جس کی حرمت پر کوئی نص وارد ہو یا اس کی جنس میں سے کسی فعل پر حد واجب ہوتی ہو اور اس کے ارتکاب سے فوری طور پر لازم ہونے والے فرض کو چھوڑنا پڑتا ہو اور گواہی، روایت اور قسم میں جھوٹ بولنا پڑے تو یہ سب کبیرہ گناہ ہیں۔

علامہ ہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنی کتاب ''الاشراف'' اور قاضی شریح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب ''الروضۃ'' میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ''اِجماعِ عام (یعنی سلف سے منقول ہر دور میں قائم رہنے والا اجماع) کا مخالف ہر قول بھی گناہِ کبیرہ ہے۔''

چوتھی تعریف:

سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک اُمورِ دینیہ کی انجام دہی میں لاپرواہی و بے توجہی سے کام لینا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ دینی اُمور کی بجا آوری میں حد سے زیادہ نرمی اختیار کرنا عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) کو باطل کر دیتا ہے اور لاپرواہی و بے توجہی اُمورِ دینیہ کی ادائیگی اس بات کو ثابت نہیں کرتی بلکہ اس کے مرتکب سے ظاہری طور پر حُسنِ ظن باقی رہتا ہے اور اس کی عدالت کو باطل نہیں کرتا۔

سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''دو متضاد چیزوں میں فرق کرنے کے لئے یہ سب سے بہتر تعریف ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن قشیری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ''المرشد'' میں اسے ذکر کیا اور سیدنا امام سبکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ نے اس تعریف کو پسند کیا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ایک انسان کسی فعل کو ہیچ اور حقیر جانتے ہوئے سرانجام دے لیکن اس کا یہ ہیچ سمجھنا دیانۃً نہ ہو بلکہ حد درجہ تقوی اور اُمیدِ مغفرت کی وجہ سے ہو تو گناہِ کبیرہ ہوگا اور اگر وہ فعل محض دل میں پیدا ہونے والے وسوسے یا پھر آنکھ کے

بہک جانے کے سبب ہوتو صغیرہ ہوگا۔ یہاں دیانۃً سے مراد یہ ہے کہ وہ اصلاً اس فعل کوحقیر نہ جانتا ہو کیونکہ اُمورِدینیہ میں سے کسی چھوٹے سے فعل کو بھی حقیر سمجھنا کفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعریف میں جوالفاظ استعمال کئے وہ لاپرواہی وبے توجہی کے ہیں، یہ نہیں کہا کہ قطعاً ان کی پرواہ ہی نہ کی جائے۔ کفراگرچہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے لیکن یہاں مراد اس کے علاوہ وہ افعال ہیں جو کہ ایک مسلمان سے سرزد ہوتے ہیں۔

علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''متأخرین علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کوترجیح دی شاید اس وجہ سے کہ احادیث میں جو کبیرہ گناہوں کی تفصیل مروی ہے اور قیاس کے مطابق جو گناہ کبیرہ ہیں ان سب کو امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول کفایت کرتا ہے۔'' گویا ایسے محسوس ہورہا ہے کہ علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان اعتراضات کو نہیں دیکھا جوانہوں نے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے بارے میں کئے ہیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں غوروفکر کریں تو یہ بات معلوم ہوگی کہ ان کے نزدیک اس تعریف میں کبیرہ پر کوئی حد نہیں ان لوگوں کے برعکس جنہوں نے اس تعریف سے یہ سمجھا ہے کہ یہاں بھی حد ہے، کیونکہ یہ تعریف ان چھوٹی حقیر باتوں کو بھی شامل ہے جو کبیرہ گناہ نہیں، نیز اس تعریف میں ان چھوٹی حقیر باتوں کو بھی شامل کر دیا گیا ہے جن سے عدالت باطل ہو جاتی ہے اگرچہ وہ گناہِ صغیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ تعریف پہلی دو تعریفوں سے زیادہ عام ہے کیونکہ یہ آئندہ آنے والے تمام کبیرہ گناہوں پر صادق آتی ہے مگر یہ تعریف مانع نہیں جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ یہ صغیرہ گناہوں پر بھی صادق آتی ہے مثلاً صغیرہ پر اصرار وغیرہ۔

علامہ برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گذشتہ توجیہات نقل کر کے ارشاد فرمایا: ''بعض محققین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان تمام تعریفات کو جمع کر لینا چاہئے تاکہ قرآن وسنت اور قیاس سے معلوم شدہ کبیرہ گناہوں کو شمار کیا جاسکے کیونکہ بعض گناہوں پر ایک تعریف پوری طرح صادق نہیں آتی تو بعض پر دوسری اس لئے ان تعریفات کو جمع کرنے ہی سے ان کی صحیح تعداد معلوم ہوسکتی ہے۔''

میں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں: امام صاحب کی اس تعریف میں جو بھی تھوڑا بہت غوروفکر کرے تو اس پر یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ آئندہ بیان کئے جانے والے ہر گناہ پر یہ تعریف پوری اُترتی ہے۔'' اور ''**الخادم**'' میں سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد صاحبِ کتاب لکھتے ہیں: ''تحقیق یہ ہے کہ ان وجوہات میں سے ہر ایک کبیرہ گناہوں کی بعض اقسام پر ہی منحصر ہے، جبکہ ان سب کے مجموعے سے کبیرہ گناہوں کی معرفت کا قاعدہ کلیہ حاصل ہو جاتا ہے۔''

اسی لئے علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''**کبیرہ گناہ** وہ ہے جو حد کو واجب کرے یا جس پر وعید آئی ہو۔'' اور

علامہ ابن عطیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ہر وہ گناہ جس پر حد واجب ہو یا جس کے ارتکاب پر جہنم کی وعید یا لعنت آئی ہو وہ کبیرہ ہے۔'' اور امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیان کردہ تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ''اگر کوئی شخص چوری کے نصاب سے کم مالیت کا مال غصب کرلے تو وہ گناہ صغیرہ کا مرتکب ہے حالانکہ اس کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے، لہٰذا قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ گناہِ کبیرہ ہونا چاہئے اور اسی طرح اجنبی عورت کو بوسہ دینا صغیرہ گناہ ہے حالانکہ ایسا کرنے والے کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں گناہوں کا صغیرہ ہونا ان علماء کرام کی رائے کے مطابق ہے جو ان تمام تعریفات کو جمع کرنے والے ہیں، جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا جبکہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف کے مطابق یہ دونوں کبیرہ ہیں لہٰذا اعتراض ہی نہ رہا، نیز یہ اعتراض تو اس وقت درست ہوتا جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق ہوتا کہ یہ صغیرہ گناہ ہیں حالانکہ یہ ایسے افعال ہیں جن کے کرنے والے کو لوگ اچھا خیال نہیں کرتے۔

پانچویں تعریف:

''ہر وہ فعل جو حد واجب کرے یا اس کے ارتکاب پر وعید آئی ہے وہ کبیرہ ہے جب کہ جس فعل میں گناہ کم ہو وہ صغیرہ ہے۔'' اس تعریف کو علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الحاوی'' میں ذکر کیا ہے۔

چھٹی تعریف:

''ہر وہ گناہ جو بذاتِ خود حرام اور فی نفسہٖ ممنوع ہو وہ کبیرہ گناہ ہے۔'' اگر کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب ان دونوں قیودات یا حرمت کی دیگر وجوہات کو پیشِ نظر رکھ کر کرے تو یہ زیادہ بُرا ہے جیسے زنا ایک کبیرہ گناہ ہے اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا اور زیادہ سخت بُرا ہے۔ اس وقت تک صغیرہ گناہ صغیرہ ہی رہے گا جب تک کہ اس کا مرتبہ منصوص علیہ (یعنی جس کے کبیرہ ہونے کا واضح حکم ہو) سے کم ہو یا وہ منصوص علیہ سے کم درجہ کی کسی اور علّت کے مقابل ہو اور اگر اس میں دو یا دو سے زیادہ حرمت کی وجوہات پائی جائیں تو وہ صغیرہ، کبیرہ ہو جائے گا، لہٰذا بوسہ دینا، چھونا اور رانوں پر ران رکھنا صغیرہ گناہ ہیں لیکن پڑوسی کی بیوی کے ساتھ یہ کام کبیرہ گناہ ہیں[1] جیسا کہ علامہ

---

[1]: اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو اگرچہ دیکھنا جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اس لئے کہ شہوت کا مکمل اندیشہ ہے کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت (اور بلوائے عام) ہے۔ چھونے کی ضرورت نہیں لہٰذا چھونا حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں اس لئے حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے، ہاں اگر وہ بہت بوڑھی ہوں کہ محلِ شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر مرد زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنے کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۷۸)

ابن رفعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قاضی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور انہوں نے علامہ حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا اور عنقریب ان کی عبارت کی تفصیل اپنی جگہ آئے گی اور ان کا **مختار مذہب** بھی یہی ہے کہ ہر گناہ میں صغیرہ اور کبیرہ دونوں پہلو ہوتے ہیں۔

کبھی کسی قرینہ کی وجہ سے صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ گناہ کسی قرینہ کی وجہ سے زیادہ فحش ہو جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرنا تمام کبائر سے زیادہ بُرا ہے اور اس کی انواع میں سے کوئی گناہِ صغیرہ نہیں۔ اس کی چند مثالیں تفصیل کے ساتھ اپنے مقام پر آئیں گی۔

ساتویں تعریف:

''ہر وہ فعل جس کی حرمت پر قرآن پاک میں نص وارد ہو یعنی قرآن پاک میں اس کے بارے میں تحریم (یعنی حرام کرنے) کا لفظ استعمال کیا گیا ہو۔'' قرآن کریم میں جن چیزوں کی حرمت الفاظ میں مذکور ہے وہ چار ہیں: مردار اور خنزیر کا گوشت کھانا، یتیم وغیرہ کا مال کھانا اور میدان جہاد سے بھاگنا۔ لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ کبیرہ گناہ یہی چار چیزیں ہیں۔

آٹھویں تعریف:

''کبیرہ گناہ کی کوئی خاص تعریف نہیں جس کے ذریعے بندہ اس کی معرفت حاصل کر سکے۔'' ہمارے شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''بسیط'' میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کی کوئی ایسی تعریف نہیں جس کے ذریعے بندے اس کی معرفت حاصل کر سکیں ورنہ تو لوگ صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتے بلکہ انہیں جائز و مباح سمجھنے لگتے مگر **اللہ** عزوجل نے کبیرہ گناہوں کو بندوں سے پوشیدہ رکھا تا کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کے لئے ہر ممنوع فعل سے بچنے کی کوشش کریں اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں جیسے **اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی**، (یعنی بیچ کی نماز) **لَیْلَۃُ الْقَدْر** اور دعا کی قبولیت کی گھڑی وغیرہ کو پوشیدہ رکھا گیا۔''

مگر ان کی یہ بات درست نہیں، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس کی ایک معین تعریف ممکن ہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر میں نے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہی بات نقل کرتے ہوئے دیکھا مگر انہوں نے بھی اس بات کو اس طور پر بیان کیا جس سے ان پر ہونے والے اعتراضات کچھ کم ہو گئے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ شافعی مفسر علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تمام کبیرہ گناہ پہچانے نہیں جا سکتے یعنی انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔'' علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ گناہوں کے بارے میں تو بتا دیا گیا کہ یہ کبیرہ ہیں اور کچھ کے بارے میں بتا دیا گیا کہ یہ صغیرہ ہیں لیکن کچھ گناہ ایسے ہیں جن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کبیرہ

گناہ تو مشہور ہیں، البتہ! اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا انہیں کسی تعریف، ضابطہ یا تعداد کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے یا نہیں؟''

اب ہم کبیرہ گناہ کے بارے میں اصحاب شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ متاخرین اور دیگر بزرگوں رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ

☆......ان میں سے ایک قول حضرت سیدنا حسن بصری، حضرت سیدنا ابن جبیر، حضرت سیدنا مجاہد اور حضرت سیدنا ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ ''ہر وہ گناہ، کبیرہ ہے جس کے مرتکب سے جہنم کا وعدہ کیا گیا ہو۔''

☆......سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''ہر وہ گناہ جسے آدمی خوف یا ندامت محسوس کئے بغیر حقیر جانتے ہوئے کرے اور وہ اس پر جری بھی ہو تو وہ کبیرہ ہے اور جو گناہ دل کے وسوسوں کی پیداوار ہو اور پھر اس پر ندامت بھی محسوس ہو نیز اس سے لذت حاصل کرنا بھی دشوار ہو تو وہ کبیرہ نہیں۔''

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''یہ ضروری نہیں کہ کبیرہ گناہوں کی کوئی خاص تعداد جانی جائے کیونکہ ان کی پہچان فقط سماعی (یعنی سنی سنائی) ہے اور ان کی تعداد کے بارے میں کوئی نص بھی نہیں۔''

علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی پہلی بات پر یہ اعتراض کیا کہ یہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تفصیل ہے، مگر یہ بات سخت مشکل میں ڈالنے والی ہے کیونکہ اگر کبیرہ گناہوں کی معرفت کا قاعدہ یہی ہو تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص زنا جیسا بُرا فعل کرے اور اس پر ندامت محسوس کرے تو کیا یہ کبیرہ گناہ شمار نہ ہوگا؟ اس صورت میں اس تعریف کے مطابق یہ گناہ کبیرہ شمار نہیں ہوتا، نہ ہی یہ معصیت اس کی عدالت کو ختم کرتی ہے، حالانکہ یہ بات بالاتفاق درست نہیں۔ البتہ اگر اس قاعدہ کو ان کبیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جن کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی تو یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہوگا۔

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''شاید علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ خیال کیا ہے کہ ہر وہ گناہ جس کی تعریف بھی مذکور ہو تو وہ منصوص میں داخل ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں، یعنی امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا بیان کردہ قاعدہ منصوص کے علاوہ دیگر کبائر کے لئے ہے اور یہ حقیقت سے زیادہ قریب ہے، جبکہ علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفات منصوص گناہوں کے علاوہ دوسرے گناہوں کو بھی شامل ہیں۔''

☆......علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مناسب ترین بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے فاعل سے اپنے دین کو اس طرح ہلکا جاننا ظاہر ہو جس طرح کہ وہ منصوص علیہ کبیرہ گناہ کو صغیرہ سمجھتا ہو۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جب آپ صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان فرق جاننا چاہیں تو اس گناہ کے فساد کو منصوص علیہ کبیرہ گناہ کے مقابل رکھ کر دیکھیں اگر اس گناہ کا نقصان کبیرہ سے کم ہے تو یہ صغیرہ ہوگا ورنہ کبیرہ۔''

علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ''منصوص علیہ کبیرہ گناہوں کا احاطہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ان گناہوں کو نہ جان لیا جائے جو فساد کے اعتبار سے ان سے کم تر ہوں اور جب تک واقع شدہ گناہ کی خرابی کے ساتھ ان کبیرہ گناہوں کا موازنہ نہ کرلیا جائے، جو کہ دشوار ہے۔''

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ''علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض تو کر دیا مگر جب اس کے بارے میں وارِد صحیح احادیث کو جمع کیا جائے تو اس میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی۔'' اور حقیقت میں ایسا کرنا واقعی مشکل ہے کیونکہ اگر اس کے بیان میں وارِد صحیح احادیث کو جمع کرنے کے امکان کو فرض کر بھی لیا جائے اور ہم تمام کبیرہ گناہوں کے فساد کا احاطہ بھی کر لیں تب بھی یہ جاننا اِنتہائی مشکل اَمر ہے کہ ان میں سے کس گناہ کا فساد کم ہے کیونکہ یہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔''

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا کھوکھلا پن ظاہر کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''جس نے **اللہ** عزوجل کو معاذ اللہ گالی دی یا اس کے کسی رسول کی توہین کی یا خانہ کعبہ یا قرآن پاک کو گندگی سے آلودہ کر دیا تو اس کا یہ فعل کبیرہ ترین گناہ ہے حالانکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح نہیں فرمائی۔ اور ان کے رَد کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس بدبخت کا یہ عمل **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کے زمرے میں آتا ہے جو کہ منصوص علیہ کبیرہ گناہوں میں سرِفہرست ہے کیونکہ یہاں شرک سے بالاجماع مطلق کفر مراد ہے نہ کہ صرف شرک۔

علامہ شمس برماوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ سب اس صورت میں ہے جب کبیرہ گناہ کی تفسیر امام الحرمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کردہ معنی کے مطابق نہ ہو بلکہ کفر اور دیگر گناہوں سے عام ہونے کی بناء پر کی جائے اور مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) گذشتہ صفحات میں یہ بات بیان کر چکا ہوں کہ امام الحرمین وغیرہ کے کلام کا تقاضا یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کی جو تعریفیں بیان کی گئیں ہیں یہ کفر سے کم تر گناہ کی تعریفیں ہیں کیونکہ اگر کفر کو کبیرہ گناہ کہنا درست ہو تو یہ اکبر الکبائر ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ قول کے بعد چند مثالیں بھی دی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱)......جس نے کسی شادی شدہ پاک دامن عورت کو زنا کے لئے یا کسی مسلمان کو قتل کرنے کے لئے قید کر لیا تو بلاشبہ اس کی برائی یتیم کا مال ناحق کھانے والے سے زیادہ ہے۔

(۲)......اگر کسی نے یہ جاننے کے باوجود کہ کفار میرے بتانے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے، ان کی عورتوں اور بچوں کو گالیاں دیں گے اور ان کے اموال کو غنیمت بنا لیں گے، پھر بھی کافروں کو مسلمانوں کی کمزوریاں بتائیں تو اس کی برائی جہاد سے بغیر عذر فرار ہونے سے بہت زیادہ ہے۔

(۳)......اگر کسی نے مسلمان پر جھوٹا الزام لگایا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ جھوٹے الزام کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے گا تو اس کی

برائی بھی بہت زیادہ ہے۔

علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کئی مثالیں دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ''بعض علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے **کبیرہ گناہ کی پہچان** کے لئے یہ **قاعدہ** بنایا ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر کوئی وعید آئی ہو یا اس کے ارتکاب سے حد یا لعنت لازم آتی ہو تو وہ کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا راستے کے نشان بدل دینا بھی گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ اس پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر وہ گناہ جس کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے مفاسد ان گناہوں کی طرح ہیں جن پر وعید، لعنت یا حد وارِد ہوئی ہے یا اُن کے مفاسد ان سے زیادہ ہیں تو وہ گناہ بھی کبیرہ ہیں۔''

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایسی صورت میں یہ بات شرط قرار پاتی ہے کہ اس برائی اور فساد کو لیا ہی نہ جائے جو کسی دوسرے اَمر سے خالی ہو کیونکہ اس میں غلطی واقع ہو سکتی ہے، مثال کے طور پر کیا آپ نہیں جانتے کہ خمر (شراب) کی جو برائی فوراً ذہن میں آتی ہے وہ نشہ اور عقل کا خلجان ہے اگر ہم فقط ان دو چیزوں کو اس کی برائی میں شمار کریں تو اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ شراب کا ایک قطرہ پینا گناہِ کبیرہ نہیں کیونکہ اس میں یہ برائیاں نہیں پائی جاتیں حالانکہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ ایک قطرہ پینا زیادہ شراب پینے کا پیش خیمہ ہے جو کہ ان مفاسد میں ڈال دیتا ہے لہٰذا قطرے کی یہی حیثیت اسے کبیرہ کر دیتی ہے۔''

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شراب کے ایک قطرے کا جو ذکر کیا ہے ان سے پہلے علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ذکر کیا تھا، پھر اپنے قواعد میں یہ بات نقل کرنے کے بعد فرمایا: ''میں نے اس تعریف سے بہتر کسی عالم کی بیان کردہ تعریف نہیں دیکھی۔'' شاید ان کی مراد یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسی تعریف نہیں دیکھی جو اعتراض سے بھی محفوظ ہو اور جامع و مانع بھی ہو۔

☆......علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں: ''علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبیرہ کی اس تعریف کو اختیار کیا ہے کہ ''کبیرہ ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جو اتنا بڑا ہو کہ اسے کبیرہ گناہ کہا جا سکتا ہو اور اسے علی الاطلاق کبیرہ گناہ کے ساتھ متصف کیا جاتا ہو، اس کی چند علامتیں ہیں: (۱) وہ گناہ حد کو واجب کرتا ہو (۲) اس کے ارتکاب پر عذابِ جہنم کا وعدہ ہو اور اس کی وعید قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہو (۳) اس کے فاعل کو فاسق کہا جاتا ہو اور (۴) اس پر لعنت وارد ہوئی ہو۔''

شیخ الاسلام علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الحاوی'' کے حاشیہ پر لکھی گئی اپنی تفسیر میں اس کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے: ''تحقیق یہ ہے کہ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر قرآن وحدیث میں وعید یا لعنت وارد ہوئی ہو یا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی برائی مذکورہ گناہ جیسی یا اس سے زیادہ ہے یا منصوص علیہ کبائر کو صغیرہ گناہ جاننے کی طرح اس کے مرتکب کا اپنے دین کو ہلکا جاننا

ظاہر ہوتا ہو جیسے کسی کو بے گناہ سمجھ کر قتل کر دیا پھر پتہ چلا کہ وہ قتل ہی کا حق دار تھا یا کسی عورت سے یہ گمان کرتے ہوئے جماع کرنا کہ میں زنا کر رہا ہوں پھر پتہ چلا کہ وہ اس کی اپنی ہی بیوی یا لونڈی تھی۔''

علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو باتیں آخر میں ذکر کی ہیں انہیں علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قواعد کی ابتداء میں ان سے پہلے ہی ذکر کر دیا تھا اور علامہ بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو کلام ابتداء میں کیا ہے، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول اس کی تائید کرتا ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر **اللہ** عزوجل نے جہنم، غضب، لعنت یا عذاب کی مُہر لگا دی ہو وہ کبیرہ گناہ ہے۔'' اسے حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

جان لیں کہ بیان کردہ تمام تعریفات سے ان بزرگوں کا مقصود فقط اعتدال کی راہ اختیار کرنا ہے ورنہ یہ تعریفات جامع نہیں ہیں اور جس چیز کی معرفت کا کوئی خاص قاعدہ مقرر نہ ہو اس کا شمار کیونکر ممکن ہے؟

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کی صرف تعداد بیان کی ہے کوئی تعریف بیان نہیں کی۔ لہٰذا حضرت سیدنا ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ ''کبیرہ گناہ وہ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل نے سورۂ نساء کی ابتدائی آیات سے لے کر اس آیت:

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ (پ۵، النسآء: ۳۱)	ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے۔

تک بیان کیا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''کبیرہ گناہ سات ہیں۔'' اس پر صحیحین (یعنی بخاری مسلم) کی اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے چنانچہ،

{1}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو، وہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا اور (۷) سیدھی سادی پاک دامن مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یأکلون اموال الیتمی......الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲

{2}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) والدین کی نافرمانی کرنا اور (۴) کسی جان کو قتل کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر و اکبرھا، الحدیث: ۲۶۱، ص ۶۹۳، بدون "السحر"

{3}......بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جھوٹی قسم اٹھانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث: ۶۶۷۵، ص ۵۵۸

{4}......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں ''جھوٹی قسم'' کی جگہ ''جھوٹی گواہی'' کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائرو اکبرھا،الحدیث: ۲۶۰،ص ۶۹۳)

اس کا **جواب** یہ ہے کہ سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ تعداد حالات کے تقاضوں کی بناء پر ارشاد فرمائی تھی اس سے کبیرہ گناہوں کو اس تعداد میں محصور کرنا ہرگز مقصود نہ تھا۔

جن بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ ''کبیرہ گناہ صرف سات ہیں۔'' ان میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عطاء اور حضرت سیدنا عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔

ایک قول کے مطابق کبیرہ گناہ ''پندرہ''، ایک کے مطابق ''چودہ'' اور ایک قول کے مطابق ''چار'' ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''گناہِ کبیرہ **تین** ہیں۔'' اور انہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ''**دس**'' ہیں۔

جبکہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام عبدالرزاق اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے روایت کیا: ''ان کی اقسام کی تعداد کا ''**ستر**'' ہونا **سات** سے زیادہ قریب ہے۔'' اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلیل القدر شاگرد حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ان کا اپنی انواع اور اصناف کے اعتبار سے **سات سو (700)** کی تعداد میں ہونا زیادہ مناسب ہے۔''

{5}......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کو حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا: ''کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟ کیا ان کی تعداد **سات** ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ان کی تعداد کا **سات سو (700)** ہونا **سات (7)** ہونے سے بہتر ہے مگر یہ کہ کوئی کبیرہ گناہ اِستغفار یعنی توبہ اور اس کی شرائط کی موجودگی میں کبیرہ نہیں رہتا اور کوئی صغیرہ گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے)۔''

(تفسیر درِمنثور، تحت الآیۃ ان تجتنبوا کبائر......الخ، ج ۲ ص ۵۰۰)

امام دیلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اپنے اجتہاد سے ان کی تعداد کو اپنی ایک کتاب میں ذکر کر دیا ہے جو کہ **چالیس** سے زیادہ ہے۔'' لہٰذا حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کی تاویل کی جائے گی۔

شیخ الاسلام علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قواعد میں فرماتے ہیں: ''میں نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں ان کبیرہ گناہوں کو ذکر کیا جن کے کبیرہ ہونے کی شفیعِ روزِ شمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

نے تصریح فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں: ''شرک کرنا، قتل کرنا، زنا کرنا اور زنا میں سب سے بڑا گناہ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا، میدان جنگ سے فرار ہونا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، جادو کرنا، مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسم اٹھانا، چغلی کھانا، چوری کرنا، شراب پینا، بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا، بیعت توڑنا، سنت چھوڑنا، ہجرت کے بعد عرب کا دیہاتی بننا، **اللّٰہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا، **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا، مسافر کو اپنی ضرورت سے زائد پانی کے استعمال سے روکنا، پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا، والدین کی نافرمانی کرنا، والدین کو گالیاں دلوانے کے اسباب پیدا کرنا، وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا۔'' احادیثِ مبارکہ میں انہی پچیس (25) گناہوں کے کبیرہ ہونے کی تصریح آئی ہے۔

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کہتا ہوں: ''ان گناہوں میں یہ اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے: مالِ غنیمت میں خیانت کرنا اور نر جانور کو جفتی سے روکنا، بلکہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے سب سے بڑا کبیرہ گناہ قرار دیا ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی بزار کی روایت میں بیان ہوگا، اسی طرح بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا جیسا کہ بیہقی شریف کی روایت میں آئے گا اور یہ بے حرمتی بیت الحرام کو حلال ٹھہرانے کے علاوہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے، حرمِ پاک میں کسی بھی قسم کے گناہ کے اِرتکاب پر حرم کی بے حرمتی ثابت ہوجائے گی خواہ وہ پوشیدہ ہی ہو۔''

پھر جب مَیں نے علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ انہوں نے بیان کردہ اقوال کے بعد لکھا ہے کہ ''گذشتہ احادیث میں مذکور بہت سی چیزیں بیان ہونے سے رہ گئی ہیں۔ مثلاً نر جانور کو جفتی سے روکنا، جادو سیکھنا اور اس پر عمل کی کوشش بھی کرنا، **اللّٰہ** عزوجل سے برا گمان رکھنا، خیانت کرنا اور بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا البتہ اس کے بارے میں وارد حدیثِ پاک ضعیف ہے، اس کے ساتھ ہی منصوص علیہ کبیرہ گناہوں کی تعداد تیس (30) ہوگئی، مگر نر جانور کو جفتی سے روکنے والی روایت کی سند بھی ضعیف ہے اور اس کا نقصان دیگر کبیرہ گناہوں سے کم ہے ہم نے اسے صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا ذکر گذشتہ صفحات میں ایک حدیثِ مبارکہ میں ہوچکا ہے۔''

اعتراض: چوری کے کبیرہ گناہ ہونے کے بارے میں کسی حدیثِ مبارکہ میں تصریح نہیں آئی بلکہ حدیثِ پاک میں تو خیانت کے گناہ کبیرہ ہونے پر تصریح وارد ہوئی جس کا مطلب مالِ غنیمت سے چوری کرنا ہے۔

جواب: اس کے بارے میں تصریح صحیحین میں موجود ہے، چنانچہ،

{6}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چور چوری کرتے وقت مؤمن نہیں رہتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان......الخ، الحدیث: ۲۰۲، ص ۶۹۰)

{7 }......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ہے: ''اگر اس نے ایسا کیا (یعنی چوری کی) تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا پھر اگر اس نے توبہ کی تو **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔''

(سنن نسائی، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، الحدیث: ۴۸۷۶، ص ۲۴۰۳)

اسی طرح ان کا یہ قول کہ ''بیعت توڑنا'' تو اس کے بھی کبیرہ گناہ ہونے پر کوئی صریح نص وارد نہیں ہوئی بلکہ اس پر ایک سخت وعید آئی ہے، اسی طرح سنت ترک کرنے کے گناہِ کبیرہ ہونے پر بھی کوئی نص نہیں بلکہ امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مستدرک میں ایک روایت کو شرطِ امام مسلم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر صحیح قرار دیتے ہوئے روایت کیا ہے کہ،

{8 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''فرض نمازوں، جمعہ اور رمضان کے کفاروں کی مثل دیگر (گناہوں کے) بھی کفارے ہیں مگر اِن تین گناہوں کا کوئی کفارہ نہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا (۲) بیعت توڑنا اور (۳) سنت کو چھوڑنا۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب الصلاۃ المکتوبۃ الی ......الخ، الحدیث: ۴۲۰، ج ۱، ص ۲۳)

{9 }......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے بیعت توڑنے کی وضاحت یوں فرمائی ہے: ''تم قسم کے ساتھ کسی شخص کی بیعت کرو، پھر اس بیعت کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی تلوار کے ذریعے اس سے لڑ پڑو۔'' (المرجع السابق)

{10 }......ترکِ سنت کی وضاحت میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس سے مراد جماعت سے علیحدہ ہونا ہے۔'' (المرجع السابق)

{11 }......مسند احمد اور ابوداوٗد شریف کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخوارج، الحدیث: ۴۷۵۸، ص ۱۵۷۳)

نیز ترکِ سنت سے مراد بدعات کی پیروی کرنا ہے **اللہ** عزوجل ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ان احادیثِ مبارکہ کی طرف اشارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں گناہوں کا تذکرہ موجود ہے، ان احادیث کی دو قسمیں ہیں: **پہلی قسم** وہ ہے جس میں کسی گناہ کے کبیرہ یا اکبر الکبائر ہونے یا سب سے بڑے گناہ، یا ہلاکت میں ڈال دینے والے گناہ ہونے کی تصریح کی گئی ہو۔ **دوسری قسم** وہ ہے جس میں لعنت، غضب یا سخت وعید کا ذکر ہو۔

پہلی قسم کی روایات:

{12}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑے تین کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا ہے۔''

راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات ارشاد فرماتے وقت دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے اور مسلسل اس کا تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ کاش! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سکوت اِختیار فرمالیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائرواکبرھا،الحدیث:۲۵۹،ص۶۹۳)

شیخین (یعنی امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ تعالیٰ) سے مروی ایک روایت میں پہلے دو گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں بھی شمار کیا گیا ہے پھر اس کے ساتھ قتل کو بھی ملا دیا گیا، جبکہ جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات کرنے کو اکبرالکبائر یعنی بڑے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

{13}......(حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کسی کو **اللہ** عزوجل کا مدِ مقابل ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔'' تو میں نے عرض کی: ''بے شک یہ تو بہت بڑا گناہ ہے۔'' پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اس خوف سے اپنے بچے کو قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھایا کرے گا۔'' میں نے عرض کی کہ ''اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب بیان کون الشرک......الخ، الحدیث:۲۵۷،ص۶۹۳)

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا اپنے والدین کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' عرض کی گئی: ''کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب آدمی کسی شخص کے والدین کو گالیاں دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے والدین کو گالیاں دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائرواکبرھا،الحدیث:۲۶۳،ص۶۹۳)

{15}......بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ یہ آخری بات (یعنی والدین کو گالی دینا) بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب،باب لایسب الرجل والدیہ،الحدیث :۵۹۷۳،ص۵۰۶)

{16}......بخاری شریف ہی کی ایک روایت میں شرک، والدین کی نافرمانی، قتل، اور جھوٹی قسم کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا

گیا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس، الحدیث ۶۶۷۵، ص۵۵۸)

{17}......جبکہ دوسری روایت میں شرک، قتلِ ناحق، یتیم کا مال کھانے، سود کھانے، جنگ کے دن میدان جہاد سے بھاگنے اور سیدھی سادی، پاکدامن شادی شدہ عورتوں پر تہمت لگانے کو ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون......الخ، الحدیث ۲۷۶۶، ص ۲۲۲)

{18}......ایک صحیح روایت میں ان مذکورہ سات گناہوں، مسلمان والدین کی نافرمانی اور بیت الحرام کو حلال ٹھہرانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے

(سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی التشدید فی اکل مال الیتیم، الحدیث: ۲۸۷۵، ص۱۴۳۷)

عنقریب کچھ روایات ایسی بھی آئیں گی جن میں پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کو بھی کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے۔

{19}......ایک حدیث مبارکہ میں یہ اضافہ ہے کہ ''ہجرت کے بعد اعرابیوں (یعنی دیہاتیوں) کی طرف لوٹ جانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲، ج۱، ص ۲۹۱)

{20}......ایک روایت ابن لہیعہ سے ہے: ''ہجرت کے بعد اعرابی (یعنی دیہاتی) بننا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۶۳۶، ج۶، ص۱۰۳)

{21}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ہجرت کے بعد دیہاتی پن کی طرف لوٹنا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۷۰۹، ج۴، ص۲۰۰)

شرحِ حدیث:

اس حدیث کی شرح یہ بیان کی گئی ہے کہ کوئی شخص ہجرت کے لئے نکلے، اس کے بعد جب وہ مال غنیمت میں سے حصہ پالے اور پھر جب اس پر جہاد واجب ہو جائے تو وہ اس ذمہ داری کو اپنی گردن سے اُتار دے اور پہلے کی طرح اعرابی ہو جائے۔ بعض اسلاف نے اس کی شرح کے لئے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے اِستدلال کیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ (پ۲۶، محمد: ۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی۔

{22}......امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت سیدنا عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کردہ روایت بھی اس معنی کی تائید کرتی ہے: ''ہجرت کے بعد اعرابی ہو جانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔''

{23}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم یہ بات ارشاد فرماتے وقت حالتِ احتباء میں (یعنی گھٹنے کھڑے کرکے کپڑے کے ذریعے پیٹھ اور گھٹنوں کو باندھ کر) تشریف فرما تھے، یہ بات ارشاد فرمانے کے بعد نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ کپڑا کھول دیا پھر اپنی زبانِ حق ترجمان کو پکڑ کر ارشاد فرمایا ''سن لو اور جھوٹی بات کرنا بھی (کبیرہ گناہ ہے)۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۳، ج ۱، ص ۲۹۲)

{24}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا0 (پ۵، النسآء: ۴۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

پھر ارشاد فرمایا: ''اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ0 (پ۲۱، لقمٰن: ۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی (میرے) تک آنا ہے۔

یہ بات ارشاد فرماتے وقت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم زانو پر سیدھے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''سن لو اور جھوٹی بات کہنا بھی (کبیرہ گناہ ہے)۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۳، ج ۱۸، ص ۱۴۰)

{25}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیَّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور یہ کہ کوئی شخص جھوٹی قسم کھائے اور پھر اُس کی مچھر کے پَر برابر بھی خلاف ورزی کرے تو **اللہ** عزوجل اس کے دل میں ایک داغ بنا دے گا جس کا اثر قیامت تک رہے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن انس، الحدیث: ۱۶۰۴۳، ج ۵، ص ۴۳۰)

{26}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ضرورت سے زائد پانی سے دوسروں کو روکنا اور نر جانور کو جفتی سے روکنا۔''

(البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند بریدۃ بن حصیب، الحدیث: ۴۴۳۷، ج ۱۰، ص ۲۱۴)

{27}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے

نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہوں گے: (۱) اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا (۲) مسلمان کو ناحق قتل کرنا (۳) جنگ کے دن راہِ خدا عزوجل میں جہاد سے فرار ہونا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔'' (صحیح ابن حبّان، ذکر کتبۃ المصطفیٰ ﷺ، کتابہ الیٰ اھل یمن، الحدیث: ۶۵۲۵، ج۸، ص ۱۸۰)

{28}......دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خمر (یعنی انگور کی شراب) پینا سب سے بڑا گناہ اور بے حیائیوں کی جڑ ہے، جس نے شراب پی اس نے نماز چھوڑ دی اور گویا اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی کے ساتھ زنا کیا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الاشربۃ، الحدیث: ۸۱۷۴، ج۵، ص ۱۰۴)

{29}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک کسی مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۷۷، ص ۱۵۸۱)

{30}......امام احمد اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی یہ روایت اس کے موافق ہے: ''مسلمان کی ناحق بے عزتی کرنا سود کھانے سے بھی بڑا گناہ ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، الحدیث: ۴۸۷۶، ص ۱۵۸۱)

{31}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازے پر آیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی جمع بین الصلاتین فی الحضر، الحدیث: ۱۸۸، ص ۱۶۵۴)

{32}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا اور یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔''

{33}......جبکہ سیدنا امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق ''وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (سنن دارقطنی، کتاب الوصایا، الحدیث: ۴۲۴۹، ج۴، ص ۱۷۸)

دوسری قسم کی روایات:

{34}......شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ عزوجل نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی اُنہیں پاک فرمائے گا نیز ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! رسوا و برباد ہونے والے یہ لوگ کون ہیں؟'' تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) (تکبر کی وجہ سے) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۳،ص۶۹۶)

{35}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(وہ تین افراد یہ ہیں) (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا حکمران اور (۳) مغرور فقیر۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۶،ص۶۹۶)

{36}......ایک اور روایت میں ان تین افراد کا ذکر ہے: (۱) چٹیل زمین میں ضرورت سے زائد پانی کو مسافر سے روکنے والا (۲) وہ شخص کہ عصر کے بعد اپنا سودا کسی کو بیچتا تو **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھاتا ہے تاکہ وہ شخص اتنی قیمت میں اس سے خرید لے پس وہ اس کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا تھا اور (۳) وہ شخص جو کسی حاکم کی دنیا کے لئے بیعت کرے اگر وہ حاکم اس کی منشاء کے مطابق اسے عطا کرے تو یہ اس سے وفا کرے اور اگر اسے عطا نہ کرے تو بے وفائی کرے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۷،ص۶۹۶)

{37}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں جن سے وہ قیامت کے دن کلام فرمائے گا نہ اُنہیں پاک فرمائے گا اور نہ ان پر نَظَرِ رحمت فرمائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) اپنے والدین سے بیزار ہوکر منہ پھیرنے والا (۲) اپنی اولاد سے بیزار ہونے والا اور (۳) وہ شخص جس پر کسی قوم نے احسان کیا پھر اس نے احسان فراموشی کی اور ان سے بیزار ہوگیا یعنی انہوں نے اسے غلامی سے نجات دی اور یہ ان کا ناشکرا ہوگیا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن انس الجهنی،الحدیث ۱۵۶۳۶،ج۵،ص۲۱۲)

{38}......سیِّدُ الْمبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی قوم کے سرداروں کی مرضی کے بغیر اس قوم کا حکمران بنا، اس پر **اللہ** عزوجل، اس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ اس کے فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔'' (صحیح مسلم ، کتاب العتق ، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه، الحدیث:۳۷۹۲، ص ۹۳۸)

{39}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چغل خور جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الادب، باب مایقرأمن النمیمه، الحدیث: ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

{40}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) شراب کا عادی (۲) رشتہ داری توڑنے والا اور (۳) جادو کو سچا کہنے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسیٰ اشعری، الحدیث: ۱۹۵۸۶، ج۷، ص ۳۹)

{41}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ شخص جسے میرے لئے کچھ مال دیا گیا پھر اس نے اس مال میں خیانت کی (۲) وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا پھر اس کی قیمت کھالی (۳) وہ شخص جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے کام پورا لیا مگر اجرت پوری نہ دی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ، الحدیث: ۸۷۰۰، ج۳، ص ۲۷۸، بدون ''العمل'')

{42}......سرکارِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''والدین کا نافرمان، شراب کا عادی اور چغل خور جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۹۰۹، ج۲، ص ۶۴۷ ''نمام بدلہ'' منان)

{43}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''والدین کا نافرمان، شراب کا عادی اور تقدیر کا منکر جنت میں داخل نہ ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویمر، الحدیث: ۲۷۵۵۴، ج۱۰، ص ۱۶)

{44}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پانچ شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ''(۱) شراب کا عادی (۲) جادو کرنے والا (۳) رشتہ داری توڑنے والا (۴) کاہن اور (۵) احسان جتلانے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۱۰۷، ج۴، ص ۲۰)

{45}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیتا ہے، **اللّٰہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو اپنے والدین پر لعنت بھیجتا ہے، **اللّٰہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے اور **اللّٰہ** عزوجل کی اس شخص پر لعنت ہو جو زمینی راستوں کے نشان مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ......الخ، الحدیث: ۵۱۲۴، ۵۱۲۵، ص ۱۰۳۱)

{46}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین

شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے:''(۱)والدین کا نافرمان (۲) دیوث اور (۳) عورتوں کی شکل اختیار کرنے والے مرد۔''

(المستدرک، کتاب الایمان،باب ثلاثۃ لایدخلون الجنۃ ......الخ،الحدیث:۲۵۲،ج ۱،ص ۵۲)

یہ وہی احادیث مبارکہ ہیں جن کی طرف علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے اشارہ کیا تھا کہ یہ احادیث اس بات پر نص ہیں کہ ان میں بیان کردہ گناہ، کبیرہ ہیں یا کبیرہ گناہوں کولازم ہیں۔ اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو اس کی عطا کردہ مدد اور قوت سے ہم ان احادیث کی تفصیل میں جاتے ہوئے عنقریب ان گناہوں کو بھی بیان کریں گے جو مذکورہ گناہوں کے علاوہ ہیں، مگر ہم نے اس تفصیل سے پہلے علامہ علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے کلام کے ماخذ کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھا، اور جہاں تک تمام کبیرہ گناہوں اور ان کے بارے میں مروی روایات کے بیان کا تعلق ہے تو انہیں ہم ان کے تذکرہ کے موقع پر مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ **اللہ** عزوجل اپنے فضل وکرم سے یہ کام آسان فرمائے۔(اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ گناھوں کی تعداد اور ان کے متعلقات

حضرت سیدنا ابوطالب مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**کبیرہ گناہ سترہ ہیں۔**

چار کا تعلق **دل** سے ہے: (۱) شرک (۲) گناہ پر اصرار (۳) مایوسی اور (۴) **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا،

چار کا تعلق **زبان** سے ہے: (۱) تہمت لگانا (۲) جھوٹی گواہی دینا اور (۳) جادو کرنا اور جادو ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو انسان یا اس کے بدن کے کسی حصہ (کی حالت) کو بدل دے (۴) جھوٹی قسم اٹھانا اور اس سے مراد وہ قسم ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا کسی باطل کو ثابت کیا جائے،

تین کا تعلق **پیٹ** سے ہے: (۱) یتیم کا مال ظلماً کھانا (۲) سود کھانا (۳) ہر نشہ آور چیز پینا،

دو کا تعلق **شرمگاہ** سے ہے: (۱) زنا اور (۲) لواطت،

دو کا تعلق **ہاتھوں** سے ہے: (۱) قتل کرنا اور (۲) چوری کرنا،

ایک کا تعلق **پاؤں** سے ہے: وہ جہاد سے فرار ہونا ہے،

ایک گناہِ کبیرہ کا تعلق **پورے جسم** سے ہے: وہ والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔

خاتمہ

ہر چھوٹے بڑے گناہ سے ڈرانے کا بیان

ہم نے ان سطور کو خلافِ دُستور اس لئے مقدم کر دیا تا کہ یہ **اللہ** عزوجل کی مشیئت سے نافرمانیوں اور گناہوں کی ان حدود میں داخل ہونے سے روکنے کا ذریعہ بن جائیں جو ہلاکت و بربادی اور سلامتی کے گھر یعنی جنت سے دور کر دینے والی اور دنیا اور آخرت میں ہلاکت، ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کو واجب کرنے والی ہیں۔

(**اللہ** عزوجل تمہیں اور مجھے اپنی اطاعت کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں اپنی رضا کی وسعتوں تک پہنچائے، آمین)

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو اپنی ربوبیت کے اسرار سکھا کر اپنی نافرمانی سے ڈرایا اور نافرمانی کو اپنے قہر و جبروت اور وحدانیت پر حملہ قرار دیا۔ چنانچہ،

{۱} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پ۲۵، الزخرف:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا۔

{۲}

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ O (پ۹، الاعراف:۱۶۶)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

{۳}

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (پ۲۲، فاطر:۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

{۴}

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا O (پ۵، النسآء:۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی

{۵}

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَ لَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ۝ (پ۵، النسآء:۱۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور اللہ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار۔

اس ضمن میں اور بھی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں (مگرانہی کو کافی سمجھتے ہوئے اب اس ضمن میں مروی احادیث مبارکہ پیش کی جائیں گی)۔

{47}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں لہٰذا تم انہیں ہرگز ضائع نہ کرو، کچھ حدیں قائم کی ہیں تم ہرگز ان سے نہ گزرو، کچھ چیزیں حرام کی ہیں انہیں ہرگز ہلکا نہ جانو اور اس نے تم پر رحمت فرماتے ہوئے دانستہ کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے لہٰذا ان کی جستجو نہ کرو۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع، الحدیث: ۴۳۵۰، ج۴، ص۲۱۷)

{48}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''**اللہ** عزوجل غیور ہے اور مؤمن بھی غیرت مند ہے جبکہ **اللہ** عزوجل کی غیرت اس بات پر ہے کہ بندۂ مؤمن اس کے حرام کردہ عمل میں پڑے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ تعالٰی ......الخ، الحدیث: ۲۹۹۵، ص۱۵۶۱)

{49}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں اسی لئے اس نے پوشیدہ اور ظاہر بدکاریوں کو حرام کر دیا ہے اور اس سے بڑھ کر اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں۔''

(المرجع السابق، الحدیث ۲۹۹۳)

{50}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے اور بخشش چاہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ نکتہ پھیلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل کو گھیر لیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب ذکر الذنوب، الحدیث: ۴۲۴۴، ص۲۷۳۴)

یعنی وہ سیاہ نکتہ پورے دل کو ڈھانپ لیتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنی کتاب میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

کَلَّا بَلْ سکتۃ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ (پ۳۰، المطففین:۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

{51}......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرمایا: ''مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور **اللہ** عزوجل کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب اخذ الصدقۃ من الاغنیاء......الخ، الحدیث:۱۴۹۶، ص۱۱۸)

{52}......حضرت سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت سیدتنا اُمِ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**گناہوں** سے ہجرت کرلو (یعنی انہیں چھوڑ دو) کیونکہ یہ سب سے افضل ہجرت ہے، **فرائض** کی پابندی کرتی رہو کیونکہ یہ سب سے افضل جہاد ہے اور **اللہ** عزوجل کا **کثرت سے ذکر** کرتی رہو کیونکہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں کوئی بندہ ذکر سے زیادہ پسندیدہ شے لے کر حاضر نہیں ہوسکتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۳۱۳، ج۲۵، ص۱۲۹، ''لایأتی العبد'' بدلہ ''لا تأتی اللہ'')

{53}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سی ہجرت (یعنی ہجرت والے) افضل ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گناہوں سے ہجرت کرتے ہیں۔''

(صحیح ابن حبّان، کتاب البر والصلۃ، باب ذکر الاستحباب للمرء......الخ، الحدیث:۳۶۲، ج۱، ص۲۸۷)

اور بھی بہت سی احادیث اس معنی پر دلالت کرتی ہیں، چنانچہ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ''کیا بنی اسرائیل نے اپنا دین چھوڑ دیا تھا کہ جس کی وجہ سے انہیں مختلف قسم کے دردناک عذابوں میں مبتلا کردیا گیا مثلاً ان کی صورتیں بگاڑ کر انہیں بندر یا خنزیر بنا دیا گیا اور اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ جب انہیں کسی چیز کا حکم دیا جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی کام سے روکا جاتا تو انجام کی پرواہ کئے بغیر اسے کر گزرتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے دین سے اس طرح نکل گئے جیسے آدمی اپنی قمیص سے نکل جاتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''**اے گناہ گار!** تُو گناہ کے انجامِ بد سے کیوں بے خوف ہے؟ حالانکہ گناہ کی طلب میں رہنا گناہ کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے، تیرا دائیں، بائیں جانب کے **فرشتوں سے حیا نہ کرنا** اور گناہ پر قائم رہنا بھی بہت بڑا گناہ ہے یعنی توبہ کئے بغیر تیرا گناہ پر قائم رہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، **تیرا گناہ کر لینے پر خوش ہونا** اور قہقہہ لگانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے حالانکہ تُو نہیں جانتا کہ **اللہ** عزوجل تیرے ساتھ کیا سلوک فرمانے والا ہے، اور تیرا **گناہ میں ناکامی پر غمگین ہونا** اس سے بھی بڑا گناہ ہے، گناہ کرتے ہوئے تیز ہوا سے **دروازے کا پردہ اٹھ جائے** تو تُو ڈر

جاتا ہے مگر **اللہ** عزوجل کی اس نظر سے نہیں ڈرتا جو وہ تجھ پر رکھتا ہے تیرا یہ عمل اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

افسوس ہے تجھ پر کیا تُو جانتا ہے کہ حضرت سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ لغزش کیا تھی جس کے سبب **اللہ** عزوجل نے انہیں جسمانی مصیبت اور مال چلے جانے کی آفت میں مبتلا فرما دیا تھا؟ ان کی لغزش تو بس یہی تھی کہ ایک مسکین نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک ظالم کے خلاف اس کا ظلم دور کرنے کے لئے مدد مانگی تھی تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی مدد نہ کی اور نہ ہی اس ظالم کو ظلم سے منع کیا تو **اللہ** عزوجل نے آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو آزمائش میں مبتلا کر دیا۔''

ایک شبے کا ازالہ:

ظاہراً یہ قول حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تب بھی اس میں تاویل کرنا واجب ہے کیونکہ صحیح اور مختار عقیدے کے مطابق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام (اظہارِ) نبوت سے پہلے اور بعد چھوٹے، بڑے، دانستہ اور نادانستہ ہر گناہ سے **معصوم** ہیں اور شاید آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسکین کی مدد پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے سکوت فرمایا تھا، اس کے باوجود **اللہ** عزوجل کا ان پر عتاب فرمانا ممکن ہے کیونکہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسکین کی مدد کرنے کا کامل ترین عمل چھوڑ دیا، اگرچہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی مدد پر قدرت نہ پانے کا یقین تھا۔

حضرت سیدنا بلال بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **''گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو۔''** اور حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اے انسان! گناہ کو چھوڑ دینا توبہ یعنی معافی چاہنے سے بہت آسان ہے۔''

حضرت سیدنا محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل کو اپنی عبادت سے بڑھ کر یہ چیز زیادہ پسند ہے کہ اس کی نافرمانیاں چھوڑ دی جائیں۔'' ان کے اس قول کی تائید یہ حدیث مبارکہ بھی کرتی ہے۔ چنانچہ،

{54}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدرِ طاقت اس پر عمل کرو اور جب تمہیں کسی کام سے منع کروں تو اس سے رُک جاؤ۔''**

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرةً فی العمر، الحدیث:۳۲۵۷، ص۹۰۱، "فاجتنبوہ" بدلہ" فدعوہ

مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مامورات (یعنی جن کے کرنے کا حکم ہے) میں اِستطاعت یعنی بقدرِ طاقت کی قید لگانا اور منہیات (یعنی جن سے رکنے کا حکم ہے) میں اسے ذکر نہ کرنا اس کے نقصان کے بڑے ہونے اور اس میں پڑنے کی برائی کی طرف اشارہ ہے اور مسلمان پر اس سے دوری اختیار کرنے میں کوشش سے کام لینا واجب

ہے، خواہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو یا نہیں، جبکہ مامورات پر قدرت نہ ہونے کے سبب (ان پر قدرت پانے تک) ان کو چھوڑا جا سکتا ہے یہ نکتہ قابلِ غور ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''تیرے نزدیک گناہ جتنا چھوٹا ہوگا اتنا ہی **اللہ** عزوجل کے نزدیک بڑا ہوگا اور تیرے نزدیک گناہ جتنا بڑا ہوگا اتنا ہی **اللہ** عزوجل کے نزدیک چھوٹا ہوگا۔''

منقول ہے کہ **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! میری مخلوق میں جو شخص سب سے پہلے مرا یعنی تباہ و برباد ہوا وہ ابلیس تھا، کیونکہ اس نے سب سے پہلے میری نافرمانی کی تھی اور میں اپنے نافرمانوں کو مُردوں میں شمار کرتا ہوں۔''

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور پھر جب دوبارہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک اور سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔''

سلف صالحین رحمہم اللہ تعالٰی کا یہ قول بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ''گناہ کفر کے قاصد ہیں یعنی اس اعتبار سے کہ یہ دل میں سیاہی پیدا کر کے اسے اس طرح ڈھانپ لیتے ہیں کہ پھر وہ کبھی کسی بھلائی کو قبول نہیں کرتا، اس وقت وہ سخت ہو جاتا ہے اور اس سے ہر رحمت و مہربانی اور خوف نکل جاتا ہے، پھر وہ شخص جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے، نیز **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں شیطان کو اپنا ولی بنا لیتا ہے تو وہ شیطان اسے گمراہ کرتا، ورغلاتا، جھوٹی اُمیدیں دلاتا اور جس قدر ممکن ہو کفر سے کم کسی بات پر اس سے راضی نہیں ہوتا۔'' **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّہُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُہُمۡ وَ یُمَنِّیۡہِمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُہُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ۫ وَ لَا یَجِدُوۡنَ عَنۡہَا مَحِیۡصًا ﴿۱۲۱﴾

(پ۵، النسآء: ۱۱۷ تا ۱۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وقفة وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ O اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ O (پ۲۲، فاطر: ۵،۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔

{55}......حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''**اللہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کی طرف وحی فرمائی: ''جب بندہ میری اطاعت کرتا ہے تو میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں تو اسے برکتیں عطا فرماتا ہوں۔ (بعض روایتوں میں ہے: ''اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں۔'') اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس سے ناراض ہو جاتا ہوں اور جب میں اس سے ناراض ہوتا ہوں تو اس پر لعنت فرماتا ہوں اور میری لعنت اس کی سات پشتوں تک پہنچتی ہے۔''

اللہ عزوجل کا یہ فرمان ان آثار کی تائید کرتا ہے:

وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ ص فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا O (پ۴، النسآء: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، **اللہ** عزوجل کے فرمانِ عالیشان:

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ O (پ۱، الفاتحۃ: ۳)

ترجمۂ کنزالایمان: روزِ جزا کا مالک۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں دین سے مراد ''جزاء'' ہے۔

{56}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔''

(مصنَّف عبدُ الرزّاق، باب الاغتیاب و الشتم، الحدیث: ۲۰۴۳۰، ج ۱۰، ص ۱۸۹)

یعنی تم جیسا سلوک کسی سے کرو گے ویسا ہی سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر تم سے قصاص نہ لیا گیا تو تمہاری اولاد سے لیا جائے گا۔ اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

خَافُوْا عَلَیْهِمْ ص فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ (پ۴، النسآء: ۹)   ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیئے کہ اللہ سے ڈریں۔

پس اگر تمہیں اپنے چھوٹوں اور محتاج و مسکین اولاد کے بارے میں کوئی ڈر ہو تو اپنے تمام اعمال خصوصاً دوسروں کی اولاد کے بارے میں **اللہ** عزوجل سے ڈرو تا کہ **اللہ** عزوجل تمہاری اولاد کے معاملہ میں تمہاری حفاظت فرمائے اور تمہارے تقویٰ کی برکت سے انہیں حفاظت و خیر اور توفیق میں آسانیاں فراہم کرے جس سے تمہاری موت کے بعد تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور زندگی میں شرحِ صدر حاصل ہو اور اگر تم دوسرے لوگوں کی اولاد اور ان کے حرم کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل سے نہیں ڈرو گے تو جان لو کہ تم سے اور تمہاری اولاد سے اس معاملہ میں مؤاخذہ ہوگا اور جو کچھ تم دوسروں کے ساتھ کرو گے وہی کچھ تمہاری اولاد کے ساتھ کیا جائے گا۔

وسوسہ: جب اولاد نے کچھ نہیں کیا تو ان کے آباؤ اجداد کی لغزشوں اور گناہوں کی وجہ سے انہیں کیونکر عذاب ہوگا؟ یا پھر ان سے انتقام کیسے لیا جائے گا؟

جواب: اس لئے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے پیروکار اور ان کی اولاد ہیں۔ جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ (پ۸، الاعراف:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل۔

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِی الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ (پ۱۶، الکھف:۸۲)

ترجمۂ کنزالایمان: رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔

کہتے ہیں کہ ان کا وہ نیک باپ ان کی ماں کا ساتواں دادا تھا۔

سوال: ہم، گناہگاروں کی اولاد میں نیکوکار اور نیکوں کی اولاد میں گناہگار پاتے ہیں۔ کیا آپ حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے اور حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاتل بیٹے کے بارے میں نہیں جانتے اس پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب: ایک تو یہ کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی خفیہ تدبیر کی وجہ سے ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی جانتا

ہے اگر اس سے فقط یہ خبر دینا مراد ہے کہ مخلوق اگرچہ وہ کتنی ہی کامل کیوں نہ ہو اپنے اَقرباء کو ہدایت دینے سے عاجز ہے۔ ''اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ'' یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جسے چاہیں اسے اپنی مرضی سے ہدایت نہیں دے سکتے۔ جیسا کہ یہ آیت مبارکہ (وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ) اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ بعض اوقات آباؤ اجداد کی وجہ سے اولاد پر عقاب ہوتا ہے اور اس سے دونوں صورتوں کا مساوی ہونا لازم نہیں آتا، ہاں! یہ ضرور ہے کہ بعض اوقات آباء کی نیکی سے اولاد کو نفع حاصل ہوتا ہے اور یہ ان دونوں معاملوں میں کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ بعض اوقات کوئی فاسق ظاہری طور پر نیک اعمال کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ان اعمال کے سبب اس کی اولاد کو نفع پہنچاتا ہے لہٰذا **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کرنا متعین ہو گیا کہ:

وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْتَرَکُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَیْهِمْ ص فَلْیَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ (پ۴، النسآء:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

{57}...... اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب لکھا: ''**امابعد!** جب بندہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کا کوئی عمل کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والے لوگ اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں۔'' (کتابُ الزهد لامام احمد بن حنبل، زهد عائشةرضی الله تعالیٰ عنها، الحدیث:۹۱۷، ص۱۸۶)

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس بات سے ڈرو کہ مؤمنین کے دل تم سے نفرت کرنے لگیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔''

حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو بندہ تنہائی میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے **اللہ** عزوجل مؤمنین کے دلوں میں اس کے لئے اپنی ناراضگی اس طرح ڈال دیتا ہے کہ اسے اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔''

امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقروض ہوئے اور انہیں قرض کے سبب شدید غم لاحق ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اس غم کا سبب چالیس سال پہلے سرزد ہونے والے ایک گناہ کو سمجھتا ہوں۔''

حضرت سیدنا سلیمان تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''آدمی پوشیدہ طور پر ایک گناہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس پر ذلت طاری ہو جاتی ہے۔''

حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''مجھے اس عاقل پر تعجب ہے جو اپنی دعا میں تو یہ کہتا ہے کہ یا **اللہ** عزوجل! مجھے مصیبت میں مبتلا کر کے میرے دشمنوں کو خوش نہ کرنا۔ حالانکہ وہ خود دشمن کو اپنی مصیبت پر خوش کرنے کے اسباب پیدا

کرتا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''وہ کیسے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''وہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے اوراس طرح قیامت کے دن اپنے دشمنوں کوخوش کرے گا۔''

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے اپنے ایک نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اپنی قوم سے کہو کہ وہ نہ تو میرے دشمنوں کے ٹھکانوں میں داخل ہوا کرے، نہ ہی میرے دشمنوں کا لباس پہنا کرے، نہ ہی میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوا کرے اور نہ ہی میرے دشمنوں کے کھانے کھایا کرے کہ کہیں وہ لوگ ان کی طرح میرے دشمن نہ ہو جائیں۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگوں نے **اللہ** عزوجل کے حقوق کو ہلکا جانا تو اس کی نافرمانی کرنے لگے اگر وہ اسے معزز جانتے تو **اللہ** عزوجل انہیں گناہوں سے محفوظ فرمالیتا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''جب کامل آدمی کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اسے بھلاتا نہیں اور مسلسل اس گناہ پر ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

{58}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن اپنے گناہوں کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑیں اور فاجر گناہوں کو ناک پر بیٹھنے والی مکھی کی طرح سمجھتا ہے جب وہ اسے اُڑاتا ہے تو وہ اُڑ جاتی ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الدعوات، باب التوبۃ، الحدیث:۶۳۰۸،ص ۵۳۱،بدون"فطار"وقع بدلہ "مر")

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل کے ایک شخص سے گناہ سرزد ہوا تو وہ غمزدہ ہو گیا اور اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا کبھی آتا کبھی جاتا اور کہتا: ''میں اپنے رب عزوجل کو کس طرح راضی کروں۔'' تو اسے صدیقین میں لکھ دیا گیا۔''

حضرت سیدنا عمار بن داد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا **کہمس** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''اے ابوسلمہ! میں نے ایک گناہ کیا تھا اور اس پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ گناہ کیا تھا؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرا ایک بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا تو میں نے اس کے لئے ایک دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کی مچھلی خریدی جب اس نے کھانا کھا لیا تو میں اپنے پڑوسی کی دیوار کی طرف گیا اور اس میں سے مٹی کا ایک ڈھیلا لیا اور اس مٹی سے (بطورِ صابن) اس مہمان کے ہاتھ دھلائے میں اپنی اس خطا (یعنی پڑوسی کی دیوار سے اس کی اجازت کے بغیر مٹی لینے) پر چالیس سال سے رو رہا ہوں۔''

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی عامل (یعنی صدقات جمع کرنے والے) کی طرف مکتوب بھیجا (جس

میں لکھا تھا):''**اما بعد!** جب **اللہ** عزوجل تمہیں بندوں پر ظلم کرنے کی قدرت دے تو اس بات کو یاد رکھنا کہ **اللہ** عزوجل کو تم پر کتنی قدرت ہے اور جان لو کہ تم ان پر جو بھی ظلم کرو گے وہ ظلم ان کی موت کے بعد ان سے دور ہو جائے گا جب کہ اس کی شرمندگی اور آخرت میں جہنم کی آگ تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہے گی اور یہ بھی جان لو کہ **اللہ** عزوجل ظالم سے مظلوم کا حق ضرور دلائے گا اور باز آجاؤ اور ایسے لوگوں پر ظلم کرنے سے بچتے رہو جن کا تمہارے مقابلہ میں **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی مددگار نہیں کیونکہ **اللہ** عزوجل جب اپنی جانب بندے کی سچی التجاء اور اضطرار دیکھتا ہے تو فوراً اس کی مدد فرماتا ہے۔''

چنانچہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ (پ۲۰، النمل:۶۲) ترجمۂ کنزالایمان: یاوہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''**اللہ** عزوجل نے جب ملائکہ کو پیدا فرمایا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی:''یارب عزوجل! تُو کس کے ساتھ ہے؟'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:''جب تک مظلوم کا حق نہ دِلا دوں اس کے ساتھ ہوں۔''

اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے:''اے گنہگارو! اپنے اُوپر **اللہ** عزوجل کی طویل بردباری (یعنی لمبی ڈھیل) سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ گناہوں کے سبب اس کی ناراضگی سے ڈرو کیونکہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پ۲۵، الزخرف:۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا غضب ان پر آیا۔

حضرت سیدنا یعقوب القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:''میں نے خواب میں ایک طویل القامت شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کے پیچھے چل رہے تھے، میں نے پوچھا:''یہ بزرگ کون ہیں؟'' تو لوگوں نے بتایا:''یہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا اور عرض کی:''**اللہ** عزوجل آپ پر رحم فرمائے مجھے کوئی وصیت فرمائیے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف تیوری چڑھائی تو میں نے عرض کی:''میں ہدایت کا طلب گار ہوں، مجھے ہدایت دیجئے **اللہ** عزوجل آپ کو سیدھے راستے پر چلائے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:''**اللہ** عزوجل کی اطاعت کرتے وقت اس کی رحمت طلب کرو اور **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کرتے وقت اس کی ناراضگی سے ڈرو اور ان دونوں حالتوں کے درمیان اس سے اپنی امید نہ توڑو۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔''

تورات شریف میں **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے بنی اسرائیل! میں تم سے محبت کرتا تھا، پھر جب تم نے

میری نافرمانی کی تو میں تم سے نفرت کرنے لگا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:''میں چاند کی ابتدائی راتوں میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قبر سے نکلتے ہوئے دیکھا وہ زنجیر کھینچ رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ ایک اور شخص اس زنجیر کو پکڑے ہوئے ہے اس دوسرے نے باہر نکلنے والے شخص کو اپنی طرف کھینچا اور اسے قبر میں لوٹا دیا، پھر میں نے اسے اس مردے کو مارتے ہوئے دیکھا اور مردہ کہہ رہا تھا:''کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا؟ کیا میں روزے نہیں رکھتا تھا؟'' تو اس مارنے والے نے جواب دیا:''ہاں، کیوں نہیں، (تُو واقعی یہ کام تو کرتا تھا) مگر جب تُو تنہائی میں گناہ کیا کرتا تھا تو اس وقت **اللہ** عزوجل سے نہیں ڈرتا تھا۔''

حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''میں موت اور (مرنے کے بعد ہڈیوں کی) بوسیدگی کو یاد کرنے کے لئے کثرت سے قبرستان میں آتا جاتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی اور ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:''یہ زنجیر پکڑو اور اس کے منہ میں داخل کر کے اس کی شرمگاہ سے نکالو۔'' تو وہ مردہ کہنے لگا:''یارب عزوجل! کیا میں قرآن نہیں پڑھا کرتا تھا؟ کیا میں تیرے حرمت والے گھر کا حج نہیں کرتا تھا؟'' پھر وہ اسی طرح ایک کے بعد دوسری نیکی گنوانے لگا تو میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:''تو لوگوں کے سامنے یہ اعمال کیا کرتا تھا لیکن جب تُو تنہائی میں ہوتا تو نافرمانیوں کے ذریعے مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا اور مجھ سے نہیں ڈرتا تھا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مَدِینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:''ہمارا ایک دوست تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں اپنی زمین کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا تو میں قریب کے ایک قبرستان کے پاس آیا اور نمازِ مغرب ادا کر کے ابھی وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے قبرستان کی طرف سے رونے کی ایک آواز سنی جس قبر سے رونے کی آواز آ رہی تھی میں اس کے قریب آیا تو سنا کہ وہ مردہ کہہ رہا تھا:''آہ! بے شک میں روزے رکھا کرتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔'' یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی تو میں نے قریب کے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے بھی وہ باتیں سنیں، اس کے بعد میں اپنی زمین کی طرف چلا گیا اور جب دوسرے دن واپس آ کر اسی جگہ نماز پڑھی اور غروبِ آفتاب کے انتظار میں وہیں ٹھہرا رہا، پھر نمازِ مغرب ادا کر کے قبر کی جانب کان لگا کر سنا کہ وہ مردہ روتے ہوئے کہہ رہا ہے:''آہ! میں نماز پڑھا کرتا تھا، میں روزے رکھا کرتا تھا۔'' اس کے بعد میں اپنے گھر لوٹ آیا اور دو مہینے مسلسل بخار میں تپتا رہا۔''

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) **کہتا ہوں** کہ اسی طرح کا ایک واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا تھا، ہوا یوں کہ جب میں چھوٹا

تھا تو پابندی سے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر حاضری دیا کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نمازِ فجر کے فوراً بعد قبرستان گیا غالباً وہ رمضان کا آخری عشرہ بلکہ شب قدر تھی، اس وقت قبرستان میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا بہر حال ابھی میں نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن پاک کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ اچانک شدید آہ وبُکا اور رونے دھونے کی آواز سنی، رونے والا بار بار ''آہ! آہ! آہ!'' کہہ رہا تھا، چونے سے تیار شدہ چمکدار سفید قبر سے نکلنے والی اس آواز نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تو میں قراءَت چھوڑ کر وہ آواز سننے لگا، میں نے قبر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی، عذاب میں مبتلا شخص اس طرح آہ وزاری کر رہا تھا جسے سننے سے دل میں قلق اور گھبراہٹ پیدا ہو رہی تھی، میں کچھ دیر تک وہ آواز سنتا رہا پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی، پھر جب ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو میں نے اس سے پوچھا: ''یہ کس کی قبر ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''یہ فلاں کی قبر ہے۔'' میں نے اس شخص کو بچپن میں دیکھا تھا، یہ کثرت سے مسجد آتا جاتا، نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرتا اور بے جا گفتگو سے پرہیز کیا کرتا تھا، میں نے چونکہ اسے دیکھا ہوا تھا لہٰذا اس کو پہچان گیا، لیکن اس شخص کی اس موجودہ حالت نے مجھ پر بہت گہرا اثر ڈالا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے زندگی میں اعمالِ صالحہ کو محض اپنا ظاہری لبادہ بنا رکھا تھا، اس کے بعد میں نے اس کے احوال کی حقیقت جاننے والوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے مجھے بتایا: ''وہ سود کھایا کرتا تھا اور ایک تاجر تھا، جب بوڑھا ہوا اور اس کے پاس مال کم رہ گیا تو اس کا ظالم اور خبیث نفس اپنی باقی زندگی میں اس جمع شدہ پونجی سے گزارا کرنے پر راضی نہ ہوا اور شیطان نے اس کے دل میں سود کی محبت کو آراستہ کیا تاکہ اس کے مال میں کمی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ رمضان بلکہ شب قدر میں بھی اس دردناک عذاب سے دوچار ہے۔

پھر جب میں نے اس کے علاقے کے ایک شخص کے سامنے اپنا پیش آمدہ واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا: ''اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ تو فلاں قاضی کے قاصد (یعنی پیغام رساں) عبدالباسط کا ہے۔'' میں اس شخص کو بھی جانتا تھا، یہ ابتداء میں قاضیوں کا قاصد تھا پھر مالدار ہو گیا، میں نے پوچھا: ''اس کا واقعہ کیا ہے؟'' تو اس نے بتایا: ''جب ہم نے ایک مردہ کو دفنانے کے لئے اس کے قریب قبر کھودی تو اتفاق سے اس کی قبر کھل گئی ہم نے اس کی قبر میں ایک بہت بڑی زنجیر دیکھی، ایک بہت بڑا سیاہ کتا اس زنجیر میں اس کے ساتھ بندھا ہوا اس کے سر پر کھڑا تھا اور اسے اپنے پنجوں اور ناخنوں سے چیرنا پھاڑنا چاہتا تھا، ہم یہ خطرناک منظر دیکھ کر بہت زیادہ خوفزدہ ہوئے اور جلدی جلدی اس کی قبر کو مٹی سے ڈھانپ دیا۔

انہی لوگوں نے مجھے بتایا: ''ایسا ہی ایک منظر ہم نے فلاں شخص کی قبر میں بھی دیکھا تھا جب ہم نے اس کی قبر کھودی تو دیکھا کہ اس کے جسم میں سے صرف کھوپڑی باقی بچی ہے اور اس میں چوڑے منہ والی بڑی میخیں ٹھکی ہوئی ہیں گویا کہ وہ ایک بڑا

دروازہ ہے ہمیں اس پر بڑا تعجب ہوا اور ہم نے اسے مٹی سے ڈھانپ دیا۔''

ایک اور واقعہ بتاتے ہوئے انہوں نے بتایا: ''ہم نے فلاں کی قبر کھودی تو اس سے بہت بڑا اژدھا نکلا، وہ اس کے جسم سے لپٹا ہوا تھا ہم نے اسے میت سے دور کرنے کی کوشش کی تو اس نے ہم پر پھنکارا جس سے ہم ایک دوسرے پر گر پڑے۔''

ہم غضب اور معصیت کے سبب ہونے والے قبر کے عذاب سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں۔

حضرت سیدنا سلیمان بن عبدالجبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا تو میں نے اسے حقیر جانا پھر جب میں سویا تو خواب میں مجھ سے کہا گیا: ''کسی گناہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ آج جو گناہ تمہارے نزدیک چھوٹا ہے کل وہی گناہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک بہت بڑا ہوگا۔''

حضرت سیدنا علی بن سلیمان اَنماطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں بیان شدہ اوصاف کی ہیئت وصورت میں اُن کی زیارت کی، وہ فرما رہے تھے:

لَوْلَا الَّذِیْنَ لَھُمْ وِرْدٌ یَّقُوْمُوْنَا وَآخَرُوْنَ لَھُمْ سِرْدٌ یَّصُوْمُوْنَا
لَدَکْدَکَتْ اَرْضُکُمْ مِنْ تَحْتِکُمْ سَحَرًا لِاَنَّکُمْ قَوْمٌ سُوْءٌ لَا تُطِیْعُوْنَا

ترجمہ: اگر وہ لوگ نہ ہوتے جن کا وظیفہ ہماری بارگاہ میں قیام کرنا ہے اور وہ لوگ بھی نہ ہوتے جن کا وطیرہ ہمارے لئے روزے رکھنا ہے تو تمہارے نیچے کی زمین خود بخود پھٹ جاتی کیونکہ تم ایک ایسی بری قوم ہو جو ہماری اطاعت نہیں کرتی۔''

یاد رکھئے! گناہوں سے روکنے کا سب سے بڑا ذریعہ **اللہ** عزوجل کا خوف، اس کے انتقام کا ڈر، اس کے عقاب، غضب اور پکڑ کا اندیشہ ہے: چنانچہ، **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖۤ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ (پ۱۸، النور:۶۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

{59}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک جوان کے نزع کے عالم میں اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عزوجل سے اُمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوف زدہ ہوں تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''ایسے وقت میں بندے کے دل میں جب یہ دو چیزیں جمع ہوتی ہیں تو **اللہ** عزوجل اس کی اُمید اسے عطا فرما دیتا ہے اور جس چیز سے بندہ خوف زدہ ہوتا ہے اسے اس سے امن عطا فرما دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ......الخ، الحدیث: ۹۸۳، ص ۱۷۴۵)

حضرت سیدنا وہب بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے: ''جنت کی محبت اور جہنم کا خوف مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے اور بندے کو دنیوی لذات، نفسانی خواہشات اور گناہوں سے دور کرتا ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! تمہارے سامنے کئی ایسی قومیں گزر گئیں جن میں سے اگر کوئی دنیا بھر کی کنکریوں کے برابر سونا خرچ کرتا تب بھی اپنے دل میں گناہ کو بڑا جاننے کی وجہ سے نجات حاصل نہ ہونے سے ڈرتا۔''

{60}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا جو کچھ میں سن رہا ہوں، تم بھی سن رہے ہو؟ آسمان چر چرا اُٹھا ہے اور وہ اس کا حق بھی ہے کیونکہ اس پر ہر چار انگلیوں کی جگہ پر ایک فرشتہ **اللہ** عزوجل کے لئے سجدہ میں یا قیام یا رکوع میں ہے، جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لیتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور **اللہ** عزوجل کے خوف سے پہاڑوں کی طرف نکل کھڑے ہوتے اور اس کی عظیم پکڑ اور سخت انتقام سے ڈرتے ہوئے اس کی پناہ مانگتے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اور تم اس بات سے بے خبر ہوتے کہ تمہیں نجات ملے گی یا نہیں۔''

(کنز العمال، کتاب العظمۃ، من قسم الاقوال، رقم ۲۹۸۲۴، ۲۹۸۲۸، ج ۱۰، ص ۱۶۶، ملخص)

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔''

{61}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر مؤمن **اللہ** عزوجل کے پاس والے عذاب کو جان لیتا تو جہنم سے بے خوف نہ رہتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، الحدیث: ۶۴۶۹، ص ۵۴۳)

{62}......بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (پ۱۹، الشعرآء: ۲۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

تو دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''**اے گروہِ قریش! اللہ** عزوجل سے اپنی جانوں کو خرید لو کیونکہ میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے بنی عبد مناف!** میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چچا! میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی **پھوپھی صفیہ** رضی

اللہ تعالیٰ عنہا! **میں اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا، **اے فاطمہ بنت محمد** رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو مگر میں **اللہ** عزوجل کے مقابلہ میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب هل یدخل النساء......الخ، الحدیث:۲۷۵۳، ص ۲۲۱، بدون "بعض الالفاظ)

{63}......حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے)

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ O (پ۱۸، المؤمنون:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔

تو اے اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو شخص زنا کرتا، چوری کرتا اور شراب پیتا ہے کیا وہ **اللہ** عزوجل سے ڈرتا بھی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! اے بنت ابوبکر! اے بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما! اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور صدقہ کرتا ہے اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال قبول ہونے سے نہ رہ جائیں

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة رضی الله تعالیٰ عنها، الحدیث:۲۵۳۱۸، ج۹، ص۵۰۵، بدون "الرجل)

حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے ابوسعید! ہم ایسی قوم کی مجلس کے بارے میں کیا کریں جو ہمیں اتنی اُمید دلاتی ہے کہ ہمارے دل اُڑنے لگ جاتے ہیں یعنی ہم خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! تمہارا ایسی قوم کی صحبت اختیار کرنا جو تمہیں خوف دلائے یہاں تک کہ تمہیں آخرت میں اَمن حاصل ہو جائے تمہارے لئے اس قوم کی صحبت اختیار کرنے سے بہتر ہے جو تمہیں اتنا امن دلائے کہ آخرت میں تمہیں خوف زدہ کرنے والے امور لاحق ہو جائیں۔''

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''میرے رخسار کو زمین سے ملا دو، اگر **اللہ** عزوجل نے مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میری حسرت کا عالم کیا ہوگا؟'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! یہ خوف کیسا؟'' حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتوحات کے در کھول دیئے اور بہت سے شہر آباد کئے، کیا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری اس طرح نجات ہو جائے کہ نہ وہ مجھ سے مؤاخذہ فرمائے اور نہ مجھ پر انعام فرمائے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''نہ مجھے اجر ملے اور نہ ہی میرے

ذمہ کوئی گناہ ہو۔''

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب وضو کر کے فارغ ہوتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس ہے! کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کی بارگاہ میں کھڑا ہو رہا ہوں اور کس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں؟''

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل مجھے کھانے، پینے اور خواہشات کی تکمیل سے روک دیتا ہے۔''

{64}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ان سات افراد کا تذکرہ فرمایا جنہیں **اللہ** عزوجل اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور ان خوش نصیبوں میں اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے تنہائی میں **اللہ** عزوجل کی وعیدوں اور اس کے عقاب کو یاد کیا تو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کو یاد کر کے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد......الخ، الحدیث: ۶۶۰، ص ۵۳، "تحت ظل عرشه" بدله" فی ظله"

{65}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی: ایک وہ آنکھ جو رات کے کسی حصے میں **اللہ** عزوجل کے خوف سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جو **اللہ** عزوجل کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الجهاد، باب ماجاء فی فضل الحرس......الخ، الحدیث: ۱۶۳۹، ص ۱۸۲۰، بدون" فی جوف اللیل

{66}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں، مکینِ لامکاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ان تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روئے گی: (۱) وہ آنکھ جو **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے رک جائے، (۲) وہ آنکھ جو راہِ خدا عزوجل میں پہرہ دے اور (۳) وہ آنکھ جس سے خوفِ خدا عزوجل میں مکھی کے پر کے برابر آنسو نکلے۔'' (الترغیب والترهیب، کتاب التوبة والزهد، باب الترغیب فی بکاء من خشیة الله، الحدیث: ۵۰۹۶، ج ۴، ص ۹۹)

{67}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص خوفِ خدا عزوجل میں روئے گا وہ جہنم میں اس وقت تک داخل نہ ہوگا جب تک دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے۔ اور راہِ خدا عزوجل کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی اکٹھے نہ ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل غبار، الحدیث: ۱۶۳۳، ص ۱۸۱۹

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل میں ایک آنسو بہانا مجھے ہزار

دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

{68}......حضرت سیدنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے خبر دی گئی ہے کہ خوفِ خدا عزوجل میں نکلنے والے انسان کے آنسو اس کے جسم کے جس حصہ پر پہنچیں گے **اللہ** عزوجل اس حصے کو جہنم پر حرام فرما دے گا اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز اس طرح نکلتی تھی جیسے کھولتی ہوئی ہنڈیا کے جوش مارنے سے نکلتی ہے۔''

حضرت سیدنا کِندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خوفِ خدا عزوجل میں روتے ہوئے بہنے والے آنسوؤں کا ایک قطرہ آگ کے کئی سمندر بجھا دیتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے فرماتے: ''تیری باتیں تو زاہدوں جیسی ہیں لیکن عمل منافقوں جیسا ہے اور اس کے باوجود جنت میں داخلہ چاہتا ہے، دور ہو جا! دور ہو جا! جنت کے لئے تو دوسرے لوگ ہیں جن کے اعمال ہمارے عملوں جیسے نہیں۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ''اے **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے شہزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے وصیت فرمائیے؟'' تو انہوں نے دو باتیں ارشاد فرمائیں: ''اے سفیان! (۱) مروّت جھوٹے کے لئے اور راحت حاسد کے لئے نہیں ہوتی اور (۲) اخوت تنگ دل لوگوں کے لئے اور سرداری بداخلاق لوگوں کے لئے نہیں ہوتی۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمائیے؟'' تو انہوں نے مزید ارشاد فرمایا: ''اے سفیان! (۱) **اللہ** عزوجل کے حرام کردہ کاموں سے رکے رہو، تدبر والے بن جاؤ گے (۲) **اللہ** عزوجل نے تمہارے لئے جو تقسیم مقرر کی ہے اس پر راضی رہو، سرِ تسلیم خم کرنے والے بن جاؤ گے (۳) لوگوں سے اسی طرح ملو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے ملیں، ایمان والے بن جاؤ گے اور (۴) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو کہیں وہ تمہیں اپنی بدکاریاں نہ سکھا دے، جیسا کہ مروی ہے کہ،

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ دیکھے کس سے دوستی کر رہا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب الرجل علی دین خلیله، الحدیث:۲۳۷۸، ص ۸۹۰)

(۵) اور اپنے معاملات میں **اللہ** عزوجل کا خوف رکھنے والوں سے مشورہ کر لیا کرو۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید ارشاد فرمائیے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے

سفیان! جو خاندان کے بغیر عزت اور حکمرانی کے بغیر ہیبت اور رعب و دبدبہ حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اس کی فرمانبرداری میں آجائے۔'' میں نے عرض کی: ''اے شہزادۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید نصیحت فرمائیے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین باتیں سکھاتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! (۱) جو برے آدمی کی صحبت اختیار کرتا ہے، وہ سلامت نہیں رہتا (۲) جو برائی کی جگہ جاتا ہے، اس پر تہمت لگتی ہے اور (۳) جو اپنی زبان قابو میں نہیں رکھتا، وہ نادم ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا وھیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: ''کیا **اللہ** عزوجل کا نافرمان بھی عبادت کی لذت پاتا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ جو **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کے بارے میں سوچتا ہے وہ بھی عبادت کی لذت نہیں پاتا۔''

حضرت سیدنا امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خوف خواہشات کو جلا دینے والی آگ کا نام ہے اس لئے اس کی اتنی ہی فضیلت ہے جتنا یہ خواہشات کو جلاتا، معصیت سے روکتا اور اطاعت پر اُبھارتا ہے، نیز خوف فضیلت والا کیونکر نہ ہو کہ اسی سے پاکدامنی، تقوی، پرہیزگاری، مجاہدات اور دیگر وہ اعمال حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعے بندہ **اللہ** عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ اس کی فضیلت قرآنی آیات واحادیث سے بھی ظاہر ہے، مثلاً **اللہ** عزوجل کے یہ فرامین مبارکہ:

{۱}

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

{۲}

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ (پ۳۰، البینۃ:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

{۳}

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۴، اٰل عمران:۱۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

{۴}

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

{۵}

سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۝ (پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے۔

{۶}

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ ۲۲، فاطر: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور علم کی فضیلت پر دلالت کرنے والی ہر آیت کریمہ یا حدیث مبارکہ خوفِ خدا عزوجل کی فضیلت کی بھی دلیل ہے کیونکہ خوف علم ہی کا نتیجہ ہے۔

{69}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جب بندے کے جسم پر خوفِ خدا عزوجل سے لرزہ طاری ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں۔''

(مسند بزّار، ج ۴، الحدیث: ۱۳۲۲، ص ۱۴۸ ''باختلاف الالفاظ'')

{70}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر نہ تو دو خوف جمع کروں گا، نہ ہی دو امن، اگر میرا بندہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوگا تو میں اسے قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے امن عطا فرماؤں گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق من قسم الاقوال، باب حرف الخاء الخوف والرجاء، الحدیث: ۵۸۷۵، ج ۳، ص ۶۰، بتغیرٍ قلیلٍ)

حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جس دل میں خوفِ خدا عزوجل نہیں وہ دل ویران ہے، کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خطا پر رولینا گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح ہوا

خشک پتوں کو جھاڑ دیتی ہے۔''

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے: ''اگر یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے علاوہ تمام لوگ جنت میں جائیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں ہی وہ شخص نہ ہوں۔'' یہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد افضل انسان حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں جنت کی بشارت عطا فرمائی مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتنوں اور منافقین سے متعلق احوال میں حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے راز دار صحابی حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار فرمایا: ''اے حذیفہ! کیا منافقین میں میرا نام بھی ہے؟'' تو حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** عزوجل کی قسم! آپ ان میں سے نہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے نفس نے میرے احوال کو مشتبہ تو نہیں کر دیا اور میرے عیوب کو مجھ سے چھپا تو نہیں لیا اور یہ خوف اتنا زیادہ ہوا کہ انہوں نے رسولِ کائنات،فخرِ موجودات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے ملنے والی جنت کی بشارت کو چند ایسی شرائط سے مشروط جانا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نہ پائی جاتی تھیں،لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بشارت سے اپنے آپ کو مطمئن نہ کیا۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب ہم سب کے باپ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے زمین پر اترے تو تین سو سال تک خوفِ خدا عزوجل سے گریہ وزاری کرتے رہے یہاں تک کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے سراندیپ کی وادیاں جاری ہوگئیں۔ سراندیپ برصغیر کا ایک خوبصورت ترین ملک ہے (اس کا موجودہ نام سری لنکا (سیلون) ہے)،اس کی فضا باقی تمام شہروں سے زیادہ معتدل ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر میں اترے تاکہ انہیں جنت سے جدائی کی وجہ سے کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچے،اگر حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کسی دوسرے شہر میں اترتے جہاں کے موسم میں سردی اور گرمی معتدل نہ ہوتی تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا زیادہ نقصان پہنچتا۔

حضرت سیدنا وہیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے جب حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کے بیٹے کے معاملے میں عتاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ○ (پ۱۲،ھود:۴۶) **ترجمۂ کنز الایمان:** میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

تو حضرت سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک رخساروں پر کثرتِ گریہ سے لکیریں بن گئیں۔

حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کی زمین تر ہوجاتی اور اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسوؤں سے گھاس اُگ جاتی پھر اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز بند ہوجاتی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام اتنا روتے کہ آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار پھٹ گئے اور داڑھیں ظاہر ہوگئیں تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے آپ سے فرمایا: ''بیٹا! تم مجھے اجازت دو کہ میں اون کے دو ٹکڑے تمہارے گالوں پر رکھ دوں تا کہ تمہاری داڑھیں چھپ جائیں۔'' آپ نے اجازت دے دی تو انہوں نے آپ کے رخساروں پر انہیں چسپاں کر دیا پھر جب آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام روتے تو وہ آنسوؤں سے بھر جاتے اور آپ کی والدہ انہیں نچوڑ دیتیں اور آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو اپنے بازو پر بہا دیتیں۔''

{71}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رونے والے شخص تھے، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ ،باب المسجد یکون فی الطریق......الخ،الحدیث:۴۷۶،ص۴۰)

{72}......جب نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مرض میں مبتلا ہوئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نرم دل ہیں جب وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (ان پر غم کا غلبہ ہوجائے گا اور) گریہ وزاری کے سبب لوگ تلاوت نہ سن سکیں گے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،کتاب اقامۃ الصلاۃ ، باب ماجاء فی صلاۃ رسول اللہ ﷺ فی مرضہ ، الحدیث:۱۲۳۲،۱۲۳۴، ص۲۵۴۹، بتغیرٍ قلیل)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔''

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:

اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ ؕ (پ۲۳،الزمر:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کریں۔'' حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، ان کے اوصاف بیان کریں۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟'' تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، میں آپ کو ان کے اوصاف بیان کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔'' تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''جب ان کے اوصاف بیان کئے بغیر کوئی چارہ نہیں تو سنئے: حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اس قدر علوم ومعارف کے حامل تھے کہ اس میں ان کی انتہا کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کے معاملہ اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے تھے، فیصلہ کُن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے سوتے پھوٹتے تھے اور دہن مبارک سے حکمت کے پھول جھڑتے تھے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے اور رات اور اس کے اندھیروں سے اُنس حاصل کرتے تھے، **اللہ** عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ آنسو بہانے والے، دور اندیش اور افسوس سے ہاتھ ملنے والے تھے، کیونکہ افسردہ اور غمگین شخص ایسا ہی کرتا ہے، اپنے نفس کو بے چینی واضطراب سے مخاطب فرماتے، لباس کھردرا پسند کرتے، جو سامنے آجاتا وہی کھالیتے، **اللہ** عزوجل کی قسم! جب ہم ان سے کچھ پوچھتے تو وہ اس کا جواب دیتے اور جب انہیں دعوت دیتے تو ہماری دعوت قبول فرماتے اور **اللہ** عزوجل کی قسم! ہم ان کے قریب رہنے اور ان سے تعلق رکھنے کے باوجود ہیبت کی وجہ سے ان کے سامنے کلام نہ کرسکتے تھے، اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکراتے تو لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح (دندان مبارک چمکتے)، دینداروں کی تعظیم کرتے اور مسکینوں سے محبت کرتے، طاقتور کو ظلم میں اُمید نہ دلاتے اور کمزور کو انصاف میں مایوس نہ کرتے، **اللہ** عزوجل کی قسم کھا کر میں گواہی دیتا ہوں کہ آج بھی انہیں اس حال میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ جب رات اپنے پردے ڈال دیتی اور ستارے ظاہر ہوجاتے تو آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جائے نماز پر آکر اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے اور اس شخص کی طرح تڑپتے جسے سانپ نے کاٹ لیا ہو اور غمزدہ شخص کی طرح روتے گویا میں انہیں گریہ وزاری کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سن رہا ہوں: ''یَا رَبَّنَا! یَا رَبَّنَا!'' یعنی اے ہمارے رب عزوجل! اے ہمارے رب عزوجل! پھر فرماتے: ''اے دنیا! تو نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے یا ابھی کچھ شوق باقی ہے؟ ہائے افسوس! ہائے افسوس! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکے میں ڈال، میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب میرا تجھ سے رجوع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں، کیونکہ تیری عمر کم ہے جب کہ تیری آسائشیں حقیر اور

نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ آہ! زادِراہ قلیل ہے اور سفر بہت دور کا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔'' اتنا سننے کے بعد حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بھر گئیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھنے لگے اور لوگوں کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ابو الحسن یعنی حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر رحم فرمائے، **اللہ** عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی تھے، اے ضرار! ان پر تمہارا غم کیسا ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''اس عورت جیسا جس کے پہلو میں اس کے بیٹے کو ذبح کر دیا گیا ہو تو نہ اس کے آنسو خشک ہوتے ہیں، نہ غم میں کمی آتی ہے۔'' (حلیة الاولیاء، ذکر علی بن ابی طالب، رقم: ۲۶۱، ج۱، ص۱۲۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس قدر روئے کہ ٹپکنے والے مشکیزے کی طرح ہوگئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی کثرت سے روئے کہ آنکھیں کمزور ہوگئیں۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''کیا بات ہے کہ میں نے آپ کی آنکھ کو کبھی خشک نہیں پایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''اِس لئے کہ شاید **اللہ** عزوجل اس کے ذریعے مجھے نفع بخشے۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! **اللہ** عزوجل نے مجھے خبردار کیا ہے کہ اگر میں نے اس کی نافرمانی کی تو وہ مجھے جہنم میں قید کر دے گا۔ **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر وہ مجھے حمام میں قید کرنے کی بھی وعید سناتا تب بھی میں اس بات کا حقدار تھا کہ میری کوئی آنکھ خشک نہ ہوتی۔'' میں نے پوچھا: ''کیا تنہائی میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال ہوتا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''شاید **اللہ** عزوجل مجھے اس سے نفع پہنچائے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! جب میں اپنی زوجہ کے پاس ہم بستری کے ارادے سے جاتا ہوں تو یہی خیال میرے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور جب میرے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے تب بھی یہی خیال میرے اور کھانے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میری زوجہ اور بچے بھی رو پڑتے ہیں حالانکہ وہ یہ بھی نہیں جان سکتے کہ کیوں رو رہے ہیں؟ بسا اوقات میری زوجہ بے قرار ہو کر کہتی ہے ہائے افسوس! میں نے آپ کے ساتھ اس دنیوی زندگی میں اتنے غم پائے ہیں کہ میری آنکھوں نے کبھی ٹھنڈک اور قرار پایا ہی نہیں۔''

حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو طبیب نے عرض کی: ''آپ مجھے ایک چیز کی ضمانت دے دیں تو آپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' تو طبیب نے عرض کی: ''رویا نہ کریں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جو

آنکھ نہ روئے ایسی آنکھ میں بھلا کون سی بھلائی رہ جاتی ہے۔''

حضرت سیدنا حسن بن عرفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''واسط'' میں حضرت سیدنا یزید بن ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، آپ کی آنکھیں سب سے زیادہ خوبصورت تھیں پھر کچھ عرصہ بعد میں نے انہیں دیکھا تو وہ نابینا ہوچکے تھے، میں نے پوچھا: ''اے ابو خالد! آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''انہیں سحر کا رونا لے گیا۔''

حضرت سیدنا فتح موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عقیدت مند آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ کو روتے ہوئے اس حال میں پایا کہ آپ کے آنسوؤں میں پیلا پن واضح تھا۔ تو اس نے دریافت کیا: ''کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خون کے آنسو رو رہے ہیں؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' اس نے دوبارہ عرض کی: ''کس بات پر رو رہے ہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''**اللہ** عزوجل کے واجب کردہ حق سے کوتاہی برتنے پر۔'' پھر آپ کے انتقال کے بعد اسی شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس نے مجھے بخش دیا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''آپ کے آنسوؤں کا کیا ہوا؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''**اللہ** عزوجل نے ان کے سبب مجھے اپنے قرب سے مشرف فرمایا اور مجھ سے پوچھا: ''اے فتح! تُو کس بات پر رویا کرتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''میں تیرے واجب کردہ حق کی ادائیگی میں کوتاہی پر روتا تھا۔'' پھر پوچھا: ''خون کے آنسو کیوں روتا تھا؟'' تو میں نے عرض کی: ''اس خوف سے کہ کہیں تو میرے لئے توبہ کا دروازہ نہ بند کر دے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے فتح! اس (رونے) سے تیرا ارادہ کیا تھا؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! چالیس سال تک تیرے محافظ فرشتے آسمانوں پر اس طرح آئے کہ تیرے اعمال نامے میں ایک بھی گناہ نہیں تھا۔''

{73}......حضرت سیدنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ہماری ملاقات کا خیال کب آ گیا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے مادرِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں آپ کو وہی جواب دوں گا جو اگلوں نے اس موقع پر دیا: ''ملاقات میں دیر کیا کرو محبت میں اضافہ ہوگا۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''ہمیں فضول گفتگو سے معاف ہی رکھو۔'' حضرت سیدنا عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں جو سب سے انوکھی چیز دیکھی وہ ہمیں بیان فرمائیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''ایک رات شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آج رات مجھے اپنے رب عزوجل کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے عرض

کی: ''مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قربت محبوب ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خوشی بھی عزیز ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وضو کرکے نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی گود مبارک تر ہو گئی، پھر اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی، جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کا وقت ہوجانے کی خبر دینے حاضر ہوئے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو روتے ہوئے پایا تو عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں **اللہ** عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ بے شک آج رات مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ جو اسے پڑھ کر اس میں غور نہ کرے اس کے لئے ہلاکت ہے، وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ۝ (پ۲،البقرۃ:۱۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جِلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں۔

(صحیح ابن حبان،باب ذکر البیان،بان المرء علیه اذا خلا......الخ،الحدیث:۶۱۹،ج۲،ص۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! رونا یا تو غم کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر درد کی وجہ سے، کبھی گھبراہٹ کی وجہ سے ہوتا ہے تو کبھی خوشی کی وجہ سے، کبھی شکر گزاری کے لئے رونا آتا ہے تو کبھی خوفِ خدا عزوجل کی وجہ سے۔ اور یہی رونا سب سے افضل اور آخرت میں گراں قدر ہوگا جبکہ دکھاوے اور جھوٹ سے رونا، رونے والے کی سرکشی، برائی اور رحمتِ الٰہی عزوجل سے دوری میں اضافہ کرتا ہے،

لہٰذا جو شخص یہ نہیں جانتا کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے علمِ ازلی میں اس کے بارے میں اَبدی سعادت لکھی ہے یا دائمی شقاوت، بہر حال وہ ان دو حالتوں میں سے کسی میں بھی ہو وہ حرام ٹھہرائے گئے کاموں کی کشتی میں سوار ہے اور اس کے ساتھ

ساتھ مخالفتِ الٰہیہ عزوجل کی ہوا بھی چل رہی ہے، اب اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے رونے، افسوس اور غم واندوہ میں کثرت کرے اور ظاہری و باطنی گناہوں سے دوری اختیار کرے نیز اپنے سابقہ گناہوں اور خطاؤں سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں نجات طلب کرے، شاید **اللہ** عزوجل اسے سچی توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اسے جہالت اور گناہوں کی تاریکیوں سے نکال کر علم اور اطاعت کی دولت سے نواز دے اور ان دونوں کے ثمرات اس پر کھول دے۔

کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے: ''سب سے نرم دل آدمی وہی ہوتا ہے جس کے گناہ کم ہوتے ہیں۔''

{74}......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نجات کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نجات یہ ہے کہ تم اپنی زبان پر قابو پالو، اپنے گھر کو وسیع کرلو اور اپنے گناہوں پر آنسو بہایا کرو۔''

(جامع الترمذی،ابواب الزھد ، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث:۲۴۰۶،ص۱۸۹۳ "امسک "بدلہ "املک

{75}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تم سب سے زیادہ **اللہ** عزوجل کی معرفت رکھتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الایمان،باب قول النبیﷺ انا اعلمکم باللہ،الحدیث:۲۰،ص۳ ،بدون"اشد کم لہ خشیۃ"

اسی وجہ سے انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام اور علماء واولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا ہے جبکہ ظالم و سرکش، فرعون خصلت، بیوقوف، جاہل، عام اور کمینے ورذیل لوگوں پر **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوفی غالب رہتی ہے حتی کہ وہ سخت عتاب، جہنم کے عذاب اور حجاب کی دوری سے اس طرح بے خوف رہتے ہیں جیسے حساب و کتاب سے فارغ ہو چکے ہوں۔ **اللہ** عزوجل ان کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

نَسُوا اللّٰـہَ فَاَنۡسٰہُمۡ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۱۹﴾ (پ۲۸،الحشر:۱۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔

{76}......ایک انصاری خاتون حضرت سیدتنا اُم علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ''جب پہلے پہل مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان، انصار کے پاس تشریف لائے تو انصار نے (ان کی معاشی پریشانیوں کا بوجھ بانٹنے کے لئے) ان سب مہاجرین کو آپس میں قرعہ کے ذریعے تقسیم کرلیا تو جلیل القدر، عبادت گزار صحابی حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے حصہ میں آئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ بدر میں سے ہیں،

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو ہم نے آپ کی تیمارداری کی یہاں تک کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا اور ہم نے انہیں کفن پہنا دیا تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: ''اے ابوسائب! **اللہ** عزوجل تم پر رحم فرمائے، میں گواہی دیتی ہوں کہ **اللہ** عزوجل نے تمہیں عزت عطا فرمادی ہے۔'' تو خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ **اللہ** عزوجل نے انہیں عزت عطا فرمادی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان، یہ تو میں نہیں جانتی۔'' تو سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انتقال کر گئے، **اللہ** عزوجل کی قسم! میں ان کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں۔'' (نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ان کی گواہی پر انکار اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے کسی قابل اعتماد وقطعی دلیل کے بغیر یقینی گواہی دی تھی حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ گواہی یقین کے انداز میں نہیں بلکہ اُمید کے انداز میں دیتیں جیسا کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے طرزِ عمل سے دکھایا)

اس کے بعد محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عزوجل کا رسول ہونے کے باوجود اپنے (ذاتی) علم سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔'' تو حضرت سیدتنا ام علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! میں اس کے بعد کبھی کسی کی تعریف (جزم ویقین کے ساتھ) نہیں کروں گی (بلکہ امید اور **اللہ** عزوجل سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے ہی اس کی تعریف کروں گی)۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزید فرمایا: ''اس واقعہ نے مجھے غمزدہ کردیا پھر جب میں سوئی تو میں نے خواب میں حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک جاری چشمہ دیکھا تو آقائے دو جہاں، مکینِ لامکاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہو کر اس خواب کا تذکرہ کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اُن کا عمل ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الشهادت، باب القرعة فی المشکلات، الحدیث: ۲۶۸۷، ص ۲۱۳، مختصراً)

{77}...... جب حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کے گال کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک آنسو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گال پر بہنے لگے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی رو دیئے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوسائب! تم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔'' تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ''اَلسَّلَفُ الصَّالِح'' کے نام سے پکارا، نیز یہ وہ پہلے صحابی تھے جنہیں بقیعِ غرقد میں دفن کیا گیا۔''

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الحدیث: ۳۳۶۰۷، ج ۱۱، ص ۳۳۷)

غور کیجئے کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدری صحابی ہونے کے باوجود ان کے بارے میں یقین کے ساتھ

گواہی دینے پرمخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کس طرح ممانعت فرمائی حالانکہ،

{78}......حضور نبئ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: اور تمہیں کیا معلوم کہ **اللہ** عزوجل نے اہل بدر کی شان میں یہ فرمایا ہے: ''تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل،فضائل الامۃ ، اھل بد ر، الحدیث:۳۷۹۵۶،ج ۴ط،ص ۳۱)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ان کا بوسہ لینا، ان کے لئے آنسو بہانا، انہیں افضل واعظم اوصاف سے متصف کرنا، یہ فرمانا کہ ''انہوں نے دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔'' اور یہ کہ ''یہ السلف الصالح ہیں۔'' یہ تمام معلومات اس بات کی خبر دیتی ہیں کہ تم اگرچہ کتنی ہی نیکیاں کیوں نہ کرلو تمہیں چاہئے کہ تم **اللہ** عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کے عذاب اور دردناک عقاب سے خوفزدہ رہو، کیونکہ **اللہ** عزوجل پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں۔

قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو۔ (پ۶، المآئدۃ:۱۷)

{79}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس صحابیہ پر انکار فرمانے کی ایک نظیر اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ بھی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایک انصاری بچے کے جنازے میں بلایا گیا، تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جنت کی اس چڑیا کے لئے سعادت ہے کہ نہ اس نے کبھی برائی کو پایا اور نہ ہی کوئی برا کام کیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! کیا کچھ اور کہنا ہے؟ **اللہ** عزوجل نے کچھ لوگوں کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے، لیکن جنت کو ان کے لئے اس وقت پیدا کیا تھا جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے اور کچھ لوگوں کو جہنم کے لئے پیدا فرمایا اور جہنم کو اسی وقت ان کا مقدر بنا دیا تھا جب وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب القدر،باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ......الخ،الحدیث:۶۷۶۸،ص ۱۱۴۱)

کچھ لوگوں نے اس حدیثِ مبارکہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ''مؤمنین کے نابالغ بچوں کا جنت میں داخلہ یقینی نہیں۔'' علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے قطعی آیات واحادیث کے مخالف ان کے اس شنیع قول کا خوب انکار فرمایا اور اس کے قائل کو غلط کہا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ''اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بالاجماع اس کا ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **اللہ** عزوجل کے اس خبر دینے سے پہلے بیان

فرمائی تھی کہ مؤمنین کے نابالغ بچے قطعی جنتی ہیں، چونکہ اس وقت ان کا جنتی ہونا یقینی نہیں تھا لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یقین کے ساتھ اس کا انکار فرمایا۔ جبکہ نصوص قطعیہ کی گواہی کے بعد مسلمانوں کے بچوں کو قطعی جنتی کہنے والے پر انکار نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اختلاف تو کفار کے بچوں کے بارے میں ہے جبکہ صحیح ترین قول یہی ہے کہ وہ بھی جنت میں ہوں گے، اب ہم اپنی گفتگو کی طرف آتے ہیں۔

{80 }......رسولِ اَکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے تمام مؤمنین کیوں نہ ڈریں کہ ''سُوْرَۂ ھُوْد، اَلْحَاقَّۃُ، اَلْوَاقِعَۃُ، عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْنَ، اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ اور اَلْغَاشِیَۃُ نے مجھے بوڑھا کر دیا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، الباب ۱۲، الحدیث: ۱۱۰۷۲، ۱۱۰۷۵، ج۷، ص۷۱)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''شاید اس کا سبب یہ ہے کہ ان سورتوں میں دلایا گیا خوف اور وعیدیں انتہائی سخت ہیں اگرچہ ان میں آخرت کے احوال، عجائبات، ہولناکیاں اور ہلاک ہونے والوں اور عذاب پانے والوں کے احوال بھی مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں جبکہ سُوْرَۂ ھُوْد استقامت کے احکامات پر مشتمل ہے، اور یہ خوفِ خدا عزوجل وہ مشکل ترین مقام ہے جس پر قائم رہنے کے اہل صرف نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی ہیں۔ اور یہ مقامِ شکر کی طرح ہے کیونکہ شکر اس چیز کا نام ہے کہ ''بندہ اپنے تمام اعضاء کو **اللہ** عزوجل کی عطا کردہ تمام نعمتوں کے ساتھ خواہ وہ ظاہری حواس ہوں یا باطنی، اپنے مقصدِ تخلیق یعنی **اللہ** عزوجل کی عبادت اور کامل طریقے سے اس کی اطاعت میں مصروف کر دے۔''

{81 }......اسی لئے جب نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مجاہدات، کثرتِ گریہ اور خوف وتضرع کے بارے میں پوچھا جاتا: ''یارسول **اللہ** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا کر رہے ہیں؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سبب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی اللیل، الحدیث: ۱۱۳۰، ص۸۸)

کتنے تعجب کی بات ہے کہ بعض لوگ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی O (پ۱۶، طٰہٰ: ۸۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت بڑی امید دلائی گئی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے اس میں مغفرت تک رسائی کے لئے چار شرائط عائد کی ہیں جن کے بعد بڑی اُمید کہاں باقی رہتی ہے؟ وہ شرائط یہ ہیں: (۱) توبہ (۲) ایمان کامل (۳) نیک عمل اور (۴) ہدایت یافتہ

لوگوں کے راستے پر چلنا۔ مثال کے طور پر ہر وقت مراقبہ ومشاہدہ اور ذکر وفکر میں مگن رہنا اور اپنے قال وحال اور دعوت واخلاص کے ساتھ **اللہ** عزوجل کی مخلوق کی جانب متوجہ ہونا۔

مذکورہ شرائط میں جس ایمانِ کامل کو بیان کیا گیا ہے اس کی وضاحت حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمان ذیشان میں موجود ہے:

{82}......''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه......الخ، الحدیث:۱۳، ص۳)

اور اس کی مثال قرآنِ کریم میں بھی ہے:

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ (پ۲۰، القصص:۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہ یاب ہو۔

تم اس بات سے دھوکا نہ کھانا کہ ''عَسٰی'' کا لفظ جب **اللہ** عزوجل کی طرف سے استعمال ہو تو وہ یقین کے معنی میں ہوتا ہے کیونکہ یہ اکثری قاعدہ تو ہے مگر کلی نہیں،

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (پ۱۶، طٰہٰ:۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

حالانکہ فرعون نے نہ تو نصیحت حاصل کی اور نہ ہی نفع دینے والا خوف وخشیت اپنایا، بلکہ یہاں **اللہ** عزوجل نے تمہیں خبردار کیا ہے کہ جب تم سچی توبہ کرلو، ایمانِ کامل لے آؤ اور نیک عمل کو اپنالو، تب اپنے لئے فلاح کے حصول اور حق تعالیٰ کی بارگاہ سے ہدایت وقرب کی اُمید رکھو، اور خواہ کتنے ہی نیک عمل کیوں نہ کرلو **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے سے بچتے رہو، کیونکہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

اور **اللہ** عزوجل کے ان فرامین مبارکہ کو بھی پیش نظر رکھو:

{۱}

لِيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ (پ۲۱، الاحزاب:۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔

{۲}

وَکَذٰلِکَ اَخۡذُ رَبِّکَ اِذَآ اَخَذَ الۡقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ ؕ اِنَّ اَخۡذَہٗۤ اَلِیۡمٌ شَدِیۡدٌ ۝ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّمَنۡ خَافَ عَذَابَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ لَّہُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوۡمٌ مَّشۡہُوۡدٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُہٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ۝ یَوۡمَ یَاۡتِ لَا تَکَلَّمُ نَفۡسٌ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ۚ فَمِنۡہُمۡ شَقِیٌّ وَّسَعِیۡدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ شَقُوۡا فَفِی النَّارِ لَہُمۡ فِیۡہَا زَفِیۡرٌ وَّ شَہِیۡقٌ ۝

(پ۱۲، ھود:۱۰۲ تا ۱۰۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی، جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کرّی ہے۔ بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری کا ہے اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے، جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب تو وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے۔

{۳}

وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُہَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡہَا جِثِیًّا ۝

(پ۱۶، مریم:۷۱۔۷۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

{۴}

وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰہُ ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ۝ (پ۱۹، الفرقان:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

{۵}

وَلَقَدۡ صَدَّقَ عَلَیۡہِمۡ اِبۡلِیۡسُ ظَنَّہٗ فَاتَّبَعُوۡہُ اِلَّا فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (پ۲۲، سبا:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہولئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا۔

{۶}

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (پ۳۰،الزلزال:۷۔۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

{۷}

وَالۡعَصۡرِ ۝ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ۝ (پ۳۰،العصر:۱تا۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس زمانہ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

بصیرت کی آنکھ اور فراست کے نور سے دیکھو! **اللہ** عزوجل نے ہر انسان پر خسارے کا حکم لگایا کیونکہ ''اَلۡعَصۡر'' پر ''الف لام'' عموم اور استغراق کے لئے ہے اور اس کی دلیل استثناء ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے مگر جو ان چار باتوں کا جامع ہوگا وہ ہلاکت میں ڈالنے والے خسارے سے نجات یافتہ ہوگا، وہ چار باتیں یہ ہیں: (۱) ایمان (۲) نیک عمل (۳) حق کی اس طرح وصیت کرنا کہ وہ لوگ کتاب وسنت سے ثابت شدہ اخلاق وآداب، احکام واقوال اور ظاہری و باطنی تمام افعال کی شرائط پر عمل کریں تاکہ ان میں سے کوئی شئے اخلاص کے بغیر نہ پائی جائے اور وہ اس سے صرف **اللہ** عزوجل کی رضا چاہیں اور (۴) انہیں صبر کی تلقین کریں کہ وہ اطاعت کرنے، ناپسندیدہ امور، آزمائشوں، گناہ چھوڑنے اور اپنی خواہشات ولذات ترک کرنے پر صبر کریں، ہماری بیان کردہ یہ چار شرائط جس میں پائی جائیں وہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ایک بڑی امید یعنی خسارے، عار اور تباہی وبربادی سے سلامتی کی راہ پر ہوگا اور اسے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں وصول کے مرتبہ سے مشاہدہ کا بلند مرتبہ حاصل ہوگا اور حال ومآل یعنی دنیا وآخرت میں اس کی رضا حاصل ہوگی۔ **اللہ** عزوجل اپنے احسان اور کرم سے ہم میں ان شرائط پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے۔ آمین

ایک عقل مند کے لئے یہ بات کس طرح درست ہوسکتی ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کی پکڑ اور اس کے انتقام سے بے خوف رہے، حالانکہ اس کا دل رحمٰن عزوجل کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے یعنی ایک قوم کے لئے خوش بختی اور دوسری کے لئے بدبختی کے ارادے کے درمیان ہے، دل کو قلب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پھرنے، بدلنے میں کھولنے والی ہانڈی سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔

{83}......اسی لئے شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم دورانِ سجدہ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

ترجمہ: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء یا مقلب القلوب ثبت قلبی......الخ، الحدیث: ۳۵۸۷، ص ۲۰۲۱)

اور مقلِّبُ القلوب عزوجل کا فرمان عبرت نشان ہے:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ۝ (پ۲۹، المعارج: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔

اگر **اللہ** عزوجل اپنے عارف بندوں اور وارثینِ علومِ انبیاء یعنی علماء پر لطف وکرم نہ فرماتا اور امید کی سہانی مدد سے انہیں تسکین نہ دلاتا تو ان کے کلیجے جہنم کے خوف سے جل جاتے۔

بُرے خاتمے کا خوف

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے: ''جو موت کے وقت ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔'' یعنی اس کا ایمان **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، ایک شخص نے دریافت کیا: ''اے ابوعبداللہ! کیا گناہ کی کثرت نظر آ رہی ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اٹھایا اور زمین سے کچھ مٹی اٹھا کر ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس مٹھی بھر مٹی سے بھی زیادہ حقیر ہیں، میں تو موت سے پہلے ایمان چھن جانے کے خوف سے رو رہا ہوں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''جب میرے والد گرامی پر نزع کا عالم طاری ہوا تو میں ان کے قریب بیٹھ گیا، میں نے ان کے جبڑے باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا پکڑ رکھا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بے چین ہو جاتے اور کبھی افاقہ محسوس کرتے اور کہتے: ''خبردار! مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔'' میں نے عرض کی: ''ابا جان! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عالم میں ایسے انداز میں کس سے مخاطب ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! کیا تم نہیں جانتے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں!'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے: ''اے احمد! مجھے ایک بار تو آزما لو۔'' لیکن میں اس سے کہہ رہا ہوں: ''جب تک میں مر نہ جاؤں مجھ سے دور رہو۔''

حضرت سیدنا سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مُرید گناہوں میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہے جبکہ عارف کفر میں مبتلا

ہونے سے ڈرتا ہے۔''

منقول ہے: ''کسی نبی علیہ الصلوٰۃ السلام نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں اپنی بھوک اور سردی کی شکایت کی تو **اللہ** عزوجل نے ان کی طرف وحی بھیجی: ''اے میرے بندے! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں کہ میں نے تیرے دل کو اپنی ناشکری سے محفوظ کر دیا ہے، پھر بھی تُو مجھ سے دنیا کا سوال کرتا ہے۔'' تو وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر عرض کرنے لگے: ''کیوں نہیں، یارب عزوجل! بے شک میں راضی ہوں، مجھے ناشکری سے بچائے رکھنا۔'' جب راسخ قدمی اور قوتِ ایمانی کے باوجود عارفین کے **برے خاتمے سے خوف** کا یہ عالم ہے تو ہم جیسے کمزور وناتواں بندے کیوں نہ ڈریں۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **''موت سے پہلے برے خاتمہ کی چند علامات ظاہر ہوتی ہیں،** مثلاً بدعت میں مبتلا ہونا اور عمل میں نفاق۔''

{84}......ان کی پہلی بات کی تائید دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان بھی کرتا ہے کہ ''بدعتی لوگ جہنم میں جہنمیوں کے کُتّے ہوں گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب البدع و الرفض من الاکمال، الحدیث: ۱۱۲۱، ج ۱، ص ۱۲۳، بدون "فی النار")

{85}......دوسری بات کی طرف نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں اشارہ فرمایا ہے: ''منافق کی تین علامتیں ہیں:

(۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق، الحدیث: ۲۱۳۶/۲۱۱، ص ۶۹۰)

اسی وجہ سے ہمارے اسلاف اس معاملہ میں بہت زیادہ ڈرتے تھے بلکہ ان میں سے بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا: ''اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو یہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ پسند ہوگا جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''نفاق والے خشوع سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگا کرو۔'' آپ سے عرض کی گئی: ''نفاق والا خشوع کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جسم تو خاشع نظر آئے مگر دل فاسق وفاجر ہو۔''

{86}......حضرت سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''تم لوگ کچھ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں جبکہ ہم صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے زمانے میں انہیں ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال شمار کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، الحدیث: ۶۴۹۲، ص ۵۴۵)

{87}......اپنے زمانہ کے شافعی مذہب کے امام حضرت سیدنا شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں: ''مجھے میرے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چار باتوں کی وصیت فرمائی، جو مجھے دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کشتی کی مرمت کرلو کیونکہ دنیا کا سمندر بہت گہرا ہے، بوجھ کو ہلکا رکھو کیونکہ سفر بہت طویل ہے، توشہ ساتھ لے لو کیونکہ گھاٹی بہت لمبی ہے اور عمل میں اخلاص پیدا کرلو کیونکہ تمام معاملات کی جانچ پڑتال کرنے والا صاحبِ بصیرت ہے۔''

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خشیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خشیت یہ ہے کہ تم **اللہ** عزوجل سے اتنا ڈرو کہ اس کا ڈر تمہارے اور نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے۔''

اللہ عزوجل سے غافل ہونے سے مراد یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عزوجل کی معصیت میں اِنتہا کو پہنچ جائے اور اس کے باوجود بخشش کی تمنا رکھے۔

ایک شخص کسی تفریح گاہ میں داخل ہوا، اس کے دل میں معصیت کا خیال آیا تو اس نے سوچا کہ یہاں مجھے کون دیکھے گا؟ اچانک اس نے ایک بے چین کر دینے والی آواز سنی:

اَ لَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ۠ (پ۲۹، الملک:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار۔

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۠ (پ۲۲، فاطر:۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''اس سے مراد گناہوں پر ہمیشگی اختیار کرنے کے باوجود مغفرت کی تمنا رکھنا ہے۔''

حضرت سیدنا بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل آپ پر رحم فرمائے مجھے کوئی نصیحت فرمائیے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کا خوف رکھتا ہو تو یہی خوف ہر خیر کی طرف اس کی رہنمائی کر دیتا ہے۔''

ایک شخص نے حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی تو اس کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے، اس نے ان سے پوچھا: ''کیا آپ ہی طاؤس ہیں؟'' تو اس بزرگ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! میں ان کا بیٹا ہوں۔'' تو اس شخص نے کہا: ''اگر تم طاؤس کے بیٹے ہو تو یقیناً تمہارے والدِ گرامی سٹھیا گئے ہوں گے (یعنی **بڑھاپے** کی وجہ سے اُن کی عقل جاتی رہی

ہوگی)۔''اس بزرگ نے جواب دیا: ''عالم کبھی نہیں سٹھیاتا۔'' پھرانھوں نے مزید ارشاد فرمایا: ''جب تم ان کے پاس جاؤ تو گفتگو مختصر کرنا۔'' اور وہ شخص جب حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے نے پھر اس سے کہا: ''اگر تم کوئی سوال کرنا چاہو تو مختصر سوال کرنا۔'' تو اس نے کہا: ''اگر وہ مجھ سے مختصر کلام کریں گے تو میں بھی مختصر کلام کروں گا۔'' اس سے حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اپنی اس مجلس میں تورات، انجیل اور قرآن کریم سکھاؤں گا۔'' تو اس نے عرض کی: ''اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے یہ تینوں کتابیں سکھائیں گے تو میں بھی آپ سے کوئی سوال نہ کروں گا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل سے اتنا ڈرو کہ تمہارے نزدیک اس سے زیادہ خوف میں ڈالنے والی کوئی چیز نہ ہو اور اس سے اپنے خوف سے زیادہ امید رکھو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو لوگوں کے لئے بھی وہی پسند کرو۔''

حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے کی اس بات کہ ''عالم کبھی نہیں سٹھیاتا۔'' کی تائید حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** عزوجل کے فرمان:

وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ (پ۱۴، النحل: ۷۰)　ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے۔

کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ''جس نے قرآن کریم کا حق ادا کرتے ہوئے اسے پڑھا وہ اس حالت کو نہیں پہنچے گا۔''

''**عالم کے نہ سٹھیانے**'' سے مراد یہ ہے کہ بڑی عمر میں عالم کی عقل میں عام لوگوں کی طرح فساد پیدا نہیں ہوتا یعنی جس طرح عام لوگ بڑی عمر میں بچوں کی سی بلکہ ان سے بھی بدتر حرکتیں کرنے لگتے ہیں عالم اس طرح نہیں کرے گا یہی وہ برائی ہے جس سے **اللہ** عزوجل کی طرف سے علماء کی حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)　ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

کی تفسیر میں فرمایا: ''اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کے بارے میں سوچے پھر اسے **اللہ** عزوجل کا خیال آجائے اور وہ **اللہ** عزوجل کے خوف اور اس سے حیا کرتے ہوئے اس گناہ کو چھوڑ دے۔''

دو جنتیں مل گئیں:

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیزگار

اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آ گیا پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ٥ (پ ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

تو اس کی قبر سے آواز آئی: ''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک **اللہ** عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔''

حضرت سیدنا یحیٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سب سے بڑا دھوکا اور سب سے بڑی جرأت یہ ہے کہ گناہگار بندہ اپنے گناہ پر ندامت کا اظہار کئے بغیر **اللہ** عزوجل سے عفو کی اُمید رکھے، اعمال صالحہ کئے بغیر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ سے نیکیوں کے حصول کی اُمید رکھے، عمل کئے بغیر جزاء کا انتظار کرے اور حد سے بڑھنے کے باوجود **اللہ** عزوجل سے مغفرت کی تمنا کرے۔''

خوفِ خدا عزوجل کے حصول اور اس میں اضافہ کا سب سے بڑا ذریعہ علم ہے، جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (پ ۲۲، فاطر: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ علماء صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر خوفِ خدا عزوجل کا غلبہ رہتا تھا، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کاش! میں کسی مؤمن کے سینے کا ایک بال ہوتا۔''

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا: ''عمر ہلاک ہو جائے گا اگر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کاش! مجھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہ کیا جائے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول پر کفریہ کلمات میں کئے گئے اعتراضات کے ذریعے کچھ اشکال وارد ہوتے ہیں مگر ان اشکالات کا جواب یہ ہے کہ ان کی یہ تمنا حقیقت پر مبنی نہ تھی بلکہ اس بات کا اظہار مقصود تھا کہ میرے بہت سے گناہ ایسے ہیں جن پر مجھے دوبارہ زندگی ملنے کے بعد مؤاخذے کا خوف ہے۔

{88}......اس کی نظیر حبیبِ خدا عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے محبوب ابنِ محبوب حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو جو کلمہ پڑھتا تھا یہ گمان کرتے ہوئے قتل کر دیا کہ یہ حقیقت میں کلمہ نہیں پڑھ رہا بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے پڑھ رہا ہے، لیکن جب یہ بات نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک پہنچی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان پر عتاب فرمایا اور بار بار یہ ارشاد فرماتے رہے: ''تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات اتنی مرتبہ ارشاد فرمائی کہ میں تمنا کرنے لگا: ''کاش! میں اس دن مسلمان نہ ہوتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عمران بن حصین، الحدیث:۱۹۹۵۷،ج۷،ص۱۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفر کی تمنا نہیں کی تھی بلکہ اپنے مسلمان ہونے کے اس واقعے سے مؤخر ہونے کی تمنا کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر یہ واقعہ اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا تو اسلام اسے مٹا دیتا۔ یہ مقام فکر ہے لہٰذا یہاں خوب غور کرنا چاہئے۔

جب لوگ علم سے دور ہوئے تو انہوں نے اپنے اعمال کو ملاحظہ کیا تو یہ پایا کہ ان میں سے کچھ افراد سے اتفاقاً کچھ ایسے اُمور صادر ہو رہے ہیں جو کرامات کے مشابہ ہیں، لہٰذا انہوں نے مختلف قسم کے دعوے کرنے شروع کر دیئے اور سلف صالحین کے دعویٰ نہ کرنے کے طریقے کی پیروی چھوڑ دی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص نے یہاں تک کہہ دیا: ''میں چاہتا ہوں کہ قیامت جلد ہی قائم ہو جائے تا کہ میں جہنم پر اپنا خیمہ نصب کر سکوں۔'' تو ایک شخص نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: ''مجھے یقین ہے کہ جب جہنم مجھے دیکھے گی تو اس کی آگ بجھ جائے گی اور اس طرح میں مخلوق پر رحمت کا سبب بن جاؤں گا۔''

یہ انتہائی بدترین اور برا کلام ہے، کیونکہ اس میں **اللہ** عزوجل کے بیان کردہ جہنم کے عظیم معاملہ کی تحقیر پائی جاتی ہے، حالانکہ **اللہ** عزوجل نے جہنم کے اوصاف کثرت سے بیان فرمائے ہیں، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚ (پ۱،البقرۃ:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ۝ (پ۱۸،الفرقان:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔

{89}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم جو آگ جلاتے ہو یہ جہنم کی

آگ کے ستر اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اللہ عزوجل کی قسم! اگر جہنم ہماری یہی دنیوی آگ بھی ہوتی تب بھی کافی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنم کی آگ کو دنیوی آگ سے اُنہتر 69 گنا زیادہ تیز کیا گیا ہے اور ان میں سے ہر جزو کی گرمی دنیوی آگ کی طرح ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجھنم، باب ماجاء ان نارکم ھذہ......الخ، الحدیث: ۲۵۸۹، ص ۱۹۱۲)

{90}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچتے ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجھنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، الحدیث: ۲۵۷۳، ص ۱۹۱۱)

چراغ کی لو پر اُنگلی رکھ دی

ایک نیک بزرگ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، ہوا یوں کہ وہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا، اچانک ان کے دل میں گناہ کا خیال آیا تو وہ اپنے نفس سے کہنے لگے: ''میں اپنی انگلی اس چراغ کی بتی پر رکھتا ہوں اگر تو نے اس پر صبر کر لیا تو میں اس گناہ کو کرنے میں تیری بات مان لوں گا۔'' پھر جب انہوں نے اس بتی پر اپنی انگلی رکھی تو بے قرار ہو کر چیختے ہوئے کہنے لگے: ''اے دشمنِ خدا عزوجل! جب تو دنیا کی اس آگ پر صبر نہیں کر سکا جسے ستر مرتبہ بجھایا گیا ہے تو جہنم کی آگ پر کیسے صبر کرے گا؟''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہمیں ڈر والی کچھ باتیں سنائیں۔'' تو حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت کے دن ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے عمل لے کر بھی آئیں تو قیامت کے احوال دیکھ کر انہیں حقیر جاننے لگیں گے۔'' اس پر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مزید سنائیں۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اگر جہنم میں سے بیل کے ناک جتنا حصہ مشرق میں کھول دیا جائے تو مغرب میں موجود شخص کا دماغ اس کی گرمی کی وجہ سے اُبل کر بہہ جائے۔'' اس پر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اور سنائیں۔'' تو انہوں نے پھر عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! قیامت کے دن جہنم اس طرح بھڑکے گا کہ کوئی مقرّب فرشتہ یا نبی مُرسَل ایسا نہ ہوگا جو گھٹنوں کے بل گر کر یہ نہ کہے: رَبِّ! نَفْسِیْ! نَفْسِیْ! (یعنی اے رب عزوجل! آج میں تجھ سے اپنی بخشش کے علاوہ کچھ نہیں مانگتا)۔''

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید بتایا: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو **اللہ** عزوجل اولین و آخرین کو ایک ٹیلے پر جمع فرمائے گا، پھر فرشتے نازل ہو کر صفیں بنائیں گے۔'' اس کے بعد **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! جہنم کو لے آؤ۔'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جہنم کو اس طرح لے کر آئیں گے کہ اس کی ستر ہزار لگاموں کو کھینچا جا رہا ہوگا، پھر جب جہنم مخلوق سے سو برس کی راہ پر پہنچے گی تو اس میں اتنی شدید بھڑک پیدا ہوگی کہ جس سے مخلوق کے دل دہل جائیں گے، پھر جب دوبارہ بھڑک پیدا ہوگی تو ہر مقرب فرشتہ اور نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر جائے گا، پھر جب تیسری مرتبہ بھڑکے گی تو لوگوں کے دل گلے تک پہنچ جائیں گے اور عقلیں گھبرا جائیں گی، یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: ''میں تیرے خلیل ہونے کے صدقے سے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض گزار ہوں گے: ''یا الٰہی عزوجل! میں اپنی مناجات کے صدقے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: ''یا الٰہی عزوجل! تُو نے مجھے جو عزت دی ہے اس کے صدقے میں صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں اس مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔''

{91}......رسول کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل (علیہ السلام) کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے میکائیل (علیہ السلام) کبھی نہیں ہنسے اور جب سے جہنم پیدا ہوئی، میری آنکھ اس خوف سے خشک نہیں ہوئی کہ کہیں میں **اللہ** عزوجل کی نافرمانی نہ کر بیٹھوں اور وہ مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا گیا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی طرف سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مجھے جہنم پر پیش کیا جائے گا مگر یہ خبر نہیں پہنچی کہ میں وہاں سے نجات پا کر نکل بھی سکوں گا۔''

جب ملائکہ، انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جہنم سے خوف کا یہ عالم ہوگا حالانکہ یہ ہستیاں گناہوں کی گندگیوں سے پاک وصاف ہیں تو اس وقت دھوکا کھائے ہوئے دعویدار کی ذلت ورسوائی کا کیا عالم ہوگا اور جسے اس کے نفس نے یہ کہہ کر گمراہ کر دیا کہ تیرا یہ خیمہ جہنم کی آگ بجھا دے گا اور جو اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں قطعی نجات یافتہ سمجھتا ہے، حالانکہ قطعی نجات تو صرف انہیں دس خوش نصیبوں کو حاصل ہوگی جنہیں نجات دہندہ شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے، اس کے باوجود ان کے خوف کا یہ عالم تھا کہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی تک یہ کہہ اٹھے: ''کاش! میں کسی مؤمن کے سینے کا بال ہوتا۔'' اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما گئے: ''اگر عمر کی مغفرت نہ ہوئی تو عمر ہلاک ہو جائے گا۔''

حدیث پاک میں ہے: جو یہ کہے: ''یقیناً میں جنت میں جاؤں گا وہ جہنم میں جائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب کراھیۃ الدعوی، الحدیث: ۸۸۰، ج ۱، ص ۴۴۳)

یہاں اس خوف سے ہماری مراد عورتوں جیسی رقتِ قلبی نہیں جو کچھ دیر کے لئے رو لیتی ہیں، پھر نیک عمل چھوڑ دیتی ہیں، بلکہ اس سے مراد وہ خوف ہے جو انسان کے دل میں گھر بنا کر اسے گناہوں سے روکے اور اطاعت کی پابندی کی ترغیب دلائے، یہی وہ خوف ہے جو نفع بخش ہے اور یہ احمقوں کا خوف نہیں جو ڈرانے والی گذشتہ باتیں سنتے ہیں تو **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** اور **یَا رَبِّ سَلِّمْ** (یعنی خدا کی پناہ اور یارب عزوجل! سلامت رکھنا) کے علاوہ کچھ نہیں کہتے بلکہ اس کے باوجود گناہوں کے ارتکاب پر ڈٹے رہتے ہیں اور شیطان ان کا اس طرح مذاق اڑاتا ہے جیسا کہ تم اس شخص کو دیکھ کر مذاق اڑاؤ گے کہ جس پر کوئی خطرناک درندہ حملہ کرنے لگے جبکہ وہ شخص ایک محفوظ قلعے کے قریب ہو جس کا دروازہ بھی کھلا ہو مگر وہ اس میں داخل نہ ہو بلکہ **رَبِّ سَلِّمْ** کہتا رہے یہاں تک کہ وہ درندہ آ کر اسے کھا جائے۔

{92}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم کیا کرتا تھا، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا، **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر **اللہ** عزوجل نے مجھے عذاب دینا چاہا تو ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا، پس جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی وصیت پر عمل کیا گیا، پھر **اللہ** عزوجل نے زمین کو حکم دیا: ''اس کے جو اَجزاء تجھ پر ہیں ان کو جمع کردے۔'' زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ بندہ کھڑا ہو گیا تو **اللہ** عزوجل نے اس سے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھارا تھا؟'' اس نے عرض کی: ''یارب عزوجل! تیرے خوف نے۔'' تو اس کو بخش دیا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۸۱، ص ۲۸۴)

{93}......حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی کوئی حدیثِ مبارکہ سنائیں گے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے سنا: ''جب ایک شخص کی موت کا وقت آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی: ''جب میں مرجاؤں تو میرے

لئے بہت سی لکڑیاں جمع کر لینا، پھر اس میں آگ لگا کر مجھے اس میں ڈال دینا تاکہ آگ میرا گوشت کھا کر ہڈیوں کو جلا دے، پھر ان ہڈیوں کو اٹھا کر پیس لینا اور تیز ہوا کے دن اس راکھ کو اُڑا دینا۔'' (اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا گیا جیسا اس نے کہا تھا) پھر **اللہ** عزوجل نے اس شخص کی راکھ کو جمع کر کے اس سے پوچھا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' تو اس نے عرض کی: ''تیرے خوف سے۔'' تو اس کو بخش دیا گیا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب احادیث الانبیاء ،باب ۵۴ ،الحدیث: ۳۴۷۹،ص ۲۸۴ ،''اوقدروا'' بدلہ ''اوُرُوا نارًا'')

{94}......حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''**اللہ** عزوجل نے تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص کو کثرت سے مال واولاد سے نوازا تھا، اس نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: ''تم نے مجھے باپ کی حیثیت سے کیسا پایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم نے آپ کو بہترین باپ پایا۔'' تو اس نے کہا: ''میں نے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا، لہٰذا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنا لینا اور پھر میری راکھ کو تیز ہوا میں اڑا دینا۔'' جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو **اللہ** عزوجل نے اسے جمع کر کے دریافت فرمایا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا تھا؟'' اس نے عرض کی: ''تیرے خوف نے۔'' تو **اللہ** عزوجل کی رحمت نے اس کا استقبال کیا۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۳۴۷۸،ص ۲۸۴ ،''اعطاہ اللہ'' بدلہ ''رغشہ اللہ'')

رحمت کا ایک سبب

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ،رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے: ''اسباب رحمت میں ایک سبب نادار مسلمان کو **کھانا کھلانا** ہے۔

(الترغیب و الترھیب، ج ۲ ،ص ۳۵)

پہلا باب:
باطنی کبیرہ گناہ اور ان کے متعلّقات

میں نے باطنی گناہوں کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ یہ ظاہری گناہوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں اور ان کا مرتکب گناہگاروں میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر ہوتا ہے۔ انہیں مقدم کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک تو ان کا وقوع عام ہے اور دوسرا ان کا ارتکاب کرنا بھی بہت آسان ہے، بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ انسان انہیں برا جانتے ہوئے چھوڑ دے، لہٰذا کبیرہ گناہوں کی اس قسم کو مقدم کرنا مناسب معلوم ہوا اور ان کا خلاصہ تحریر کرنے میں غور وفکر کرنا اچھا لگا۔

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''دلوں کے کبیرہ گناہ، اعضاء کے گناہوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب فسق اور ظلم کا باعث بنتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نیکیوں کو بھی کھا جاتے ہیں اور سخت عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔''

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے باطنی کبیرہ گناہوں کو ذکر کرنے اور ان کی تعداد **ساٹھ (60)** بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''ان کبیرہ گناہوں کی مذمت ان کے بڑے فساد، برے نتائج اور ہمیشہ رہنے والے اثرات کی وجہ سے زنا، چوری، قتل، اور شراب نوشی سے بھی زیادہ ہے، ان کے اثرات اس حیثیت سے باقی رہتے ہیں کہ وہ اس شخص کے حال اور اس کے دل کی ہیئت میں پختہ ہو جاتے ہیں، جبکہ اعضاء سے متعلق گناہوں کے اثرات توبہ واستغفار، گناہوں کو مٹانے والی نیکیوں اور مصائب سے جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

کبیرہ نمبر 1:
شرکِ اکبر

اللہ عزوجل اپنے کرم سے ہمیں اس گناہ سے پناہ میں رکھے اور کسی آزمائش کے بغیر عافیت کے ساتھ ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے، کیونکہ وہی سب سے بڑا کریم اور سب سے زیادہ رحم والا ہے، **اللہ** عزوجل مجھے اور آپ کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر اپنے کرم اور فراخ عطاؤں کی موسلا دھار بارش برسائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

گذشتہ صفحات میں گناہِ کبیرہ کی جو تعریفیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ وہ اُن کبیرہ گناہوں کی تعریفیں ہیں جو ایک مسلمان سے ایمان کی حالت میں صادر ہوتے ہیں، اسی لئے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے انہیں شمار کرتے وقت کفر سے قریب تر گناہ یعنی قتل سے ابتداء کی ہے، جبکہ ہم اس ترتیب کو قائم نہیں رکھیں گے کیونکہ اس کتاب سے ہمارا مقصد ان تمام کبیرہ گناہوں کا احاطہ ان کے مراتب اور ان کے بارے میں وارد وعیدوں کے ساتھ کرنا ہے۔

چونکہ کفر سب سے بڑا گناہ ہے، لہٰذا اس کے بارے میں کلام اور اس کے احکام کا بیان بھی مفصّل ہونا چاہئے، لہٰذا سب سے پہلے ہم اپنی گفتگو کا آغاز **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عبرت نشان سے کرتے ہیں جو اسی کے بارے میں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۵، النسآء:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ (پ۲۱، لقمان:۱۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

اور ایک دوسری جگہ ہے:

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ (پ۶، المآئدۃ:۷۲)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

{1}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں اکبر الکبائر (یعنی سب سے بڑے کبیرہ گناہوں) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہیں۔'' یہ بات ارشاد فرماتے وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''سن لو اور جھوٹ بولنا، سن لو اور جھوٹی گواہی دینا بھی بڑے گناہ ہیں۔'' پھر انہیں دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سکوت اختیار فرمالیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب ماقیل فی شھادۃ الزور، الحدیث:۲۶۵۴، ص۲۰۹، بدون ''ألا وشھادۃ الزور'')

{2}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جود وسخاوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے

والے سات گناہوں سے اجتناب کرو۔'' پھران گناہوں میں **اللہ** عزوجل کے لئے شریک ٹھہرانے کو بھی ذکر فرمایا۔

(صحیح البخاری ، کتاب الوصایا ، باب قول اللہ تعالیٰ (ان الذین یاکلون اموال......الخ)الحدیث:۲۷۶۶،ص۲۲۳)

{3 }......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث:۱۹۰۱،ج۲،ص۴۴)

{4 }......سیِّدُ الْمُبَلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' پھرارشادفرمایا:''کیا میں تمہیں اکبرالکبائر یعنی سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ جھوٹ بولنا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب اللباس، باب عقوق الوالدین من الکبائر،الحدیث:۵۹۷۷، ص۵۰۶)

جھوٹ کا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہونا ان گناہوں کے اعتبار سے ہے جن کے بارے میں جھوٹ سے سنگین ہونے کی تصریح نہیں آئی جبکہ شرک، قتل اور زنا یقیناً جھوٹ سے بڑے گناہ ہیں۔

{5 }......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کبیرہ گناہ نو ہیں اور ان میں سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۱،ج۱۷،ص۴۸)

{6 }......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔ان میں سے **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا بھی ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۵۶۳۶،ج۶،ص۱۰۳)

{7 }......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ضرورت سے زیادہ پانی کو روک لینا اور نرسانڈ کو جفتی سے روکنا سب سے بڑے کبیرہ گناہ ہیں۔''

(البحرالزّخار بمسند البزّار،مسند بریدہ بن حصیب، الحدیث:۴۴۳۷،ج۱۰،ص۱۴)

{8 }......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا ہیں۔''

(المسند احمد بن حنبل، مسندالبصریین،الحدیث:۲۰۴۰۷،ج۷،ص۲۰۶)

{9 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کبیرہ گناہ سات ہیں ان میں سے ایک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۲،ج۱۷،ص۴۸)

ان گناہوں میں ہجرت کے بعد دیہاتی ہوجانے کا بھی ذکر فرمایا، اس کا بیان عنقریب آئے گا۔اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

{10}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا سب سے بڑے کبیرہ گناہ ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الدیات ، باب قول اللہ تعالیٰ(من احیاھا)،الحدیث: ۶۸۷۱،ص ۵۷۳)

{11}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا سب سے بڑے گناہ ہیں اور قسم اٹھانے والا جب مجبوراً **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھائے پھر اس میں مکھی کے پَر کے برابر بھی مداخلت کرے تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب تفسیر القرآن ، باب(ومن سورۃ النساء)الحدیث: ۳۰۲۰،ص ۱۹۵۶)

{12}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور جھوٹی قسم اٹھانا بڑے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۳۲۳۷، ج ۲،ص ۲۶۵)

{13}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سن لو! **اللہ** عزوجل کے اولیاء وہ لوگ ہیں جو ان پانچ نمازوں کو قائم کرتے ہیں جنہیں اُس نے اپنے بندوں پر فرض فرمایا ہے اور رمضان کے روزے یہ سوچ کر خالص رضائے الٰہی عزوجل کے لئے رکھتے ہیں کہ ان پر روزوں کا لازم ہونا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے مال کی زکوٰۃ خوشدلی سے ادا کرتے ہیں اور ان کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں جن کے ارتکاب سے **اللہ** عزوجل نے منع فرمایا ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ نو ہیں، ان میں سے بڑے گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، میدانِ جہاد سے فرار ہونا، پاکدامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور اپنے قبلہ یعنی بیت الحرام کی آباد اور بنجر زمین کو حلال سمجھنا ہیں، جب کوئی ایسا بندہ مرتا ہے جس نے یہ کبیرہ گناہ نہ کئے ہوں اور نماز قائم کی ہو اور زکوٰۃ ادا کی ہو تو وہ جنت کے درمیان (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایسی جگہ رفیق ہوگا جس کے دروازوں کے پَٹ سونے کے ہوں گے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۰۱، ج ۱۷،ص ۴۸، بدون "یری أنه علیه حق")

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابنِ خطاب! جاؤ۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اے عمر! اٹھو اور جا کر لوگوں میں اس بات کا اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔'' (جامع الترمذی ، ابواب السیر،باب ماجاء فی الغلول،الحدیث:۱۵۷۴،ص ۱۸۱۴،بدون"فی الناس")

اسے حضرت سیدنا امام احمد، امام مسلم اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے روایت کیا اور فرمایا: ''یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

{15}......رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر دو کہ جنت صرف مؤمن ہی کے لئے حلال ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اھل الذمۃ......الخ،الحدیث:۳۰۵۰،ص ۴۵۲)

{16}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے بلال! اُٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوگا اور بے شک **اللّٰہ** عزوجل اس دین کی مدد فاجر شخص کے ذریعے بھی فرماتا ہے۔''　(صحیح البخاری، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم،الحدیث:۶۶۰۶،ص ۵۵۲)

{17}...... اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت میں مسلمان ہی داخل ہوگا۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''جنت میں مسلمان جان ہی داخل ہوگی اور بے شک **اللّٰہ** عزوجل اس دین کی مدد فاجر شخص کے ذریعے بھی فرما دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ان اللہ لیؤیدالدین ......الخ،الحدیث:۳۰۶۲،ص ۲۴۶)

{18}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب اللہ ،الحدیث:۳۰۱۷،ص ۲۴۲)

{19}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے دین سے پھر جائے یعنی مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب حکم فیمن ارتد ، الحدیث: ۴۳۵۱،ص ۱۵۴۰، "من ارتد" بدله "من بدّل")

{20}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(**اللّٰہ** عزوجل کی بارگاہ میں) سرِ تسلیم خم کر دو اگرچہ تم اس کو ناپسند ہی کرو۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۰۶۱، ج۴،ص ۲۱۸)

{21}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں تین باتوں کا حکم دیتا ہوں اور تین باتوں سے منع کرتا ہوں: **اللّٰہ** عزوجل کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، **اللّٰہ** عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا مت رہو اور **اللّٰہ** عزوجل نے جسے تمہارے معاملے کا والی بنا دیا ہو اس کی اطاعت کرو۔ اور میں تمہیں تین باتوں سے منع کرتا ہوں، فضول گفتگو سے، مال ضائع کرنے سے اور کثرت سے سوال کرنے سے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان و الاسلام،قسم الاقوال فصل الخامس،الحدیث:۴۴۵، ج ۱،ص ۶۵،بدون" وتسمعوا")

{22}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اسلام سے پھر جائے تو

اسے اسلام کی طرف بلاؤ، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کی گردن ماردو اور جو عورت اسلام سے پھر جائے اسے اسلام کی دعوت دو اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے قید کر دو۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۹۳،ج ۲۰،ص ۵۳)

اس حدیثِ مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا جبکہ ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل صحیح حدیث کے عام حکم کی وجہ سے مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم صحیح ترین مذہب کے خلاف ہے۔

{23}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کردو۔''
(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب لاتعذب بعذاب الله ،الحدیث:۳۰۱۷،ص ۲۴۲)

{24}...... رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنا دین بدل لیا یا جو اپنے دین سے پھر گیا اسے قتل کردو اور **اللہ** عزوجل کے بندوں کو **اللہ** عزوجل جیسا عذاب نہ دو۔''(یعنی آگ میں نہ جلاؤ۔)
(السنن الکبری للبیهقی، کتاب المرتد،باب قتل من ارتدعن الاسلام......الخ،الحدیث:۱۶۸۵۸،ج۸،ص ۳۵۱،بدون"عباداللہ")

{25}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کردو اور جو بندہ مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کرلے **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔''(یعنی جب تک وہ کفر پر قائم رہتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول نہیں فرماتا۔)
(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۱۳،ج ۱۹،ص ۴۱۹)

{26}......سیِّدُ الْمُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو اور کسی کو **اللہ** عزوجل جیسا عذاب نہ دو(یعنی کسی کو آگ میں نہ جلاؤ)۔''(صحیح ابن حبان،باب الرِّدَّة،الحدیث:۴۴۵۹،ج۶،ص ۳۲۳)

{27}...... شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنا دین تبدیل کرلے اس کی گردن ماردو۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام،قسم الاقوال ،باب الارتداد،الحدیث:۳۹۰،ج ۱،ص ۶۱)

{28}......مَحْبوبِ رَبُّ العٰلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے مسلمانوں والے دین کی مخالفت کی اسے قتل کردو اور جب وہ اس بات کی گواہی دینے لگے کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی کہ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) **اللہ** عزوجل کے رسول ہیں تو اسے قتل کرنے کی کوئی راہ نہیں مگر جبکہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس کی وجہ سے اس پر حد قائم کی جائے۔''
(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۶۱۷،ج ۱۱،ص ۱۹۳)

تنبیہات

تنبیہ1:

شرک اوراس کی تمام انواع کا تذکرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ حد سے زیادہ اس میں مبتلا ہیں نیز عام لوگوں کی زبانوں پر شرکیہ کلمات جاری ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ ایسا کرنا شرک ہے لیکن اگران پر اس کی بعض اقسام آشکار ہو جائیں تو شاید اس سے بچنے کی کوشش بھی کریں تا کہ ان کے عمل برباد نہ ہوں اور وہ ہمیشگی کے بڑے عذاب اور سخت عقاب میں مبتلا ہونے سے بچ سکیں۔اس کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت ہی اہم کام ہے کیونکہ جو کفر کا مرتکب ہو جائے اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت مثلاً سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس پر ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب لازم ہو جائے گا۔اوران کے شاگردانِ ذی مقام نے بکثرت کفریہ اعمال واقوال بیان فرما دیئے ہیں اوراس معاملہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس میں خوب کوشش سے کام لیا ہے اور باوجود اس کے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ اِرتداد یعنی دین سے پھرنا اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور مرتد کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اوراپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اس گروہ نے اس معاملہ میں دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوشش کی ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو اپنے دین پر استقامت چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کا علم حاصل کرے تا کہ ان کفریات سے بچ سکے اوران میں پڑ کر اپنے اعمال برباد نہ کر بیٹھے اوراس پر رب عزوجل کا دائمی عذاب لازم نہ ہو جائے اوران ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عورت اس کے نکاح سے نہ نکل جائے، جبکہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ارتداد اعمال کو تو برباد نہیں کرتا مگران کے ثواب کو ختم کر دیتا ہے، لہٰذا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان قضاء یعنی دائمی عذاب ہی کا اختلاف رہ جاتا ہے۔جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اگرچہ احناف کی تقلید نہیں کرتے مگر شریعت اور دین کی حفاظت، احتیاط اور جہاں تک ممکن ہو، اختلاف کی رعایت کا تقاضا کرتی ہے، خصوصاً ایسے معاملہ میں جو دنیا وآخرت کے شدید حرج کا سبب بن سکتا ہے اور یقیناً یہی سب سے شدید حرج ہے۔اسی لئے میں نے ان ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد اور غیر معتبر اقوال نیز دیگر مذاہب کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال بھی اپنی اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں جس کا ذکر آئندہ آئے گا، میں ان تمام اقوال کی جانب یہاں صرف کچھ اشارے دوں گا اور جو شخص ان تمام فروعات کا احاطہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ ہماری اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کفر و شرک کی اقسام

کفر کی اقسام میں سے چند یہ ہیں:

☆......انسان مستقبل قریب یا بعید میں کفر یا شرک کرنے کا عزم کرے۔

☆......زبان یا دل سے کسی کفر کو اچھا جانے اگرچہ وہ چیز ظاہراً محالِ عقلی ہی کیوں نہ ہو، اس صورت میں وہ فوراً ہی کافر ہو جائے گا۔

☆......ایسی چیز کا عقیدہ رکھے یا ایسا کام کرے یا ایسی بات کہے جو کفر کو واجب کرتی ہو اگرچہ اس کا عقیدہ رکھتے ہوئے کہے یا عناد کے طور پر یا پھر استہزاء کے طور پر کہے، مثلاً کوئی شخص عالَم (یعنی کائنات) کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھے، اگرچہ کائنات کو نوعی طور پر قدیم جانے۔

☆......ایسی بات کی نفی کرے جس کا ثبوت **اللہ** عزوجل کے لئے اجماع سے ثابت ہو اور اس کا ضروریاتِ دین سے ہونا بھی معلوم ہو جیسے ذات باری تعالیٰ کی صفات اصلیہ مثلاً اس کے علم اور قدرت کا انکار کرنا یا **اللہ** عزوجل کے جزئیات کے عالم ہونے کا انکار کرنا۔

☆......**اللہ** عزوجل کے لئے ایسی چیز کو ثابت کرے جس کا **اللہ** عزوجل کے لئے منع ہونا ضروریات دین سے ہو جیسے رنگ، روپ وغیرہ ثابت کرنا یا یہ کہنا کہ وہ عالَم کے ساتھ متصل ہے یا ایک اختلافی مسئلہ کے مطابق عالَم سے خارج ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کی ذات کو نقص سے متصف کرنے کا اعتقاد یا تو صراحتاً رکھے یا ایسی بات کا اعتقاد رکھے جس سے نقص لازم آتا ہو، لہٰذا پہلی صورت بالاجماع کفر ہے اور دوسری کے کفر ہونے میں اختلاف ہے، جبکہ ہمارے نزدیک صحیح ترین قول کے مطابق یہ دوسری صورت کفر نہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ **اللہ** عزوجل کو مُجَسَّم یا جوہر کہنے والے کے قول سے **اللہ** عزوجل پر جو نقص لازم آتا ہے اس بناء پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی مگر جب وہ اس نقص کا اعتقاد رکھے یا اس کی صراحت کردے تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گی، اور اسی طرح انسان کا کسی مخلوق مثلاً سورج کو سجدہ کرنا بشرطیکہ اس کے عذر پر کوئی ظاہری قرینہ دلالت نہ کر رہا ہو تو اس کی بھی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (ظاہری قرینے کے اس کے عذر پر دلالت نہ کرنے کی یہ قید آئندہ آنے والے بیشتر مسائل میں بھی آئے گی۔)

☆......نیز یہ اُصول ہے کہ ہر وہ شخص جو کوئی ایسا عمل کرے جس کے بارے میں مسلمانوں کا اجماع ہو کہ یہ کام کافر ہی سے صادر ہو سکتا ہے تو ایسا کام کرنا بھی کفر ہے اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی صراحت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ جیسے کفار کے ساتھ ان کا مذہبی لباس مثلاً زنار وغیرہ پہن کر ان کے عبادت خانے کی طرف جانا یا کسی ایسے کاغذ کو نجاست (یعنی گندگی) میں ڈال دینا جس میں

قرآن پاک، علمِ شرعی یا **اللہ** عزوجل کا نام بلکہ کسی نبی یا فرشتے کا نام بھی لکھا ہوا ہو۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ان اشیاء کو ایسی گندگی میں ڈالنا بھی کفر ہے جو پاک ہو جیسا کہ مَنِی (جو کہ شوافع کے نزدیک پاک ہے)، رینٹھ یا تھوک میں ڈال دینا یا ان ناموں یا مسجد کو گندگی سے آلودہ کرنا بھی اسی طرح ہے اگرچہ وہ نجاست اتنی قلیل ہی کیوں نہ ہو جس کی شریعت مطہرہ میں معافی ہے۔

☆......جس نبی کی نبوت پر اجماع ہے اس کی نبوت میں شک کرنا بھی کفر ہے، اس لئے چونکہ حضرت سیدنا خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں اختلاف ہے لہٰذا ان کی نبوت کا انکار کفر نہیں،

☆......جس کتاب کے منزل من اللہ تعالیٰ ہونے پر اجماع ہے جیسے تورات یا انجیل، حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبور یا حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے یا جس آیت کے قرآن ہونے پر اجماع ہے جیسے معوّذتین (یعنی سورۃ فلق اور سورۃ ناس)، لہٰذا ان میں سے کسی کے کلامِ الٰہی عزوجل ہونے میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

☆...... ہر اس شخص کی تکفیر میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کی بات سے ساری اُمت کے گمراہ ہونے کا تأثر ملتا ہو۔

☆......نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کافر کہنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

☆......مکہ مکرمہ، خانہ کعبہ یا مسجد حرام کے وجود میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

☆......حج کے طریقہ یا اس کی معروف صورت نیز نماز اور روزے کی کیفیت وہیئت میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

☆......ایسے حکمِ شرعی میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کے ضروریاتِ دین میں سے ہونے پر اجماع ہو اور وہ مشہور ہو جیسے ٹیکس کی حرمت (اس کی تفصیل کبیرہ نمبر ۱۳۱ میں دیکھئے) یا سنتوں کی مشروعیت جیسے عید کی نماز وغیرہ میں شک کرنا۔

☆......کسی ایسی حرام چیز کو حلال سمجھنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے جس کی حرمت کا ضروریاتِ دین سے ہونا مجمع علیہ اور مشہور ہو، جیسے وضو کے بغیر نماز پڑھنا، البتہ اگر کوئی شخص نجاست و پلیدگی کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے کفر میں اختلاف ہے۔

☆......کسی مسلمان یا ذمی کافر کو بلا عذر شرعی جائز سمجھتے ہوئے ایذاء دینا بھی کفر ہے۔

☆......کسی حلال کو حرام سمجھنے والے کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے جیسے خرید وفروخت یا نکاح کو حرام کہنا۔

☆...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بارے میں یہ کہنے والے کے **کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے** کہ معاذ اللہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رنگ مبارک سیاہ تھا یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصال داڑھی نکلنے سے پہلے ہی ہو گیا تھا یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم معاذ اللہ قرشی، عربی یا انسان نہیں تھے، کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلَّم کوایسے وصف سے موصوف کرنا جوآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں نہ ہوآپ کی تکذیب کے مترادف ہے۔

اس سے یہ **قاعدہ** ثابت ہوتا ہے: ''ہر وہ **وصف** جس کے دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے **ثبوت پر امت کا اجماع ہو اس کا انکار کفر ہے**۔'' جیسے

☆......کوئی بد بخت خاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کو جائز مانے۔

یا اس طرح کے کلمات کہے:

☆......''میں نہیں جانتا کہ یہ نبی وہی ہیں جو مکہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں پردہ فرما گئے یا کوئی اور ہیں۔''

☆......''نبوت کسبی ہے۔''

☆......''دل کی صفائی سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔''

☆......''ولی نبی سے افضل ہوتا ہے۔''

☆......''میری طرف وحی آتی ہے۔'' اگرچہ وہ نبوت کا دعوی نہ بھی کرے۔''

☆......''میں مرنے سے پہلے جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔''

☆......یا کوئی بد بخت شخص **اللہ** کے محبوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذاتِ ستودہ صفات میں یا کسی دوسرے نبی بلکہ فرشتوں میں بھی کوئی عیب تلاش کرے۔

مثال کے طور پر:

☆......اُن پر لعنت بھیجے......یا گالی دے......یا ان کو حقیر جانے،

☆......ان کا یا ان کے کسی فعل کا مذاق اڑائے جیسے انگلیاں چاٹنے کا مذاق اڑائے،

☆......ان کی ذات، نسب، دین یا کسی فعل کو ناقص کہے،

☆......نقص کی تعریض کرے،

☆......انہیں عیب لگاتے ہوئے کسی چیز سے تشبیہ دے،

☆......ان کی تصغیر کرے یعنی انہیں چھوٹا سمجھے یا (زبان سے) کہے،

☆......ان کی قدر گھٹائے،

☆......ان کے نقصان کی تمنا کرے،

☆......ان کی برائی کے طور پر ان کی جانب کوئی ایسی بات منسوب کرے جو ان کی شان کے لائق نہ ہو،

☆......ان کی کسی بات کو ناقص، ہذیان اور جھوٹ کہہ کر ان کی توہین کرے،

☆......**یا ایسی بات کہے جس میں ان کی کسی آزمائش یا ان کے بعض جائز عوارضِ بشریہ کو حقیر جاننا پایا جائے تو یہ سب صورتیں بالاجماع کفر ہیں** اور ان کے **قائل کو قتل کیا جائے گا** اور اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی **توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔**

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے **"تمہارا صاحب"** کہا تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کے اس کلمہ کو مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی توہین قرار دیتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

☆......اسی طرح کفر پر راضی ہونا اگرچہ ضمناً ہی کیوں نہ ہو جیسے کوئی کافر کسی مسلمان سے اپنے اسلام لانے کے بارے میں مشورہ چاہے یا نہ چاہے اور وہ مسلمان اسے یہ کہے: "مسلمان مت ہونا۔"

☆......یا کافر نے اس سے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھا دو تو اس نے کلمہ پڑھانے میں تاخیر کی، مثلاً خطیب نے کہا: "صبر کرو میں خطبہ سے فارغ ہو جاؤں پھر کلمہ پڑھاؤں گا۔"

☆......بددعا میں یہ معاملہ نہیں جیسے کسی کو بددعا دی کہ **اللہ** عزوجل اسے ایمان نصیب نہ فرمائے،

☆......یا اللہ عزوجل اسے کفر پر قائم رکھے،

☆......یا اللہ عزوجل فلاں مسلمان کا ایمان چھین لے جبکہ ان صورتوں میں اس پر سختی کا ارادہ ہو۔

☆......اسی طرح کسی مسلمان کے لئے کفر کا سوال کرنا بھی کفر ہے کیونکہ یہ کفر پر راضی ہونا ہے۔

☆......اسی طرح کسی مسلمان کو بغیر تاویل کے کافر کہہ کر پکارنے سے قائل خود کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسلام کو کفر کہا۔

☆......یا **اللہ** عزوجل کے کسی اسم یا اس کے کسی نبی کے نام کا مذاق اُڑانا مثلاً اس کی تصغیر کرنا۔

☆......یا ان کے کسی امر ونہی، وعدہ یا وعید کا مذاق اڑانا جیسے کوئی کہے: "اگر **اللّٰہ** عزوجل بھی مجھے فلاں کام کرنے کا حکم دے تب بھی میں اسے نہیں کروں گا۔"

☆......یا کہے "اگر فلاں جگہ کو قبلہ بنا دیا جائے تو میں اس کی طرف رُخ کر کے نماز نہیں پڑھوں گا۔"

☆...... یا استخفاف وعناد کے طور پر کہے: ''اگر مجھے جنت عطا فرما دی تب بھی میں اس میں داخل نہ ہوں گا۔''

☆...... یا یہ کہنا: ''اگر **اللہ** عزوجل نے میرے مرض یا تنگدستی کے باوجود نماز نہ پڑھنے پر میری پکڑ فرمائی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔''

☆...... اسی طرح اگر کسی مظلوم نے ظالم سے یہ کہا: ''کیا یہ ظلم **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہے۔'' تو ظالم نے جواب دیا کہ ''میں **اللہ** عزوجل کی تقدیر کے بغیر یہ کام کرتا ہوں۔'' تو ظالم کافر ہو جائے گا۔

☆...... یا یہ کہنا: ''اگر کوئی فرشتہ یا نبی بھی میرے پاس آ جائے تب بھی میں اس کی تصدیق نہ کروں گا۔''

☆...... یا یہ کہنا: ''اگر فلاں شخص نبی بھی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا۔''

☆...... یا یہ کہنا: ''نبی نے جو کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو ہم نجات پا جائیں گے۔''

☆...... یا ان پر جھوٹ کا الزام لگایا تو یہ بھی کفر ہے کیونکہ اس میں مرتبۂ نبوت کی تنقیص ہے۔

☆...... یا اسے کہا گیا: ''اپنے ناخن کاٹ لو کہ یہ سنت ہے۔'' تو اس نے استہزاء کے طور پر کہا: ''میں ایسا نہیں کروں گا اگرچہ یہ سنت ہے۔''

☆...... یا یہ کہے: ''**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ** پڑھنے سے بھوک نہیں مٹتی۔''

☆...... اسی طرح دیگر اذکار کے بارے میں یہ جملہ کہنے کا بھی یہی حکم ہے۔

☆...... یا (اذان کے کلمات کے بارے میں اس طرح) کہنا: ''مؤذن جھوٹ بولتا ہے۔''

☆...... یا کہے: ''مؤذن کی آواز گھنٹے کی آواز جیسی ہے۔'' اور اس قول کے ذریعے کفر کے ناقوس سے تشبیہ کا ارادہ کرے یا اذان کے استخفاف کی نیت کرے۔

☆...... اسی طرح بطور استہزاء کسی حرام چیز پر **اللہ** عزوجل کا نام لے جیسے شراب پیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔

☆...... یا استہزاء کے طور پر کہے: ''میں محشر یا قیامت سے نہیں ڈرتا۔''

☆...... یہ کہنا: ''**اللہ** عزوجل بھی چور کو تلاش نہیں کرسکتا۔'' تو چونکہ اس نے عجز کو **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب کیا لہٰذا یہ کفر ہے۔

☆...... یا علماء، واعظین اور معلّمین کو حقیر جانتے ہوئے ان کا بھیس بدل کر کسی جماعت کے پاس آیا تاکہ وہ اس پر ہنسیں یا کھیل کود کریں۔

☆...... یا علم کو ہلکا جانتے ہوئے کہنا: ''ثرید کا پیالہ علم سے بہتر ہے۔''

☆...... کسی شخص کا مرض شدت پکڑ گیا یا بیٹا مر گیا تو وہ کہے: ''یا رب عزوجل! اگر تو چاہے تو مجھے کافر بنا کر مار یا مسلمان بنا کر۔''

☆......یا کہے: ''تو نے میرا بیٹا لے لیا تو اب باقی کیا بچا تو نے ایسا کیوں کیا؟''

☆......کسی شخص سے کہا گیا: ''اے کافر!'' اس نے اپنے کافر ہونے کی نیت سے ''جی'' کہا تو کافر ہے اور اگر صرف جواب کی نیت سے کہا تو کافر نہیں۔

☆......درہم ملنے کی امید پر پہلے کفر کی تمنا کی پھر اسلام کی۔

☆......کسی ایسی چیز کے حلال ہونے کی تمنا کرنا جو کسی زمانہ میں بھی حلال نہ تھی جیسے قتل، زنا، ظلم وغیرہ۔

☆......**اللّٰہ** عزوجل کی طرف بعض اشیاء کو حرام فرمانے کی وجہ سے ظلم کی نسبت کرنا۔

☆......اگر کسی شخص نے کُفّار کے دین کی طرف مائل ہو کر ان کا لباس پہنا تو وہ کافر ہو گیا۔

☆......کسی نے کہا: ''یہودی مسلمانوں سے اچھے ہیں۔'' تو وہ کافر ہے اور اگر نصاریٰ کو مجوسیوں سے اچھا کہا تو کافر نہیں لیکن اگر حقیقت کے اعتبار سے کہا تو کافر ہے۔

☆......کسی نے چھینکنے والے عمر رسیدہ شخص سے کہا ''یَرْحَمُکَ اللّٰہُ'' تو کسی نے اس سے کہا: ''ایسا مت کہو۔'' اگر ارادہ یہ تھا کہ یہ رحمت سے بے نیاز ہے تو یہ کفر ہے۔

☆......غلام نے کہا: ''میں نماز نہیں پڑھوں گا کیونکہ ثواب تو میرے آقا کو ملے گا۔'' اس کے کفر ہونے میں اختلاف ہے کیونکہ ایسی باتوں کی قباحت سے اکثر غلام جاہل ہوتے ہیں لہٰذا یہ کلام غلاموں کے بارے میں نہیں بلکہ حکم شرعی جاننے والے لوگوں سے متعلق ہے، لہٰذا مسئلہ جاننے کی صورت میں اس کے کفریہ جملہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔

☆......کسی سے پوچھا گیا: ''ایمان کیا ہے؟'' اس نے استخفافاً کہا: ''میں نہیں جانتا۔''

☆......کسی نے اپنی بیوی سے کہا: ''تو مجھے **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے زیادہ محبوب ہے۔'' تو اگر محبتِ تعظیمی کا ارادہ تھا تو کافر ہے اور اگر میلانِ قلبی مراد تھا تو کفر نہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی شروحات میں مذکور ہے۔

☆......حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کو جھٹلانے والا ہے البتہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صحابی ہونے کا انکار کرنا کفر نہیں۔

☆......کسی نے کہا: ''میں ہی اپنے افعال کا خالق ہوں۔'' اور وہ معنی مراد نہ لیا جو معتزلہ لیتے ہیں تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی نے کہا: ''میں اللہ ہوں۔'' اگرچہ مزاح میں کہا کہنے والا کافر ہو گیا۔

☆......**اللّٰہ** عزوجل کے فرائض کا انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں اللہ عزوجل کے حق کو نہیں جانتا۔'' تو ایسا کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی نے جھوٹ بول کر کہا: ''اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔'' تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ عزوجل کی طرف جہالت کو منسوب کیا۔

☆......کسی نے کہا: ''قرآن کریم، نماز یا ذکر یا ایسی ہی کسی عبادت سے میرا دل بھر گیا ہے۔''

☆......یا کہا: ''محشر کیا ہے؟، جہنم کیا ہے؟''

☆......یا گناہ کر کے کہا: ''میں نے کیا کیا ہے؟''

☆......کسی کو علم کی مجلس میں حاضر ہونے کی دعوت دی گئی تو اس نے کہا: ''علم کی مجلس میں آکر کیا کروں گا۔'' ان سب صورتوں میں اگر استخفاف کی نیت تھی تو کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی نے کہا: ''**اللہ** عزوجل ہر عالم پر لعنت فرمائے۔'' تو اگر استغراق کی نیت نہ تھی تو کفر کے لئے استخفاف کی نیت شرط ہے اور اگر استغراق کی نیت تھی تو استخفاف کی نیت نہ بھی ہو تب بھی کافر ہے کیونکہ اس صورت میں انبیاء وملائکہ بھی اس کی زد میں آجائیں گے۔

☆......کسی عالم کا فتویٰ پھینک دیا۔

نیز اس طرح کہنے سے بھی کافر ہو جائے گا:

☆......''یہ شریعت کیا چیز ہے؟'' تو اگر استخفاف کی نیت تھی تو کہنے والا کافر ہے۔

☆......کسی فقیہ کے بارے میں کہا: ''یہ وہی چیز ہے۔'' اگر علم کے استخفاف کی نیت تھی تو کفر ہے۔

☆......''روح قدیم ہے۔''

☆......''جب ربوبیت ظاہر ہوگئی تو بندگی مٹ گئی۔'' اور اس سے مراد یہ لیا کہ شریعت کے احکام اٹھ گئے۔

☆......''میں اپنی ناسوتی یعنی بشری صفات سے لاھوتی (یعنی الٰہی صفات) میں فنا ہو گیا ہوں۔

☆......''میری صفات صفاتِ حق میں بدل گئی ہیں۔''

☆......''میں **اللہ** عزوجل کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں۔''

☆......''میں **اللہ** عزوجل سے آمنے سامنے کلام کرتا ہوں۔''

☆......''**اللہ** عزوجل ایک حسین صورت میں حلول کر گیا ہے۔''

☆......''اس نے مجھ سے شرع کی تکلیف ساقط کر دی ہے۔''

☆......کسی سے کہا: ''مخفی عمل کے حصول کے لئے ظاہری عبادات چھوڑ دے۔''

☆......''گانا سننا دین میں سے ہے۔''

☆......''گانا دلوں میں قرآن سے زیادہ اثر کرتا ہے۔''

☆......''بندہ **اللہ** عزوجل کا وصال عبادت کے بغیر بھی حاصل کر لیتا ہے۔''

☆......''روح **اللہ** عزوجل کا نور ہے لہٰذا نور جب نور کے ساتھ ملتا ہے تو ایک ہو جاتا ہے۔'' **یہ تمام صورتیں کفر ہیں۔**

ان کے علاوہ بہت سی فروع رہ گئیں جنہیں میں نے تفصیلی کلام کے ساتھ گذشتہ بیان کردہ قیودات، اختلاف و بحث اور مذاہبِ اربعہ کے نزدیک تمام اقوال کو جمع کر دیا ہے بلکہ ہر اس بات کو جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے اگرچہ وہ ضعیف قول کے مطابق ہی کیوں نہ ہو اپنی کتاب ''اَلْاِعْلَامُ بِمَا یَقْطَعُ الْاِسْلَامَ'' میں جمع کر دیا ہے کوئی طالب علم اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی کو ''اے کافر'' کہہ کر پکارا تو شرط پائے جانے یعنی مخاطب کے کافر نہ ہونے کی صورت میں کہنے والا کافر ہو جائے گا اور اسی طرح جس نے کہا کہ ''فلاں ستارے کی وجہ سے ہمیں بارش حاصل ہوئی۔'' تو اگر یہ ارادہ کیا کہ فلاں ستارے کو تاثیر کی قوت حاصل ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے۔ چنانچہ،

{29}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی جب اپنے بھائی سے کہتا ہے: ''اے کافر!'' تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اگر جسے کافر کہا گیا وہ کافر تھا (تو ٹھیک) ورنہ کفر اس کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال الاکمال، الحدیث: ۸۲۷۵، ج۳، ص ۲۵۴)

{30}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو آدمی کسی شخص کے کافر ہونے کی گواہی دیتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا، واقعی اس کے کہنے کے مطابق کافر تھا تو صحیح ہے اور اگر وہ کافر نہ تھا تو اسے کافر کہنے کی وجہ سے کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۸۲۷۶)

{31}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو مسلمانوں کے درمیان **اللہ** عزوجل کی جانب سے ایک پردہ ہے لہٰذا جب ان میں سے کوئی ایک اپنے دوست سے کہتا ہے کہ مجھ سے جدا ہو جا تو وہ **اللہ** عزوجل کے اس پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور جب اسے ''اے کافر'' کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک شخص کافر ہو جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۴۴، ج ۱۰، ص ۲۲۴)

{32}......سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آدمی اپنے بھائی کو 'اے کافر' کہہ کر پکارے تو گویا اس نے اسے قتل کر دیا اور مؤمن پر لعنت بھیجنا بھی اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۴۶۳،ج۱۸،ص۱۹۴)

{33}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین ، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمان کسی مسلمان کی تکفیر کرتا ہے تو اگر وہ واقعی کافر ہے (تب تو ٹھیک ہے) ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ،الحدیث:۴۶۸۷،ص۱۵۶۷)

{34}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کہا: ''میں اسلام سے بیزار ہوں۔'' تو اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہے تو بھی سلامتی کے ساتھ اسلام میں نہ لوٹ سکے گا۔''

(صحیح ابن ماجہ،کتاب الکفارات، باب من حلف بملۃ غیر الاسلام،الحدیث:۲۱۰۰،ص۲۶۰۳)

{35}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کسی نے اپنے بھائی کو 'اے کافر' کہہ کر پکارا تو ان دونوں میں سے ایک شخص کافر ہو جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب،باب من اکفر اخاہ......الخ،الحدیث:۶۱۰۳،ص۵۱۵)

{36}......مَخْزَنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے والوں سے رک جاؤ، کسی گناہ کی وجہ سے انہیں کافر نہ کہو کیونکہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنے والوں کی تکفیر کرے گا وہی کفر سے زیادہ قریب ہوگا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۰۸۹،ج۱۲،ص۲۱۱)

{37}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعِزَّت، مُحْسِنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہہ کر پکارتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے، اگر ایسا ہی تھا جیسا اس نے کہا (تو درست ہے) ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب حال ایمان من قال لاخیہ......الخ،الحدیث:۲۱۶،ص۶۹۰)

{38}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی کوئی شخص کسی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الایمان،فصل......الخ،الحدیث:۲۴۸،ج۱،ص۲۳۴)

{39}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل جب بھی آسمان سے کوئی برکت نازل فرماتا ہے تو لوگوں کا ایک گروہ اس کے سبب کفر کر بیٹھتا ہے، **اللہ** عزوجل بارش نازل فرماتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب بیان کفر من قال مطرنا......الخ،الحدیث:۲۳۳،ص۶۹۲،بدون ''مطرنا'')

{40}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے؟ وہ فرماتا ہے: ''جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی انعام فرماتا ہوں تو اس کی وجہ سے ان میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔'' وہ گروہ کہتا ہے: ''یہ فلاں ستارے نے کیا ہے یا فلاں ستارے کی وجہ سے یہ نعمت ملی ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند ابی هريره ، الحديث:۸۷۴۷، ج۳،ص ۲۸۶)

{41}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ آج رات تمہارے رب عزوجل نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے: ''میرے کچھ بندے مؤمن ہوئے اور کچھ کافر، جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دی گئی وہ میرا انکار کرنے والے اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں۔''

(صحيح البخاری ، كتاب الاذان ، باب يستقبل الامام الناس اذا سلم ، الحديث:۸۴۶،ص۶۷)

{42}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک میری اُمت کو ستارے گمراہ نہ کر دیں وہ ہمیشہ اپنے دین پر قائم رہے گی۔'' (كنزالعمال، كتاب الاخلاق،قسم الاقوال الاكمال،الحديث:۸۲۸۵، ج۳،ص ۲۵۵)

{43}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں سے بعض شکر کرنے والے ہیں اور انہیں میں سے بعض کفر کرنے والے بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: ''یہ رحمت ہے۔'' اور بعض کہتے ہیں: ''ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے صدقہ کیا گیا ہے۔''

(صحيح مسلم، كتاب الايمان،باب بيان كفر من قال......الخ،الحديث:۲۳۴،ص ۶۹۲)

تنبیہ2:

گذشتہ صفحات میں **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان گزر چکا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پ۵،النساء:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

یہ آیت کریمہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کے عموم کی تخصیص کرتی ہے:

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ O (پ۲۴،الزمر:۵۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ بالکل حق ہے کہ ''فاسق مؤمن کی میت مشیّت کے تابع ہے، اگر **اللہ** عزوجل چاہے تو اسے اپنی مشیت کے مطابق عذاب دے گا اور پھر بالآخر اسے معاف فرما کر جہنم سے نکال دے گا، اس وقت وہ جہنم میں جلنے کی وجہ سے سیاہ ہو چکا ہوگا، پھر وہ بندہ نہرِ حیات میں غوطہ لگائے گا تو اسے ایک عظیم حسن و جمال اور تازگی حاصل ہوگی پھر **اللہ** عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس نے اس بندے کے سابقہ ایمان اور اس کے اعمال صالحہ کے مطابق اس کے لئے جو انعامات تیار کئے ہوں گے وہ اسے عطا فرمائے گا جیسا کہ یہ بات بخاری وغیرہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اگر **اللہ** عزوجل چاہے تو اس بندے کو ابتداءً ہی معاف فرما کر اس پر نرمی فرمائے اور اس کے مخالفین کو اس سے راضی فرما دے اور پھر نجات پانے والوں کے ساتھ اسے بھی جنت میں داخل فرما دے۔''

خوارج کا عقیدہ:

خوارج کا یہ عقیدہ ہے: ''گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے۔''

معتزلہ کا عقیدہ:

معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے: ''مرتکب کبیرہ حتمی طور پر ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور اسے معاف کرنا جائز نہیں جیسا کہ مطیع کو عذاب دینا جائز نہیں۔''

خوارج و معتزلہ کا رد:

یہ ان لوگوں کے **اللہ** عزوجل پر لگائے گئے جھوٹے الزامات میں سے ہے، جبکہ **اللہ** عزوجل منکروں اور ظالموں کے ان باطل اقوال و عقائد سے بلند و بالا ہے۔ اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان کہ:

وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا ۝ (پ۵، النسآء: ۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

یا تو مؤمن کے قتل کو حلال سمجھنے والے پر محمول ہے کیونکہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے، تو اس صورت میں خلود سے مراد تأبید یعنی ہمیشگی ہے جیسا کہ دیگر کفار وغیرہ پر ہے، نصوصِ شرعیہ اور لغت اس بات پر گواہ ہیں کہ خلود تأبید کو مستلزم نہیں یعنی خلود کا مطلب

صرف تأبید ہی نہیں ہوتا لہٰذا اس صورت میں آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر اللہ عزوجل اسے عذاب دے گا تو اس کی جزاء یہ ہوگی جو آیت کریمہ میں بیان ہوئی ورنہ اللہ عزوجل اسے معاف فرما دے گا جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں ہے کہ:

وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ج (پ۵، النسآء:۴۸)
ترجمہ کنزالایمان: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

اور اس فرمانِ مبارک سے پتہ چلتا ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاط (پ۲۴، الزمر:۵۳)
ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

جنہوں نے یہ بات کہی ہے: ''قاتل کی توبہ مقبول نہیں۔'' تو اس سے ان کی مراد قتل سے باز رکھنا اور نفرت دلانا ہے، ورنہ قرآن وسنت کی نصوص اس معاملہ میں بالکل صریح ہیں: ''جس طرح کافر کی توبہ مقبول ہے اسی طرح قاتل کی توبہ بھی مقبول ہے بلکہ قاتل کی توبہ تو بدرجۂ اَوْلیٰ مقبول ہے۔''

مُرجِیہ کا عقیدہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے: ''جس طرح کافر کو کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی اسی طرح مومن کو کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔''

یہ بھی ان (بدمذہبوں) کے اللہ عزوجل پر باندھے جانے والے بہتانوں میں سے ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے: ''گناہ گار مؤمنین کی ایک جماعت جہنم میں داخل ہوگی۔'' کیونکہ اس کا انکار کفر ہے اس لئے کہ یہ انکار ان صریح نصوصِ قطعیہ کو جھٹلانا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

تنبیہ 3:

امام الحرمین علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اُصولیوں سے ان کا یہ اصول ذکر کرنے کے بعد اسی کو برقرار رکھا: ''جس نے کلمۂ کفر بکا اور یہ گمان کیا کہ وہ **توریہ** (یعنی جو بات دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا) کر رہا ہے تو وہ ظاہراً یا باطناً دونوں طرح سے کافر ہے، اور جسے وسوسہ آیا اور وہ ایمان یا صانع کے بارے میں متردد ہوا یا اس کے دل میں ان کے ناقص ہونے یا انہیں گالی دینے کا خیال آیا اور وہ ان وسوسوں کو شدید ناپسند کرتا ہو مگر انہیں دور کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ یا حرج نہیں بلکہ یہ وسوسے شیطان کی طرف سے ہیں، لہٰذا اس بندے کو چاہئے کہ وہ انہیں دور کرنے کے لئے اللہ عزوجل سے مدد طلب کرے کیونکہ اگر یہ وسوسے اس بندے ہی کی جانب سے ہوتے تو وہ انہیں ہرگز ناپسند نہ کرتا۔'' علامہ ابنِ عبدالسلام وغیرہ نے بھی اس اصول وقاعدہ کا تذکرہ کیا ہے۔

تنبیہ4:

اصلی کافر یا مرتد کا اسلام اس وقت ثابت ہوگا جب وہ زبان سے شہادتین یعنی **اللہ** عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کا اقرار کرے گا اگرچہ ان میں سے ایک شہادت کا اقرار وہ پہلے ہی سے کرتا ہو اور اگر اس نے **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) سے ''اِلٰہ'' کے لفظ کو بَارِیٌٔ، رَحْمٰنَ، مٰلِکَ، یا رَزَّاق سے بدل دیا تب بھی جائز ہے۔اسی طرح اگر **لَا** کو **مَامِنْ** سے بدل دیا مثلاً **مَامِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ** (یعنی **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا لفظ **اِلَّا** کو **غَیْرَ، سِوٰی** یا **عَدَا** سے بدل دیا مثلاً کہا **لَا اِلٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ، سِوَی اللّٰهِ، عَدَا اللّٰهِ** (یعنی **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں)، یا پھر اسمِ جلالت ''اَللّٰہُ'' کو **اَلْمُحْیِی الْمُمِیْتُ** سے بدل دیا جو کہ غیر طبعی ہے یا **اَلرَّحْمٰنُ، اَلْبَارِیُٔ** سے بدل دیا مثلاً کہا: ''**لَا اِلٰهَ اِلَّا الْمُحْیِی الْمُمِیْتُ** (یعنی زندگی اور موت عطا کرنے والی ہستی کے سوا کوئی معبود نہیں)، **لَا اِلٰهَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ** (یعنی رحمٰن عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) وغیرہ یا **لَا اِلٰهَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِهِ الْمُسْلِمُوْنَ** (یعنی جس ذات پر مسلمانوں کا ایمان ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا کہا کہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا مَنْ فِی السَّمَآءِ** (یعنی اس ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو آسمانوں میں ہے) یا **لَا اِلٰهَ اِلَّا الْمَلِکُ** (یعنی مالک عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا یا **لَا اِلٰهَ اِلَّا الرَّزَّاقُ** (یعنی رزاق عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا تو یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اگر **لَا اِلٰهَ اِلَّا سَاکِنُ السَّمَآءِ** (یعنی وہ ذات جو آسمانوں میں رہنے والی ہے کے سوا کوئی معبود نہیں) کہا تو جائز نہیں۔

اللہ عزوجل کو **سَاکِنُ السَّمَآءِ** اور **مَنْ فِی السَّمَآءِ** کہنے میں فرق یہ ہے کہ **سَاکِنُ السَّمَآءِ** کہنا ایک جہت ہے اور جہت **اللہ** عزوجل کے لئے محال ہے اور **اللہ** عزوجل اس سے اور ظالموں و منکروں کے بہتانوں سے بہت بلند ہے، بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک **اللہ** عزوجل کے لئے جہت ثابت کرنا کفر ہے، لہٰذا جو کلمات کفر پر مشتمل ہوں ان سے اسلام کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ **مَنْ فِی السَّمَآءِ** کہنے میں **اللہ** عزوجل کے لئے جہت کی تصریح نہیں کیونکہ **مَنْ فِی السَّمَآءِ** سے مراد یہ ہے: ''اس کا حکم اور سلطنت آسمانوں میں قائم ہے۔'' کیونکہ یہ لفظ ان قرآنی آیات کے موافق ہے جو سَلَف وخَلَف کے نزدیک مؤوّل ہیں۔ (اس میں حنابلہ کے ایک گمراہ فرقہ کے علاوہ کسی کو کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے) جبکہ ان دونوں کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے: ''ہم اس تأویل کو معین کرتے ہیں اور ظاہر کو اس کی طرف نہیں پھیرتے۔'' یہ خَلَف کا مذہب ہے یا ''اجمالی تأویل کرتے ہیں اور کسی شے کو معین نہیں کرتے بلکہ ہم اسے معین کرنے کا علم **اللہ** عزوجل پر چھوڑتے ہیں۔'' اور یہی سَلَف کا مذہب ہے، بعض متاخرین ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور بعض نے اس میں تھوڑی سی زیادتی کے ساتھ اس کو اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے: ''تأویل کو اس طرح معین کرنا کہ وہ ظاہر کے قریب ہو جائے اور عربی لغت کے قواعد بھی اس کی درستگی پر گواہی

دیں تو یہ مناسب ہے ورنہ تفویض یعنی اس کی تعیین کے علم کو **اللہ** عزوجل کے سپرد کر دینا ہی مناسب ہے۔'' جو شخص آیات واحادیث میں غور وفکر کرے تو وہ انہیں اسی تاویل کی گواہی دیتے ہوئے پائے گا کیونکہ تاویل کے بغیر ان آیات واحادیث کا ظاہری مفہوم تناقض کا وہم پیدا کرتا ہے۔'' لہٰذا اس وہم سے بچنے کیلئے تاویل کی طرف جانا واجب ہے، کیا آپ **اللہ** عزوجل کے ان فرامین مبارکہ کو نہیں دیکھتے:

{۱}

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف (پ۸، الاعراف:۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

{۲} حالانکہ **اللہ** عزوجل نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ،

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O (پ۲۶، ق:۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

{۳}

وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ط (پ۲۷، الحدید:۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

حدیث پاک میں ہے کہ اگر تم ڈول کو رسی سے کنوئیں میں لٹکا دو تو وہاں بھی **اللہ** عزوجل اپنے علم وقدرت سے موجود ہے۔ (کیونکہ اللہ عزوجل اپنے علم وقدرت سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے)

ان آیات واحادیث بلکہ ان جیسی تمام روایات میں سے ہر ایک میں تاویل کرنا واجب ہے کیونکہ کسی کے لئے ان نصوص کے ظاہری معنی کا قائل ہونا ممکن نہیں لہٰذا جب ان میں سے بعض میں تاویل کرنا ثابت ہوگا تو سب میں تاویل کرنا واجب ہوگا، کیونکہ خَلَف اس معاملہ میں تنہا نہیں بلکہ سَلَف کی ایک جماعت جیسے سیدنا امام مالک وجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ نے بھی ان آیات میں تاویل کی ہے۔

الغرض! اہلِ حق کا اس مسئلہ میں وہی مذہب ہے جسے میں نے بیان کر دیا ہے اور ہر ایک پر اسی کے مطابق عقیدہ رکھنا واجب ہے اور آدمی کو یہ اعتقاد اس وقت حاصل ہوگا جب وہ **اللہ** عزوجل کو ہر صریح یا التزامی عیب سے پاک مانے گا بلکہ ہر اس چیز سے بھی پاک مانے جس میں کوئی نقص تو نہ ہو مگر کمال بھی نہ ہو

☆......اور اس بات کا عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے کہ **اللہ** عزوجل اپنی ذات، ارادے، صفات، اسماء اور تمام افعال میں کمال کے سب سے اعلیٰ درجے کے ساتھ متصف ہے۔

☆......شہادتین میں سے دوسری گواہی میں لفظ مُحَمَّدًا کو اَحْمَدَ ، اَبَا الْقَاسِمِ اور لفظ رَسُوْلُ کو نَبِیٌّ سے تبدیل کر دینا بھی جائز ہے جیسے (اَشْهَدُ اَنَّ)مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی جگہ اَحْمَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَبَا الْقَاسِمِ رَسُوْلُ اللّٰهِ یا مُحَمَّدًا نَّبِیُّ اللّٰهِ کہنا۔(صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دائماً ابداً)

نیز ان دونوں شہادتوں کو ترتیب سے ادا کرنا شرط ہے، لہٰذا اگر کسی نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو وہ مسلمان نہ ہوگا مگر جبکہ انہیں پے در پے، لگاتار کہے تو مسلمان ہو جائے گا۔ یہ کلمات عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ کسی نے اپنی مادری زبان میں **اللّٰہ** عزوجل کے حقیقی و یکتا معبود ہونے اور حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رسول ہونے کی گواہی دے دی تب بھی وہ مسلمان ہو جائے گا مگر وہ شخص جو الفاظ ادا کر رہا ہو اس کا ان لفظوں کو سمجھنا شرط ہے۔

☆......جو دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت سے انکار کی وجہ سے کافر ہو اس کے مسلمان ہونے کے لئے یہ دونوں گواہیاں کافی ہیں۔

☆......اور جو لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کو عرب کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ سے کافر ہوئے جیسے عیسائی وغیرہ تو ان کے مسلمان ہونے کے لئے یہ کہنا شرط ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی کَآفَّةِ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تمام انسانوں اور جنات کی طرف **اللّٰہ** عزوجل کے رسول ہیں۔

☆......**نیز** گونگے کا اشارہ اس کے کلام کے قائم مقام ہے۔ اور جو الفاظ پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں ان کے علاوہ کسی لفظ سے اسلام ثابت نہ ہوگا جیسے کوئی شخص صرف یہ کہے: ''میں ایمان لایا۔''

☆......یا ''میں اس پر ایمان لایا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

☆......یا ''میں مسلمان ہوں۔''

☆......یا ''میں اُمت محمدی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں سے ہوں۔''

☆......یا ''میں حضرت محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے محبت کرتا ہوں۔''

☆......یا ''میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

☆......یا ''مسلمانوں کی طرح ہوں۔''

☆......یا ''مسلمانوں کا دین حق ہے۔''

☆......**جبکہ** کوئی ایسا شخص جسے کسی چیز کی پہچان نہ ہو اگر وہ یہ کہہ دے: ''میں **اللّٰہ** عزوجل پر ایمان لایا۔''

☆...... یا ''**اللہ** عزوجل کے لئے اسلام لایا۔''

☆...... یا ''**اللہ** عزوجل میرا خالق ہے۔''

☆...... یا ''**اللہ** عزوجل میرا رب ہے۔'' پھر رسالت کی گواہی بھی دے دے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔

☆...... ہر نو مسلم کو قیامت کے دن اٹھنے پر ایمان لانے کا حکم دینا مستحب ہے اور اسلام کے آخرت میں نفع بخش ہونے کیلئے گذشتہ اُمور کے علاوہ **اللہ** عزوجل کی وحدانیت، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کی دل سے تصدیق کرنا بھی شرط ہے۔

☆...... اگر کوئی شخص دل سے ان باتوں کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لے آیا مگر اس نے قدرت کے باوجود زبان سے شہادتین ادا نہ کیں تو وہ اپنے کفر پر قائم ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کا مستحق ہے جیسا کہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے، لیکن اس پر ایک **اعتراض** وارد ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ بھی ہے: ''اس کا ایمان اسے نفع دے گا اور زیادہ سے زیادہ وہ ایک گنہگار مؤمن ہے۔''

☆...... اگر کوئی شخص اپنی زبان سے **اللہ** عزوجل کی وحدانیت اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رسالت کی گواہی دے اور دل سے ایمان نہ لائے تو وہ آخرت میں بالاجماع کافر ہو گا جبکہ دنیا میں ظاہراً اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے، لہٰذا اگر وہ کسی مسلمان عورت سے نکاح کرے پھر دل سے ایمان لے آئے تو وہ عورت اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح نہ کرے۔''

تنبیہ5:

اہلِ حق کا مذہب ہے: ''موت کے وقت غرغر کی آواز نکلنے کے عالم میں یا عذاب دیکھتے وقت ایمان لانا نفع مند نہیں۔'' کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ۠ ۝ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔

ہاں حضرت سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا کَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ

ترجمۂ کنزالایمان: ہاں یونس کی قوم جب ایمان لائے ہم

اَلْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ0 (پ۱۱، یونس ۹۸) نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا۔

کیونکہ اس میں استثناء متصل ہے اور وہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تھے اور یہ بعض مفسرین کا قول ہے اور اس استثناء کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس قوم کے نبی کا اعزاز اور خصوصیت تھی لہٰذا اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اِیمان والدینِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہما:

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے ہمارے **مکی مدنی آقا**، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو **آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے **والدین کریمین** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے **انتقال کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما کر مکرم فرمایا تا کہ وہ آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **پر ایمان لے آئیں**، جیسا کہ ایک حدیث پاک میں آیا ہے جسے امام قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، لہٰذا **اللہ** عزوجل نے اپنے نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اکرام کی خاطر موت کے بعد خلافِ قاعدہ والدینِ مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا، اور یہ ایک مسلمہ اُصول ہے کہ خصوصیات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے والدینِ مصطفٰی، احمدِ مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وعلیہما معہ کے زندہ کئے جانے والی حدیث میں اختلاف کیا اور اس پر طویل بحث کی ہے، میں نے اس کا رد اپنے فتاویٰ میں کر دیا ہے۔

سیدنا امام قرطبی اور ابن دحیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہٌ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے **فضائل اور خصوصیات میں آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال تک **مسلسل** اضافہ ہوتا رہا، یہ **معاملہ** (یعنی والدینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا زندہ ہوجانا) **بھی انہیں فضائل واعزازات میں سے ایک ہے جو اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عطا فرمائے اور ان کا زندہ ہوجانا اور ایمان لے آنا **عقلی ونقلی طور پر ممکن ہے** کیونکہ **اللہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کے مقتول کو قاتل کی نشاندہی کے لئے زندہ فرما دیا تھا اور حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور **اللہ** عزوجل نے اپنے حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ مبارک پر مُردوں کی ایک جماعت کو زندہ فرمایا، ایسی صورت میں والدینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے **انتقال کے بعد** نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی **فضیلت اور اعزاز میں اضافہ کے لئے انہیں دوبارہ** زندہ کرنے میں کونسی چیز رکاوٹ ہے؟ بے شک یہ بات بھی درجۂ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ **اللہ** عزوجل نے سورج کو غروب ہوجانے کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے لوٹا دیا تھا تا کہ حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نمازِ عصر ادا کر سکیں، تو جس طرح **اللہ** عزوجل نے سورج کو لوٹا دینے اور گئے وقت کے لوٹ آنے سے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

کی عزت افزائی فرمائی اسی طرح زندگی لوٹا کر اور ایمان لانے کا وقت گزر جانے کے بعد اس وقت کو لوٹا کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی عزت افزائی فرمائی۔''

یہ بات بعض دوسرے مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اس قول کے منافی بھی نہیں کہ ''یہ آیت مبارکہ:

وَلَاتُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ۝ (پ۱، البقرۃ:۱۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے والدینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔'' کیونکہ اس آیتِ مبارکہ کے سببِ نزول کے بارے میں کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے اور اگر ہم بالفرض اسے صحیح مان بھی لیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ ''اے محبوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اگر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی وجاہت نہ ہوتی تو یہ جہنمی تھے۔''

{44}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا اور تیرا باپ جہنم میں ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان من مات علی الکفر......الخ، الحدیث:۵۰۰، ص۱۲۷)

اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **اللہ** عزوجل کے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اس معاملہ کا علم عطا فرمانے سے پہلے بیان فرمائی یا پھر اس اعرابی کے اطمینانِ قلب اور ہدایت کے لئے ارشاد فرمائی تھی، لہٰذا جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے فرمایا: ''تیرا باپ جہنم میں ہے۔'' تو اس کا رنگ بدل گیا تھا۔ قابلِ اعتماد علماء ومجتہدینِ اُمت رحمہم اللہ تعالٰی نے پہلی آیتِ مبارکہ یعنی:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْ ا بَاْسَنَا ط (پ:۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔''

سے فرعون کے کفر پر اجماع کا استدلال کیا ہے۔

{45}......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے (یعنی فرعون کے کافر ہونے کی روایت) سورۂ یونس کی تفسیر میں دوسندوں سے روایت کر کے فرمایا: ''ان میں سے ایک سند حسن اور دوسری حسن غریب صحیح ہے۔''

{46}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا یحیٰی بن زکریا علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو ان کی ماں کے پیٹ میں مومن پیدا فرمایا اور فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر پیدا فرمایا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۵۴۳، ج۱۰، ص۲۲۴)

اللہ عزوجل نے فرعون کے بارے میں سورہ یونس میں جو حکایت بیان فرمائی ہے:

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

اس کا اس وقت ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے فوراً بعد ارشاد فرمایا:

آٰلۡـٰٔنَ وَ قَدۡ عَصَیۡتَ قَبۡلُ وَ کُنۡتَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

ایسے وقت ایمان کے مفید نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنی قوم پر آنے والے عذاب کو دیکھ کر ایمان لایا تھا اور جیسا کہ بیان ہوا کہ اس وقت ایمان لانا نفع بخش نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ کہ اس کا ایمان لانا محض تقلید کے طور پر تھا جیسا کہ اس کے قول اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ سے ظاہر ہے گویا کہ اس نے اس بات کا اعتراف کیا: ''میں **اللہ** عزوجل کو تو نہیں جانتا لیکن میں نے بنی اسرائیل سے سنا ہے کہ کائنات کا ایک خدا ہے، لہٰذا میں اس خدا پر ایمان لایا جس کے بارے میں، میں نے بنی اسرائیل سے سنا ہے اور وہ قوم اس کے وجود کا اقرار کرتی ہے۔''

یہی تو تقلید محض ہے کیونکہ فرعون تو دہریہ اور صانع کے وجود کا منکر تھا اور ایسا گندا اور برائی کی انتہاء کو پہنچا ہوا اعتقاد، تقلید محض سے زائل نہیں ہوتا، بلکہ اسے زائل کرنے کیلئے دلیلِ قطعی کے بغیر چارہ نہیں اور اگر بالفرض دلیلِ قطعی کے بغیر بھی اسے درست مان لیا جائے تو پھر بھی دہریے اور اس جیسے سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے اپنے کفریہ عقائد کے باطل ہونے کا اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ پھر اگر فرعون یہ کہتا: ''اٰمَنۡتُ بِالَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ غَیۡرُہٗ یعنی میں اس ذات پر ایمان لایا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' تب بھی وہ مسلمان نہ ہوتا کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں (کہ نزع کے عالم میں جب روح نرخرے تک پہنچ جائے یا عذاب نظر آنے لگے، ایسے وقت میں ایمان لانا مفید نہیں ہوتا) اور فرعون نے تو خالق کی نفی اور اپنی خدائی جیسے کفریہ عقائد کے بطلان کا اعتراف نہ کیا اور وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ اس کے اپنے اس قول اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ سے اس نے کیا ارادہ کیا ہے؟

جب ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ اٰمَنۡتُ بِالَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ غَیۡرُہٗ سے ایمان ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں دوسرے معنی کا احتمال بھی موجود ہے، لہٰذا فرعون کے اس قول سے بھی ایمان ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیں کہ اس قول سے ایمان ثابت ہو جاتا ہے، تب بھی اس قول سے فرعون کا مؤمن ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ **اللہ** عزوجل کے رسول پر ایمان نہ ہونے کی صورت میں اللہ پر ایمان لانا درست نہیں، لہٰذا اگر تسلیم کر بھی لیا

جائے کہ فرعون **اللہ** عزوجل پر صحیح ایمان لے آیا تھا تب بھی حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کا ایمان درست نہ ہوگا اور نہ ہی اس وقت اسے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا خیال آیا تھا لہٰذا اس کا ایمان مفید نہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ اگر کوئی کافر ہزاروں مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ یا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَ بِہِ الْمُسْلِمُوْنَ کہے تب بھی اس وقت تک مؤمن نہ ہوگا جب تک وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہہ لے۔

وسوسہ: جادوگروں نے تو **اللہ** عزوجل پر ایمان لاتے وقت حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا مگر اس کے باوجود ان کا ایمان قبول کرلیا گیا؟

جواب: آپ کی بات درست نہیں کیونکہ انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا تذکرہ اپنے اس قول:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۲۱، ۱۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا۔

میں کر دیا تھا کیونکہ ان کا یہ ایمان لانا حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کی بنا پر ہوا تھا اور معجزہ یہ تھا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا مبارک ان کی ایجاد کردہ بلاؤں کو کھا گیا تھا اور رسول کے معجزے پر ایمان لانے کے بعد **اللہ** عزوجل پر ایمان لانا دراصل رسول پر ایمان لانا ہی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر صراحۃً ایمان لے آئے تھے جبکہ فرعون نہ تو صراحۃً ایمان لایا تھا اور نہ ہی اشارۃً بلکہ اس نے تو بنی اسرائیل کو یاد کیا تھا حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں حالانکہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام **اللہ** عزوجل کے سچے رسول اور **اللہ** عزوجل اور اس کی صفات کے عارف اور راہِ نجات کے راہنما تھے لہٰذا فرعون کے اس قول میں اپنے کفر پر قائم رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

سوال: امام قاضی عبدالصمد حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس بات کی تصریح کی ہے: ''صوفیاءِ کرام کا مذہب یہ ہے کہ ایمان لانا ہر صورت میں نفع بخش ہے، اگرچہ عذاب دیکھتے وقت ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ مذہبِ قدیم ہے کیونکہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متقدمین میں سے ہیں اور پانچویں صدی کے اوائل یعنی ۴۳۰ھ ہجری میں بقیدِ حیات تھے۔ اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''علماءِ متقدمین و متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ میں تیسری صدی ہجری حدِ فاصل ہے۔'' جب صوفیاءِ کرام کا یہ مذہب ہے تو اس کے برعکس فرعون کے کفر پر اجماع کیسے ہو گیا؟

جواب: اگر ہم مجتہدین اور قابلِ اعتماد صوفیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اس قول کو صحیح تسلیم کرلیں تا کہ ان کی مخالفت کی

صورت میں اجماع منعقد نہ ہو سکے، تب بھی یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمارے بیان کردہ فرعون کے کفر پر منعقد اجماع میں خلل ڈالتا ہے، کیونکہ ہم اس کے ناامیدی کے عالم میں ایمان لانے کی وجہ سے اس پر کفر کا حکم نہیں لگاتے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ وہ جس انداز میں **اللہ** عزوجل پر ایمان لایا تھا وہ درست نہ تھا اور اگر بَرْ سَبِیْلِ تَنَزُّل (یعنی اس کا اللہ عزوجل پر ایمان لانا درست مان بھی لیا جائے پھر بھی) وہ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اصلاً ایمان ہی نہ لایا تھا، لہٰذا صوفیاء کرام کی طرف منسوب یہ مذہب ہمارے مؤقف پر کوئی اعتراض وارد نہیں کرتا۔

امام، عارف، محقق محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''الفتوحات المکیۃ'' میں اضطرار کے وقت ایمان لانے کو صحیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فرعون مؤمن تھا۔'' (آئندہ آنے والے صفحات میں مصنف علیہ الرحمۃ اس کا رد کریں گے اور انہی کے حوالے سے یہ ثابت کریں گے کہ فرعون پکا کافر تھا) مزید فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''جب فرعون اور اس کے لشکر کے درمیان غرق کی مصیبت حائل ہوئی تو اس نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں التجاء کی اور اپنے باطن کی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر مشکل دور کرنے کے لئے عرض کیا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔

جیسا کہ جادوگروں نے ایمان لاتے وقت یہ بات:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۲۱،۱۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا۔

شک و شبہ اور اشکال دور کرنے کے لئے کہی تھی، پھر فرعون نے

وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۰)

ترجمہ کنز الایمان: اور میں مسلمان ہوں۔

کہا تو **اللہ** عزوجل نے عتاب کرتے ہوئے اس سے ارشاد فرمایا:

وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

یعنی یہ بات اب تجھ پر ظاہر ہوئی تو نے پہلے اسے کیوں نہ جان لیا؟

پھر اس کی روح قبض کرنے سے پہلے اس سے ارشاد فرمایا:

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ (پ۱۱، یونس:۹۲)

ترجمۂ کنز الایمان: آج ہم تیری لاش کو اترا دیں (یعنی باقی رکھیں) گے کہ تو اپنے پچھلوں کیلئے نشانی ہو۔

یعنی تا کہ نجات اس کی علامت ہو جائے کیونکہ جب اس نے وہی کہا جو میں نے اسے کہا تھا تو اس کی نجات بھی میری طرف سے ایسی ہی ہوگی جیسی تمہاری ہوگی، کیونکہ عذاب کا تعلق صرف ظاہر سے ہوتا ہے اور یقیناً میں نے مخلوق کو اس کا عذاب سے نجات پانا دکھا دیا، لہٰذا غرق ہونا ابتدائی وقت میں عذاب تھا اور اس میں مرنا خالص شہادت تھی تا کہ کوئی بھی **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیونکہ،

اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝ (پ۱۳، یوسف: ۸۷)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

اور اعمال کا دارومدار تو خاتمہ پر ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان:

فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔

نہایت واضح ہے کہ حقیقی نفع دینے والا تو **اللہ** عزوجل ہی ہے لہٰذا انہیں **اللہ** عزوجل ہی نے نفع پہنچایا اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:

سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ (پ۲۴، المؤمن: ۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا

سے مراد مایوسی کے وقت ایمان لانا ہی ہے، **نیز** فرعون کی روح قبض کر لی گئی اور حالتِ ایمان میں اس کی موت میں تاخیر اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ کہیں وہ اپنے سابقہ دعوی پر نہ لوٹ آئے۔ اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ (پ۱۲، ہود: ۹۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو انہیں دوزخ میں لا اُتارے گا۔

میں اس بات کی دلیل کہاں ہے کہ فرعون بھی ان لوگوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا؟ بلکہ **اللہ** عزوجل نے تو ارشاد فرمایا:

اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ (پ۲۴، المؤمن: ۴۶)

ترجمہ کنز الایمان: حکم ہوگا فرعون والوں کو داخل کرو۔

یہ نہیں فرمایا: ''اے فرعون! جہنم میں داخل ہو جا۔'' **اللہ** عزوجل کی رحمت اس بات سے بہت وسیع ہے کہ وہ مضطر کا ایمان قبول نہ فرمائے اور فرعون کے غرق ہوتے وقت کے اضطرار سے بڑا اضطرار کونسا ہوسکتا ہے؟ چنانچہ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ (پ۲۰، النمل: ۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی۔

اس آیتِ کریمہ میں **اللہ** عزوجل نے مضطر کی پکار کے ساتھ مقبولیت اور برائی ہٹا دینے کو ملا دیا، لہٰذا فرعون کا عذاب

صرف غرق ہونا ہی تھا۔''

سوال: یہ ہے کہ علامہ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کلام صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح نہیں ہے تو اس کے رد کی وجہ بیان فرمائیے؟

جواب: یہ کلام صحیح نہیں، اگرچہ ہم اس کے قائل کی جلالت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر معصوم تو صرف انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام (اور ملائکہ) ہی ہیں، سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزار پُرانوار کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: ''ان صاحبِ مزار (یعنی نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے علاوہ ہر ایک سے اس کے قول کے بارے میں مؤاخذہ ہوگا اور اس کا قول اس پر لوٹا دیا جائے گا۔''

نیز بعض کتب میں امام ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود یہ بات نقل فرمائی ہے: ''ہامان وقارون کے ساتھ فرعون بھی جہنم میں ہے۔'' لہٰذا جب امام کے کلام ہی میں اختلاف ہوگیا تو اب اسی کلام کو لیا جائے گا جو ظاہری دلائل کے مطابق ہوگا اور جو اس کے خلاف ہوگا اسے چھوڑ دیا جائے گا، بلکہ ہم پیچھے بیان کرچکے ہیں کہ آیتِ مبارکہ اور ترمذی شریف کی صحیح حدیث، مایوسی کے وقت ایمان کے باطل ہونے پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا۔

میں اس تاویل: ''**اللہ** عزوجل ہی نفع دینے والا ہے۔'' کی طرف توجہ ہی نہیں کی جائے گی۔ اس تاویل کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآن وسنت کی اصطلاح میں اشیاء کی اضافت ان کے اسباب کی طرف کی جاتی ہے، لہٰذا جب یہ کہہ دیا گیا کہ ایمان نفع نہ دے گا، تو اس کا شرعی معنی یہی ہے کہ اس شخص پر یہ حکم لگا دیا گیا کہ اس کا ایمان باطل اور ناقابلِ اعتناء ہے۔ جب **اللہ** عزوجل ہی ہر وقت حقیقی نافع ہے، تو وقوعِ عذاب کی اس حالت میں جبکہ عذاب کا واقع ہونا لازم ہوجائے تو **اللہ** عزوجل کے نافع ہونے کی تخصیص کرنے پر اس قائل کے پاس کیا دلیل ہے؟ اور اگر **اللہ** عزوجل اسے نفع دینا چاہتا تو عذاب کے ذریعے ان کی بیخ کنی کیوں کرتا؟

اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان:

وَخَسِرَ ھُنَالِکَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمہ کنزالایمان: اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے۔

اس بات پر واضح دلیل ہے کہ:

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ (پ۲۴، المؤمن:۸۵) ترجمہ کنزالایمان: تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ دیا۔

سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان لانے کے باوجود کفر پر قائم ہیں، اس آیت کریمہ کے بارے میں ائمہ صحابہ وتابعین عظام علیہم الرضوان کی تفسیر اور ان کے بعد والوں کی صحیح اور اجماع کے مطابق (اس آیت کی) تفسیر کا ہمارے مؤقف کے موافق ہونا ہی کافی ووافی ہے۔

اور جب یہ بات ثابت اور واضح ہوگئی کہ ''مایوسی کے وقت کا ایمان درست نہیں۔'' تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ''فرعون کا ایمان درست نہیں۔'' کیونکہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ ''اگر ہم مایوس کے ایمان کو درست مان بھی لیں تب بھی مذکورہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فرعون کا ایمان، حضرت سیدنا موسیٰ وھارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے درست نہ تھا، جبکہ جادوگروں کا ایمان اس لئے درست تھا کہ وہ حضرت سیدنا موسیٰ وھارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام پر ایمان لے آئے تھے۔'' جو شخص قرآن پاک میں ان کے حکایت کردہ الفاظ میں غور وفکر کرے تو وہ ان دونوں کے ایمان کے فرق کو واضح طور پر جان لے گا، لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول تو بڑا ہی عجیب ہے: ''فرعون نے اپنے باطن کی ذلت ورسوائی دیکھی تو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں التجاء کی۔'' حالانکہ جب وہ رب العزت عزوجل کی ربوبیت ہی کا منکر تھا تو ذلت وفقر میں سے اس کے باطن میں کونسی چیز تھی؟ اور وہ تو عقیدہ ہی یہ رکھتا تھا: ''وہی معبودِ مطلق اور رب اکبر ہے۔'' اسی وجہ سے وہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو ایذاء دیتا اور ان کی تکذیب کے ساتھ ساتھ ان سے دشمنی بھی رکھتا تھا، وہ تو رسول کی دشمنی میں ابوجہل کی طرح تھا، اسی لئے رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ابوجہل کو اس اُمت کا فرعون قرار دیا، اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اس کا باطن ان دونوں (یعنی ذلت وفقر) پر تھا تو ایمان درست نہ ہونے کی وجہ سے اس آیتِ کریمہ:

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ 0 (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

کو عتاب پر محمول کر لینے سے اسے ان دونوں کے مقابلہ میں کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اگر اس کا اسلام اور ایمان درست ہوتا تو اس کی فضیلت کے لئے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق مناسب یہی تھا کہ کہا جاتا: '' آلْاٰنَ نُقْبِلُکَ وَ نُکْرِمُکَ یعنی اب ہم تجھے قبول کریں گے اور عزت سے نوازیں گے۔'' کیونکہ اس کے ایمان کی درستگی کے لئے **اللہ** عزوجل کی اس پر رضا لازم تھی اور جسے اتنی بڑی رضا حاصل ہو جائے تو مقامِ فضل کی رعایت کرتے ہوئے اس کے صحیح ایمان کے جواب میں یہ الفاظ نہیں کہے جاتے کہ:

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ 0 (پ۱۱، یونس:۹۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔

کیونکہ تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر باسلیقہ شخص جانتا ہے کہ ان الفاظ کے ذریعے اسی کو مخاطب کیا جاتا ہے جس پر غضب ہوتا

ہے نہ کہ ان لوگوں کو جن پر رضا ہوتی ہے۔

''وَ کُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْن'' کی تخصیص سے بھی شیخ ابن عربی کے قول کا انکار ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اگر فرعون کا ایمان درست ہوتا تو اس کے پچھلے گناہ اور اس کے پیروکاروں میں ڈالے گئے فساد کو مٹا دیا جاتا اور اس عظیم معافی کے بعد اسے عقاب، ملامت اور زجر و توبیخ کے ساتھ کیسے مخاطب کیا جاتا؟ ایسا صرف اس پر عذاب کی عظیم میخیں گاڑنے، اس کی پچھلی برائیاں یاد دلانے اور یہ بتانے کے لئے کیا گیا تھا کہ اس کی اپنی عادتوں نے اسے آخری وقت تک ایمان لانے سے روکے رکھا تھا، لہٰذا اب اس کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے گا۔ خصوصاً جب کہ وہ **اللّٰہ** عزوجل کے رسول حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تکذیب اور **اللّٰہ** عزوجل کی آیتوں سے عناد رکھتا اور اس کی بارگاہ سے اعراض کرتا تھا۔

نیز ''بدن'' کی نجات کی تخصیص اس بات پر شاہد و عادل ہے کہ اس پر وہی اعتراض ہوتا ہے جو کچھ مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ فرعون کے خدائی دعویٰ کی وجہ سے اس کے غرق ہونے کی تصدیق نہ کرتے کیونکہ (عام تاثر یہی ہے کہ) اس جیسے لوگ (یعنی خدائی دعوے دار) نہیں مرتے، لہٰذا اسے ایک بلند ٹیلے پر اچھال دیا گیا اور اس کے جسم پر اس کی زرہ بھی موجود رہی تا کہ اسے پہچانا جاسکے۔

عرب لوگ زرہ پر بھی ''بدن'' کا اطلاق کرتے ہیں، فرعون کی ایک زرہ تھی جس کے ذریعے اسے پہچانا جاتا تھا اور ایک شاذ قرأت بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ لفظ بدن کہہ کر زرہ مراد لی جاتی ہے جیسا کہ بِاَبْدَانِکَ بھی مروی ہے جس کا معنی ہے دُرُوْعِکَ، کیونکہ فرعون اکثر اپنی جان کے خوف سے زرہ پہنے رہتا تھا، یا اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بالکل برہنہ تھا اور اس پر ستر پوشی کے لئے کوئی چیز نہ تھی، یا پھر وہ روح سے خالی جسم تھا۔ مذکورہ قرأت بھی ان تمام معانی کے منافی نہیں کیونکہ اسکے بدن کے ہر عضو کو ایک علیحدہ بدن بنا دیا گیا اور ایک شاذ قراءت میں اسے حاء کے ساتھ نُنَحِّیْکَ بھی پڑھا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ہم تجھے سمندر کے کنارے پر پھینک دیں گے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عزوجل نے فرعون کو مرے ہوئے بیل کی طرح سمندر کے کنارے پر پھینک دیا تا کہ وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے اور ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو شخص ظالم ہو اور **اللّٰہ** عزوجل کی جناب میں تکبر کرتا ہو اس کی پکڑ اس طرح ہوتی ہے کہ اسے ذلت و اہانت کی پستی میں پھینک دیا جاتا ہے تا کہ لوگوں کو اس کے طریقہ سے ڈرایا جائے اور تمام قوموں کی **اللّٰہ** عزوجل کی ظاہر و باہر قدرت کی طرف راہنمائی کی جائے، نیز حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین کے معاملہ میں ان کی تصدیق کی جاسکے۔ پھر **اللّٰہ**

عزوجل نے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو دلائل سے اعراض کرنے پر جھڑکتے ہوئے اوران میں غوروفکر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے اس آیتِ مبارکہ کا اختتام اس طرح فرمایا:

وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (پ۱۱، یونس:۹۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

جیسا کہ ایک دوسری جگہ **اللہ** عزوجل نے ارشادفرمایا:

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ (پ۱۳، یوسف:۱۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔

تنبیہ6:

مذکورہ بالا آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں: ''کافروں کو جہنم میں ملنے والا عذاب دائمی اورابدی ہوگا اور اس مؤقف کے خلاف جوروایات آئی ہیں ان میں تاویل کرنا واجب ہے۔'' اس لئے کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

خٰلِدِیْنَ فِیْہَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۰۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان وزمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا بے شک تمہارا رب جب جو چاہے کرے۔

کاظاہری معنی تو یہ ہے کہ کافروں کے عذاب کی مدت زمین وآسمان کی مدتِ بقاء کے مساوی ہے، مگر جنہیں **اللہ** عزوجل چاہے گا وہ اس مدت تک بھی جہنم میں نہ رہیں گے۔ مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیس (20) وجوہات سے اس میں تاویل کی ہے، ان میں سے بعض کا تعلق زمین وآسمان کی مدت سے مقید کرنے کی حکمت سے ہے اور بعض کا تعلق استثناء کی حکمت سے ہے۔

پہلی صورت کے اعتبار سے اس کا معنی یہ ہے: ''اس سے مراد جنت کے زمین وآسمان ہیں۔'' کیونکہ ہر وہ چیز جو تم سے بلند ہے وہ آسمان ہے اور ہر وہ چیز جس پر تم قرار پکڑتے ہو وہ زمین ہے اور اس اعتبار سے جنت کے زمین وآسمان کا وجود ایک قطعی اَمر ہے جو کہ کسی پر مخفی نہیں، لہٰذا اس بات کی یہ نظیر پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی اس طرح کہ اس آیت کو اس تاویل پر محمول کرنا ہی جائز نہیں کیونکہ یہ مخاطب لوگوں کے نزدیک معروف نہیں ہے۔

☆......یا ''اس سے دنیا کے زمین وآسمان مراد ہیں۔'' اور اسے عرب کی کسی چیز کے دوام اور ہمیشگی کے بارے میں خبر دینے کے مطابق بیان کیا گیا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں: '' لَا اٰتِیْکَ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا جب تک زمین وآسمان قائم ہیں۔''

☆ ...... یا جب تک رات دن میں اختلاف رہے گا،

☆ ...... یا جب تک سمندر موجیں مارتا رہے گا،

☆ ...... یا جب تک پہاڑ قائم رہے گا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ان سے **اللہ** عزوجل کا خطاب عربی زبان کے عرف کے مطابق ہوتا ہے اور ان کے عرف میں یہ الفاظ ہمیشگی اور دوام کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زمین وآسمان کے دوام کے بارے میں مروی ہے: ''تمام مخلوق کی اصل عرش کا نور ہے اور آخرت میں زمین وآسمان اسی نور کی طرف لوٹ جائیں گے جس سے انہیں پیدا کیا گیا اور پھر ہمیشہ عرش کے نور میں رہیں گے۔''

اس جواب کو اس معنی کی ضرورت ہے کہ زمین وآسمان کے دوام کی قید کو اس طرح سمجھا جائے کہ کافر جہنم میں اس وقت تک رہیں گے جب تک کہ زمین وآسمان قائم رہیں گے۔

☆ ...... بعض حضرات نے یہ معنی مراد لینے سے منع کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں چیزیں جب تک قائم رہیں گی ان کا جہنم میں رہنا بھی باقی رہے گا۔ اور ایک قاعدہ بیان کیا ہے: ''جب شرط پائی جائے تو مشروط کا پایا جانا بھی ضروری ہوتا ہے لیکن بعض اوقات جب شرط نہ پائی جائے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ مشروط بھی نہ پایا جائے۔ اس کی مثال یہ دی جاسکتی ہے کہ جیسے آپ کہیں: ''اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے۔'' پھر کہیں: ''مگر یہ تو انسان ہی ہے۔'' لہٰذا نتیجہ نکلا کہ یہ حیوان بھی ہے، یا کہیں: ''مگر یہ انسان نہیں۔'' تو اب نتیجہ یہ نہیں نکلے گا کہ یہ حیوان بھی نہیں کیونکہ مقدم کی نقیض کا استثناء درست نہیں۔

لہٰذا اب اگر اس مثال اور قاعدہ کے مطابق آیتِ مذکورہ کے مفہوم کو سمجھا جائے تو وہ کچھ اس طرح ہوگا کہ اس میں زمین و آسمان کا دوام شرط اور دائمی عذاب مشروط ہے، لہٰذا جب ہم کہیں: ''جب تک زمین وآسمان قائم ہیں ان کا عذاب باقی رہے گا۔'' پھر کہیں: ''مگر زمین وآسمان تو قائم ہیں۔'' تو ہمارے اسی قول سے ان کے عذاب کا دائمی ہونا ثابت ہوگیا، اور اگر ہم یہ کہیں ''زمین وآسمان قائم نہیں۔'' تو یہ ضروری نہیں کہ وہ دائمی عذاب میں بھی نہ ہوں، ان کے عذاب کے دائمی ہونے کے ساتھ زمین وآسمان کی بقا یا عدمِ بقا کی بات نہیں کی جائے گی۔ لہٰذا ان کے دوام کی قید کا کوئی فائدہ نہ رہا۔ کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں ایک بہت عظیم فائدہ پوشیدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تقیید اس عذاب کے طوالت اور ہمیشہ قائم رہنے پر دلالت کرتی ہے جس کی طوالت اور لمبائی کا عقل احاطہ نہیں کرسکتی۔

پھر کیا اس عذاب کی کوئی انتہاء بھی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیگر دلائل سے حاصل ہوگا جو کہ کافروں کے جہنم میں ہمیشگی

کی تصریح کرنے والی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے عذاب کی کوئی انتہاء نہیں۔

دوسری صورت کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جہنمیوں کا استثناء ہے کیونکہ وہ جہنم سے ''زمہریر'' اور ''حمیم'' پینے کے لئے نکلیں گے اور پھر واپس جہنم میں لوٹ جائیں گے۔ لہٰذا وہ ان اوقات کے علاوہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، یہ اوقات بھی اگرچہ عذاب ہی کے ہیں مگر اس وقت وہ حقیقتاً جہنم میں نہیں ہوں گے۔ یا پھر اس آیتِ مبارکہ میں ''ما'' ذوی العقول کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ:

فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ۴،النسآء:۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔

میں ہے، اس صورت میں گنہگار مؤمنین کا ''خٰلدین'' کی ضمیر سے مستثنیٰ متصل ہوگا کیونکہ ان میں شقی لوگ بھی شامل ہیں یا پھر یہ ان کو شامل نہ ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ منقطع ہے اور یہ بات زیادہ واضح ہے، یا پھر یہ مستثنیٰ منقطع تو ہے مگر اس میں لا، سوٰی کے معنی میں ہے، مراد یہ ہے: ''جب تک زمین وآسمان قائم رہیں گے مگر جسے تمہارا رب عزوجل چاہے گا اس کے عذاب میں اضافہ فرما دے گا۔'' اس کے اور بھی بہت سے جوابات ہیں جن کے بعید ہونے کی وجہ سے میں نے ان سے اعراض کیا ہے۔

{47}......امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث اس کے منافی نہیں: ''جہنم پر ایک ایسا دن ضرور آئے گا جس میں اس کے دروازے کھل جائیں گے تو اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور یہ دن ایک زمانہ تک جہنمیوں کے جہنم میں رہنے کے بعد ہوگا۔''

کیونکہ اس کی سند میں ایسے راوی بھی ہیں جن کے بارے میں محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ''**غیر ثقہ اور کثیر جھوٹی روایات بیان کرنے والا**'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور یہ بات جمہور محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابن مسعود اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا: ''یہ حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا ابن عباس، حضرت سیدنا ابن مسعود، حضرت سیدنا ابو ہریرہ اور حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے، حضرت سیدنا حسن بصری اور حضرت سیدنا حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی یہی رائے ہے نیز حضرت علی بن طلحہ الوالبی اور مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی قول دیگر اقوال کا رد کرتا ہے جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہنا ہے: ''میں نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔'' اور ظاہر بھی یہی ہے کہ مذکورہ شخصیات سے اس بارے میں کوئی صحیح روایت مروی نہیں۔ اور اگر بالفرض اسے صحیح

تسلیم کر بھی لیں تب بھی علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے بیان کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوگا: ''اس میں کوئی گنہگار مؤمن نہ ہوگا جبکہ کافروں کے ٹھکانے تو جہنم میں ہی ہوں گے، وہ اُن سے بھرا رہے گا اور کفار اس سے کبھی نہ نکلیں گے۔ جیسا کہ **اللہ** عزوجل نے بہت سی آیات میں اس بات کو ذکر کیا ہے۔

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تفسیرِ کبیر میں ہے: ''ایک قوم کا کہنا ہے کہ کافروں کا عذاب ختم ہو جائے گا اور ان کے عذاب کی بھی ایک انتہاء ہے۔'' اور وہ اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا ۝ (پ۳۰، النبأ:۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: اس میں قرنوں (مدتوں) رہیں گے۔

وہ اس طرح کہ ظلم کا گناہ متناہی ہے، لہٰذا اس پر لامتناہی سزا دینا ظلم ہے۔ اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کا جواب پیچھے گزر چکا اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان اَحْقَابًا اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ ان کے عذاب کی کوئی انتہاء ہے، کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عرب اس سے دوام کو تعبیر کرتے ہیں اور یہ کوئی ظلم نہیں، کیونکہ کافر جب تک زندہ رہا کفر کا عزم کرتا رہا، لہٰذا اسے ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کیا گیا یعنی دائمی جرم کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزا چکھایا گیا، لہٰذا اس کا عذاب اس کے جرم کی پوری پوری سزا ہے۔ یاد رکھیں کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (پ۱۲، ھود:۱۰۸) ترجمۂ کنز الایمان: کبھی ختم نہ ہوگی۔

کی وجہ سے اہلِ جنت کے معاملہ میں **تقیید** اور استثناء سے تمام علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اتفاق کے مطابق ظاہری معنی مراد نہیں کہ گذشتہ نظیر کی طرح اس میں تاویل کی جائے۔ بلکہ اس سے اہلِ اعراف (یعنی جنت اور جہنم کے درمیان والے) اور گنہگار مؤمن مراد لئے جائیں گے جو بعد میں جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے ہمیں اہلِ جنت کے لئے تو اپنے ارادے کی خبر اس فرمانِ عالیشان:

عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (پ۱۲، ھود۱۰۸) ترجمۂ کنز الایمان: یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

کے ذریعے دی ہے، جبکہ اہلِ جہنم کے بارے میں ہمیں اپنے ارادے کی خبر نہیں دی۔''

ایمان کی اہمیت اور مؤمن کی فضیلت

{48}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کعبہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''تُو خود اور تیری فضا کتنی اچھی ہے، تُو کتنی عظمت والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جان ہے! **اللہ** عزوجل کے نزدیک مؤمن کی جان و مال اور اس سے اچھا گمان رکھنے کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، الحديث:۳۹۳۲،ص ۲۷۱۲)

{49}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس طرح آئے کہ **اللہ** عزوجل کی عبادت کرتا ہو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو، رمضان کے روزے رکھتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، تو اس کے لئے جنت ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنا اور مسلمان جان کو قتل کرنا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حديث ابو ايوب انصاری،الحديث:۲۳۵۶۱،ج۹،ص ۱۳۱،"قالو اوما هی الکبائر" بدله "وسالوه ماالکبائر")

{50}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اطاعت کی اور پھر ہجرت کی میں اسے جنت کے نچلے، وسطی اور بلند ترین حصے کے ایک ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں تو جو یہ کام کرے اور نہ تو خیر کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے اور نہ ہی برائی سے بھاگنے کا کوئی موقع گنوائے تو (یہی اس کے لئے کافی ہے۔) وہ جہاں چاہے جا کر مر جائے۔'' (سنن النسائی ، کتاب الجهاد،باب مالمن اسلم وهاجر......الخ،الحديث:۳۱۳۵،ص ۲۲۸۹)

{51}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اخلاص کے ساتھ **اللہ** عزوجل کے وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوئے دنیا چھوڑی، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو وہ اس حال میں مرے گا کہ **اللہ** عزوجل اس سے راضی ہوگا۔'' (سنن ابن ماجه ، کتاب السنة،باب فی الايمان،الحديث: ۷۰،ص ۲۴۸۱)

{52}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل مؤمن کو دنیا میں نیکی کی توفیق دینے اور آخرت میں اس کا ثواب دینے میں ظلم نہیں کرے گا جبکہ کافر کی نیکیوں کا بدلہ اُسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں آئے گا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کی وجہ سے اسے کوئی بھلائی دی جائے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر،الحديث:۱۲۲۳۹،ج۴،ص ۲۷)

{53}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عمل کے بغیر ایمان اور ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الايمان ، باب لايقبل الايمان بلا عمل ......الخ،الحديث:۹۵،ج ۱،ص ۱۸۷)

{54}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے خواب دیکھا گویا کہ جبرائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سرہانے اور میکائیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میرے قدموں میں کھڑے ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے: ''ان کے لئے کوئی مثال پیش کرو۔'' تو وہ عرض کرتا ہے: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم! توجہ سے سنیں اور غور فرمائیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت کی مثال (بلاتشبیہ) اس بادشاہ کی سی ہے جس نے ایک محل بنایا، پھر اس میں ایک مکان بنا کر ایک منادی کو لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، تو کچھ لوگوں نے اس منادی کی بات مان لی اور کچھ نے نہ مانی، تو جان لیں کہ وہ بادشاہ **اللہ** عزوجل ہے، وہ محل اسلام ہے اور وہ مکان جنت ہے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منادی ہیں، جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دعوت قبول کی وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوا وہی اس کے انواع واقسام کے کھانے کھائے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الامثال، باب ماجاء مثل اللہ عزوجل لعبادہ، الحدیث: ۲۸۶۰، ص ۱۹۳۸)

{55}......سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل موحدین کو ان کے عمل کی کمی کے مطابق جہنم میں عذاب دے گا اور پھر ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں لوٹا دے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۶۶، ج ۱، ص ۵۰)

{56}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مجھے دیکھا اور ایک مرتبہ مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے سعادت ہے اور جس نے مجھے نہیں دیکھا اور سات مرتبہ مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے بھی سعادت ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث: ۱۲۵۷۹، ج ۴، ص ۱۰)

جبکہ علامہ طیالسی کی ایک روایت میں ''تین مرتبہ'' ایمان لانے کا ذکر ہے۔

{57}......رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے اسلام کی ہدایت ملی اور بقدرِ ضرورت رزق ملا، پھر اس نے اس پر قناعت کی تو وہ فلاح پا گیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۷، ج ۱۸، ص ۳۰۶)

{58}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام لانا، ہجرت کرنا اور حج کرنا پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ و کذا......الخ، الحدیث: ۳۲۱، ص ۶۹۸)

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر2:

شرکِ اصغر (ریاکاری)

بے شک قرآن وسنت ریاکاری کی حرمت پر گواہ ہیں نیز اس کی حرمت پر اُمت کا اجماع بھی ہو چکا ہے۔

ریاکاری کی مذمت پر آیاتِ قرآنیہ:

قرآن پاک میں اس کی مذمت یوں بیان کی گئی ہے:

﴿۱﴾

الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُ وْنَ O (پ۳۰،الماعون:۶) ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

{۲} ایک دوسری جگہ ہے:

وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ط (پ۲۲،فاطر:۱۰) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو برے داؤں (فریب) کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ان سے مراد ریاکار ہیں۔''

{۳} ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا O (پ۱۶،الکھف:۱۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے

یعنی اپنے عمل میں ریاکاری نہ کرے۔ اسی لئے یہ آیتِ مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی عبادت اور عمل پر اجر کے ساتھ ساتھ تعریف کے بھی خواہاں رہتے تھے۔

{۴} ایک اور مقام پر **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَانُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا O (پ۲۹،الدھر:۹) ترجمۂ کنزالایمان: ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

ریاکاری کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ:

احادیثِ مبارکہ میں ریاکاری کا ذکر کچھ اس طرح کیا گیا ہے:

{1}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر یعنی دکھاوے میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی

جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟'' (المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث محمود بن لبید،الحدیث:۲۳۶۹۲،ج۹،ص۱۶۰)

{2}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک **اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ بندے وہ گمنام اور پرہیز گار سخی ہیں (یعنی جو اپنی عبادات چھپانے میں انتہائی مبالغہ کرتے ہیں اور اپنی ان عبادات کو ہر قسم کی فانی اغراض اور گندے اخلاق سے بچاتے ہیں) جو غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے اور اگر حاضر ہوں تو پہچانے نہ جائیں وہ ہدایت کے امام اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۵۳،ج۲۰،ص۳۷،بدون "الاسخیاء"،"الدجی" بدلہ" العلم")

{3}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مخفی شہوت اور ریاکاری شرک ہے۔''

(کنزالعمال،کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،حرف الراء ،باب الریاء،الحدیث:۷۴۸۳،ج۳،ص۱۹۰)

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ **اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کا خوف ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند یا بتوں کی پوجا کرنے لگیں گے بلکہ غیر اللہ کے لئے اعمال کریں گے اور مخفی شہوت رکھیں گے۔'' (سنن ابن ماجہ ، ابواب الزھد، باب الریاء والسمعۃ ، الحدیث:۴۲۰۵،ص۲۷۳۲)

{5}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت کا شرک چیونٹی کے چکنی چٹان پر چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد،باب الریاء وخفائہ ،الحدیث:۱۷۶۶۸،ج۱۰،ص۳۸۴)

{6}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شرک خفی یہ ہے کہ آدمی کسی آدمی کے مرتبہ کی خاطر عمل کرے۔'' (المستدرک،کتاب الرقاق، باب من تشاعبت بہ الھموم......الخ،الحدیث:۸۰۰۶، ج۵، ص۴۶۸)

{7}......شَفیعُ الْمذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت کا شرک اندھیری رات میں چیونٹی کے چکنی چٹان پر رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہوگا اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تم ظلم کی کسی بات کو پسند کرو یا عدل وانصاف کی کسی بات سے نفرت کرو اور دین تو **اللّٰہ** عزوجل کے لئے محبت کرنے اور **اللّٰہ** عزوجل کے لئے نفرت کرنے ہی کا نام ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳،اٰل عمران:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۱۳۸۳۱ ،ج۹،ص۲۶۴،بدون "فی امتی")

{8}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب قیامت کا دن

آئے گا تو **اللّٰہ** عزوجل اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان پر (نقل وحرکت اور جہات واجسام کے لوازمات سے پاک) تجلّی فرمائے گا اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی، سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک قرآن کریم کا حافظ، دوسرا راہِ خدا عزوجل میں مارا جانے والا شہید اور تیسرا بہت مالدار ہوگا، **اللّٰہ** عزوجل قاری سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اتارا ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، یارب عزوجل!'' **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''پھر تُو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں: ''فلاں شخص قاری ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر مالدار کو لایا جائے گا تو **اللّٰہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو وسیع نہ کیا یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہ چھوڑا؟'' تو وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں یارب عزوجل!'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو نے میرے عطا کردہ مال میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں صلہ رحمی کرتا اور صدقہ کرتا تھا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے: ''فلاں بہت سخی ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر راہِ خدا عزوجل میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو **اللّٰہ** عزوجل اس سے پوچھے گا: ''تجھے کیوں قتل کیا گیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں مرتے دم تک لڑتا رہا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے بلکہ تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے: ''فلاں بہت بہادر ہے۔'' اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' اے ابوہریرہ! یہ **اللّٰہ** عزوجل کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، الحدیث: ۲۳۸۲، ص ۱۸۹۰)

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا جب اسے لایا جائے گا تو **اللّٰہ** عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائیگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو **اللّٰہ** عزوجل اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اللّٰہ** عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا کہ ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔'' **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور

قرآنِ کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے **اللہ** عزوجل نے کثرت سے مال عطا فرمایا تھا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔'' پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء......الخ، الحدیث: ۴۹۲۳، ص ۱۰۱۸)

{10}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے تین شخص جہنم میں داخل ہوں گے، ایک شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تُو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی تو میں دن رات ثواب کی اُمید پر اسے پڑھتا رہا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تو نماز اس لئے پڑھتا تھا کہ تجھے قاری، نمازی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔ پھر دوسرے کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں تیرے ثواب اور جنت کی امید پر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا، مسکینوں پر خرچ کرتا اور مسافروں کو اس کے ذریعے سواری مہیا کیا کرتا تھا۔'' اس سے بھی کہا جائے گا: ''تُو جھوٹا ہے کیونکہ تو صدقہ اور صلہ رحمی اس لئے کرتا تھا کہ تجھے رحمدل اور سخی کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ، پھر تیسرے شخص کو لایا جائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں تیرے ثواب اور جنت کی اُمید پر تیری راہ میں جہاد پر نکلا اور کافروں سے لڑا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگا۔'' تو اس سے کہا جائے گا: ''تُو جھوٹا ہے، تُو نے جہاد اس لئے کیا تا کہ تجھے بہادر اور جری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے جاؤ۔''

(المستدرک، کتاب الجهاد، باب سبب نزول آیة (فمن کان یرجو لقاء ربه)، الحدیث ۲۵۷۴، ج ۲، ص ۴۲)

{11}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حساب کے وقت تین شخص ہلاک ہوجائیں گے: سخی، بہادر اور عالم۔'' (المستدرک، کتاب العلم، باب ان اول الناس.....الخ، الحدیث: ۳۷۲، ج ۱، ص ۲۰۵)

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل شک وشبہ سے پاک دن یعنی قیامت میں اولین وآخرین کو جمع کرے گا تو ایک منادی ندا دے گا: ''جس نے **اللہ** عزوجل کے لئے کئے جانے والے عمل میں کسی کو شریک کیا وہ اسی کے پاس اپنا ثواب تلاش کرے کیونکہ **اللہ** عزوجل شرکاء سے بے نیاز ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند المکیین، حدیث ابی سعید بن ابی فضیله، الحدیث: ۱۵۸۳۸، ج ۵، ص ۲۹)

{13}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے گا میں اسے (عذاب کا) شدید حصہ دوں گا، جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا اس کا قلیل وکثیر عمل اس کے اسی شریک کے لئے ہے جسے اس نے میرا شریک ٹھہرایا اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۷۱۴۰، ج۶، ص ۸۲، بدون ''حشو

{14}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''میں شریک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا۔'' یعنی ڈھیل دوں گا اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک مُہر بند صحیفہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا **اللہ** عزوجل اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ''اِنہیں قبول کرلو اور اُنہیں چھوڑ دو۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''یارب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تم درست کہتے ہو مگر یہ میرے غیر کے لئے ہیں اور آج میں صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب تحریم الریاء، الحدیث: ۷۴۷۵، ص ۱۱۹۵

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الراء، باب الریاء، الحدیث: ۷۴۷۲، ج۳، ص ۱۸۹

{15}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب قیامت کا دن آئے گا تو کچھ مہر بند صحیفوں کو لایا جائے گا اور **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اِنہیں قبول کرلو اور اُنہیں رد کردو۔'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یارب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم نے وہی لکھا ہے جو اس نے عمل کیا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اس کا عمل میری رضا کے لئے نہیں تھا اور آج میں وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث: ۲۴۶۵، ج۱، ص ۳۵۹)

{16}......سرکارِ والاتَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے دن کچھ مہر بند صحیفوں کو لاکر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا تو **اللہ** عزوجل فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''یہ چھوڑ دو اور یہ قبول کرلو۔'' ملائکہ عرض کریں گے: ''یارب عزوجل! تیری عزت کی قسم! ہم تو اس میں خیر ہی دیکھتے ہیں۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا اور وہی زیادہ جانتا ہے: ''یہ میرے غیر کے لئے تھے آج میں وہی عمل قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔''

(سنن دارقطنی، باب النیة، الحدیث: ۱۲۹، ج۱، ص ۷۳

{17}......حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ملائکہ **اللہ** عزوجل کے بندوں میں سے کسی بندے کے عمل کو زیادہ سمجھتے ہوئے لے جارہے ہوں گے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ وہاں پہنچ جائیں گے، تو **اللہ** عزوجل

ان کی طرف وحی فرمائے گا: ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص نہیں تھا لہٰذا اسے سجین میں لے جاؤ۔'' اسی طرح فرشتے ایک بندے کے عمل کو کم اور حقیر جانتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اپنی سلطنت میں جہاں چاہے گا وہ فرشتے وہاں پہنچ جائیں گے تو **اللہ** عزوجل ان کی طرف وحی فرمائے گا: ''تم میرے بندے کے عمل لکھنے پر مامور ہو اور میں اس کے دل سے باخبر ہوں، میرا یہ بندہ میرے لئے عمل کرنے میں مخلص ہے لہٰذا اسے علیین میں لے جاؤ۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الراء، باب الریاء، الحدیث: ۷۵۰۵، ج۳، ص ۱۹۲)

{18}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا دے گا کہ جس نے **اللہ** عزوجل کے غیر کے لئے عمل کیا وہ اپنا ثواب اسی کے پاس تلاش کرے جس کے لئے اس نے عمل کیا تھا۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث: ۲۴۷۶، ج ۱، ص ۳۶۱، مفہومًا)

{19}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحْبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ان پرہیز گار گمنام بندوں سے محبت فرماتا ہے جو غائب ہوں تو انہیں تلاش نہ کیا جائے اور جب حاضر ہوں تو پکارے نہ جائیں اور نہ ہی پہچانے جائیں وہ ہدایت کے چراغ ہیں اور ہر اندھیری زمین سے طلوع (یعنی ظاہر) ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب من ترجی له السلامة ......الخ، الحدیث: ۳۹۸۹، ص ۲۷۱۶)

{20}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وادیٔ حزن سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ ایسی وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اس میں دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے قاری داخل ہوں گے اور بے شک **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قاری وہ ہیں جو اُمراء سے ملنے کے لئے جاتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الطهارت، باب الانتفاع بالعلم......الخ، الحدیث: ۲۵۶، ص ۲۴۹۳)

{21}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، **اللہ** عزوجل نے یہ وادی اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے جو قرآنِ پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لئے صدقہ کرنے والے، **اللہ** عزوجل کے گھر کے حاجی اور راہ خدا عزوجل میں نکلنے والے ہوں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۸۰۳، ج ۱۲، ص ۱۳۶)

{22}...... رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے عذاب دے گا اور جو مخالفت کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے مشقت میں ڈالے گا۔'' (جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۰۷۴۰، ج ۷، ص ۴۴)

{23}......عقیلی اور دیلمی سے مروی ہے کہ حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت بندہ وہ ہے جس کے کپڑے اس کے عمل سے اچھے ہوں وہ اس طرح کہ اس کا لباس تو انبیاء کرام علیہم السلام جیسا ہو مگر عمل متکبرین کا سا ہو۔'' (الضعفاء للعقیلی، باب السین، الحدیث:۶۷۴، ج۲، ص۵۳۵)

{24}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شہرت والی دو چیزوں سے بچتے رہو۔ صوف یعنی اُون اور ریشم سے، قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جسے لوگ تو اچھا سمجھیں مگر اس میں کوئی اچھائی نہ ہو۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث:۷۴۸۱_۸۲، ج۳، ص۱۹۰)

{25}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل نے ہر ریاکار پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۶۷۲۵، ج۲، ص۴۷۶)

{26}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک زمین **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ریا کے طور پر اونی لباس پہننے والوں کے بارے میں فریاد کرتی ہے۔'' (ایضاً، الحدیث:۴۹۷۵، ج۲، ص۲۱۹)

{27}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کچھ روزہ داروں کو روزے سے بھوک کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کچھ عبادت گزاروں کو رات کی عبادت سے شب بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الصیام، باب ماجاء فی الغیبة والرفث للصائم، الحدیث:۱۶۹۰، ص۲۵۷۸)

{28}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کچھ عابدوں کو عبادت سے شب بیداری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کچھ روزہ داروں کو روزے سے بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۳۴۱۳، ج۱۲، ص۲۹۲، بتقدم وتأخر)

{29}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے مگر آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنے والا اسے نہ پاسکے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الریاء، الحدیث:۷۴۸۹، ج۳، ص۱۹۰)

{30}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے لوگوں کے سامنے اچھے طریقے سے اور تنہائی میں برے طریقے سے نماز ادا کی، بے شک اس نے اپنے رب عزوجل کی توہین کی۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۵۰۹۵، ج۴، ص۳۸۰)

{31}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے آخرت

کے عمل سے زینت پائی حالانکہ آخرت اس کی مراد تھی نہ طلب تو وہ زمین وآسمان میں ملعون ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریا، الحدیث:۱۷۹۴۸، ج۱۰، ص۳۷۷)

{32}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی قوم آخرت (کے اعمال) سے آراستہ ہو کر (حصولِ) دنیا کے لئے حسن وجمال کا پیکر بنے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۱۱۶۹، ج۱، ص۱۸۳)

(فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے:) ''جس نے **اللہ** عزوجل کے ساتھ غیر خدا کے لئے دکھلاوا کیا تحقیق وہ **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم سے بری ہوگیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۸۰۵، ج۲۲، ص۳۲۰)

{33}......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دکھاوے اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہو تو جب تک بیٹھ نہ جائے **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریا، الحدیث:۱۷۶۶۴، ج۱۰، ص۳۸۳)

{34}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا اور جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اس کے سبب عذاب دے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الریاء والسمعۃ، الحدیث:۴۲۰۷، ص۲۷۳۲)

حدیثِ پاک کا مفہوم:

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو اپنا نیک عمل لوگوں کے سامنے اس لئے ظاہر کرے تا کہ وہ ان کے نزدیک معظم ومحترم ہو جائے حالانکہ وہ نیک نہ ہو تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کا راز کھول دے گا۔

{35}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسی چیز ظاہر کرنے والا جو اسے عطا نہ کی گئی ہو جھوٹ کا لباس پہننے والے کی طرح ہوتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المتشبع بما لم ینل، وما ینھی من ......الخ، الحدیث:۵۲۱۹، ص۴۵۱)

{36}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کا شرک چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا۔'' (الکامل فی الضعفاء، ج۹، ص۹۸)

{37}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم شرک سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ دعا پڑھ لیا کرو: **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْـئًا نَعْلَمُ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ**، یعنی اے **اللہ** عزوجل! ہم دانستہ طور پر کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں

اور نادانستہ طور پر ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۳۴۷۹،ج۲،ص۳۴۰)

{38}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا اور اب میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ جب تم اسے کروگے تو شرک کا چھوٹا بڑا عمل تم سے دُور ہوجائے گا۔ تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَآاَعْلَمُ، یعنی اے اللہ عزوجل! میں جان بوجھ کر تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور لاعلمی میں ایسا عمل کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الریاء،الحدیث:۷۵۰۰،ج۳،ص۱۹۱)

{39}...... سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہوگا۔ بے شک آدمی کا یہ کہنا بھی شرک ہے: ''جو اللہ عزوجل اور میں چاہوں گا وہی ہو گا۔'' اور آدمی کا یہ کہنا (یعنی یہ اعتقاد رکھنا) بھی شرک ہے: ''اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں مجھے قتل کر دیتا۔'' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے سبب اللہ عزوجل تم سے چھوٹا بڑا شرک دور فرما دے، روزانہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَآاَعْلَمُ، یعنی اے اللہ عزوجل! میں جان بوجھ کر تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور لاعلمی میں ایسا عمل کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الریاء،الحدیث:۷۵۱۹،ج۳،ص۱۹۴)

{40}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر شرک اور مخفی شہوت کا خوف ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بعد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت شرک میں مبتلا ہوجائے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! مگر یہ لوگ سورج، چاند، پتھر یا بتوں کی پوجا نہیں کریں گے بلکہ لوگوں کے سامنے دکھاوے کے لئے عمل کریں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی روزہ رکھ کر پھر کسی نفسانی خواہش کی بناء پر توڑ ڈالے۔'' (المسند للامام احمد ، مسند الشامیین، الحدیث:۱۷۱۲۰،ج۶،ص۷۷)

{41}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ صبح کو روزہ دار ہوگا پھر اس کی کوئی خواہش اس کے سامنے آئے گی تو وہ اس خواہش میں مبتلا ہوکر اپنا روزہ توڑ ڈالے گا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۴۲۱۳،ج۳،ص۱۶۸)

{42}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی پوشیدہ طور پر کوئی نیکی کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے اپنے پاس پوشیدہ نیکیوں میں لکھ لیتا ہے، پھر شیطان اس شخص کے پیچھے پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنا عمل لوگوں

پر ظاہر کر دیتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے پوشیدہ اعمال سے مٹا کر اعلانیہ اعمال میں لکھ دیتا ہے، پھر جب وہ دوسری مرتبہ اپنا عمل ظاہر کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے پوشیدہ اور اعلانیہ نیکیوں میں سے مٹا کر ریا کاری میں لکھ دیتا ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث:۲۱۸۷، ج۱، ص۱۱۶)

{43}......مروی ہے کہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:''میں اچھا بدلہ دینے والا ہوں لہٰذا جو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے گا وہ میرے شریک کے لئے ہی ہوگا۔'' اے لوگو! اپنے عمل میں **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص پیدا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لئے کئے جاتے ہیں اور جو کام **اللہ** عزوجل کے لئے کیا جاتا ہو اس کے بارے میں یہ مت کہو کہ میں یہ کام **اللہ** عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں، کیونکہ وہ کام پھر رشتہ داری کے لئے ہی ہوگا نہ کہ **اللہ** عزوجل کے لئے۔''

(شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ و ترک الریاء، الحدیث:۶۸۳۶، ج۵، ص۳۳۶)

{44}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے حاصل کیا جانے والا علم، دنیا کا مال پانے کے لئے حاصل کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب لغیر اللہ، الحدیث:۳۶۶۴، ص۱۴۹۴)

{45}......رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر یعنی ریا کاری کا خوف ہے، جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریا کاروں سے کہا جائے گا:''ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریا کاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۴۳۰۱، ج۴، ص۲۵۳)

{46}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ مجھے تم پر چہرے بگڑ جانے سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے، وہ شرکِ خفی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی شخص کے مرتبہ کی خاطر کوئی عمل کرے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۲۵۲، ج۴، ص۶۱)

{47}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کی اطاعت کو بندوں سے تعریف کی محبت سے ملانے (یعنی لوگوں کی زبانوں سے اپنی تعریف پسند کرنے) سے بچتے رہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، فصل فی التحذیر والوعید، الحدیث:۱۵۶۷، ج۱، ص۲۲۳)

{48}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے لوگو! پوشیدہ شرک سے بچتے رہو اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو اور لوگوں کی نظروں کو اپنی جانب متوجہ پانے کی وجہ سے اپنی نماز کو سنوارے یہی پوشیدہ شرک ہے۔'' (السنن الکبرٰی للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الترغیب فی تحسین الصلوٰۃ، الحدیث:۳۵۸۵، ج۲، ص۴۱۳)

{49}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''شرکِ خفی سے بچتے رہو جو یہ ہے کہ بندہ لوگوں کی نگاہوں کی وجہ سے نماز کے رکوع وسجود کامل طریقے سے ادا کرے۔''

(شعب الایمان ،باب فی الصلوات ،الحدیث:۳۱۴۱،ج۳،ص۱۴۴)

{50}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت کا شرک چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہوگا اور مؤمن اور کافر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔''

(المستدرک ، کتاب التفسیر،باب اخبار القتل عوض الحسین......الخ،الحدیث:۳۲۰۲،ج۳،ص

(سنن ابن ماجه ، ابواب اقامة الصلوٰات ، باب ماجاءِ فی من ترک الصلوٰة ، الحدیث:۱۰۸۰،ص۲۵۴۰،"الکفر" بدله" الشر

{51}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو اس کا سارا عمل اسی کے لئے ہے جبکہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب الزهد،باب الریاء و السمعة ،الحدیث:۴۲۰۲،ص۲۷۳۲،"بتقدمٍ و تاخرٍ

{52}...... نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو بندہ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے مقام و مرتبہ پر ہو تو **اللہ** عزوجل جمعہ کے دن اسے لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۲۳۷،ج۲۰،ص۱۱۹،"یوم الجمعۃ"بدله" یوم القیٰمة")

یہاں جمعہ سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ اسی دن سب سے بڑا مجمع ہوگا۔

{53}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین ،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو لوگوں کی خاطر ایسے اعمال سے خود کو مزین کرے کہ جن کی حقیقت **اللہ** عزوجل کے علم میں کچھ اور ہو تو **اللہ** عزوجل اس کو اپنی بارگاہ سے دور فرمادیتا ہے۔''

(جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۲۱۶۶۰،ج۷،ص۱۶۹)

{54}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے قول اور لباس کے ذریعے لوگوں کی خاطر بنے سنورے اور عمل میں اس کے خلاف کرے اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔''

(جامع الاحادیث،قسم الاقوال،الحدیث:۲۱۷۰۰،ج۷،ص۱۷۵)

{55}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ریاکاری کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری کے طور پر صدقہ دیا اس نے بھی شرک کیا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۱۳۹،ج۷،ص۲۸۱)

ریاکار خطیبوں کی سزا:

{56}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو خطبہ کے لئے کھڑا ہوا جبکہ اس کی نیت ریاکاری اورشہرت کے سوا کچھ نہ تھی تو **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے ریاکاروں اورشہرت کی خاطر عمل کرنے والوں کے مقام میں کھڑا کرے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۲۲۸،ج۲،ص۴۲،بدون''یوم القیامۃ'')

آگ کی دو زبانیں ہوں گی:

{57}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا **اللّٰہ** عزوجل اسے رسوا کرے گا، جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللّٰہ** عزوجل اسے اس کے سبب عذاب دے گا اور دنیا میں جس کی دو زبانیں ہوں گی **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن آگ سے اس کی دو زبانیں بنادے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۶۹۷،ج۲،ص۱۷۰)

ریاکاروں کی حسرت:

{58}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات اور اہل جنت کے لئے **اللّٰہ** عزوجل کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ لیں گے، تو ندا دی جائے گی: ''انہیں لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔'' تو وہ ایسی حسرت لے کر لوٹیں گے جیسی اولین وآخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر وہ عرض کریں گے: ''یارب عزوجل! اگر تو وہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''بدبختو! میں نے ارادۃً تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے جب تم تنہائی میں ہوتے تو میرے ساتھ اعلانِ جنگ کرتے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو میری بارگاہ میں دوغلے پن سے حاضر ہوتے، نیز لوگوں کے دکھلاوے کے لئے عمل کرتے جبکہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس کے بالکل برعکس صورت ہوتی، لوگوں سے محبت کرتے اور مجھ سے محبت نہ کرتے، لوگوں کی عزت کرتے اور میری عزت نہ کرتے، لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دیتے مگر میرے لئے برائی نہ چھوڑتے تھے، آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۷۸،ج۴،ص۱۳۵،مختصراً)

{59}......ایک روایت میں ہے: ''آج میں تمہیں اپنے بہترین ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب بھی چکھاؤں گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۹۹،ج۱۷،ص۸۶،بدون''جزیل'')

{60}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کسی طالب شہرت، ریاکار، اور لہو ولعب میں پڑے رہنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔''

(حلیۃ الاولیاء، الربیع بن حثیم، الحدیث: ۱۷۳۲، ج ۲، ص ۱۳۹)

{61}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی جمع ہونے والوں کو ندا دے گا کہ لوگوں کو پوجنے والے کہاں ہیں؟ کھڑے ہو جاؤ اور جن کے لئے تم عمل کرتے تھے ان سے جا کر اپنا اَجر وصول کرو کیونکہ میں ایسا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جس میں دنیا یا اس کے کسی فرد کا دخل ہو۔''

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۲۴۷۶، ج ۱، ص ۳۶۱)

ریاکار کے چار نام:

{62}......''ایک شخص نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''کل بروزِ قیامت کونسی چیز نجات دلائے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے ساتھ بددیانتی نہ کرنا۔'' تو اس نے پھر عرض کی: ''بندہ اللہ عزوجل کے ساتھ بددیانتی کیسے کرسکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تمہیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دیا ہو لیکن تمہارا مقصود غیر اللہ کی رضا کا حصول ہو، لہٰذا ریاکاری سے بچتے رہو کیونکہ یہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے اور قیامت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا یعنی ''اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافر! اے خسارہ پانے والے! تیرا عمل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، لہٰذا آج تیرے لئے کوئی حصہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اب تُو اپنا اجر اس کے پاس جا کر تلاش کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔'' (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الجاہ الریاء، باب بیان ذم الریاء، ج ۱۰، ص ۷۱، ۷۵، مختصراً)

ریاکاری کی مذمت پر اِجماعِ اُمَّت

ان تمام نصوصِ قطعیہ اور احادیثِ صحیحہ کو جان لینے کے بعد ریاکاری کی حرمت پر اجماع کا معاملہ تو بالکل ظاہر ہو گیا اسی لئے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال اس کی مذمت میں متفق اور اُمت مرحومہ کا اس کی حرمت اور اس گناہ کے بڑے ہونے پر اِجماع ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اپنی گردن جھکائے پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اے گردن نیچی رکھنے والے! اپنی گردن بلند کر لے کیونکہ خشوع گردنوں میں نہیں دل میں ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں ایک شخص کو سجدہ میں روتے ہوئے پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''کاش!

تمہاری یہ حالت اپنے گھر میں ہوتی۔''

حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''ریاکار کی تین علامتیں ہیں: تنہائی میں ہو تو عمل میں سستی کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو جوش دکھائے، اس کی تعریف کی جائے تو عمل میں اضافہ کر دے اور اگر مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کر دے۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''بندے کو اچھی نیت پر وہ انعامات دیئے جاتے ہیں جو اچھے عمل پر بھی نہیں دیئے جاتے کیونکہ نیت میں ریاکاری نہیں ہوتی۔''

ایک شخص نے کہا: ''میں راہِ خدا عزوجل میں اپنی تلوار کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی رضا اور لوگوں سے تعریف کی خواہش کی وجہ سے لڑتا ہوں۔'' تو حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے کچھ نہیں، تیرے لئے کوئی اجر نہیں، تیرے لئے کوئی ثواب نہیں، کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں شریکوں کے شرک سے بے نیاز ہوں۔''

سلف صالحین میں سے بہت سے بزرگوں نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو یہ کہتے ہیں: ''یہ چیز **اللہ** عزوجل اور فلاں کی رضا کے لئے ہے، کیونکہ **اللہ** عزوجل کا کوئی شریک نہیں۔''

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب بندہ ریاکاری کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''میرا بندہ مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔''

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شہرت چاہتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی مراد پوری نہیں فرماتا۔''

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو کسی ریاکار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔'' مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''لوگوں کے لئے عمل ترک کر دینا ریاکاری ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا شرک ہے، جبکہ اخلاص یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل تجھے ان دونوں چیزوں سے نجات عطا فرما دے۔''

ایک حکیم کا قول ہے: ''دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی پوٹلی (یعنی جیب یا تھیلی) پتھروں سے بھر کر خریداری کے لئے بازار چلا گیا، جب وہ دکاندار کے سامنے اپنی پوٹلی کھولے گا تو ذلیل و رسوا ہوگا اور اس کی پٹائی ہوگی، اسے لوگوں کی اس بات کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہ ہوگا: ''اس کی جیب کتنی بھری ہوئی ہے۔'' حالانکہ اسے (اس بھری ہوئی جیب کے بدلے میں) کوئی چیز نہیں دی جاتی۔ اسی طرح دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کو لوگوں کی باتوں کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے قیامت کے دن کوئی ثواب ملے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ (پ۱۹،الفرقان:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

یعنی جب انہوں نے اپنے اعمال سے غیر اللہ کی رضا کا ارادہ کیا تو ان کا ثواب باطل ہو گیا اور وہ اڑتے ہوئے اس غبار کی طرح ہو گئے جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتا ہے۔

تنبیہات

تنبیہ1:

ریاء کی لغوی واصطلاحی تعریف:

رِیَاءٌ، رَؤْیَةٌ اور سُمْعَةٌ، سِمَاعٌ سے ماخوذ ہے۔جس ریاء کی مذمت کی گئی ہے اس کی تعریف یہ ہے: ''بندہ اللہ عزوجل کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرے۔ مثلاً لوگوں کو اپنی عبادت اور کمال سے آگاہ کرنا مقصود ہوتا کہ اسے لوگوں سے مال وجاہ یا ثناء وغیرہ حاصل ہو۔

ریاکاری کی پہچان کے طریقے:

ریا کی چند اقسام ہیں: (۱) ریاء بالاحوال (۲) ریاء بالاقوال (۳) ریاء بالاعمال (۴) ریاء بالاصحاب۔

(۱)......ریاء بالاحوال:

اس کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کا اپنے جسم پر تھکن یا پیلاہٹ ظاہر کرنا، پراگندہ بال اور گھٹیا ہیئت کا اظہار، غم کی کثرت، غذا کی قلت اور اہم کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے آپ پر توجہ نہ دینے اور لگاتار روزوں اور شب بیداریوں، دنیا اور دنیا والوں سے بے رغبتی اور عبادت میں خوب کوشش کا وہم پیدا کرنے کے لئے پست آواز میں بولنا اور آنکھیں بند رکھنا۔

ایسے ذلیل ورسوا لوگ کیا جانیں کہ اس وقت وہ بھتہ خوروں اور ڈاکوؤں جیسے لوگوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں کیونکہ وہ تو اپنے گناہوں کے معترف ہیں اور ان رسوا اور ذلیل لوگوں کی طرح اپنی دینداری پر غرور نہیں کرتے، جبکہ یہ بدبخت وذلیل لوگ

گناہ بھی کرتے ہیں اور اس پر دلیری بھی دکھاتے ہیں۔

یا پھر صالحین کا سا حلیہ اختیار کرنا جیسے چلتے وقت سر جھکائے رکھنا، پُر وقار انداز میں چلنا، چہرہ پر سجود کا اثر باقی رکھنا، اونی اور کھردرا لباس پہننا اور ہر وہ صورت اپنانا کہ یہ وہم پیدا ہو کہ وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور سادات صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہے حالانکہ وہ علم کی حقیقت اور باطن کی صفائی کے معاملہ میں مفلس ہو۔

یہ دھوکے باز شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ جو کچھ اسے یہ لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے ملا ہے اس کو قبول کرنا اس پر حرام تھا، اگر اس نے وہ چیز قبول کر لی تو وہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے فاسق ہو جائے گا۔

(۲)......ریاء بالاقوال:

کسی کا وعظ ونصیحت اور سنتوں کو زبانی یاد کرنے کا اظہار کرنا بھی ریاکاری ہے، نیز مشائخ سے ملاقات اور علوم کی پختگی وغیرہ بہت سے ایسے طریقے ہیں جو ریاکاری کے اسباب بن سکتے ہیں کیونکہ قول کے ذریعے ریا کا وقوع کثیر ہے نیز اس کی انواع کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

(۳)......ریاء بالاعمال:

ارکانِ نماز کو طویل کرنا اور انہیں عمدگی سے ادا کرنا اور ان میں خشوع ظاہر کرنا، اسی طرح روزہ اور حج وغیرہ دیگر عبادات اور اعمال میں بھی ریاکاری کی انواع بے شمار ہیں۔

بعض اوقات ریاکار دکھاوے کے کاموں کو پختہ کرنے کا اتنا حریص ہوتا ہے کہ تنہائی میں بھی ان افعال کی مشق کرتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کے مجمع میں بھی اس کی یہ عادت قائم رہے، لیکن وہ ایسا خوفِ خدا عزوجل اور اس سے حیاء کے سبب نہیں کرتا۔

(۴)......ریاء بالاصحاب:

اسی طرح دوستوں اور ملاقات کے لئے آنے والوں کے ذریعے بھی ریاکاری ہوسکتی ہے جیسے کوئی کسی عالم، امیر یا نیک صالح بندے سے اپنے ہاں آنے کی تمنا کرے اور اس سے اس کی رفعت اور بزرگوں کا اس سے برکت حاصل کرنے کا گمان پیدا ہو اور اسی طرح کوئی شخص دوسروں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہے کہ وہ بہت سے شیوخ سے ملا ہے۔

یہ صورت ریاکاری کے ان ابواب کا مجموعہ ہے جو جاہ ومنزلت اور شہرت کے حصول پر اُبھارتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں اور ساری دنیا کا مال ومتاع اس کے پاس جمع ہو۔

تنبیہ2:

حاملینِ شرع جب ریا کاری کا لفظ مطلق استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد وہی مذموم صفت ہوتی ہے جس کی تعریف پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ پھر اگر ریا کاری کا مقصود دکھاوے کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ریا کی عبادت باطل ہو جاتی ہے، کاش! اسے اس کے علاوہ کوئی برائی حاصل نہ ہوتی مگر اس پر بڑا گناہ اور بری مذمت بھی لازم ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل سابقہ آیات واحادیثِ مبارکہ سے واضح ہے۔

اس کے حرام، کبیرہ گناہ اور لعنت کے مقتضی شرک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں **اللہ** عزوجل کے ساتھ استہزاء پایا جاتا ہے جیسا کہ اس کی طرف احادیثِ مبارکہ میں اشارہ ہو چکا ہے۔ اسی لئے حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ ریا کاری کا مرتکب ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''اس کی طرف دیکھو کہ کیسے میرا مذاق اڑا رہا ہے۔'' یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں کھڑے ہونے والے خادموں میں سے اگر کوئی خادم صرف بادشاہ کی کسی لونڈی یا کم سن بے ریش غلام کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ہر عقل مند شخص کے نزدیک یہ اس بادشاہ کا مذاق اڑانا ہی کہلائے گا، کیونکہ وہ شخص اس وہم کے باوجود کہ بادشاہ کا انتہائی مقرب ہوگا، اپنے اس فعل سے قرب کا قصد نہیں کر سکتا، تو اب ایسی کونسی حقارت اور استہزاء رہ گیا ہے جو تمہارا اپنے رب عزوجل کی عبادت میں اپنے جیسے اس بندے کا قصد کرنے سے زیادہ ہوگا جو خود کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانے سے عاجز ہے چہ جائیکہ وہ تمہیں فائدہ دے گا لہٰذا اس کے باوجود تمہارا یہ قصد ظاہر کرتا ہے کہ تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ وہ عاجز بندہ تمہاری اغراض پوری کرنے میں **اللہ** عزوجل سے زیادہ قدرت رکھتا ہے، اس لئے تم نے ایک کمزور اور عاجز بندے کو اپنے قوی وقادر مولا عزوجل سے بلند کر دیا، انہی وجوہات کی بناء پر ریا کاری کو ہلاکت خیز کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اسی لئے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے **''شرک اصغر''** قرار دیا، نیز ریا کاری میں مخلوق کے لئے یہ شبہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ انسان کو اس وہم میں مبتلا کر دیتی ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کا مطیع اور مخلص بندہ ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہوتا، ایسے شبہے کو **تلبیس** کہتے ہیں اور **تلبیس** بھی حرام ہے، مثلاً یہ کسی شخص کی طرف سے قرض ادا کرے تاکہ لوگوں میں یہ تأثر قائم ہو جائے کہ یہ بے لوث آدمی ہے اور لوگ اس کی سخاوت کا اعتقاد رکھنے لگیں، ایسی سوچ گناہ ہے کیونکہ یہ تلبیس اور مکروفریب کے ذریعے لوگوں کے دل اپنی جانب مائل کرنے کا سبب ہے۔

وسوسہ: اگر آپ یہ کہیں کہ ''جب ریا کاری کا شرکِ اصغر ہونا ثابت ہو گیا تو اسے شرکِ اکبر سے جدا کیوں کیا گیا؟''

جواب: یہ بات ایک مثال سے واضح ہوگی وہ یہ کہ: ''اگر کسی نمازی کو لوگ نیک اور صالح کہنے لگتے ہیں تو اس کی ریا کاری

اسے عمل پر ابھارنے کا سبب بنتی ہے مگر وہ یہ عمل کرتے وقت کبھی تو اس سے **اللہ** عزوجل کی تعظیم کا قصد کرتا ہے اور کبھی بغیر کسی قصد کے اسے ادا کرتا ہے اور ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی کفر نہیں جبکہ اس صورت میں شرکِ اکبر اسی وقت ہوگا جب وہ (مثال کے طور پر) سجدوں سے غیر اللہ کی تعظیم کا قصد کرے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ریا کار اس شرک میں اس وقت مبتلا ہوا جب اس کے نزدیک مخلوق کی قدر و منزلت اس قدر بڑھ گئی کہ اس تعظیم نے اسے رکوع و سجود پر ابھارا اور ایک اعتبار سے اس سجدے سے اسی مخلوق کی تعظیم کی گئی اور یہ شرک خفی ہے جلی نہیں جو کہ جہالت کی انتہا ہے اور ایسا وہی کر سکتا ہے جسے شیطان دھوکا میں ڈالے اور اس وہم میں مبتلا کر دے: ''عاجز اور کمزور بندہ **اللہ** عزوجل سے زیادہ اس کے رزق اور نفع کا مالک ہے۔'' اسی لئے وہ **اللہ** عزوجل سے اپنا قصد پھیر کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور وہ ان لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے لگا، لہٰذا **اللہ** عزوجل نے اسے دنیا اور آخرت میں انہیں کے حوالے کر دیا جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں بیان ہوا کہ ''ان لوگوں کی طرف چلے جاؤ جن کے لئے تم دکھاوا کیا کرتے تھے اور ان سے اجر طلب کرو۔'' حالانکہ وہ اپنے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، خصوصاً آخرت میں زیادہ بے اختیار ہوں گے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (پ۱۹، الشعرآء: ۸۸۔۸۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ز وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ط اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۱، لقمٰن: ۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئیگا اور نہ کوئی کامی (کاروباری) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہر گز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہر گز تمہیں اللہ کے نام پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔

اچھا لباس پہننا ریا کاری نہیں:

کبھی کبھار مباح کام مثلاً عبادت کے علاوہ عزت و جاہ کی طلب پر بھی ریا کاری کا لفظ بولا جاتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے لباس کی زینت سے اپنے حسنِ انتظام اور خوبصورتی پر تعریف کئے جانے کا قصد کرے۔ لوگوں کے لئے کی جانے والی ہر آرائش و زیبائش اور عزت افزائی کو اسی پر قیاس کر لیں جیسے مالداروں پر عبادت یا صدقہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے خرچ کرنا کہ اسے سخی کہا جائے۔ اس نوع کے حرام نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دینی معاملات کی تلبیس اور اللہ عزوجل سے استہزاء نہیں پایا جاتا۔

بننا سنورنا سنت ہے:

{63}......سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جب اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے عمامہ شریف اور گیسوؤں کو درست فرمایا اور آئینہ میں اپنا مبارک چہرہ ملاحظہ فرمایا تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی ایسا کررہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! **اللہ** عزوجل بندے کا بننا سنورنا اس وقت پسند فرماتا ہے جب وہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے لگے۔'' (اتحا ف السادة المتقين، كتاب ذم الجاه والرياء، باب بيان حقيقة الرياء، ج ۱۰، ص ۹۳،۹۴)

شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے یہ ایک مؤکدہ عبادت تھی کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مخلوق کو دعوت دینے اور حتی الامکان ان کے دلوں کو دینِ حق کی طرف مائل کرنے پر مامور ہیں کیونکہ اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں کی نظروں میں معزز نہ ہوتے تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ پھیر لیتے لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر لوگوں کے سامنے اپنے عمدہ ترین احوال ظاہر کرنا لازم تھا تاکہ لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ناقابلِ اعتبار سمجھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ نہ پھیریں کیونکہ عام لوگوں کی نگاہ ظاہری احوال پر ہی ہوتی ہے مخفی امور پر نہیں ہوتی۔ نیز آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ عمل بھی نیکی ہی تھا۔ یہی حکم علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے دیندار لوگوں کے لئے ہے جبکہ وہ اپنی اچھی ہیئت سے وہی قصد کریں جو اُوپر بیان ہوا۔

تنبیہ3:

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اور علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو اپنے عمل سے ریا اور عبادت دونوں کا قصد کرتا ہے۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر دنیا کی نیت غالب ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اگر آخرت کی نیت غالب ہو تو اسے ثواب ملے گا اور اگر دونوں نیتیں برابر ہوں تب بھی ثواب نہیں ملے گا۔''

جبکہ علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''گذشتہ احادیثِ مبارکہ کی وجہ سے اسے مطلقاً کوئی ثواب نہیں ملے گا، مثلاً ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں کسی کو میرا شریک ٹھہرایا میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جسے اس نے شریک ٹھہرایا۔'' جبکہ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس حدیثِ پاک میں یہ تاویل کی ہے کہ ''جب دونوں قصد برابر ہوجائیں یا ریا کا قصد راجح ہو تب یہ حکم ہوگا۔'' امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کا کلام اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ ریا اگرچہ حرام ہے مگر ثواب کی

نیت کے غالب ہونے کی صورت میں وہ اصل ثواب کو نہیں روکتی، اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کی نشاط میں اضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر اگر چہ اس کی نیت ریا ہی کی ہوتو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہوگا، ریاء کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ ثواب کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔'' اس سے پہلے کا کلام ان کے قول کے منافی ہے: ''اگر وہ اپنے صدقہ اور نماز سے اجر اور تعریف دونوں کا خواہاں ہو تو یہ وہ شرک ہے جو اخلاص کے مخالف ہے۔'' ہم نے ''**کتاب الاخلاص**'' میں اس کا حکم ذکر کر دیا ہے اور ہم نے حضرت سیدنا سعید بن مسیّب اور حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایات نقل کی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریاکار کے لئے بالکل کوئی ثواب نہیں، لہٰذا علامہ ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام ہی راجح ہے۔

الغرض! اگر عبادت کے ذریعے مباح ریا کا قصد کیا جائے تو اس کا ثواب سرے سے ہی ساقط نہ ہوگا بلکہ اسے عبادت کی نیت کے مطابق اجر ملے گا اگر چہ نیت کمزور ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ حرام ریا کا قصد کرے تو یہ ثواب سرے ہی سے ختم ہو جائے گا جیسا کہ گذشتہ بہت سی احادیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں، نیز **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

اس پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ حرام قصد کی وجہ سے عمل کی کوتاہی نے اجر کے ساقط ہونے کو واجب کر دیا، لہٰذا اس کے لئے خیر کا ایک ذرہ بھی نہ بچا اسی لئے آیت کریمہ اسے شامل نہیں۔

یاد رکھئے! بندہ جب اخلاص کے ساتھ عبادت شروع کرے پھر اس پر ریاکاری کے اسباب ظاہر ہوں، اگر یہ اسباب عمل پورا ہو جانے کے بعد ظاہر ہوں تو عمل میں کوئی اثر نہ ڈالیں گے کیونکہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ پورا ہو چکا ہے، لہٰذا بعد میں طاری ہونے والی ریاکاری کے اسباب اس پر اس وقت تک اثر انداز نہ ہوں گے جب تک بندہ اپنے عمل کے اظہار اور اسے بیان کرنے میں تکلف سے کام نہ لے۔ اگر وہ ریاکاری کا قصد کرتے ہوئے تکلف کرے تو امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ خوف میں ڈالنے والی بات ہے۔'' جبکہ اخبار و آثار یعنی روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریاکاری عمل کو برباد کر دیتی ہے، پیچھے گزر چکا ہے کہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بعد میں طاری ہونے والے اسباب کو عمل کے ثواب کو باطل کرنے سے بعید قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ بلکہ قرین قیاس بات یہ ہے کہ جو عمل اس نے مکمل کر لیا اس پر اسے ثواب دیا جائے گا اور **اللہ** عزوجل کی اطاعت میں کی جانے والی ریاکاری پر اسے عقاب ہوگا اگر چہ یہ ریاکاری عمل مکمل کر لینے کے بعد کی جائے اور اگر عمل کے دوران ریاکاری پیدا ہو اور عمل محض ریاکاری کے لئے ہو تو یہ عمل کو برباد بلکہ فاسد کر دیتی ہے اور اگر محض ریا کی نیت نہ ہو مگر قربت کی نیت پر ریا کا قصد غالب ہو اور قربت کی

نیت مغلوب ہو تو اس صورت میں عبادت کے فاسد ہونے میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تردد ہے، امام حارث محاسبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں عبادت فاسد ہو جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک اس صورت میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر عمل میں ریا کا اثر ظاہر نہ ہو بلکہ عمل خالص دینی نیت سے کیا گیا ہو لوگوں کے اس عمل پر اطلاع سے بندے کو خوشی حاصل ہوتی ہو تو اصلِ نیت کے باقی رہنے اور عمل کو مکمل کرنے کی نیت کے پائے جانے کی وجہ سے عمل فاسد نہ ہوگا اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر لوگ موجود نہ ہوتے تو بندہ اپنی نماز توڑ ڈالتا تو ایسی نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہے، اگرچہ فرض نماز ہی کیوں نہ ہو۔

ریاکاری کے احکام

ریاکاری کی مذمت میں وارد احادیثِ مبارکہ سے یہ اَحکام مستنبط ہوتے ہیں:

☆......جب صرف مخلوق کی خوشنودی کے ارادے سے عمل کیا جائے تو یہ ریاء ہے۔

☆......شرک کرنے کے بارے میں وارد احادیثِ مبارکہ ریاء اور ثواب کے قصد کے برابر ہونے یا ثواب پر ریا کی نیت کے غالب ہونے پر محمول ہیں۔

☆......اگر ثواب کے مقابلے میں ریاکاری کی نیت کمزور ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی، لیکن اگر ریاکاری کی نیت نماز میں تکبیرِ تحریمہ سے لے کر سلام تک رہی تو بالاتفاق اس کی نماز نہیں ہوئی اور ایسی نماز کا کوئی اعتبار نہیں۔

☆......اگر نماز کے دوران یہ شخص ریاکاری سے باز آ گیا اور توبہ کر لی تو ایک گروہ کہتا ہے: ''یہ عبادت ادا نہیں ہوئی لہٰذا وہ اسے دوبارہ پڑھے گا۔'' اور دوسرا کہتا ہے: ''تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ اس کی ساری نماز باطل ہوگئی لہٰذا وہ تحریمہ پر بناء رکھتے ہوئے نماز ادا کرے گا۔'' جبکہ ایک گروہ کے نزدیک یہ ہے: ''اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی اور جہاں وہ ہے وہیں سے اپنا عمل پورا کرے گا کیونکہ اعمال کا دارومدار ان کے انجام پر ہوتا ہے جیسے اگر کوئی اخلاص کے ساتھ عمل شروع کرے اور اس کے عمل کا انجام ریاکاری پر ہو تو اس کا عمل فاسد ہو جائے گا۔'' آخری دو اقوال فقہی قیاس سے خارج ہیں، بالخصوص ان میں سے پہلا قول تو ہرگز قرینِ قیاس نہیں کیونکہ جب عمل کا اِختتام اخلاص پر ہو تو وہ اس وجہ سے صحیح ہوگا کہ ریاکاری تو صرف نیت کو خراب کرتی ہے نہ کہ عمل کو۔ اور فقہی قیاس کے مطابق صحیح بات یہ ہے کہ عمل کی ابتداء کا سبب ریاکاری ہو نہ کہ ثواب کی طلب اور حکمِ شریعت کی بجا آوری تو اس کی ابتداء ہی درست نہ ہوگی لہٰذا بعد کا عمل بھی درست نہ ہوگا کیونکہ اس کی نیت ہی پختہ نہ رہی جو کہ شرط تھی اور لوگوں کی وجہ سے حرام ہو چکی تھی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ کسی کے کپڑے نجس ہوں اور وہ تنہائی میں نماز پڑھے تو اس کے باوجود وہ نماز سرے سے نہیں ہوگی۔

☆......لیکن اگر معاملہ یوں ہو کہ لوگوں کی عدم موجودگی میں صحیح طریقے سے نماز پڑھے مگر اپنی تعریف کی رغبت بھی ہو تو اس

صورت میں عمل کا باعث دو سبب ہوں گے، ایک یہ کہ اگر ریا نفل نماز میں ہوگی تو اس ریا کاری کے باعث گنہگار ہوگا اور دوسرا یہ کہ ثواب کی نیت بھی ہو تو اس کے باعث اَجر پائے گا،

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷۔۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

لہٰذا اسے اپنے صحیح ارادے کے مطابق ثواب ملے گا اور غلط ارادے کے مطابق سزا ہوگی، نیز ان میں سے ایک سبب دوسرے کو فاسد نہیں کرے گا۔ نفل نماز صدقہ کی طرح ہی ہوتی ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اس کی نماز فاسد اور اِقتداء باطل ہے۔ اگرچہ یہ بات ظاہر بھی ہو جائے کہ اس کا مقصود ریاء اور حسنِ قراءت کا اظہار ہے تو چونکہ مسلمان سے اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے کہ نفل سے ثواب ہی کی نیت کی ہوگی، لہٰذا اس کے اس قصد کی وجہ سے اس کی نماز اور اقتداء درست ہو جائے گی، لیکن اگر اس کی نیت میں کوئی اور قصد بھی شامل ہو جائے تو اس کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا۔

☆...... یہ دونوں سبب (یعنی ریا اور ثواب کی اُمید) اگر فرض نماز کی ادائیگی کا باعث ہوں اور ان کی اپنی الگ کوئی مستقل حیثیت نہ ہو تو وہ فرض بندے سے ساقط ہی نہ ہوگا، لیکن اگر دونوں میں سے ہر ایک سبب الگ مستقل حیثیت میں ادائیگی کا باعث ہو مثلاً اگر ریا کا باعث بننے والا سبب نہ پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، لیکن اگر ثواب کا باعث بننے والا سبب نہ پایا جائے تو فرض نماز ریا کاری کی وجہ سے نئے سرے سے ادا کی جائے گی۔

اس صورت کا حکم محلِ نظر ہے یعنی اس اعتبار سے کہ **فرض** وہ ہوتا ہے جس کی ادائیگی محض **اللہ** عزوجل کی رضا کی خاطر ہو اور یہاں ایسی عبادت نہیں پائی گئی۔ اور اس اعتبار سے کہ **فرض** اس شرعی حکم کی بجا آوری کا نام ہے جو کہ خود ایک مستقل ادائیگی کا باعث ہوتی ہے جو کہ یہاں پائی گئی ہے، لہٰذا کسی دوسرے ارادے کا اس میں شامل ہو جانا فرض کی ادائیگی کو ساقط نہیں کر سکتا، جیسا کہ کوئی شخص غصب کی گئی زمین میں نماز پڑھے۔

☆...... اگر **ریا کاری** اصل نماز میں نہ ہو بلکہ اس کی خاطر جلدی کرنے میں ہو تو ایسی صورت میں بالاتفاق اس کی نماز درست ہو گی کیونکہ یہ ریا اصلِ نماز میں نہیں بلکہ اسے جلدی یا دیر سے ادا کرنے میں ہے۔

☆...... نیز فقط لوگوں کے اس کے نیک اعمال سے آگاہ ہو جانے پر اُس کا خوش ہونا جبکہ اس کا اثر عمل میں نہ ہو تو فقہی لحاظ سے یہ عمل بھی ادا ہوگا، فاسد نہیں ہوگا۔

یہ ایسے **مسائل** ہیں کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اس اعتبار سے ان میں بحث ہی نہیں کرتے اور جو لوگ ان میں بحث کرتے ہیں وہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے **قوانین** کا لحاظ نہیں کرتے کیونکہ وہ بندوں کے دلوں کی صفائی اور ان کی ان عبادات میں خلوص پیدا کرنے کے اِنتہائی حریص ہوتے ہیں جو (عبادات) دل میں پیدا ہونے والے ان خطرات وخدشات اور وسوسوں سے فاسد ہو جاتی ہیں، لہٰذا ان مسائل پر ہماری بحث بھی اسی حرص کا نتیجہ ہے، اور حقیقی علم **اللہ** عزوجل ہی کے پاس ہے۔

تنبیہ 4:

ریاء کے مختلف درجات:

قبح کے اعتبار سے ریاء کے مختلف درجات ہیں:

(۱)......ایمان میں ریاء کا سب سے قبیح درجہ ان **منافقین** کا ہے جن کی مذمت **اللہ** عزوجل نے اپنی پاک کتاب میں بہت سے مقامات پر فرمائی، نیز اس فرمانِ عبرت نشان میں ان سے وعدہ فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِۚ (پ۵، النسآء: ۱۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

یہ لوگ اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے کے بعد کم ہو گئے مگر قباحت میں ان جیسے لوگ کثرت سے ہونے لگے، جیسے کفریہ بدعات کا عقیدہ رکھنے والے مثلاً حشر کا انکار، **اللہ** عزوجل کے علمِ جزئیات کا انکار اور مخالفت کے اظہار کے باوجود ہر شئے میں اباحتِ مطلقہ کا عقیدہ رکھنا، ان قبیح احوال کے بعد کوئی چیز نہیں۔

(۲)......**فرض عبادات** پر ریاکاری کرنے والوں کا مرتبہ ان کے بعد ہے جیسے کوئی شخص خلوت میں عبادت ترک کرنے کی عادت بنائے اور لوگوں کے سامنے مذمت کے خوف سے اسے ادا کر لیا کرے، **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کا گناہ بہت سخت ہے کیونکہ یہ عمل جہالت کی اِنتہاء کا پتہ دیتا ہے اور نافرمانی کے سب سے بڑے درجے کی طرف لے جاتا ہے۔

(۳)......**نوافل** میں ریاکاری کرنے والوں کا درجہ ان کے بعد ہے، مثلاً کوئی تنہائی میں اس وجہ سے نوافل ادا کرنے کی عادت بنائے تاکہ لوگوں کے سامنے اس میں کوتاہی نہ ہو اور سستی دور ہو جائے حالانکہ خلوت میں ان کے ثواب میں رغبت نہ ہو۔

(۴)......ان کے بعد اپنی عبادت میں **عمدہ اوصاف** کے ذریعے ریا میں مبتلا لوگوں کا درجہ ہے جیسے نماز اچھی طرح ادا کرنا، اس

کے ارکان کو طویل کرنا، اس میں خشوع کا اظہار کرنا، لوگوں کے سامنے تمام ارکان کامل طور پر ادا کرنا اور تنہائی میں نفلی عبادات اور دیگر واجبات کی کم سے کم ادائیگی پر اکتفاء کرنا، یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی گذشتہ مثالوں کی طرح مخلوق کو خالق پر مقدم کرنا پایا جا رہا ہے۔

کبھی شیطان عبادت کرنے والے کو دھوکے میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے یہ خیال دلاتا ہے کہ لوگوں کے سامنے عبادت اچھے طریقہ سے ادا کرتا کہ وہ تیری مذمت نہ کریں، حالانکہ اگر وہ سچا ہوتا تو خود تنہائی میں عبادت کی وجہ سے ان کمالات سے محرومی سے بچ جاتا، لہٰذا اس کے احوال کے قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ریاکاری کا اصل سبب مخلوق کی تعریف پر نظر رکھنا ہے نہ کہ ان کے شر سے محفوظ رہنا۔

ریاکاروں کے درجات:

☆......ریاکاری کے باعث ریاکاروں کے بھی چند درجات ہیں، جن میں سے سب سے برا درجہ یہ ہے کہ انسان برائی کے ذریعے حکمرانی کا قصد کرے جیسے کوئی شخص اس لئے تقویٰ اور زہد کا اظہار کرے تا کہ یہ اس کی پہچان بن جائیں اور ان کی وجہ سے اسے اعلیٰ منصب دیا جائے، اس کے لئے وصیت کی جائے اور اس کے سپرد امانتیں کی جائیں یا صدقات تقسیم کرنے پر اسے مقرر کیا جائے اور وہ ان تمام اُمور سے خیانت کا قصد کرے یا کوئی شخص کسی عورت یا لڑکے کو پانے کے لئے وعظ و نصیحت کرے یا علم سیکھے اور سکھائے۔ **اللہ** عزوجل کے نزدیک ایسے تمام ریاکار انتہائی برے ہیں جنہوں نے پروردگار عزوجل کی اطاعت کو معصیت کے زینے اور اپنے فسق تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا نیز ان کی عاقبت نہایت ہی بری ہوگی۔

☆......ان کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جسے گناہ یا خیانت کی تہمت لگائی جائے تو وہ اس تہمت کو دور کرنے کے لئے اطاعت اور صدقہ کا اظہار کرنے لگے۔

☆......اس کے بعد دنیا کی مباح چیزیں مثلاً مال یا حصولِ نکاح کی نیت سے عبادت کرنے والے کا درجہ ہے۔

☆......اس کے بعد اس شخص کا درجہ ہے جو اس نیت سے عبادت، خوفِ خدا اور تقویٰ ظاہر کرے تا کہ اسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے یا اس لئے کہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا جائے اور جب وہ تنہائی میں ہو تو ان میں سے کوئی بھی عمل نہ کرے اور جس دن کا روزہ رکھنا سنت ہے اس کے بارے میں وہ اس نیت سے اپنی رائے کا اظہار نہ کرے تا کہ اس کے بارے میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ اسے نوافل میں کوئی دلچسپی نہیں۔

یہ تمام صورتیں ریاکاری کے درجات کی اصل اور ریاکاروں کی اقسام کے درجات ہیں۔ **سیدنا امام غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد

فرماتے ہیں: ''یہ سب لوگ **اللّٰہ** عزوجل کی ناراضگی اور اس کے غضب کے مستحق ہیں۔'' اور یہ بات سخت ترین مہلکات میں سے ہے۔

تنبیہ 5:

گذشتہ صفحات میں یہ حدیثِ پاک گزر چکی ہے: ''ریا کی ایک قسم وہ ہے جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفیف ہوتی ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب مایقول اذ خاف......الخ، الحدیث: ۱۷۶۶۹، ج ۱۰، ص ۳۸۴)

یہ وہ قسم ہے جس میں نفوس کی آفات اور قلوب کی مصیبت کی وجہ سے جاہل تو جاہل بڑے بڑے علماء بھی پھسل جاتے ہیں۔

ریاء کی اقسام:

ریا یا تو **جلی** یعنی واضح ہوتی ہے یا **خفی** ہوتی ہے۔ **جلی ریا** سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر ابھارے اور اس کا باعث بنے۔ جبکہ **خفی ریا** سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر تو نہ ابھارے البتہ مشقت میں کمی کر دے، جیسے کوئی شخص روزانہ نمازِ تہجد ادا کرنے کا عادی ہو لیکن اس طرح کہ وہ نماز اس پر گراں گزرتی ہو، مگر جب اس کے ہاں کوئی مہمان آئے یا کوئی شخص اس کی تہجد پر مطلع ہو جائے تو اب اس کی چستی میں اضافہ ہو جائے اور اس پر وہ گراں بھی نہ گزرے، نیز اس کے ساتھ ساتھ اس کا یہ عمل **اللّٰہ** عزوجل کی رضا کے لئے بھی ہو (تو یہ خفی ریا ہے) کیونکہ اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو وہ تہجد ہی ادا نہ کرتا۔ **خفی ریاء کی پہچان** کی علامت یہ ہے کہ وہ تہجد ادا کرتا رہے اگرچہ کوئی اس کے عمل پر مطلع نہ بھی ہو۔

اس سے بھی زیادہ **خفی ریا** وہ ہے جو نہ تو آسانی مہیا کرے اور نہ ہی کسی تخفیف کا سبب بنے، اس کے باوجود وہ ریاکاری میں اس طرح مبتلا ہو جائے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ **اس قسم کی خفی ریا کو پہچاننا** علامات کے بغیر ممکن نہیں ہوتا اور اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ لوگوں کا کسی کی اطاعت اور عبادت پر مطلع ہونا اسے خوش کر دے۔

کچھ بندے اپنے عمل میں ریاکاری کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کی مذمت بھی کرتے ہیں، انہیں ریاکاری نہ تو کسی عمل کی ابتداء پر ابھارتی ہے نہ ہی کسی عمل پر قائم رکھتی ہے، البتہ جب لوگ ان کی عبادت پر مطلع ہوتے ہیں تو انہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اس صورت میں ریا ان کے دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ **خوشی خفی ریا پر دلالت** کرتی ہے کیونکہ اگر دل لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ اپنی عبادت پر ان کے آگاہ ہونے سے خوشی کا اظہار نہ کرتا، چونکہ ''لوگوں کے اس کے عمل سے آگاہ ہونے کو ناپسند نہ کرنے نے'' اس کے سکون کو حرکت دی تو یہی چیز **خفی ریا** کی رگ کی غذا بن گئی، اس قسم

کی ریا میں وہ کسی ایسے سبب کو تلاش کرتا ہے جو لوگوں کے آگاہ ہونے کا باعث بن سکے، خواہ وہ سبب تعریض ہو یا پست آواز کرنا ہو یا ہونٹوں کو خشک رکھنا یا طویل تہجد گزاری پر دلالت کرنے والی انگڑائیوں اور جمائیوں کے غلبے کا اظہار ہو۔

اس سے بھی بڑھ کر **خفی ریا** یہ ہے کہ نہ تو لوگوں کے آگاہ ہونے کی خواہش ہو اور نہ ہی عبادت کے ظاہر ہونے پر خوشی ہو، البتہ اس بات پر خوشی ہو کہ ملاقات کے وقت لوگ سلام کرنے میں پہل کریں اور اُسے خندہ پیشانی سے ملیں، نیز اس کی تعریف کریں اور اس کی ضروریات پوری کرنے میں جلدی کریں، خرید وفروخت میں اس کی رعایت کریں اور جب وہ ان کے پاس آئے تو وہ اس کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ جب کوئی شخص ان معاملات میں ذرہ بھر کوتاہی کرے تو یہ بات اسے اُس عبادت کے عظیم ہونے کی وجہ سے ناگوار گزرے جو وہ پوشیدہ طور پر کر رہا تھا۔ گویا اس کا نفس اس عبادت کے مقابلہ میں اپنا احترام چاہتا ہے یہاں تک کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس نے یہ عبادات نہ کی ہوتیں تو وہ اس احترام کی خواہش بھی نہ رکھتا۔

نوٹ: جب بھی مخلوق سے متعلق چیزوں میں اطاعت کا پایا جانا اس کے نہ پائے جانے کی طرح نہ ہو جائے تو بندہ نہ تو **اللہ** عزوجل کے علم پر قناعت کر سکتا ہے اور نہ ہی چیونٹی کی چال سے زیادہ خفیف ریا کے شائبہ سے خالی ہو سکتا ہے۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''ان تمام صورتوں میں اَجر ضائع ہو سکتا ہے اور اس سے صرف صدیقین ہی محفوظ رہ سکتے ہیں۔''

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن قاریوں سے ارشاد فرمائے گا کیا تمہیں سودا سستا نہیں دیا جاتا تھا؟ کیا تمہیں سلام کرنے میں پہل نہیں کی جاتی تھی؟ کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں؟۔''

{64}......ایک حدیث (قُدسی) میں ہے: ''تمہارے لئے کوئی اَجر نہیں کیونکہ تم نے اپنا اَجر پورا پورا وصول کر لیا۔''

لہٰذا مخلص بندے ہمیشہ **خفی ریا** سے ڈرتے رہتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ ان کے نیک اعمال کے سلسلہ میں انہیں دھوکا نہ دے سکیں دیگر لوگ جتنی کوشش اپنے گناہ چھپانے میں کرتے ہیں یہ ان سے زیادہ اپنی نیکیاں چھپانے کے حریص ہوتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی نیکیوں کو خالص کرنا چاہتے ہیں تا کہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن لوگوں کے سامنے انہیں اَجر عطا فرمائے کیونکہ انہیں اس بات پر یقین ہے کہ **اللہ** عزوجل صرف وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ کئے ہوتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ سخت محتاج اور بھوکے ہوں گے اور ان کا مال واولاد انہیں کچھ کام نہ آئے گا سوائے اس کے جو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قلبِ سلیم (یعنی گناہوں سے محفوظ دل) لے کر حاضر ہوگا اور نہ کوئی باپ اپنی

اولاد کے کام آئے گا یہاں تک کہ صدیقین کو بھی اپنی ہی فکر ہوگی ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، جب صدیقین کا یہ حال ہوگا تو دیگر لوگ کس حال میں ہوں گے؟

ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل پر آگاہ ہونے سے فرق محسوس کرتا ہو وہ ریا کے شائبے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ نفع و نقصان دینے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا **اللہ** عزوجل ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا برابر ہوتا اور بچوں یا بڑوں کے مطلع ہونے سے اس کے دل پر کوئی فرق نہ پڑتا۔ ریاء کا ہر شائبہ عمل کو فاسد اور اَجر کو ضائع کرنے والا نہیں ہوتا، اپنے اعمال پر خوشی کبھی قابل تعریف ہوتی ہے اور کبھی قابلِ مذمت۔

قابلِ تعریف خوشی جیسے (۱)......کسی کو یہ مشاہدہ حاصل ہو کہ **اللہ** عزوجل نے اس کے اچھے عمل کو ظاہر کرنے کے لئے لوگوں کو اس کے عمل پر مطلع کیا ہے اور اس پر کرم فرمایا ہے، حالانکہ وہ اپنی عبادت و معصیت کو دل میں چھپائے ہوئے تھا لیکن **اللہ** عزوجل نے محض اپنے کرم سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اس کی عبادت کو ظاہر فرما دیا اور اس سے بڑا احسان کسی پر کیا ہوگا کہ **اللہ** عزوجل اپنے بندے کے گناہوں کو چھپا دے اور عبادت کو ظاہر کر دے لہٰذا بندہ **اللہ** عزوجل کی اس پر تمامِ رحمت کی وجہ سے خوش ہو لوگوں کی تعریف اور ان کے دلوں میں اس کے لئے جو مقام و مرتبہ ہے اس کی وجہ سے خوش نہ ہو (تو یہ ریا نہیں) جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔

(۲)......یا خوشی کا قابلِ تعریف ہونا اس وجہ سے ہے کہ بندہ یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے جب دنیا میں اس کے گناہوں کو چھپایا اور اس کی نیکیوں کو ظاہر فرمایا تو آخرت میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک فرمائے گا، چنانچہ،

{65}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل جس بندے کے گناہ کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب التوبۃ، قسم الاقوال، باب فی فضلہا والترغیب فیہا الحدیث: ۱۰۲۹۶، ج۴، ص۹۷، بدون ''ذنبا'')

(۳)......یا پھر بندہ یہ خیال کرے کہ میرے نیک اعمال پر مطلع ہونے والوں کو میری اِقتدا میں رغبت ملے گی اور اس طرح مجھے دُگنا ثواب ملے گا ایک ثواب تو اس بات کا ہوگا کہ اس کا مقصود ابتداء میں عمل کو پوشیدہ رکھنا تھا اور دوسرا ثواب اس کے ظاہر ہونے

اورلوگوں کی اقتداء کی وجہ سے ہوگا کیونکہ عبادت وطاعت میں جس کی پیروی کی جاتی ہے اسے ان پیروی کرنے والوں کا ثواب بھی ملتا ہے اوران کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی لہٰذا اس خیال سے خوشی حاصل ہونا بالکل درست ہے کیونکہ نفع کے آثار کا ظہور لذت بخشتا ہے اورخوشی کا سبب بنتا ہے۔

(۴)......اسی طرح کبھی بندہ اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل نے اسے ایسے عمل کی توفیق دی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کررہے ہیں اوراس کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ بعض گنہگار مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت گزارلوگوں کو دیکھ کران کا مذاق اڑاتے اورانہیں ایذا دیتے ہیں، اس صورت میں **اِخلاص کی علامت** یہ ہے کہ جس طرح اسے اپنی تعریف پرخوشی حاصل ہوتی ہے اسی طرح دوسروں کی تعریف بھی اس کے لئے باعثِ مسرت ہو۔

قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام ومرتبہ پرخوش ہواور یہ خواہش کرے:''وہ اس کی تعریف وتعظیم کریں، اس کی حاجتیں پوری کریں، آمد ورفت میں اسے اپنے آگے کریں حالانکہ یہ ایک ناپسندیدہ خیال ہے۔

گذشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ عمل چھپانے کا مقصد اخلاص حاصل کرنا اور ریا سے نجات پانا ہے جبکہ عبادت ظاہر کرنے کا فائدہ یہ ہو کہ لوگ اس کی پیروی کریں اوران میں نیکی کی رغبت پیدا ہومگراس میں ریا کاری کی آفت ہے۔

اللّٰہ عزوجل نے ان دونوں قسموں کے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ تُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ (پ۳، البقرۃ:۲۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگرخیرات علانیہ دوتو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اوراگر چھپا کرفقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے۔

مگر **اللّٰہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں عمل چھپانے کی تعریف فرمائی ہے کیونکہ اس میں ان عظیم آفات سے تحفظ پایا جاتا ہے جن سے بہت کم لوگ بچ پاتے ہیں اسی طرح بعض اوقات ایسے اعمال کے اظہار کی بھی تعریف کی جاتی ہے جن کو چھپانا دشوار ہوتا ہے جیسے جہاد، حج، جمعہ اور جماعت وغیرہ ایسے اُمور کی ادائیگی میں جلدی اور رغبت ظاہر کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس میں ریا کا شائبہ نہ ہو۔

الغرض جب عمل ان تمام چیزوں سے پاک ہواوراسے ظاہر کرنے میں کسی کی ایذا رسانی بھی نہ ہوتو اب اگراس اظہار میں لوگوں کواس عمل پر ابھارنے کی نیت ہوتا کہ وہ اس کی اقتدا اور پیروی کریں بشرطیکہ اس کا شماران علماً یا نیک لوگوں میں ہوتا ہو کہ جن کی پیروی کرنے میں تمام لوگ جلدی کرتے ہیں، لہٰذا ایسی صورت میں عمل کوظاہر کرنا افضل ہے کیونکہ اس کی ایک وجہ تو یہ

ہے کہ یہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام اوران کے (علومِ نبوت کے) وارثین کا مقام ہے جوکہ کامل ترین اوصاف سے خاص ہیں، اوراس کی دوسری وجہ یہ ہے کیونکہ اس کا نفع متعدی ہوتا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے:

{66}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے نہ صرف اس (اچھے کام) کا اجر ملے گا بلکہ قیامت تک اس پرعمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا''

(سنن ابن ماجه ، ابواب السنة ،باب من سن سنة ......الخ،الحديث:۲۰۳،ص ۲۴۸۹،بدون "يوم القيامة")

اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو عمل چھپانا افضل ہے۔اس تفصیل کو ان لوگوں کے قول پر محمول کیا جائے گا جنہوں نے عمل چھپانے کو مطلقاً افضل بیان کیا ہے، البتہ عمل کے بیجا اظہار کا مرتبہ علما ٔ اور عبادت گزاروں کے قدم پھسلانے والا ہے کیونکہ یہ حضرات اظہار میں قوی لوگوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل اخلاص میں پختہ نہیں ہوتے لہٰذا ریاکاری کی وجہ سے ان کے اَجر برباد ہو جاتے ہیں اور یہ بات ہر ایک نہیں سمجھ پاتا۔

اس میں **حق کی علامت** یہ ہے کہ جو شخص بذاتِ خود کوئی عمل بجالائے یہ جانتے ہوئے کہ اگر اس کے ہم عصر لوگوں میں سے کوئی دوسرا شخص ایسا کرتا تو بھی اسے کوئی فرق نہ پڑتا **تو وہ مخلص ہے** اور اگر اپنے نفس کو ایسا نہیں سمجھتا **تو ریاکار ہے** کیونکہ اگر اسے مخلوق کی جانب توجہ کا خیال نہ ہوتا تو وہ خود کو غیر سے بے نیاز سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو ترجیح نہ دیتا لہٰذا بندے کو چاہئے کہ نفس کے دھوکے سے ڈرے کیونکہ یہ بہت بڑا دھوکے باز ہے اور شیطان تو پہلے ہی گھات لگائے بیٹھا ہے، چونکہ دل پر حُبِّ جاہ غالب ہوتی ہے لہٰذا ظاہری اعمال آفات وخطرات سے بہت کم سلامت رہتے ہیں جبکہ سلامتی تو اعمال کو پوشیدہ رکھنے میں ہی ہے، **عمل سے فارغ ہونے کے بعد** اس کے بارے میں گفتگو کرنا بھی عمل کا اظہار ہی ہے بلکہ یہ اس اعتبار سے زیادہ خطرناک ہے کہ بعض اوقات بندہ زبان سے زیادتی اور مبالغہ کر بیٹھتا ہے حالانکہ نفس کو تو دعوی کے اظہار ہی سے لذت حاصل ہوتی ہے، اور اس میں اس اعتبار سے خطرہ کم ہے کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد ریا سے پچھلا خالص عمل برباد نہیں ہوتا۔

یاد رکھئے! بعض لوگ ریا کے خوف سے عمل چھوڑ دیتے ہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں کیونکہ **اعمال** دو طرح کے ہوتے ہیں یا **تو ان کا تعلق صرف عامل کی ذات** سے ہوتا ہے کسی غیر سے نہیں ہوتا، بلکہ ان کی اپنی ذات میں بھی کوئی لذت نہیں ہوتی جیسے روزہ، نماز اور حج وغیرہ، اب اگر **ایسے عمل کی ابتداء کا باعث** صرف لوگوں کو دکھانا ہو تو یہ خالص گناہ ہے لہٰذا اسے چھوڑنا واجب ہے اور اسی کیفیت اور حالت پر رہتے ہوئے اس کے لئے کوئی رخصت نہیں اور اگر **عمل کا باعث تو اللہ**

عزوجل کی قربت کی نیت ہو مگر عمل شروع کرتے وقت ریا عارض آ گئی اور بندہ اس عارض کو دفع کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا، یا اسی طرح اگر یہ نیت عمل کے دوران عارض ہو تو وہ اپنے نفس کو عمل پورا کرنے تک زبردستی اخلاص پر مائل کرے کیونکہ شیطان پہلے تمہیں عمل چھوڑنے کا کہتا ہے جب تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور عزمِ مصمّم کے ساتھ عمل شروع کر دیتے ہو تو وہ تمہیں ریاکاری کی دعوت دیتا ہے جب تم اس سے منہ پھیرتے ہو اور عمل سے فارغ ہونے تک اس سے جہاد کرتے ہو تو وہ تمہیں ندامت دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ریاکار ہو اور جب تک تم آئندہ ایسا عمل چھوڑ نہ دو **اللہ** عزوجل تمہیں اس عمل سے کوئی نفع نہ دے گا اس طرح وہ تم سے اپنی غرض پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا شیطان سے ہوشیار رہو کیونکہ اس سے بڑا مکار کوئی نہیں، اور اپنے دل میں **اللہ** عزوجل سے حیاء کو لازم کر لو کہ جب وہ کسی دینی سبب سے تم میں عمل کا جذبہ پیدا فرمائے تو اسے ہرگز نہ چھوڑو بلکہ اپنے نفس کو اس عمل میں اخلاص پر مائل کرو اور اپنے اور اپنے باپ حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن شیطان کی چالوں سے دھوکا نہ کھاؤ۔

یا پھر **اعمال کا تعلق مخلوق سے** ہوتا ہے (نہ کہ عامل کی ذات سے) ان کی آفات اور خطرات زیادہ ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا خطرہ خلافت میں ہے، پھر قضا میں، پھر وعظ و نصیحت اور تدریس و افتاء میں اور پھر مال خرچ کرنے میں، لہٰذا جسے نہ دنیا اپنی طرف مائل کر سکے نہ اس پر لالچ غالب آ سکے اور نہ ہی **اللہ** عزوجل کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اسے روک سکے اور وہ دنیا اور دنیا والوں سب سے منہ پھیر لے اور پھر جب حرکت کرے تو حق کے لئے اور سکون اختیار کرے تو بھی حق کے لئے، تو یہی وہ شخص ہے جو دنیوی اور اخروی ولایت کا مستحق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو اس کے لئے یہ دونوں ولایتیں سخت نقصان دہ ہیں، لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ ان سے باز رہے اور دھوکا نہ کھائے، کیونکہ اس کا نفس اسے ان معاملات میں عدل، حقوق پورے کرنے، ریا کے شائبوں اور لالچ سے محفوظ رہنے کا خیال دلاتا ہے حالانکہ نفس بہت بڑا جھوٹا ہے لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ اس سے بچتا رہے کیونکہ نفس کے نزدیک جاہ و حشمت سے زیادہ لذیذ شئے کوئی نہیں حالانکہ بعض اوقات جاہ و حشمت کی محبت ہی اسے ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

اسی لئے جب حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے نمازِ فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع فرما دیا، تو اس نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ۔''

لہٰذا انسان کو وعظ و نصیحت اور علم کے بارے میں وارد فضائل سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کیونکہ ان کے خطرات سب سے زیادہ ہیں، ہم کسی کو یہ اعمال چھوڑنے کا نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فی نفسہٖ کوئی آفت نہیں بلکہ آفت تو وعظ و نصیحت، درس و افتاء

اور روایتِ حدیث میں ریا کاری میں مبتلا ہونے میں ہے، لہٰذا جب تک آدمی کے پیشِ نظر کوئی دینی منفعت ہو تو اسے ان اعمال کو ترک نہیں کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں ریا کاری کی ملاوٹ بھی ہوجائے بلکہ ہم تو اسے ان اعمال کے بجالانے کے ساتھ ساتھ نفس سے جہاد کرنے، اخلاص اپنانے اور ریا کے خطرات بلکہ اس کے شائبہ تک سے بھی بچنے کا کہہ رہے ہیں۔

اُمور تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) **ولایات:** سب سے بڑی آفت اسی میں ہے۔ لہٰذا کمزور لوگوں کو اسے سرے سے چھوڑ ہی دینا چاہئے،

(۲) **نماز اور دیگر بدنی عبادات:** انہیں نہ تو کوئی کمزور چھوڑ سکتا ہے نہ ہی طاقتور مگر وہ ان میں پیدا ہونے والے ریا کے شائبے کو دور کرنے کے لئے کوشش کر سکتے ہیں،

(۳) **ضرورت سے زائد علوم کے حصول کی کوشش:** یہ ان دونوں کا درمیانی مرتبہ ہے مگر یہ ولایات کے زیادہ مشابہ ہے اور آفات سے زیادہ قریب ہے، لہٰذا کمزور لوگوں کے حق میں اس سے بچنا ہی زیادہ مناسب ہے،

باقی رہ گیا چوتھا مرتبہ یعنی **مال جمع کرنا اور اسے خرچ کرنا:** تو بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر اور نوافل میں مشغول ہونے سے **افضل قرار دیا ہے**۔ جبکہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے برعکس فرمایا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس میں بھی بڑی آفات ہیں مثلاً تعریف کی تمنا، دلوں کو اپنی جانب مائل کرنا اور خود کو سخاوت کے ساتھ ممتاز کرنا وغیرہ، لہٰذا جو ان آفات سے چھٹکارا پالے تو اس کے لئے مال جمع کرنا اور اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا افضل ہے، کیونکہ یہ بچھڑوں کو ملانے، مستحقین کی ضرورت پوری کرنے اور ان کی مدد سے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قرب پانے کا ذریعہ ہے اور جو ان آفات سے خلاصی نہ پاسکے اسے عبادات کو لازم پکڑنا اور ان سے حاصل ہونے والے آداب و کمالات کے لئے کشادگی سے فارغ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے، علم کے معاملہ میں **عالم کے اخلاص کی علامت** یہ ہے کہ اگر اس سے اچھا کوئی واعظ یا اس سے زیادہ علم والا کوئی شخص ظاہر ہوجائے اور لوگ اسے زیادہ پسند کرنے لگیں تو وہ اس سے خوش ہو اور حسد نہ کرے، البتہ اس پر رشک کرنے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ رشک سے مراد یہ ہے کہ وہ عالم اپنے لئے اس جیسے علم کی تمنا کرے، اور **ایک علامت یہ بھی ہے** کہ اگر اس کی مجلس میں اکابر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ آجائیں تو اس کا کلام متغیر نہ ہو بلکہ وہ ساری مخلوق کو ایک ہی نظر سے دیکھے اور اس بات کو پسند نہ کرے کہ راستوں میں لوگ اس کے پیچھے چلیں۔

تنبیہ 6:

مذکورہ بالا آیات، احادیثِ مبارکہ اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام سے آپ پر ظاہر ہو چکا ہے کہ ریا کاری اعمال کو برباد کرنے والی اور **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور لعنت و دوری کا سبب ہے، نیز یہ مہلک کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور یہ وہ اوصاف ہیں جن کے ازالہ کے لئے توفیق دیئے گئے ہر شخص کو مجاہدے کے ذریعے کوشش کرنی چاہئے اور اس معاملہ میں خوب مشقت اٹھانی چاہئے کیونکہ اس سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اغراض اور مخلوق کے خیال سے پاک خالص قلبِ سلیم عطا ہوا اور جو ہر وقت رب العالمین عزوجل کی تجلیات کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہو، حالانکہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جبکہ مخلوق کی غالب اکثریت ان آفات میں مبتلا ہے کیونکہ بچے کو ضعیف العقل، مخلوق کی طرف نظر رکھنے والا اور کثیر الطمع بنا کر پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا جب وہ لوگوں کو دوسروں کے لئے بناوٹی عمل کرتے دیکھتا ہے تو اس پر بھی بناوٹی عمل کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور پھر یہی بات اس کے ذہن میں پختہ ہو جاتی ہے، پھر جب اس کی عقل کامل ہوتی ہے اور اسے حق کی پیروی کی توفیق ملتی ہے تو وہ اسے مہلک مرض سمجھنے لگتا ہے اور ایسی دوا کا محتاج ہوتا ہے جو اس مرض کو زائل کر دے اور تعریف کی لذت، جاہ کی تمنا اور لوگوں کے اموال پر نظر رکھنے جیسے فاسد خیالات کو ختم کر کے اس کی جڑیں کاٹ دے۔

ریا کا علاج

ریا کاری کا علاج دو قسم کی دواؤں سے ہو سکتا ہے: (۱) علمی دوا اور (۲) عملی دوا

علمی دوا:

وہ نافع دوا یہ ہے کہ وہ **ریا کاری سے منہ پھیر لے** کیونکہ یہ نقصان دہ اور دل کی اصلاح کھو دینے والی، دنیا میں توفیق اور آخرت میں بلند درجات سے محروم کر دینے والی اور سخت عذاب، شدید ناراضگی اور ظاہری رسوائی کا باعث بننے والی ہے کہ جب ریا کار کو لوگوں کے سامنے بلا کر کہا جائے گا: ''**اے فاجر!** اے دھوکے باز! اے ریا کار! **کیا تجھے حیا نہ آئی** جب تُو نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت کے بدلے دنیا کا ساز و سامان خریدا؟ تُو نے بندوں کے دلوں پر نظر رکھی، **اللہ** عزوجل کی اَمرِ رحمت اور اس کی اطاعت کا مذاق اڑایا، **اللہ** عزوجل سے بغض رکھا اور اس کے بندوں سے محبت کی، لوگوں کے لئے ایسی چیزوں سے آراستہ ہوا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک بری تھیں اور **اللہ** عزوجل سے دوری اختیار کر کے لوگوں کی قربت پائی۔''

اگر **ریا کی برائی فقط یہ ہوتی** کہ اس کی وجہ سے کوئی ایک عبادت ہی برباد ہوتی تب بھی اس کا نقصان کافی تھا کیونکہ

قیامت کے دن انسان نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کرنے کے لئے ایک ایک عبادت کامحتاج ہوگا ورنہ جہنم میں جا پڑے گا۔ جو **اللہ** عزوجل کوناراض کرکےمخلوق کی رضا چاہتا ہے، **اللہ** عزوجل اس پر خود بھی ناراض ہوتا ہےاورلوگوں کو بھی اس پر ناراض کر دیتا ہے کیونکہ لوگوں کو راضی رکھنا ایک ایسی چیز ہے جو حاصل نہیں ہوسکتی، ہوسکتا ہے وہ کسی ایک قوم کوراضی کرے تو دوسری قوم ناراض ہوجائے، پھرلوگوں کی طرف سے مدح سے کوئی نفع نہ ہونے کے باوجود **اللہ** عزوجل کی طرف سے مذمت اورغضب کے مقابلے میں لوگوں کی طرف سے تعریف کوترجیح دینے میں اس کی کون سی غرض پوشیدہ ہے؟ نہ تو اسے اس تعریف سے نفع حاصل ہوسکتا ہےاورنہ ہی وہ اس سے کوئی نقصان دور کرسکتی ہے کیونکہ نفع دینے اورنقصان سے بچانے والا **اللہ** عزوجل ہی ہے، اسی کا حق ہے کہ صرف اسی کا قصد کیا جائے کیونکہ وہی دلوں کومنع اور عطا کے ساتھ مسخر کرنے والا ہےاوراس کے سوا کوئی رازق، معطی، نافع اورضارّ نہیں۔ **حقیقت یہی ہے** کہ مخلوق سے طمع رکھنے والا انسان ذلت ورسوائی یا احسان جتلائے جانے کے بوجھ واہانت سے محفوظ نہیں رہ سکتا لہٰذا وہ جھوٹی اورفاسد اُمید کے بدلے میں **اللہ** عزوجل کے اِنعامات کیسے چھوڑ دیتا ہے؟ ایسا شخص کبھی تواپنا مقصد پالیتا ہےاورکبھی ناکام رہتا ہے، جیسے اگرلوگ اس کے دل کی ریا پر مطلع ہوجائیں تو اسے دھتکار دیں، اس پر ناراض ہوں اور اس کی مذمت کرتے ہوئے اسے محروم کردیں۔ لہٰذا جوان باتوں کوبصیرت کی نگاہ سے دیکھے گا لوگوں میں اس کی رغبت ختم ہو جائے گی اوروہ سچائی کوقبول کرلے گا۔

عملی دوا:

وہ دوا یہ ہے کہ **بندہ عبادت کواس طرح چھپانے کی عادت ڈالے جیسے اپنے گناہ چھپانے کی عادت ڈالتا ہے** یہاں تک کہ اس کا دل **اللہ** عزوجل کے علم اوراس کی بصیرت پرقناعت کرنے لگےاوراس کانفس غیر **اللہ** کے اس عمل کو جان لینے کے سلسلہ میں اس سے نزاع نہ کرے اوراسی طرح عمل کو چھپانے میں تکلف سے کام لے اگرچہ ابتداءً اس پر یہ کام گراں گزرے گامگرجوایک مدت تک اس پر بتکلف صبرکرے اس سے اس کی گرانی دور ہوجائے گی اور **اللہ** عزوجل اپنے فضل سے اس معاملہ میں اس کی مدد فرمائے گا اور یہی مدد اس کی نجات کا سبب بن جائے گی کیونکہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ (پ۱۳، الرعد:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔

اس سلسلہ میں جب بندے کی جانب سے مجاہدہ اور **رب کریم** عزوجل کے در پر دائمی حاضری ہوگی تو **اللہ** عزوجل کی جانب سے

ہدایت کی دولت نصیب ہوگی اور وہ اس کے لئے اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت عطا فرما دے گا کیونکہ **اللہ** عزوجل نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَاِنۡ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفۡہَا وَیُؤۡتِ مِنۡ لَّدُنۡہُ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۝ (پ۵،النسآء:۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

اخلاص کی اہمیت اور فضائل

جب ہم نے **اللہ** عزوجل کے فضل، اس کی تائید، مدد و اعانت اور توفیق سے اس بدترین کبیرہ گناہ اور اس کے ان متعلقات کے بارے میں گفتگو مکمل کر لی جن کی مخلوق کو حاجت پیش آتی ہے اور کتاب کے موضوع کے اعتبار سے اس پر تفصیلی کلام کر لیا اگرچہ ریاکاری اور اس کے توابع کے بیان میں خصوصاً "اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن" میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بنسبت ہمارا کلام نہایت ہی مختصر ہے اب ہم اپنے کلام کا اختتام اخلاص کی مدح، مخلصین کے ثواب اور ان کے لئے **اللہ** عزوجل کی تیار کردہ نعمتوں پر دلالت کرنے والی چند آیات اور احادیث مبارکہ سے کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ مخلوق کے لئے اخلاص کو اپنانے اور ریاکاری سے دوری اختیار کرنے کا سبب بن سکے کیونکہ اشیاء کی کامل معرفت ان کی اضداد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ۝ (پ۳۰،البینۃ۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

اور فرماتا ہے

اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ (پ:۳،ال عمران:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

{67}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے تو جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی کے لئے ہے اور جس کی ہجرت دنیا پانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''**

(صحیح البخاری ، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال......الخ،الحدیث:۵۴،ص۷)

{68}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کرتے ہوئے جب ایک بیابان علاقے میں پہنچے گا تو اس گروہ کے اگلے پچھلے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ان کے اگلوں، پچھلوں کو زمین میں کیسے دھنسایا جائے گا حالانکہ ان کے ساتھ ان کے مویشی اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے؟'' دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے اولین وآخرین کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں پر اُٹھایا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، الحدیث: ۲۱۱۸، ص ۱۶۵)

{69}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ اقدس میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بہادری جتلانے، حمیت اور ریا کاری کے لئے جہاد کرتے ہیں کہ ان میں سے کون راہِ خدا عزوجل کا مجاہد ہے؟'' تو خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کے دین کی سربلندی کے لئے لڑے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔'' ایک نسخہ میں ہے: ''وہی راہ خدا عزوجل کا مجاہد ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ......الخ، الحدیث: ۴۹۲۰، ص ۱۰۱۸)

{70}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے جبکہ منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور چونکہ ہر ایک اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے لہٰذا مؤمن جب کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا دل روشن ہوجاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص ۱۸۵)

{71}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔''

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۳۵۵۴، ج۲، ص ۱۹)

{72}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل آخرت کی نیت پر دنیا عطا فرما دیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر آخرت عطا فرمانے سے انکار کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الزاي، باب الزھد، الحدیث: ۶۰۵۳، ج۳، ص ۷۵)

{73}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف النون باب النیۃ، الحدیث: ۷۲۴۵، ج۳، ص ۱۶۹)

{74}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اچھی نیت عرش سے چمٹ جاتی ہے پس جب کوئی بندہ اپنی نیت کو سچا کر دیتا (یعنی اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا) ہے تو عرش ہلنے لگ جاتا ہے، پھر اس بندے کو بخش

دیا جاتا ہے۔'' (تاریخ بغداد، القاسم بن الحن، الحدیث:۶۹۲۶، ج۱۲، ص۴۴۴)

{75}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تعجب کی بات ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کی (ہلاکت کی) خاطر بیت اللہ شریف کا قصد کریں گے جس (یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیت اللہ شریف میں پناہ لے رکھی ہوگی لیکن جب وہ لوگ ایک بیابان میں پہنچیں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔'' ہم (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! راستے میں کبھی کچھ اور لوگ بھی تو قافلے کے ساتھ مل جاتے ہیں (تو کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہوجائیں گے؟)'' شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ان میں بیکس ومجبور بھی ہوں گے اور مسافر بھی، وہ سب یکبارگی ہلاک ہوجائیں گے اور پھر (قیامت کے دن) مختلف جگہوں سے ظاہر ہوں گے، **اللہ** عزوجل انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اُٹھائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش......الخ، الحدیث:۷۲۴۴، ص۱۱۷۷)

{76}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب اس قوم میں شامل تمام افراد کو گھیر لیتا ہے پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا انزل اللہ......الخ، الحدیث:۷۱۰۸، ص۵۹۳، "نیاتھم" بدلہ" اعمالھم")

{77}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے دین میں مخلص ہوجاؤ، تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوگا۔'' (المستدرک، کتاب الرقاق، الحدیث ۷۹۱۴، ج۵، ص۴۳۵)

{78}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے لئے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جاتا ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الطھارت، باب النیة، الحدیث:۱۳۰، ج۱، ص۷۳)

{79}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام **اللہ** عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الطھار ت، باب النیة، الحدیث:۱۳۰، ج۱، ص۷۳)

{80}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل وہی عمل قبول فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اور اس کی رضا کے لئے کیا جاتا ہے۔'' (سنن النسائی، کتاب الجھاد، الحدیث:۳۱۴۲، ص۲۲۹۰)

{81}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرو، پانچ وقت کی نماز قائم کرو، خوشدلی سے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اپنے رب عزوجل کے گھر کا حج کرو تو یقیناً اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الاخلاص، الحدیث: ۵۲۵۶، ج۳، ص۱۲)

{82}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اخلاص کے ساتھ ایک ہستی یعنی **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے عمل کرو وہ تمام لوگوں کے مقابلے میں تمہیں کافی ہوگا۔'' (الکامل فی الضعفاء الرجال، ج۸، ص۳۰۷)

{83}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعمال ایک برتن کی مانند ہوتے ہیں یعنی جب برتن کا پیندہ اچھا ہوگا تو اس کا بالائی حصہ بھی اچھا ہوگا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الزھد، باب التوقی علی العمل، الحدیث: ۴۱۹۹، ص۲۷۳۲)

{84}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعمال اپنے انجام کے اعتبار سے برتن کی مانند ہوتے ہیں یعنی جب اس کا بالائی حصہ پاکیزہ ہوگا تو نچلا حصہ بھی پاک ہوگا اور اگر بالائی حصہ گندا ہوگا تو نچلا حصہ بھی گندا ہوگا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الاخلاص من الاکمال، الحدیث: ۵۲۸۳، ج۳، ص۱۳)

{85}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا سے جو کچھ بچ رہا وہ آزمائش اور فتنہ ہے اور تم میں سے کسی کے اعمال برتن کی مانند ہوتے ہیں جب اس کا بالائی حصہ اچھا ہوتا ہے تو نچلا حصہ بھی صاف ہوتا ہے اور جب اس کا بالائی حصہ گندا ہوتا ہے تو نچلا حصہ بھی گندا ہوتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، الحدیث: ۱۶۸۵۳، ج۶، ص۸)

{86}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل وہی عمل پسند فرماتا ہے جو اخلاص کے ساتھ اس کی رضا چاہنے کے لئے کیا جاتا ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب من غزا یلتمس......الخ، الحدیث: ۳۱۴۲، ص۲۲۹۰)

{87}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال پر نظر نہیں فرماتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم ظلم المسلم......الخ، الحدیث: ۶۵۴۳، ص۱۱۲۷)

{88}...... دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز

پڑھے تو اسے اچھی طرح ادا کرے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے تو پھر بھی اچھی طرح ادا کرے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''یہی حقیقتاً میرا بندہ ہے۔'' (سنن ابن ماجة ، ابواب الزهد، باب التوقی علی العمل ،الحديث: ٤٢٠٠،ص ٢٧٣٢)

{89}...... دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''بندہ جب اعلانیہ طور پر نماز پڑھے تو اسے اچھی طرح ادا کرے اور جب پوشیدہ طور پر پڑھے پھر بھی اچھی طرح ادا کرے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میرے بندے نے اچھا کیا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاخلاص من الاکمال، الحديث: ٥٢٧٩،ج٣،ص ١٣)

{90}...... حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کامل نیکی یہ ہے کہ تم اعلانیہ طور پر کئے جانے والے عمل کو پوشیدہ طور پر کرو، آدمی کا ایسی جگہ نفل نماز پڑھنا جہاں اسے لوگ نہ دیکھتے ہوں لوگوں کے سامنے پچیس 25 **نمازیں** پڑھنے کے برابر ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاخلاص ، الحديث:٥٢٦٣،٥٢٦٢،ج٣،ص ١٢)

{91}...... خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''مخلص لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کیونکہ وہی ہدایت کے ایسے چراغ ہیں جن سے ہر تاریک فتنہ چھٹ جاتا ہے۔'' (الجامع الصغير،الحديث: ٥٢٨٩،ج ٢،ص ٣٢٦)

{92}...... سیِّدُ الْمُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے نے پوشیدہ سجدوں سے افضل کسی شئے سے **اللہ** عزوجل کا قرب حاصل نہیں کیا۔'' (الجامع الصغير،حرف الميم،الحديث:٧٨٧٧،ج ٢،ص ٤٨١)

{93}...... شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کام لوگوں کے سامنے کرنے کو ناپسند کرتے ہو وہ تنہائی میں بھی نہ کیا کرو۔'' (الجامع الصغير،حرف الميم،الحديث:٧٩٧٣،ج ٢،ص ٤٨٧)

{94}...... مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو چالیس دن **اللہ** عزوجل کے لئے مخلص ہو جائے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔''

(حلية الاولياء ،الحديث : ٦٨٧٩،ج٥،ص ٢١٥ ،بدون "من قلبه")

{95}...... تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو یہ چاہے کہ اس کے اور اس کے دل کے درمیان کوئی شئے حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الاحسان فی الطاعات ،الحديث: ٥٢٦٩،ج٣،ص ١٣)

{96}...... مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''پوشیدہ عمل اعلانیہ عمل سے افضل ہے اور اعلانیہ عمل اس کے لئے ہے جو اقتدا کا ارادہ رکھتا ہے۔''

(فردوس الاخبار(الديلمی)باب السين ، ذکر الفصول من ادوات......الخ،الحديث: ٣٣٨٩،ج ١،ص ٤٥٣)

{97}......جبکہ ایک روایت میں ہے: ''جو اِقتدا کا ارادہ رکھتا ہے (یعنی یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں) تو اس کے لئے اعلانیہ عمل افضل ہے۔'' (فردوس الاخبار، باب السین، ذکر الفصول من ادوات......الخ، الحدیث: ۳۳۸۹، ج ۱، ص ۴۵۳،''بتقدمٍ و تاخرٍ'')

{98}......مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو ہونا ہے ہو کر رہے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۲۳۰، ج ۴، ص ۵۷)

{99}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے اور **اللہ** عزوجل کے مابین معاملے کو خوش اسلوبی سے نبھائے گا تو **اللہ** عزوجل اس کے اور لوگوں کے مابین معاملے میں اسے کفایت فرمائے گا اور جو اپنے باطن کی اصلاح کرے گا تو **اللہ** عزوجل اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۷۳، ج ۳، ص ۱۳)

{100}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی کام بندہ چھپ کر کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کے مطابق اس بندے پر ایک چادر ڈال دیتا ہے اگر وہ کام اچھا ہو تو وہ چادر بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر برا ہو تو چادر بھی بری ہوتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۹۶، ج ۶، ص ۳۶)

{101}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو چھپ کر کوئی کام کرے خواہ وہ اچھا ہو یا برا، تو **اللہ** عزوجل اس پر اس کے مطابق ایک چادر ڈال دیتا ہے جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۵، ج ۳، ص ۱۴)

{102}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جو اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ **اللہ** عزوجل اس کی پسندیدہ باتوں سے اس کے کانوں کو نہ بھر دے، اگر کوئی بندہ ستر مکانات (یعنی ایک مکان کے اندر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ 70) کے اندر **اللہ** عزوجل سے ڈرے جبکہ ہر مکان کا دروازہ لوہے کا ہو تو **اللہ** عزوجل اسے اس کے عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا چرچا کرنے لگتے ہیں اور زیادتی سے کام لیتے ہیں۔'' (یعنی اس کی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ ''وہ (کسی کے عمل میں) زیادتی کیسے کر سکتے ہیں؟'' تو شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً متقی اگر اپنے پوشیدہ عمل میں اضافہ کرنے کی استطاعت رکھتا تو ضرور کرتا۔ اور یہی حال فاجر شخص کا ہے، لوگ اس کے فسق وفجور کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ فاجر شخص اپنی سرکشی میں اضافہ کی استطاعت

رکھتا تو ضرور اس میں اضافہ کر لیتا۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۶، ج۳، ص ۱۴)

{103}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں (حضرت سیدنا) محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! جب بھی کوئی شخص پوشیدہ طور پر کوئی عمل کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے اعلان کی چادر پہنا دیتا ہے پھر اگر اس کا باطن اچھا ہو تو چادر بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر باطن برا ہو تو چادر بھی بری ہوتی ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۸۷، ج۳، ص ۱۴)

کسی امام سے پوچھا گیا: ''مخلص کون ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔''

ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: ''اخلاص کی اِنتہاء کیا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔''

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا کارڈ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوت اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

کبیرہ نمبر3: ناحق غصہ کرنا، دل میں کینہ رکھنا اور حسد کرنا

یہ تینوں چونکہ ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں یعنی ان کا ایک دوسرے سے تعلق ہے کیونکہ حسد کینے کا نتیجہ ہے اور کینہ غصے کا نتیجہ ہے، لہٰذا یہ ایک ہی بدخصلت کی طرح ہوئے، اس لئے میں نے انہیں ایک ہی عنوان کے تحت جمع کر دیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی مذمت دوسرے کی مذمت کو لازم ہے، کیونکہ فرع کی مذمت درحقیقت اصل کی مذمت ہے اور اصل کی مذمت فرع کی مذمت ہے۔ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ (پ۲۶، الفتح:۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ (ضد) تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

اس آیت مبارکہ میں **اللہ** عزوجل نے ناحق غصہ کے سبب صادر ہونے والی نخوت ومروّت ظاہر کرنے پر کفار کی مذمت فرمائی اور مسلمانوں کو نخوت ومروّت سے بچانے والے اطمینان اور سکینہ نازل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان کی مدح فرمائی ہے کہ انہوں نے پرہیزگاری کو لازم پکڑ لیا ہے، اس لئے وہ اس کے اہل اور مستحق ٹھہرے ہیں۔

ایک دوسری جگہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۵، النسآء:۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

{1}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور چونکہ شیطان آگ کی پیدائش ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۴۶۸۵، ج۶، ص۲۵۳)

{2}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ سے اجتناب کرو۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی، الحدیث: ۲۳۵۲۸، ج۹، ص۲۳)

{3}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھ لے اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۶، ص۴۵۱، "احدکم" بدلہ "رجل")

{4 }......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے خاموشی اختیار کر لینی چاہئے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبدالله بن العباس......الخ،الحدیث:۲۱۳۶،ج ۱، ص ۵۱۵)

{5 }...... نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تمہیں غصہ آئے تو بیٹھ جایا کرو۔''

(جامع الاحادیث،الحدیث:۱۲۰۸،ج ۱،ص ۲۴۱)

{6 }......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر اس سے اس کا غصہ دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب مایقال عند الغضب ، الحدیث:۴۷۸۲،ص ۱۵۷۵)

{7 }......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہوئے غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھے ہوئے آئے تو لیٹ جائے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ، باب الغضب، الحدیث:۷۷۲۲،ج۳،ص ۲۱۰)

{8 }......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''جب تمہیں غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ اگر پھر بھی رفع نہ ہو تو لیٹ جاؤ وہ جلد رفع ہو جائے گا۔'' (جامع الاحادیث،الحدیث:۲۴۰۰،ج ۱،ص ۳۵۰)

{9 }......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سب سے زیادہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو پالے اور سب سے زیادہ بردبار وہ ہے جو طاقت کے باوجود معاف کر دے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۶۹۴،ج۳،ص ۲۰۷)

{10 }......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ کی پیدائش ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب ، باب مایقال عند الغضب ، الحدیث:۴۷۸۴،ص ۱۵۷۵)

{11 }......تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جہنم میں ایک ایسا دروازہ ہے جس سے وہی شخص داخل ہوگا جس کا غصہ **اللہ** عزوجل کی نافرمانی پر ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۶۹۶،ج۳، ص ۲۰۸)

{12 }......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہارے سب سے بہادر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تم میں سب سے بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر زیادہ قابو پانے والا ہے۔''

(مکارم الاخلاق للطبرانی،باب فضل من یملک نفسه عند الغضب، الحدیث:۳۷،ص ۲۵)

{13}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سختی براشگون ہے اور نرمی برکت ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۷۶۹۸، ج۳، ص۲۰۸)

{14}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''عنقریب میں تمہیں لوگوں کے معاملات اور ان کی عادتوں کے بارے میں بتاؤں گا، ایک شخص کو غصہ جلدی آتا ہے اور جلد ہی رفع ہو جاتا ہے یہ شخص نہ تو کسی کو نقصان پہنچاتا ہے نہ ہی کسی سے نقصان اٹھاتا ہے اور ایک شخص کو دیر سے غصہ آتا ہے مگر جلد رفع ہو جاتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے نقصان دہ نہیں، ایک شخص اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے تو غیر کا حق ادا بھی کر دیتا ہے، اس کا یہ عمل نہ اسے نقصان دیتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور ایک شخص اپنا حق تو طلب کرتا ہے لیکن غیر کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ اس کے لئے مضر ہے مفید نہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۷۶۹۹، ج۳، ص۲۰۸)

{15}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''مکمل طور پر کسی کو پچھاڑ دینا یہ ہے کہ ایک شخص کو غصہ آئے اور پھر وہ بڑھتا ہی جائے یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ ہو جائے اور بال کھڑے ہو جائیں لیکن پھر اس کا غصہ ہی اس شخص کو پچھاڑ دے (یعنی وہ اپنی اس حالت پر قابو پالے)۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال......الخ، الحدیث:۲۳۱۷۶، ج۹، ص۴۵)

{16}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بہادری پتھر اٹھانے میں ہے حالانکہ بہادری تو یہ ہے کہ تم میں سے کوئی غصہ سے بھر جائے اور پھر اپنے غصہ پر قابو پالے۔''

(کتاب الزھد لابن المبارک، باب اصلاح ذات البین، الحدیث:۷۴۰، ص۲۵۶)

{17}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کو پچھاڑ دینے والا بہادر نہیں ہوتا بلکہ بہادر تو وہ ہوتا ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحدیث:۶۱۱۴، ص۵۱۶)

{18}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں پر غالب آجانے والا بہادر نہیں بلکہ بہادر تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔''

(کشف الخفاء، باب حرف اللام، الحدیث:۲۱۳۸، ج۲، ص۱۵۲) بدون ''عند الغضب''

{19}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلوان وہ نہیں جو کسی پر غالب آجائے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، الحدیث:۷۷۱۱، ج۳، ص۲۰۹)

{20}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم جانتے ہو کہ بہادر کون ہے؟ بے شک کامل بہادر تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے، کیا تم جانتے ہو کہ بانجھ کون ہے؟ بانجھ تو وہ ہے جس کی اولاد تو ہو مگر وہ ان میں سے کسی کو آخرت کے لئے ذخیرہ نہ کرے، کیا تم جانتے ہو کہ فقیر کون ہے؟ فقیر تو وہ ہے جس کے پاس مال تو ہو مگر وہ اس میں سے آگے کچھ نہ بھیجے۔'' (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، التحریض علی صدقۃ التطوع، الحدیث: ۳۳۴۱، ج۳، ص ۲۱۰)

{21}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم کا ایک دروازہ ہے جس سے وہی لوگ داخل ہوں گے جن کا غصہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی پر ہی ختم ہوتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۷۷۰۳، ج۳، ص ۲۰۸)

{22}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے غصہ کو دور کر لے تو **اللہ** عزوجل اس سے اپنا عذاب دور فرما لیتا ہے اور جو اپنی زبان کی حفاظت کرے تو **اللہ** عزوجل اس کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۳۲۰، ج۱، ص ۳۶۲)

{23}......مروی ہے، ایک صحابئ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں نصیحت چاہتے ہوئے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے وصیت فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' پھر عرض کی: ''مجھے وصیت فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، الحدیث: ۶۱۱۶، ص ۵۱۶، مفہوماً)

{24}......ایک روایت میں ہے: ''غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ فساد ڈالتا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۷۷۰۶، ج۳، ص ۲۰۸)

{25}......ایک اور روایت میں ہے: میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کسی چھوٹے سے عمل کا حکم دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' میں نے اس عرض کو دہرایا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۴۹۱، ج۵، ص ۳۲۷، بتغیرٍ قلیلٍ)

{26}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ عالیشان میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی بات ارشاد فرمائیے اور اس میں کمی فرمائیے گا شاید میں اس میں غور وفکر کرسکوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' میں نے دافِعِ رنج ومَلال،

صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں مزید دو مرتبہ یہی کلمات دُہرائے مگر رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر دفعہ یہی ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' (مسند ابی یعلی موصلی، الحدیث: ۵۶۵۹، ج۵، ص ۱۳۲)

{27}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ نہ کرو تو تمہارے لئے جنت ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳۵۳، ج ۲، ص ۲۰)

{28}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے معاویہ بن حیدہ! غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۰۹، ج۳، ص ۲۰۹)

{29}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے معاویہ! غصہ سے دور رہو کیونکہ یہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (ایضاً، الحدیث: ۷۷۱۰، ج۳، ص ۲۰۹)

{30}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''غصہ جہنم کی آگ کی ایک میخ ہے جسے **اللہ** عزوجل تم میں سے کسی کے دل پر رکھ دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ غصہ میں آنکھیں کیسے سرخ ہو جاتی ہیں، اس کی تیوری کیسے چڑھ جاتی ہے اور رگیں کیسے پھول جاتی ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۱۴، ج۳، ص ۲۰۹)

{31}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بغض رکھنے والوں سے بچو کیونکہ بغض دین کو مونڈ ڈالتا (یعنی تباہ کر دیتا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۴۸۶، ج۳، ص ۲۸)

{32}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو اپنے غصہ میں مجھے یاد رکھے گا میں اسے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ اسے ہلاک نہ کروں گا۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب القاف، الحدیث: ۴۴۷۶، ج ۲، ص ۱۳۷)

{33}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تُو مجھے اپنے غصہ کے وقت یاد رکھ، میں تجھے اپنے جلال کے وقت یاد کروں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تجھے ہلاک نہ کروں گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۱۶، ج۳، ص ۲۰۹)

{34}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی غصہ کے وقت **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم** پڑھ لے تو اس کا غصہ رفع ہو جائے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۲۲، ج۵، ص ۱۹۰، بدون "اذاغضب والرجیم")

{35}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو انتہائی غصہ کی حالت میں دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ غُصیلا شخص اسے پڑھ لے تو وہ اس کا غصہ ختم کر دے گا اور وہ کلمہ یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث:۲۲۱۴۷، ج۸، ص۵۳)

{36}......(شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاؤں مبارک کی کسی انگلی میں پھُنسی نکل آئی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) لے کر اس پھنسی پر ڈالی اور یہ دعا مانگی جس سے وہ ٹھیک ہوگئی): ''اَللّٰھُمَّ مُطۡفِیُٔ الۡکَبِیۡرِ وَمُکَبِّرُ الصَّغِیۡرِ اَطۡفِھَا عَنِّیۡ یعنی اے اللہ عزوجل! اے بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کر دینے والے! میری اس پھُنسی کو ختم کر دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الحدیث:۲۳۲۰۲، ج۹، ص۵۱)

{37}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''یہ دعا مانگا کرو: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغۡفِرۡلِیۡ ذَنۡبِیۡ وَاَذۡھِبۡ غَیۡظَ قَلۡبِیۡ وَاَجِرۡنِیۡ مِنۡ مُّضِلَّاتِ الۡفِتَنِ'' یعنی اے نبی کریم محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب عزوجل! میرے گناہ معاف فرما دے اور میرے دل کے غصے کو دور فرما دے اور مجھے گمراہ کر دینے والے فتنوں سے محفوظ رکھ۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث اُمِّ سلمہ، الحدیث:۲۶۶۳۸، ج۱۰، ص۱۹۳)

{38}......حضرت سیدنا سلیمان بن داوٗد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! غصہ کی کثرت سے بچتے رہو کیونکہ غصہ کی کثرت بُردبار شخص کے دل کو راہِ حق سے ہٹا دیتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، یحییٰ بن ابی کثیر، الحدیث:۳۲۵۹، ج۳، ص۸۲)

حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے فرمانِ عالیشان:

وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا (پ۳، اٰل عمران:۳۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''سَیِّدًا'' سے مراد وہ شخص ہے جس پر غصہ غالب نہ آتا ہو۔

{39}......حضرت سیدنا یحیٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' تو حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: ''اے میرے بھائی! میں اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ غصہ نہ کروں، میں بھی تو انسان ہی ہوں۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''پھر مال ضائع نہ کیا کرو۔'' تو حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ہاں یہ ہوسکتا ہے۔''

{40}......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''اے ابنِ آدم! جب تُو غصہ کرتا ہے تو اچھلتا ہے قریب ہے کہ کہیں تو ایسی چھلانگ نہ لگا بیٹھے جو تجھے جہنم میں پہنچا دے۔''

حضرت ذوالقرنین ایک فرشتے سے ملے تو اس سے فرمایا: ''مجھے کوئی ایسی بات بتاؤ جس سے میرے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو۔'' تو فرشتے نے کہا: ''غصہ نہ کیا کرو کیونکہ شیطان غصہ کے وقت انسان پر سب سے زیادہ غالب ہوتا ہے، لہٰذا غصے کے بدلے عفو و درگزر سے کام لیا کرو اور وقار کے ساتھ غصہ ٹھنڈا کیا کرو اور جلد بازی سے بچتے رہو کیونکہ جب آپ جلد بازی سے کام لیں گے تو اپنا حصہ گنوا بیٹھیں گے، اَقربا اور دیگر لوگوں کے لئے نرمی و آسانی مہیا کرنے والے بن جاؤ، عناد رکھنے والے اور ظالم نہ بنو۔''

حضرت سیدنا وہب بن منبِّہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں عبادت میں مصروف رہتا تھا شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ناکام رہا، پھر اس نے راہب کو عبادت گاہ کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا مگر پھر بھی راہب خاموش رہا، تو شیطان نے اس سے کہا: ''اگر میں چلا گیا تو تجھے بہت افسوس ہوگا۔'' راہب پھر بھی خاموش رہا، یہاں تک کہ شیطان نے کہا: ''میں مسیح (علیہ السلام) ہوں۔'' تو راہب نے اسے جواب دیا: ''اگر آپ مسیح ہیں تو میں کیا کروں؟ کیا آپ نے ہی ہمیں عبادت میں کوشش کرنے کا حکم نہیں دیا؟ اور کیا آپ نے ہم سے قیامت کا وعدہ نہیں کیا؟ آج اگر آپ ہمارے پاس کوئی اور چیز لے کر آئے ہیں تو ہم آپ کی بات ہرگز نہ مانیں گے۔'' تو بالآخر شیطان نے خود ہی بتا دیا: ''میں شیطان ہوں اور تجھے گمراہ کرنے آیا تھا مگر نہ کر سکا۔'' اس کے بعد شیطان نے راہب سے کہا: ''تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کر سکتے ہو۔'' تو راہب نے جواب دیا: ''میں تجھ سے کچھ نہیں پوچھنا چاہتا۔'' جب شیطان منہ پھیر کر جانے لگا تو راہب نے اس سے کہا: ''کیا تو سن رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں! کیوں نہیں۔'' تو راہب نے اس سے پوچھا: ''مجھے بنی آدم کی ان عادتوں کے بارے میں بتا جو ان کے خلاف تیری مددگار ہیں۔'' شیطان بولا: ''وہ غصہ ہے، آدمی جب غصہ میں ہوتا ہے تو میں اسے اس طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔''

حضرت سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''**غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔**''

ایک انصاری کا قول ہے: ''غصہ حماقت کی اصل ہے اور ناراضگی اس کی راہنما ہے اور جو جہالت پر راضی ہوتا ہے وہ بردباری سے محروم رہتا ہے حالانکہ بردباری زینت اور نفع کا سبب ہے جبکہ جہالت عیب اور نقصان کا سبب ہے، نیز احمق کی بات کے جواب میں خاموش رہنا سعادت ہے۔

حضرت سیدنا مجاہد علیہ رحمۃ اللہ الواحد فرماتے ہیں کہ ابلیس کہتا ہے:''انسانوں نے کبھی مجھے عاجز نہیں کیا، بلکہ تین چیزوں میں تو وہ مجھے ہرگز عاجز نہیں کر سکتے: (۱) جب ان میں سے کوئی نشے میں ہوتا ہے تو میں اس کے نتھنوں سے پکڑ کر اسے جہاں چاہتا ہوں لے جاتا ہوں، پھر وہ میری خاطر ہر وہ کام کرتا ہے جسے میں پسند کرتا ہوں (۲) جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو ایسی بات کہہ جاتا ہے جسے نہیں جانتا اور ایسا عمل کرتا ہے جس پر بعد میں نادم ہوتا ہے اور (۳) جب آدمی اپنے مال میں بخل کرتا ہے تو میں اسے ایسی اُمیدیں دلاتا ہوں جن پر وہ قدرت نہیں پاتا۔''

(شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۶۰۱، ج۵، ص۱۳)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''آدمی کی بردباری اس کے غصہ کے وقت اور اس کی امانت داری اس کے لالچ کے وقت دیکھو، کیونکہ جب وہ غصہ میں نہ ہو تو تمہیں اس کے حلم کا کیا پتہ چلے گا؟ اور جب اسے کسی چیز کا لالچ ہی نہ ہو تو تمہیں اس کی امانت داری کیسے معلوم ہوگی؟''

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عامل کو مکتوب بھیجا:''غصہ کے وقت کسی کو سزا نہ دو بلکہ اسے قید کر لو اور جب تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس کے جرم کے مطابق سزا دو اور اسے پندرہ سے زیادہ کوڑے نہ مارو۔''

ایک مرتبہ ایک قریشی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سخت بدکلامی کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر تک سر جھکائے رہے پھر ارشاد فرمایا:''کیا تو چاہتا ہے کہ شیطان، بادشاہی کی عزت کا خیال دلا کر مجھ پر قابو پا لے اور میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کر بیٹھوں جس کی وجہ سے کل قیامت میں تو مجھ سے بدلہ لے سکے؟''

منقول ہے:''لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہی ہے جسے سب سے کم غصہ آتا ہے پھر اگر وہ ایسا دنیا کے لئے کرتا ہے تو یہ اس کا مکر وحیلہ ہے اور اگر آخرت کے لئے کرتا ہے تو یہ علم وحکمت ہے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:''جو خواہشات، لالچ اور غصہ سے بچ گیا وہ فلاح پا گیا۔''

منقول ہے:''جو اپنی خواہشات اور غصہ کی اطاعت کرے گا تو یہ دونوں اسے جہنم کی طرف لے جائیں گی۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کی علامتیں یہ ہیں:''دین میں مضبوط ہونا، نرم مزاجی پر ثابت قدم رہنا، موت پر یقین رکھنا، بردباری کی حالت میں علم سیکھنا، نرمی وشفقت میں بھرپور ہونا، راہِ خدا عزوجل میں عطا کرنا، بے نیازی کا قصد کرنا، فاقہ میں صبر کرنا، قدرت کی صورت میں احسان کرنا، تنگدستی میں صبر کرنا، اس پر نہ تو غصہ غالب آتا ہے، نہ ہی حمیت طاری ہوتی

ہے، نہ اس پرخواہش غلبہ پاتی ہے، نہ اس کا پیٹ اسے رُسوا کرتا ہے، نہ ہی اس کا لالچ اسے ذلیل کرتا ہے، وہ مظلوم کی مدد کرتا اور کمزور پر رحم کھاتا ہے، اپنے مال میں بخل کرتا ہے نہ اسے فضول اُڑاتا ہے اور نہ ہی اپنی اولاد پر خرچ میں تنگی کرتا ہے، جب اس پر ظلم ہوتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جاہل سے درگزر کرتا ہے، اس کا نفس خود تو اس سے تکلیف پاتا ہے جبکہ لوگ اس سے خوشی پاتے ہیں۔''

حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**کفر** کے چار اسباب (یہ بھی) ہیں: غصہ، خواہش، وعدہ خلافی، طمع۔'' اس قول کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کو غصہ نے اسلام سے مرتد ہونے پر ابھارا تو وہ کافر ہو کر مرا۔ لہٰذا غصہ کی برائی اور اس کے نتائج پر خوب غور کرنا چاہئے۔

ایک نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اُمتیوں سے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو مجھے غصہ نہ کرنے کی ضمانت دے گا وہ میرا خلیفہ ہوگا اور جنت میں میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔'' تو ایک نوجوان نے عرض کی: ''میں ضمانت دیتا ہوں۔'' تو اس نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بات دہرائی تو اس نوجوان نے دوبارہ عرض کی: ''میں ضمانت دیتا ہوں۔'' پھر اس نے اپنا وعدہ نبھایا، جب اس کا انتقال ہوا تو وہ اس نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا خلیفہ بن کر ان کے درجے میں پہنچ گیا، یہ نوجوان حضرت سیدنا ذوالکفل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، انہیں **ذوالکفل** اس لئے کہا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے بارے میں یہ ضمانت دی تھی کہ میں کبھی غصہ نہ کروں گا اور پھر اپنے اس قول کو نبھایا بھی تھا اور ایک قول یہ ہے کہ انہیں ذوالکفل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رات میں عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھنے کی ضمانت دی تھی اور اسے نبھایا تھا۔

کینہ

{41}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) تجلّی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۵، ج۳، ص۳۸۳)

{42}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو **اللہ** عزوجل اپنی مخلوق پر تجلّی فرماتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے جبکہ کینہ پرور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے حتی کہ وہ کینہ ترک کر دیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۳۲، ج۳، ص۳۸۲)

{43}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر ہفتہ کے دوران پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، پھر بغض وکینہ رکھنے والے دو بھائیوں کے علاوہ ہر مؤمن کو بخش دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے ان دونوں کو لمبے عرصے تک چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اُس بغض سے واپس پلٹ آئیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۷، ص۱۱۲۷)

{44}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر پیر اور جمعرات کو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں، تو **اللہ** عزوجل آپس میں بغض رکھنے اور قطع رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۴۰۹، ج۱، ص۱۶۷)

{45}......خاتَمُ المُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان دو دِنوں میں ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو مشرک نہ ہو مگر ایک دوسرے سے بغض رکھنے والے دو مسلمان بھائیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں صلح کر لینے تک رہنے دو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ھجرۃ الرجل اخاہ، الحدیث:۴۹۱۶، ص۱۵۸۳)

{46}......سیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعرات اور جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو مشرک کے علاوہ ہر شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر دو شخصوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں آپس میں صلح کر لینے تک مؤخر کر دو۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث:۶۹۷۵، ج۳، ص۱۲)

{47}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''ہر پیر اور جمعرات کے دن **اللّٰــہ** عزوجل کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو **اللّٰــہ** عزوجل مشرک کے علاوہ ہر بندے کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر جو شخص اپنے بھائی سے بغض رکھتا ہے اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث:۷۳۶۳، ج۳، ص۷۳)

{48}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن **اللّٰــہ** عزوجل کی بارگاہ میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو **اللّٰــہ** عزوجل آپس میں بغض رکھنے اور قطع رحمی کرنے والوں کے علاوہ سب کے گناہ بخش دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۴۰۹، ج۱، ص۱۶۷، بدون" الذنوب")

{49}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر پیر اور جمعرات کے دن بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو رحم کے طلبگاروں پر رحم کیا جاتا ہے اور مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیا جاتا ہے مگر کینہ پروروں کو ان کے کینے کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۹۷۷۶، ج۱۰، ص۱۱)

{50}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ عزوجل ان دو دِنوں میں مشرک کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے جبکہ آپس میں کینہ رکھنے والے دو شخصوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہیں صلح کرنے تک چھوڑ دو۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة ، باب النهی عن الشحناء، الحدیث:۶۵۴۴،ص ۱۱۲۷)

{51}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل (یعنی اس کی رحمت اوراس کا امر) شعبان کی پندرھویں رات آسمانِ دنیا پر جلوہ فگن ہوتا ہے پس والدین کے نافرمان اور کینہ پرور شخص کے علاوہ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحدیث:۳۸۲۹،ج۳،ص ۳۸۱)

{52}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب آسمانِ دنیا پر اپنی شایانِ شان تجلی فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ ہر مؤمن کی مغفرت فرمادیتا ہے۔''

(المرجع السابق ،الحدیث:۳۸۲۷)

{53}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہمارا رب عزوجل پندرہ شعبان کی رات آسمانِ دنیا پر (اپنی شایانِ شان) نزول فرماتا ہے تو مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ تمام اہلِ زمین کی مغفرت فرما دیتا ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الشحناء، الحدیث:۱۲۹۵۷،ج۸،ص ۱۲۵)

{54}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو مشرک اور بغض وکینہ رکھنے والے کے علاوہ تمام مخلوق کی مغفرت فرمادیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۲۱۵،ج ۲۰،ص ۱۰۹)

{55}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب اپنی مخلوق پر زُمرِ رحمت فرماتا ہے تو کینہ پرور اور قاتل کے علاوہ اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبدالله بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۶۵۳،ج ۲،ص ۵۸۹)

حسد

{56}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، نماز مؤمن

کا نور ہے اور روزے ڈھال ہیں۔'' یعنی جہنم کے مقابلے میں ڈھال اور اس سے نجات کا ذریعہ ہیں۔

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الحسد، الحديث:۴۲۱۰، ص۲۷۳۳)

{57}...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد (یعنی رشک) صرف دو افراد سے جائز ہے: (۱) وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے اَحکامات کی پیروی کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا (۲) اور وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور **اللہ** عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحديث:۷۴۳۶، ج۳، ص۱۸۵)

{58}...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا (یعنی ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رَس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحديث:۷۴۳۷، ج۳، ص۱۸۶)

{59}...... سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم حسد کرو تو زیادتی نہ کرو، جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو اور جب تمہیں (کسی کام کے بارے میں) بدشگونی پیدا ہو تو اُسے کر گزرو اور **اللہ** عزوجل پر بھروسہ کرو۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالرحمن بن سعد، ج۵، ص۵۰۹)

{60}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسد، الحديث:۴۹۰۳، ص۱۵۸۳)

{61}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں پچھلی اُمتوں کی بیماری ضرور پھیلے گی اور وہ بغض وحسد ہے جو کہ اُسترے کی طرح ہے لیکن یہ اُسترا (یعنی بغض وحسد) دین کو کاٹتا ہے نہ کہ بالوں کو، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ ہو جاؤ اور اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ چیز یہ ہے کہ) تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الزبیر بن العوام، الحديث:۱۴۱۲، ج۱، ص۳۴۸)

{62}...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خیانت اور حسد نیکیوں

کواس طرح کھا جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''

(کنزالعمال،ابواب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث: ۷۴۴۱،ج۳،ص ۱۸۶)

{63}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حسد کرنے والے، چغلی کھانے والے اور کاہن کے پاس جانے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الغیبة والنمیمة،الحدیث:۱۳۱۲۶،ج۸،ص ۷۳)

{64}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر آدمی حسد کرتا ہے مگر حاسد کو اُس کا حسد اُسی وقت نقصان دیتا ہے جب وہ زبان سے بولے یا ہاتھ سے عمل کرے۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۵۷۷۱،ج۶،ص ۴۳۲)

{65}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''ہر آدمی حسد کرتا ہے اور حسد کرنے والے بعض لوگ دوسروں سے افضل ہوتے ہیں اور حاسد کو اس کا حسد اس وقت تک نقصان نہیں دیتا جب تک کہ وہ زبان سے نہ بولے یا ہاتھ سے اس پر عمل نہ کرے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۷۴۴۴،ج۳،ص ۱۸۶)

{66}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگ جب تک آپس میں حسد نہ کریں گے ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۸۱۵۷،ج۸،ص ۳۰۹)

{67}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''ابلیس (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے:''انسانوں سے ظلم اور حسد کے اعمال کراؤ کیونکہ یہ دونوں عمل **اللہ** عزوجل کے نزدیک شرک کے مساوی ہیں۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۷۲۶۹،ج۳،ص ۶۰)

{68}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ظلم اور قطع رحمی کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے مرتکب کو **اللہ** عزوجل آخرت میں سزا دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا دینے میں جلدی کرتا ہو۔''

(جامع الترمذی ، ابواب صفة القیامة، باب فی عظم الوعید......الخ، الحدیث: ۲۵۱۱،ص ۱۹۰۴)

{69}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ظلم کرنے سے ڈرو کیونکہ ظلم کی سزا سے زیادہ خطرناک کسی اور گناہ کی سزا نہیں۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۷،ص ۳۱۵،اخطر بدلہ''اخضر'')

{70}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو ان میں سے ظالم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔'' (کشف الخفاء، الحدیث:۲۰۹۳،ج۲،ص ۱۴۰)

{71}......محبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو کہ کہیں **اللہ** عزوجل اسے اس سے عافیت دے دے (اور تمہیں مبتلا فرما دے)۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۷۳۹،ج۳،ص۱۸)

{72}......اور ایک روایت میں یوں ہے:''کہیں **اللہ** عزوجل اس پر رحم فرما کر تمہیں اس مصیبت میں مبتلا نہ فرما دے۔''

(جامع الترمذی ، ابواب صفة القیامة، باب لاتظهر الشماتة......الخ، الحدیث:۲۵۰۶،ص۱۹۰۳)

{73}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سب سے بُرا ٹھکانا اس شخص کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کرلی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الفتن ، باب اذا التقی المسلمان......الخ،الحدیث:۳۹۶۶،ص۲۷۱۵،ملخصاً)

{74}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جس نے دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت کو بیچ ڈالا۔''

(تاریخ کبیر للامام بخاری،باب العین ، الحدیث:۱۹۲۷۹۹۸ ج۵،ص۳۸۸)

{75}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بدتر مقام اس بندے کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کرڈالی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الفتن ، باب اذا التقی المسلمان......الخ،الحدیث:۳۹۶۶،ص۲۷۱۵)

{76}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدتر ٹھکانا اس شخص کا ہوگا جس نے غیر کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ ڈالی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۵۹،ج۸،ص۱۲۳)

{77}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''نفسانی خواہشات سے بچتے رہو کیونکہ یہ آدمی کو اندھا، بہرہ کردیتی ہیں۔''(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۷۸۲۸،ج۳،ص۲۱۹)

{78}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کے نزدیک آسمان کے نیچے پیروی کی جانے والی نفسانی خواہشات سے بڑھ کر پوجا جانے والا کوئی جھوٹا خدا نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۵۰۲،ج۸،ص۱۰۳)

{79}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حسد، اس کے اسباب اور نتائج سے بچنے کے متعلق

ارشاد فرمایا: ''آپس میں بُغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو اور نہ ہی آپس کی رشتہ داری توڑو، اے **اللہ** عزوجل کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدائی (یعنی ناراضگی) اختیار کرے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب البر والصلہ، باب تحریم التحاسد......الخ،الحدیث:۶۵۲۶،ص ۱۱۲۶ ،بدون''لاتنابزوا'')

{80}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر خدمت تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی شخص داخل ہوگا۔'' تو ایک انصاری شخص داخل ہوا جس کی داڑھی وضو کی وجہ سے تر تھی اور اس نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں لٹکا رکھے تھے، اس نے حاضرِ بارگاہ ہو کر سلام عرض کیا۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہی بات ارشاد فرمائی کہ ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی مرد داخل ہوگا۔'' تو بعینہ وہی شخص پہلے کی طرح حاضرِ بارگاہِ اقدس ہوا، پھر جب تیسرا دن آیا تو حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی بات ارشاد فرمائی تو حسبِ معمول وہی شخص داخل ہوا، پھر جب دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے پیچھے چل دیئے اور اس سے کہا: ''میں نے اپنے والد صاحب سے جھگڑ کر قسم اٹھائی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا لہٰذا اگر میں تین راتیں گزرنے تک آپ کے پاس پناہ لینا چاہوں تو کیا آپ ایسا کرسکتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔''

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے وہ تین راتیں اس کے ساتھ گزاریں لیکن رات کے وقت اسے کوئی عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا، ہاں! مگر جب وہ بیدار ہوتا یا کروٹ بدلتا تو **اللہ** عزوجل کا ذکر کرتا اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہتا اور جب تک نماز کے لئے اقامت نہ ہوجاتی بستر سے نہ اٹھتا اور میں نے اسے اچھی بات کے علاوہ کچھ کہتے ہوئے نہ سنا، پھر جب تین دن گزر گئے تو میں اس کے عمل کو معمولی جاننے لگا اور اس سے کہا: ''اے **اللہ** عزوجل کے بندے! میرے اور میرے والدِ محترم کے درمیان کوئی ناراضگی نہیں تھی مگر چونکہ میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تمہارے بارے میں تین مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا: ''ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا تو تینوں مرتبہ تم ہی آئے تو میں نے سوچا کہ تمہارے پاس رہ کر دیکھوں کہ تمہارا عمل کیا ہے تاکہ میں بھی تمہاری پیروی کرسکوں مگر میں نے تو تمہیں کوئی بڑا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر تمہیں اس مقام تک کس عمل نے پہنچایا جس کے بارے میں

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی ہے؟'' تو اس نے کہا: ''میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا۔'' پھر جب میں واپس آنے لگا تو اس نے مجھے بلا کر کہا: ''میرا عمل تو وہی ہے جسے تم نے دیکھ لیا مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان سے بددیانتی نہیں پاتا اور نہ ہی **اللہ** عزوجل کی عطا کردہ بھلائی پر کسی سے حسد کرتا ہوں۔'' تو حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''بس یہی وہ اعمال ہیں جنہوں نے تجھے اس مقام تک پہنچا دیا۔''

(شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث:۶۶۰۵، ج۵، ص۲۶۴، ۲۶۵، بتغیرٍ)

{81}......بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس نامعلوم شخص کا نام ''سعد'' بتایا ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کے آخر میں یہ اضافہ ہے: حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا مگر میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کینہ یا اس جیسی بات ہو۔'' تو حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''یہی وہ عمل ہے جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مقام دِلایا اور ہم اس عمل پر استقامت پانے کی طاقت نہیں رکھتے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:۱۲۶۹۷، ج۴، ص۳۳۲)

{82}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابھی اس دروازے سے ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے ظاہر ہوگا۔'' تو حضرت سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے سے اندر داخل ہوئے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حدیث مبارکہ بیان کی، اس میں یوں ہے: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کرلیا کہ میں اس شخص کے ساتھ رات گزاروں گا تاکہ اس کا عمل دیکھ سکوں، پھر انہوں نے حضرت سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اپنے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''انہوں نے مجھے ایک عباء یعنی بچھونا دیا جس پر میں ان سے قریب ہوکر لیٹ گیا اور اپنی آنکھوں کی جھریوں سے انہیں دیکھنے لگا، وہ جب بھی کروٹ بدلتے، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے، یہاں تک کہ جب سحری کا وقت ہوا تو وہ اٹھے اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہوئے اور 12 درمیانی سورتوں کے ساتھ 12 رکعتیں ادا کیں کہ نہ تو وہ لمبی تھیں اور نہ ہی چھوٹی، اور ہر دو رکعتوں میں تَشَہُّد سے فارغ ہونے کے بعد یہ تین دعائیں مانگیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(یعنی اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔)

(۲) اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا مَآ اَھَمَّنَا مِنْ اَمْرِ اٰخِرَتِنَا وَدُنْیَانَا۔

(یعنی اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں کو پورا فرما۔)

(۳)اَللّٰھُمَّ اِنَّانَسْاَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ۔

(یعنی اے پروردگارعزوجل! ہم تجھ سے ہرقسم کی بھلائیوں کا سوال کرتے ہیں اور ہرقسم کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔)

ان کے اس مستقل عمل کو ذکر کرنے کے بعد روایت کے آخر میں یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا:''جب میں سونے کے لئے اپنے بستر پر آتا ہوں تو میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کینہ نہیں ہوتا۔''

(شعب الایمان ، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث:۶۶۰۷،ج۵،ص۲۶۶)

{83}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تنگدستی کفر کے قریب پہنچادیتی ہے اور حسد تقدیر پر غلبہ پانے کے قریب کر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال ، کتاب الزکاۃ ، قسم الاقوال، باب فی فضل الفقر......الخ،الحدیث:۱۶۶۷۸،ج۶،ص۲۱۰)

{84}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عنقریب میری اُمت کو پچھلی اُمتوں کی بیماری لاحق ہوگی۔''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''پچھلی اُمتوں کی بیماری کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''تکبر کرنا، اِترانا، کثرت سے مال جمع کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا نیز آپس میں بغض وحسد رکھنا یہاں تک کہ وہ ظلم میں تبدیل ہوجائے اور پھر فتنہ وفساد بن جائے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۹۰۱۶،ج۶،ص۳۴۸،بدون"تباغضوا وتحاسدوا")

{85}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہوجائے گی تو یہ لوگ آپس میں حسد کرنے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے نعمتیں چھپا کر مدد چاہو کیونکہ ہر ذی نعمت سے حسد کیا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۸۳،ج۲۰،ص۹۴)

{86}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اللہ عزوجل کی نعمتوں کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔'' عرض کی گئی:''وہ کون ہیں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''وہ جو لوگوں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے اُن کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔''

(شعب الایمان ، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، الحدیث تحت الباب،ج۵،ص۲۶۳)

{87}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''چھ قسم کے لوگ حساب سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہوجائیں گے۔''عرض کی گئی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون

لوگ ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) اُمراء ظلم کی وجہ سے (۲) عرب عصبیت (یعنی طرف داری) کی وجہ سے (۳) رؤسا اور سردار تکبر کی وجہ سے (۴) تجارت کرنے والے خیانت کی وجہ سے (۵) دیہاتی لوگ جہالت کی وجہ سے اور (۶) علماء حسد کی وجہ سے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ،قسم الاقوال ،الحدیث:۴۴۰۲۴، ۴۴۰۲۳، ج۱۶، ص۳۷، بتغیرٍ قلیلٍ)

{88}...... **منقول** ہے کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرش کے سائے میں ایک شخص کو دیکھا، انہیں اس کے مرتبہ پر بڑا رشک آیا اور کہا: ''بے شک یہ شخص اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں معزز ہے۔'' پھر آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اللہ** عزوجل سے سوال کیا کہ وہ آپ کو اس شخص کا نام بتائے تو **اللہ** عزوجل نے آپ کو اس کا نام نہ بتایا بلکہ فرمایا: ''میں تمہیں اس کے تین عمل بتاتا ہوں: (۱) یہ ان نعمتوں پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا تھا جو میں نے اپنے فضل سے اُنہیں عطا فرمائی تھیں (۲) نہ اپنے والدین کی نافرمانی کرتا اور (۳) نہ ہی چغل خوری کرتا تھا۔''

(مکارم اخلاق،باب ماجاء فی صلۃ الرحم،الحدیث:۲۵۷،ص۱۸۳)

{89}......حضرت سیدنا زکریا علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''حاسد میری نعمت کا دشمن، میرے فیصلے پر ناخوش اور میری تقسیم پر ناراض رہتا ہے جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان فرمائی ہے۔''

(تفسیر ابن ابی حاتم ،باب ۲، ج۴، ص۲۰۳)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حسد وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی گئی، ابلیس ملعون نے حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کے معاملے میں اُن سے حسد کیا، پس اسی حسد نے ابلیس کو نافرمانی پر ابھارا۔'' (الدرالمنثورفی التفسیر المأثور، سورۃ البقرۃ...... تحت الآیۃ ۳۴، ج۱، ص۱۲۵)

ایک دینی پیشواء نے کسی بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ یہی وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کی گئی۔ پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (پ۱، البقرۃ:۳۴) ترجمہ کنزالایمان: اور (یادکرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

اور پھر فرمایا: ''خواہش سے بچتے رہو کیونکہ اسی کے سبب حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے الگ کر دیئے گئے، **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی جنت میں ٹھہرایا جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے اس میں آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کھانے کی اجازت تھی سوائے ایک درخت سے کہ اس سے **اللہ** عزوجل نے آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو منع فرمایا تھا پس خواہش کے سبب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کھالیا تو **اللہ** عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے زمین پر بھیج دیا، پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا (پ ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اُترو۔

پھر فرمایا: ''حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد ہی نے حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (پ ۶، المآئدۃ: ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کردوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ قتل کا سبب یہ بھی تھا کہ قاتل کی بہن مقتول کی زوجہ تھی اور وہ قاتل کی زوجہ سے زیادہ خوبصورت تھی کیونکہ حضرت سیدتنا حواء رضی اللہ تعالٰی عنہا کو حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیس حمل ہوئے تھے اور ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی یعنی دو بچے ہوتے تھے، حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کر دیا کرتے تھے، تو جب قابیل نے دیکھا کہ اس کے بھائی ہابیل کی بیوی میری بیوی سے زیادہ خوبصورت ہے تو اس سے حسد کرنے لگا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔

اس دینی پیشواء کی بادشاہ کو کی جانے والی نصیحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ''جب حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر ہو تو خاموش رہا کرو، جب تقدیر کا تذکرہ ہو تب بھی خاموش رہو، اسی طرح جب ستاروں کا تذکرہ ہو تو بھی خاموش رہو۔''

ایک حاسد کا عبرت ناک انجام:

ایک نیک شخص کسی بادشاہ کے پاس نصیحت کرنے کے لئے بیٹھا کرتا تھا اور وہ اس سے کہا کرتا: ''اچھے لوگوں کے ساتھ ان کی اچھائی کی وجہ سے اچھا سلوک کرو کیونکہ برے لوگوں کے لئے ان کی برائی ہی کافی ہے۔'' ایک جاہل کو اس نیک شخص کی (بادشاہ سے) اس قربت پر حسد ہوا تو اس نے اس کے قتل کی سازش تیار کی اور بادشاہ سے کہا: ''یہ شخص آپ کو بدبودار سمجھتا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ اس کے قریب جائیں گے تو وہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ آپ کی بدبو سے بچ سکے۔'' بادشاہ نے اس سے کہا: ''تم جاؤ میں خود اسے دیکھ لوں گا۔'' یہ سازشی وہاں سے نکلا اور اس نیک شخص کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر لہسن کھلا دیا، وہ نیک آدمی وہاں سے نکل کر بادشاہ کے پاس آیا اور حسبِ عادت بادشاہ سے کہا: ''اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ برے کو

عنقریب اس کی برائی ہی کافی ہو گی۔'' تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ قریب آیا تو اس نے اس خوف سے اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا کہیں بادشاہ لہسن کی بو نہ سونگھ لے، تو بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ فلاں آدمی سچ کہتا تھا۔ اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ کسی کے لئے اپنے ہاتھ سے صرف انعام دینے کا ہی فرمان لکھا کرتا تھا، لیکن اب کی بار اس نے اپنے ایک گورنر کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ ''جب میرا خط لانے والا یہ شخص تمہارے پاس آئے تو اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال میں بھوسہ بھر کر میرے پاس بھیج دینا۔'' اس نیک شخص نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلا تو وہی سازشی شخص اسے ملا، اس نے پوچھا: ''یہ خط کیسا ہے؟'' نیک شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ نے مجھے انعام لکھ کر دیا ہے۔'' سازشی شخص نے کہا: ''یہ مجھے ہبہ کر دو۔'' تو اس نیک شخص نے کہا: ''تم لے لو۔'' پھر جب وہ شخص خط لے کر عامل کے پاس پہنچا تو اس عامل نے اس سے کہا: ''تمہارے خط میں لکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر دوں اور تمہاری کھال میں بھوسہ بھر کر بادشاہ کو بھیج دوں۔'' اس نے کہا: ''یہ خط میرے لئے نہیں ہے میرے معاملہ میں **اللہ** عزوجل سے ڈرو تا کہ میں بادشاہ سے رابطہ کر سکوں۔'' تو عامل نے کہا: ''بادشاہ کا خط آنے کے بعد اس سے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔'' لہٰذا عامل نے اسے ذبح کر کے اور اس کی کھال بھوسے سے بھر کر بادشاہ کو بھیج دی، پھر وہی نیک شخص حسبِ عادت بادشاہ کے پاس آیا اور اپنی بات دہرائی: ''اچھوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' تو بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا: ''تم نے خط کا کیا کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''مجھے فلاں شخص ملا تھا، اس نے مجھ سے وہ خط مانگا تو میں نے اسے دے دیا۔'' تو بادشاہ نے کہا: ''اس نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم کہتے ہو کہ میرے جسم سے بُو آتی ہے۔'' تو اس نیک شخص نے جواب دیا کہ ''میں نے تو ایسا نہیں کہا۔'' پھر بادشاہ نے پوچھا: ''تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھا تھا؟'' اس نے بتایا: ''اسی شخص نے مجھے لہسن کھلا دیا تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ آپ اس کی بو سونگھیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''تم سچے ہو اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ، برے آدمی کی برائی اسے کفایت کر گئی۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے حسد کی برائی میں غور کرو اور گذشتہ صفحات میں بیان کردہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی حقیقت جانو: ''اپنے بھائی کی پریشانی پر خوشی کا اظہار مت کرو کہیں **اللہ** عزوجل اسے اس سے نجات دے کر تمہیں اس میں مبتلا نہ فرما دے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة ،باب لاتظهر الشماتة......الخ الحديث: ۲۵۰۶،ص ۱۹۰۳ ،فيهافيه بدله"فيرحمه الله

حسد کے متعلق بزرگانِ دین علیہم الرحمۃ کے فرامین:

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے کسی سے کسی دنیوی شے کی وجہ سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو میں دنیا کی وجہ سے اس سے حسد کیسے کروں حالانکہ وہ تو جنت کے مقابلہ میں بہت حقیر ہے، اور اگر وہ جہنمی ہے تو میں

دنیوی شے کی وجہ سے اس سے حسد کیسے کروں جبکہ وہ چیز خود جہنم میں جانے والی ہو۔''

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو بندہ کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے اس کی خوشی اور حسد میں کمی آجاتی ہے۔''

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو میری کسی نعمت سے حسد کرتا ہے میں اس کے سوا ہر شخص کو راضی کرسکتا ہوں کیونکہ حاسد اسی وقت راضی ہوگا جب وہ نعمت مجھ سے زائل ہو جائے گی۔''

ایک اعرابی کا قول ہے: ''میں نے حاسد جیسا مظلوم کوئی ظالم نہیں دیکھا کہ تمہاری نعمت اس کو بری لگتی ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اے ابن آدم! اپنے بھائی سے حسد نہ کر کیونکہ اگر **اللہ** عزوجل نے اس کی تکریم کے لئے وہ نعمت اسے عطا فرمائی ہے تو جسے **اللہ** عزوجل عزت دے اس سے حسد نہ کرو اور اگر کسی اور وجہ سے عطا فرمائی ہے تو اس سے حسد کیوں کرتے ہو جس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ''**حاسد** شخص مجلس میں ذلت اور مذمت پاتا ہے، ملائکہ سے لعنت اور بغض پاتا ہے، مخلوق سے غم اور پریشانیاں اٹھاتا ہے، نزع کے وقت سختی اور مصیبت سے دوچار ہوتا ہے اور قیامت کے دن حشر کے میدان میں بھی رسوائی، توہین اور مصیبت پائے گا۔''

تنبیہات

تنبیہ 1:

غضب کے بارے میں وارد سابقہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے غضب کو آگ سے پیدا فرما کر اسے انسان میں رکھ دیا اور اسے اس کی فطرت میں شامل کر دیا۔

غصے میں انسان کی حالتیں:

انسان بعض اوقات کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آتشِ غضب اتنا بھڑک اٹھتی ہے کہ اس سے انسان کے دل کا خون بھی کھولنے لگتا ہے، پھر وہ خون بدن کی دیگر رگوں میں پھیل جاتا ہے اور جب دماغ تک اس طرح پہنچتا ہے جیسا کہ کھولتا ہوا پانی تو وہ خون وہاں پھیلنے کے بعد چہرے میں بھی سرایت کر جاتا ہے، جس سے اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں، اور کھال کا ظاہری حصہ صاف ہونے کی وجہ سے اپنے اندر موجود خون کی سرخی کو ظاہر کر دیتا ہے، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انسان یہ سمجھ لے

کہ وہ اپنے مغضوب (یعنی جس پر غصہ آیا اس) پر قدرت رکھتا ہے، ورنہ اگر انسان کو اپنے سے زیادہ طاقتور پر غصہ آئے اور اِنتقام لینے کی اُمید بھی نہ ہو تو اس کا خون کھال کے ظاہری حصے سے سمٹ کر دل کے اندر چلا جاتا ہے اور الٹا خوف پیدا ہو جاتا ہے، جس سے اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور اگر کسی ہم پلہ شخص پر غصہ آئے اور اس پر قدرت پا لینے میں شک ہو تو اس کا خون پھیلنے اور سمٹنے کے درمیان متردد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کبھی اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد، نیز وہ بے چینی محسوس کرتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ **غصہ کی قوت کا مقام** انسان کا دل ہوتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا کھولنا اِنتقام لینے کے لئے ہوتا ہے، یہ قوت آتشِ غضب کے بڑھکنے کے وقت کسی ایذاء پہنچانے والی چیز کو دور کرنے کی خاطر اس کی جانب متوجہ ہوتی ہے اس سے پہلے کہ وہ اسے تکلیف دے، یا پھر اگر ایذاء پہنچ جائے تو اس کے بعد محض دل کے اطمینان پانے یا پھر انتقام لینے کے لئے متوجہ ہوتی ہے، لہٰذا جذبۂ انتقام ہی اس سے لذت پاتا ہے اور اسے روکتا ہے۔

قوتِ غضب میں تفریط:

غصہ میں تفریط یعنی اس قدر کم آنا کہ بالکل ہی ختم ہو جائے یا پھر یہ جذبہ ہی کمزور پڑ جائے، تو یہ ایک مذموم صفت ہے کیونکہ ایسی صورت میں بندے کی مُرُوَّت اور غیرت ختم ہو جاتی ہے اور جس میں غیرت یا مروّت نہ ہو وہ کسی قسم کے کمال کا اہل نہیں ہوتا کیونکہ ایسا شخص عورتوں بلکہ حشرات الارض (یعنی زمینی کیڑے مکوڑوں) کے مشابہ ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے اس قول کا یہی معنی ہے: ''جسے غصہ دلایا گیا اور وہ غصہ میں نہ آیا تو وہ گدھا ہے اور جسے راضی کرنے کی کوشش کی گئی اور وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔''

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حمیت اور شدت پر ان کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{۱}

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (پ۶، المائدۃ:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔

{۲}

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پ۲۶، الفتح:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

{۳}

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ (پ۱۰، التوبۃ:۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اس معاملہ میں غصے کی اس کمی کا نتیجہ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے حرم یعنی محرم عورتوں مثلاً بہن یا بیوی وغیرہ سے چھیڑ چھاڑ کئے جانے کے معاملہ میں غیرت کی کمی کا شکار ہو جاتا ہے، اور دوسرے یہ کہ گھٹیا اور کمینے لوگوں سے ذلت پہنچنے اور احساس کمتری میں مبتلا ہونے کا بھی احتمال ہے، حالانکہ یہ سب اِنتہائی برا اور قابلِ مذمت ہے، اگر اس کے ثمرات غیرت کی کمی اور ہیجڑوں کی سی طبیعت کے علاوہ کچھ نہ ہوں تو اس کے بارے میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان ہے:

{90}......''کیا تمہیں سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غیرت پر تعجب ہے حالانکہ میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور **اللہ** عزوجل مجھ سے بھی زیادہ غیور ہے اور اس کے غیور ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ اس نے بے حیائی کو حرام فرما دیا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، الحدیث: ۱۸۱۹۲، ج۶، ص ۳۴)

{91}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ظاہری و باطنی فحاشی کو حرام فرما دیا اور **اللہ** عزوجل سے زیادہ اپنی تعریف کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں اس لئے کہ اس نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی ہے اور **اللہ** عزوجل سے زیادہ عذر کو پسند کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے اور اس کی خاطر اس نے کتابیں نازل فرمائیں اور رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیجے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ وتحریم الفواحش، الحدیث: ۶۹۹۴/۶۹۹۳، ص ۱۱۵۶)

{92}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غیرت ایمان کا حصہ ہے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الشھادات، باب الرجل یتخذ القلام ......الخ، الحدیث: ۲۱۰۲۳، ج۱۰، ص ۸۱)

{93}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی غیرت **اللہ** عزوجل کو پسند ہوتی ہے اور کوئی ناپسند، بعض تکبر کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے اور بعض کو ناپسند۔ وہ غیرت جو **اللہ** عزوجل کو پسند ہے وہ شک کے معاملہ میں غیرت کرنا ہے اور جو غیرت **اللہ** عزوجل کو ناپسند ہے وہ غیر شک میں غیرت کھانا ہے اور جن تکبر کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ جہاد کے دوران اَکڑ کر چلنا یا صدقہ دیتے وقت چلنا ہے، اور جن کو **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی ظلم اور فخر کی حالت میں اِترا کر چلے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، الحدیث: ۲۶۵۹، ص ۱۴۱۹)

{94}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اپنے غیرت مند بندوں کو پسند فرماتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل خود بھی مسلمان کے لئے غیرت فرماتا ہے، لہٰذا چاہئے کہ وہ بھی غیرت مند ہو۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۴۴۱، ج۶، ص ۱۸۳، مختصراً)

{95}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل غیور ہے اور مؤمن بھی

غیرت مند ہے، اور اللہ عزوجل اس بات پر غیرت فرماتا ہے کہ مؤمن وہ کام کرے جسے اللہ عزوجل نے اس پر حرام کر دیا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب غیرة الله وتحریم الفواحش، الحدیث:۶۹۹۵، ص۱۵٦۱

قوتِ غضب میں افراط:

اس قوت میں افراط یعنی اضافہ بھی نہایت مذموم ہے کیونکہ یہ قوت انسان پر غلبہ پاتی ہے تو وہ معقول و منقول ہر دو چیزوں کی سوجھ بوجھ سے عاری ہو جاتا ہے اور اس کے پاس کسی قسم کی دانش وفکر اور اختیار نہیں رہتا بلکہ وہ ایک مضطر (یعنی بے چین) اور مجبور قسم کا انسان بن جاتا ہے جس کا اِضطرار یا تو اس کی اپنی طبیعت کا نتیجہ ہوتا ہے یا پھر دوسروں کی وجہ سے وہ اضطرار کا شکار ہوتا ہے اور یا پھر یہ دونوں وجہیں ہوسکتی ہیں، وہ اس طرح کہ اس کی طبیعت اور فطرت ہی میں غضب وغصہ بھرا ہوا ہو، یا اس کا کسی ایسے شخص سے اختلاف ہو جائے جو اسے بڑا جانتا ہو اور اس کی شجاعت اور کمال کا معترف ہو یہاں تک کہ وہ اس شخص سے صرف اپنی تعریف ہی کی توقع کرتا ہو۔ جب کبھی آتشِ غضب شدید ہو کر بھڑک جائے تو وہ اس شخص کو جس کے اندر یہ آگ بھڑک رہی ہوتی ہے، ہر قسم کی نصیحت سننے، سمجھنے سے اسے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے بلکہ اس حالت میں اس کے نورِ عقل کے بجھ جانے اور ختم ہو جانے کی وجہ سے نصیحت اس کے اِشتعال میں مزید اضافہ کرتی ہے کیونکہ دماغ جو کہ فکر کا سرچشمہ ہے غصے کے بخارات اس تک پہنچ کر محسوس کرنے کے معادن کو ڈھانپ لیتے ہیں، جس سے اس کی بصارت (یعنی سمجھ بوجھ) تاریک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسے سیاہی کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا، بلکہ بعض اوقات تو اس کی آتشِ غضب میں اتنا اضافہ ہو جاتا ہے کہ اس کے دل کی وہ رطوبت جس سے دل زندگی پاتا ہے، ختم ہو جاتی ہے تو نتیجتاً وہ شخص غصے کی زیادتی کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

علاماتِ غضب

جسم پر اثرات:

غضب کے جسم پر جو اثرات طاری ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: رنگ کا متغیر ہونا، کندھوں پر کپکپی طاری ہونا، اپنے افعال پر قابو نہ رہنا، حرکات وسکنات میں بے چینی کا پایا جانا نیز کلام کا مضطرب ہو جانا یہاں تک کہ باچھوں سے جھاگ نکلنے لگتی ہے، آنکھوں کی سرخی حد سے بڑھ جاتی ہے، ناک کے نتھنے پھول جاتے ہیں، بلکہ ساری صورت ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی غضبناک شخص اس حالت میں اپنی ہی شکل دیکھ لے تو شرم کے مارے اپنی خوبصورت شکل کو بدصورتی میں تبدیل پا کر خود بخود ہی اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، کیونکہ کسی بھی انسان کی ظاہری حالت اس کی باطنی کیفیت کی عکاس ہوتی ہے لہٰذا جب باطنی کیفیت ہی

بری ہوگی تو ظاہری حالت بھی تو اسی برائی پر پروان چڑھے گی، لہٰذا ظاہر کی تبدیلی حقیقت میں باطن کی تبدیلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

زبان پر اَثرات:

زبان پر غصے اور غضب کے اثرات اس طرح مرتب ہوتے ہیں کہ اس سے بری باتیں نکلتی ہیں مثلاً ایسی فحش اور گندی گالیاں وغیرہ کہ جن سے ہر صاحبِ عقل انسان کو حیا آتی ہے، ایسی گفتگو کرنے والے شخص کو غصے کے وقت اپنی باتوں پر قابو نہیں رہتا بلکہ اس کے الفاظ بھی بے ربط اور خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

اَعضا پر اَثرات:

اَعضا پر اس کے اثرات اس طرح ہوتے ہیں کہ نوبت مار پیٹ بلکہ قتل تک جا پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص بدلہ نہ لے سکتا ہو تو وہ اپنا غصہ خود پر ہی نکالنے لگتا ہے وہ اس طرح کہ وہ اپنے ہی کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے، اپنے آپ کو اور دوسروں کو یہاں تک کہ جانوروں اور دوسری اشیاء تک کو مارنے یا توڑنے لگتا ہے، بلاوجہ ایک دیوانے اور پاگل شخص کی طرح بھاگنے لگتا ہے اور بعض اوقات زمین پر گر جاتا ہے اور حرکت تک نہیں کر سکتا بلکہ غضب کی زیادتی کی وجہ سے اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

دل پر اَثرات:

دل پر اس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ جس پر غصہ ہو اس کے خلاف دل میں کینہ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے، اس کی مصیبت پر خوشی کا اور خوشی پر غم کا اظہار کرتا ہے، اس کا راز فاش کرنے، دامنِ عزت چاک کرنے اور مذاق اُڑانے کا عزمِ مصمم (یعنی پختہ ارادہ) کئے ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر برائیاں جنم لیتی ہیں۔

کمالِ مطلق:

انسان کا مطلق کمال یہ ہے کہ اس کی قوتِ غضب معتدل ہو یعنی نہ تو اس میں افراط ہو اور نہ ہی تفریط، بلکہ وہ قوت دین و عقل کے تابع ہو صرف اسی وقت بھڑکے جہاں حمیت کی ضرورت ہو، اور وہاں یہ بجھی رہے جہاں بردباری سے کام لینا ہی مناسب اور زیبا ہو، یہ وہی استقامت ہے کہ جس کا **اللّٰہ** عزوجل نے اپنے بندوں کو مکلَّف (یعنی پابند) بنایا ہے اور یہی وہ حالت اعتدال ہے جس کی تعریف شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ان الفاظ میں فرمائی:

{96}......''اُمور کی بھلائی ان کا اعتدال یعنی درمیانہ پن ہے۔''

(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الزھد، مطرف بن الشخیر، الحدیث:۱۳، ج۸، ص۲۴۶)

لہٰذا جو شخص افراط یا تفریط کا شکار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کا علاج کرے تا کہ اس کا نفس بھی اس صراطِ مستقیم تک پہنچ جائے یا کم از کم اس کے قریب تو ہو ہی جائے، چنانچہ اعتدال کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِؕ

ترجمۂ کنز الایمان: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو۔ (پ۵، النساء:۱۲۹)

وہ شخص جو مکمل طور پر خیر کے کام نہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ اب وہ شر کے کام کرنے لگے کیونکہ بعض شر کے افعال دوسرے برے کاموں سے زیادہ حقیر اور ہیچ ہوتے ہیں جبکہ بعض افعالِ خیر دوسرے نیک کاموں سے زیادہ قدر و منزلت والے ہوتے ہیں، اور **اللہ** عزوجل اپنے فضل و کرم سے ہر عمل کرنے والے کو اس کے ارادے کے مطابق نوازتا ہے۔

تنبیہ 2:

غضب اگر کسی باطل کی وجہ سے ہو تو قابلِ مذمت ہوتا ہے اور اگر باطل کی بجائے حق کی وجہ سے ہو تو قابلِ تعریف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کسی پر غضب فرمایا تو صرف **اللہ** عزوجل کی رضا کی خاطر فرمایا۔ چنانچہ،

{97}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں فجر کی نماز فلاں شخص کی وجہ سے (جماعت کے بعد) تاخیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی قراءَت کرتا ہے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) ''میں نے مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جتنے جلال و شدت میں اس دن نصیحت کرتے ہوئے دیکھا اس سے پہلے اتنی شدت کبھی بھی نہ دیکھی تھی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو لوگوں کو متنفّر کرتے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی لوگوں کی امامت کرائے تو نماز کو مختصر رکھے کیونکہ اس کے پیچھے بچے، بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب امر الائمۃ......الخ، الحدیث:۱۰۴۴، ص ۷۵۱،بتغیرٍ قلیلٍ)

{98}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''ایک مرتبہ محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سفر سے واپس تشریف لائے تو میں نے گھر کے دروازے پر ایک ایسا پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر تصاویر بنی ہوئی تھیں، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ دیکھا تو اسے پھاڑ ڈالا یعنی اس میں موجود تصاویر کو مسخ کر کے اپنے

دستِ اَقدس سے اسے پھینک دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو **اللہ** عزوجل کی صفتِ تخلیق کا مقابلہ کرتے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ماوطئی من التصاویر، الحدیث:۵۹۵۴، ص۵۰۵)

{99}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبلہ کی جانب تھوک دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر بہت گراں گزرا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ اقدس سے غضب عیاں ہونے لگا، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خود کھڑے ہوئے اور اپنے دستِ اقدس سے اس کو مَل کر صاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عزوجل سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔'' یا ارشاد فرمایا: ''یقیناً اس کے اور قبلہ کے درمیان اس کا رب کریم عزوجل (اپنی شان کے مطابق) ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ تھوکے، بلکہ اپنے بائیں یا اپنے قدموں میں یا پھر مسجد کے علاوہ کہیں اور جا کر تھوکے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی چادر مبارک کا ایک کونہ پکڑا اور اس میں تھوک کر اس کو بقیہ چادر کے حصے پر مَلتے ہوئے رگڑا اور ارشاد فرمایا: ''یا پھر وہ ایسا کر لیا کرے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلوٰۃ، باب من بزق وھو یصلی، الحدیث:۳۵۹۵، ج۲، ص۴۱۵، بدون ''الغضب

تنبیہ 3:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عبادت و ریاضت سے غضب مکمل طور پر ختم ہو سکتا ہے، اور کچھ کا کہنا ہے کہ ''یہ علاج کو سرے سے قبول ہی نہیں کرتا۔'' جبکہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اس کی حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کریں گے۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک انسان کسی چیز کو پسند یا ناپسند کرتا ہے تو وہ غضب سے بھی پاک نہیں رہ سکتا، پھر اگر وہ پسندیدہ چیز ضروری ہو مثلاً غذا، رہائش، لباس اور جسمانی صحت وغیرہ تو اس کی تقویت کے لئے غضب کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے، اور اگر وہ پسندیدہ چیز غیر ضروری ہو مثلاً جاہ و مرتبہ، شہرت، مجالس میں صدارت، علم پر فخر اور کثیر مال وغیرہ تو ممکن ہے زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) وغیرہ سے اس پر غضب نہ ہو اگرچہ اس چیز کا پسندیدہ ہونا عادت اور کاموں کے انجام سے ناواقفیت کی وجہ سے ہو، لوگوں کا غضب عام طور پر بلکہ اکثر اسی قسم پر ہوتا ہے، یا پھر وہ پسندیدہ چیز بعض کے نزدیک اِنتہائی ضروری ہوگی مثلاً علماء کرام کی کتب اور کاریگروں کے آلات وغیرہ، اس قسم میں پسندیدہ چیز کے نہ ملنے پر غضب اسے ہی آتا ہے جس کا انحصار صرف اسی چیز پر ہو دوسرے لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ انسان کی پسند کے اعتبار سے تین قسمیں ہو سکتی ہیں یعنی یا تو وہ ضروری ہو گی یا غیر ضروری، یا پھر وہ بعض کے نزدیک ضروری ہو گی۔ تو اب یہ بھی جان لیں کہ **پہلی قسم** یعنی پسندیدہ ضروریاتِ زندگی کے زوال میں عبادت وریاضت مکمل طور پر تو مؤثر نہیں ہوتی کیونکہ یہ فطری تقاضے ہیں البتہ اس کو ایک ایسی حد پر رکھنے میں ضرور مؤثر ہو سکتی ہے کہ جس کو شرع اور عقل دونوں اچھا جانتے ہوں، جو کہ ممکن ہے، وہ اس طرح کہ ایک مدت تک مجاہدات اور بناوٹی بردباری وغیرہ سے کام لیا جائے یہاں تک کہ وہ بردباری وغیرہ اس کی فطرت میں شامل ہو جائے۔ **دوسری قسم** کا زوال بالکلیہ مجاہدات سے ممکن ہے کیونکہ دل سے ایسی اشیاء کی محبت نکالنا ممکن ہے اس وجہ سے وہ ان کا محتاج نہیں ہوتا اور اس بات کے پیشِ نظر بھی کہ انسان کا حقیقی وطن قبر اور ٹھکانا آخرت ہے، دنیا تو محض بقدرِ ضرورت زادِ راہ اکٹھا کرنے کی جگہ ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ تو وطن (یعنی قبر) اور ٹھکانے (یعنی آخرت) میں اس پر وبال ہی ہو گا، لہٰذا دنیا کی محبت کو دل سے مٹا کر اس میں زاہدوں (یعنی دنیا سے بے رغبت لوگوں) جیسی زندگی گزارنا چاہئے، البتہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ عبادت وریاضت اس گناہِ کبیرہ کو جڑ سے اُکھاڑ سکے۔ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان میں غور کر لینا بھی مناسب ہے کہ

{100}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے میرے پروردگار عزوجل! مَیں بھی تو لبادۂ بشری میں ہوں اور مجھے بھی اس حالت میں دوسرے انسانوں کی طرح بعض اوقات غصہ آ جاتا ہے، لہٰذا ہر وہ مسلمان جسے میں نے برا بھلا کہا ہو یا اس پر کسی وجہ سے ملامت کی ہو یا اسے مارا ہو تو میرے ان افعال کو قیامت کے دن میری جانب سے اس کے حق میں رحمت، باعثِ طہارت اور اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔''

(شرح النووی علی مسلم، کتاب البر والصلة، باب من لعنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۳۲۴)

{101}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا میں ہر وہ بات تحریر کر لیا کروں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم غصے اور رضا کی حالت میں ارشاد فرماتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس سے کبھی حق کے علاوہ کوئی بات نہیں نکلتی۔'' اور ساتھ ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی زبانِ حق ترجمان کی جانب اشارہ فرمایا اور یہ نہ ارشاد فرمایا: ''میں تو غصے ہی نہیں ہوتا۔'' بلکہ ارشاد فرمایا: ''غضب مجھے حق بات کہنے سے نہیں روکتا۔'' یعنی میں غضب وغصہ کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

(ابو داؤد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، الحدیث: ۳۶۴۶، ص ۱۴۹۳، مفہوماً)

امیرالمؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دنیا کے لئے غضب نہ فرماتے تھے، اور جب کبھی حق بات کے لئے غضب فرماتے تو کوئی پہچان نہ پاتا اور اس وقت تک غضب کی وجہ سے کسی چیز کا فیصلہ نہ فرماتے جب تک کہ اس کی تائید وتوثیق نہ ہو جاتی۔''

حاصل کلام یہ کہ غصے سے چھٹکارے کا سب سے بڑا ذریعہ دنیا کی آفات اور مصیبتوں کی پہچان حاصل ہو جانے کے بعد دل سے اس کی محبت کو مٹا دینا ہے، جبکہ اس میں وقوع کا سب سے بڑا ذریعہ غرور وتکبر، خود پسندی، مزاح، مذاق مسخری، عار دلانا، نقصان پہنچانا، دشمنی کرنا، بد دیانتی کرنا اور غیر ضروری مال وجاہ (یعنی مقام ومنصب) کا انتہائی حریص ہونا ہے، یہ سب بری اور شرعاً مذموم عادتیں ہیں اور ان اسباب کی موجودگی میں غصہ سے نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں، لہٰذا اسے ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے زائل کرنا ضروری ہے تا کہ انسان اِن کے مخالف اچھے اوصاف سے آراستہ ہو جائے۔

تنبیہ 4:

گذشتہ احادیث سے غصہ کی دوا اور اس کے ہیجان کے بعد اسے زائل کرنے اور علم وعمل کی طرف رجوع کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ غصہ پینے کی فضیلت میں وارد آئندہ آنے والی روایات اور عفو ودرگزر، بردباری اور صبر کے فضائل میں غور کرے کیونکہ اس طرح انسان **اللہ** عزوجل کے تیار کردہ ثواب میں رغبت کرتا ہے جس سے اس کا غصہ اور اہانت وسزا کی طرف مائل کرنے کا سبب زائل ہو جاتا ہے، اسی لئے جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۱۹۹) ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ سنی اور اس میں غور کیا تو اُسے معاف فرما دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ قرآن پاک سن کر اپنے فیصلے سے رُک جاتے اور اس سے تجاوز نہ فرماتے تھے۔

اس معاملہ میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کی یوں کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ (پ۴، اٰل عمران:۱۳۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے۔

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔

غصہ زائل کرنے کے مختلف طریقے

پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان **اللہ** عزوجل کی اپنے اوپر قدرت میں غور کرے کہ **اللہ** عزوجل اس پر غضب فرمائے گا کیونکہ انسان قیامت میں عفوودرگزر کا زیادہ محتاج ہوگا، اسی لئے حدیثِ قدسی میں آیا ہے: ''اے ابن آدم! جب تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کر لیا کر میں تجھے اپنے غضب کے دوران یاد رکھوں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تجھے ہلاک نہ کروں گا۔''

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بندہ خود کو سامنے والے کے انتقام لینے سے ڈرائے کہ اگر کوئی شخص اس سے انتقام لینے پر مسلط ہو جائے، اس کی عزت دَری کرے، اس کے عیوب کو ظاہر کرے اور اس کی مصیبت پر خوشی کے اِظہار وغیرہ جیسے دشمنانہ افعال کرے (تو اس پر کیا گزرے گی) یہ وہ دنیوی مصیبتیں ہیں جس سے آخرت پر کامل بھروسہ نہ کرنے والے کو بھی چاہئے کہ ان سے غفلت نہ برتے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان غصہ کی حالت کی بری صورت میں غور کرے اور اپنے نزدیک غصہ کی قباحت اور غضب ناک شخص کی کاٹنے والے کتے سے مشابہت کا تصور وخیال کرے اور بردبار شخص کی اَنبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ورحمہم اللہ تعالیٰ سے مشابہت میں غور کرے اور پھر ان دونوں مشابہتوں کے فرق میں غور وفکر کرے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ انسان غصہ کو ابھارنے والے شیطانی وسوسہ پر کان ہی نہ دھرے کیونکہ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے عاجز ظاہر کر دے گا اور یہ سوچے کہ اس کا غصہ اور انتقام **اللہ** عزوجل کے عذاب اور اس کے انتقام سے کمتر ہے کیونکہ غضب ناک شخص کسی چیز کو اپنی چاہت کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے **اللہ** عزوجل کے اِرادے پر نظر نہیں رکھتا۔ اور جو اس آفت میں مبتلا ہو جائے تو وہ **اللہ** عزوجل کے غضب اور اس کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوسکتا جو کہ بندے کے غصہ اور انتقام سے بہت بڑا اور سخت ہے۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ وہ یہ عمل کرے کہ شیطان مردود سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہے اور اپنی ناک پکڑ کر یہ دعا مانگے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔ (یعنی یاالٰہی عزوجل! اے حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رب عزوجل! میرا گناہ بخش دے اور میرے دل کے غیظ کو دور فرما اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں کی آماجگاہ سے نجات عطا فرما) کیونکہ یہ دعا حدیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے، پھر اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے پھر بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جائے تاکہ اسے جس زمین سے پیدا کیا گیا ہے اس کے قریب ہو جائے حتی کہ وہ اپنی اصل کے حقیر ہونے اور اپنے نفس کی ذلت کو پہچان لے اور غصہ سے پیدا ہونے والی حرکت اور حرارت سے پیدا ہونے والا غضب سکون پالے چنانچہ،

{102}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک غصہ دل میں دھکنے والا ایک انگارہ ہے، کیا تم غصہ کرنے والے کی رگیں پھولتے اور آنکھیں سرخ ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا تھا تو لیٹ جائے اگر اس سے بھی غصہ زائل نہ ہو تو ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرے کیونکہ آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے۔''

(اتحاف السادة المتقین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان علاج الغضب بعد ھیجانه، ج ۹، ص ۴۲۵)

{103}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ پانی سے وضو کرے کیونکہ غصہ آگ سے ہے۔'' (المرجع السابق، ص ۴۲۶)

{104}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کرلے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، الحدیث: ۴۷۸۴، ص ۱۵۷۵)

{105}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہوجایا کرو۔'' (اتحاف السادة المتقین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان علاج الغضب بعد ھیجانه، ج ۹، ص ۴۲۶)

{106}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سن لو کہ غصہ آدمی کے دل میں دھکنے والا انگارہ ہے کیا تم اس کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھتے لہٰذا جسے غصہ آئے اسے چاہئے کہ اپنا گال زمین سے لگادے یعنی لیٹ جائے۔'' (الفقیه والمتفقه للخطیب البغدادی، باب الغضب جمرة فی قلب ابن آدم، ج ۲، ص ۲۸۴)

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''شاید یہ سجدوں کی طرف اور معزز ترین اَعضا کو ذلیل ترین جگہ یعنی مٹی پر لگانے کی طرف اشارہ ہے، تا کہ انسان کا نفس ذلت کا احساس پائے اور اس کی عزتِ نفس اور غرور وتکبر جو کہ غصہ کے اسباب ہیں، دور ہوجائیں۔''

{107}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ غصہ کے وقت ناک میں پانی چڑھایا اور ارشاد فرمایا: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور یہ عمل غصہ کو دور کر دیتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، الحدیث: ۴۷۸۴، ص ۱۵۷۵، بدون ''یذھب الغضب''

{108}......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو اس کی والدہ کے بارے میں عار دلائی، کہتے ہیں کہ وہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، تو سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان پر عتاب فرمایا، پھر ان سے ارشاد

فرمایا: ''اے ابوذر! نظر اٹھا کر آسمان اور اس کے خالق کی عظمت کی طرف دیکھو، پھر یہ یقین کرلو کہ تم کسی سرخ یا سیاہ سے افضل نہیں، مگر یہ کہ تم علم میں اس سے افضل ہو جاؤ۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جب تمہیں غصہ آیا کرے تو اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو ٹیک لگا لو اور اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔''

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان علاج الغضب بعد ھیجانہ، ج ۹، ص ۲۸)

تنبیہ 5:

جب تم پر غیبت، الزام تراشی یا عیب جوئی کے ذریعے ظلم کیا جائے تو تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم بھی اس کے مقابلہ میں ویسا ہی کرو کیونکہ بدلے میں برابری کو جانچنے کا کوئی پیمانہ نہیں، جبکہ قصاص بھی انہیں چیزوں میں ہوتا ہے جن میں برابری ہوتی ہے، البتہ ہمارے (شافعی) ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے کہ اس کا مقابلہ ایسی شے سے کرے جو کسی سے جدا نہیں ہوتی جیسے احمق کہ حماقت اس سے جدا نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہر انسان اپنے اور اپنے رب عزوجل کے مابین معاملہ میں احمق ہے مگر بعض کی حماقت دیگر بعض سے کم ہوتی ہے۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ذاتِ الٰہی عزوجل کی معرفت کے معاملہ میں ہر انسان احمق اور جاہل کی طرح ہے کیونکہ جہالت تو ہر ایک میں ہوتی ہے۔''

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اے بداخلاق! اے بے حیا! اے عزتوں کو داغدار کرنے والے! بشرطیکہ اس میں یہ وصف ہو، اگر تجھ میں حیا ہوتی تو ہرگز ایسی بات نہ کہتا جس نے تجھے میری نظر میں حقیر کر دیا، **اللہ** عزوجل تجھے رسوا کرے اور تجھ سے اِنتقام لے۔''

کسی پر تہمت لگانا اور والدین کو گالیاں دینا تو بالاتفاق حرام ہے اور اس کو جائز کہنے کی صورت میں دلیل یہ ہے کہ،

{109}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی وجہ سے طعنہ دیا، تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں ایسا جواب دیا کہ وہ حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غالب آ گئیں جبکہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی موجود تھے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ (واقعی) اپنے باپ کی بیٹی ہے۔''

(الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ النور، تحت الآیۃ ۲۶، ج ۶، ص ۱۶۹)

یہاں طعنہ دینے سے مراد حق اور سچ بات کے مطابق جواب دینا ہے، یہ اگرچہ جائز ہے مگر اسے ترک کرنا افضل ہے

کیونکہ یہ قبیح اور برے اعمال کی طرف لے جاتا ہے چنانچہ،

{110}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''مؤمن کوغصہ جلدی آتا ہے اور وہ راضی بھی جلدی ہو جاتا ہے، لہٰذا یہ اسی وجہ سے ہے۔''**

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان القدر الذی یجوز......الخ، ج۳، ص۲۲۳)

{111}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''اللہ عزوجل نے مخلوق کو غصہ اور رضا کے لحاظ سے تیز اور سست دو حصوں میں تقسیم فرما دیا ہے لہٰذا جو کسی ایک میں تیز ہوگا تو دوسرے میں سست ہوگا، اور اللہ عزوجل نے ان میں سے غصہ کے سست اور رضا میں جلدی کرنے والے کو بہتر بنایا اور اس کے برعکس کو بدتر بنایا۔''**

تنبیہ 6:

گذشتہ صفحات میں گزرا کہ **حسد** اور **کینہ** غضب کے نتائج ہیں، اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب انسان کو غصہ آئے اور وہ اسے نافذ کرنے پر قدرت نہ پانے کی وجہ سے پی لے تو وہ (غصہ) باطن کی طرف لوٹ جاتا ہے اور اس میں قرار پکڑ لیتا ہے پھر وہ کینہ اور حسد بن جاتا ہے، جس وقت انسان کے دل پر اس غصے کا بوجھ اور بغض ہمیشہ کے لئے طاری ہوتا ہے تو وہی اصل میں کینہ ہوتا ہے، اور اس کے نتائج یہ مرتب ہوتے ہیں کہ بندہ اپنے مغضوب (یعنی جس پر غصہ آیا اس) سے حسد کرنے لگتا ہے یعنی اس سے نعمت کے زوال کی تمنا کر کے اس نعمت سے خود نفع اٹھانا چاہتا ہے، یا اس کی پریشانی پر خوشی کا اظہار کرتا ہے اور اس سے جدائی اختیار کر کے تعلق توڑ لیتا ہے، اور اگر وہ اس کے پاس آ جائے تو اس کی زبان اس کے بارے میں حرام کی مرتکب ہوتی ہے اور وہ اس کا مذاق اڑاتا، مسخری کرتا اور ایذا دیتا ہے، نیز اس سے اس کا حق روک لیتا ہے مثلاً صلہ رحمی اور ظلم دور کرنا وغیرہ اور یہ تمام کام سخت گناہ اور حرام ہیں اور کینہ کا سب سے کم تر درجہ دین کو نقصان پہنچانے والی ان آفات سے اِحتراز کرنا ہے۔ چنانچہ،

{112}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''مؤمن کینہ پرور نہیں ہوتا۔''**

(کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث: ۲۶۸۴، ج۲، ص۲۶۲)

تنبیہ 7:

ابھی آپ نے حسد کا مطلب جان لیا کہ حسد صرف اس نعمت پر ہوتا ہے جس کو آپ غیر کے لئے ناپسند کریں اور اس سے اس نعمت کے زوال کو پسند کریں، اگر آپ اپنے لئے اس نعمت کو پسند کریں اور غیر سے اس نعمت کے زوال کی تمنا نہ کریں تو یہ غِبطہ (یعنی رشک کرنا) کہلاتا ہے۔ اور بعض اوقات **کسی کام میں سبقت لے جانے** کو بھی حسد کہا جاتا ہے جیسا کہ یہ حدیث مبارکہ

گزری کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حسد[1](یعنی رشک)صرف دو بندوں سے ہی ہو سکتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۵۱،ج۲،ص۲۹)

{113}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مؤمن رشک کرتا ہے جبکہ منافق حسد کرتا ہے۔'' (کشف الخفاء،حرف المیم، الحدیث:۲۶۹۳،ج۲،ص۲۶۳)

حسد کے احکام

جب یہ بات ثابت ہوگئی تو جان لیں کہ **پہلی صورت** یعنی حسد حرام اور ہر حال میں فسق ہے،البتہ فاسق کی نعمت کے زوال کی اس لئے تمنا کرنا کہ وہ نعمت اس کے فساد اور مخلوق کو ایذاء دینے کا ذریعہ ہے اور یہ کہ اگر اس کی حالت درست ہوتی تو اس کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کی جاتی تو یہ ہرگز حرام نہیں کیونکہ اس کے زوال کی تمنا اس کے نعمت ہونے کے اعتبار سے نہیں کی جا رہی بلکہ اس کے آلۂ فساد اور ذریعہ ایذاء ہونے کی وجہ سے کی جا رہی ہے،جبکہ ہماری بیان کردہ احادیث حسد کی حرمت،اس کے فسق اور کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

حسد کی ایک آفت یہ بھی ہے کہ اس میں **اللہ** عزوجل کے فیصلے پر ناراضگی پائی جاتی ہے کہ وہ کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے جس میں تمہارے لئے کسی نقصان کا پہلو نہ ہو تب بھی تم اس سے حسد کرتے ہو نیز اس میں اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا بھی پایا جاتا ہے۔چنانچہ،

{۱}**اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنۡ تَمۡسَسۡکُمۡ حَسَنَۃٌ تَسُؤۡہُمۡ ۫ وَ اِنۡ تُصِبۡکُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّفۡرَحُوۡا بِہَا ؕ (پ۴،ال عمران:۱۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔

{۲}

وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ (پ۱،البقرۃ:۱۰۹)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔

---

[1] دو آدمیوں سے رشک کیا جاسکتا ہے،جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:''(۱)وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے قرآن عطا فرمایا تو اس نے اس کے احکامات کی پیروی کی، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا اور (۲)وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تو اس نے اس کے ذریعے صلہ رحمی کی اور رشتہ داروں سے تعلق جوڑا اور **اللہ** عزوجل کی فرمانبرداری کا عمل کیا تو اس جیسا ہونے کی تمنا کرنا درست ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۷۴۳۶،ج۳،ص۱۸۵)

{۳}

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً (پ۵، النسآء:۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔

{۴}

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (پ۵، النسآء:۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

رشک اور مقابلہ بازی کے احکام

دوسری صورت یعنی رشک اور مقابلہ بازی حرام نہیں بلکہ یہ کبھی واجب ہوتا ہے تو کبھی مستحب اور کبھی مباح۔ چنانچہ، **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پ۲۷، الحدید:۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش کی طرف۔

مسابقت یعنی مقابلہ بازی کسی چیز سے محروم رہ جانے کے خوف کا تقاضا کرتی ہے جیسے دو غلام اپنے آقا کی خدمت میں ایک دوسرے سے اس لئے سبقت لے جانا چاہیں تاکہ اس کے منظورِ نظر ہو جائیں، اور یہ **دینی اُمورِ واجبہ میں واجب ہے** جیسے ایمان، فرض نماز اور زکوٰۃ کی نعمت پر رشک کرنا لہٰذا ان اُمور کو ادا کرنے والے کی طرح ہونے کو پسند کرنا واجب ہے ورنہ تم گناہ پر راضی ہونے والے بن جاؤ گے جو کہ حرام ہے، جبکہ **فضیلت کے کاموں میں رشک کرنا مستحب ہے** جیسے علم یا نیک کاموں میں مال خرچ کرنے پر رشک کرنا، جبکہ **مباح نعمتوں پر رشک کرنا بھی مباح ہے** جیسے نکاح وغیرہ پر رشک کرنا، البتہ مباح اُمور (یعنی جائز کاموں) میں مقابلہ بازی فضائل میں کمی کر دیتی ہے، نیز یہ زہد، رضا اور توکل کے بھی منافی ہے اور ایسے کاموں میں مقابلہ کرنا گناہ میں مبتلا ہوئے بغیر بھی مقاماتِ رفیعہ سے روک دیتا ہے۔

البتہ! یہاں ایک باریک و دقیق نکتہ کی بات سے آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ انسان بے خبری میں حسد کے حرام فعل میں مبتلا نہ ہو جائے، اور وہ یہ ہے کہ جو انسان غیر جیسی نعمت کے حصول سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ خود کو اس نعمت کے حامل شخص سے کم تر و ناقص سمجھنے لگتا ہے، نیز اس کا نفس یہ پسند کرنے لگتا ہے کہ اس کا نقص کسی طریقہ سے دور ہو جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ اس نعمت کے حصول میں کامیاب ہو کر یا پھر اس نعمت کے حامل شخص کی نعمت کے زائل ہو جانے کے سبب اس کے ہم پلہ و برابر

ہوجائے۔

فرض کیا کہ وہ اس صاحبِ نعمت شخص کے مساوی ہونے سے مایوس ہوگیا تو تب بھی اس کے دل میں اس چیز کی محبت باقی رہ جائے گی کہ وہ نعمت اس شخص کے پاس بھی نہ رہے جس کی وجہ سے وہ اس پر ممتاز حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس نعمت کے ختم ہوتے ہی اس کا اس صاحبِ نعمت شخص سے کمتر ہونا بھی ختم ہوجائے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اب وہ اس پر فضیلت لے جائے۔

اس شخص کو قابلِ مذمت حسد کرنے والا حاسد اسی صورت میں کہا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس نعمت کو اس شخص سے زائل کرنے پر قادر ہو کہ اُسے زائل کر دے، اور اگر اس نعمت کے زوال پر قدرت کے باوجود اس کا تقوی و پرہیز گاری اسے اس کام سے اور اس کی نعمت کے زوال کی تمنا سے روک دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک فطرتی اَمر ہے، نفسِ انسانی اس سے خالی نہیں ہوتا اور ہوسکتا ہے کہ اس حدیث مبارکہ کا یہی مفہوم ہو کہ،

{114}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی حاسد ہے۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۵۷۷۱، ج۶، ص۴۳۲)

{115}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان تین چیزوں سے الگ نہیں ہو سکتا: (۱) حسد (۲) گمان اور (۳) بدشگونی، اس کے لئے ان سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم حسد کرو تو حد سے تجاوز نہ کرو۔''

(اتحاف السادۃالمتقین، کتاب ذم الغضب والحقدوالحسد، باب بیان حقیقۃ الحسدحکمہ اقسامہ مراتبہ، ج۹، ص۱۰۱)

یعنی اگر تم اپنے دل میں کسی کے بارے میں کوئی چیز پاؤ تو اس پر عمل نہ کرو۔ لیکن جو شخص غیر سے کسی نعمت میں برابری حاصل کرنا چاہے اور پھر اس سے عاجز آ جائے، بالخصوص جب وہ اس کا ہم مرتبہ ہو تو اس سے بعید ہے کہ وہ اس کے زوال کی تمنا نہ کرے، مقابلہ بازی کی یہ صورت حرام حسد سے مشابہ ہے، لہٰذا کامل احتیاط ضروری ہے کیونکہ آدمی جب اپنے نفس کی پسند پر کان دھرے گا اور اپنے اختیار سے ذی نعمت سے نعمت کا زوال چاہنے کے سبب مساوات و برابری کی طرف مائل ہوگا تو یقیناً حرام حسد کا شکار ہوجائے گا، اور اس سے نجات صرف وہی پا سکتا ہے جو پختہ ایمان اور تقوی میں راسخ ہو،

بعض اوقات دوسرے سے کم تر ہونے کا خوف انسان کو حرکت دیتا اور اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ ممنوع حسد کا شکار ہوجائے اور اس کی طبیعت بھی غیر کی نعمت کے زوال کی طرف مائل ہوجائے تا کہ دونوں میں مساوات ہو سکے، اس مقام میں کوئی رخصت نہیں خواہ یہ دینی مقاصد میں برابری کی خواہش ہو یا دنیوی معاملہ میں برابری کی تمنا ہو۔

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''مگر جب تک وہ اپنی خواہش پر عمل نہ کرے تو اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو اسے اس حسد کی لعنت سے عافیت عطا فرمائے گا، اور اس کا اپنی اس خواہش کو ناپسند کرنا ہی اس کے لئے کفارہ ہوجائے گا۔''

تنبیہ 8: حسد کے مراتب

حسد کی حقیقت اوراس کے احکام جان لینے کے بعداب اس کے مراتب بیان کئے جاتے ہیں۔

حسد کے چار مراتب ہیں:

(۱) کسی کی نعمت کے زوال کی اس طرح تمنا کرنا کہ خود کواس نعمت کے حصول کی خواہش نہ ہو یہ حسد کا انتہائی درجہ ہے (۲۔۳) غیر کی نعمت کے زوال کے ساتھ ساتھ بعینہٖ اسی نعمت یا اس جیسی دوسری نعمت کے حصول کی تمنا کرنا، اگر محسود (یعنی جس سے حسد ہواس) کی نعمت یا اس جیسی نعمت حاسد کو حاصل نہ ہو تو محض اس سے نعمت کے زوال کی تمنا اس لئے کرنا کہ وہ اس سے ممتاز نہ ہو سکے اور (۴) غیر سے نعمت کے زائل ہونے کی خواہش تو نہ ہو مگر آدمی یہ پسند کرے کہ وہ اس سے ممتاز بھی نہ ہو۔ یہ آخری صورت اگر دنیا کے بارے میں ہو تو حسد کی معاف شدہ صورت ہے اور اگر دین کے معاملہ میں ہو تو مطلوب ہے۔

تنبیہ 9:

بلاشبہ حسد دل کے بڑے امراض میں سے ہے اور چونکہ دل کی باطنی بیماریوں کا علاج علم ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے لہٰذا حسد کے مرض کے لئے نفع بخش علم یہ ہے کہ تم یہ بات جان لو کہ حسد تمہارے دین اور دنیا دونوں کے لئے نقصان دہ ہے جبکہ محسود کے دین ودنیا کے لئے ہرگز مضر نہیں، کیونکہ حسد سے کبھی کوئی نعمت زائل نہیں ہوئی، ورنہ تو **اللہ** عزوجل کی کسی پر کوئی نعمت باقی ہی نہ رہتی یہاں تک کہ کسی کے پاس ایمان کی دولت بھی باقی نہ رہتی، کیونکہ کفار کی تو ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کسی بھی طرح اہلِ ایمان سے ایمان کی دولت چھن جائے، البتہ محسود کو دینی اعتبار سے تمہارے حسد کی وجہ سے فائدہ ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ تمہاری جانب سے مظلوم ہوتا ہے خصوصاً جب تم غیبت اور اس کی بے عزتی یا کسی اور ذریعے سے اس کو تکلیف پہنچا کر اپنے حسد کو ظاہر کرتے ہو تو ایسی صورت میں تم خود اپنی جانب سے اس کی خدمت میں اپنی نیکیوں کو بطور تحفہ وہدیہ پیش کر رہے ہوتے ہو حتی کہ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کرو گے کہ تم اس شخص کی طرح مفلس ہو گے جو اس وقت بھی ان نعمتوں سے اسی طرح محروم ہوگا کہ جس طرح دنیا میں محروم تھا، اور تم جس شخص سے حسد کرتے رہے وہ تمہارے دکھ درد وغیرہ سے بے پرواہ اور محفوظ ہو گا، لہٰذا جب تمہاری بصیرت کا پردہ اور دل کا زنگ چھٹ چکا ہے اور تم نے اس بارے میں غور وفکر بھی کر لیا ہے نیز تم خود اپنی جان کے دشمن بھی نہیں اور نہ ہی اپنے دشمن کے دوست ہو تو پھر ایک عظیم خطرے میں مبتلا ہو جانے کے ڈر سے اس موذی حسد سے منہ پھیر لو، اور وہ خطرہ یہ ہے کہ کہیں تم **اللہ** عزوجل کے فیصلے پر ناراض ہو کر اس کی تقسیم اور عدل کو ناپسند کرو جو کہ گناہ ہے یعنی ایسا گناہ

گویا **اللہ** عزوجل کی توحید پر جرأت کرنا ہے اور دین کی بربادی کے لئے یہی جرأت کافی ہے۔

ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ تم نے اپنے اس عمل سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء کرام اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس گروہ سے جدائی اختیار کر لی جو **اللہ** عزوجل کے بندوں کو خیر پہنچانا پسند کرتے ہیں اور ابلیس وشیاطین کے اس گروہ میں شرکت کر لی ہے جو مؤمنین کے لئے مصیبتوں اور نعمتوں کے زوال کو پسند کرتے ہیں؟ دل کی یہ گندگی تمہاری نیکیوں کو اس طرح کھا جائے گی جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ حسد تمہارے دنیوی ضرر یعنی رنج وغم میں بھی اضافہ کرتا ہے وہ ایسے کہ جب تم محسود کو دیکھتے ہو کہ اس کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور تمہاری نعمتوں میں کمی ہو رہی ہے تو تم غمگین ہو جاتے ہو، پس یہ تمہارے حسد ہی کی آفت ہے کہ تم ہمیشہ اِنتہائی غمگین، رنجیدہ خاطر، تنگ دل اور شکستہ رہتے ہو، پس اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ تم آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور حساب وکتاب کو نہیں مانتے تب بھی حسد کو چھوڑ دینا ہی مناسب ہے تاکہ تم اُخروی عذاب سے پہلے ان دُنیوی سزاؤں سے بچ سکو۔ اس ساری گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم خود ہی اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے دوست ہو کیونکہ تم ایک ایسی چیز کے عادی ہو جو دنیا وآخرت میں تمہارے لئے تو نقصان دہ ہے جبکہ تمہارے دشمن کے لئے نفع مند ہے اور یوں تم دنیا وآخرت میں خالق عزوجل اور مخلوق دونوں کے نزدیک قابلِ مذمت اور بدبخت ہو جاؤ گے۔

حسد کا علاج

اس مرض کے لئے **نافع عمل** یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اس بات کا پابند کرو کہ وہ محسود کے ساتھ اپنے حسد کے خلاف سلوک کرے، مثلاً مذمت کو مدح سے، اس کے سامنے تکبر کرنے کو تواضع اور عاجزی سے، اس پر سختی کرنے کو نرمی میں اضافہ کرنے سے بدل دے، اس طرح حسد کی بیماری کمزور ہو جائے گی اور جب تم حسد کے خلاف عمل میں اضافہ کرو گے تو تمہارے حسد میں کمی آجائے گی یہاں تک کہ یہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا، اگر سمجھ جاؤ گے تو سلامتی پا لو گے اور اس پر عمل کرو گے تو نفع پاؤ گے، **اللہ** عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی کی طرف تمام اُمور لوٹتے ہیں۔

تنبیہ 10:

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو اس کے لئے فطرتاً تکلیف دہ ہو، لہٰذا اس کے نزدیک اس شخص کی اچھی اور بری حالتیں بھی ایک جیسی نہیں ہو سکتیں، یہی وجہ ہے کہ شیطان نفس کو اس سے حسد کرنے پر ابھارتا ہے اب اگر وہ اس کی بات مان لے یہاں تک کہ حسد اس کے قول یا کسی اختیاری فعل سے ظاہر ہو جائے، یا پھر وہ دل میں اس کی نعمت کے

زوال کی محبت رکھے تو نفس کا ایسا کرنا گناہ ہے، کیونکہ حسد کے گناہ ہونے کا تعلق ہی دل سے ہے، اور یہ ایک ایسا باطنی گناہ ہے جس کا اصل تعلق مخلوق سے ہی ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ محسود سے معافی مانگے کیونکہ یہ ایک باطنی معاملہ تھا جس کو **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

جس وقت تم اپنے ظاہر کو روک لو اور اپنے دل کو اس بات پر مجبور کر دو کہ اس میں فطرتی طور پر دوسروں کی نعمت کے زوال کی جو محبت پختہ ہو چکی ہے وہ اس کو ناپسند کرے، یہاں تک کہ ایسا محسوس ہو گویا کہ تم اپنے نفس کو اس کی فطرتی غذا مہیا کرنے والے تو ہو لیکن اب اس کی ناپسندیدگی کا رخ اس کے فطری میلان کی بجائے عقل کی جانب ہو گیا ہے تو اس وقت ایسا لگے گا کہ تم اپنے فرضِ منصبی سے سبکدوش ہو گئے ہو اور اس سے بڑھ کر غالباً تم کسی اختیار کے تحت بھی داخل نہیں ہو گے۔

باقی رہی طبیعت اور فطرت کی تبدیلی کہ اس کے نزدیک احسان کرنے والے اور تکلیف دینے والے ہر دو افراد برابر ہو جائیں کہ دونوں پر انعام کی وجہ سے اس کا خوش ہونا اور دونوں پر کسی مصیبت کی وجہ سے اس کا دکھ محسوس کرنا ایک طرح کا ہو، تو یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا متحمل ہونا طبیعت کے لئے اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جبکہ وہ **اللہ** عزوجل کی محبت میں مستغرق ہو اور اس کی مشغولیت ایسی ہو کہ وہ ساری مخلوق کو ایک ہی نگاہ (یعنی شفقت کی نظر) سے دیکھے، پس جب اس قسم کی حالت کا حاصل ہونا ممکن نہ ہو تو پھر فطرت وطبیعت میں بھی دوام نہیں رہتا بلکہ وہ بھی بجلی کی طرح آئی اور گئی ہو جاتی ہے، اس کے بعد دل دوبارہ اپنے فطری میلان کی جانب مائل ہو جاتا ہے اور شیطان اسے وسوسوں کے ذریعے بھڑکانے لگتا ہے، اور پھر جب کبھی انسان اپنے دل کو ناپسندیدگی کے مقابل لا کھڑا کرے تو اپنے حقوق ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

سوال: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک حسد کا اظہار اعضا سے نہ ہو بندہ گناہ گار نہیں ہوتا اور اپنے اس قول کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ،

{116}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین عادتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی مؤمن ان سے بچ نہیں سکتا حالانکہ ان سے بچنے کا ایک راستہ بھی ہے، پس حسد سے چھٹکارے کا راستہ یہ ہے کہ انسان حد سے نہ بڑھے۔''

جواب: یہ قول یا تو ضعیف ہے اور یا پھر انتہائی شاذ، کیونکہ حق بات وہی ہے جو گزشتہ صفحات میں گزر چکی کہ حسد مطلقاً حرام ہے، حدیثِ پاک میں بیان کردہ صورت کی وجہ سے اگر ان کی بات صحیح مان بھی لیں تو پھر بھی حدیثِ پاک کو اس بات پر محمول کریں گے کہ جب حسد کو دشمن کی نعمت کے زوال چاہنے کے فطری میلان کے مقابل رکھا جائے تو دینی اور عقلی اعتبار سے بھی یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہی ہے، اور یہی ناپسندیدگی ہی تو انسان کو بغاوت وسرکشی اور ایذا رسانی سے روکتی ہے، نیز ہر حاسد اور اس کے

گناہ کی مذمت میں کئی ایک روایات بیان کی جا چکی ہیں، حسد تو حقیقتاً ہوتا ہی دل میں ہے تو پھر کیسے کسی کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی برائی بھی چاہے جبکہ اس کا دل اپنے بھائی کی اس مصیبت کو ناپسند بھی کرتا ہو؟

غصہ پینے اور عفو و درگزر کے فضائل

{۱} **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ O (پ۴، آل عمران:۱۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

{۲}

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ O (پ۹، الاعراف:۱۹۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

{۳}

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ O وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ج وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ O (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ:۳۴۔۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔

{۴}

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ O (پ۲۵، الشوریٰ:۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

{۵}

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ O (پ۱۴، الحجر:۸۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

{۶}

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (پ۱۸، النور:۲۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔

{۷}

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ O (پ۱۴، الحجر: ۸۸) ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

ان کے علاوہ بھی کئی آیاتِ مقدسہ ان فضائل پر مبنی ہیں۔

{117}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل ایسا نرمی فرمانے والا ہے کہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب استتابة المرتدین، باب اذا عرض الذمی......الخ، الحدیث: ۶۹۲۷، ص ۵۷۸)

{118}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور خوشخبری سناؤ اور متنفّر نہ کرو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب فی الامر بالتیسیر......الخ، الحدیث: ۴۵۲۵، ص ۹۸۵، بتقدمٍ وتأخرٍ)

{119}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دونوں میں سے آسان ترین چیز کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر وہ آسان چیز گناہ ہوتی تو تمام لوگوں سے زیادہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس سے دوری اختیار فرماتے، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کبھی بھی اپنے لئے کسی سے انتقام نہ لیا، مگر جب **اللہ** عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عزوجل کے لئے انتقام لیتے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی یسروا......الخ، الحدیث: ۶۱۲۶، ص ۵۱۶)

{120}......اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اُحد کے دن سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک مجھے تمہاری قوم سے بہت ایذاء پہنچی ہے جب میں نے خود کو **ابن عبد یالیل بن عبد کُلال** پر پیش کیا تو اس نے میری دعوت قبول نہ کی لہٰذا میں رنجیدہ چہرہ لئے چل دیا، جب میں ''قَرْنُ الثَّعَالِبْ'' (جو ایک جگہ کا نام ہے وہاں) پہنچا تب مجھے افاقہ ہوا، اچانک میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر سایہ فگن ہے، میں نے اسے دیکھا تو اس میں جبریلِ امین (علیہ السلام) نظر آئے انہوں نے مجھے پکار کر عرض کی: ''**اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اپنی قوم سے گفتگو اور ان کا جواب سن کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ''مَلَکُ الْجِبَال (یعنی پہاڑوں پر مقرر فرشتے)'' کو بھیجا ہے تاکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں۔'' پھر ''مَلَکُ الْجِبَال'' نے مجھے مخاطب کر کے سلام کیا اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بیشک **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اپنی قوم کو دی گئی دعوت اور ان کے جواب کو بھی سن لیا ہے، میں پہاڑوں پر مقرر فرشتہ

ہوں، مجھے **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے تا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم ارشاد فرمائیں، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم چاہیں تو میں ان پر ان دو پہاڑوں کو ملا دوں؟'' تو میں نے کہا: ''مجھے اُمید ہے کہ **اللہ** عزوجل ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو ایک **اللہ** عزوجل کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب مالقی النبی......الخ، الحدیث:۴۶۵۳،ص۹۹۸)

{121}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جا رہا تھا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے موٹی دھاریوں والی نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی، راستے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایک اعرابی ملا اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چادر مبارک کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو میں نے دیکھا کہ اعرابی کے چادر کو زور سے کھینچنے کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی گردن مبارک پر چادر کی دھاریوں کے نشان پڑ گئے تھے سختی سے چمٹا لینے کی وجہ سے اس پر چادر کے گوٹے کے نشان پڑ گئے تھے، پھر اس اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کے پاس موجود **اللہ** عزوجل کے مال میں سے میرے لئے کچھ حکم دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس اعرابی کی طرف توجہ فرمائی اور مسکرانے لگے پھر اس کے لئے کچھ مال دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس،باب ما کان النبی ......الخ،الحدیث:۳۱۴۹،ص۲۵۴)

{122}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''گویا میں سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انبیاء کرام میں سے ایک نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکایت بیان فرما رہے ہیں کہ انہیں ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا اور وہ نبی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چہرہ مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے دعا مانگ رہے تھے: ''اے **اللہ** عزوجل! میری قوم کو معاف فرما دے کہ یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین،باب ۵،الحدیث: ۶۹۲۹،ص۵۷۸)

{123}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلوانی لوگوں کو پچھاڑ دینے میں نہیں بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، الحدیث:۶۱۱۴،ص۵۱۶)

{124}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے اور وہ حلم اور وقار ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب الامر بالایمان......الخ، الحدیث:۱۱۷،ص۶۸۳)

آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات حضرت سیدنا عبدالقیس اشج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمائی تھی، اس کا بیان آگے آئے گا۔

{125}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک **اللہ** عزوجل رفیق ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو نرمی کے علاوہ کسی شے پر عطا نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب البر و الصلة،باب فضل الرفق، الحدیث:۲۶۰۱، ص ۱۱۳۱)

{126}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب البر و الصلة،باب فضل الرفق، الحدیث:۲۶۰۲، ص ۱۱۳۱)

{127}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۲۵۹۸، ص ۱۱۳۱)

{128}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک **اللّٰہ** عزوجل نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم فرمایا ہے، پس جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے (یعنی بغیر اذیت پہنچائے فوراً) قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کی دھار تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الصید و الذبائح......الخ،باب الامر باحسان الذبح......الخ، الحدیث:۵۰۵۵، ص ۱۰۲۷)

{129}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے راہ خدا عزوجل میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی چیز، عورت یا خادم کو اپنے دستِ اقدس سے نہ مارا، اور نہ ہی ایذاء پہنچنے پر ایذاء دینے والے سے انتقام لیا، البتہ جب **اللّٰہ** عزوجل کی حرمت کو توڑا جاتا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم **اللہ** عزوجل کے لئے انتقام لیتے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل،باب مباعدتہ للآثام......الخ،الحدیث:۶۰۵۰، ص ۱۰۸۸)

{130}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں تو اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں، میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں جبکہ وہ مجھ سے جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں۔'' تو اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم واقعی ایسا کرتے ہو جیسا تم نے کہا تو گویا تم انہیں گرم راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا کرتے رہو گے **اللّٰہ** عزوجل کی طرف سے ان کے مقابلے میں

تمہارے ساتھ ایک مددگار موجود ہوگا۔'' (صحیح مسلم ، کتاب البر و الصلة ، باب صلة الرحم......الخ،الحدیث:۶۵۲۵،ص ۱۱۲۶)

{131}......جب ذُوالْخُوَیْصِرَہ نے مسجد نبوی شریف زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں پیشاب کیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اسے مارنے کے لئے دوڑے، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو کیونکہ تمہیں نرمی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تنگی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الوضوء ، باب صب الماء علی البول فی المسجد،الحدیث:۲۲۰،ص ۲۰''ذوالخویصرہ''بدلہ''قام اعرابی'')

{132}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک تمہاری دو عادتیں ایسی ہیں کہ جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ وقار اور بردباری ہیں۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان،باب الامر بالایمان باللہ تعالیٰ......الخ، الحدیث:۱۱۷،ص ۶۸۳)

{133}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیشک تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پسند فرماتے ہیں وہ خصلتیں حلم اور وقار ہیں۔''

(شعب الایمان ، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۸۴۰۹،ج ۶،ص ۳۳۵)

{134}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے اشج! تمہاری دو عادتیں (یعنی حلم اور وقار) ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پسند فرماتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجہ ، ابواب الزھد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۷،ص ۲۷۳۱،بدون''ورسولہ'')

{135}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں دو عادتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے وہ وقار اور بردباری ہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۸۱۲،ج ۲۰،ص ۳۴۶،۳۴۵)

{136}......حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سے لوگ جہنم پر حرام ہیں؟'' یا ارشاد فرمایا: ''کن لوگوں پر جہنم حرام ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر آسانی پیدا کرنے والے نرم اور خوش گفتار شخص پر جہنم حرام ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب صفة القیامة، باب فضل کل قریب......الخ،الحدیث:۲۴۸۸،ص ۱۹۰۲)

{137}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''غصہ میں آنے والے میری اُمت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب انہیں غصہ آجائے تو فوراً رجوع کر لیتے ہیں۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۷۹۳،ج ۴،ص ۲۲۴)

ایک روایت میں ہے:''غصہ میری اُمت کے نیک لوگوں کو بھی لاحق ہوجاتا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، الحدیث سلام بن سلیم، ج۴،ص ۳۱۱)

{138}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سینوں میں موجود قرآن حکیم کی عزت وعظمت کی خاطر حاملین قرآن کو بھی غصہ لاحق ہوجاتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب حرف الحاء،الحدیث: ۵۷۹۹، ج۳،ص ۵۵)

{139}......حضور نبئ پاک ، صاحبِ لَولاک ، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دین کے لئے غصہ میری اُمت کے بہترین اور نیک لوگوں ہی کو آتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۰۰، ج۳،ص ۵۵)

{140}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب ، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حاملینِ قرآن سے زیادہ دینی معاملے میں کوئی غضبناک ہونے کا مستحق نہیں کیونکہ ان کے سینے میں قرآن پاک کی عزت وعظمت ہوتی ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۵۸۰۳، ج۳،ص ۵۵)

{141}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک انسان بردباری کی وجہ سے عبادت گزار اور روزہ دار کا درجہ پالیتا ہے، اور کبھی وہ ظالم لکھا جاتا ہے حالانکہ صرف اپنے اہل خانہ ہی پر قدرت رکھتا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۶۲۷۳، ج۴،ص ۳۶۹)

{142}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بردبار انسان دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار ہوتا ہے اور قریب ہے کہ بردبار انسان نبی کے فیض کو پالے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث:۵۸۰۷۔۵۸۱۰، ج۳،ص ۵۵)

{143}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اے اشج !تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل پسند فرماتا ہے،اور وہ بردباری اور وقار ہیں۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۷،ص ۲۷۳۱)

{144}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''وہ شخص بردبار نہیں ہوسکتا جو ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے جنہیں اس کے ساتھ رہنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اس کے لئے کوئی راہ نکال دے۔'' (شعب الایمان ، باب فی حسن الخلق،فصل فی من العشرۃ، الحدیث:۸۱۰۵، ج۶،ص ۲۶۷)بتغیرٍ قلیل

{145}......سیّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بردباری سے بڑھ کر کوئی چیز اچھی

نہیں، **اللہ** عزوجل کی راہ میں جتنی ایذاء مجھے دی گئی ہے اتنی کسی کو نہیں دی گئی۔‘‘

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۸۱۳، ج۳،ص۵۲)

{146}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’بندے نے کبھی کوئی ایسا گھونٹ نہیں پیا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کی رضا کے لئے غصہ پینے سے افضل ہو۔‘‘

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۶۱۲۲، ج۲،ص۸۲)

{147}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’**اللہ** عزوجل کے نزدیک اس گھونٹ سے زیادہ اجر والا کوئی گھونٹ نہیں جو غصے کا گھونٹ بندے نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے پیا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب الحلم،الحدیث:۴۱۸۹،ص۲۷۳۱)

{148}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’**اللہ** عزوجل کے نزدیک کوئی گھونٹ اتنا پسندیدہ نہیں جتنا بندے کا غصے کا گھونٹ پینا پسند ہے، جو بندہ غصہ پی لیتا ہے **اللہ** عزوجل اس کے سینے کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔‘‘

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۸۱۸، ج۳،ص۵۲)

{149}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’جس نے غصہ نافذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لیا تو **اللہ** عزوجل اس کے دل کو اَمن اور ایمان سے بھر دے گا، اور جس نے قدرت کے باوجود تواضع کے لئے اچھا لباس نہ پہنا **اللہ** عزوجل اسے بزرگی کا جوڑا پہنائے گا، اور جس نے **اللہ** عزوجل کے لئے کسی کو تاج پہنایا **اللہ** عزوجل اسے بادشاہی کا تاج پہنائے گا۔‘‘

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب من کظم الغیظ،الحدیث:۴۷۷۷/۴۷۷۸،ص۱۵۷۵)

{150}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’جس نے غصہ نافذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لیا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ حورِ عین میں سے جسے چاہے اختیار کرے، **اللہ** عزوجل اپنی مشیّت سے اس حور کو اس شخص کے نکاح میں دے دے گا۔‘‘

(سنن ابی داؤد ، کتاب الادب ،باب من کظم الغیظ، الحدیث:۴۷۷۷،ص۱۵۷۵ ،بدون’’یزوجہ منہا‘‘)

{151}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’جس نے اپنے غصے پر قابو پالیا **اللہ** عزوجل اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔‘‘

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۶۴۶، ج۱۲،ص۳۴۷)

{152}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:’’جس کو غصہ آیا پھر بردبار ہو گیا تو وہ **اللہ** عزوجل کی محبت کا حق دار ہو گیا۔‘‘

(الکامل فی الضعفاء الرجال،مطرف بن معقل، ج۸،ص۱۱۲)

{153}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں رفعت وبلندی چاہتے ہو تو اس سے بردباری سے پیش آؤ جو تم سے جہالت کا برتاؤ کرے اور اُسے عطا کرو جو تمہیں محروم کردے۔'' (الکامل فی الضعفاء الرجال، وازع بن نافع العقیلی الجزری، ج۸، ص۳۸۸)

{154}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ دو چیزیں جنہیں ایک دوسرے سے ملایا گیا ہو وہ بردباری اور علم سے افضل نہیں۔'' (کشف الخفاء، حرف المیم، الحدیث: ۲۱۷۰، ج۲، ص۱۵۹)

{155}......سرکارِ والاتبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے (کسی کو) جہالت کی وجہ سے کبھی عزت عطا نہیں فرمائی اور نہ ہی کبھی (کسی کو) بردباری کی وجہ سے ذلیل کیا اور صدقہ نے کبھی مال میں کمی نہیں کی۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۸۲۷، ج۳، ص۵۷، بتغیر قلیل)

{156}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو باتیں بہت عجیب ہیں (۱) بے وقوف آدمی سے حکمت کی بات اور (۲) بردبار شخص سے بے وقوفی کی بات، لہٰذا اس بات سے درگزر کرلیا کرو کیونکہ بردبار شخص صاحبِ فراست اور حکمت والا تجربہ کار رہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۸۳۷، ج۳، ص۵۷)

{157}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''باوقار شخص بردبار، عالِم صاحبِ فراست اور صاحبِ حکمت تجربہ کار رہوتا ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۳۸، ایضاً)

{158}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اہلِ زمین پر رحم نہیں کرے گا آسمان کا مالک اس پر رحم نہیں فرمائے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۴۹۷، ج۲، ص۳۵۵)

{159}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، جو دوسروں سے درگزر نہیں کرتا اس سے بھی درگزر نہیں کیا جاتا اور جو توبہ نہیں کرتا اسے معاف نہیں کیا جاتا **اللہ** عزوجل تو اپنے رحم دِل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۴۷۶، ص۳۵۱، الحدیث: ۲۳۵۳، ص۳۲۴)

{160}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمیں دھوکا دے وہ بھی ہم میں سے نہیں اور مؤمن اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک دیگر مؤمنین کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۸۵۴، ج۸، ص۳۰۸)

{161}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''برکت ہمارے اکابر (کی پیروی) میں ہے اور جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث، الحدیث:۷۸۹۵، ج۸،ص۲۲۷)

{162}......بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس بندے کے دل میں **اللہ** عزوجل نے انسانوں کے لئے رحم نہیں رکھا وہ ذلیل وخوار ہوا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،الحدیث:۵۹۶۵،ج۳، ص۶۸)

{163}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحمٰن تبارک وتعالٰی اپنے رحمدل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے، لہٰذا اہلِ زمین پر رحم کیا کرو آسمان کا مالک تم پر رحم فرمائے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، الحدیث:۱۹۲۴، ص۱۸۴۶)

{164}......ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ''رحم، **اللہ** عزوجل کے نام رحمٰن سے **مشتق** (یعنی بنا) ہے لہٰذا جو اس سے **تعلق** جوڑے گا **اللہ** عزوجل اس سے **تعلق** جوڑے گا اور جو اس سے **تعلق** توڑے گا **اللہ** عزوجل اس سے **تعلق** توڑ لے گا۔'' (المرجع السابق)

{165}......شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، الحدیث:۶۰۱۳، ص۵۰۹)

{166}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم دلی صرف بدبخت ہی سے دور کی جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرحمۃ، الحدیث:۴۹۴۲، ص۱۵۸۵)

{167}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم کیا کرو تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کرنا اختیار کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا۔''

(المسند للامام احمد ، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۷۰۶۲، ج۲، ص۶۸۲) بدون"الذین......الی......"

{168}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت و بربادی ہے ان کے لئے جو نیکی کی بات سن کر اسے جھٹلا دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے، اور ہلاکت و بربادی ہے ان کے لئے جو جان بوجھ کر گناہوں پر ڈٹے رہتے ہیں۔'' (المرجع السابق)

{169}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ دنیا میں کسی بندے کی پردہ پوشی کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ،باب بشارۃ من سترہ اللہ......الخ،الحدیث:۶۵۹۵، ص۱۱۳۰)

{170} ......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپایا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب ظاہر کرے گا **اللہ** عزوجل اس کے عیب ظاہر کر دے گا یہاں تک کہ اسے اسی کے گھر میں رسوا کر دے گا۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الحدود، باب الستر علی المومن ......الخ،الحدیث: ۲۵۴۶،ص ۲۶۲۹)

{171} ......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہ ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکریہ ادا کرتا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۴۲۵،ج ۱،ص ۱۷۱)

{172} ......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی ہوں گیں **اللہ** عزوجل اسے صابر وشاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گیں نہ اسے شاکر لکھے گا اور نہ ہی صابر (وہ دو خصلتیں یہ ہیں)(۱) جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور دنیوی معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور **اللہ** عزوجل نے اسے اس شخص پر جو فضیلت دی ہے اس پر **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرے تو **اللہ** عزوجل اسے صابر وشاکر لکھ لیتا ہے (۲) جو دین میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور دنیوی معاملہ میں اوپر والے کو دیکھے پھر اپنی محرومی پر افسوس کرے تو **اللہ** عزوجل نہ اسے صابر لکھتا ہے اور نہ ہی شاکر۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة ،باب انظروا الی من هو اسفل......الخ،الحدیث: ۲۵۱۲،ص ۱۹۰۴)

{173} ......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اوپر والوں کو نہ دیکھو پس تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ کہیں **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کو خود سے دور نہ کر بیٹھو۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳۴۳، ج ۲،ص ۱۸)

{174} ......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، کیونکہ مہربانی عقل کا سرچشمہ ہے اور دنیا میں بھلائی والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہوں گے۔''

(شعب الایمان،باب فی حسن الخلق ، فصل فی الحلم والتؤدة ، الحدیث:۸۴۷۵،ج ۶،ص ۲۵۱ الحدیث:۸۴۴۶،ج ۶،ص ۲۴۴)

{175} ......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں پر مہربانی کرنا صدقہ ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی حسن الخلق ، فصل فی الحلم والتؤدة ، الحدیث:۸۴۴۵،ج ۶،ص ۲۴۳)

{176} ......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے مجھے لوگوں پر نرمی کرنے کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح فرائض قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، بشربن عبید، ج ۲،ص ۱۷۰)

{177}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عزوجل پر ایمان لانے کے بعد لوگوں پر مہربانی کرنا عقل کا سرچشمہ ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، سلمان بن عمرو، ج۴، ص۲۲۶)

ایک روایت میں ہے کہ ''اور دنیا میں بھلائی والے آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب المعرف الی الناس......الخ، الحدیث:۴۳۷، ج۱، ص۳۰)

ایک اور روایت میں ہے: ''دنیا میں تکبر کرنے والے آخرت میں بھی متکبر ہی شمار ہوں گے۔''

{178}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے کسی مؤمن کو ذلیل کیا جائے اور وہ مدد پر قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللّٰہ عزوجل قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے ذلیل کرے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند المکیین، الحدیث:۱۵۹۸۵، ج۵، ص۴۱۲، "الاشھادة"بدلہ "الاخلاق")

{179}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللّٰہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ آج کے دن میں انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ میرے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الحب فی اللّٰہ ......الخ، الحدیث:۶۵۴۸، ص۱۱۲۷)

{180}...... حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللّٰہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے قیامت کے دن نور کے ایسے منبر ہوں گے کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے (یعنی ان سے خوش ہوں گے)۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الحب فی اللہ، الحدیث:۲۳۹۰، ص۱۸۹۲)

{181}...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللّٰہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''وہی لوگ میری محبت کے حق دار ہیں جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے، میری خاطر ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے، میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔''

(المؤطا للامام مالک، کتاب الشعر، باب ماجاء فی المتحابین......الخ، الحدیث:۱۸۲۸، ج۲، ص۳۹)

{182}...... دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث:۲۱۵۷۰، ج۸، ص۱۲۱، "الرجل۔احدکم"بدلہ"اخاہ۔صاحبہ")

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

کبیرہ نمبر4:

تکبر، خود پسندی اور فخر کرنا

قرآن کریم میں تکبر کی مذمت

اللہ عزوجل کا تکبر کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے:

{1}

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط (پ۹،الاعراف:۱۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیردوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

{۲}

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ O (پ۱۳،ابراہیم:۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا۔

{۳}

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ O (پ۲۴،المؤمن:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔

{۴}

اِنَّہٗ لَایُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ O (پ۱۴،النحل:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

{۵}

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ O (پ۲۴،المؤمن:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔

تکبر کی مذمت کے بارے میں اور بھی کئی آیات ہیں بہرحال ان پر اکتفاء کرتے ہوئے اب احادیثِ مبارکہ سے اس کی مذمت بیان کی جائے گی۔

تکبر کی مذمت پر احادیثِ مبارکہ

{1}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص اپنا

پسندیدہ حلہ یعنی لباس پہنے، کنگھا کر کے اِتراتا ہوا چل رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہٗ......الخ،الحدیث:۵۷۸۹،ص ۴۹۴)

{2}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص تکبر سے اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ،باب التغلیظ فی جرّالازار،الحدیث:۵۳۲۸،ص ۲۴۲۸)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم سے پہلے کا ایک شخص دو سبز چادریں اوڑھے اِتراتا ہوا نکلا، تو **اللہ** عزوجل نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اسے پکڑ لیا، اب وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا رہے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید خدری ،الحدیث:۱۱۳۵۶،ج۴،ص۸۰)

{4}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص سرخ جوڑا پہنے اس پر اِترا رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب،الترغیب فی التواضع، الحدیث: ۴۴۸۱،ج۳،ص۴۰)

{5}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب خیلاء ،الحدیث:۵۴۶۳،ص ۱۰۵۱)

{6}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' عرض کی گئی: ''آدمی تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل جمیل ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، جبکہ تکبر تو حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان،باب تحریم الکبر وبیانہ،الحدیث:۲۶۵،ص ۶۹۴)

{7}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مگر تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کی تحقیر کا نام ہے۔'' (المستدرک ، کتاب الایمان، باب اللہ جمیل ویحب الجمال،الحدیث:۷۷،ج۱،ص۱۸۱)

{8}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس،باب تحریم جر الثوب خیلاء ،الحدیث:۵۴۵۵،ص ۱۰۵۱)

{9}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص حلہ

پہنے تکبر کرتے ہوئے نکلا تو **اللّٰہ** عزوجل نے زمین کو (اسے پکڑنے کا) حکم دیا تو اس نے اسے پکڑ لیا، اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا ہی رہے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی شدة ......الخ، الحدیث: ۲۴۹۱، ص ۱۹۰۲)

{10}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه، الحدیث: ۲۶۶، ص ۶۹۴)

{11}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے بھی وہی مصیبت پہنچتی ہے جو دوسرے جبارین کو پہنچی تھی۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الکبر، الحدیث: ۲۰۰۰، ص ۱۸۵۲، بدون "یتکبر")

{12}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے ''بُولَس'' نامی قیدخانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیکر ان پر غالب آجائے گی، انہیں ''طِیْنَةُ الْخَبَالِ'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی شدة ......الخ، الحدیث: ۲۴۹۲، ص ۱۹۰۲)

{13}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیاں بنا کر انسانی شکلوں میں اٹھایا جائے گا کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز ان پر غالب آجائے گی پھر انہیں جہنم کے ایک قیدخانے کی طرف ہانکا جائے گا جسے ''بُولَس'' کہا جاتا ہے، وہاں آگوں کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی، انہیں ''طِیْنَةُ الْخَبَالِ'' یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، الحدیث: ۶۶۸۹، ج ۲، ص ۵۹۶، بتغیرٍ قلیلٍ)

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ظالم اور متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھائے جائیں گے، لوگ انہیں **اللّٰہ** عزوجل کے معاملے کو ہلکا جاننے کی وجہ سے اپنے قدموں تلے روندتے ہوں گے۔'' (تخریج احادیث الاحیاء، باب ۳۴۴۱، ج ۶، ص ۴۲)

{15}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''کبریائی میری رِداء ہے، لہٰذا جو میری رداء کے معاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے پاش پاش کر دوں گا۔''

(المستدرک، کتاب الایمان، باب اھل الجنة المغلوبون......الخ، الحدیث: ۲۱۰، ج ۱، ص ۳۵)

{16}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''کبریائی میری

رِداءاورعزت میرا ازار ہے، جوان دونوں چیزوں میں سے کسی کے بارے میں مجھ سے نزاع کرے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الکبرو الخیلاء، الحدیث:۷۷۳۹، ج۳،ص ۲۱۱)

{17 }......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''کبریائی میری رداء اورعظمت میرا ازار ہے، لہٰذا جوان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی مجھ سے نزاع کرے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر،الحدیث:۴۰۹۰،ص ۱۵۲۲)

{18 }......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''عزت میرا ازاراور کبریائی میری رداء ہے،لہٰذا جوان دونوں کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے عذاب میں مبتلا کروں گا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۳۸۰،ج۲،ص۳۰۸)

{19 }......حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''کبریائی میری رداء اورعظمت میرا ازار ہے،لہٰذا جوان دونوں میں سے کسی ایک کے معاملہ میں مجھ سے لڑے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب الزهد،باب البرأة من الکبرو التواضع، الحدیث:۴۱۷۴،ص ۲۷۳۱)

{20 }...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چلنے میں اِتراتا ہے، وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر غضب فرمائے گا۔''

(المستدرک ، کتاب الایمان، باب من یتعاظم فی نفسه......الخ،الحدیث:۲۰۸،ج۱،ص۳۵)

{21 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم سب حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد ہو اور حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، چاہئے کہ اپنے آباؤ اَجداد پر فخر کرنے والی قومیں باز آجائیں، یا پھر وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہوجائیں گی۔''

(البحرالزخار المعرف مسند البزار،المستظل بن حصین عن حذیفة،الحدیث:۲۹۳۸،ج۷،ص۴۰)

{22 }......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ اسی تکبر نے ہی شیطان کو اس بات پر اُبھارا تھا کہ وہ حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سجدہ نہ کرے، حرص سے بچو کیونکہ حرص ہی نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو شجرِ ممنوعہ کھانے پر آمادہ کیا اور حسد سے بھی بچتے رہو کیونکہ حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو حسد ہی کی بنا پر قتل کیا تھا، لہٰذا حسد اس خطا کی جڑ ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال،الحدیث:۹۳۱۴،ج۳،ص۳۹۰)

{23}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ تکبر ہر انسان میں ہوسکتا ہے اگرچہ اس نے جُبّہ ہی پہن رکھا ہو۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۳،ج ۱،ص ۱۶۶)

{24}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جَوَّاظ، متکبر اور بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب نمبر ۱، سورۃ نون، الحدیث:۴۹۱۸،ص ۴۲۲،بدون "جعظری")

''جَوَّاظ'' سے مراد مال جمع کر کے روک لینے والا یا اِترا کر چلنے والا یا پھر زیادہ کھانے والا ہے۔

{25}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جَوَّاظ، اور متکبر جہنمی ہے۔'' (المرجع السابق)

{26}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''متکبر اور بڑائی چاہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، الحدیث: ۴۸۰۱،ص ۱۵۷۶)

{27}......ایک اور روایت میں ہے کہ ''اللہ عزوجل اس انسان کو پسند نہیں فرماتا، جو شکل وصورت میں (70) ستر سالہ بوڑھے اور چال ڈھال میں (20) بیس سالہ نوجوان کی طرح ہو۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۷۸۲،ج ۴،ص ۲۲۱)

{28}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل متکبرین اور نازو نخرے سے چلنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۷۷۲۷،ج ۳،ص ۲۱۰)

{29}......مَحْبوبِ رَبُّ الْعٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ بندہ تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میرے اس بندے کو جبارین میں لکھ دو۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عثمان بن ابی العاتکہ، ج ۶،ص ۲۸۰)

{30}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی مصیبت پہنچتی ہے جو جبارین کو پہنچی تھی۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الکبر، الحدیث:۲۰۰۰،ص ۱۸۵۲)

{31}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم کوئی گناہ نہ کرو تو پھر بھی مجھے ڈر ہے کہ تم اس سے بڑی چیز ''**خود پسندی**'' میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی التواضع، الحدیث:۴۴۹۰،ج ۳،ص ۴۲۷)

{32 }......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر، الحدیث: ۴۰۹۲، ص ۱۵۲۲)

تکبر کا علاج

{33 }......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اُون کا لباس پہننا، مؤمن فقراء کی صحبت میں بیٹھنا، دراز گوش (گدھا) پر سواری کرنا اور بکری کو رسی سے باندھ دینا تکبر سے براءت کے اسباب ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الملابس والاوانی، فصل فی التواضع، الحدیث: ۶۱۶۱، ج۵، ص ۱۵۳)

{34 }......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنا سامان خود اٹھالیا وہ تکبر سے آزاد ہوگیا۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۲۰۱، ج۶، ص ۲۹۲)

{35 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب میری اُمت کو پچھلی اُمتوں کی بدترین بیماری پہنچے گی جو کہ تکبر، کثرتِ مال کی حرص، دنیوی معاملات میں کینہ رکھنا، باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور حسد (کرنے پر مشتمل) ہے، یہاں تک کہ وہ سرکشی اختیار کرلے گی۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلة، باب داء الاعم......الخ، الحدیث: ۷۳۹۱، ج۵، ص ۳۴)

{36 }......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکوں میں ہوتا ہے جب کہ اطمینان ووقار بھیڑ بکریوں کے مالکوں میں ہوتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۳۸۰، ج۴، ص ۸۵، "بتقدمٍ وتأخرٍ")

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ لوگ

{37 }......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور وہ تین یہ ہیں: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور متکبر فقیر۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ، الحدیث: ۲۹۶، ص ۶۹۶)

{38 }......سرکارِ والا تبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ان چار لوگوں کو قطعاً پسند نہیں فرماتا: (۱) کثرت سے قسمیں کھانے والا تاجر (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث: ۲۵۷۷، ص ۲۲۵۴)

{39}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین افراد پیش کئے گئے، جو یہ ہیں: (۱) زبردستی حکمران بننے والا (۲) اپنے مال میں سے **اللہ** عزوجل کا حق ادا نہ کرنے والا مال دار اور (۳) متکبر فقیر۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم......الخ، باب صفۃ النار واھلھا، الحدیث: ۷۴۳۸، ج۹، ص۲۸۲)

{40}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور خود پسند۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب ذم الزنا، الحدیث: ۱۰۵۳۶، ج۶، ص۳۸۸)

{41}......حضور نبیٔ کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''متکبر فقیر، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے **اللہ** عزوجل پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(التاریخ الکبیر للبخاری، باب النون، باب نافع، الحدیث: ۲۲۵۵/۱۵۹۳، ج۷، ص۳۸۷)

{42}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اِترا کر چلے وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۶۰۰۲، ج۲، ص۶۲)

{43}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے جا رہا تھا، تکبر کے مارے اس کا تہبند لٹک رہا تھا تو **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں دھنستا رہے گا۔''

(المطالب العالیۃ لابن حجر، باب الزجر عن الخیلاء، الحدیث: ۲۵۴۶، ج۴، ص۶۸)

{44}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل اس بیس سالہ نوجوان کو پسند فرماتا ہے جو (کمزوری اور تواضع میں) 80 سالہ بوڑھے جیسا ہو اور اس 60 سالہ بوڑھے کو پسند نہیں فرماتا جو (چال ڈھال میں) 20 سالہ نوجوان جیسا ہو۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الھمزۃ مع النون، الحدیث: ۵۵۶۰، ج۲، ص۲۰۲)

{45}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکائے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہٗ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۸، ص۴۹۴)

{46}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تکبر کی بناء پر اپنا کپڑا لٹکائے

گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۶۶۵،ص۲۹۸)

{47}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودو نَوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر دل میں ہوتا ہے۔''

(کشف الخفاء، حرف الجیم، الحدیث: ۱۰۶۰،ج ۱،ص ۲۹۵)

{48}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگ جس چیز کو بھی بلند کرتے ہیں **اللہ** عزوجل اسے گرا دیتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب الزھد، الحدیث: ۱۰۵۱۱،ج۷،ص ۳۴۱)

خود پسندی

{49}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''خود پسندی (70) ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔''

{50}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر خود پسندی انسانی شکل میں ہوتی تو سب سے بدصورت انسان ہوتا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال،الحدیث:۱۷۶۵۰،ج۵،ص ۱۳۰)

{51}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اگر تم گناہ نہ کرتے ہوتے تو تم پر گناہوں سے بڑی مصیبت ڈال دی جاتی جو کہ خود پسندی ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ،الحدیث:۷۲۵۵،ج۵،ص۴۵۳)

{52}......حضرت سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوہِ مروہ پر ملاقات ہوئی تو دونوں حضرات آپس میں گفتگو کرنے لگے، پھر جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رونے لگے، لوگوں نے پوچھا:''اے ابوعبدالرحمٰن! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا:''انہوں نے یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے، جنہیں یقین ہے کہ انہوں نے مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا تکبر ہوگا **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں گرائے گا۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق،الحدیث:۸۱۵۴،ج۶،ص ۲۸۰)

{53}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے

والی قوموں کو باز آ جانا چاہئے، کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ قومیں **اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہو جائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، **اللّٰہ** عزوجل نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرما دیا ہے، اب آدمی متقی و مؤمن ہوگا یا بدبخت و بدکار، سب لوگ حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، الحدیث:۳۹۵۵، ص۲۰۵۵)

{54}......حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن جن وانس، درندوں اور پرندوں کو باہر نکلنے کا حکم دیا تو دو لاکھ انسان اور دو لاکھ جن حاضر خدمت ہو گئے، پھر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے بلند ہوئے کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں کے فرشتوں کی تسبیح کرنے کی آواز سن لی، پھر آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف لائے یہاں تک کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک سمندر سے مل گئے کہ اچانک آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آواز سنی، ''اگر تمہارے ساتھی کے دل میں رائی کے دانے جتنا بھی تکبر ہوتا تو میں اسے اس سے بھی دور تک زمین میں دھنسا دیتا جتنا اسے بلندی پر لے گیا تھا۔''

{55}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، الحدیث ۵۷۸۸، ص۴۹۴)

{56}......حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے نئے کپڑے پہن رکھے تھے تو میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیٹا! اپنا تہبند اونچا کر لو کیونکہ میں نے محبوبِ ربُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل تکبر سے اپنا تہبند لٹکانے والے پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم جر الثوب خیلاء، رقم ۵۴۵۳، ص ۱۰۵۱)

{57}......سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو مرفوع ذکر کیا ہے اور اس میں حضرت سیدنا عبداللہ بن واقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قریب سے گزرنے کا ذکر نہیں۔'' نیز امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی ایک روایت میں ہے: ''گزرنے والا وہ شخص بنی لیث سے تھا جس کا نام مذکور نہیں۔''

{58}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک دن اپنا لعاب دہن اپنی مبارک ہتھیلی پر ڈالا پھر اس میں اپنی انگلی ڈال کر ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرزند آدم! کیا تو مجھے عاجز کرے گا؟ حالانکہ میں نے تجھے اس جیسی چیز سے پیدا فرمایا ہے، یہاں تک کہ جب میں نے تجھے درست اور بے عیب پیدا کیا تو تُو دو چادریں اوڑھ کر زمین پر اِترا کر چلنے

لگا، تُو نے مال جمع کیا اور لوگوں سے روکے رکھا یہاں کہ جب تو اِنتہا کو جا پہنچا تو کہنے لگا: ''میں صدقہ کروں گا۔'' مگر اب صدقہ کا وقت کہاں؟'' (المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء......الخ، الحدیث: ۷۹۸۴، ج۵، ص۴۶۰، بدون "بردین وللأرض منک و…")

{59}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنم سے ایک ایسا بچھو نکلے گا جس کے دو کان ہوں گے اور وہ ان سے سنتا ہوگا، دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور ایک بولنے والی زبان ہوگی، اسے تین شخصوں پر مسلّط کیا جائے گا: (۱) ہر عناد رکھنے والے ظالم (۲) مشرک اور (۳) تصویر بنانے والے پر۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة النار، الحدیث: ۲۵۷۴، ص ۱۹۱۱)

{60}......تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت اور جہنم میں مباحثہ ہوگیا تو جہنم نے کہا: ''مجھے متکبرین اور ظالموں سے ترجیح دی گئی۔'' اور جنت نے کہا: ''مجھے کیا پرواہ ہوسکتی ہے کہ مجھ میں کمزور، عاجز اور گرے پڑے لوگ داخل ہوں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے جنت سے ارشاد فرمایا: ''تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا۔'' اور جہنم سے ارشاد فرمایا: ''تو میرا عذاب ہے، تیرے ذریعے میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا، اور تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها......الخ، الحدیث: ۷۱۷۳، ص ۱۱۷۲)

{61}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جنت اور جہنم میں مباحثہ ہوگیا تو جہنم نے کہا: ''مجھ میں ظالم اور متکبر لوگ ہیں۔'' اور جنت نے کہا: ''مجھ میں کمزور اور مسکین مسلمان ہیں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کے درمیان یوں فیصلہ فرمایا: ''اے جنت! تُو میری رحمت ہے، تیرے ذریعے میں جس پر چاہوں گا رحم کروں گا، اور اے جہنم! تُو میرا عذاب ہے تیرے ذریعے میں جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمۂ کرم پر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها......الخ، الحدیث: ۷۱۷۳، ص ۱۱۷۲، بتغیرٍ قلیل)

{62}......سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بدتر ہے وہ بندہ جو بخل اور تکبر کرے اور بلند و بالا اور بڑائی والے (یعنی **اللہ** عزوجل) کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو ظلم و زیادتی کرے اور جبار عزوجل کو بھلا دے، بدتر ہے وہ بندہ جو غافل ہو اور کھیل کود میں پڑا رہے اور قبرستان اور اس میں بوسیدہ ہونے کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو سرکشی کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی اِبتدا اور اِنتہا کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو دین کو شہواتِ نفسانیہ سے فریب اور دھوکا دے، بدتر ہے وہ بندہ جس کا رہنما حرص ہو، بدتر ہے وہ بندہ جس کو خواہشات راہِ حق سے بھٹکا دیں، بدتر ہے وہ بندہ جس کا شوق اور رغبت اس کو ذلیل و خوار کر دے۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب حدیث اضاعة الناس، الحدیث: ۲۴۴۸، ص ۱۸۹۸)

{63}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب

فارس (ایران) وروم میری اُمت کے ماتحت ہوں گے اور وہ متکبرانہ چال چلے گی تو وہ ایک دوسرے پر ہی قبضہ جمائیں گے۔''

{64}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے آپ کو بڑا جانے یا متکبرانہ چال چلے وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا۔''

(المسندللامام احمدبن حنبل، مسندعبداللہ بن عمربن خطاب، الحدیث:۲۰۰۲، ج۲، ص۴۱۰)

{65}......نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں: (۱) لالچ جس کی اطاعت کی جائے (۲) خواہش جس کی پیروی کی جائے (۳) بندے کا اپنے عمل کو پسند کرنا یعنی خود پسندی۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی المنھیات والمھلکات، الحدیث:۳۱۳، ج۱، ص۲۶۹)

{66}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں جن دو باتوں سے منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہیں، اور جن دو باتوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) ان میں سے پہلی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** پر استقامت ہے، کیونکہ اگر زمین وآسمان اور ان کی ہر چیز ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** ان سب پر غالب آجائے گا اور اگر زمین وآسمان ایک حلقہ ہو اور **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو اس پر رکھ دیا جائے تو یہ اس کو توڑ دے گا اور (۲) دوسری چیز جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں وہ **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ** پڑھنا ہے کیونکہ یہی ہر چیز کی تسبیح ہے اور اسی کے سبب ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل، مسندعبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث:۷۱۲۳، ج۲، ص۶۹۵)

{67}......حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: ''سعادت ہے اس کے لئے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنی کتاب سکھائی اور پھر وہ شخص ظالم ہو کر نہ مرا۔'' (الزھدللامام احمدبن حنبل، بقیۃ زھد عیسیٰ علیہ السلام، الحدیث:۴۷۲، ص۱۲۵)

{68}......حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے اس حالت میں گزرے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر پر لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھا رکھی تھی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: ''جب **اللہ** عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گٹھڑی اٹھانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اپنے آپ سے تکبر دور کرنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۰۰۰، ج۱۰، ص۷۵)

{69}......اور ایک روایت میں ہے: ''رائی کے ذرے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر، الحدیث:۲۶۷،ص ۶۹۴)

{70}......حضرت سیدنا کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر ابولہب کی بھٹی کی طرف جا رہا تھا کہ انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا ہم فلاں مقام پر پہنچ گئے ہیں؟'' تو میں نے عرض کی کہ ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب اس مقام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: ''میں اس جگہ پر حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ تھا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے متکبرانہ چال چلتا ہوا آیا، وہ اپنی چادریں دیکھتا ہوا اس پر اِترا رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے اِس جگہ زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند العباس بن عبدالمطلب، الحدیث: ۶۶۶۹،ج۶، ص۵

{71}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر متکبر، اِترا کر چلنے والا، مال جمع کرنے اور دوسروں کو نہ دینے والا جہنمی ہے، جبکہ ہر کمزور و مغلوب شخص جنتی ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق ، فصل فی التواضع، الحدیث:۸۱۷۰،ج۶،ص ۲۸۴

{72}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (حضرت سیدنا سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا: ''اے سراقہ! کیا میں تمہیں جنتی اور جہنمی لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر سختی کرنے والا، اِترا کر چلنے والا، اپنی بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے جبکہ کمزور اور مغلوب لوگ جنتی ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۶۵۸۹،ج۷،ص ۱۲۹)

{73}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں **اللہ** عزوجل کے بدترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ بداخلاق اور متکبر ہے، کیا میں تمہیں **اللہ** عزوجل کے سب سے بہترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور اور ضعیف سمجھا جانے والا بوسیدہ لباس پہننے والا شخص ہے جسے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اگر وہ کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھا لے تو **اللہ** عزوجل اس کی قسم ضرور پوری فرمائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند حذیفہ بن یمان، الحدیث: ۲۳۵۱۷،ج۹،ص ۱۲۰،بدون ''لایؤبہ لہ

{74}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے

میں خبر نہ دوں؟ (وہ) ہر کمزور یا کمزور سمجھا جانے والا وہ شخص ہے کہ جو اگر کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھالے تو وہ اس کی قسم ضرور پوری فرمائے، کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہر سرکش، اِترا کر چلنے والا اور متکبر شخص جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب عقل بعد ذالک......الخ،الحدیث:۴۹۱۸،ص۲۲

{75}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے''بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے نزدیک اور پسندیدہ شخص وہ ہوگا جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہوگا اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابلِ نفرت اور میری مجلس سے دور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں سے ٹھٹھا کرنے والے اور مُتَفَیْہِق ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بے ہودہ بکواس بکنے والوں اور لوگوں سے ٹھٹھا کرنے والوں کو تو ہم نے جان لیا مگر یہ مُتَفَیْہِق کون ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد ہر تکبر کرنے والا شخص ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معالی......الخ،الحدیث:۲۰۱۸،ص۱۸۵۳

جہنم کی وادی ھَبْھَب کا حق دار کون؟

{76}......حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا بلال بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: ''اے بلال! مجھے تیرے والدِ محترم نے اپنے باپ سے مروی یہ حدیث پاک بتائی تھی کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنم میں ایک وادی ہے جسے ھَبْھَب کہا جاتا ہے، یہ حق ہے کہ **اللہ** عزوجل ہر عناد رکھنے والے جابر انسان کو اس میں ٹھہرائے گا، لہٰذا اے بلال! تم اس وادی کے رہائشی بننے والوں میں شامل ہونے سے بچتے رہنا۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی موسیٰ الاشعری، الحدیث:۷۲۱۳،ج۶،ص۲۰۷

{77}......حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البحث، باب کیف یحشر الناس،الحدیث: ۱۸۳۲۸، ج۱۰، ص ۴۰۶)

جہنم کے تابوت:

{78}......مَحْبُوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جہنم میں کچھ تابوت ہیں جن میں متکبرین کو ڈال کر انہیں بند کر دیا جائے گا۔''

{79}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ روح کے جسم سے جدا ہوتے

وقت تین چیزوں سے بری ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ تین چیزیں ہیں: (۱) تکبر (۲) قرض اور (۳) خیانت۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب من مات وھو بری......الخ، الحدیث: ۲۲۶۴، ج ۲، ص ۲۴)

{80}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہو کر مرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(جامع الترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث: ۱۵۷۲، ص ۱۸۱۴)

تکبر کے متعلق بزرگانِ دین علیھم الرحمۃ کے فرامین

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھو کیونکہ حقیر مسلمان **اللہ** عزوجل کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہوتا ہے۔''

حضرت سیدنا وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب **اللہ** عزوجل نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''تُو ہر متکبر پر حرام ہے۔''

حضرت سیدنا احنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجب ہے کہ وہ تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو مرتبہ پیشاب گاہ سے نکلا ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجب ہے کہ وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے ناپاکی دھوتا ہے پھر بھی زمین وآسمان کے بادشاہ سے مقابلہ کرتا ہے۔''

حضرت سیدنا سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ گناہ تکبر ہے۔''

متکبر کو انوکھی نصیحت:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امیر کو متکبرانہ چال چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ اے احمق! تکبر سے اِتراتے ہوئے ناک چڑھا کر کہاں دیکھ رہا ہے؟ کیا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا یا ان نعمتوں کو دیکھ رہا ہے کہ جن کا تذکرہ **اللہ** عزوجل کے احکام میں نہیں۔'' جب اس نے یہ بات سنی تو عذر پیش کرنے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے معذرت نہ کر بلکہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کر کیا تم نے **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ○ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

خلیفہ بننے سے پہلے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ متکبرانہ چال چلے تو حضرت سیدنا طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے کندھے پر چٹکی کاٹ کر ارشاد فرمایا: ''جس کے پیٹ میں کچھ بھلائی ہو اس کی چال ایسی نہیں ہوتی۔'' تو حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معذرت خواہانہ انداز میں عرض کی: ''اے محترم چچا جان! ایسی چال چلنے کی وجہ سے میرے ہر عضو کو ماریں تاکہ وہ جان لے۔''

حضرت سیدنا محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو اِترا کر چلتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا ہے؟ تیری ماں کو تو میں نے دوسو درہم دے کر خریدا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ **اللہ** عزوجل مسلمانوں میں اس جیسے لوگوں کی کثرت نہ فرمائے۔''

حضرت سیدنا مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُہَلَّبْ (پورا نام مہلّب بن ابی صفرہ، حجاج کے لشکر کا ایک رئیس) کو ریشم کا جبہ پہنے اترا کر چلتے دیکھا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل کے بندے! یہ ایسی چال ہے جسے **اللہ** عزوجل اور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ناپسند فرماتے ہیں۔'' تو مُہَلَّبْ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں! میں جانتا ہوں کہ تمہاری ابتدا ایک حقیر نطفہ سے ہوئی اور اِنتہا بدبودار مردار کی صورت میں ہو گی اور ان دونوں کی درمیانی مدت میں گندگی اٹھائے پھر رہے ہو۔'' تو مُہَلَّبْ نے ایسی چال چلنا چھوڑ دی۔

تنبیہات

تنبیہ 1:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت بھی اس کی قائل ہے، بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فخر تکبر اور خود پسندی وغیرہ کو انیسواں کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، عنقریب اس کی مکمل وضاحت باب اللباس میں آئے گی، اور انہوں نے اپنے اس قول کی دلیل گزشتہ مروی احادیثِ مبارکہ کو ہی بنایا ہے چنانچہ، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر، الحدیث:۲۶۷،ص۶۹۴)

اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ (پ۱۸،النور:۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں۔

کی وضاحت میں **تفسیرِ قرطبی** میں لکھا ہے کہ ''اگر ان عورتوں نے ایسا مردوں کے سامنے خود کو نمایاں کرنے کی غرض سے کیا تو یہ حرام ہے اور اسی طرح اُن مردوں کے لئے بھی ایسا کرنا حرام ہے جو خود پسندی کے زعم میں زور زور سے زمین پر جوتے پٹختے ہیں کیونکہ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔''

تکبر یا **اللہ عزوجل کے مقابلہ میں** ہوگا جو کہ تکبر کی سب سے بُری قسم ہے جیسے فرعون، اور نمرود کا تکبر کہ انہوں نے **اللہ** عزوجل کی بندگی سے انکار کر دیا اور ربوبیت کا دعوی کر بیٹھے، چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ۝ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ (پ۲۴، المؤمن:۶۰)

{۲}

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ ترجمۂ کنزالایمان: مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا۔ (پ۶، النساء:۱۷۲)

یا **اللہ عزوجل کے رسول کے مقابلہ میں** ہوگا، اس کی صورت یہ ہے کہ تکبر، جہالت اور عناد کی بنا پر رسول کی پیروی نہ کرنا جیسا کہ **اللہ** عزوجل نے کفارِ مکہ اور دیگر اُمتوں کے کافروں کی حکایات بیان فرمائی ہیں یا پھر **بندوں کے مقابلہ میں** ہوگا، وہ اس طرح کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس کی اطاعت سے انکار کرنا، اُس پر بڑائی چاہنا اور مساوات کو ناپسند کرنا، یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت بادشاہِ حقیقی عزوجل ہی کے لائق ہے نہ کہ عاجز اور کمزور بندے کے لائق، لہٰذا بندے کا تکبر کرنا **اللہ** عزوجل کے ساتھ اس کی ایسی صفت میں جھگڑنا ہے جو اسی مالک عزوجل کے لائق ہے، متکبر بندہ گویا اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی بادشاہ کا تاج پہنا اور پھر اس کے تخت پر بیٹھ گیا، تو اس کی ناراضگی کے مستحق ہونے اور جلد ہی ذلیل و رسوا ہو جانے کا کیا عالم ہوگا؟ اسی لئے بیان شدہ حدیث مبارکہ میں **اللہ** عزوجل نے فرمایا: ''جو میری عظمت اور کبریائی میں میرے ساتھ جھگڑا کرے گا میں اسے ہلاک کر دوں گا۔'' مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صفات اللہ رب العزت عزوجل ہی کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا ان میں جھگڑا کرنے والا صفاتِ اِلٰہیہ میں جھگڑا کرنے والا ہے، اسی طرح بندوں پر اپنی بڑائی بیان کرنا بھی **اللہ** عزوجل کے ہی لائق ہے لہٰذا جو بندوں پر تکبر کرے گا اسے مجرم سمجھا جائے گا جس طرح بادشاہ کے خاص غلاموں کو ذلیل سمجھتے ہوئے کسی وجہ سے ان سے جھگڑنا اگرچہ اس کی غلطی بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے جیسی نہیں۔

تکبر کی ان دونوں قسموں میں حق کے احکام کی مخالفت لازم آتی ہے، ان میں خود پسندی اور نفسانی خواہش کی بنا پر دینی مسائل میں جھگڑنے والے بھی داخل ہیں کیونکہ متکبر کا نفس غیر سے سنی ہوئی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے، اگرچہ اس پر اس کی حقانیت بھی واضح ہوگئی ہو بلکہ اس کا تکبر اسے اس بات کو غلط اور باطل ثابت کرنے میں مبالغہ کی طرف لے جاتا ہے، لہٰذا اس شخص پر **اللہ** عزوجل کے یہ فرامین صادق آتے ہیں:

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝ (پ۲۴، حٰمۤ السجدة:۲۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل (شور) کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔

{۲}

وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۝ (پ۲، البقرة:۲۰۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''**بندے کے گناہ گار ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ اللہ عزوجل سے ڈرو تو وہ کہے تُو صرف اپنی فکر کر۔**''

{81}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' تو اس نے تکبر کی بنا پر کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' تو اس کا ہاتھ ہی خشک ہوگیا اور اس کے بعد وہ کبھی اپنا وہ ہاتھ اٹھا نہ سکا۔

(صحیح مسلم، کتاب ،الحدیث: ۲۰۲۱،ص ۱۱۱۸ ،مفہوماً)

ایسی صورت میں بندوں پر تکبر کرنا خالق پر تکبر کی طرف لے جاتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ابلیس نے جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے اس قول (اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ) کے ذریعے تکبر اور حسد کیا تو اس کی یہ بات **اللہ** عزوجل کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے اسے **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تکبر کی طرف لے گئی اور وہ ابدی ہلاکت میں مبتلا ہوگیا، اسی لئے صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حق کو قبول نہ کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے کو متکبر کی علامات قرار دیا۔

تکبر کی وجوہات:

علم وعمل، نسب ومال، حسن وجمال، طاقت وقوت اور مریدین کی کثرت کی وجہ سے غیر سے کامل امتیاز کا اعتقاد رکھنا تکبر پر ابھارنے کا سبب ہے، جن علما کو **اللہ** عزوجل کی جانب سے توفیق کا نور عطا نہیں کیا گیا وہ دوسروں کے مقابلے میں جلد تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنے مقابلے میں چوپائے کی طرح سمجھتا ہے، اس لئے وہ اس کے ان شرعی حقوق کی

ادائیگی میں کمی کرتا ہے جن کا مطالبہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے جیسے سلام کرنا، عیادت کرنا اور ملاقات کے وقت خوشی کا اظہار وغیرہ کرنا، اور اس سے ان معاملات میں اس پر رفعت کی خواہش کی بنا پر کمی کی امید نہیں رکھتا، اور حقیقتاً ایسا کرنے والا ہی سب سے بڑا جاہل ہے کیونکہ وہ اپنی اوقات، اپنے رب عزوجل کی شان وعظمت، موت کے وقت کے خطرات اور حالات کے بدل جانے سے بے خبر ہے کیونکہ علم کی شان تو یہ ہے کہ وہ بندے کے خوف اور تواضع میں اضافہ کرے اس لئے کہ **اللہ** عزوجل اپنے علم حقیقی کی بنا پر اس کے خلاف ایک بہت بڑی حجت ہے، نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے بھی قاصر ہے۔ البتہ اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ اس کا علم یا تو دنیا کی خاطر ہوگا یا اسے حاصل کرنے میں اخلاص کی نیت نہ ہوگی اور اس نے کسی اور نیت سے علم حاصل کیا ہوگا اسی لئے یہ قباحتیں اسے لاحق ہوں گی۔ اسی طرح جو علماء نیک نامی کی وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں، ان کی طرف بھی تکبر جلد آجاتا ہے کیونکہ لوگ اپنے معاملات کے فیصلے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں اور ان کی عزت کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں تو وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ ارفع واعلیٰ ہیں اور دیگر لوگ ان کے اعمال تک نہ پہنچنے کی وجہ سے ان سے کم تر ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کا یہ گمان ان سے علم چھن جانے کا سبب بن سکتا ہے۔ جیسا کہ،

بدکار کی وجہ سے عالم کے اعمال برباد ہو گئے:

بنی اسرائیل کے ایک بدکار شخص کا واقعہ ہے کہ وہ کسی عابد کے پاس اس سے نفع اٹھانے کے لئے بیٹھ گیا تو اس عابد کو اس کا بیٹھنا ناگوار گزرا اور اس نے اسے دھتکار دیا تو **اللہ** عزوجل نے اس وقت کے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف وحی فرمائی کہ ''اس نے بدکار کو بخش دیا اور عابد کے عمل برباد کر دیئے۔''

اطاعت میں کبھی جاہل عالم سے بڑھ جاتا ہے:

عام اَن پڑھ شخص جب **اللہ** عزوجل کی ہیبت اور اس کے خوف سے تواضع اور عاجزی کرتا ہے تو دل سے اس کی اطاعت کرنے لگتا ہے، لہٰذا وہ متکبر عالم اور خود پسندی میں مبتلا عابد سے زیادہ اطاعت گزار ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات کچھ لوگوں کی حماقت اور بیوقوفی اس وقت اِنتہا کو پہنچ جاتی ہے جب انہیں ایذاء دی جائے تو وہ ایذا دینے والے کو دھمکاتے ہوئے کہتے ہیں: ''عنقریب تم اس کا انجام دیکھ لوگے۔'' اب اگر انہیں ایذاء دینے والا اتفاق سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو وہ لوگ اپنی قدر ومنزلت کو اعلیٰ سمجھتے ہوئے جہالت کے غلبہ کی وجہ سے اسے اپنی کرامت شمار کرنے لگتے ہیں، کیونکہ جہالت خود پسندی، تکبر اور **اللہ** عزوجل کی مشیت سے دھوکا کھانے کے مجموعہ کا نام ہے، بلاشبہ بہت سے بدبختوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو شہید کیا مگر جب انہیں دنیا میں اس کی سزا نہیں ملی تو پھر اس جاہل کی حیثیت کیا ہے؟

تکبر کے اسباب:

جب آپ پر تکبر کی یہ دونوں قسمیں واضح ہو گئیں جن پر ظاہر میں دین و دنیا کا دارومدار ہے تو جاہ وحشمت والے لوگوں کے تکبر کا حال بھی عیاں ہو جائے گا کہ نسب پر تکبر کرنے والا بعض اوقات کم نسب والے کو اپنا غلام سمجھنے لگتا ہے، اسی طرح خوبصورت لوگ اپنے حسن پر غرور کرتے ہیں اور یہ صورت اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے، مال کی وجہ سے بھی تکبر کیا جاتا ہے جیسا کہ اربابِ اختیار اور تاجروں وغیرہ میں عام مشاہدہ کیا گیا ہے، نیز پیروی کرنے والوں اور لشکر پر تکبر کرنا اکثر بادشاہوں کا وطیرہ ہے۔ (یہ لوگ خود سے کم تر لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں)

خود پسندی، کینہ اور حسد وریا کاری تکبر کی آگ کو بھڑکانے کے اسباب ہیں، کیونکہ تکبر ایک باطنی خصلت وعادت ہے اور یہ خود کو بڑا گمان کرنے اور دوسرے سے زیادہ قابلِ قدر سمجھنے کا نام ہے، اس کا حقیقی سبب فقط خود پسندی ہی ہے، جیسا کہ آئندہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا، جو اپنے علم وعمل اور مذکورہ بالا دیگر خوبیوں پر خوش ہوگا تو اس کا نفس بھی بڑائی چاہے گا، تکبر کرے گا اور ظلم وسرکشی کا مرتکب ہوگا، جبکہ خود پسندی کے علاوہ دیگر جو اُمور ہم نے بیان کئے ہیں وہ ظاہری تکبر کے اسباب ہیں، کیونکہ ایسے تکبر پر حسد اور کینہ ہی اُبھارتے ہیں جبکہ ریاکاری تکبر کی دوسری ظاہری صورت کا سبب ہے۔

تنبیہ 2:

ہر انسان تکبر اور اس کے بُرے نتائج سے چھٹکارا چاہتا ہے کیونکہ یہ مہلکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی بیماریوں میں سے ہے، حالانکہ اس سے کوئی انسان پاک نہیں، اور اس کا ازالہ فرضِ عین ہے، جو صرف تمنا اور خواہش سے نہ ہوگا بلکہ مفید ادویہ کے استعمال سے اسے جڑ سے ختم کرنا ضروری ہے، کیونکہ جو کماحقہ اپنے نفس کو پہچان لے یعنی وہ اپنی ابتدا میں غور کرلے کہ وہ کس طرح سب سے حقیر اور ذلیل شے یعنی مٹی تھا پھر منی بنا اور ان دونوں کی درمیانی حالت میں اس طرح غور کرے کہ وہ کس کس طرح علوم ومعارف سیکھنے کا اہل ہوا اور ایک درجے سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا اور اپنی انتہا میں اس طرح غور کرے کہ وہ کس طرح فنا ہوگا اور پھر اپنی ابتدا یعنی مٹی کی طرف لوٹ جائے گا پھر اسے حشر کے میدان میں لوٹایا جائے گا پھر یا تو جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا یا پھر جنت، اور **اللہ** عزوجل نے اس کے بارے میں جو سب سے واضح اشارہ دیا ہے وہ اس فرمان میں ہے:

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِهٖۤ ۝ (پ۳۰، عبس: ۱۷ تا ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اسے حکم ہوا تھا تو آدمی کو چاہئے اپنے کھانوں کو دیکھے۔

لہٰذا جو شخص اس میں اور اس جیسی ان دیگر مثالوں میں غور کرے جن کی طرف یہ آیات اشارہ کرتی ہیں تو وہ جان لے گا کہ وہ ہر ذلیل وحقیر چیز سے بھی زیادہ حقیر اور ذلیل ہے، اور عاجزی وانکساری اسی کے لائق ہے، نیز اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب عزوجل کی معرفت حاصل کرے تا کہ وہ یہ جان سکے کہ عظمت اور کبریائی فقط **اللہ** عزوجل ہی کو زیبا ہے، جبکہ میرے نفس کو ایک لمحے کے لئے بھی خوش ہونا مناسب نہیں، آدمی کا اپنی تخلیق کے ابتدائی اور وسطی مراحل کی حقیقت جان لینے کے بعد یہ غرور وتکبر کیسا؟ اور اگر اس کا انجام بھی اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش! وہ کوئی جانور ہوتا اگر چہ اسے کتا ہی بنا دیا جاتا خصوصاً جبکہ **اللہ** عزوجل کے علم میں وہ جہنمی ہو، اور اگر دنیا والے جہنمیوں میں سے کسی کی صورت دیکھ لیں تو اس کی بدصورتی دیکھ کر چکرا کر گر پڑیں بلکہ اس کی بدبو سے مر ہی جائیں، تو جس کا انجام ایسا ہو۔ وہ کیسے تکبر اور بڑائی میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ اور کون سا بندہ ایسا ہے جس نے کوئی ایسا گناہ ہی نہ کیا ہو کہ جس کی وجہ سے وہ **اللہ** عزوجل کے عقاب کا سزاوار ہو سکے، ہاں اگر **اللہ** عزوجل چاہے گا تو اپنے فضل سے اسے معاف فرما دے گا۔

جو ہماری ان باتوں میں حقیقی غور وفکر کرے تو اس کی نظر میں اس کے علم وعمل، جاہ ومنصب اور مال کی اہمیت ختم ہو جائے گی نیز وہ ہر چیز سے بھاگ کر **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں آ کر اس کے آگے گڑگڑائے گا اور یہ یقین کر لے گا کہ وہ ہر چیز سے زیادہ ذلیل وحقیر ہے، تو پھر وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک بدبخت ہونا کیسے پسند کرے گا؟

نفس میں ظاہر ہونے والے کامل تکبر کا علم اس وقت ہوتا ہے جب کسی بندے کو اس کا نفس یہ خیال دلاتا ہے کہ وہ تکبر سے پاک ہے، لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے کسی ہم عصر سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کرے، پھر اگر اس کے مخالف کے ہاتھ پر حق ظاہر ہو جائے تو اگر اس کا دل اسے قبول کرنے پر مطمئن ہو اور اس کے شکر اور فضیلت کا اعلان کر دے اور یہ بیان کر دے کہ اس کے ہاتھ پر حق ظاہر ہو گیا ہے اور یہی معاملہ ہر اس شخص کے ساتھ ہو جس سے اس نے مناظرہ کیا ہو تو قرائن اس بات کو ظاہر کر دیں گے کہ وہ تکبر سے بری ہے، اور اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو بلاشبہ یہ شخص خود پسندی وتکبر میں مبتلا ہے اور اس پر گذشتہ

باتوں میں غور کر کے اس کا علاج کرنا لازم ہے تا کہ تکبر کی جڑیں ختم ہو جائیں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہمعصر لوگوں کو مجالس میں خود پر مقدم کرے، مگر اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اس کا انداز لوگوں کو اس گمان میں نہ ڈالے کہ تواضع ظاہر کر رہا ہے جیسے ان کی صف چھوڑ کر گندی جگہ پر بیٹھنا وغیرہ کیونکہ یہ تو عین تکبر ہے، اور اس طریقہ سے بھی تکبر کی جڑیں کاٹ سکتا ہے کہ وہ فقیر کی دعوت قبول کرے، اس سے گفتگو کرے، اسے اپنے ساتھ بٹھائے، اپنی ضروریات کے لئے خود بازار جائے، فقراً ومحتاج لوگوں کی حاجت پوری کرنے کے لئے بھی بذات خود جائے اور اپنی حاجت پر دوسروں کی حاجت کو ترجیح دے تو حدیثِ مبارکہ کے مطابق یہ تمام باتیں تکبر سے نجات کے طریقے ہیں، یہ باتیں خلوت اور جلوت دونوں ہی میں یکساں ہوں ورنہ وہ یا تو متکبر ہوگا یا پھر ریاکار۔ اور یہ دونوں ہی یعنی تکبر اور ریاکاری امراضِ قلوب میں سے ہیں، اگر ان کا علاج نہ کیا جائے تو یہ ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ بعض اوقات لوگوں کو یہ عادت مہلت دیتی ہے اور وہ جسم کو سنوارنے میں مشغول ہو جاتے ہیں حالانکہ آخرت میں دل کی سلامتی ہی سے سلامتی حاصل ہوگی یعنی شرک یا غیراللہ کے خیال سے پاک دل لے کر آئے گا چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ؕ (پ۱۹، الشعرآء:۸۹) ترجمۂ کنزالایمان: مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

تنبیہ 3:

عُجب یعنی خود پسندی کی مذمت اور اس کے مہلک ہونے کا ذکر احادیث میں گزر چکا ہے، **اللہ** عزوجل نے بھی اپنے اس فرمان عالیشان سے اس کی مذمت فرمائی:

وَیَوۡمَ حُنَیۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ کَثۡرَتُکُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡکُمۡ شَیۡـًٔا (پ۱۰، التوبۃ:۲۵) ترجمۂ کنزالایمان: اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔

{۲}

وَہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ۝ (پ۱۶، الکہف:۱۰۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

بعض اوقات بندہ اپنے کسی کام کو پسند کرتا ہے حالانکہ کبھی تو وہ اس میں صحیح ہوتا ہے اور کبھی غلط۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہلاکت دو چیزوں میں ہے: (۱) مایوسی (۲) اور خود پسندی میں۔'' یعنی مایوس شخص اعمال کے نفع سے ناامید ہوتا ہے جس کا لازمی اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اعمال چھوڑ دیتا ہے، اور خود پسندی کا شکار اپنے آپ کو خوش بخت اور مراد پالینے والا سمجھتا ہے لہٰذا عمل کی ضرورت نہیں سمجھتا، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠ ۝ (پ۲۷، النجم ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔

تزکیۂ نفس سے یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ نیک ہے، حالانکہ خود پسندی کا بھی یہی مطلب ہے، حضرت سیدنا مطرف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اگر میں رات سو کر گزاروں اور صبح کو اس پر ندامت محسوس کروں تو یہ میرے لئے رات بھر عبادت کرنے اور صبح کو اس پر خوش ہونے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

حضرت سیدنا بشر بن منصور رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے طویل نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''تم نے میرا جو عمل دیکھا ہے اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ ابلیس نے ایک طویل مدت تک ملائکہ کے ساتھ **اللہ** عزوجل کی عبادت کی تھی پھر بھی وہ مردود ہو گیا۔''

تنبیہ 4: خود پسندی کی آفات

عجب کی بہت سی آفتیں ہیں اس سے **کِبر** پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا **کِبر** کی آفات عجب کی بھی آفات ہوئیں کیونکہ وہ اصل ہے، یہ صورت بندوں کے مقابلے میں ہے جبکہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ عجب سے مراد یہ ہے کہ بندہ یہ گمان کر کے اپنے گناہ بھول جائے کہ اس پر ان کا مؤاخذہ نہ ہوگا اور نہ ہی اسے ان کی سزا ملے گی، یہ عمل بندے کو اپنی عبادات کو عظیم سمجھنے پر ابھارتا ہے، وہ انہیں ادا کر کے **اللہ** عزوجل پر گویا احسان جتلاتا ہے اور اس کی آفات کو نہ جانتے ہوئے اندھا ہو جاتا ہے اس طرح وہ اپنی تمام یا اکثر عبادات ضائع کر بیٹھتا ہے، کیونکہ عمل جب تک ان برائیوں سے پاک نہ ہوگا نفع نہ دے گا اور عمل کو ان برائیوں سے پاکیزہ رکھنے پر خوف ہی ابھار سکتا ہے، جبکہ خود پسند شخص کو اس کا نفس اپنے رب عزوجل سے دھوکے میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کی خفیہ تدبیر اور اس کے عقاب سے بے خوف ہو جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ یہ عمل کرنے کی وجہ سے اس کا **اللہ** عزوجل پر کوئی حق ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگتا ہے، اپنی رائے، عقل اور علم پر فخر کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کا یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کا نفس علم وعمل میں غیر کی طرف رجوع کرنے سے مطمئن نہیں ہوتا اس لئے وہ نصیحت کی بات پر کان نہیں دھرتا بلکہ غیر کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے نصیحت حاصل ہی نہیں کر پاتا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خود پسندی ایسے وصف پر ہوتی ہے جو بندے کی ذات میں کمال کا درجہ رکھتا ہے، مگر بندہ جب تک اس وصف کے چھن جانے سے خوفزدہ رہتا ہے خود پسندی میں مبتلا نہیں ہوتا، اسی طرح اگر وہ اس بات پر خوش ہو کہ یہ **اللہ** عزوجل کی نعمت ہے اور اسی نے اسے عطا فرمائی ہے تب بھی وہ خود پسندی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اگر وہ اس پر اس لئے خوش ہو کہ اس کی

صفت کمال ہے اوراس کی نسبت کے **اللہ** عزوجل کی طرف ہونے سے آنکھیں بند کر لے تو یہی خود پسندی میں مبتلا ہونا، اس نعمت کو بڑا سمجھنا اوراس کی **اللہ** عزوجل کی طرف نسبت کو بھول جانا ہے۔ اب اگراس کے اس اعتقاد کی بنا پر کہ اس کا **اللہ** عزوجل کے ہاں کچھ حق ہے، اس کی توقعات کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا جائے تو اب وہ بندہ ناز و ادا اور نخرے کے مقام پر کھڑا ہوگا جو کہ عجب سے بھی خاص ہے۔

تنبیہ 5:

عجب اور **کِبْر** کے گذشتہ فرق سے معلوم ہوا کہ **کِبْر** کبھی باطنی ہوتا ہے جو کہ نفس میں پیدا ہونے والی کیفیت کا نام ہے اس کیفیت کو **کِبْر** کا نام دینا زیادہ مناسب ہے، اور کبھی ظاہری ہوتا ہے جو کہ اعضا سے صادر ہونے والے اعمال کا نام ہے اور یہ اعمال نفس میں پیدا شدہ اسی کیفیت کے نتائج ہوتے ہیں کہ جن کے ظہور کے وقت اس کیفیت کو تکبر کہا جاتا ہے اور ان نتائج کی عدم موجودگی کی صورت میں اسے **کِبْر** کہا جاتا ہے، لہٰذا اصل وہی نفس میں پیدا ہونے والی کیفیت ہے جو خود کو کسی سے برتر سمجھنے سے تسکین پاتی ہے اور یہ کیفیت دو چیزوں کا تقاضا کرتی ہے (۱) جس پر تکبر کیا جائے (۲) جس کی وجہ سے تکبر کیا جائے۔ اسی سے تکبر اور خود پسندی میں فرق واضح ہو جاتا ہے کیونکہ عجب میں یہ دونوں چیزیں ضرورت کی نہیں ہوتیں یہاں تک کہ اگر کسی انسان کے بارے میں فرض کرلیا جائے کہ وہ ساری زندگی تنہا رہا ہو تو یہ تو ممکن ہے کہ وہ خود پسندی میں مبتلا ہو جائے مگر وہ تکبر نہیں کرسکتا کیونکہ فقط کسی شے کو بڑا سمجھنا تکبر کا سبب نہیں ہوسکتا جب تک کہ دوسرا کوئی شخص موجود نہ ہو۔

تنبیہ 6: خود پسندی کا علاج

عجب یعنی خود پسندی کا علاج بھی نہایت ضروری ہے اور کلیہ یہ ہے کہ مرض کا علاج ہمیشہ اس کی ضد سے ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کی ضد جہل محض ہے، جیسا کہ اس کی بیان کردہ تعریف سے ظاہر ہے اوراس کی شفا یہ ہے کہ ایسی بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ جس کا کوئی انکار نہ کرسکے اور وہ یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل نے تیرے لئے علم وعمل وغیرہ مقدر کر دیئے ہیں اور وہی تجھے توفیق کی نعمتیں عطا فرماتا، اور تجھے نسب و مال اور جاہ و حشمت والا بناتا ہے، لہٰذا جو چیز نہ **اللہ** عزوجل کے لئے ہو نہ ہی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہو اس پر انسان کیسے عجب کرسکتا ہے جبکہ اس کا محل ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا کیوں کہ محل کے ایجاد اور تحصیل میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ اس کے سبب ہونے پر نظر کرنا تفکر کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ جب وہ غور و فکر کرے گا کہ اسباب میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی بلکہ تاثیر تو اسباب پیدا کرنے والے اور ان کے ذریعے بندوں پر انعام فرمانے والے مؤثر حقیقی **اللہ** عزوجل کے لئے ہے، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ صرف ایسی خوبی پر خود پسندی میں مبتلا ہو جو اس نے نہ کسی کو پہلے عطا فرمائی اور نہ ہی اس شخص

کے علاوہ کسی اور کو عطا فرمائے گا،

اگر کوئی یہ کہے: ''اگر اللہ عزوجل میرے اندر باطنی صفت محمودہ کو نہ جانتا تو مجھے دوسروں پر ہرگز ترجیح نہ دیتا۔'' اس کا جواب یہ ہے: ''وہ اوصاف حمیدہ بھی اللہ عزوجل کے پیدا کرنے اور نعمت فرمانے سے ہیں۔''

جو اپنے خاتمہ اور عاقبت کو جان لے وہ اس قسم کی کسی بھی شے پر خود پسندی میں کیونکر مبتلا ہوسکتا ہے؟ کیونکہ اس کو جس بھی اچھی صفت کا حامل تسلیم کرلیا جائے وہ شیطان سے زیادہ عبادت گزار، اپنے زمانے میں بلعم بن باعوراء سے بڑا عالم اور ابوطالب سے زیادہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مقرب نہیں ہوسکتا، نہ ہی وہ جنت اور مکہ مکرمہ سے زیادہ مرتبہ والا بن سکتا ہے، جب کہ تم ان لوگوں کے برے خاتمہ کا حال جان چکے ہو اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جنت میں حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور مکہ مکرمہ میں کفار کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا، تو نسب، علم، محل وغیرہ پر خود پسندی میں مبتلا ہونے سے ڈرو، یہ سب باتیں تو اس صورت میں تھیں جب تم حق پر عجب کرتے، لہٰذا باطل پر عجب میں مبتلا ہونے کی برائی کیا ہوگی؟

اور اکثر خود پسندی باطل ہی کی بنا پر ہوتی ہے، چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۫ (پ۲۲، فاطر:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ جس کی نگاہ میں اس کا بُرا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہوجائے گا اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے۔

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس بات کی پہلے ہی خبر دے چکے ہیں کہ یہ عمل اس اُمت کے آخری لوگوں میں غالب ہوگا کیونکہ تمام بدعتی اور گمراہ لوگ اپنی فاسد آراء پر خود پسندی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اصرار کریں گے اسی وجہ سے پچھلی اُمتیں ہلاکت میں مبتلا ہوگئیں کیونکہ وہ ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ہر ایک اپنی رائے کو پسند کرنے لگا۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے کہ،

كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (پ۲۱، الروم:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہرگروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے۔

{۲}

فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ۝ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۱۸، المؤمنون:۵۴۔۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو تم ان کو چھوڑ دو ان کے نشہ میں ایک وقت تک کیا یہ خیال کررہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کررہے ہیں مال اور بیٹوں سے یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔

یعنی بعض اوقات یہ بدی اور استدراج ہوجاتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ0 وَاُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ0 (پ۹،الاعراف:۱۸۲،۱۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے۔

تواضع اور عاجزی کی فضیلت

جب آپ پر غرور وتکبر اور خود پسندی کی مذمت، ان کی آفات اور برائیاں ظاہر ہوگئیں تو اب تقاضا اس بات کا ہے کہ تواضع کے فضائل اوراس کے بلند مرتبہ کو بھی بیان کیا جائے کیونکہ اشیاء کی پہچان ان کی ضدوں ہی سے ہوتی ہے۔لہٰذا اس سلسلے میں وارد روایات کچھ اس طرح ہیں:

{82}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک **اللہ** عزوجل نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ اتنی عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر کرے نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ و نعیمھا، باب صفات التی یصرف بھا، الحدیث: ۷۲۱۰،ص ۱۱۷۵)

{83}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، **اللہ** عزوجل بندے کے عفوودرگزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے اور جو شخص **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر،باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ۶۵۹۲،ص ۱۳۹۷)

{84}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے، لہٰذا تواضع اختیار کرو، **اللہ** عزوجل تمہیں بلندی عطا فرمائے گا اور درگزر سے کام لینا بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا عفوودرگزر سے کام لیا کرو، **اللہ** عزوجل تمہیں عزت عطا فرمائے گا اور صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا صدقہ دیا کرو **اللہ** عزوجل تم پر رحم فرمائے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۱۶،ج۳،ص ۴۸)

{85}......نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**خوشخبری ہے اس کے لئے** جو عیب نہ ہونے کے باوجود تواضع اختیار کرے، سوال کئے بغیر خود کو ذلیل سمجھے، جائز طریقے سے کمایا ہوا مال راہ خدا عزوجل میں خرچ کرے، بے سروسامان اور مسکین لوگوں پر رحم کرے اور علم وحکمت والے لوگوں سے میل جول رکھے، **خوش بختی ہے اس کے لئے** جس کی کمائی پاکیزہ ہو، باطن اچھا ہو، ظاہر بزرگی والا ہو اور جو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اور **سعادت مندی ہے اس کے لئے**

جو اپنے علم پر عمل کرے، اپنی ضرورت سے زائد مال کو راہ خدا عزوجل میں خرچ کرے اور فضول گوئی سے رُک جائے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۴۶۱۶،ج۵،ص۷۲)

{86}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب بندہ تواضع کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرما دیتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال،باب التواضع،الحدیث:۵۷۱۷،ج۳،ص۴۹)

{87}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو **اللہ** عزوجل کے لئے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے ایک درجہ بلندی عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے **عِلِّیِّیْن** میں پہنچا دیتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان،باب التواضع والکبر والعجب، ذکر الاخبارعن وضع اللہ،الحدیث:۵۶۴۹،ج۷،ص۷۵)

{88}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''(تواضع کرنے والے کو) **اللہ** عزوجل **اَعْلٰی عِلِّیِّیْن** میں پہنچا دیتا ہے اور جو **اللہ** عزوجل پر ایک درجہ (یعنی تھوڑا سا) بھی تکبر کرے **اللہ** عزوجل اسے ایک درجہ پستی میں گرا دیتا ہے یہاں تک کہ اسے **اَسْفَلُ السَّافِلِیْن** میں پہنچا دیتا ہے۔ (المرجع السابق)

{89}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو اور تم میں سے کوئی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔''

(سنن ابن ماجہ،ابواب الزھد، باب البرأۃ من الکبر،الحدیث:۴۱۷۹،ص۲۷۳۱،''لایبغی''بدلہ''لایفخر)

{90}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو اپنے مسلمان بھائی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے اور جو اس پر بلندی چاہتا ہے **اللہ** عزوجل اسے پستی میں ڈال دیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث: ۷۱۱ ،ج۵،ص۳۹۰)

{91}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تکبر سے بچتے رہو کیونکہ سفید پوش آدمی بھی متکبر ہوسکتا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۵۴۳،ج۱،ص۱۶۶)

{92}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مجلس میں کم رتبہ والی جگہ پر راضی ہو جانا **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع کرنے میں سے ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۰۵،ج۱،ص۱۱۴)

{93}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تواضع اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو **اللہ** عزوجل کے بڑے مرتبہ والے بندے بن جاؤ گے اور تکبر سے بھی بَری ہو جاؤ گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۲۲،ج۳،ص۴۹)

{94}......سیِّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کسی چیز کا مالک خود اس کا بوجھ اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے مگر جب وہ ضعیف ہو اور اسے اٹھا نہ سکتا ہو تو اس کا مسلمان بھائی بوجھ اٹھانے میں اس کی مدد کرے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۶۵۹۴،ج۵،ص۶۵)

{95}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تواضع کو لازم پکڑ لو کیونکہ تواضع دل میں ہوتی ہے اور کوئی مسلمان کسی مسلمان کو ایذاء نہ دے کیونکہ بعض اوقات کمزور نظر آنے والے لوگ ایسے بھی ہیں کہ اگر کسی بات پر **اللہ** عزوجل کی قسم اٹھالیں تو **اللہ** عزوجل ان کی قسم ضرور پوری فرماتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۷۷۶۸،ج۸،ص۱۸۶)

{96}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس کا خادم اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے اور بازار میں وہ گدھے پر سواری کرے اور بکری کا دودھ دوہنے کے لئے اس کی ٹانگیں رسی سے باندھے وہ متکبر نہیں ہوسکتا۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق ، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۱۸۸،ج۶،ص۲۸۹)

{97}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر شخص کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جسے ایک فرشتہ تھامے ہوتا ہے اگر وہ تواضع سے کام لے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے:''اس کی قدر بلند کردو۔'' اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے:''اس کی قدر و منزلت کو پست کردو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۹۳۹،ج۱۲،ص۱۶۹)

{98}......مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کی **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرما دیتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی التواضع،الحدیث:۱۳۰۶۷،ج۸،ص۱۵۷)

{99}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کھردرا اور تنگ لباس پہنا کرو تاکہ عزت افزائی اور فخر کو تم میں کوئی جگہ نہ ملے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۲۸،ج۳،ص۴۹)

{100}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اَدنیٰ درجے کا لباس پہننا ایمان میں سے ہے۔'' یعنی **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع کرتے ہوئے اعلیٰ لباس ترک کرنا اور ادنیٰ لباس کو ترجیح دینا ایمان کی علامت ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب ۱،الحدیث:۴۱۶۱،ص۱۵۲۶)

{101}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے قدرت کے باوجود **اللہ** عزوجل کے لئے اعلیٰ لباس ترک کردیا تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ

ایمان کا جوجوڑا چاہے پہن لے۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة،باب النساء کله، الحدیث: ۲۴۸۱،ص ۱۹۰۱)

{102}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اعتدال پسندی، میانہ روی اوراچھی نیت نبوت کے 24اجزاء میں سے ایک جُز ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی التأنی، الحدیث:۲۰۱۰،ص ۱۸۵۳)

{103}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عملِ آخرت کے علاوہ ہر چیز میں اعتدال پسندی اچھی چیز ہے۔'' (المستدرک ،کتاب الایمان، باب التؤدة فی کل شیء، الحدیث: ۲۲۱،ج ۱،ص ۲۳۹)

{104}......سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حلم وتدبر **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہےاور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرفق،الحدیث:۱۲۶۵۲،ج۸،ص۴۳)

{105}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! عاجزی اپناؤ کہ **اللہ** عزوجل عاجزی کرنے والوں سے محبت، اورتکبر کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الخلافه، قسم الافعال، باب الهدیه، الحدیث: ۱۴۴۷۸،ج۵،ص۳۲۷)

{106}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے **اللہ** عزوجل اسے بلند کرتا ہےاور جو تکبر کرے **اللہ** عزوجل اسے رُسوا کر دیتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب التوبة، باب الترغیب فی الزھد......الخ،الحدیث:۵۰۳۲، ج۴،ص۷)

{107}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے، جو خرچ میں میانہ روی اختیار کرے **اللہ** عزوجل اسے غنی کر دیتا ہےاور جو **اللہ** عزوجل کا ذکر کرے **اللہ** عزوجل اس سے محبت فرماتا ہے۔'' (المرجع السابق)

{108}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اختیار کرے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرمائے گا، پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوگا اور جو تکبر کرے **اللہ** عزوجل اسے ذلیل کردے گا، پس وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوگا مگر خود کو بڑا سمجھتا ہوگا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۳۴، ج۳،ص ۵۰)

{109}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل سے ڈرتے ہوئے تواضع اختیار کی تو **اللہ** عزوجل اسے بلند فرمادے گا اور جو خود کو بڑا سمجھتے ہوئے غرور کرے **اللہ** عزوجل اسے رسوا کردے گا،

لوگ **اللہ** عزوجل کی رحمت کے سائے میں اپنے اعمال بجالاتے ہیں جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو ذلیل ورسوا کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی رحمت کے سائے سے نکال دیتا ہے، لہٰذا اس بندے کے گناہ ظاہر ہوجاتے ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۳۵، ج۳، ص ۵۰)

{110}......حضورنبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے لہٰذا تواضع اختیار کرو **اللہ** عزوجل تمہیں رفعت عطا فرمائے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۷۱۶، ج۳، ص ۴۸)

{111}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو میری مخلوق سے نرمی کرے اور میرے لئے تواضع اختیار کرے اور میری زمین پر تکبر نہ کرے تو میں اسے بلندی عطا کروں گا یہاں تک کہ **عِلِّیِّیْن** تک پہنچادوں گا۔''

{112}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جس پر ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے، اگر وہ تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے رفعت وبلندی عطا فرماتا ہے اور اگر بلندی چاہتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے ذلیل کر دیتا ہے اور کبریائی **اللہ** عزوجل کی چادر ہے، تو جو **اللہ** عزوجل سے (اس میں) جھگڑے گا **اللہ** عزوجل اسے ذلیل کردے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۳۹، ج۳، ص ۵۰)

{113}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جسے ایک فرشتہ تھامے ہوتا ہے جب وہ تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس لگام کے ذریعے اسے بلند فرمادیتا ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''بلند ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے بلند فرمائے۔'' اور جب وہ (اکڑکر) اپنا سر اُوپر اٹھاتا ہے تو **اللہ** عزوجل اِسے زمین کی طرف پھینک دیتا ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''پست ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے پست کرے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۷۴۰، ج۳، ص ۵۰)

{114}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر انسان کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جو ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جب بندہ تواضع کرتا ہے تو اس لگام کے ذریعے اُسے بلندی عطا کی جاتی ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''بلند ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے بلند فرمائے۔'' اور اگر وہ اپنے آپ کو (تکبر سے) خود ہی بلند کرتا ہے تو وہ اُسے زمین کی جانب پست کر کے کہتا ہے: ''پست ہوجا! **اللہ** عزوجل تجھے پست کرے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، الحدیث: ۵۷۴۱، ج۳، ص ۵۰)

{115}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر آدمی کے سر میں دو زنجیریں ہوتی

ہیں: ایک زنجیر کا سرا ساتویں آسمان پر اور دوسری کا ساتویں زمین میں ہوتا ہے، اگر وہ عاجزی کرے تو **اللّٰہ** عزوجل زنجیر کے ذریعے اس کا درجہ ساتویں آسمان تک بلند فرما دیتا ہے اور اگر وہ تکبر کرتا ہے تو **اللّٰہ** عزوجل (دوسری) زنجیر کے ذریعے اسے ساتویں زمین تک گرا دیتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۵۷۴۲، ج۳،ص ۵۰)

{116}......سیِّدُ المبلغین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں سرکشی کرے گا **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے ذلیل کرے گا اور جو دنیا میں تواضع اختیار کرے گا **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو کہے گا: ''اے نیک بندے! **اللّٰہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میرے قرب میں آجا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ کچھ غم۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۵۷۴۳، ج۳،ص ۵۱)

{117}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو حسین وجمیل اور شریف الاصل ہونے کے باوجود منکسر المزاج ہوگا تو وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن نجات عطا فرمائے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء،رقم:۳۷۷۷، ج۳،ص ۲۲۲)

مسلمان کا بچا ہوا پانی پینے کی فضیلت:

{118}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عاجزی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کا جوٹھا یعنی بچا ہوا پانی پی لے اور جو اپنے بھائی کا جوٹھا پیتا ہے اس کے 70 درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں، 70 گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے 70 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۴۵، ج۳،ص ۵۱

کھر درا لباس جنت کے لباس سے بدل جائے گا:

{119}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللّٰہ** عزوجل کی خاطر زینت ترک کر دے اور **اللّٰہ** عزوجل کی خاطر تواضع کرے اور اس کی رضا چاہتے ہوئے کھردرا لباس اپنائے تو **اللّٰہ** عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت کے نفیس لباس سے تبدیل فرمادے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۵۷۴۶، ج۳،ص ۵۱،''تبدل'' بدلہ ''یکسوہ'')

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تواضع:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی ان کے

ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھٹنوں تک پانی تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنی سے اترے اور اپنے موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے، پھر اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں داخل ہو گئے تو حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کام کر رہے ہیں مجھے یہ پسند نہیں کہ یہاں کے باشندے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر اٹھا کر دیکھیں۔'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''افسوس! اے ابوعبیدہ! اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے عبرت بنا دیتا، ہم ایک بے سروسامان قوم تھے، پھر **اللہ** عزوجل نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت عطا فرمائی، جب بھی ہم **اللہ** عزوجل کی عطا کردہ عزت کے علاوہ سے عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو **اللہ** عزوجل ہمیں رسوا کر دے گا۔''

{120}......مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو تنگدستی نہ ہوتے ہوئے تواضع اختیار کرے اور جائز طریقہ سے حاصل کیا ہوا مال راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرے اور محتاج و مسکین پر رحم کرے اور اہل علم و فقہ سے میل جول رکھے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:٤٦١٦، ج٥، ص ٧٢)

{121}......مروی ہے کہ ''مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مقام قبا میں ہمارے ساتھ تھے جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم روزے سے تھے، افطار کے وقت ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں دودھ کا ایک برتن لے کر حاضر ہوئے جس میں ہم نے کچھ شہد بھی ملا دیا تھا، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اٹھا کر چکھا اور اس کی مٹھاس پائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے اس میں کچھ شہد ملا دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ برتن رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: ''میں اسے حرام قرار نہیں دیتا مگر جو **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرے تو **اللہ** عزوجل اسے رفعت عطا فرماتا ہے، جو تکبر کرے **اللہ** عزوجل اسے رسوا کر دیتا ہے، جو میانہ روی اختیار کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے غنی فرما دیتا ہے، جو فضول خرچی کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے تنگدست کر دیتا ہے اور جو کثرت سے **اللہ** عزوجل کا ذکر کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔'' (اتحاف السادۃ المتقین، کتاب الذم الکبر، ج١٠، ص ٢٥٣)

{122}......اس حدیث پاک کو بزار نے بھی روایت کیا ہے مگر اُس میں نہ تو مقام قبا کا ذکر ہے نہ یہ الفاظ ہیں کہ ''جو **اللہ** عزوجل کا کثرت سے ذکر کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔''

{123}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیثِ مبارکہ کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ ''حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔'' اس کے آگے یہ الفاظ ہیں: ''میں اس

کوحرام نہیں جانتا۔'' مزید آگے الفاظ یہ ہیں: ''جو کثرت سے موت کا ذکر کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔''

(اتحاف السادۃ المتقین ، کتاب ذم الکبر، ج۱۰، ص۲۵۳)

{124}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ کسی جگہ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ دروازے پر ایک ایسا سائل آیا جو ایک موذی وناپسندیدہ مرض میں مبتلا تھا لیکن پھر بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرما دی، جب وہ اندر آیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنے زانو مبارک کے ساتھ ملا کر بٹھالیا اور اس سے ارشاد فرمایا: ''کھاؤ۔'' تو قریش کے ایک شخص کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے نفرت کا اظہار کیا، پس وہ شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک خود اسی موذی مرض میں مبتلا نہ ہوگیا۔'' (المرجع السابق، ص۲۵۴)

شیخ الاسلام زین عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی اصل نہیں ملی البتہ بعض ایسی روایات ملتی ہیں جن میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے کوڑھ میں مبتلا شخص کے ساتھ کھانا کھانے کا ذکر ہے۔

{125}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو اسلام کی ہدایت دے، اس کی صورت بھی اچھی بنائے، اسے ایسی جگہ رکھے جو اسے عیب دار نہ کرے اور ساتھ ہی اسے تواضع بھی عطا فرمادے تو وہ **اللہ** عزوجل کا مخلص دوست ہی ہوسکتا ہے۔'' (المرجع السابق، ص۲۵۶)

{126}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں **اللہ** عزوجل اپنے محبوب بندہ ہی کو عطا فرماتا ہے: (۱) خاموشی اور یہی عبادت کی ابتداء ہے (۲) توکل (۳) تواضع (۴) اور دنیا سے بے رغبتی۔'' (المرجع السابق۲۵۶)

{127}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن تک پہنچنا عجیب ہے: (۱) خاموشی اور یہی عبادت ابتداء ہے (۲) تواضع (۳) ذکر **اللہ** عزوجل اور (۴) کم چلنا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۱، ج۱، ص۲۵۶)

{128}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کھانا تناول فرمارہے تھے: ''چیچک کے مرض میں مبتلا ایک حبشی شخص حاضرِ خدمت ہوا جس کی کھال مرض کی وجہ سے چھل چکی تھی، وہ جس شخص کے قریب جا کر بیٹھتا وہ شخص وہاں سے اٹھ جاتا تو رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اپنے قریب بٹھالیا۔'' (اتحاف السادۃ المتقین ، کتاب الذم الکبر، ج۱۰، ص۲۵۷)

{129}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا! کیا

بات ہے کہ میں تم میں عبادت کی مٹھاس نہیں پاتا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''عبادت کی مٹھاس کیا ہوتی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تواضع۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵۸)

{130}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میری اُمت کے عاجزی کرنے والے لوگوں سے ملو تو تم بھی ان کے لئے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں سے ملو تو ان کے ساتھ تکبر سے پیش آؤ کیونکہ اسی میں ان کی ذلت اور حقارت ہے۔'' (المرجع السابق ۲۵۸)

تواضع کے بارے میں سلفِ صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے فرامین

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تواضع:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''بندہ جب **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کی لگام (ایک مقرر فرشتے کے ذریعے) بلند فرما دیتا ہے، (پھر وہ فرشتہ) کہتا ہے: ''عاجزی اختیار کر، **اللہ** عزوجل تجھے بلندی عطا فرمائے گا۔'' اور جب بندہ تکبر اور سرکشی کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے (اسی مؤکل فرشتے کے ذریعے) سختی سے زمین پر پٹخ دیتا ہے اور (وہ فرشتہ اس بندے سے) کہتا ہے: ''دور ہو جا، **اللہ** عزوجل تجھے رسوا کرے۔'' حالانکہ وہ اپنے دل میں خود کو بڑا سمجھ رہا ہوتا ہے جبکہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔''

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تواضع:

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''تواضع کرنا افضل عبادت ہے۔''

حضرت سیدنا فُضَیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تواضع:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''تواضع یہ ہے کہ تم حق کے آگے جھک جاؤ اور اس کی پیروی کرو اور اگر تم سب سے بڑے جاہل سے بھی حق بات سنو تو اسے بھی قبول کر لو۔''

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تواضع:

حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام صبح کرتے تو لوگوں کے حالات جاننے کے لئے ان کے چہروں میں غور کرتے، یہاں تک کہ مساکین کے پاس جا کر بیٹھ جاتے اور ارشاد فرماتے: ''مسکین، مسکینوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تواضع:

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تواضع یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جس مسلمان سے بھی ملو اسے اپنے آپ سے افضل جانو۔''

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تواضع:

حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''**اللہ** عزوجل نے جودی پہاڑ کو سفینۂ نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ یہ دوسروں سے زیادہ عجز کا اظہار کرتا تھا اور حِرا پہاڑ کو اپنے محبوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی عبادت کے ساتھ اس لئے خاص فرمایا کیونکہ یہ دوسرے پہاڑوں سے زیادہ تواضع کرتا تھا اور **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قلب اَطہر کو اس لئے دیگر مخلوق سے ممتاز فرمایا کیونکہ یہ عجز وانکساری میں ان پر فوقیت رکھتا تھا۔''

تواضع اور عبرت:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کوہِ صفا کے قریب ایک شخص کو خچر پر سوار دیکھا، کچھ غلام اس کے سامنے سے لوگوں کو دور کر رہے تھے، پھر میں نے اسے بغداد میں اس حالت میں پایا کہ وہ ننگے پاؤں اور حسرت زدہ تھا نیز اس کے بال بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، میں نے اس سے پوچھا: ''**اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں نے ایسی جگہ رفعت چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو **اللہ** عزوجل نے مجھے ایسی جگہ رسوا کر دیا جہاں لوگ رفعت پاتے ہیں۔''

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 5: **دھوکا دینا**

کبیرہ نمبر 6: **نفاق**

کبیرہ نمبر 7: **ظلم کرنا**

کبیرہ نمبر 8: **تکبر کی بناء پر مخلوق کو حقیر جاننا اور اس سے منہ پھیرنا**

کبیرہ نمبر 9: **بے فائدہ کاموں میں غور وخوض کرنا**

کبیرہ نمبر 10: **طمع** (لالچ)

کبیرہ نمبر11: تنگدستی کا خوف

کبیرہ نمبر12: تقدیر پر ناراض ہونا

کبیرہ نمبر13: مال داروں پر نظر کرنا اور مال کی وجہ سے ان کی تعظیم کرنا

کبیرہ نمبر14: تنگد ستی کی بناء پر فقراء کا مذاق اڑانا

کبیرہ نمبر15: حرص

کبیرہ نمبر16: دنیاوی کاموں میں مقابلہ بازی کرنا اور اس پر فخر کرنا

کبیرہ نمبر17: مخلوق کی خاطر حرام ذرائع سے زیب وزینت حاصل کرنا

کبیرہ نمبر18: فریب کاری

کبیرہ نمبر19: ناکردہ عمل پر تعریف کا خواہاں ہونا

کبیرہ نمبر20: اپنے عیوب بُھلا کر لوگوں کے عیوب کی جستجو میں رہنا

کبیرہ نمبر21: نعمت کو فراموش کر دینا

کبیرہ نمبر22: دینِ اسلام کے خلاف کسی کی طرف داری کرنا

کبیرہ نمبر23: شکر ادا نہ کرنا

کبیرہ نمبر24: تقدیر پر راضی نہ رہنا

کبیرہ نمبر25: انسان کا حقوق اللّٰہ عزوجل اور فرض احکام کو ہلکا جاننا

کبیرہ نمبر26: اللّٰہ عزوجل کے بندوں کا مذاق اڑانا، ان کو دھتکارنا اور حقیر جاننا

کبیرہ نمبر27: حق سے منہ پھیرنا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا

کبیرہ نمبر28: مکر اور دھوکا دھی سے کام لینا

کبیرہ نمبر29: دنیاوی زندگی کو مطمحِ نظر بنا لینا

کبیرہ نمبر30: حق بات سے عناد رکھنا

کبیرہ نمبر 31: **مسلمان سے بدگمانی رکھنا**

کبیرہ نمبر 32: **حق کو قبول نہ کرنا اس وجہ سے کہ وہ خواہش نفسانی کے خلاف ہو یا پھر ناپسندیدہ اور مبغوض شخص سے ظاہر ہو**

کبیرہ نمبر 33: **بندے کا گناہ پر خوش ہونا**

کبیرہ نمبر 34: **گناہ پر اصرار کرنا**

کبیرہ نمبر 35: **نیکی پر تعریف کا خواہاں ہونا**

کبیرہ نمبر 36: **دنیاوی زندگی پر راضی اور مطمئن رہنا**

کبیرہ نمبر 37: **اللہ عزوجل اور آخرت کو بھلادینا**

کبیرہ نمبر 38: **نفس کے لئے غصہ کرنا اور اس کی باطل ذرائع سے مدد کرنا**

بعض متأخرین ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے پانچ سے لے کر اڑتیس (38) تک مندرجہ بالا تمام گناہوں کے باہم ایک دوسرے میں کثیر تداخل کے باوجود علیحدہ علیحدہ کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح فرمائی ہے، یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فقہ ومعرفت، علم وعمل، ہدایتِ سالکین اور تربیتِ مریدین، ظاہری کرامات اور بیشمار اعلیٰ احوال واخلاق کے جامع تھے، چنانچہ اس بحث کی ابتدا میں فرماتے ہیں کہ جہاں تک باطنی کبائر کا تعلق ہے تو مکلّف پر ان باطنی کبائر کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے تاکہ وہ ان کو زائل کرنے کی کوشش کر سکے، کیونکہ جس کے دل میں ان میں سے ایک بھی مرض ہوگا وہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں قلبِ سلیم لے کر حاضر نہ ہو سکے گا۔ **اَلْعِیَاذُ بِاللہِ۔**

ان باطنی امراض میں **مَعَاذَ اللہ** کفر، نفاق، تکبر، فخر، غرور، حسد، خیانت، کینہ پروری، ظلم کرنا اور غیر **اللہ** کے لئے ناراض ہونا یا غیر **اللہ** کے لئے غصہ کرنا، ریاکاری یا شہرت کے لئے عمل کرنا، ملاوٹ کرنا، بددیانتی، بخل، اور حق سے منہ پھیرنا وغیرہ شامل ہیں۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں: ''ان جیسے گناہوں پر بندے کی مذمت کرنا اس کے زنا، چوری، شراب نوشی اور ان جیسے دیگر بدنی کبیرہ گناہوں پر مذمت کئے جانے سے بھی عظیم ہے کیونکہ اس کا فساد زیادہ اور نتیجہ برا اور دائمی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جیسے کبیرہ گناہوں کا اثر حالت اور کیفیت بن کر دل میں راسخ ہو جاتا ہے جبکہ دیگر بدنی گناہوں کے اثرات جلد زائل ہو جاتے ہیں مثلاً کبھی توبہ واستغفار کے ذریعے تو کبھی گناہ مٹا دینے والی نیکی کے ذریعے زائل ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات کوئی مصیبت وپریشانی ان گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

{1}......**اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجلّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جسم میں خون کا ایک لوتھڑا ہے، جب یہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے گا اور جب یہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جائے گا، سن لو! وہ دل ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینه، الحدیث: ۵۲، ص ۶)

{2}......دل سارے اعضاء کا بادشاہ ہے اور دیگر اعضاء اس کے لشکر اور تابع ہیں، جب بادشاہ بگڑ جائے تو سارا لشکر بگڑ جاتا ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''دل بادشاہ ہے جبکہ دیگر اعضاء اس کے لشکر ہیں، جب بادشاہ اچھا ہو تو فوج بھی اچھی ہوتی ہے اور جب بادشاہ ہی خبیث ہو جائے تو فوج بھی خبیث ہو جاتی ہے۔''

لہٰذا جسے ان امراض سے محفوظ دل عطا کیا گیا ہو اسے چاہئے کہ **اللّٰہ** عزوجل کا شکر ادا کرے اور جو اپنے دل میں ان میں سے کوئی مرض پائے اس پر اس بیماری کے زائل ہو جانے تک اس کا علاج کرنا واجب ہے، اگر وہ اس کا علاج نہ کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور ان امراض کی موجودگی میں بندہ اسی صورت میں گناہ گار ہوتا ہے جب کہ وہ کسی گناہ کی نیت اور ارادہ اپنے دل میں کرے، محض دل میں خیال آنے یا سبقتِ لسانی سے زبان سے نکل جانے سے گناہ گار نہیں ہوتا۔

ان تمام گناہوں کو کبیرہ کہنا فقط اہلِ تصوف و معرفت کے طریقہ کے مطابق ہے اور امام فقیہ انہی بزرگوں میں سے ہیں اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اہل مذہب علمائے شافعیہ کے خلاف کلام کیا البتہ ان گناہوں میں بعض مُتَّفَقٌ علیہ کبیرہ گناہ بھی ہیں جیسے حسد، کینہ، ریاکاری، شہرت کے لئے عمل کرنا، تکبر اور خود پسندی وغیرہ جن کا ذکر ہو چکا ہے، اسی طرح اور بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں کبیرہ کہا جا سکتا ہے اور یہ آپ عنقریب جان لیں گے جب ہم ان کے بارے میں سخت وعید پر دلالت کرنے والی احادیث بیان کریں گے۔

اصطلاحی معنی کے اعتبار سے **ظلم** فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہِ صغیرہ ہے کبیرہ نہیں جیسا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح کی ہے، اسی طرح بعض گناہوں کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی جیسے ترکِ زکوٰۃ کے بیان میں بخل اور لالچ کی اور غیبت کے بیان میں بدگمانی کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے اس بات کہ ''دنیا پر خوش ہونا حرام ہے۔'' کی تصریح کرنے والوں میں حضرت سیدنا امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں، شاید سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے انہی سے یہ قول لیا اور اس پر یہ اضافہ کر دیا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ ایسی برائیوں کا پیش خیمہ ہے جس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں کیونکہ یہ بات تو واضح ہے کہ دنیا پر خوش ہونے کی حرمت کا محل اسی صورت میں ہے کہ جب یہ تکبر و فخر اور ہم عصر لوگوں کی تحقیر وغیرہ جیسی خرابیوں اور برائیوں پر مشتمل ہو جبکہ اپنی عزت قائم رکھنے، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو لوگوں کے مال کی محتاجی سے بچانے کے لئے ہو یا محتاجوں کی مدد کے

لئے ہو تو یہ خوشی محمود ہے، جیسا کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۝ (پ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام گناہوں کی بنیاد بداخلاقی اور دل کی خرابی پر ہے لہٰذا ہم اپنے اس باب کی ابتدا ان احادیث سے کرتے ہیں جو ان امراض یا ان کے متعلقات کی مذمت میں وارد ہوئیں۔

بُرے اَخلاق کی تباہ کاریاں

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (کشف الخفاء، حرف السین المهملة، الحدیث:۱۴۹۶، ج۱، ص۴۰۵)

{4}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی براشگون ہے، عورتوں کی اطاعت ندامت ہے اور درگزر کرنا اچھی عادت ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الباب الثانی فی الاخلاق والافعال المذمومة، الحدیث:۷۳۴۳، ج۳، ص۱۷۸)

{5}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاقی براشگون ہے اور تم میں بدترین وہ ہے جس کا اخلاق سب سے برا ہے۔'' (تاریخ بغداد، احمد بن عیسٰی، ۲۳۴۱، ج۵، ص۳۱)

{6}......نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم یہ بات سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس بات کی تصدیق کر دو اور جب یہ سنو کہ کسی شخص نے اپنا اخلاق بدل لیا ہے تو ہرگز اس بات کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ بندہ اپنی عادت پر ہی قائم رہتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء، الحدیث:۲۷۵۶۹، ج۱۰، ص۴۱۹، زال بدله"تغیر")

{7}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک ہر گناہ کی توبہ ہے مگر بداخلاق کی توبہ نہیں، کیونکہ جب وہ کسی ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس سے بڑے گناہ میں پڑ جاتا ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث:۶۰۶۴، ج۲، ص۳۷۵)

{8}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک بداخلاقی کے علاوہ ہر گناہ کی توبہ ہے کیونکہ بداخلاق آدمی جب ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس سے بڑے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، فصل الترهیب، الحدیث:۷۳۵۲، ج۳، ص۱۷۸)

{9}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''براشگون بداخلاقی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدہ عائشہ، الحدیث: ۲۴۶۰۱، ج۹، ص ۶۹)

{10}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر بداخلاقی انسان (کی شکل میں) ہوتی تو وہ شخص سب سے بدصورت ہوتا اور بے شک **اللہ** عزوجل نے مجھے بدکلامی کرنے والا نہیں بنایا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، فصل الترھیب، الحدیث: ۷۳۵۱، ج۳، ص ۱۷۸)

{11}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کا اخلاق برا ہوگا وہ تنہا رہ جائے گا اور جس کے رنج زیادہ ہوں گے اس کا بدن بیمار ہوجائے گا اور جو لوگوں کو ملامت کرے گا اس کی بزرگی جاتی رہے گی اور مروت ختم ہوجائے گی۔'' (المطالب العالیۃ، کتاب البر والصلۃ، باب حسن الخلق، الحدیث: ۲۶۰۲، ج۷، ص ۱۱۶)

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بداخلاق آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان الخادم، الحدیث: ۱۹۴۶، ص ۱۸۴۷، سیی ء الخلق بدلہ "سیی ء الملکۃ")

{13}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ مختلف چیزوں کے سرچشمے ہیں اور باپ دادا کی عادتیں اولاد میں ضرور منتقل ہوتی ہیں اور بے ادبی بہت بری عادت کی طرح ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الجود والسخاء، الحدیث: ۱۰۹۷۴، ج۷، ص ۴۵۵)

{14}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک برا اخلاق عمل کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۰۰۵، ج۳، ص ۱۷)

{15}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نماز شروع کرتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاَصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا لَایُصْرِفُ سَیِّئَھَآ اِلَّآ اَنْتَ'' یعنی اے **اللہ** عزوجل! مجھے اچھے اخلاق کی راہنمائی فرما کیونکہ اچھے اخلاق کی راہنمائی تو ہی فرماتا ہے اور مجھ سے بُرے اَخلاق دور رکھ کیونکہ برے اخلاق سے تو ہی دور رکھتا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب نوع اخر من الدعاء.....الخ، الحدیث: ۸۹۷، ص ۲۱۴۵، اصرف، یصرف بدلہ "قنی، یقنی")

اچھے اَخلاق کی برکتیں

اس باب میں اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ،

{16}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسنِ اَخلاق دنیا اور آخرت کی بھلائیاں لے گیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۱۱، ج۲۳، ص۲۲۲)

بعض احادیثِ مبارکہ کا مفہوم:

☆......بندہ اچھے اخلاق سے روزہ دار اور عبادت گزار کا درجہ پا لیتا ہے، نیز آخرت کے درجات اور جنت کے بالاخانوں کو پا لیتا ہے۔

☆......بداخلاقی ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں۔

☆......بندہ اس کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔

☆......اچھا اخلاق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے۔

☆......خوش خُلقی (باعث) برکت ہے۔

☆......قیامت کے دن لوگوں میں نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سب سے زیادہ قریب وہی ہوگا جس کا اخلاق سب سے اچھا ہوگا۔

☆......سب سے اچھا اخلاق شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اخلاق ہے۔

☆......سب سے افضل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔

☆......میزان میں رکھے جانے والے اعمال میں حسن اخلاق سب سے افضل اور وزنی ہوگا۔

{17}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا اَخلاق قرآن تھا۔'' قرآنِ کریم میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ0 ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (پ۹، الاعراف:۱۹۹)

{18}......اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد یہ ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو اور جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔''
(الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۹، ج۳، ص۶۳۰)

{19}......نبی مکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: ''ابلیس اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ ظلم اور حسد کی طلب میں انسانوں کی مدد کیا کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں **اللہ** عزوجل کے نزدیک شرک کے برابر ہیں۔''
(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الف، فصل حکایۃ عن الانبیاء، الحدیث: ۹۲۳، ج۱، ص۱۴۴)

{20}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بغض سے بچتے رہو کیونکہ یہ دین کو مونڈنے (یعنی برباد کرنے) والا ہے۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال الحدیث: ۹۵۱۳، ج۳، ص۴۱۹)

{21}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبان سے تو اسلام لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو برا مت کہو اور نہ ہی ان کے پوشیدہ معاملات کی تلاش میں رہا کرو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پوشیدہ معاملہ میں تجسس کرے تو **اللہ** عزوجل اس کا پردہ فاش کر کے اس کے پوشیدہ راز کو ظاہر فرما دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر میں پوشیدہ ہو۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۹۳۶، ج۲، ص۱۷۸، ''تتبعوا بدلہ'' تطلبوا)

{22}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے وہ لوگو جو زبانوں سے تو ایمان لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو ایذاء مت دو، اور نہ ان کے عیوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا عیب ظاہر فرما دے گا اور **اللہ** عزوجل جس کا عیب ظاہر فرما دے تو اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے تہہ خانہ میں ہو۔''

(شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، الحدیث: ۶۷۰۴، ج۵، ص۲۹۶، بتغیر)

{23}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے وہ لوگو جو زبانوں سے تو ایمان لے آئے ہو مگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو ایذاء مت دو، نہ ہی انہیں نقصان پہنچاؤ اور نہ ان کے عیوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا عیب ظاہر فرما دے گا اور **اللہ** عزوجل جس کا عیب ظاہر فرما دے تو اسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے تہہ خانہ میں ہو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا مؤمن پر پردہ ہوتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے مسلمانوں پر اتنے پردے ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا، جب مؤمن گناہ کرتا ہے تو وہ ایک ایک کر کے ان پردوں کو چاک کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس پر ایک بھی پردہ باقی نہیں رہتا تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے کے عیوب لوگوں سے چھپا دو کیونکہ وہ اسے عار تو دلائیں گے مگر بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے۔'' تو ملائکہ اپنے پروں سے ڈھانپنے کے لئے اسے گھیر لیتے ہیں، پھر اگر وہ گناہ جاری رکھتا ہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: ''اے ہمارے رب عزوجل! یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور ہمیں نجاست سے آلودہ کر دیا ہے۔'' تو **اللہ** عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ''اسے کھلا چھوڑ دو پھر اگر وہ کسی تاریک رات میں تاریک مکان کی اندھیری کوٹھری میں بھی کوئی گناہ کرتا ہے، تو بھی **اللہ** عزوجل اس کو اور اس کے عمل کو ظاہر کر دیتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب تتبع العورات، الحدیث: ۴۴۲۴۷، ج۳، ص۱۸۴)

{24}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں سے تعریف کا خواہاں رہنا انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔'' (فردوس الاخبار، باب الحاء، الحدیث: ۲۵۴۸، ج ۱، ص ۳۴۷)

{25}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو **اللہ** عزوجل اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو بلا کر اپنی بارگاہ میں کھڑا کرے گا اور اس سے اس کی دنیوی قدر و منزلت کے بارے میں اسی طرح مؤاخذہ فرمائے گا جیسے اس کے مال کے بارے میں مؤاخذہ فرمائے گا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۷۵۲، ج ۱، ص ۲۶۱)

بدگمانی، لالچ، شک وغیرہ کی مذمت

{26}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی سے بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے رب عزوجل سے بدگمانی کی، کیونکہ **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز (پ۲۶، الحجرات: ۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: بہت گمانوں سے بچو۔

(الدر المنثور فی التفسیر المأثور، سورۃ الحجرات، آیت ۱۲، ج ۷، ص ۵۶۶)

{27}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو، جب تم حسد کرو تو حد سے نہ بڑھا کرو، جب تمہیں کسی کام کے بارے میں بدشگونی پیدا ہو تو اسے کر گزرو اور **اللہ** عزوجل پر بھروسہ رکھو اور جب کوئی چیز تولو تو زیادہ تول دیا کرو۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۵۷۷، ج ۱، ص ۲۳۷)

{28}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں سے منہ پھیر لو کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تم لوگوں میں شک کو تلاش کرو گے تو انہیں خراب کر دو گے یا فساد میں ڈال دو گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۵۹، ج ۱۹، ص ۳۶۵)

{29}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ ایسی پھسلانے والی چٹان ہے جس پر علماء بھی ثابت قدم نہیں رہتے۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، باب الطمع، الحدیث: ۷۵۷۹، ج ۳، ص ۱۹۹)

{30}......نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی تین چیزوں سے پناہ مانگو: (۱) ایسی خواہش سے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو (۲) ایسی خواہش سے جو عیب دار کر دے (۳) ایسے عیب سے جس کی خواہش کی جاتی ہو، ایسی خواہش سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگو جو عیب بن جائے اور ایسے عیب سے جو خواہش بن جائے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۵۸۰، ۷۵۸۱)

{31}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کی پناہ مانگو ایسی خواہش سے جو عیب میں ڈال دے اور ایسی خواہش سے جو دوسری خواہش میں ڈال دے اور بے فائدہ چیز کی خواہش سے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث:۲۲۰۸۲، ج۸، ص۲۳۷، یھوی بدلہ "یھدی")

{32}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خواہشات سے بچتے رہو کیونکہ یہ بہت بری تنگدستی ہے اور ایسے کاموں سے بچو جن پر عذر پیش کرنا پڑے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث:۷۷۵۳، ج۵، ص۴۰۳)

{33}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں کے مال سے مایوس ہونے کو خود پر لازم کرلو، خواہش سے بچتے رہو کیونکہ یہ بہت بری تنگدستی ہے، اس طرح نماز پڑھو جیسے تم دنیا سے جدا ہو رہے ہو اور ایسے کاموں سے بچتے رہو جن پر عذر پیش کرنا پڑے۔'' (المستدرک، کتاب الرقاق، باب ایاک والطمع......الخ، الحدیث:۷۹۹۸، ج۵، ص۴۶۵)

خواہشات اور لمبی اُمیدوں کی مذمت

{34}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو چیزوں کی محبت میں بوڑھے کا دل بھی جوان ہوتا ہے اور وہ لمبی امید اور مال ہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۷۵۶۷، ج۳، ص۱۹۸)

{35}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم اُسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو مہینے کے اُدھار پر سودا کرتا ہے، بے شک اُسامہ لمبی اُمید والا ہے، اس ذات پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جب میں اپنی آنکھیں جھپکتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ کہیں میری پلکیں کھلنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل میری روح قبض نہ فرمالے اور جب اپنی پلکیں اٹھاتا ہوں تو یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں انہیں جھکانے سے پہلے ہی موت کا وعدہ نہ آجائے اور جب کوئی لقمہ منہ میں ڈالتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ موت کا اُچھو لگنے (یعنی موت آنے) سے پہلے اسے نہ نگل سکوں گا، اے لوگو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہوکر رہے گا اور تم اسے عاجز کرنے والے نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۵۶۸)

{36}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنی اُمت پر جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سے خوفناک چیز نفسانی خواہش اور لمبی امید ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، علی بن ابی علی، ج۶، ص۳۱۶)

{37}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بوڑھے کا دل دو چیزوں یعنی نفسانی خواہش اور لمبی اُمید میں جوان ہی رہتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنة......الخ، الحدیث:۶۴۲۰، ص۵۳۹)

{38}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اگر میرے بندے کا گناہ میں پڑ جانا اس کے اپنی نیکی کو پسند کرنے (یعنی خود پسندی میں مبتلا ہونے) سے بہتر نہ ہوتا تو میں اپنے مؤمن بندے کو ہرگز گناہ نہ کرنے دیتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب العجب، الحدیث: ۷۶۶۹،ج۳،ص ۲۰۶)

{39}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر مؤمن اپنے عمل کو پسند نہ کرتا تو اسے گناہوں سے بچالیا جاتا یہاں تک کہ اسے گناہ کا خیال تک نہ آتا، لیکن مؤمن کا گناہ میں پڑ جانا عُجب میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۰)

{40}......نبی کریم ، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس بات میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں کہ بندہ اپنی زبان سے کوئی فیصلہ کرے اور دل میں اس پر خوش ہو۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۱)

{41}......نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو اپنی دینداری پر خوش ہوتے ہیں، اپنے عمل میں دکھاوا کرتے ہیں اور اپنی دلیل کے ذریعے جھگڑا کرتے ہیں حالانکہ دکھاوا شرک ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۲)

{42}......رسولِ اکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی نیک عمل پر اپنی تعریف کی اس کا شکر ضائع اور عمل بے کار ہو گیا۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۴)

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیِّتٍ　　اِنَّمَا الْمَیِّتُ مَیِّتُ الْاَحْیَآءِ

یعنی جو اس جہانِ فانی سے کوچ کر جائے وہ حقیقت میں مردہ نہیں بلکہ وہ تو ابدی نیند سو رہا ہے، البتہ اصلی مردہ تو وہ ہے جو زندہ ہو کر بھی مردے کے اوصاف رکھتا ہے۔ (المرجع السابق،الحدیث: ۷۶۷۵)

بدعہد، غدار، خائن اور دھوکے باز کی مذمت

{43}......حضورِ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ہر خیانت کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب الغدر، الحدیث: ۷۶۸۶،ج۳،ص ۲۰۷)

{44}......سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: ''سن لو! یہ فلاں بن فلاں کی خیانت ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر،الحدیث: ۴۵۳۰،ص ۹۸۶)

{45}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن خائن کی سرین (یعنی پچھلے مقام) پر ایک جھنڈا گاڑا جائے گا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۳۰۳، ج۴، ص۴۰)

{46}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن ہر خائن کے لیے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب اثم الغادر......الخ، الحدیث:۳۱۸۶، ص۲۵۸)

{47}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب اللہ عزوجل قیامت کے دن اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا پھر کہا جائے گا:''یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۲۹، ص۹۸۶)

{48}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بدعہدی کرنے والے ہر شخص کے لیے قیامت کے دن اس کی بدعہدی کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب الجهاد، باب البیعت، الحدیث:۲۸۷۳، ص۲۵۰)

{49}......حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ہر خائن کے لئے قیامت کے دن ایک عَلَم ہوگا جسے اس کی خیانت کے مطابق بلند کیا جائے گا، سن لو! حکمران سے بڑا خیانت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۳۸، ص۹۸۶)

{50}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن غدار کا جھنڈا اس کی سرین پر نصب ہوگا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۶۴، ج۲۰، ص۸۶)

{51}......حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن غدار کا جھنڈا اس کی سرین پر ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر، الحدیث:۴۵۳۷، ص۹۸۶)

{52}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تک لوگ اپنے آپ سے غداری نہ کرنے لگیں ہرگز ہلاک نہ ہوں گے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، الحدیث:۴۳۴۷، ص۱۵۴۰)

{53}......سیدِ عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مکروفریب جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الامانات......الخ، الحدیث:۵۲۶۸، ج۴، ص۳۲۴)

{54}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکروفریب اور خیانت جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔'' (المستدرک، کتاب الاھوال، باب تحشرھذہ الامۃ......الخ، الحدیث: ۸۸۳۱، ج۵، ص۸۳۳)

{55}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ فریب کیا وہ ملعون ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البروالصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ......الخ، الحدیث: ۱۹۴۱، ص۱۸۴۷)

{56}......سرکارِ مدینہ، صاحبِ معطر پسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن خبب مملوکا......الخ، الحدیث: ۵۱۷۰، ص۱۶۰۱)

{57}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی اور نافرمانی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فمن --- امراۃ......الخ، ۲۱۷۵، ص۱۳۸۳)

{58}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے ساتھ بددیانتی کی وہ ہم میں سے نہیں اور مکروفریب جہنم میں (لے جانے والے) ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴، ج۱۰، ص۱۳۸)

{59}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے ساتھ بددیانتی کی یا اسے نقصان پہنچایا یا دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۸۰۹۶، ج۵، ص۱۹۰)

{60}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دغاباز، بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب البروالصلۃ، باب ماجاء فی البخل، الحدیث: ۱۹۶۳، ص۱۸۴۹)

{61}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے اہل خانہ میں بددیانتی کی اور نقصان پہنچایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المطالب العالیۃ، باب تفسیر الکبائر، الحدیث: ۲۹۴۷، ج۷، ص۴۲۴، ''ضارہ'' بدلہ'' خادمہ)

{62}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی خادم کو اس کے مالک کی سرکشی پر ابھارا اور عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کئے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۹۱۶۸، ج۳، ص۳۵۶)

{63}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی غلام کو اس کے آقا سے بگاڑا وہ ہم

میں سے نہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:۸۲۶۷،ج۳،ص۲۱۹)

{64}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خواہشاتِ نفسانیہ سے بچتے رہو کیونکہ یہ اندھا اور بہرہ کردیتی ہیں۔'' (جامع الاحادیث للسیوطی،قسم الاقوال،الحدیث:۹۳۱۹،ج۳،ص۳۹۱)

{65}......حضورِ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک آسمان کے نیچے پیروی کی جانے والی نفسانی خواہش سے بڑھ کر پوجا جانے والا کوئی خدا نہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۵۰۲،ج۸،ص۱۰۳)

{66}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی اپنے کسی گناہ کا عذر پیش کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے تو کل قیامت کے دن حوضِ کوثر پر نہ آسکے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال،باب قبول المعذرۃ، الحدیث:۷۰۲۸،ج۳،ص۱۵۳)

{67}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی مستحق یا غیر مستحق کا عذر قبول نہیں کرتا وہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر نہ آسکے گا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۷۰۲۹)

{68}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ چیزیں عمل کو ضائع کردیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) حد سے زیادہ ظلم۔'' (کنزالعمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال،باب الفصل السادس، الحدیث:۴۴۰۱۶،ج۱۶،ص۳۶)

{69}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن 8 قسم کے افراد **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوں گے: (۱) جھوٹ بولنے والے (۲) تکبر کرنے والے (۳) وہ لوگ جو اپنے سینوں میں اپنے بھائیوں سے بغض چھپا کر رکھتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں (۴) وہ لوگ کہ جب انہیں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بلایا جاتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں اور جب شیطانی کاموں کی طرف بلایا جاتا ہے تو اس میں جلدی کرتے ہیں (۵) وہ لوگ جو کسی دنیوی خواہش کی تکمیل پر قدرت پاتے ہیں تو قسمیں اٹھا کر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں اگرچہ وہ ان کے لئے جائز نہ بھی ہو (۶) چغلی کھانے والے (۷) دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور (۸) نیک لوگوں کے لئے گناہ میں مبتلاء ہونے کی تمنا کرنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۴۴۰۳۷،ج۱۶،ص۳۹)

{70}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو خود تو کھائے مگر اپنے مہمان کو کھانے سے روک دے، تنہا سفر کرے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ بھی اس سے بغض رکھیں کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جس سے شر کا خوف تو رکھا جائے مگر بھلائی کی اُمید نہ رکھی جائے، کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے عوض اپنی آخرت بیچ ڈالے، کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ ہے جو دین کے بدلے دنیا کھائے۔''

(المرجع السابق،الفصل الثامن،الحدیث:۴۴۰۳۸،ج۱۶،ص۴۰)

{71}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابن آدم! تیرے پاس کفایت کے مطابق مال موجود ہے پھر بھی تو ایسی چیز مانگتا ہے جو تجھے سرکش بنا دے۔ اے ابنِ آدم! تو قلیل پر قناعت کرتا ہے نہ کثیر سے شکم سیر ہوتا ہے، اے ابن آدم! جب تو اس حالت میں صبح کرے کہ تیرا جسم تندرست ہو، تیرا دل بے خوف ہو اور تیرے پاس اس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو اب دنیا پر خاک پڑے (یعنی پھر تجھے دنیا کی کسی چیز کی تمنا نہیں ہونی چاہئے)۔''

(شعب الایمان، باب فی الزھد......الخ،الحدیث:۱۰۳۶۰،ج۷،ص۲۹۴)

{72}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنی تقسیم پر راضی کر دیتا ہے اور اس کے لئے اس کے حصہ میں برکت ڈال دیتا ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی،باب الالف،الحدیث:۹۴۷،ج۱،ص۱۴۷)

{73}......محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے اس پر جسم اور مال میں فضیلت حاصل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے سے کمتر پر بھی نظر ڈال لے۔''

(شعب الایمان،باب فی تعدید نعم اللہ و شکرھا،الحدیث:۴۵۷۴،ج۴،ص۱۳۷)

{74}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے اس پر مال اور صورت میں فضیلت حاصل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے سے کمتر پر بھی نظر ڈال لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب لینظر الی من ھو اسفل......الخ،الحدیث:۶۴۹۰،ص۵۴۴)

{75}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے

کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے نفس کو غنا اور دل کو خوف سے بھر دیتا ہے اور جب کسی بندے سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دیتا ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۹۴۱، ج ۱، ص ۱۴۶)

{76}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کو اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کر لے، پھر وہ چار گز قبر کی طرف چلا جائے گا اور معاملہ تو آخرت ہی کی طرف لوٹے گا۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، الحدیث: ۸۱۸۹، ج ۳، ص ۲۰۶، شبر بدله "سبع

{77}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے میرا پسندیدہ ترین اور قریب ترین وہ ہوگا جو مجھے اسی حال میں ملے جس میں مجھ سے جدا ہوا تھا۔''

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابه، الحدیث: ۳۶۶۵۸، ج ۱۳، ص ۹۵

{78}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بہترین مؤمن قناعت پسند ہوتا ہے جبکہ بدترین مؤمن لالچی ہوتا ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الخاء، الحدیث: ۲۷۰۷، ج ۱، ص ۳۶۵)

{79}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بنی اسرائیل میں ایک بکری کے بچے کو اس کی ماں دودھ پلایا کرتی اور اسے سیراب کر دیتی تھی، پھر اس کی ماں مرگئی تو ریوڑ کی دوسری بکریاں اسے دودھ پلاتیں مگر وہ شکم سیر نہ ہوتا، تو **اللہ** عزوجل نے بنی اسرائیل کی طرف وحی بھیجی کہ ''اس کی مثال اس قوم کی سی ہے جو تمہارے بعد آئے گی، ان میں سے ایک شخص کو اتنا مال دیا جائے گا جو ایک اُمت اور قبیلے کے لئے کافی ہوگا پھر بھی وہ شکم سیر نہ ہوگا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۱۲۶، ج ۳، ص ۱۶۰

{80}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے بدتر لوگوں میں سے سب سے پہلے جہنم کی طرف ہانکے جانے والے لوگ وہ سردار ہوں گے جو کھاتے ہیں تو شکم سیر نہیں ہوتے اور جب جمع کرتے ہیں تو غنی نہیں ہوتے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۱۳۲، ص ۱۶۱)

{81}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے رزق پر راضی نہ ہو اور جو اپنی بیماری کی خبر عام کرنے لگے اور اس پر صبر نہ کرے اس کا کوئی عمل **اللہ** عزوجل کی طرف بلند نہ ہوگا اور وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔'' (حلیۃ الاولیاء، یوسف بن اسباط، الحدیث: ۱۲۱۶۲، ج ۸، ص ۲۶۸)

{82}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کا مال کم ہو، اہل وعیال زیادہ ہوں، نماز اچھی ہو اور وہ مسلمانوں کی غیبت بھی نہ کرے تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو میرے ساتھ

اس طرح ہوگا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۹۸۶، ج۱، ص۴۲۸)

{83}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تم (آخرت میں) میرے ساتھ ملنا چاہتی ہو تو تمہارے لئے دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک مسافر کا توشہ ہوتا ہے، اغنیاء کے ساتھ بیٹھنے سے بچتی رہو اور کپڑے کو اس وقت تک پرانا نہ سمجھو جب تک اس میں پیوند نہ لگالو۔''

(جامع الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی ترقیع الثوب، الحدیث: ۱۷۸۰، ص۱۸۳۳)

{84}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''میرے نزدیک اپنے بندے کی سب سے پسندیدہ عبادت لوگوں سے خیر خواہی کرنا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۱۹۷، ج۳، ص۱۶۶)

{85}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے، بے شک دین خیر خواہی ہے، بے شک دین خیر خواہی کو کہتے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے ساتھ خیر خواہی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کی کتاب، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی[1]۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، الحدیث: ۴۹۴۴، ص۱۵۸۵)

{86}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قیامت کے دن پانچ چیزیں لے کر آئے گا اسے جنت سے نہ روکا جائے گا: (۱) **اللہ** عزوجل (۲) اس کے دین (۳) اس کی کتاب (۴) اس کے رسول اور (۵) مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی۔''

(کنزالعمال، قسم الاقوال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۷۱۹۹، ج۳، ص۱۶۶)

{87}......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن اس وقت تک اپنے دین کے حصار میں رہتا ہے جب تک اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی چاہتا ہے اور جب اس کی خیر خواہی سے الگ ہو جاتا

---

[1]: امام نووی علیہ رحمۃ اللہ الولی **مسلم شریف کی شرح** میں اس کا مفہوم بیان فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے: ''اللہ عزوجل کے لئے خیر خواہی سے مراد ''اللہ عزوجل پر ایمان لانا، شرک سے بچنا، اس کی اطاعت کرنا وغیرہ، کتاب اللہ کی خیر خواہی سے مراد اس بات پر ایمان لانا کہ یہ ''اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے اور یہ مخلوق کے کلام کے مشابہ بالکل نہیں، اللہ عزوجل کے رسول کی خیر خواہی سے مراد ان کی رسالت کی تصدیق کرنا اور ان کے لائے ہوئے احکام پر ایمان لانا، ائمہ مسلمین یعنی علماءِ دین کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت واطاعت کرنا اور انہیں ان کی غفلتوں سے بچانے کی کوشش کرنا اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ ان کی دنیا وآخرت کی بہتری کے لئے انہیں نصیحت کرنا نیز ان کے ساتھ ہر طرح کی ہمدردی کرنا۔'' (ماخوذ از شرح مسلم للنووی، ج۱، ص۵۴)

ہے تو اس سے توفیق کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب اللام الف، الحدیث: ۲۲۷۷، ج ۲، ص ۴۲۹)

{88}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو خاندانی غیرت کے جھنڈے تلے عصبیت (یعنی اقرباء) کی مدد کرتے ہوئے مارا جائے اور وہ عصبیت کے لئے غضب غصّہ رکھتا ہو تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ......الخ، الحدیث: ۴۷۹۲، ص ۱۰۱۰، یغضب بدلہ "یدعو")

{89}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عصبیت (یعنی اقرباء کی جماعت) کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کی وجہ سے لڑے وہ بھی ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ، الحدیث: ۵۱۲۱، ص ۱۵۹۸)

{90}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں سب سے برا اور بدتر ٹھکانا اس شخص کا ہے جو دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کردے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''سب سے زیادہ ندامت اسی شخص کو ہوگی۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''وہ قیامت کے دن مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بدتر شخص ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب العصبیۃ، الحدیث: ۵۸،۵۷،۷۶۵۶، ج ۳، ص ۲۰۴، "اشر" بدلہ "اشد")

{91}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کی ناراضگی سے **اللہ** عزوجل کی رضا چاہے **اللہ** عزوجل اسے لوگوں کی مدد سے کفایت کرے گا اور جو **اللہ** عزوجل کی ناراضگی سے لوگوں کی رضا چاہے **اللہ** عزوجل اسے لوگوں کے ہی سپرد کرے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب عاقبۃ من التمس......الخ، الحدیث: ۲۴۱۴، ص ۱۸۹۴)

{92}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں ان میں سے ایک بھی نہ ہو کُتّا اس سے بہتر ہے: (۱) ایسا تقویٰ جو اسے **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچائے (۲) ایسا حلم (یعنی بردباری) جس سے وہ جاہل کی جہالت کا جواب دے اور (۳) ایسا حسنِ اخلاق جس سے وہ لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی الحلم......الخ، الحدیث: ۸۴۲۳، ج ۶، ص ۳۳۹)

{93}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین بیماریاں میری اُمت کو ضرور ہوں گی: حسد، بدگمانی اور بدفالی۔ کیا میں تمہیں ان سے چھٹکارے کا طریقہ نہ بتادوں؟ جب تم میں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کر، اور جب تو حسد میں مبتلا ہو تو **اللہ** عزوجل سے استغفار کرلیا کر اور جب بدشگونی پیدا ہو تو اس کام کو کر گزر۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۲۲۷، ج ۳، ص ۲۲۸، تقدما تأخر)

{94}......نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت تین چیزوں سے محفوظ نہیں رہ سکتی:

حسد، بُرے گمان اور فال لینے سے، کیا میں تمہیں ان سے نجات کا طریقہ نہ بتاؤں؟ جب تمہیں بدگمانی پیدا ہو تو اس پر یقین نہ کرو اور جب حسد میں مبتلاء ہو جاؤ تو زیادتی مت کرو اور جب تمہیں بدشگونی پیدا ہو تو اس کام کو کر گزرو۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ،قسم الاقوال، الحدیث:۴۳۷۸۲،ج۱۶،ص۱۳)

{95}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی کو کوئی رخصت نہیں: (۱) والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر (۲) وعدہ پورا کرنا خواہ مسلمان سے کیا ہو یا کافر سے اور (۳) امانت کی ادائیگی خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔''

(شعب الایمان، باب فی الایفاء بالعقود،الحدیث:۴۳۶۳،ج۴،ص۸۲)

{96}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:''قیامت کے دن میں تین شخصوں سے جھگڑوں گا اور جس سے میں جھگڑوں گا یقیناً اس پر غالب آجاؤں گا: (۱) وہ شخص جسے میرے لئے کچھ دیا گیا پھر اس نے اس میں بد دیانتی کی (۲) جس نے کسی آزاد شخص کو بیچا پھر اس کی قیمت کھا گیا اور (۳) جس نے کسی کو اجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کا پورا حق ادا نہ کیا۔'' (سنن ابن ماجہ ،ابواب الرھون، باب اجرالاجراء،الحدیث:۲۴۴۲،ص۲۶۲۳،حقہ بدلہ''اجرہ'')

تنبیہات

تنبیہ1:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور چونکہ انسان کی سب سے اعلیٰ چیز اس کا دل ہے لہٰذا شیطان صرف انسان کی ظاہری خرابی پر قناعت نہیں کرتا کیونکہ انسان کی ذات میں فساد ڈالنا تو اس کا مقصد ہی نہیں بلکہ اس اعلیٰ چیز کو خراب کر دینا اس کا مقصد ہے اس لئے ہر مکلّف انسان پر اپنے دل کو شیطان کے فسادات سے بچانا فرضِ عین ہے، اور چونکہ ان فسادات تک ان کے مداخل (یعنی داخل ہونے کے راستوں) کی معرفت سے ہی پہنچا جا سکتا ہے نیز فرض تک پہنچنا جس چیز پر موقوف ہو وہ بھی ضروری ہی ہوتی ہے، لہٰذا اس کے مداخل کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ مداخل بندے کی صفات ہیں۔

حرص:

یوں تو یہ صفات بہت سی ہیں مگر ان میں حسد اور حرص سرِ فہرست ہیں، بعض اوقات بندہ کسی چیز کی حرص میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس چیز کی حرص اسے اندھا، بہرہ کر دیتی ہے، چنانچہ،

{97}......مَحْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تیری کسی چیز سے محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الھوی، الحدیث: ۵۱۳۰، ص۱۵۹۸)

اِن صفات کی پہچان صرف نورِ بصیرت ہی سے ہو سکتی ہے، لہٰذا جب اس نور ہی کو حرص اور حسد ڈھانپ لیں تو انسان اندھا ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں شیطان انسان پر قابو پا لیتا ہے۔

{98}...... **منقول** ہے حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار پایا تو اس سے پوچھا: ''تو کیوں داخل ہوا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اس لئے کہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالوں تا کہ ان کے دل میرے ساتھ ہو جائیں اور جسم آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ رہ جائیں۔'' تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل کے دشمن! سفینے سے اُتر جا کیونکہ تو مردود ہے۔'' تو شیطان نے کہا ''میں لوگوں کو پانچ چیزوں سے ہلاکت میں ڈالتا ہوں، تین چیزیں تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ابھی بتا سکتا ہوں صرف دو نہیں بتاؤں گا۔'' تو **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طرف وحی فرمائی: ''شیطان سے کہو کہ وہ دو چیزیں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بتا دے اور تین چیزوں کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔'' آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس سے پوچھا: ''وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟'' تو شیطان نے جواب دیا ''وہ دو چیزیں ایسی ہیں نہ تو مجھے جھٹلاتی ہیں اور نہ ہی میرے خلاف جاتی ہیں، ان کے ذریعے میں لوگوں کو ہلاکت میں ڈالتا ہوں، وہ حرص اور حسد ہیں، حسد ہی کی وجہ سے مجھ پر لعنت ہوئی اور میں مردود شیطان بن گیا اور حرص کی وجہ سے میں نے (حضرت سیدنا) آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے اپنی حاجت پوری کی کیونکہ (حضرت سیدنا) آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے ایک درخت کے علاوہ ساری جنت مباح کر دی گئی تھی مگر وہ اس پر صبر نہ کر سکے۔'' (تفسیر حقی، سورۂ ھود، تحت الآیۃ: ۴۰، ج۵، ص۱۴۷)

غضب اور شہوت:

ان صفات میں سے ایک بڑی صفت غضب اور شہوت بھی ہے، غضب سے عقل کمزور پڑ جاتی ہے اور شیطان غصیلے آدمی سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

{99}...... **منقول** ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں سفارشی بنایا کہ وہ اس کی توبہ قبول فرمالے، حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں سفارش کی تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)! اگر یہ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قبر کو سجدہ کر لے تو میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔'' حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو یہ بات بتائی تو اس پر مردود شیطان نے غصہ کی حالت میں کہا: ''جب

میں نے ان کی زندگی میں انہیں سجدہ نہیں کیا تو ان کے وصال کے بعد انہیں سجدہ کیسے کرسکتا ہوں؟ بہر حال آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی سفارش کا مجھ پر حق ہے، تین وقتوں میں مجھے یاد رکھئے گا، میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ان کے معاملہ میں ہلاکت میں نہ ڈالوں گا: (۱) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) غضب ناک ہوں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ میں آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے جسم میں خون کی طرح رواں ہوں (۲) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسی لشکر کا سامنا کریں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ ایسے وقت میں آدمی کو اس کے بیوی بچے اور گھر والے یاد دلاتا ہوں تا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے اور (۳) جب آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسی اجنبی عورت کے پاس بیٹھیں تو مجھے یاد رکھیں کیونکہ ایسے وقت میں مَیں اس کی طرف آپ کا اور آپ کی طرف اس کا قاصد ہوتا ہوں۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزہ، الحدیث: ۲۹۱۸، ج۳، ص ۱۶۶، ملخصاً)

{100} ......ایک نبی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان سے پوچھا: ''تُو آدمی پر کس چیز سے غالب آتا ہے؟'' تو اس نے بتایا میں غصہ اور شہوت کے وقت انسان کو پکڑتا ہوں۔''

شیطان سے پوچھا گیا ''انسان کی کون سی عادت تیری سب سے بڑی معاون ہے؟'' تو اس نے کہا ''غصہ۔ بندہ جب غصہ میں آتا ہے تو میں اس کو اس طرح گھماتا ہوں جس طرح بچے گیند کو گھماتے ہیں۔''

دل کا دنیوی زندگی اور اس کے متعلقات سے محبت کرنا:

یہ بھی ایک بُری صفت ہے، ایسے وقت میں شیطان خود بچے دیتا ہے اور انسان کے لئے آلات لہو اور **اللہ** عزوجل، اس کی نشانیوں، اس کے رسول اور ان کی سنت سے دور کرنے کے اسباب کھول دیتا ہے اور موت تک اس کے سامنے آلاتِ لہو کو آراستہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی غفلت اور باطل چیزوں میں اپنی زندگی کے اوقات گزار رہا ہوتا ہے کہ اسے موت آجاتی ہے، بعض اوقات **اللہ** عزوجل اس کا خاتمہ برا فرما دیتا ہے۔ **اَلْعِیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی**۔

کھانے پینے کو پسند کرنا:

شکم سیری اگرچہ حلال اور پاکیزہ اشیاء ہی سے ہو لیکن شہوات کو قوت دیتی ہے جو کہ شیطان کا ہتھیار ہیں، اسی لئے حضرت سیدنا یحیٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کے پاس ہر چیز کو پھانسنے کے لئے کچھ پھندے ہیں تو آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ان پھندوں کے بارے میں پوچھا تو شیطان نے جواب دیا: ''یہ وہ شہوات ہیں جن کے ذریعے میں آدمی پر قابو پاتا ہوں۔'' حضرت سیدنا یحیٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ اس سے دریافت فرمایا کیا ان میں میرے لئے بھی کچھ ہے؟'' تو شیطان نے جواب دیا بعض اوقات آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیتے ہیں،

تو میں نماز اور ذکر کو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر بھاری کر دیتا ہوں۔'' پھر آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید دریافت فرمایا کیا کوئی اور چیز بھی ہے؟'' تو شیطان نے جواب دیا نہیں۔'' تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! میں کبھی شِکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔'' تو شیطان بولا: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! میں بھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔''

(حلیۃ الاولیاء، وھیب بن ورد، الحدیث: ۱۱۷۰۴، ج۸، ص۱۵۷، بتغیرٍ قلیل)

طمع: جب کسی چیز کی طمع دل پر غالب آجائے تو شیطان اسے خوب آراستہ کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس لالچی کے لئے معبود بن جاتی ہے اور پھر بندہ اسی کی محبت کی رسی میں بندھا غور وفکر کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح اسے راضی کر سکے اگرچہ **اللہ** عزوجل کو ناراض کر بیٹھے، جیسے حرام کا اقرار کرنے کے باوجود اس کے لئے فریب کاری سے کام لینا۔

جلد بازی کرنا اور ثابت قدمی چھوڑ دینا:

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے کہ،

وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ (پ۱۵، بنی اسرآءیل:۱۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔

{101}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جلد بازی شیطان کی طرف سے اور غور وفکر **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۶۷۲، ج۳، ص۴۴، تقدما تأخرا)

جلد بازی ہوتی تو شیطان کی طرف سے ہے مگر وہ خود جلد باز نہیں ہوتا بلکہ انسان کو اس طرح آہستہ آہستہ برائی میں مبتلا کرتا ہے کہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی، لیکن جو شخص کوئی عملی قدم اٹھانے سے پہلے خوب غور وفکر کر لیتا ہے تو اسے اس کام میں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے، لہٰذا جب تک کسی کام میں بصیرت حاصل نہ ہو تو فوراً واجب ہونے والے عمل کے علاوہ کسی بھی عمل میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے جبکہ یہ (عَلَی الْفَوْر واجب ہونے والا) عمل ایسا ہو کہ اس میں غور وفکر کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

مال میں زیادتی کی خواہش:

جو مال حاجت اور ضرورت سے زائد ہو تو وہ شیطان کا ٹھکانا ہوتا ہے کیونکہ جس کے پاس اس قسم کا زائد مال نہیں ہوتا اس کا دل بے جا تفکرات سے خالی ہوتا ہے، لہٰذا اگر ایسے شخص کو کسی راستے میں 100 دینار پڑے ہوئے مل جائیں تو اس کے دل میں ایسی 10 خواہشیں سر اٹھانے لگتی ہیں کہ جن میں سے ہر خواہش 100 دینار کی محتاج ہوتی ہے، لہٰذا وہ مزید 900 دینار کا محتاج ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ 100 دینار ملنے سے پہلے ہر خواہش سے بے پرواہ تھا، پھر جب اس نے 100 دینار پا لئے تو یہ خیال کیا کہ وہ محتاج نہیں ہے حالانکہ اس کا گھر، خادمہ اور ساز وسامان خریدنے کے لئے 900 دینار کا محتاج ہونا ظاہر ہو چکا، اور صرف

یہی نہیں بلکہ ان اشیاء کی خریداری کے بعد ان کے لوازمات پورے کرنے کے لئے مزید رقم کا محتاج ہونا بھی ثابت ہو گیا، تو اس طرح وہ ایک ایسی گھاٹی میں گر جائے گا جس کی اِنتہاء جہنم کی اتھاہ گہرائیوں کے سوا کچھ نہیں۔

جب ابلیس کے چیلے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کامیابی پانے سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے ابلیس سے شکایت کی تو اس نے ان سے کہا: ''صبر کرو! ہوسکتا ہے ان پر دنیا کے دروازے کھل جائیں اور پھر تم ان سے اپنی حاجتیں پوری کرسکو۔''

بخل اور تنگدستی کا خوف:

یہ مذموم صفات صدقہ کرنے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے سے روکتی اور، ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کا حکم دیتی ہیں، حالانکہ خزانہ جمع کرنے والے لوگوں کے لئے قرآنِ پاک میں **اللہ** عزوجل کے دردناک عذاب کا وعدہ ہے۔

حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''شیطان کے بہت سے ہتھیار ہیں جیسے تنگدستی کا خوف، جب اسے قبول کرلیا جاتا ہے تو انسان باطل چیزوں میں پڑ کر نفسانی خواہشات کی باتیں کرتا ہے اور اپنے رب عزوجل سے برا گمان کرتا ہے۔''

بخل کی آفتوں میں سے ایک آفت مال جمع کرنے کے لئے بازاروں میں آمدورفت کو لازم سمجھنا بھی ہے حالانکہ یہی شیطان کے ٹھکانے ہیں۔

{102}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب شیطان زمین پر اترا تو اس نے عرض کی، ''یارب عزوجل! میرا ایک گھر بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''تیرا گھر حمام ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے ایک بیٹھک بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''بازار تیری بیٹھک ہے۔'' اس نے پھر عرض کی، ''میرا ایک منادی بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''مزامیر (یعنی ڈھول باجے) تیرے منادی ہیں۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے کھانا مقرر کردے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز پر میرا نام نہ لیا جائے وہ تیرا کھانا ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے کوئی قرآن بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اَشعار تیرا قرآن ہیں۔'' اس نے پھر عرض کی ''میری حدیث بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''جھوٹ تیری حدیث ہے۔'' اس نے پھر عرض کی ''میرے لئے شکاری جال بنادے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''عورتیں تیرا جال ہیں۔''

(تخریج احادیث الاحیاء، باب ۲۶۲۲، ج۶، ص ۲۷۱)

تعصُّب:

مذاہب اور خواہشات پر تعصب کرنا، مخالف سے کینہ رکھنا اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ ایسی چیزیں ہیں جو

علما وصلحاء کوبھی ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں، عوام تو پھر عوام ہیں کیونکہ لوگوں پرطعن وتشنیع میں مشغول ہونا اوران کے طبعی نقائص کا ذکر کرنا ایسی چیزیں ہیں کہ شیطان جب بندے کو یہ خیال دلاتا ہے کہ یہی حقیقت ہے تو وہ مزید پیش رفت کرتا ہے اور اپنی کوشش میں اضافہ کر دیتا ہے اور پھر یہ گمان کرتے ہوئے خوش ہوتا ہے کہ وہ دین کے لئے کوشش کر رہا ہے حالانکہ وہ شیطان کی پیروی میں ہوتا ہے، دینی غیرت رکھنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان اوران کے بعد والوں کی پیروی میں نہیں ہوتا، اگر وہ اپنی اصلاح کی جانب توجہ دیتا اور دینی حمیت وغیرت رکھنے والوں کی پیروی کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا، اور ہر وہ شخص جو حاکمِ اسلام سے تعصب رکھے اس کی مخالفت کرے اور اس کے قواعد وضوابط پر نہ چلے تو وہ حاکم اس سے جھگڑے گا اور اُسے کولعن طعن کرے گا۔

{103}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی لختِ جگر حضرت سیدتنا فاطمہ بتول رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ارشاد فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ میں اللہ عزوجل کے مقابلے میں تمہیں کوئی فائدہ نہ دوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ھل یدخل النساء......الخ،الحدیث:۲۷۵۳،ص ۲۲۱)

لہٰذا تم پر بھی اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح لازم ہے اور دوسروں کا صرف اتنا ہی خیال کرو جتنا شریعتِ مطہرہ نے تمہیں پابند بنایا ہے جیسے شرائط پائی جانے کی صورت میں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا وغیرہ۔

عوام الناس کو ان کی سمجھ سے بالاتر باتیں بتانا:

عوام الناس اور علوم میں مہارت نہ رکھنے والوں کو اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ایسے اُمور میں تفکر کرنے پر ابھارنا جن تک ان کی عقلوں کی رسائی نہ ہو، ان کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس طرح وہ دین کے بنیادی اصولوں میں شک کرنے لگیں گے اور بعض اوقات اللہ عزوجل کے بارے میں ایسی باتیں خیال کرنے لگیں گے جن سے وہ کافر یا بدعتی ہوجائیں گے اور اپنی حماقت کے غلبہ اور قلتِ عقل کی بنا پر اس پر خوش ہوں گے، لوگوں میں سب سے احمق شخص وہی ہوتا ہے جو اپنے اس اعتقاد پر زیادہ قوی ہو اور ان میں سب سے عقل مند وہ ہے جو اپنی ذات، اپنے آپ اور اپنے گمان کو زیادہ ناقص سمجھے اور باعمل علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اور ہدایت یافتہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی سے سوال کرنے میں زیادہ حریص ہو۔

مسلمانوں پر بدگمانی:

مسلمانوں پر بدگمانی کے بارے میں اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی ہے کہ،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ　ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو۔

(پ۲۶،الحجرات:۱۲)

جو شخص صرف اپنے گمان کی وجہ سے کسی پر برائی کا حکم لگا دیتا ہے تو اصل میں شیطان اسے اس کو حقیر جاننے، اس کے حقوق ادا نہ کرنے، اس کی عزت بجالانے میں سستی کرنے اور اس کی عزت کے معاملے میں زبان دراز کرنے پر ابھارتا ہے، حالانکہ یہ سب باتیں ہلاکت کا باعث ہیں اور مہلکات میں شمار ہوتی ہیں۔

{104}......جب دو صحابیوں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی زوجۂ مطہرہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (اندھیرے میں) گفتگو فرماتے ہوئے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تم دونوں کی ماں ہے۔'' وہ دونوں اس وضاحت سے حیران ہو گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان آدمی کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔''

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب بیان انه یستحب لمن ......الخ،الحدیث:۵۶۷۹،ص۱۰۶۵)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان دونوں پر کمال شفقت فرمائی اور انہیں شیطان مردود کے ہتھکنڈوں سے بچا لیا، نیز اپنی اُمت کو تہمت سے بچنے کا طریقہ ارشاد فرما دیا تاکہ کوئی پرہیز گار عالم اپنے آپ پر فخر کرتے ہوئے یہ گمان نہ کرے کہ ''اس سے اچھا ہی گمان رکھا جاتا ہوگا۔'' حالانکہ یہ ایک بہت بڑی لغزِش بھی ہے، چونکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی، پرہیز گار اور عالم ہے لہٰذا یقیناً اس سے بغض رکھنے اور اسے ناقص کہنے والے لوگ بھی ہوں گے، اس لئے شریروں اور دشمنوں کی تہمت سے بچنا بھی ضروری ہے، کیونکہ ایسے لوگ ہر ایک سے شر ہی کی توقع رکھتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو لوگوں سے بدگمانی رکھے اور ان کے عیوب کی پردہ دری کرنے کی خواہش رکھتا ہو تو جان لو کہ وہ ایسا اپنے باطن کی خباثت کی وجہ سے کرتا ہے کیونکہ مؤمن ہمیشہ اپنے باطن کی سلامتی کی وجہ سے عذر خواہی کرتا رہتا ہے جبکہ منافق اپنے باطن کی وجہ سے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے۔

یہ چند ایک ایسے اوصاف تھے کہ جن کے ذریعے شیطان کسی کے دل تک رسائی حاصل کرتا ہے، ان کے تذکرے میں بقیہ تمام اوصاف کے بارے میں تنبیہ پائی جاتی ہے۔ انسان میں کوئی بھی ایسی مذموم صفت نہیں جو کہ شیطان کا ہتھیار نہ ہو وہ اسی سے اس کو گمراہ کرتا ہے، لہٰذا اس کے ان مذموم ہتھکنڈوں سے نجات کے لئے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں پناہ طلب کریں، امید ہے کہ وہ اپنی رحمت سے آپ کو ان مذموم اوصاف کی لعنت سے چھٹکارا عطا فرما دے گا۔

تنبیہ 2:

گذشتہ ساری بحث سے آپ پر مکمل طور پر یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ ان تمام اوصاف کا نقصان کتنا بڑا ہے، نیز ان

میں سے اکثر وہ ہیں جن کو سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، حالانکہ وہ ان کو کبیرہ شمار کرنے میں منفرد نہیں بلکہ کئی دوسرے علماء وائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو کبیرہ ہی شمار کیا ہے، لہٰذا اپنے دل اور باطن کو ان کبائر کی خباثت سے محفوظ رکھیں کیونکہ یہ نہ صرف آپ کے باطن بلکہ ظاہر کو بھی فساد میں مبتلا کر دیں گے۔

تنبیہ 3:

گذشتہ تمام کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بد خلقی کا باعث بنتا ہے جبکہ ان سے کنارہ کش ہونے سے انسان حسنِ اخلاق کا پیکر بن جاتا ہے، پھر یہی حسن اخلاق اس کو کمالِ حکمت سے عقلی قوت کے اعتدال اور شہوانی اور غضب کی قوت کی عذر خواہی تک لے جانے کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر شریعت کے عطا کردہ اَحکامات کی بجا آوری تک لے جاتا ہے، اس اعتدال کا حصول یا تو **اللہ** عزوجل کے خاص کرم اور فطری کمال سے ہوتا ہے یا پھر مجاہدہ اور ریاضت جیسے اسباب کو اپنانے سے ہوتا ہے، مثلاً

(۱) وہ اپنے نفس کو ہر اس کام پر مجبور کرے جس کے کرنے کا تقاضا حسنِ اخلاق کرے،

(۲) ہر برائی کی مخالفت کرے کیونکہ وہ نہ تو **اللہ** عزوجل کی محبت کا باعث بن سکتی ہے اور نہ ہی اس وقت تک **اللہ** عزوجل کے ذکر کی حلاوت حاصل ہو سکتی ہے جب تک کہ اس بری عادت سے چھٹکارا حاصل نہ کر لیا جائے،

(۳) شہوانی خواہشات سے نفس کو خلوت اور عزلت نشینی سے بچایا جائے تا کہ سننے اور دیکھنے کی صلاحیتیں اپنی پسندیدہ اشیاء سے محفوظ رہ سکیں،

(۴) اس کے بعد اسی خلوت نشینی میں دائمی ذکر و دعا کو اپنا معمول بنا لیا جائے یہاں تک کہ انسان پر **اللہ** عزوجل اور اس کے ذکر کی محبت غالب آ جائے،

جب انسان مذکورہ تمام اسباب مہیا کر لے تو بالآخر وہ اس اعتدال کی نعمت کو پانے میں کامیاب ہو جائے گا اگرچہ ابتدا میں اس پر یہ سب کچھ کرنا گِراں گزرے گا، بعض اوقات مجاہدات کو کرنے والا شخص یہ گمان کرنے لگتا ہے کہ شاید اس نے ان چھوٹے چھوٹے مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب اور حسنِ اخلاق کا پیکر بنا لیا ہے حالانکہ ابھی کہاں اس مرتبہ کا حصول ممکن ہو گیا، ابھی نہ تو اس میں کاملین کی صفات پائی جاتی ہیں اور نہ ہی اس نے سچے مؤمنین کے اخلاق اپنائے ہیں جیسا کہ

{۱} ان اوصاف کا تذکرہ **اللہ** عزوجل نے اپنی لاریب کتاب میں کچھ اس طرح کیا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ

ترجمۂ کنز الایمان: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں

یَتَوَکَّلُوْنَ 0الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ 0اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاط لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ0 (پ۹،الانفال:۲ تا۴)

پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔ وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔ یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

{۲}

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ 0الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ 0وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ 0 وَ الَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ 0وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ0اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ 0فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ 0 وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ0وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ0 اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ0الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ 0 (پ۱۸،المؤمنون:۱ تا۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں، اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

{۳}

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ0(پ۱۱،التوبۃ:۱۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: توبہ والے عبادت والے سراہنے والے روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

{۴}

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا0 وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام، اور وہ

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ج فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ (پ۱۹، الفرقان: ۶۴ تا ۷۷)

جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام میں، اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے، بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے، اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں، اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی، اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں، اور وہ کہ جب کہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے، اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ انکے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ انکی پیشوائی ہوگی، ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ، تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو تو تم نے جھٹلایا تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا۔

جس شخص پر اپنے نفس کی حالت مشتبہ ہو جائے تو اسے ان آیاتِ کریمہ کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے اور پھر غور کرے کہ آیا ان آیات میں مذکور اوصافِ حمیدہ مجھ میں پائے جاتے ہیں یا نہیں، کیونکہ ان تمام اوصاف کا پایا جانا حسنِ اخلاق اور نہ پایا جانا بداخلاقی کی علامت ہے، اور بعض کا پایا جانا بعض عادات پر ہی دلالت کرتا ہے نہ کہ مکمل اخلاقِ حسنہ پر۔

{105}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں ان تمام اخلاقِ

حسنہ کو جمع فرما دیا ہے"مؤمن اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

(البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب ......الخ،الحدیث: ۱۳،ص ۳)

نیز مؤمن اپنے اسلامی بھائی کو ہمیشہ اپنے مہمان اور پڑوسی کی عزت کرنے کا ہی حکم دے گا اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ بات کرے گا تو صرف بھلائی کی، ورنہ خاموش رہے گا۔

{106}...... نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جب کسی مؤمن کو پروقار انداز میں خاموشی کا پیکر پاؤ تو اس کی قربت حاصل کیا کرو کیونکہ وہ (جب بھی بولے گا تو) صرف حکمت آموز باتیں ہی کہے گا۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب ریاضۃ النفس و تھذیب الاَخلاق،بیان علامات حسن الخلق،ج۳،ص ۸۵،یلقی بدلہ"یلقن)

{107}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ایسی نگاہ سے اشارہ کرے جو اسے اَذیت دینے والی ہو۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الآ لفۃ......الخ،حقوق المسلم، ج ۲،ص ۲۴۳)

{108}...... نبیٔ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من یأخذ الشيء من مزاح،الحدیث: ۵۰۰۴،ص ۱۵۸۹)

{109}...... نبیٔ مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:"شرکائے مجلس اللہ عزوجل کے امین ہوتے ہیں تو ان میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی وہ بات ظاہر کرے جس کا ظاہر کرنا اسے ناپسند ہو۔"

(الزھد لابن المبارک،باب ماجاء فی الشح،الحدیث ۶۹۱،ص ۲۴۰،اخیہ بدلہ"صاحبہ")

کسی صاحبِ علم نے حسنِ اخلاق کی تمام علامات کو اپنے اس قول میں یوں جمع کر دیا ہے:"حسنِ اخلاق کا پیکر وہ ہے جو حد سے زیادہ حیاوالا ہو، بہت کم کسی کو اذیت دے، نیکیوں کا جامع ہو، سچ بولے، گفتگو کم اور عمل زیادہ کرے اور وقت بھی کم ضائع کرے نیز بہت کم لغزش کا شکار ہو، وہ نیک، پُروقار، صابر، راضی بقضائے الٰہی عزوجل، شکر گزار، بردبار، نرم دل، پاکدامن اور شفیق ہو نہ کہ عیب جُو، گالیاں دینے والا، غیبت کرنے والا، جلد باز، کینہ پرور، بخیل اور حاسد ہو بلکہ ہشاش بشاش رہتا ہو **اللہ** عزوجل کی خاطر محبت اور بغض رکھے، **اللہ** عزوجل کی ہی خاطر کسی سے راضی یا ناراض ہو تو وہی شخص حسنِ اخلاق کا پیکر کہلانے کا حق رکھتا ہے۔"

اللہ عزوجل ہمیں ان اعلیٰ اخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر ہمیشہ اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرمائے، ہمیں اپنے قرب کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اپنے اولیاء کرام محبین عِظام اور غلاموں کی صف میں شامل فرمالے۔ آمین!

کبیرہ نمبر39: اللّٰہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا

اللّٰہ عزوجل کی رحمت پر بھروسہ بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو کر بندہ گناہوں میں بھی مستغرق ہو تو یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۹، الاعراف:۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

{۲}

وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کردیا تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

{1}...... **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ **اللّٰہ** عزوجل اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا فرماتا ہے حالانکہ وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ عزوجل کا اُسے درجہ بدرجہ عذاب میں مبتلا کرنا ہے پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَیْہِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ ط حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰہُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ہُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ (پ۷، الانعام:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث:۹۲۷۲، ج۶، ص۴۲۲)

یعنی وہ نجات اور ہر بھلائی سے مایوس ہیں اور ان پر نعمتوں کی بارش ہونے اور دوسروں کی ان سے محرومی سے دھوکا کھانے کی وجہ سے ان کے لئے حسرت، غم اور رسوائی ہے۔ اسی لئے حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل جس پر وسعت فرمائے اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر ہے، تو وہ بالکل بے عقل ہے۔''

اور ایک ناشکری قوم کے بارے میں فرمایا: ''ربِ کعبہ کی قسم! **اللّٰہ** عزوجل نے ان کے ساتھ خفیہ تدبیر فرمائی ان کی مرادیں پوری فرمائیں پھر ان پر پکڑ فرمائی۔''

{2}......ایک اور روایت میں ہے:''جب **اللہ** عزوجل نے ابلیس لعین کے ساتھ خفیہ تدبیر فرمائی تو حضرت سیدنا جبرائیل اور حضرت سیدنا میکائیل (علیہما الصلوٰۃ والسلام) رونے لگے، **اللہ** عزوجل نے ان سے استفسار فرمایا (حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا) تم دونوں کو کس چیز نے رلایا ہے؟''تو انہوں نے عرض کی،''یارب عزوجل! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں۔''تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:''ایسے ہی رہو میری خفیہ تدبیر سے بے خوف مت ہونا۔'' (تفسیر روح المعانی، سورۃ النمل، تحت الآیۃ:۱۰، ج۱۹، ص۲۱۷)

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے:**یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ**۔یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب دعاء"یا مقلب القلوب" الحدیث:۳۵۲۲، ص۲۰۱۴)

{4}......ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خوف رکھتے ہیں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''دل رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) دو انگلیوں کے درمیان ہے، وہ جیسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل الثالث، الحدیث:۱۲۱۳۱/۲۱۲۱، ج۱، ص۱۳۳)

یعنی قلوب **اللہ** عزوجل کے خیر و شر کے ارادوں کے دو مظہروں کے درمیان ہیں، وہ انہیں اس تیز ہوا سے بھی جلد پھیر دیتا ہے جو قبول و مردود اور پسند و ناپسند وغیرہ اوصاف میں پھرتی رہتی ہے، اور قرآن پاک میں ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے۔ (پ۹، الانفال:۲۴)

یعنی اس کے اور اس کی عقل کے درمیان یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جان پاتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ یہ حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور اس کی تائید **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان بھی کرتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۔ (پ۲۶، ق:۳۷)

یہاں قلب سے مراد عقل ہے اور سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مختار مذہب یہ ہے اس حائل ہونے سے مراد بندوں کو یہ خبر دینا ہے کہ وہ ان کے دلوں کا ان سے زیادہ مالک ہے اور وہ جب چاہتا ہے ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کوئی بھی **اللہ** عزوجل کی مشیّت کے بغیر کچھ نہیں جان پاتا۔''

{5}......جب دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا مانگتے:''**یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی**

دِیْنِکَ ۔'' (یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ) تو اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کثرت سے یہ دعا مانگتے ہیں کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھی کوئی خوف ہے؟'' تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں بے خوف کیسے رہ سکتا ہوں، حالانکہ قلوب رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جب اپنے کسی بندے کے دل کو پھیرنا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔''

بے شک **اللہ** عزوجل نے پختہ علم والوں کی اس دعا پر ان کی تعریف فرمائی:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔ (پ۳، اٰل عمران: ۸)

یاد رکھئے! اس آیتِ مبارکہ میں معتزلہ کے عقائد کے رد اور اہل سنت کے اعتقاد کی حقیقت پر ظاہر دلالت اور واضح حجت ہے کہ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا **اللہ** عزوجل کی مخلوق اور اس کے ارادے سے ہیں، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ دل خیر وشر اور ایمان وکفر کی طرف مائل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن اس کا ان میں سے کسی کی طرف کسی داعی کے بغیر مائل ہونا محال ہے بلکہ اس کے مائل ہونے کے لئے کسی ایسے داعی اور ارادے کا ہونا ضروری ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ کفر کے دواعی کے لئے قرآن پاک میں مدد چھوڑ دینا، بھٹکانا، منہ پھیرنا، مہر لگنا، زنگ آلود ہونا، دل کا سخت ہونا، کان بھر جانا وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جبکہ ایمان کے دواعی کے لئے قرآن مجید میں توفیق، ارشاد، ہدایت، تسدید، ثابت قدمی اور عصمت وغیرہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

{6}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کا دل رحمٰن عزوجل کی (قدرت کی) انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے جب وہ اسے قائم رکھنا چاہتا ہے تو قائم رکھتا ہے اور جب بھٹکانا چاہتا ہے تو راہِ حق سے بھٹکا دیتا ہے۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل الثالث، الحدیث: ۱۱۶۴، ج۱، ص۱۲۸، بدون "قلب المؤمن")

گذشتہ بیان کی گئی اس اور دیگر احادیث مبارکہ میں **دو انگلیوں** سے مراد یہی مذکورہ دواعی ہیں، لہٰذا اس میں خوب غور کرنا چاہئے۔

{7}......**اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر کا خوف دلانے کے لئے سید عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان عالیشان بھی ہے: ''تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا

ہے پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے تو وہ جہنمیوں کے کام کرتے ہوئے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیۃ الخلق الآدمی......الخ، الحدیث:۶۷۲۳، ص ۱۳۸)

{8}...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ جہنمیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے، کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہی ہوتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الاعمال بالخواتیم، الحدیث:۶۴۹۳، ص ۵۴۵، تقدما تأخرا)

کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ کرلیں؟

{9}...... صرف تقدیر ہی پر بھروسہ کر لینا درست نہیں کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب مذکورہ بات سنی تو عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! پھر عمل کس لئے کریں، کیا ہم اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ نہ کرلیں؟'' تو محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ عمل کرو، کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیاتِ مبارکہ تلاوت فرمائیں:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝

(پ۳۰، اللیل:۵تا۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے۔

اللہ عزوجل نے بنی اسرائیل کے عالم **بلعم بن باعوراء** کا جو واقعہ بیان فرمایا ہے، اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہوا اور جنت کی اَبدی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کے فانی مال پر قناعت کر کے اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ گیا۔

منقول ہے کہ ''جب اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دعا کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کی زبان سینے تک لٹک گئی، وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا اور **اللہ** عزوجل نے اس سے ایمان، علم اور معرفت چھین لی۔

ولی کے گستاخ کا عبرتناک انجام:

اسی طرح بَرْصِیْص نامی عابد اپنی سخت ترین عبادات ومجاہدات کے باوجود کفر پر مرا، اور ابن سقّا جو کہ بغداد کا مشہور فاضل اور **ذکی** شخص تھا، **اللہ** عزوجل کے ایک ولی کی گستاخی کا مرتکب ہوا، ان کی ولایت کا انکار کیا تو انہوں نے اسے بددعا دی،

یہ قسطنطنیہ منتقل ہوا، وہاں ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا، پھر اس کی وجہ سے نصرانی ہو گیا، اس کے بعد کسی موذی مرض میں مبتلا ہوا تو اسے سڑک پر پھینک دیا گیا، تو وہ بھیک مانگنے لگا، وہاں سے اس کا کوئی جاننے والا گزرا، اس نے اس سے واقعہ دریافت کیا تو اس نے اپنی آزمائش کا حال سنا دیا اور بتایا: ''میں نصرانی ہو گیا ہوں اور اب قرآن پاک کا کوئی ایک حرف یاد کرنے پر بھی قدرت نہیں پاتا اور نہ ہی میرے دل میں اس کا خیال آتا ہے۔'' اس شخص کا بیان ہے ''پھر میں تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے اسے نزع کے عالم میں پایا، اس کا چہرہ مشرق کی طرف تھا میں جب بھی اسے قبلہ کی طرف پھیرتا تو وہ پھر مشرق کی طرف پھر جاتا اور روح نکلنے تک ایسے ہی رہا۔''

مصر میں ایک مؤذن تھا، وہ بہت نیک سمجھا جاتا تھا، ایک مرتبہ اس نے منارے سے ایک نصرانی عورت کو دیکھا تو اس کے فتنے میں مبتلا ہو گیا، وہ اس کی طرف گیا تو اس نے زنا پر راضی ہونے سے انکار کر دیا، اس نے کہا میں نکاح کرنا چاہتا ہوں، عورت نے جواب دیا تو مسلمان ہے اور میرا باپ تجھ سے میرے نکاح پر راضی نہ ہوگا۔'' اس نے کہا: ''میں نصرانی ہو جاتا ہوں۔'' عورت نے کہا: ''پھر تو میرا باپ راضی ہو جائے گا۔'' وہ نصرانی ہو گیا اور نصرانیوں نے اس کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اس کا نکاح اس عورت سے کر دیں گے، اسی اثنا میں ایک دن وہ کسی کام سے چھت پر چڑھا تو اس کا قدم پھسلا اور وہ گر کر مر گیا نہ اپنا دین بچا سکا اور نہ ہی اس عورت کو پا سکا۔

ہم **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور اسی سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور اس کی سزا کے بدلے اس کا عفو اور ناراضگی کے بدلے اس کی رضا چاہتے ہیں۔ آمین!

اسی لئے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب ہدایت پھیر دی گئی ہو اور استقامت **اللہ** عزوجل کی مشیت پر موقوف ہو، انجام کار مخفی ہو، ارادہ نا معلوم ہو اور نہ ہی کوئی اس پر غالب آ سکے تو اپنے ایمان، نماز اور دیگر نیکیوں پر خوشیاں مت مناؤ کیونکہ یہ محض تمہارے رب عزوجل کے فضل و کرم سے ہیں، کہیں وہ تم سے انہیں چھین نہ لے اور تم ایسی جگہ ندامت کی اتھاہ گہرائی میں نہ جا گرو جہاں ندامت بھی نفع نہ دے۔

تنبیہ:

اس گناہ کے بارے میں آنے والی شدید وعید کی بنا پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، بلکہ حدیثِ مبارکہ میں اسے اکبر الکبائر (یعنی سب سے بڑا) گناہ کہا گیا ہے۔

{10}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا، **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا اور **اللہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۷۸۴، ج ۹، ص ۱۵۶)

اس روایت کے بارے میں زیادہ شبہ تو یہ ہے کہ یہ موقوف ہے کیونکہ اسی گناہ کے اکبرالکبائر ہونے کی صراحت حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ امام عبدالرزاق اور امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے ان سے حدیث روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔

فائدہ: ان آیات میں **اللہ** عزوجل کے لئے ''مکر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، حالانکہ اس کا حقیقی معنی **اللہ** عزوجل کے لئے محال ہے، جبکہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان عالیشان تقابل کے باب سے ہے یعنی

{۱}

وَمَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُؕ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ (پ۳، اٰل عمران: ۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

{۲}

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَاۚ (پ۲۵، الشوریٰ: ۴۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔

{۳}

تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِکَ ؕ (پ۷، المائدۃ: ۱۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تقابل کا معنی یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کو **مَکْر** سے موصوف کرنا اسی وقت جائز ہے جب اس کے ساتھ دوسرا ایسا لفظ آئے جسے **مَکْر** سے موصوف کرنا درست ہو، مگر اس کا جواب یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان عالیشان:

اَفَاَمِنُوْا مَکْرَ اللّٰہِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ (پ۹، الاعراف: ۹۹)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے۔

میں مکر کا لفظ کسی مقابل کے بغیر آیا ہے، کیونکہ بسا اوقات **اللہ** عزوجل کو **مَکْر** کے ساتھ متصف کرنا درست بھی ہوتا ہے، کیونکہ **مَکْر** کا لغوی معنی پردہ ڈالنا یا چھپا دینا ہے جیسا کہ کہتے ہیں ''مَکَرَ اللَّیْلُ اَیْ سَتَرَ بِظُلْمَتِہٖ مَاھُوَ فِیْہِ'' یعنی رات نے مکر کیا مطلب یہ کہ رات نے اپنے اندھیرے سے اسے چھپا دیا اور کبھی مکر کا لفظ حیلہ بازی، دھوکا دینے اور شرارت پر بھی بولا جاتا ہے،

اسی وجہ سے بعض لغویوں نے اسے فساد ڈالنے کی کوشش سے تعبیر کیا ہے، جبکہ بعض نے حیلہ کے ذریعے غیر کو اپنے مقصد سے پھیر دینے سے تعبیر کیا اور یہ آخر الذکر معنی کبھی قابلِ تعریف ہوتا ہے جیسے برائی سے ہٹا کر خیر کی طرف پھیر دینا اور **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اسی معنی پر محمول ہے اور کبھی یہ تعبیر مذموم ہوتی ہے، جیسے کسی کو خیر سے ہٹا کر شر کی طرف پھیر دینا اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں اسی معنی کا ذکر ہے:

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ (پ۲۲، فاطر:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور بُرا داؤ (فریب) اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 40: اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا

اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہونا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ،

{۱} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ۱۳، یوسف:۸۷) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

{۲}

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (پ۵، النساء:۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

{۳}

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (پ۲۴، الزمر:۵۳) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

{۴}

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ (پ۹، الاعراف:۱۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں رحمتِ خداوندی عزوجل کا بیان

{1}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ہر رحمت زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز کو ڈھانپ سکتی ہے، **اللّٰہ** عزوجل نے ان میں سے ایک رحمت نازل فرما کر جن وانس اور جانوروں میں تقسیم فرما دیا، اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں، اسی وجہ سے پرندے اور وحشی جانور اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں اور باقی 99 رحمتوں کے ذریعے **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ و انہاتغلب غضبہ، الحدیث: ۶۹۷۴،۶۹۷۷ ص ۱۱۵۵)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں نے مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے فرزندِ آدم! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو مٹاتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں، اے ابنِ آدم! اگر تو میرے پاس زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب الحدیث القدسی، یاابن آدم، الحدیث: ۳۵۴۰، ص ۲۰۱۶)

{3}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جس پر نزع کا عالم طاری تھا، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا کیسا محسوس کر رہے ہو؟'' اس نے عرض کی ''میں **اللّٰہ** عزوجل سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوفزدہ ہوں۔'' تو صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے وقت میں جب بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں تو **اللّٰہ** عزوجل اس کی اُمید پوری فرما دیتا ہے اور اس کے خوف سے اسے امن عطا فرماتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ و الخوف......الخ، الحدیث: ۹۸۳، ص ۱۷۴۵)

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ قیامت کے دن **اللّٰہ** عزوجل سب سے پہلے مؤمنین سے کیا فرمائے گا اور مؤمنین **اللّٰہ** عزوجل کی بارگاہ میں کیا عرض کریں گے؟'' ہم نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمیں ضرور بتائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل مؤمنین سے استفسار فرمائے گا: ''کیا تم مجھ سے ملاقات کرنا پسند کرتے تھے؟'' وہ عرض کریں گے جی ہاں! اے ہمارے رب عزوجل!'' تو وہ دوبارہ ان سے دریافت کرے گا، کیوں؟'' مؤمنین عرض کریں گے ''ہم تجھ سے عفو اور مغفرت کی اُمید رکھتے تھے۔'' تو **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرمائے

گا:''تو پھر تمہاری بخشش میرے ذمۂ کرم پر ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث:۲۲۱۳۳، ج۸، ص۲۴۹)

اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہے:

{5}...... دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ......الخ، الحدیث:۷۴۰۵، ص۶۱

{6}...... سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حسن ظن ایک اچھی عبادت ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الظن، الحدیث:۴۹۹۳، ص۱۵۸۸

{7}...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا اچھی عبادت میں سے ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة، الحدیث: ۷۹۶۱، ج۳، ص۱۵۵

{8}...... حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری سے تین دن پہلے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے ہر ایک **اللہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھتے ہوئے ہی مرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة و نعیمها......الخ، باب الامر بحسن الظن باللہ ......الخ، الحدیث: ۷۲۳۱، ص۱۱۷۶

{9}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ خیر کا گمان کرے تو اس کے لئے خیر ہے اور اگر شر کا گمان رکھے تو اس کے لئے شر ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریره، الحدیث:۹۰۸۷، ج۳، ص۳۴۴)

{10}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ایک بندے کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جب وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا تو **اللہ** عزوجل کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا: ''یارب عزوجل! تیری قسم! میں تو تیرے ساتھ اچھا گمان رکھتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اسے لوٹا دو کیونکہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہی معاملہ کرتا ہوں۔'' (شعب الایمان، باب فی عیادة المریض، فصل فی آداب العیادة، الحدیث:۹۲۳۶، ج۶، ص۵۴۶)

{11}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا سب سے افضل عبادت ہے **اللہ** عزوجل اپنے بندے سے ارشاد فرمائے گا کہ میں تیرے ساتھ تیرے گمان کے مطابق معاملہ کروں گا۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث:۴۹۵۶، ج۲، ص۲۱۷

تنبیہ:

اس گناہ کواس کے بارے میں وارد سخت وعید کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور وہ وعید آپ جان چکے ہیں بلکہ بیشتر احادیثِ مبارکہ میں اس بات کی تصریح گزر چکی ہے کہ **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونا کبیرہ گناہ ہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اسے اکبرالکبائر بھی کہا گیا ہے۔

کبیرہ نمبر41: **اللہ عزوجل سے بُرا گمان رکھنا**

کبیرہ نمبر42: **رحمتِ الٰہی عزوجل سے ناامید ہونا**

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ (پ۱۴، الحجر:۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔

{1}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل سے برا گمان رکھنا سب سے بڑا گناہ ہے۔'' (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۱۴۷۲، ج۱، ص۲۱۱)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہونے سے علیحدہ کبیرہ گناہ شمار کرنا دراصل علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع میں ہے، گویا انہوں نے ان تینوں کے درمیان کے تلازم کو نظر انداز کر دیا، اسی لئے سیدنا ابوذرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **یأس** یعنی مایوسی کا معنی **قنوط** یعنی ناامیدی بتایا، اور ظاہر بھی یہی ہے کہ **قنوط**، **یأس** سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمان عالیشان:

وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ۝ (پ۲۵ حٰمٓ السجدة:۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی بُرائی پہنچے تو ناامید آس ٹوٹا۔

میں اسے **یأس** کے بعد ذکر فرمایا ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بدگمانی ان دونوں سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ بدگمانی مایوسی اور ناامیدی

کے ساتھ ساتھ **اللّٰہ** عزوجل کے لئے ایسی صفت کی زیادتی کو کہتے ہیں جو **اللّٰہ** عزوجل کے جود وکرم کے لائق نہ ہو اور تفسیر ابن منذر میں حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے: ''سب سے بڑا گناہ **اللّٰہ** عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف اور اُس کی رحمت سے مایوس اور نا اُمید ہونا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاذکار، قسم الافعال، سورۃ النساء، الحدیث: ۴۳۲۲، ج ۲، ص ۸۶۷)

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کا ایک قول مروی ہے۔

وسوسہ: یہ بات ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے منافی ہے جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے: ''مریض کے لئے **اللّٰہ** عزوجل سے اچھا گمان رکھنا مستحب ہے۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''خوف کو اُمید پر غالب رکھنا بہتر ہے۔'' جبکہ سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر بندہ نا اُمیدی کی بیماری سے امن میں ہو تو امید رکھنا بہتر ہے اور اگر خفیہ تدبیر سے بے خوف ہو تو خوف رکھنا بہتر ہے۔''

جواب: یہاں دو مقامات پر کلام ہے،

(۱)......ایک شخص کو رحمت اور عذاب دونوں کی امید ہے یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مریض ہے تو امید کی جانب کو غلبہ دینا مستحب ہے اور اگر تندرست ہے تو اس میں اختلاف ہے۔'' جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔

(۲)......ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود رحمت کی انواع سے مایوس ہے یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں یہاں گفتگو ہو رہی ہے، یہی مایوسی بالاتفاق کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ ان نصوصِ قطعیہ کی تکذیب کو لازم ہے جن کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ پھر اس مایوسی سے کبھی اس سے بھی سخت حالت مل جاتی ہے اور وہ یہ کہ رحمت نہ ہونے کا یقین کر لینا اور (**فَھُوَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ**) کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور کبھی یہ مایوسی رحمت نہ ہونے کے یقین کے ساتھ ساتھ کافروں کی طرح سخت عذاب کے یقین کے ساتھ مل جاتی ہے اور یہاں بدگمانی سے یہی اعتقاد مراد ہے اس میں خوب غور کرنا چاہئے کیونکہ یہ نہایت اہم ہے۔

کبیرہ نمبر43: حصولِ دنیا کے لئے علمِ دین حاصل کرنا

{1}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے رضائے الٰہی عزوجل کے لئے حاصل کیا جانے والا علم دنیا کا مال حاصل کرنے کے لئے سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، الحدیث:۳۶۶۴، ص۱۴۹۴)

ریاکاری کے بیان میں امام مسلم وغیرہ سے ایک حدیثِ پاک روایت کی گئی ہے جس میں یہ تھا:

{2}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص ساری زندگی علم سیکھتا اور سکھاتا رہا اور قرآن پڑھتا رہا، جب اسے قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی نعمتیں یاد کرائے گا، جب وہ بندہ ان نعمتوں کا اعتراف کرلے گا تب **اللہ** عزوجل اس سے پوچھے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟'' تو وہ عرض کرے گا ''میں تیرے لئے علم سیکھتا اور سکھاتا اور قرآن پڑھتا رہا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا ''تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تو نے علم تو اس لئے حاصل کیا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔'' پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ......الخ، الحدیث:۴۹۲۳، ص۱۰۱۸)

{3}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے علماء سے مقابلہ کرنے بیوقوفوں سے جھگڑنے یا لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں ڈال دے گا۔

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فیمن یطلب بعلمہ الدنیا، الحدیث: ۲۶۵۴، ص۱۹۱۹)

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے بیوقوفوں کے ساتھ جھگڑنے، علماء پر فخر کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا، وہ جہنمی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم......الخ، الحدیث:۲۵۳، ص۲۴۹۳)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے علماء کے سامنے فخر کرنے، جاہلوں سے جھگڑنے یا لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے علم حاصل کیا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل......الخ، الحدیث: ۲۶۰، ص۲۴۹۳ ''یماری بدلہ ''یجاری)

{6}......سیِّدُ الْمُبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علماء کے سامنے فخر کرنے بیوقوفوں سے جھگڑنے اور مجلس آراستہ کرنے کے لئے علم نہ سیکھو کیونکہ جو ایسا کرے گا تو (اس کے لئے) آگ ہی آگ ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۴، ''لاتحبروا بدلہ ''تخیروا)

{7}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے **اللہ** عزوجل کے علاوہ کسی کے لئے علم سیکھا یا اُس علم سے **اللہ** عزوجل کے علاوہ کسی کی رضا کا ارادہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔''

(جامع الترمذی،ابواب العلم،باب فیمن یطلب بعلمه الدنیا، الحدیث: ۲۶۵۵،ص ۱۹ ۹

{8}......محبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عنقریب میری اُمت کے کچھ لوگ دین میں تفقہ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے:''ہم اُمراء کے پاس جاتے ہیں تا کہ ان سے ان کی دنیا پائیں اور ہم اپنے دین کو اُن سے جدا رکھتے ہیں۔'' لیکن ایسا نہ ہوگا بلکہ جس طرح کسی کانٹے دار درخت سے کانٹے ہی حاصل ہوتے ہیں اسی طرح وہ ان کے قریب سے گناہ ہی چن سکیں گے۔''

(سنن ابن ماجه، کتاب السنة،باب الانتفاع بالعلم والعمل به،الحدیث:۲۵۵،ص ۲۴۹۳

محمد بن صباح فرماتے ہیں:''سوائے گناہوں کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔''

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے لوگوں کے دلوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے عمدہ گفتگو سیکھی، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ اس کی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب ماجاء فی التشدق فی الکلام، الحدیث:۵۰۰۶،ص ۱۵۸۹

{10}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم پر ایک ایسی آزمائش آئے گی جس میں شیر خوار بچے بڑے ہو جائیں گے، جوان بوڑھے ہو جائیں گے اور لوگ ایک سنت کو اپنائیں گے، اگر کسی دن اس میں سے کچھ چھوڑ دیا گیا تو کہا جائے گا سنت ترک کر دی گئی۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''ایسا کب ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب تمہاری آرزوئیں کم ہو جائیں گی اور امراء زیادہ ہو جائیں گے، تمہارے فقہاء کم اور قاری زیادہ ہو جائیں گے، علمِ دین غیر اللہ کے لئے سیکھا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب کیا جائے گا۔''

(المصنف لعبدالرزاق،باب الفتن، الحدیث: ۲۰۹۰۸،ج ۱۰،ص ۳۰۸،لغیرالله بدله"لغیرالدین"

{11}......حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے بھی آئندہ آنے والے ایک فتنے کا تذکرہ کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:''اے علی! ایسا کب ہوگا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:''دین کو چھوڑ کر دوسرے علوم میں مہارت حاصل کی جائے گی، علم کو عمل کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے حاصل کیا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۰۹۰۹،ص ۳۰۹)

تنبیہ:

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ بعض متاخرین علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، شاید انہوں نے اس میں وارد ہونے والی سخت وعید کو دیکھتے ہوئے اسے ریا کاری سے علیحدہ کبیرہ گناہ شمار کیا اور ان احادیث کی طرف نظر نہ کی جو ریا کاری اور دنیا کمانے کے لئے علم حاصل کرنے کی مذمت کے بیان میں وارد ہوئیں لہٰذا ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 44:

علم چھپانا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۙ﴿۱۵۹﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۵۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے نزدیک یہ آیتِ مبارکہ نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ تورات میں موجود نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصاف چھپاتے تھے۔

جبکہ ایک قول یہ ہے کہ یہ (حکم میں) عام ہے اور یہی درست ہے کیونکہ الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خصوص کا نہیں کیونکہ حکم کو مناسب وصف پر مرتب کرنا علت بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دین چھپانا یقیناً لعنت کے استحقاق کے مناسب ہے، لہٰذا وصف کے عام ہونے کی صورت میں حکم کا عموم ثابت ہو جائے گا۔

نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس آیتِ مبارکہ کے عموم کی صراحت بھی کی ہے جیسا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** عزوجل کے نازل کردہ احکامات میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔''

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ اور اس جیسی دوسری آیاتِ مبارکہ نہ ہوتیں تو ہرگز اتنی کثرت سے روایات بیان نہ ہوتیں۔''

{۱} **اللہ** عزوجل مزید ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَیَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚۖ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡہُدٰی وَالۡعَذَابَ بِالۡمَغۡفِرَۃِ ۚ فَمَاۤ اَصۡبَرَہُمۡ عَلَی النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

(پ۲، البقرۃ: ۱۷۴۔۱۷۵)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار (برداشت) ہے۔

{۲}

وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ ۫ فَنَبَذُوۡہُ وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ وَاشۡتَرَوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

(پ۴، اٰل عمران: ۱۸۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے تو کتنی بری خریداری ہے۔

یہ دونوں آیتیں اگرچہ سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اوصاف چھپانے کی وجہ سے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں مگر چونکہ اعتبار الفاظ کے عموم ہی کا ہوتا ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص عقلی دلائل کے محتاج کے سامنے دین کے ارکان کو عقلی دلائل سے مزین کر کے بیان کرنے پر قادر ہو پھر بھی بیان نہ کرے یا حاجت کے باوجود احکامِ شرع میں سے کوئی بات چھپائے تو اسے یہ وعید لاحق ہو کر رہے گی۔

لغت میں **لَعۡنَۃ** کے معنی دوری کے ہیں اور شرع میں رحمت سے دوری کو **لَعۡنَۃ** کہتے ہیں۔ لعنت کرنے والے زمین کے چوپائے اور حشرات (یعنی کیڑے مکوڑے) ہیں، وہ کہتے ہیں: ''بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے ہم سے بارش روک دی گئی۔''

{۱} **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝ (پ۱۲، یوسف:۴) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔

{۲}

فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ (پ:۲۳، یٰسٓ:۴۰) ترجمۂ کنز الایمان: گھیرے میں تیر رہا ہے۔

{۳}

اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ ۝ (پ۱۹، الشعرآء:۴) ترجمۂ کنز الایمان: کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں۔

ایک قول یہ ہے: ''ان سے مراد مؤمن جنات اور انسانوں کے علاوہ ہر چیز ہے۔'' اسی طرح بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان سے مراد ملائکہ، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کو قرار دیا ہے، مگر سیدنا زجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملائکہ اور مؤمنین والے قول کو درست کہا ہے۔ اور امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ ابن ماجہ میں یہ روایت موجود ہے کہ شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اَللّٰعِنُوْنَ** یعنی لعنت کرنے والوں کی تفسیر زمین کے رینگنے والے جانوروں سے کی ہے۔

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان سے مراد **اللّٰہ** عزوجل کے تمام بندے ہیں۔'' بعض کا کہنا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ علم چھپانے کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل نے اس پر لعنت کو واجب کیا ہے اور پسِ پشت ڈال دینا شدید اعراض کرنے سے کنایہ ہے جبکہ **ثَمَنًا قَلِیْلًا** سے مراد وہ مال ہے جسے وہ لوگ علم میں سردار ہونے کی وجہ سے اپنے ماتحتوں سے وصول کرتے تھے۔ ''**فَبِئْسَ مَایَشْتَرُوْنَ**'' کا معنی ہے کہ ان کی خریداری بہت بری ہے اور اس میں ان کا نقصان بھی ہے۔

علم چھپانے کی وعید میں بہت سی احادیث بھی آئی ہیں:

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا تو **اللّٰہ** عزوجل قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ، الحدیث:۲۶۴، ص۲۴۹۳)

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص کسی علم کو زبانی یاد کرے اور پھر اسے لوگوں سے چھپائے تو وہ قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ، الحدیث: ۲۶۱، ص۲۴۹۳)

{3}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپا لیا تو وہ قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا اور جس نے قرآن پاک میں اپنے علم کے بغیر کلام کیا وہ بھی قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا۔'' (مسند ابی یعلی، مسند ابن عباس، الحدیث: ۲۵۷۸،ج۲،ص۵۰۰)

{4}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے علم چھپایا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا۔'' (المستدرک، کتاب العلم، باب من سئل عن علم ......الخ،الحدیث:۳۵۲،ج۱،ص۲۹۷)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت مثلاً حضرت سیدنا جابر، حضرت سیدنا انس، حضرت سیدنا ابن عمر، حضرت سیدنا ابن مسعود، حضرت سیدنا عَمْرُو بْنُ عَنْبَسَہ اور حضرت سیدنا علی بن طلق وغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے یہ حدیثِ مبارکہ مروی ہے جبکہ حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''جس سے علم کی ایسی بات پوچھی گئی جس کے ذریعے اللہ عزوجل لوگوں کو دینی معاملہ میں نفع پہنچاتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ ، باب من سئل من علم فکتمہ ،الحدیث:۲۶۵،ص۲۴۹۳)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب اس اُمت کے لوگ اگلوں پر لعنت کرنے لگیں اس وقت جو ایک حدیث چھپائے تو گویا اس نے اللہ عزوجل کا نازل کردہ حکم چھپایا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ ،الحدیث:۲۶۳،ص۲۴۹۳)

{6}......اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''علم حاصل کرنے کے بعد اسے بیان نہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خزانہ جمع کرتا ہے پھر اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کرتا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث ۶۸۹،ج۱،ص۲۰۴)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''علم کے معاملہ میں ایک دوسرے کی خیرخواہی چاہو کیونکہ تم میں سے کسی کا اپنے علم میں خیانت کرنا اپنے مال میں خیانت کرنے سے زیادہ سخت ہے اور اللہ عزوجل تم سے اس کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ فرمائے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث ۱۱۷۰۱،ج۱۱،ص۲۱۵)

{8}......ایک دن دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کے کچھ گروہوں کی تعریف فرمائی، پھر ارشاد فرمایا:''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے پڑوسیوں کو نہیں سمجھاتے نہ سکھاتے، نہ نیکی کی دعوت دیتے اور نہ ہی برائی سے منع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے پڑوسیوں سے نہیں سیکھتے، نہ ان سے سمجھتے اور نہ ہی نصیحت طلب کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی قسم! چاہئے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، سمجھائے، نصیحت کرے اور نیکی کی دعوت دے، اسی طرح دوسری قوم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے اور نصیحت حاصل کرے ورنہ جلد ہی انہیں اس کا انجام بھگتنا پڑے گا۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لے آئے، تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (ایک دوسرے سے) استفسار فرمایا کہ ''آپ کے خیال میں رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان لوگوں سے کون سے لوگ مراد لئے ہیں؟'' تو دوسروں نے انہیں بتایا: ''ان سے مراد اشعری قبیلہ والے ہیں کیونکہ وہ فقہاء کی قوم ہے اور ان کے پڑوسی جفا کار اعرابی ہیں۔''

جب یہ بات اشعریوں تک پہنچی تو وہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک قوم کی بھلائی اور ایک کی برائی کا ذکر فرمایا، ہم ان میں سے کس میں ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چاہئے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، انہیں سمجھائے، نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے، اسی طرح دوسری قوم کو چاہئے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے اور ان سے نصیحت طلب کرے ورنہ جلد دنیا میں ہی اس کا انجام بھگتے گی۔'' انہوں نے دوبارہ عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ہم دوسرے لوگوں کو نصیحت کریں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہی بات دہرائی، انہوں نے پھر یہی عرض کی ''کیا ہم دوسروں کو نصیحت کریں۔'' تو شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں ایسا ہی ہے۔'' انہوں نے پھر عرض کی ''ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ایک سال کی مہلت عطا فرما دی تاکہ یہ لوگوں کو دین سکھائیں اور نصیحت کریں، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۝ (پ۶، المآئدۃ:۷۸)

ترجمۂ کنز الایمان: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا۔

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی تعلیم من لایعلم، الحدیث ۷۴۸، ج ۱، ص ۴۰۲، انغظ بدلہ''انفطن

تنبیہ:

بہت سے متأخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کی ہے اس لئے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا شاید کہ ان کے پیشِ نظر بھی میری بیان کردہ سخت وعید پر مبنی روایات ہی ہیں حالانکہ یہ وعید مطلق نہیں کیونکہ علم چھپانا کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی اس کا اظہار واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب، مثلاً طالبِ علم کی عقل جس بات کی متحمل نہ ہو اور کسی عالم کو اس بات کا خوف ہو کہ اگر اسے یہ بات بتائی گئی تو یہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسی صورت میں علم چھپانا واجب ہے اور بصورت

دیگر یعنی اس کے علاوہ دوسرے افراد ہوں تو اب اگر وہ بات فرضِ عین ہو یا اس کے حکم کا تعلق ان سے ہو تو اس کو ظاہر کرنا واجب ہے وگرنہ اس کا اظہار مستحب ہے جب تک کہ اس کا حصول کسی ناجائز ذریعہ سے نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سکھانا چونکہ علم کا وسیلہ ہے پس واجب کے معاملہ میں علم کا اظہار واجب، فرضِ عین کے معاملہ میں فرضِ عین، فرضِ کفایہ کا علم سکھانا فرضِ کفایہ، مستحب کا علم سکھانا مستحب ہے جیسے عروض وغیرہ کا علم اور اسی طرح حرام چیز کا علم سکھانا بھی حرام ہے جیسے جادو اور شعبدہ بازی وغیرہ۔

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''کافر کو قرآن پاک سکھانا جائز نہیں اور نہ ہی کوئی دینی علم سکھانا جائز ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے، اسی طرح اہلِ حق سے مناظرہ کرنے کے لئے بدعتی کو مناظرہ یا دلائل سکھانا بھی جائز نہیں، نہ ہی فریقین میں سے ایک کو دوسرے کا مال دبا لینے کے لئے حیلہ سکھانا جائز ہے اور اسی طرح جاہلوں کو گناہوں کے ارتکاب اور واجبات چھوڑنے کے طریقوں میں رخصتیں بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

{9}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حق داروں سے علم روک کر ان پر ظلم نہ کرو اور نااہلوں کو حکمت سکھا کر ان پر ظلم نہ کرو۔'' (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۵۹، ج ۱، ص ۱۴۱)

{10}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خنزیروں کے گلے میں موتیوں کے ہار نہ ڈالو۔'' یعنی نااہلوں کو فقہ نہ سکھاؤ۔ (تاریخ بغداد، الحدیث ۴۹۰۷، ج ۹، ص ۳۵۶)

(علامہ ابن حجر ھیتمی علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں) کافر کے بارے میں جو احکام مذکور ہوئے وہ ہمارے قواعد کے مطابق درست نہیں کیونکہ جس کافر کے اسلام لانے کی اُمید ہو اسے ہمارے نزدیک قرآن سکھانا جائز ہے لہٰذا علم سکھانا بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے۔

{11}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانے والا خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانے والے کی طرح ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب فضل العلماء......الخ، الحدیث: ۲۲۴، ص ۲۴۹۱)

کبیرہ نمبر45:

علم پر عمل نہ کرنا

{1}......مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَایُسْتَجَابُ لَھَا ۔یعنی اے **اللہ** عزوجل میں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو عاجزی وانکساری نہ کرے، ایسے نفس سے جو سَیر نہ ہوتا ہواور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جا سکتی ہو تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیہ، الحدیث: ۶۹۰۶،ص ۱۱۵۰)

{2}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے گرد اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے،تو جہنمی اس کے گرد جمع ہو کر پوچھیں گے اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہمیں نیکی کی دعوت نہ دیتا تھا اور کیا تو ہمیں برائی سے منع نہ کرتا تھا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں تمہیں تو نیکی کی دعوت دیا کرتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی میں مبتلا رہتا تھا۔'' (صحیح البخاری ، کتاب بدء الخلق ،باب صفة النار وانها مخلوقة،الحدیث:۳۲۶۷،ص ۲۶۴)

{3}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**زَبَانِیَۃ** (جہنم پر مؤکل فرشتوں کی ایک جماعت) فاسق قاریوں کی طرف بت پرستوں سے بھی پہلے جائے گی تو وہ کہیں گے: ''کیا بت پرستوں سے پہلے ہم سے ابتداء کی جارہی ہے؟'' تو ان سے کہا جائے گا: ''جاننے والے نہ جاننے والوں کی طرح نہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم......الخ،الحدیث: ۲۱۰،ج ۱،ص ۱

حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث پاک کے ''غریب'' ہونے کے باوجود اس کی ''شاہد'' موجود ہے اور ریاکاری کے بیان میں ایک صحیح روایت گزر چکی ہے کہ،

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کو بلایا جائے گا جس نے قاری کہلانے کے لئے قرآن یاد کیا ہوگا۔'' حدیث مبارکہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ''یہ تین شخص **اللہ** عزوجل کی مخلوق میں وہ پہلا گروہ ہوں گے جن کے ذریعے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

{5}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآن پاک کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھے اس کا قرآن پاک پر ایمان ہی نہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن......الخ، الحدیث: ۲۹۱۸،ص ۱۹۴۴

{6}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندہ اس وقت

تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک اس سے یہ چار سوالات نہ کر لئے جائیں: (۱) اپنی عمر کن کاموں میں گزاری (۲) اپنے علم پر کتنا عمل کیا (۳) مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) اپنے جسم کو کن کاموں میں بوسیدہ کیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، الحدیث: ۲۴۱۷، ص۱۸۹۴)

{7}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن بندہ اس وقت تک قدم نہ اُٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: (۱) عمر کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی کن کاموں میں صرف کی (۳) مال کہاں سے کمایا اور (۴) کہاں خرچ کیا اور (۵) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۱۶)

{8}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کچھ جنتی لوگ جہنمیوں کی طرف جائیں گے تو ان سے پوچھیں گے تم جہنم میں کس وجہ سے داخل ہوئے، حالانکہ **اللہ** عزوجل کی قسم! ہم تو تمہاری ہی تعلیم سے جنت میں داخل ہوئے ہیں۔'' تو وہ کہیں گے ہم جو بات کہا کرتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۵، ج۲۲، ص۱۵۰)

{9}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس سے پوچھ گچھ ضرور فرمائے گا۔'' راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: ''یہ ضرور پوچھے گا کہ تو نے اس وعظ سے کیا نیت کی تھی۔''

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۸۷، ج۲، ص۲۸۷)

{10}......حضرت سیدنا جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی یہ حدیثِ مبارکہ سناتے تو رو پڑتے، پھر جب افاقہ ہوتا تو ارشاد فرماتے: ''تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے سامنے وعظ کرنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ تیرا وعظ سے مقصود کیا تھا؟''

{11}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بدترین لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جواب میں دعا فرمائی ''اے **اللہ** عزوجل! مغفرت فرما۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ ''اچھوں کے بارے میں پوچھا کرو بروں کے بارے میں دریافت نہ کیا کرو، بدترین لوگ بُرے علماء ہیں۔''

(البحر الزخار لمسند البزار، مسند معاذ بن جبل، الحدیث: ۲۶۴۹، ج۷، ص۹۳)

{12}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کو علم سکھانے اور اپنے آپ کو بھول جانے والے کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے جبکہ اپنے آپ کو جلاتا ہے۔'' (العجم الکبیر، الحدیث: ۱۶۸۱، ج۲، ص۱۶۶)

{13}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر علم اپنے جاننے والے پر وبال ہے سوائے اس کے جو اس پر عمل کرے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب من علم فلیعمل، الحدیث: ۷۴۹، ج ۱، ص ۴۰۳)

{14}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم نے اسے نفع نہ دیا ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۸، ج ۲، ص ۲۸۵)

{15}......حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے اسلامی احکام سکھانے کے لئے قیس قبیلے کے ایک محلے میں بھیجا، میں جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ جنگلی اونٹوں کی طرح نظریں بلند رکھنے والے تھے، ان کی فکروں اور سوچوں کا محور صرف بکریاں اور اونٹ تھے، تو میں دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں لوٹ آیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے عمار! تم نے کیا کیا؟'' تو میں نے اس قوم کی حالت اور غفلت بھی بیان کر دی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمار! کیا میں تمہیں ان سے بھی زیادہ تعجب انگیز لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ قوم جو ایسی تمام باتیں جانتی تھی جن سے یہ لوگ ناواقف ہیں لیکن پھر بھی وہ ان کی طرح غافل ہوگئی۔'' (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب لم ینتفع بعلمه، الحدیث: ۸۷۳، ج ۱، ص ۴۴۱)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت کے کسی مؤمن یا مشرک کے بارے میں اندیشہ نہیں، مؤمن کی حفاظت تو اس کا ایمان کرے گا جبکہ مشرک کا کفر ہی اسے ذلیل و رسوا کرے گا مگر مجھے تم پر زبان کے تیز طرار (یعنی گھما پھرا کر باتیں کر کے دھوکا دینے والے) منافق کا خوف ہے جو باتیں ایسی کرے گا جنہیں تم پسند کرو گے اور عمل ایسے کرے گا جنہیں تم ناپسند کرو گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۰۶۵، ج ۵، ص ۲۰۰)

{17}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنے بعد تم پر ہر اس منافق کا خوف ہے جو (گھما پھرا کر) گفتگو کرنے کا ماہر ہو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۳، ج ۱۸، ص ۲۳۷)

{18}......سیّدُ المبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے گمان ہے کہ آدمی اپنے کسی معلوم گناہ کی وجہ سے اسی طرح علم بھول جاتا ہے جیسے اسے یاد کرتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب العلم، باب الترھیب من ان یعلم ولا یعمل......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ج ۱، ص ۵

{19}......منصور بن زاذان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے: ''جہنم میں کچھ ایسے لوگ داخل کئے جائیں گے جن کی بدبو سے دیگر جہنمیوں کو ایذاء پہنچے گی تو اس جہنمی سے پوچھا جائے گا تیرا ستیاناس ہو تو کون سا عمل کرتا تھا؟ کیا ہم پر پہلے کم

بلائیں تھیں کہ تو نے مزید اپنی بدبو میں بھی پھنسا دیا؟'' تو وہ کہے گا: ''میں عالم تھا مگر میں نے اپنے علم سے نفع حاصل نہیں کیا۔''

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۸۹۹، ج ۲، ص ۳۰۹، ریحک بدله "رائحتک")

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ سے ظاہر شدید وعیدوں کی بناء پر اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

سوال: وعید کی شدت تو اسی وقت ہوگی جب کوئی شخص واجبات کو ترک کرے یا حرام کام کا ارتکاب کرے، علم پر مطلق عمل نہ کرنا مراد نہیں، اگرچہ مستحبات کا ترک اور مکروہات پر عمل ہو۔ اس صورت میں اگر اُن کا یہ بیان مان لیا جائے کہ علم پر عمل نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے تو پھر اسے ایک الگ کبیرہ گناہ شمار کرنا درست نہ ہوگا جیسا کہ فرض نماز کو ترک کرنا وغیرہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے اور (ان شاءاللہ عزوجل) ایسے گناہوں کا بیان آگے آئے گا۔

جواب: اس کی توجیہ ممکن ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے نہیں پایا کہ علم ہونے کے باوجود گناہ کرنا جہالت میں گناہ کرنے سے زیادہ برا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ **نیز** حرمِ مکہ میں گناہ کے بیان میں اس کی نظیر آئے گی کیونکہ مکہ مکرمہ کا شرف و مرتبہ اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس میں کیا جانے والا گناہ زیادہ فحش ہو، اگرچہ وہ گناہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا عالم جب صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو تو وہ بھی باقی افراد کے صغیرہ گناہوں سے زیادہ فحش شمار کیا جائے گا اور یہ بات بعید بھی نہیں کیونکہ اس کا یہ صغیرہ گناہ ایک واسطے سے کبیرہ ہی بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ وہ ان علوم و معارف کو جانتا ہے جو اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ مکروہات سے بھی رک جائے چہ جائیکہ محرمات کا ارتکاب کرے۔

کبیرہ نمبر 46: ضرورت نہ ہونے کے باوجود محض فخر کی بنا پر علم، عبادات یا قرآن فہمی کا دعوی کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام غالب ہوگا یہاں تک کہ تاجر لوگ سمندر میں کثرت سے سفر کریں گے اور راہِ خدا عزوجل میں گھوڑے کُلیلیں کریں گے (یعنی خوشی سے دائیں بائیں جانب اچھلتے کودتے پھریں گے) پھر قرآن پڑھنے والی ایک قوم ظاہر ہوگی، وہ کہیں

گے ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑا عالم کون ہے؟ ہم سے بڑا فقیہ کون ہے؟'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب کر کے استفسار فرمایا: ''کیا ان لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟'' تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''**اللہ** اور اس کا رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ تم میں سے ہی ہوں گے اور وہی جہنم کا ایندھن ہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۲۴۲، ج۴، ص ۳۶۰)

{2} ......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک رات مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عزوجل! کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچایا؟'' تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد دردمند تھے لہٰذا عرض کی ''جی ہاں! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کی رغبت دلائی، اس معاملہ میں خوب کوشش کی اور خیر خواہی سے کام لیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان ضرور غالب آئے گا یہاں تک کہ کفر اپنی جگہوں کی طرف لوٹ جائے گا اور سمندر اسلام سے بھر جائیں گے اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں وہ قرآن پاک سیکھیں گے اور اس کی قراءت کریں گے، پھر کہیں گے ہم نے قرآن پاک پڑھا اور دوسروں کو سکھایا تو ہم سے بہتر کون ہے؟ کیا ان لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ تم میں سے ہی ہوں گے اور وہی لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۰۱۹، ج۱۲، ص ۱۹۴)

{3} ......مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے بارے میں کہے: ''میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۸۴۶، ج۵، ص ۱۳۹)

تنبیہ:

اس گناہ کو ان مذکورہ قیودات کی وجہ سے کبیرہ شمار کیا گیا ہے جو میں نے احادیثِ مبارکہ سے بیان کی ہیں، اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کے قیاس کی رو سے بھی یہ بعید نہیں کیونکہ جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تکبر کی وجہ سے ازار لٹکانے کو کبیرہ گناہ شمار کیا تو اس گناہ کا کبیرہ ہونا زیادہ اَوْلیٰ ہے کیونکہ یہ اس سے زیادہ قبیح اور فحش ہے، دیگر عبادات کو اس پر قیاس کرنا بھی دیگر قیودات کے ساتھ ظاہر ہے اور میں نے عنوان میں ''**ناحق اور بغیر ضرورت**'' کی قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا ہے کہ اگر کوئی عالم ایسے شہر میں جائے جہاں کے باسی اس کے علم اور اطاعت کو نہ جانتے ہوں تو اسے اس بات کا اختیار ہے کہ ان کے سامنے اس نیت سے اپنا علم و تقویٰ ظاہر کرے کہ وہ لوگ اسے قبول کر لیں اور اس سے نفع اٹھائیں، اس کی مثال حضرت سیدنا

یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان جسے قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۝ (پ۱۳، یوسف:۵۵) ترجمۂ کنز الایمان: مجھے زمین کے خزانوں پر کردے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

اسی طرح اگر کوئی جاہل یا دشمنی رکھنے والا اس کے علم کا انکار کردے تو اسے اس آیتِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے علم کے بارے میں بتانے کا اختیار ہے تا کہ اس دشمنی رکھنے والے کی ناک خاک میں مل جائے اور لوگ اسے قبول کرتے ہوئے اس کے علوم سے نفع اٹھائیں۔

کبیرہ نمبر47: علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے حقوق ضائع کرنا اور انہیں ہلکا جاننا

{1}......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کے حقوق کو منافق ہی ہلکا جانے گا: (۱) جسے اسلام میں بڑھاپا آیا (۲) عالمِ دین اور (۳) انصاف پسند بادشاہ۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۱۹، ج۸، ص۲۰۲)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے علماء (کے حقوق) نہ پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۸۱۹، ج۸، ص۴۱۲)

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ السیان، الحدیث: ۱۹۲۰، ص۱۸۴۵)

{4}......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علم سیکھو، علم کے لئے سکینہ (یعنی اطمینان) اور وقار سیکھو اور جس سے علم سیکھو اس کے لئے تواضع اور عاجزی بھی کرو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۱۸۴، ج۴، ص۳۴۲)

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی ''خدایا! میں وہ زمانہ نہ پاؤں یا (اے میرے صحابہ) تم وہ زمانہ نہ پاؤ کہ جس میں عالم کی پیروی اور حلیم (یعنی بردبار) سے حیا نہ کی جائے گی، اس زمانے کے لوگوں کے دل عجمیوں کے اور زبان عربوں کی ہوگی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند الانصار،الحدیث: ۲۲۹۴۲، ج۸،ص ۴۴۳)

{6}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہے۔''

(المستدرک، کتاب الایمان،باب البرکة مع الاکابر،الحدیث:۲۱۸،ج ۱،ص ۲۳۸)

{7}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بڑے کی عزت نہ کرے، چھوٹے پر رحم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن عباس،الحدیث: ۲۳۲۹،ج ۱،ص ۵۵۴)

{8}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة السیان،الحدیث:۱۹۲۰،ص ۱۸۴۵)

تنبیہ:

مندرجہ بالا احادیث کے ظاہر کے اعتبار سے اسے گناہِ کبیرہ کہا گیا ہے اور یہ قیاس کے طور پر بعید بھی نہیں اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ جس طرح انہوں نے غیبت کے معاملہ میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اور دیگر لوگوں میں تفریق کی ہے اسی طرح استخفاف یعنی حقوق کے ہلکا جاننے کے معاملہ میں بھی ان میں فرق ہے، عنقریب اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کو ایذا دینے کے بیان میں اس بارے میں صریح احادیث آئیں گی کیونکہ وہ حقیقتاً باعمل علماء ہی ہیں۔

{9}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۸۷۵۶،ج ۹،ص ۱۵۱)

{10}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے اور رشد و ہدایت الہام فرما دیتا ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند الشامیین،الحدیث:۱۶۸۸۰،ج ۶،ص ۲۳،بدون "ألهمه رشده")

{11}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں

غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث:۴۷۹، ج ۱، ص ۴۲۵)

{12}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے اور تمہارے دین کا بہترین عمل پرہیز گاری ہے، جو شخص کسی راستے پر علم کی تلاش میں نکلتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے، بے شک فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، عالمِ دین کے لئے زمین وآسمان والے یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چاند کو دیگر ستاروں پر ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم ودینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه......الخ، الحدیث:۲۶۸۲، ص ۱۹۲۲)

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم ......الخ، الحدیث:۳۲۰، ج ۱، ص ۳۸۳)

{13}......حضرت سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''طالبِ علم کو مرحبا (یعنی کشادہ دلی سے خوش آمدید)! بے شک طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، پھر وہ طالب علم سے طلبِ علم کی وجہ سے محبت کرتے ہوئے قطار در قطار آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۷۳۴۷، ج ۸، ص ۵۴)

{14}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! تیرا صبح کے وقت کتاب **اللہ** عزوجل کی ایک آیت سیکھنے کے لئے نکلنا تیرے لئے 100 رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے اور تیرا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے نکلنا خواہ تو اس پر عمل کرے یا نہ کرے تیرے لئے 1000 رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب ثواب معلم الناس خیرا، الحدیث:۲۱۹، ص ۲۴۹۰)

{15}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا ملعون ہے اور **اللہ** عزوجل کے ذکر، اس کے ولی یعنی دوست اور دینی علم پڑھنے اور پڑھانے والے کے سوا اس کی ہر چیز بھی ملعون ہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب الزهد، باب مثل الدنیا، الحدیث:۴۱۱۲، ص ۲۷۲۷)

{16}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''موت کے بعد مؤمن کو اس کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) اس کا وہ علم جو اس نے پھیلایا (۲) نیک بچہ چھوڑ کر مرا

(۳)مصحف یعنی قرآن کریم جسے ورثہ میں چھوڑا (۴)مسجد بنائی (۵)مسافر کے لئے مکان بنادیا (۶)نہر جاری کر دی اور (۷)اپنی زندگی اور صحت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ نکالا جو اُسے موت کے بعد بھی ملتا رہے۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة ، باب ثواب معلم الناس خيرا،الحديث:۲۴۲،ص ۲۴۹۲)

{17}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی اپنے بعد جو بہترین چیزیں چھوڑتا ہے وہ یہ 3 چیزیں ہیں: (۱) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا اجرا سے ملتا رہے اور (۳) وہ علم جس پر اس کے بعد بھی عمل کیا جاتا رہے۔''

(المرجع السابق، الحديث: ۲۴۱،ص ۲۴۹۲)

{18}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اس اُمت کے علماء دو طرح کے فرد ہیں: (۱)وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے لوگوں کے لئے خرچ کیا اور اس کے عوض نہ تو کوئی خواہش پوری کی اور نہ ہی اس کے بدلے مال خریدا، یہی وہ شخص ہے جس کے لئے سمندر کی مچھلیاں، خشکی کے جانور اور فضاء میں پرندے استغفار کرتے ہیں (۲)وہ شخص جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے **اللہ** عزوجل کے بندوں سے چھپایا، اس کے ذریعے خواہش پوری کی اور مال خریدا، یہی وہ شخص ہے جسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی اور ایک منادی ندا دے گا:''یہ وہ شخص ہے جسے **اللہ** عزوجل نے علم عطا فرمایا تو اس نے اسے **اللہ** عزوجل کے بندوں سے چھپالیا اور اس کے ذریعے خواہشات پوری کیں اور مال خریدا۔'' اُس کے حساب سے فارغ ہونے تک یہی نداء ہوتی رہے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحديث: ۷۱۸۷،ج۵، ص۲۳۷)

{19}......سیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی فضیلت مجھے تمہارے ادنیٰ شخص پر حاصل ہے، اور بے شک **اللہ** عزوجل، اس کے فرشتے اور زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو خیر سکھانے والے کی بھلائی کی خواہاں رہتی ہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة،الحديث:۲۶۸۵،ص ۱۹۲۲)

{20}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے ارشاد فرمائے گا: میں نے اپنا علم اور حلم تمہیں اسی لئے دیا تھا کہ میں تمہاری خطائیں معاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔''

(الآلئ المصنوعة، کتاب العلم، ج ۱،ص ۲۰۲،مفهومًا)

اس حدیث پاک میں علم اور حلم کی **اللہ** عزوجل کی طرف اضافت ان علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے باعمل اور مخلص ہونے کی صراحت کرتی ہے۔

{21}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''علم دو طرح کے ہیں، وہ علم جو دل میں

ہواور یہی علم نافع ہوتا ہے، جبکہ وہ علم جو زبان پر ہے وہی آدمی پر **اللہ** عزوجل کی حجت ہے۔''

(الترغیب و الترھیب، کتاب العلم، باب الترغیب الرحلة فی طلب العلم، الحدیث: ۱۴۰، ج ۱، ص ۴)

{22}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھلائی سیکھنے یا سکھانے کے لئے مسجد کی طرف جائے اسے کامل حج کرنے والے جیسا ثواب ملے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۴۷۳، ج ۸، ص ۹۴)

{23}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو علم کی تلاش میں نکلا وہ واپس لوٹنے تک **اللہ** عزوجل کی راہ میں ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، الحدیث: ۲۶۴۷، ص ۱۹۱۸)

{24}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے لئے علم سیکھنے نکلتا ہے **اللہ** عزوجل اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور ملائکہ اس کے لئے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور آسمان کے فرشتے اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، مزید ارشاد فرمایا: ''عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے چھوٹے ستارے پر۔'' (شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۹۹، ج ۲، ص ۲۶۳)

{25}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں، لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ پالیا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۳۶۴۱، ص ۱۴۹۳)

{26}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جس کا ازالہ نہیں ہوسکتا اور یہ ایسا خلا ہے جسے پر نہیں کیا جاسکتا گویا وہ ایک ستارہ تھا جو ماند پڑ گیا اور ایک قبیلے کی موت عالمِ دین کی موت سے زیادہ ہلکی ہے۔'' (شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الحدیث: ۱۶۹۹، ج ۲، ص ۲۶۴، تقدما تأخرا)

{27}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس شخص کو خوشحال رکھے جس نے میرا کلام سنا پھر اسے یاد کرلیا اور جیسا سنا تھا ویسا ہی آگے پہنچایا کیونکہ بسا اوقات علم کے حامل کچھ افراد اپنے سے زیادہ فقیہ لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں اور بسا اوقات علم کے حامل کچھ افراد فقیہ نہیں ہوتے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنة، باب من بلغ علماء، الحدیث: ۲۳۶، ص ۲۴۹۱، تقدما تأخرا)

{28}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: (۱) **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا، (۲) حکمران کی خیرخواہی اور (۳) جماعت کا لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دُعا رائیگاں نہیں جاتی۔'' (المستدرک، کتاب العلم، الحدیث: ۳۰۲، ج ۱، ص ۲۷۴، بتقلیلٍ)

{29}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ان کی دعا ان کے بعد والوں کی حفاظت کرتی ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۵۴۱،ج۲،ص۱۲۶)

{30}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی نیت دنیا (کی طلب) ہو **اللہ** عزوجل اس کے کام منتشر کر دیتا ہے اور اس کی تنگدستی اس کے سامنے کر دیتا ہے حالانکہ اسے دنیا سے وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے، اور جس کی نیت آخرت (کی طلب) ہو **اللہ** عزوجل اس کے کام یکجا فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو غنا سے بھر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب الزهد ، باب الهم بالدنيا ،الحديث: ۴۱۰۵،ص۲۷۲۶)

{31}...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کی اسے اس پر عمل کرنے والے جتنا ثواب ملے گا۔''

(جامع الترمذی ، ابواب العلم،باب ماجاء فی ان الدال علی الخیر......الخ،الحدیث: ۲۶۷۱،ص۱۹۲۱)

{32}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کی رہنمائی کرنے والا اس بھلائی پر عمل کرنے والے کی طرح ہے اور **اللہ** عزوجل مصیبت زدہ کی مدد کو پسند فرماتا ہے۔''

(مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۴۲۸۰،ج۳،ص۵۲)

{33}......حضورِ پاک،صاحبِ لَولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہدایت کی طرف بلایا اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں جتنا ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(صحیح مسلم،کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة......الخ،الحدیث: ۶۸۰۴،ص۱۱۴۴)

کبیرہ نمبر 48/49: **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ (پ۲۴،الزمر:۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا کہ ان کے منہ کالے ہیں۔

حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں گے تو یہ کام کریں گے اور اگر چاہیں گے تو نہیں کریں گے۔''

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب الی......الخ،الحدیث:۱۱۰،ص۱۲)

اس حدیثِ مبارکہ کی بہت سی صحیح اسناد ہیں جو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں کیونکہ اس کا معنی قطعی طور پر ثابت ہے اس لئے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف کوئی بات منسوب کرنے والے نے اگر جھوٹ نہ بولا تب تو واضح ہے کہ وہ سچا ہے، ورنہ بے شک اس نے دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھا اور اس وعید کا مستحق ٹھہرا۔

{2}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔''

(صحیح مسلم، مقدمۃ الکتاب ،للامام مسلم، باب وجوب الروایۃ......الخ،ص ۶۷۴)

{3}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی اور پر جھوٹ باندھنے جیسا نہیں، لہٰذا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

(المرجع السابق، باب تغلیظ الکذب......الخ،الحدیث: ۵،ص ۶۷۴)

{4}......ایک مرتبہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی ''اے **اللہ** عزوجل! میرے خلفاء پر رحم فرما۔'' ہم نے عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ کے خلفاء کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو میرے بعد آئیں گے اور میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو بھی سکھائیں گے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۸۴۶،ج۴،ص ۲۳۹)

{5}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۲۳۷،ج۲۲،ص۹۸)

{6}......مَحْبوبِ رَبُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی قوم **اللہ** عزوجل کی کتاب لکھنے اور اس کا آپس میں تکرار کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے تو وہ **اللہ** عزوجل کی مہمان ہوتی ہے اور فرشتے انہیں ان کے

اٹھنے یا دوسری بات میں مشغول ہونے تک ڈھانپے رہتے ہیں۔ جو عالم موت کے خوف سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے یا ضائع ہو جانے کے خوف سے علم کو لکھ لیتا ہے تو وہ **اللہ** عزوجل کی راہ میں آمدورفت رکھنے والے کی طرح ہے اور جس کا عمل اسے سست کر دے اس کا نسب اسے تیز نہیں کر سکتا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۸۴۴، ج ۲۲، ص۳۳۷، عالم بدلہ "عبد")

{7}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آدمی کا انتقال ہو جاتا ہے تو 3 اعمال کے علاوہ اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے اور (۳) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان......الخ، الحدیث:۴۲۲۳، ص۹۶۳)

تنبیہ:

ان دونوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی وہ صراحت ہے جو ان کے کلام سے ظاہر ہے بلکہ شیخ ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مَحبُوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا **کفر** ہے۔'' جبکہ بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ **اللہ** عزوجل یا اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا ایسا کفر ہے، جو انسان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور بلاشبہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دینے میں **اللہ** عزوجل یا اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنا کفرِ محض ہے، جبکہ ہمارا کلام تو حرام کو حلال یا حلال کو حرام ٹھہرانے کے علاوہ معاملہ میں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر جھوٹ باندھنے کے بارے میں ہے۔

حضرت سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت سی احادیثِ مبارکہ میں یہ وعید آئی ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ مبارکہ حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے۔''

سیدنا بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ مبارکہ کو تقریباً 40 صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے۔'' علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ مبارکہ حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے، 80 کے لگ بھگ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے۔''

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیثِ پاک کی اسناد کو ایک ضخیم جلد میں جمع کیا اور ارشاد فرمایا: ''70 سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان اس حدیث کے راوی ہیں۔'' اور پھر ان کے راویوں میں عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ 9 صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء ذکر فرمائے، طبرانی اور ابن مندہ نے اس کے راویوں کو 87 تک پہنچایا جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

کبیرہ نمبر 50: **برا طریقہ رائج کرنا**

{1}......حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دن کے ابتدائی حصہ میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضرِ خدمت تھے کہ ایک برہنہ قوم حاضر ہوئی، انہوں نے صرف اُون کی دھاری دار چادریں (یعنی ان چادروں کو سر کی جگہ سے کاٹ کر بطورِ لباس اوڑھا ہوا تھا) یا پھر عبائیں پہن رکھی تھیں، وہ سب کے سب بنی مضر سے تھے اور انہوں نے گلے میں تلواریں لٹکا رکھی تھیں، ان کی فاقہ زدہ حالت دیکھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ اقدس متغیر ہو گیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دولت کدہ میں تشریف لے گئے، پھر جب باہر تشریف لائے تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے اذان دی اور اقامت پڑھی، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۝ (پ۴، النسآء:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اور سورہ حشر کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ (پ ۲۸، الحشر: ۱۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا۔

پھر ارشاد فرمایا: ''کوئی دینار، درہم، لباس اور گندم اور کھجوروں کے صاع میں سے صدقہ دے۔'' یہاں تک کہ فرمایا: ''اگر چہ ایک کھجور ہی صدقہ کرے۔'' تو ایک انصاری ایک تھیلا لے کر حاضر ہوا، اس کا ہاتھ اسے اٹھا نہیں پا رہا تھا بلکہ وہ اسے

اٹھانے سے عاجز تھا، پھرلوگ لگاتار آنے لگے یہاں تک کہ میں نے لباس اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے اور دیکھا کہ سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ مبارک ایسے چمک اٹھا جیسے تیل لگا دیا گیا ہو (یعنی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو یہ دونوں خوشی اور سرور کی شدت کی طرف اشارہ ہیں) پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا، اس کے لئے اسے رائج کرنے اور اپنے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے، اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہ ہوگا، جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس طریقہ کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۲۳۵۱، ص ۸۳۸)

{2}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر وہ رائج ہو گیا تو اس کے لئے اس کا اپنا اجر اور اس طریقے کی پیروی کرنے والوں کا اجر بھی ہے، نیز ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے برا طریقہ جاری کیا پھر وہ رائج ہو گیا تو اس پر اپنا گناہ تو ہے ہی (ساتھ ہی ساتھ) اس طریقے کی پیروی کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا، نیز ان پیروی کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فیمن سن خیراً......الخ، الحدیث: ۷۷۰، ج ۱، ص ۴۰۹)

{3}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کی زندگی اور موت کے بعد جب تک اس طریقے پر عمل کیا جاتا رہے گا اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا، اور جس نے برا طریقہ جاری کیا جب تک اسے چھوڑ نہ دیا جائے اسے اس کا گناہ ملتا رہے گا، اور جو جہاد کرتے ہوئے مرے گا قیامت کے دن اٹھنے تک اسے مجاہد کا ثواب ملتا رہے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۸۴، ج ۲۲، ص ۷۴)

{4}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میرے (وصال ظاہری کے) بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا تو اسے اس سنت پر عمل کرنے والوں کی مثل ثواب ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی، اور جس نے گمراہی والی بدعت ایجاد کی جس سے **اللہ** عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم راضی نہیں تو اسے اس پر عمل کرنے والوں جتنا گناہ ملے گا اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔''

(جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ......الخ، الحدیث: ۲۶۷۷، ص ۱۹۲۱)

{5}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی شے کی طرف دعوت دی اسے قیامت کے دن اس کی دی ہوئی دعوت کے ساتھ اتنی دیر کھڑا کیا جائے گا جتنی دیر اس نے وہ دعوت دی ہوگی اگرچہ ایک شخص نے

ایک ہی شخص کو دعوت دی ہو۔'' (سنن ابن ماجه ، ابواب السنة ، باب من سنة سنة حسنة......الخ،الحديث: ۲۰۸،ص ۲۴۹۰)

{6}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ بھلائی کے کام (آخرت کے) خزانے ہیں اوران خزانوں کی کچھ کنجیاں بھی ہیں، لہٰذا خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جسے **اللہ** عزوجل اچھائی و بھلائی کی کنجی اور برائی وشر کا تالا بنادے اور ہلاکت ہے اس بندے کے لئے جسے **اللہ** عزوجل نے برائی کی کنجی اور بھلائی کا تالا بنادیا ہو۔''

(المرجع السابق،باب من کان مفتاحاًللخير،الحديث: ۲۳۸،ص ۲۴۹۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو ان احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ سخت وعید کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور وہ وعید گناہوں کا دُگنا ہونا ہے۔ جو کہ عذاب کے اضافے کا سبب ہے، یہ اضافہ اتنا زیادہ ہوگا کہ حساب اسے شمار میں لانے سے عاجز ہوگا۔

سوال: اگر وہ رائج کردہ معصیت کبیرہ ہو تو بھی اسے کبیرہ گناہ کہنا درست نہیں، اور اگر کبیرہ نہ ہو تو اسے کبیرہ گناہ کہنا اِشکال میں ڈالتا ہے۔

جواب: اسے کبیرہ گناہ پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا کہ اگر اس نے صغیرہ گناہ رائج کیا تو اس کے کبیرہ ہونے میں کوئی اِشکال نہیں کیونکہ جب اس نے غیر کے لئے اس گناہ کو رائج کیا اور پھر اس میں اس کی پیروی بھی کی گئی تو یہ زیادہ برا ہوگیا اور اس کی سزا بھی دُگنی ہوگئی، اس بناء پر وہ کبیرہ گناہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگیا کیونکہ کبیرہ کا گناہ تو اس سے فارغ ہونے پر ختم ہوجاتا ہے لیکن اس طرح رائج کردہ گناہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ ان دونوں صورتوں میں بہت فرق ہے، پھر میں نے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ انہوں نے دین میں نئی بات کا اضافہ کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور اس صحیح حدیثِ پاک سے استدلال کیا کہ

{7}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے (دین میں) کوئی نئی بات ایجاد کی **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔''

ابن قیم[1] سے منقول ہے: ''یہ لعنت اسی ایجاد شدہ بات کے مختلف ہونے سے مختلف ہوجاتی ہے، جب وہ بات بڑی ہو

---

[1]: ابن قیم ابن تیمیہ کا شاگرد خاص تھا، ان دونوں کے بارے میں امام حافظ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں: ''ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ وغیرہ کی کتابوں میں جو کچھ خرافات ہیں ان سے خود کو بچا کر رکھنا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا اور اللہ عزوجل نے جان کر ان کو گمراہیت میں چھوڑ دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مُہر لگادی اور......(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......)

تو گناہ بھی بڑا ہو جائے گا۔‘‘

سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں یہ حدیث، ’’جس نے گمراہی کی دعوت دی یا برا طریقہ رائج کیا‘‘ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔اور اس میں ہماری بیان کردہ تفصیل کی تصریح موجود ہے۔

کبیرہ نمبر 51:

سنّت چھوڑ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’ایک فرض نماز اپنے بعد والی فرض نماز کے درمیان کے گناہوں کے لئے، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک (ماہ) رمضان اگلے (ماہ) رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔‘‘ پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: ’’مگر یہ اعمال تین گناہوں کو نہیں مٹاتے، وہ گناہ یہ ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) عہد توڑ دینا اور (۳) سنت چھوڑنا۔‘‘ ہم نے عرض کی: ’’یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! شرک کو تو ہم نے جان لیا، عہد توڑنے اور سنت چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟‘‘ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’عہد توڑنے سے مراد ہے کہ تم دائیں ہاتھ سے کسی کی بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کر کے اپنی تلوار سے اسے قتل کر دو اور سنت چھوڑنے سے مراد جماعت سے نکلنا ہے۔‘‘

(المستدرک، کتاب العلم، باب الصلوۃ المکتوبۃ......الخ،الحدیث: ۴۲۰، ج ۱، ص ۲۳)

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’یہ حدیثِ مبارکہ امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اگرچہ شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا اور ابوداؤد اور احمد کی یہ روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ،

{2}......نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’جس نے ایک بالشت بھر جماعت کو چھوڑا بے شک اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اُتار دیا۔‘‘ (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی الخوارج، الحدیث: ۴۷۵۸، ص ۱۵۷۳)

(...بقیہ حاشیہ) ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ عزوجل کے سوا کون ہے جو ان کو ہدایت دے اور (افسوس) کیسے ان بے دینوں نے اللہ عزوجل کی حدود سے تجاوز کیا اور بدعتوں میں اضافہ کیا اور شریعت وحقیقت کی دیوار میں سوراخ کر دیا۔اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم اپنے رب (عزوجل) کی طرف سے ہدایت پر ہیں جبکہ وہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو شدید گمراہی وگھٹیا عادات سے متصف ہیں اور انتہائی سخت سزا وخسارے کے مستحق ہیں اور انہوں نے جھوٹ و بہتان کی اِنتہا کر دی، اللہ عزوجل ان کے پیروکاروں کو ذلیل ورسوا کرے اور ان جیسوں کے وجود سے زمین کو پاک کرے۔‘‘ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

(فتاوٰی الحدیثیہ، ص ۲۷۱)

حضرت جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد بدعت کے پیروکار ہیں، **اللہ** عزوجل ہمیں اس سے عافیت عطا فرمائے۔'' آمین

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کوئی نیا کام ایجاد کیا **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل مدینہ، باب حرم المدینۃ، الحدیث:۱۸۶۷، ص۱۴۶، تقدما و تأخر)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ شخص ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل اور ہر مستجاب الدعوات نبی لعنت فرماتا ہے: (۱) **اللہ** عزوجل کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (۲) **اللہ** عزوجل کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری اُمت پر اس لئے زبردستی طاقت کے ذریعے مسلّط ہو جانے والا تاکہ جنہیں **اللہ** عزوجل نے معزز کیا انہیں ذلیل کرے اور جنہیں **اللہ** عزوجل نے رسوا کیا ہے انہیں معزز بنائے (۴) **اللہ** عزوجل کی حرمت کو حلال ٹھہرانے والا (۵) میری اولاد کے معاملہ میں اس چیز کو حلال سمجھنے والا جسے **اللہ** عزوجل نے حرام کیا (۶) میری سنت کو چھوڑنے والا۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر، سورۃ واللیل اذا یغشی، باب ستۃ لعنھم اللہ ......الخ، الحدیث: ۳۹۹۶، ج۳، ص۵

{5}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، الحدیث: ۵۰۶۳، ص۴۳۸)

{6}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اُمت اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کر لیتی ہے، وہ اس جیسی سنت کو ضائع کر بیٹھتی ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۷۸، ج۱۸، ص۹۹

{7}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آسمان کے سائے تلے نہیں کوئی ایسا معبود پوجا جاتا جو **اللہ** عزوجل کے نزدیک پیروی کی جانے والی نفسانی خواہش سے (گناہ کے اعتبار سے) بڑا ہو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۰۲، ج۸، ص۱۰۳

تنبیہ:

شیخ الاسلام صلاح علائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے قواعد میں جو صراحت کی ہے اس کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، جبکہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کبیرہ گناہوں کو شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''سولھواں کبیرہ گناہ بدعت ہے اور ترکِ سنت سے بھی یہی مراد ہے

سنت چھوڑنے سے کیا مراد ہے؟

سنت سے مراد وہی طریقہ ہے جس پر اہل سنت وجماعت کے دو جلیل القدر امام حضرت سیدنا ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں، اور بدعت وہ ہے جس طریقہ پر ان دو (اماموں) اور ان کے تمام پیروکاروں کے اعتقاد کے مخالف بدعتی فرقوں میں سے کوئی فرقہ ہے اور بدعتیوں کی مذمت میں بہت سی صحیح احادیث آئی ہیں۔

بدعتیوں کی مذمت

{8}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہمارے اس معاملہ (یعنی اسلام) میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الاحکام باطلۃ......الخ، الحدیث: ۴۴۹۲، ص ۹۸۲)

{9}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے خطبہ میں اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''سب سے اچھی بات **اللہ** عزوجل کی کتاب اور سب سے بہتر ہدایت محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ہدایت ہے اور سب سے برے کام نئے پیدا ہونے والے امور ہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ ......الخ، الحدیث: ۲۰۰۵، ص ۸۱۳)

{10}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر تمہارے سینوں اور شرمگاہوں کی ہلاکت خیز خواہشوں اور گمراہ کر دینے والی خواہشات کا خوف ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۹۷۹۴، ج۷، ص ۱۸۱)

{11}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نئے پیدا ہونے والے امور سے بچتے رہو کیونکہ ہر نیا کام گمراہی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، الحدیث: ۴۶۰۷، ص ۱۵۶۱)

{12}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ہر بدعتی کی توبہ کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس بدعت کو چھوڑ دے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۰۲، ج۳، ص ۱۶۵)

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب اجتناب البدع......الخ، الحدیث: ۵۰، ص ۲۴۸۰)

{13}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک بدعتی اپنی بدعت چھوڑ نہیں دیتا **اللہ** عزوجل اس کا عمل قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب السنۃ، باب اجتناب البدع والجدل، الحدیث: ۵۰، ص ۲۴۸۰)

{14}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نہ تو کسی بدعتی کا روزہ، حج، عمرہ اور جہاد قبول کرتا ہے اور نہ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول فرماتا ہے بدعتی اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکلتا ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۴۹)

{15}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میں تمہارے درمیان ایسی روشن شریعت چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جس کی راتیں دن کی طرح روشن ہیں، اس سے وہی بھٹکے گا جو ہلاکت میں مبتلا ہوگا۔''

(السنة لابن ابی عاصم،باب ذکر قول النبی علیه السلام ترکتکم علی مثل البیضاء،الحدیث: ۴۸،ص ۱۸)

{16}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر عمل کا جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کی ایک اِنتہاء ہوتی ہے، تو جس کی اِنتہا میری سنت کی طرف ہوگی وہ ہدایت یافتہ ہوگا، اور جس کی اِنتہا دوسری جانب ہوگی تو وہ ہلاک ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث: ۶۹۷۶،ج ۲،ص ۶۶۱ بتغیرٍ قلیلٍ)

{17}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنی اُمت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں: (۱) عالم کے پھسلنے سے، (۲) نفسانی خواہش کی پیروی سے اور (۳) ظالم بادشاہ سے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۴،ج ۱۷،ص ۱۷)

{18}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قصہ گو کے ہاں تشریف لائے اور اسے (سرزنش کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''تو نے گمراہی والی بدعت ایجاد کرلی ہے، کیا تو حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟'' یہ سن کر لوگ وہاں سے منتشر ہوگئے اور اس قصہ گو کے پاس کوئی شخص باقی نہ بچا۔

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۸۶۳۷،ج ۹،ص ۱۲۷،۲۸، بتغیرٍ قلیلٍ)

یہ روایت اس بات پر محمول ہے کہ وہ قصہ گو شخص اپنے قصوں میں ایسی باتیں سناتا تھا جو جھوٹی اور مَن گھڑت روایات پر مبنی ہوتی تھیں، کیونکہ وہ قصے جن میں **اللہ** عزوجل، اس کی آیات اور نشانیوں کا تذکرہ ہو، نیز وہ **اللہ** عزوجل کے شایانِ شان اس کی پہچان کا باعث بنیں یا پھر عوام الناس کی تعلیم ان سے مقصود ہو تو وہ ناجائز نہیں بلکہ ایک افضل عبادت کا درجہ رکھتے ہیں۔

کبیرہ نمبر52:

تقدیر کو جُھٹلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ اس بات کا انکار کرنا کہ **اللّٰہ** عزوجل نے اپنے بندے پر خیر اور شر مقدر فرما دیئے ہیں، جیسا کہ معتزلہ کا گمان ہے۔ **اللّٰہ** عزوجل معتزلہ پر لعنت فرمائے کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے۔ چونکہ یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں اس لئے ان کا نام **قَدْرِیَہ** رکھ دیا گیا ان کا کہنا تھا: ''اس نام کے اصل حقدار وہ لوگ ہیں جو تقدیر کو **اللّٰہ** عزوجل کی طرف منسوب کرتے ہیں۔'' آئندہ آنے والی صریح احادیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال ان کے اس فاسد گمان کا رد کرتے ہیں اور حجت اسی میں ہے ان فاسد عقلوں میں نہیں جنہوں نے اسے ان نصوص کی طرف منسوب کیا اور محض اپنے باطل تخیّلات کی بناء پر قرآن وحدیث کی صریح نصوص کو اپنی گندی اور بری عادت کے مطابق چھوڑ دیا جیسے منکر نکیر کے سوال کا انکار، عذاب قبر، پل صراط، میزان، حوضِ کوثر اور آخرت میں سر کی آنکھ سے دیدارِ الٰہی عزوجل وغیرہ ان چیزوں کا انکار جو کہ بلاشبہ صحیح بلکہ متواتر احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہیں، **اللّٰہ** عزوجل انہیں برباد فرمائے کہ وہ سنتِ مبارکہ اور اپنے اس نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شان سے کتنے بے خبر ہیں جس کے بارے میں **اللّٰہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَمَایَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰیO اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی O (پ۲۷، النجم:۳۔۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اور ان کے خلاف ہماری دلیل **اللّٰہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍO (پ۲۷، القمر:۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

شانِ نزول:

اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آیت مبارکہ قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس کی تائید یہ روایت بھی کرتی ہے:

{1}......اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ کفارِ مکہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر تقدیر کے بارے میں جھگڑنے لگے تو یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں:

اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍO یَوۡمَ یُسۡحَبُوۡنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوۡھِھِمۡ ؕ ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَO اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍO (پ۲۷، القمر:۴۷۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں جس دن آگ میں اپنے مونھوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

(تفسیر الطبری، سورۃ القمر، تحت الآیۃ:۴۶، ج۱۱، ص۵۶۹، ملخصًا)

قَدَرِیَہ ہی وہ مجرم ہیں جن کا ذکر **اللہ** عزوجل نے مذکورہ آیتِ مبارکہ میں کیا ہے، اسی طرح وہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جو ان کے طریقہ پر ہیں اگرچہ کامل طور پر تقدیر کے منکر نہیں جیسے معتزلہ وغیرہ۔

{2}......بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آیتِ مبارکہ کے نزول کا سبب یہ بیان کیا ہے: ''نجران کے ایک پادری نے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کا خیال ہے کہ ہر گناہ تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ **اللہ** عزوجل کے مخالف ہو۔'' اس پر یہی آیتِ مبارکہ: ''اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ......اِلٰی آخر الآیۃ'' نازل ہوئی۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی،سورۃ القمر،تحت الآیۃ:۴۹،ص ۱۰۹)

{3}......صحیح حدیث پاک میں ہے: ''**اللہ** عزوجل نے زمین وآسمان پیدا فرمانے سے پچاس ہزار 50,000 سال پہلے ہی ساری مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر،باب حجاج آدم وموسی،الحدیث: ۶۷۴۸،ص ۱۱۴۰)

{4}......حضرت سیدنا طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے **اللہ** عزوجل کے کرم سے اُس کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا جو کہتے تھے: ''ہر شئے **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہوتی ہے۔'' اور میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر شے **اللہ** عزوجل کی تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عجز اور دور اندیشی یا عقل مندی اور عجز بھی۔'' (المرجع السابق،باب کل شئی بقدر،الحدیث: ۶۷۵۱)

{5}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے **اللہ** عزوجل پر ایمان نہیں لا سکتا: (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دے (۲) اس بات کی گواہی دے کہ میں **اللہ** عزوجل کا رسول ہوں، **اللہ** عزوجل نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (۳) موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لائے اور (۴) تقدیر کو مانے۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر،باب ماجاء ان الایمان بالقدر......الخ،الحدیث: ۲۱۴۵،ص ۱۸۶۷)

{6}......ایک اور روایت میں ہے: ''اچھی بری تقدیر کو مانے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۱۴۴)

مسلم شریف کی گذشتہ روایت جس میں ہے: ''ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عجز اور دانائی بھی۔'' اہلِ سنت کے مذہب پر صریح دلیل ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب القدر،باب کل شئی بقدر،الحدیث: ۶۷۵۱،ص ۱۱۴۰)

{7}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ افراد ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل اور ہر مستجاب الدعوات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لعنت فرماتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تقدیرِ الٰہی کو جھٹلانے والا (۲) کتاب **اللہ** عزوجل میں اضافہ کرنے والا (۳) **اللہ** عزوجل کے معزز کردہ لوگوں کو ذلیل کرنے کے لئے زبردستی حاکم بن جانے والا (۴) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا (۵) میری اولاد کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل کے حرام کئے ہوئے (قتلِ ناحق) کو حلال سمجھنے والا اور (۶) میری سنت کا تارک۔'' (صحیح ابن حبان، باب اللعن، ذکر لعن المصطفیٰ ......الخ، الحدیث: ۵۷۱۹، ج۷، ص ۵۰۱، بتغیر قلیل)

فرقۂ قدریہ کی پہچان اور ان کی مذمت

بعض مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ **جَبرِیہ** فرقے کا کہنا ہے: ''جو یہ کہے کہ نیکی اور گناہ میرے اپنے فعل سے ہے وہ **قدری** ہے کیونکہ وہ تقدیر کا منکر ہے۔'' جبکہ **معتزلہ** کا کہنا ہے: ''**جَبرِیہ** فرقہ ہی **قدری** ہے کیونکہ اس فرقے کا کہنا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے مجھ پر خیر وشر مقدر فرمایا ہے، تو چونکہ یہ تقدیر کو ثابت کرتا ہے لہٰذا یہ **قدری** ہے۔'' جبکہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں: ''جو سُنّی اس بات کا قائل ہو کہ افعال **اللہ** عزوجل کی مخلوق ہیں جبکہ کسب بندے کی جانب سے ہوتا ہے وہ **قدری** نہیں۔'' (سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب من کان مفتاحاللخیر، الحدیث: ۲۳۸، ص ۲۴۹۲)

اگر یہ بات درست ہو تو اس میں جہنم کی طرف جاتے ہوئے **معتزلہ** کے علمبردار علامہ زمخشری کا بھی رد ہے کہ جس نے اپنے گمان میں بہت سے مقامات پر کہا ہے: ''**قَدَرِیَہ** ہی اہلسنت ہیں۔'' حالانکہ یہ اس کی کذب بیانی اور **اللہ** عزوجل وسیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور ان کے صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر بہتان ہے، اور اسے اس بہتان پر اس کے خبیث عقیدے اور عقل کی خرابی نے ہی ابھارا ہے، لہٰذا یہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر یہ آیاتِ مبارکہ پڑھی جائیں:

{۱}

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً (پ۵، النسآء: ۸۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ۔

{۲}

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (پ۱، البقرۃ: ۱۰۹)

ترجمۂ کنز الایمان: بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔

{۳}

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآاٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ج فَقَدْاٰتَیْنَآاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًاعَظِیْمًا O فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِہٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ ط وَکَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا O (پ۵، النسآء: ۵۴۔۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے منہ پھیرا اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ۔

سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حق یہ ہے کہ **قدری** اس شخص کو کہتے ہیں جو تقدیر کا انکار کرتا ہو اور حوادث کو ستاروں کے اتصال کی طرف منسوب کرے، کیونکہ قریش کے بارے میں مروی ہے کہ وہ تقدیر میں جھگڑتے تھے اور ان کا مذہب یہ تھا کہ **اللّٰہ** عزوجل نے بندے کو اطاعت اور معصیت پر قدرت دی ہے، لہٰذا وہ مخلوق میں یہ صلاحیتیں پیدا کرنے پر قادر ہے اور فقیر کو کھانا کھلانے پر بھی قادر ہے، اسی لئے انہوں نے محتاجوں کو کھانا کھلانے کے معاملہ میں **اللّٰہ** عزوجل کی قدرت کا انکار کرتے ہوئے یہ کہا تھا:

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطْعَمَہٗٓ ق (پ۲۳، یٰسٓ: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا۔

{8}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**قَدَرِیَہ** اس اُمت کے مجوسی ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۱، ص۱۵۶۷)

اس حدیثِ پاک میں اگر اُمت سے مراد **اُمّتِ دعوت** ہے تو اس سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری کے مشرکین ہیں جو حوادث پر **اللّٰہ** عزوجل کی قدرت کے منکر تھے۔ اس صورت میں **معتزلہ** اس میں داخل نہ ہوں گے، اور اگر اس سے **اُمتِ اجابت** مراد ہے تو اس صورت میں **قَدَرِیَہ** کی اس اُمت کی طرف نسبت اسی طرح ہے جیسے پچھلی اُمتوں کی طرف مجوس کی نسبت ہے، کیونکہ شبہ کے اعتبار سے یہ تمام اُمتوں میں کمزور اور عقل کی مخالفت کے اعتبار سے سب سے سخت ہیں۔ اسی طرح اس اُمت میں قَدَرِیَہ اور ان کا مجوسی ہونا ان کے کفر پر جزم کو ختم نہیں کرتا، لہٰذا حق یہ ہے: ''**قدری** اسی کو کہتے ہیں جو **اللّٰہ** عزوجل کی قدرت کا انکار کرتا ہے۔''

اللّٰہ عزوجل کا فرمان کُل اشتغال کی بناء پر منصوب ہے اور قراءتِ شاذ میں اسے رفع کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے مگر چونکہ یہ ایسی چیز کا وہم پیدا کرتا ہے جو اہلِ سنت کے نزدیک جائز نہیں لہٰذا اسے مرفوع پڑھنا مردود ہے، کیونکہ (رفع دینے کی صورت

یں) کل مبتدا ہے اور خلقنٰہ اس کی یا شیء کی صفت ہے، اور بقدر اس کی خبر ہے یعنی کل شیء، **خلق** کے ساتھ موصوف ہے اور **خلق** اپنی ماہیت اور زمانہ میں تقدیر سے متصف ہے۔

اس صورت میں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو چیز **اللہ** عزوجل کی پیدا کردہ نہیں وہ تقدیر سے نہیں اور یہی معتزلہ کا مذہب ہے کہ جو چیز **اللہ** عزوجل کی مخلوق نہیں وہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ دوسروں کی مخلوق ہے جیسے انسان اپنے افعال کا خالق ہے، جبکہ اسے منصوب پڑھنے کی صورت میں جو کہ مجمع علیہ ہے یہ **اللہ** عزوجل کے ہر شئے کو **خلق** فرمانے کے عموم کا افادہ کرتی ہے، کیونکہ تقدیر عبارت یہ ہے کہ ''انا خلقنا کل شی خلقناہ'' دوسرا ''خلقناہ'' پہلے خلقنا کی تفسیر اور تاکید ہے کسی شئے کی صفت نہیں، کیونکہ صفت موصوف سے ماقبل شئے میں عمل نہیں کرتی، اس لئے یہ کل کے نصب کو ختم نہیں کرسکتی، لہٰذا یہ بات متعین ہوگئی کہ اس کا ناصب یعنی نصب دینے والا پوشیدہ ہے، اور یہ کہ دوسرا خلقناہ پہلے کی تفسیر اور تاکید ہے، لہٰذا کل شیء اپنے تمام مخلوق کو شامل ہونے کے عموم پر باقی ہے اور بقدر حال ہے۔ یعنی ہم نے ہر چیز کو اس حال میں پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری تقدیر سے ملی ہوئی ہے یا اپنی ذات وصفات کی مقدار میں ہماری تقدیر سے ملی ہوئی ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا یہ آیتِ مبارکہ اہلِ سنت کے مذہب کے حق ہونے اور معتزلہ کے مذہب کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہے۔

یہاں پر حسبِ عادت رفع کی دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ سے علامہ زمخشری کے تعصب میں شدت پیدا نہیں ہوئی بخلاف اس قوم کے جس کا گمان ہے: ''اختیار سے مراد صناعت ہے۔'' بلکہ بعض کا گمان ہے: ''عربی میں یہی طریقہ ہے۔'' حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس سے فعل کا مطالبہ کیا جاتا ہے، لہٰذا صناعت کے اعتبار سے بھی نصب ہی مختار ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم یہاں مرفوع پڑھنا تسلیم کر بھی لیں تب بھی اس میں معتزلہ کے لئے کوئی دلیل نہیں کیونکہ **خلقناہ** جس طرح کل کا وصف ہونے کا احتمال رکھتا ہے اسی طرح خبر ہونے کا احتمال بھی رکھتا ہے، اور یہ دونوں خبریں ہیں تو یہ وہ افادات ہیں جو عموم کی صورت میں نصب کا فائدہ دیتے ہیں تو جب عموم اور غیرِ عموم کا احتمال پیدا ہوگیا تو اس بات پر دلالت نہ رہی اور عَلٰی سَبِیْلِ التَّنَزُّل اگر اسے صفت تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی امر کی غایت یہی ہوگی کہ اس سے وہی مفہوم حاصل ہوگا جسے معتزلہ اور اہلسنّت دونوں کے مذہب پر محمول کرنا ممکن ہے کیونکہ ہمارے نزدیک جو مخلوق نہیں وہ **اللہ** عزوجل کی ذات ہے، اور آیتِ مبارکہ کا یہی مفہوم ہے تو ایسی صورت میں اس بات پر کون سی دلیل ہے کہ اس آیت سے اس معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مفہوم یعنی سمجھا جاتا ہو؟ حالانکہ مفہوم کی دلالت تو نہایت ہی ضعیف ہوتی ہے کیونکہ جب ظنیات میں مفہوم کے حجت ہونے میں اختلاف ہے تو آپ کا قطعیات کے بارے میں کیا خیال ہے؟

علمِ عربی کے لطائف میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اس کی جلالت پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس آیت میں رفع اور نصب دونوں اعراب پڑھنے اور اگلی آیت یعنی کُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ میں صرف رفع پڑھنے کی صورت میں کچھ دقیق معانی بھی سمجھا دیتا ہے کیونکہ اگر یہاں کل پر نصب پڑھا جائے تو معنی فاسد ہو جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں معنی یہ ہوگا: ''انہوں نے ہر وہ کام کیا جو صحیفوں میں ہے۔'' جو کہ خلاف واقع ہے کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں بھی صحیفوں میں ہیں جو انہوں نے نہیں کیں جبکہ رفع کی صورت میں معنی یہ ہوگا: ''انہوں نے جو کام بھی کیا ہے وہ صحیفوں میں لکھ دیا گیا ہے۔'' جو کہ واقع کے عین مطابق ہے۔

اہلِ سنت کہتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نے اشیاء کو مقدر فرما دیا یعنی ان کی تقدیریں، ان کے احوال، زمانوں اور ان کے وجود میں آنے سے پہلے ان پر آنے والے احوال کو جان لیا، پھر اپنے سابقہ علم کی بناء پر انہیں وجود بخشا لہٰذا عالم علوی اور سفلی میں جو چیز بھی پیدا ہوگی فقط اس کے علم، قدرت اور ارادے ہی سے وجود میں آئے گی۔ اور ان انواع میں بندوں کے لئے کوئی کسب، محاولہ، اور نسبت واضافت نہیں اور یہ تمام چیزیں تو مخلوق کو **اللہ** عزوجل کی طرف سے آسانی میسر کرنے، اس کی قدرت اور الہام سے حاصل ہوئی ہیں جیسا کہ کتاب وسنت اس پر دلالت کرتے ہیں، ایسا نہیں جیسا قدریہ وغیرہ افتراء کرتے ہیں کہ اعمال تو ہمارے ہاتھ میں ہیں جبکہ ان کا انجام غیر کے ہاتھ میں ہے۔

{9}......جب سیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم پر گناہ لکھ دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان کی وجہ سے عذاب بھی ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن تم **اللہ** عزوجل کے مخالف ہوگے۔'' (تفسیر قرطبی، سورۃ القمر، تحت الآیت ۴۸، ج۹، الجزء ۱۷، ص ۱۰۹)

{10}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی تقدیر کے منکر اس اُمت کے مجوسی ہیں، جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ اور جب ان سے ملو تو انہیں ہرگز سلام نہ کرو۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۹۲، ص ۲۴۸۳)

{11}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس اور حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، وہ **مُرجِئَہ** اور **قَدَرِیَہ** ہیں۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی الایمان، الحدیث: ۷۳، ص ۲۴۸۱)

مُرجِئَہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: ''ایمان کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جیسے کفر کی صورت میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔'' اور **قَدَرِیَہ** کو **اللہ** عزوجل کا مخالف اس لئے کہا گیا کیونکہ وہ اس بات میں جھگڑتے ہیں کہ بندوں پر گناہ مقدر

کر دینے کے بعد اس گناہ کے سبب انہیں عذاب دینا جائز نہیں۔

{12}......حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل قیامت کے دن مخلوق کو جمع (کرنے کا ارادہ) فرمائے گا تو ایک منادی کو اعلان کرنے کا حکم دے گا، وہ ایسی آواز سے اعلان کرے گا کہ جسے اگلے پچھلے سب سن لیں گے، وہ کہے گا: ''**اللہ** عزوجل کے مخالفین کہاں ہیں؟'' تو **قَدَرِیَہ** کھڑے ہوں گے، پھر انہیں جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا اور **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا:

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ o اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ 0 (پ ۲۷، القمر: ۴۸۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

(تفسیر الخازن، سورۃ القمر، فصل فی سبب النزول، آیت ۴۹، ۵۰، ۵۱، ج ۴، ص ۲۰۶)

{13}......سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **معجم الاوسط** میں یہ روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے: ''قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا: ''**اللہ** عزوجل کے مخالفین کھڑے ہو جائیں اور وہ **قَدَرِیَہ** ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۵۱۰، ج ۵، ص ۳۹)

{14}......اسی لئے حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کوئی **قدری** اتنے روزے رکھے کہ سوکھ کر رسی کی طرح ہو جائے اور پھر اتنی نمازیں پڑھے کہ کمان کی طرح ٹیڑھا ہو جائے تب بھی **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا اور اس سے کہا جائے گا:

{۱}

ذُوْقُوْامَسَّ سَقَرَ 0 اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ 0 (پ ۲۷، القمر: ۴۸۔۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

{۲}

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ 0 (پ ۲۳، الصّٰفّٰت: ۹۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

یعنی تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا یا مراد یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے جو عمل کرتے ہو انہیں **اللہ** عزوجل ہی نے پیدا فرمایا ہے، اس میں اس بات پر دلیل ہے: ''بندوں کے تمام افعال **اللہ** عزوجل ہی کے پیدا کردہ ہیں چنانچہ، **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا 0 (پ ۳۰، الشمس: ۸)

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔

الہام کہتے ہیں دل میں کوئی بات ڈالنے کو اور چونکہ **اللّٰہ** عزوجل ہی دل میں فجور اور تقویٰ الہام فرماتا ہے لہٰذا **اللّٰہ** عزوجل ان دونوں کا خالق ہوا۔ اسی لئے حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں ارشادفرمایا: ''**اللّٰہ** عزوجل نے اس پر نافرمانی اور پرہیزگاری کو لازم کیا۔'' حضرت سیدنا ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں ارشادفرمایا: ''اسے اپنی توفیق سے تقویٰ کا اہل بنایا یا اسے اپنی جانب سے رسوا کرتے ہوئے فجور کا اہل بنایا۔''

{15}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل نے ایک قوم پر احسان فرمایا تو انہیں خیر کا الہام فرمایا اور انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمایا، جبکہ ایک قوم کو آزمائش میں مبتلا فرمایا تو انہیں رسوا کر دیا اور ان کے افعال پر ان کی مذمت فرمائی، جب ان لوگوں نے آزمائش سے نکلنے کی استطاعت نہ پائی تو **اللّٰہ** عزوجل نے انہیں عذاب میں مبتلا فرما دیا اور وہ پھر بھی عادل ہی ہے کیونکہ،

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْئَلُوْنَ ۝ (پ۱۷، الانبیاء:۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۴۷۵، ج۲، ص ۲۹۱، بتغیر قلیل)

عنقریب اس جیسی اور بہت سی احادیث بیان ہوں گی۔ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا (پ۸، الانعام:۱۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے۔

یہ آیت مبارکہ، پچھلی آیتوں کی طرح **قَدْرِیَہ** کی گمراہی اور ان کے راہِ استقامت سے روگردانی کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

منکرینِ تقدیر کی مذمّت پر احادیث مبارکہ:

{16}......حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل نے کبھی کوئی ایسا نبی پیدا نہیں کیا جس کی اُمت میں **مُرْجِئَہ** اور **قَدْرِیَہ** نہ ہوں، بے شک **اللّٰہ** عزوجل نے 70 انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے **مُرْجِئَہ** اور **قَدْرِیَہ** پر لعنت فرمائی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۲، ج۲۰، ص۱۱۷)

{17}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں اوراس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ تقدیر کوئی شئے نہیں اور یہ کہ معاملہ از سرِنو والا ہے (یعنی چاہے اچھا کام کرو یا برا تقدیر کوئی چیز نہیں) لہٰذا جب تم ان سے ملو تو انہیں خبر دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۵۱، ج۱، ص۴۷، بدون ''ان الامر انف'')

{18}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مزید ارشاد فرمایا: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان ہے! اگر ان میں سے کسی کے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو پھر وہ اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ کر دے تب بھی جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لے آئے کہ اچھی، بری تقدیر **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے **اللہ** عزوجل اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔'' (المجعم الکبیر، رقم ۷۵۰۲، ج۸، ص ۱۰۳)

{19}......اس کے بعد انہوں نے مسلم شریف میں مذکور حدیثِ جبرائیل کو ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: ''ایمان کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم **اللہ** عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ اور اچھی، بری تقدیر کو مانو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان......الخ، الحدیث: ۹۳، ص ۶۸۱)

گذشتہ احادیث کے علاوہ بھی تقدیر کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں، میں ان کے عظیم فائدے اور عمومی نفع کی بناء پر انہیں یہاں ذکر کرنا پسند کرتا ہوں۔

{20}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تقدیر کو جھٹلایا اس نے میری لائی ہوئی ہر چیز کا انکار کیا۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان، قسم الاقوال، فصل فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۴۸۰، ج۱، ص۶۸)

{21}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اچھی بُری تقدیر کو نہیں مانتا میں اس سے بیزار ہوں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند ابی ھریرہ، الحدیث: ۶۳۷۳، ج۵، ص۴۵۶)

{22}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے مؤمن نہیں ہوسکتا: (۱) اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں **اللہ** عزوجل کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (۲) موت پر ایمان لائے، (۳) قیامت کے دن اٹھنے کو مانے اور (۴) اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، الحدیث: ۷۰۰۴، ج۲، ص۶۶۲)

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء فان الایمان بالقدر......الخ، الحدیث: ۲۱۴۵، ص۱۸۶۷)

{23}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحْبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کی قضا (یعنی فیصلے) پر راضی نہیں اور تقدیر کو نہیں مانتا اسے چاہئے کہ **اللہ** عزوجل کے علاوہ کوئی دوسرا خدا تلاش کر لے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۲۷۳، ج۵، ص۲۶۴)

{24}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تقدیر توحید کی لڑی ہے، لہٰذا جس نے **اللہ** عزوجل کو ایک مانا اور تقدیر پر ایمان لایا بے شک اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر، الحدیث ۱۱۸۳۵، ج۷، ص۴۰۴)

{25}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان کے چار کام مکمل کئے جا چکے ہیں: (۱) پیدائش (۲) اخلاق وعادات (۳) رزق اور (۴) موت کا وقت۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۳۲۵، ج۵، ص۲۷۹)

{26}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو بھٹکانا چاہتا ہے تو اسے حیلوں سے ڈھانپ دیتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۹۱۴، ج۳، ص۷۷)

{27}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''احتیاط تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی۔'' (المستدرک، کتاب الدعا......الخ، باب الدعاء ینفع ......الخ، الحدیث: ۱۸۵۶، ج۲، ص۱۶۲)

{28}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو میرے فیصلے اور میری تقدیر پر راضی نہیں اسے چاہئے کہ میرے علاوہ دوسرا رب تلاش کر لے۔''

(شعب الایمان، باب فی ان القدر خیرہ......الخ، الحدیث: ۲۰۰، ج۱، ص۲۱۸)

{29}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے یحیٰی بن زکریا علیہما السلام کو ماں کے پیٹ میں مؤمن پیدا فرمایا اور فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں ہی کافر پیدا فرمایا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۵۴۳، ج۱۰، ص۲۲۴)

{30}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوش بخت وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں خوش بخت تھا اور بد بخت وہی ہے جو ماں کے پیٹ میں بد بخت تھا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب القدر، باب مایکتب علی العبد فی بطن امہ، الحدیث: ۱۱۸۰۹، ج۷، ص۳۹۷)

{31}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل ہر بندے کے متعلق پانچ چیزوں کا حکم فرما چکا ہے: (۱) اس کی موت سے (۲) رزق سے (۳) اس کی عمر سے (۴) اس کے مدفن سے اور (۵) اس بات سے کہ

وہ خوش بخت ہے یا بد بخت۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۱۷۸۳/۲۱۷۸۱، ج۸، ص ۱۶۸، ۱۶۹)

{32}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل زمین وآسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی تقدیریں مقرر کرنے اور دنیوی اُمور کو مکمل کر چکا تھا۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان ، قسم الاقوال، فصل السادس فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۴۹۱، ج۱، ص ۶۹)

{33}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی تقدیریں لکھ دی تھیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب اعظام الامرالایمان بالقدر، الحدیث: ۲۱۵۶، ص ۱۸۶۸)

{34}......شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار (50,000) سال پہلے ہی مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں اس وقت اللہ عزوجل کا عرش پانی پر تھا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ، الحدیث: ۶۷۴۸، ص ۱۱۴۰)

{35}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ کمزوری اور دانائی بھی۔'' (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کل شی بقدر، الحدیث: ۶۷۵۱، ص ۱۱۴۰)

تقدیر کا لکھا ہوا ہو کر رہتا ہے:

{36}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر آدمی اپنے رزق سے اس طرح بھاگے جیسے موت سے بھاگتا ہے تب بھی وہ رزق اسے مل کر رہے گا جیسے موت اسے آ کر رہتی ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء، یوسف بن اسباط، الحدیث: ۱۲۱۶۹، ج۸، ص ۲۷۰)

{37}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر اسرافیل، جبرائیل، اور میکائیل (علیہم الصلوۃ والسلام) اور حاملینِ عرش فرشتے بھی تمہارے لئے دعا کریں اور میں بھی ان کے ساتھ مل کر دعا کروں تب بھی تمہاری شادی اسی عورت سے ہوگی جو اللہ عزوجل نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب قسم الاقوال، فصل فی الایمان بالقدر، الحدیث: ۴۹۷، ج۱، ص ۶۹)

{38}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر اللہ عزوجل کوئی فیصلہ فرمادے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔'' (کشف الخفاء، حرف اللام، الحدیث: ۲۱۰۴، ج۲، ص ۱۴۳)

{39}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے ایک دوسرے سے زیادہ کمانے والا نہیں، بے شک **اللہ** عزوجل نے مصیبت اور موت کا وقت لکھ دیا ہے اور رزق اور عمل کو تقسیم کر دیا ہے، اب لوگ اسی کے مطابق اپنے انجام کو پہنچیں گے۔'' (حلیۃ الاولیاء، عبدۃ بن ابی لبابۃ، الحدیث:۸۰۴۵، ج۶، ص۱۲۴)

{40}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''مجھے جو مصیبت بھی پہنچی وہ میرے لئے اس وقت سے لکھی ہوئی تھی جب (حضرت سیدنا) آدم علیہ الصلوۃ والسلام ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب اللباس، باب السحر، الحدیث:۳۵۴۶، ص۲۶۹۰)

{41}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنے غموں میں اضافہ نہ کرو جو کچھ لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہے گا اور تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا۔'' (شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، الحدیث:۱۱۸۸، ج۲، ص۷۰)

{42}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب **اللہ** عزوجل اپنا فیصلہ اور تقدیر نافذ کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو عقل مندوں سے ان کی عقلیں چھین لیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا فیصلہ اور تقدیر نافذ ہو جاتی ہے تو ان کی عقلیں لوٹا دیتا ہے اور ندامت ثابت ہو جاتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، باب فصل فی الایمان بالقدر، الحدیث:۵۰۵، ج۱، ص۷۰)

{43}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب **اللہ** عزوجل کوئی اَمر نافذ کرنا پسند فرماتا ہے تو ہر دانا سے اس کی دانائی چھین لیتا ہے۔'' (تاریخ بغداد، باب اللام الف، الحدیث:۷۴۴۳، ج۱۴، ص۱۰۲۔۱۰۳)

{44}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب **اللہ** عزوجل کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو وہ کام کرنے تک لوگوں کی عقلیں چھین لیتا ہے پھر جب وہ کام ہو جاتا ہے تو ان کی عقلیں لوٹا دیتا ہے اور صرف ندامت باقی رہ جاتی ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب الفصل السادس فی الایمان بالقدر، الحدیث:۵۰۷، ج۱، ص۷۰)

{45}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جب **اللہ** عزوجل کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمالے تو کوئی چیز اسے روک نہیں سکتی۔''

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، الحدیث:۳۵۵۴، ص۹۲۰)

{46}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عمل کرو کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے، عمل کرو کیونکہ ہر ایک کے لئے وہ کام آسان ہے جس کی اسے قول سے ہدایت دی

گئی ہے، **اللہ** عزوجل جسے دوٹھکانوں یعنی جنت اور جہنم میں سے کسی ایک کے لئے پیدا فرماتا ہے اسے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۸۷۸، ج ۳، ص ۳۷۶)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند البصریین، الحدیث: ۱۹۹۵۶، ج ۷، ص ۱۷

{47}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر شخص کو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء عویم، الحدیث: ۲۷۵۵۷، ج ۱۰، ص ۴۱۷

{48}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا اس کے لئے وہ کام آسان ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ولقد یسرنا القرآن......الخ، الحدیث: ۷۵۵۱، ص ۶۳۰

{49}...... حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ایک قوم (کے لوگوں) پر احسان فرمایا تو اُنہیں بھلائی کا الہام فرما کر اپنی رحمت میں داخل کرلیا اور ایک قوم (کے لوگوں) کو آزمائش میں مبتلا فرما کر رُسوا کیا اور اُن کے برے کاموں پر ان کی مذمت فرمائی، جب وہ اس آزمائش سے نکلنے میں کامیاب نہ ہوئے تو **اللہ** عزوجل نے انہیں عذاب میں مبتلا فرما دیا اور یہ بھی **اللہ** عزوجل کا ان کے بارے میں عدل ہی ہے۔'' (جمع الجوامع، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۴۷۵، ج ۲، ص ۲۹۱)

{50}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر **اللہ** عزوجل آسمان وزمین والوں کو عذاب میں مبتلا فرما دے تب بھی وہ انہیں عذاب دیتے وقت ظالم نہ ہوگا اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کا ان پر رحم فرمانا ان کے اعمال سے بہتر ہے، اور اگر تم اُحد پہاڑ جتنا سونا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہ لے آؤ وہ تمہارا یہ عمل ہرگز قبول نہ فرمائے گا، لہٰذا یقین کرلو کہ جو کچھ تمہیں پہنچنے والا ہے وہ ہرگز تم سے خطا نہ کرے گا، اور جو تم سے خطا ہونے والا ہے وہ ہرگز نہ تمہیں پہنچے گا اور اگر تم اس طریقے کے علاوہ مرو گے (یعنی تقدیر پر تمہارا ایمان نہ ہوگا) تو جہنم میں داخل ہوگے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۹، ص ۱۵۶۸

{51}...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ہر جاندار نفس کا جنت یا جہنم میں ٹھکانا لکھا ہوا ہے، اور سن لو! یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خوش بخت ہے یا بدبخت۔'' عرض کی گئی ''تو کیا پھر ہم توکل نہ کریں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ عمل کرو تقدیر ہی پر تکیہ نہ کرو کیونکہ جسے جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہ کام آسان ہوتا ہے، سعادت مندوں کے لئے سعادت والے کام آسان ہیں جبکہ بدبختوں کے لئے بدبختی والے کام آسان ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث......الخ، الحدیث: ۱۳۶۲، ص ۱۰۶

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۷۸، ص ۲۴۸۲

{52}......دافعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تقدیر کے بارے میں کوئی بات کرے گا اس سے بروزِ قیامت اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اور جو تقدیر کے بارے میں بات نہ کرے گا اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔''

(سنن ابن ماجه، ابواب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۸۴،ص ۲۴۸۲)

{53}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''طاقتور مؤمن بہتر ہے اور کمزور مؤمن کے مقابلے میں **اللہ** عزوجل کو زیادہ پسند ہے اور ہر بھلائی کے معاملے میں اپنے لئے زیادہ نفع بخش چیز کو اختیار کرو، **اللہ** عزوجل سے مدد چاہو اور مدد مانگنے سے عاجز نہ آؤ، اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو: ''**اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا**'' بلکہ یہ کہو: ''**اللہ** عزوجل **نے ایسا ہی لکھا تھا اور اس نے جو چاہا وہی کیا**'' کیونکہ: ''اگر'' کا لفظ شیطانی عمل کی ابتداء کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر......الخ،الحدیث: ۶۷۷۴،ص ۱۱۴۲)

{54}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اچھی، بری تقدیر پر ایمان نہ لے آئے، اس بات پر یقین نہ کرے کہ اسے جو مصیبت پہنچنے والی ہے وہ اس سے خطا نہ ہوگی اور جو اس سے خطا ہونے والی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی۔''

(جامع الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء ان الایمان بالقدر خیر......الخ، الحدیث: ۲۱۴۴،ص ۱۸۶۷)

{55}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! جو کچھ تمہیں پہنچنے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایکره من التبتل......الخ، الحدیث: ۵۰۷۶،ص ۴۳۹)

{56}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے دعوت دینے اور پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے اور (اس کے باوجود) ہدایت میں سے کوئی شئے میرے اپنے بس میں نہیں، جبکہ شیطان کو (خواہشات) آراستہ کر کے پیش کرنے والا بنا کر پیدا کیا گیا لیکن گمراہی کی کوئی بات اس کے بس میں نہیں۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، خالد بن عبدالرحمن، الحدیث: ۵۹۷/۷، ج۳،ص ۴۷۱)

{57}......حضرت سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب ماں کے پیٹ میں نطفے پر بیالیس 42 راتیں گزر جاتی ہیں تو **اللہ** عزوجل ایک فرشتے کو اس کی طرف بھیجتا ہے، وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کی سماعت وبصارت، کھال وچربی اور ہڈی پیدا کرتا ہے پھر عرض کرتا ہے یارب عزوجل! یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟'' تو **اللہ** عزوجل جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ دیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، یارب

عزوجل! اس کی موت کب ہوگی؟'' تو اللہ عزوجل جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، وہ پھر عرض کرتا ہے: ''یا رب عزوجل! اس کا رزق کتنا ہوگا؟'' تو تیرا رب عزوجل جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ وہ صحیفہ لے کر نکلتا ہے، تو اس میں نہ کسی چیز کا اضافہ ہوتا ہے اور نہ کمی۔''

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی......الخ،الحدیث:۶۷۲۶،ص۱۱۳۸،''شحمها''بدله'' لحمه

{58}......حضرت سیدنا حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ماں کے رحم میں 40 راتوں تک نطفہ یونہی رہتا ہے، پھر اسے پیدا کرنے والا (یعنی اس کام پر مقرر) فرشتہ صورت دے دیتا ہے، پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے: ''یارب عزوجل! یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟'' تو اللہ عزوجل اسے مذکر یا مؤنث بنا دیتا ہے، پھر فرشتہ عرض کرتا ہے: ''یہ تندرست پیدا ہوگا یا معذور؟'' تو اللہ عزوجل اسے تندرست یا معذور بنا دیتا ہے، فرشتہ پھر عرض کرتا ہے: اس کا رزق کتنا اور موت کا وقت کیا ہوگا؟ پھر اللہ عزوجل اسے شقی یا سعید بنا دیتا ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۶۷۲۸،ص۱۱۳۹

{59}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحم میں قرار پکڑنے کے 40 راتیں گزرنے کے بعد ایک فرشتہ نطفے کے پاس آتا ہے اور پھر عرض کرتا ہے: ''یارب عزوجل! یہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت؟ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟'' تو اللہ عزوجل جو کچھ ارشاد فرماتا ہے فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے اور وہ فرشتہ اس کے عمل، رزق اور موت کا وقت لکھتا ہے، پھر صحیفہ لپیٹ لیتا ہے اس کے بعد نہ تو اس میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ ہی کمی۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۶۷۲۵،ص۱۱۳۸

{60}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی ایک کی پیدائش کو ماں کے پیٹ میں 40 دن تک جمع کیا جاتا ہے، پھر 40 دن لوتھڑا بنا رہتا ہے، پھر اسی طرح 40 دن تک کے لئے مُضْغَہ بن جاتا ہے، پھر اللہ عزوجل اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار چیزیں لکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کی موت کا وقت، اس کا رزق اور یہ لکھ دو کہ یہ شقی ہوگا یا سعید۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے، بے شک تم میں سے کوئی شخص اہلِ جنت جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس کی تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے تو وہ جہنمیوں جیسے عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، جبکہ ایک شخص جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اہلِ جنت جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور

جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق،باب ذکر الملائکۃ ......الخ،الحدیث:۳۲۰۸،ص ۲۶۰،مختصراً)

اس حدیثِ مبارکہ میں **ثُمَّ یعنی ''پھر''** کالفظ ظاہراًماقبل احادیث کی نفی کررہاہے،لہٰذایاتویہ **وَاؤیعنی ''اور''** کے معنی میں ہے یاپھراس کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کے مختلف ہونے سے فرشتے کی آمد کی مدت بھی مختلف ہوتی ہے، کچھ بچوں کی طرف فرشتے کو پہلے 40 دن مکمل ہونے پر بھیجا جاتا ہےاور کچھ کی طرف تیسرے 40 دن مکمل ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

{61}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (ایک دن اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں پکڑ کر)ارشادفرمایا:''کیاتم جانتے ہوکہ ان دوکتابوں میں کیاہے؟ یہ کتاب، **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہےاس میں جنتیوں کے،ان کے آباؑ اورقبائل کے نام ہیں، پھران کے آخرمیں اجمالاً ذکرکر دیاہے لہٰذا نہ ان میں کمی ہوگی نہ زیادتی۔اور یہ رب العالمین عزوجل کی طرف سے دوسری کتاب ہےاس میں اہلِ جہنم،ان کے آباؑ اورقبائل کے نام ہیں، پھران کے آخرمیں ان کا اجمالاً ذکرکر دیا ہے لہٰذاان میں نہ کبھی کمی ہوگی نہ زیادتی،سیدھے رہواور میانہ روی اختیارکروکیونکہ جنتی کا خاتمہ اہلِ جنت کے اعمال پر ہوگا،اگرچہ وہ جیسے بھی عمل کرےاور جہنمی کا خاتمہ جہنمیوں کے اعمال پر ہوگا،اگرچہ وہ جیسے بھی عمل کرے،تمہارارب عزوجل بندوں کے ایک فریق کے جنتی ہونے اور ایک کے جہنمی ہونے کا فیصلہ فرما چکا ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب القدر،باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ......الخ،الحدیث: ۲۱۴۱،ص ۱۸۶۶)

{62}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اچھے عمل کرو، اگر تم مغلوب ہوگئے تو **اللہ** عزوجل کے لکھے اوراس کی تقدیر سے ہوگےاوراپنے کلام میں **اگر** کالفظ شامل نہ کیا کروکیونکہ جو **اگر** کالفظ بولتاہےاس پر شیطان کاعمل شروع ہوجاتا ہے۔''

(تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ عمار، الحدیث:۶۷۰۳،ج۱۲،ص ۲۵۰)

{63}......نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا فرمایااوران کی پشت پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) دایاں دستِ قدرت پھیرا(یعنی اس میں اپنی قدرت، برکت اور رحمت سے بھری ذُرِّیَّت پیدا فرمائی) پھراس میں سے ایک قوم کونکال کرارشادفرمایا:''یہ لوگ جنتی ہیں اور یہ جنتیوں جیسے عمل کریں گے۔'' پھران کی پشت پراپنادستِ قدرت پھیراتواس سے ایک قوم نکالی اورارشادفرمایا:''میں نے اسے جہنم کے لئے پیدا کیا ہےاور یہ جہنمیوں جیسے کام کریں گے۔اور جب **اللہ** عزوجل کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا فرماتا ہےتواس سے جنتیوں جیسے کام لیتا ہے یہاں تک کہ وہ جنتی اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہےاوراس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہےاور جب **اللّٰہ** عزوجل کسی

بندے کو جہنم کے لئے پیدا فرماتا ہے تو اس سے جہنمیوں جیسے کام لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اہلِ جہنم کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة ،باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۰۳،ص ۱۵۶۹)

{64}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے کچھ مخلوق کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند الشامیین،الحدیث: ۱۷۶۷۶،ج۶،ص۲۰۶)

حضرت سیدنا آدم وموسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان مباحثہ:

{65}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت آدم وموسیٰ (علیہما الصلوٰۃ والسلام) میں مباحثہ ہوا تو حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا: ''آپ تو وہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی، اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور اپنی جنت میں ٹھہرایا لیکن آپ نے اپنی لغزش کی وجہ سے لوگوں کو جنت سے نکال کر انہیں بدبخت کر دیا۔'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! تم وہ ہو جسے اللہ عزوجل نے اپنی رسالت کے لئے چنا اور تم پر تورات نازل فرمائی تو کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جسے اللہ عزوجل نے مجھے پیدا کرنے سے پہلے ہی میرے لئے لکھ دیا تھا۔'' تو اس طرح حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر بحث میں غالب آگئے۔'' (جمع الجوامع ، قسم الاقوال، الحدیث: ۵۷۸،ج ۱،ص ۱۰۸)

{66}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''مجھے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ملوا دے۔'' تو جب اللہ عزوجل نے انہیں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ملوایا تو حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے عرض کی: ''آپ ہی ہمارے باپ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں؟ آپ ہی وہ ہیں جن میں اللہ عزوجل نے اپنی جانب سے روح پھونکی، آپ کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سجدہ کیا؟'' حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں!'' حضرت موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا: ''پھر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکلوانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے بتایا: ''میں موسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''تم بنی اسرائیل کے وہی نبی ہو جنہیں اللہ عزوجل

نے حجاب کے پیچھے سے اپنے کلام سے مشرف فرمایا اس وقت تمہارے اور **اللہ** عزوجل کے درمیان مخلوق میں سے کوئی قاصد نہ تھا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''ہاں!'' حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''تو کیا تم نے میری پیدائش سے پہلے میرے بارے میں لکھی گئی بات کو اپنی کتاب میں نہ پایا؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں! پایا تھا'' تو حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: ''تو پھر تم مجھے ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہو جس کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے پہلے ہی سے فیصلہ فرما دیا تھا۔'' اس طرح حضرت آدم (علیہ الصلوۃ والسلام) حضرت موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) پر غالب آ گئے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۰۲، ص۱۵۶۸)

گذشتہ احادیث کے علاوہ بھی **قَدَرِیَہ** کے بارے میں کچھ احادیث آئی ہیں جن کو معتزلہ پر محمول کیا جا سکتا ہے اور اہلسنت ان گمراہ اور بدعتی لوگوں کے اس قول سے بری ہیں کہ ''اہل سنت ہی **قَدَرِیَہ** ہیں۔''

{67}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں** اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، لہٰذا اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۵۸۸، ج۲، ص۸۹)

{68}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں** اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، لہٰذا اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو اور وہ دجال کا گروہ ہیں اور **اللہ** عزوجل ان لوگوں کا حشر دجال کے ساتھ فرمائے گا۔''

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۷۲۶۹، ج۵، ص۳۷)

{69}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''عنقریب میری اُمت میں** کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۵۶۴۳، ج۲، ص۳۹۹)

مُرجِئَہ اور قَدَرِیَہ کی مذمت:

{70}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں وہ مُرجِئَہ اور قَدَرِیَہ** ہیں۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۰۶۵، ج۴، ص۳۰۵)

{71}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں قیامت کے دن میری شفاعت حاصل نہ ہوگی وہ **مُرجِئَہ** اور **قَدرِیَہ** ہیں۔''
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۸۱۷، ج۴، ص۲۳۱، بدون ''یوم القیامۃ'')

{72}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جو میرے حوض پر نہ آسکیں گے اور نہ ہی جنت میں داخل ہوں گے وہ **مُرجِئَہ** اور **قَدرِیَہ** ہیں۔''
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۲۰۴، ج۳، ص۱۶۶)

{73}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نَوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں چاہتا ہوں کہ تم تقدیر کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو۔''[1]
(تاریخ بغداد، من ذکر اسم محمد بن الحسن، الحدیث: ۶۰۸، ج۲، ص۱۸۵)

{74}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں چاہتا ہوں کہ تم تقدیر کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو اور آخری زمانے میں میری اُمت کے برے لوگ ہی تقدیر کے بارے میں کلام کیا کریں گے۔''
(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالرحمن بن القطامی بصری، الرقم ۱۱۴۱/۱۱/۷۴، ج۵، ص۵۰۵)

{75}......خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**قَدرِیَہ** پر 70 انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے لعنت کی گئی۔''
(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۶۲، ج۵، ص۲۳۰)

{76}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تقدیر کے منکروں کے پاس نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ کلام کی ابتدا کرو۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۷۱۰، ص۱۵۶۹)

{77}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تقدیر کے بارے میں

---

[1] صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب **''بہارِ شریعت''** میں فرماتے ہیں: ''قضاو قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ماوشما کس گنتی میں۔ (یعنی میں اور آپ کس گنتی میں ہیں)۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔''
(بہار شریعت، حصہ ۱، ص۵۔۶)

کلام کرنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ نصرانیت کا حصہ ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۶۸۰، ج۱۱، ص۲۰۹)

{78}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قَدْرِیَہ اس اُمت کے مجوسی ہیں جب یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور جب مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی القدر، الحدیث: ۴۶۹۱، ص۱۵۶۷)

{79}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنے بعد اپنی اُمت پر دو خصلتوں کا خوف ہے: (۱) تقدیر کو جھٹلانے اور (۲) ستاروں کی تصدیق کرنے کا۔''

(کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، باب فرع فی دم القدریۃ والمرجئۃ، الحدیث: ۵۶۳، ج۱، ص۷۴)

{80}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن میری اُمت کے بدکار لوگوں کا آخری کلام تقدیر کے بارے میں ہوگا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۹۰۹، ج۴، ص۲۵۶، بدون ''یوم القیامۃ'')

تنبیہ: تقدیر کا انکار کبیرہ گناہ ہے

تقدیر کے انکار کے گناہِ کبیرہ ہونے کی بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے صراحت کی ہے، اسی لئے اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور میں نے جو احادیثِ مبارکہ اس باب میں بیان کی ہیں وہ اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلیل ہیں، تقدیر کو جھٹلانا اگرچہ ترکِ سنت میں داخل ہے جو کہ بذاتِ خود ایک کبیرہ گناہ ہے مگر اس کی حرمت کے سخت ہونے اور اہلِ سنت اور دیگر فرقوں میں تقدیر کے مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف کی وجہ سے اسے علیحدہ ذکر کیا گیا کیونکہ افعال کے مخلوق ہونے کا مسئلہ علمِ کلام کے نہایت اہم مسائل میں سے ہے۔

معتزلہ کے وہ دلائل جن کی بناء پر انہوں نے **اللہ** عزوجل پر افترا باندھا اور سابقہ صریح آیات اور مَحبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ماقبل میں بیان کردہ احادیث سے منہ موڑا ان میں سے ایک دلیل **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان ہے:

وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ یَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَیِّئَةٌ یَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا یَکَادُوۡنَ یَفۡقَهُوۡنَ حَدِیۡثًا ۝ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَ مَاۤ

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے سننے والے تجھے جو

اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ؕ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ○ بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔ (پ۵، النسآء:۷۸۔۷۹)

ابوعلی جبائی کا غلط استدلال:

گمراہی میں معتزلہ کا امام ابوعلی جبائی کہتا ہے: ''یہ بات تو ثابت ہے کہ **سَیِّئَۃٌ** کا لفظ کبھی مصیبت اور بخشش پر بولا جاتا ہے اور کبھی گناہ و معصیت پر، پھر یہ کہ **اللہ** عزوجل نے **سَیِّئَۃٌ** کی اضافت پہلے اپنی جانب فرمائی پھر دوسری مرتبہ بندے کی طرف، لہٰذا ان دونوں میں تطبیق ضروری ہے، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جب پہلے معنی کے اعتبار سے **سَیِّئَۃٌ** کا لفظ **اللہ** عزوجل کی طرف مضاف ہے تو دوسرے معنی کے اعتبار سے اسے بندے کی طرف مضاف کرنا واجب ہے تا کہ دو متصل آیتوں میں پیدا ہونے والا تناقض زائل ہو جائے۔ جبکہ ہمارے مخالفین نے اپنے آپ کو آیت میں تبدیلی کرنے پر آمادہ کرلیا اور فَمِنْ نَفْسِکَ کو اَفَمِنْ نَفْسِکَ پڑھا یعنی اس میں استفہام کا معنی پیدا کیا اور قرآن میں تبدیلی کر کے قرآن میں دو معنی ہونے کا دعوی کرتے ہوئے **رَوَافِض** کا طریقہ اختیار کیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ **اللہ** عزوجل نے **حَسَنَۃٌ** کو اپنی طرف منسوب کیا جو کہ اطاعت ہے اور **سَیِّئَۃٌ** کو اپنی جانب منسوب نہ کیا، حالانکہ یہ دونوں تمہارے نزدیک بندے کے فعل ہیں (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) **حَسَنَۃٌ** یعنی نیکی اگرچہ بندے ہی کا فعل ہے مگر وہ اس تک **اللہ** عزوجل کے فضل ہی سے پہنچتا ہے، لہٰذا اس کی اضافت **اللہ** عزوجل کی طرف درست ہے جبکہ **سَیِّئَۃٌ** کی اضافت **اللہ** عزوجل کی طرف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو **اللہ** عزوجل نے برائی کی، نہ اس کا ارادہ فرمایا، نہ اس کا حکم دیا اور نہ ہی رغبت دلائی، لہٰذا مِنْ جَمِیْعِ الْوُجُوْہ اس کی نسبت **اللہ** عزوجل کی طرف سے ختم ہوگئی۔''

ابوعلی جبائی کا رد:

ابوعلی جبائی کا کلام اس کی کم فہمی، تنگ نظری اور لاعلمی کو ظاہر کرتا ہے، کیونکہ دونوں مقامات پر **سَیِّئَۃٌ** اور **حَسَنَۃٌ** سے بالترتیب اطاعت و معصیت مراد نہیں بلکہ نعمت و آزمائش مراد ہیں اور یہ دونوں چیزیں بندوں کے افعال میں سے نہیں اور **اَصَابَکَ** کا لفظ ہماری اس بات پر دلیل ہے کیونکہ طاعت و معصیت کے لئے **اَصَابَنِیْ** (مجھے گناہ یا نیکی پہنچی) نہیں بولا جاتا بلکہ **اَصَبْتُہٗ** (یعنی میں نے گناہ یا نیکی کی) کہا جاتا ہے، جبکہ نعمت و آزمائش کے لئے بولا جاتا ہے کہ مجھے نعمت پہنچی اور سیاقِ عبارت بھی اسی کی صراحت کرتا ہے، کیونکہ اس آیتِ مبارکہ کا سببِ نزول یہ ہے کہ جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ منورہ میں تشریف لائے

تو منافقین اور یہودیوں نے کہا: ''جب سے یہ شخص یعنی آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اور اس کے ساتھی آئے ہیں، ہمیں اپنے پھلوں اور کھیتیوں میں مسلسل نقصان ہو رہا ہے۔'' اس طرح وہ نعمتوں کو تو **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب کرتے تھے جبکہ آزمائش اور پریشانی کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف منسوب کرتے تو **اللہ** عزوجل نے انہیں ان کی فاسد باتوں کی خبر دی اور پھر اس کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ۔''

پہلے افعال کا مصدرِ اصلی بیان فرمایا پھر ان کا سبب بتایا اور دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو مخاطب کیا جبکہ مراد دیگر لوگ تھے اور ارشاد فرمایا کہ مَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ حَسَنَۃٍ یعنی تمہیں جو نعمت یعنی خوشی اور مدد وغیرہ ملی فَمِنَ اللّٰہِ یعنی وہ محض **اللہ** عزوجل کے فضل سے ملی ہے، کیونکہ **اللہ** عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ یعنی تمہیں جو تنگدستی لاحق ہوئی وہ تمہارے نفس کی نافرمانی کی وجہ سے، حقیقتاً یہ ہے تو **اللہ** عزوجل ہی کی طرف سے مگر نفس کے گناہ کے سبب اسے سزا دینے کے لئے ہے، جیسا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ (پ۲۵، الشورٰی:۳۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔

حضرت سیدنا مجاہد کی حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس آیتِ مبارکہ کو یوں پڑھا: ''وَمَاۤ اَصَابَکَ مِنۡ سَیِّئَۃٍ فَمِنۡ نَّفۡسِکَ وَاَنَا کَتَبۡتُھَا عَلَیۡکَ'' یعنی تجھے جو مصیبت پہنچی وہ تیرے نفس کی وجہ سے ہے میں نے تو صرف اسے تیرے لئے لکھ دیا تھا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ عزوجل علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کا حکایت کردہ قول قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا:

وَاِذَا مَرِضۡتُ فَھُوَ یَشۡفِیۡنِ ۙ۝ (پ۱۹، الشعرآء:۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

یعنی آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے مرض کی اضافت اپنی طرف کی اور شفا کو **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب کیا اس سے **اللہ** عزوجل کے مرض کے خالق ہونے میں کوئی خرابی نہیں آتی بلکہ آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے تو ادب کی بناء پر دونوں میں فرق کیا کیونکہ **اللہ** عزوجل کی طرف اچھی خصوصیت ہی منسوب کی جاتی ہے گھٹیا نہیں [۱]۔ لہٰذا یہ تو کہا جاتا ہے: ''اے مخلوق کے خالق!''

---

[۱]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''بہارِ شریعت'' میں فرماتے ہیں: ''بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیّت الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ ''جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شامتِ نفس تصور کرے۔'' (بہار شریعت، حصہ ۱، ص۶)

جبکہ یہ نہیں کہا جاتا ہے: ''اے بندروں اور خنزیروں کے خالق!'' یہ کہا جاتا ہے: ''اے زمین وآسماں کے مدبّر!'' جبکہ یہ نہیں کہا جاتا: ''اے جوؤں اور گبریلوں کے مدبّر!'' اسی طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض کو اپنی طرف منسوب کیا اور شِفاء کی نسبت **اللہ** عزوجل کی جانب فرمائی۔

جب آپ ہماری ثابت کردہ اس بات پر غور کریں گے تو آیتِ کریمہ کے الفاظ کو حشو وزوائد یعنی کمی بیشی سے پاک اور فصاحت وبلاغت کی اِنتہا پر پائیں گے، جبکہ **معتزلہ** کا فاسد گمان الفاظِ قرآنی میں خلل ڈالتا ہے اور اس کے اسلوب کو کسی موجب اور داعی کے بغیر تبدیل کر دیتا ہے، جبکہ قرآن کی جلالت اس تبدیلی کا انکار کرتی ہے کیونکہ ہم نے لفظِ **اِصَابَۃٌ** کے استعمال کے مطابق جو تعبیر ابھی بیان کی ہے وہ ہمارے موقف پر صریح دلالت کرتی ہے، اور بالفرض اگر **سیئۃٌ** اور **حسنۃٌ** کی مراد کے بارے میں ان کی بات مان بھی لیں تب بھی اس میں ان کے مؤقف پر کوئی دلیل نہیں بلکہ آیتِ مبارکہ تو ان کے خلاف دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ایمان **اللہ** عزوجل کے تخلیق کرنے سے حاصل ہوا کیونکہ ایمان ایک نیکی ہے اور نیکی، برائی کی تمام صورتوں سے پاک ایک خوشی کا نام ہے اور ایمان بھی ایسا ہی ہے، لہٰذا اس کا نیکی ہونا ثابت ہوا، اسی لئے اس بات پر سب متفق ہیں کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے کلمہ شہادت مراد ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ (پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ: ۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔

اور **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان میں احسان کی تعبیر بھی کلمۂ شہادت ہی سے کی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (پ۱۴، النحل: ۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایمان ایک نیکی ہے تو اس آیت کے مطابق ہر نیکی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے اور معتزلہ کا گمان بھی یہی ہے تو پھر یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ ایمان بھی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے جیسا کہ یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ معتزلہ اس کے قائل نہیں، لہٰذا اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایمان کے حسن کی معرفت اور اس کی ضد یعنی کفر کی برائی کی وجہ سے **اللہ** عزوجل کے قول مِنَ اللّٰہ سے مراد **اللہ** عزوجل کی تقدیر اور ہدایت ہے۔

سوال: ہم کہتے ہیں کہ تمہارے نزدیک ایمان وکفر کی طرف نسبت کرنے میں تمام شرائط مشترک ہیں تو بندہ اپنے اختیار سے اسے وجود میں لاتا ہے اور اس میں **اللہ** عزوجل کی قدرت اور اعانت کا کوئی دخل نہیں ہوتا، لہٰذا تمہارے نزدیک یہ **اللہ** عزوجل سے ہر صورت میں منقطع اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمان ''مَاۤ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ'' کے مخالف ہے۔

جواب: تم نے اس آیتِ مبارکہ سے جورائے اختیار کی ہے اس کا بطلان ظاہر ہو چکا ہے اور تمہاری یہ رائے تمہیں کوئی نفع نہ دے گی، کیونکہ جب اس آیتِ کریمہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایمان **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کفر بھی **اللہ** عزوجل کی مشیّت سے ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اس بات کا قائل ہو کہ ایمان **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے وہ اس بات کا بھی قائل ہوتا ہے کہ کفر بھی **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہی ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ ان میں سے ایک تو **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہے مگر دوسرا نہیں تو یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

اسی طرح اگر بندہ کفر ایجاد کرنے پر قادر ہو تو کفر ایجاد کرنے کی قدرت یا تو ایمان ایجاد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوگی یا نہیں، اگر اسے ایجاد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو یہ قول مردود ہو جائے گا کہ بندے کا ایمان اس کی اپنی جانب سے ہے، حالانکہ آیتِ مبارکہ سے اس کا بطلان ثابت ہو چکا ہے، اور اگر ایجاد کرنے کی صلاحیت نہ پائے تو اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ ایک چیز پر قادر ہے اور اس کی ضد پر قادر نہیں، حالانکہ یہ بات معتزلہ کے نزدیک محال ہے، لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ جب بندے سے ایمان ثابت نہ ہو تو ضروری ہوگا کہ کفر بھی ثابت نہ ہو۔

جب بندہ ایمان کو ایجاد نہیں کر سکتا تو کفر کو ایجاد کرنا بدرجۂ اَولیٰ اس کے بس میں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ کسی شے کا مستقل مُوجِد وہی ہوتا ہے جو اپنی مراد کے حصول پر قادر ہو، دنیا میں کوئی ایسا عقل مند نہیں جو چاہتا ہو کہ اس کے دل میں موجود خیالات جہالت اور گمراہی پر مشتمل ہوں، لہٰذا جب بندہ اپنے افعال کا موجد ہو اس حال میں کہ وہ حقیقی علم حاصل کرنے کا قصد کرے تو اس کے دل میں لازماً حق ہی آئے گا، اور جب اس کا مقصود ومطلوب اور مراد ایمان ہو اور وہ اس کی ایجاد سے واقع نہ ہو تو جس جہالت کا نہ اس نے ارادہ کیا اور نہ ہی اسے حاصل کرنے کا قصد کیا اور وہ اس سے شدید نفرت بھی کرتا ہے تو وہ بھی بدرجۂ اَولیٰ واقع نہ ہوگی۔

علامہ جبائی نے استفہام کے ساتھ یعنی اَفَمِنْ نَفْسِکَ پڑھنے والوں کے بارے میں جو الزام تراشی کی ہے وہ محض اپنے پیروکاروں کی طرح اس کا بھی ایک افترا ہے، کیونکہ اہلِ سنت اس قراءت پر اعتماد نہیں کرتے اور نہ ہی اسے معتزلہ کے خلاف دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، اس معاملہ میں حق یہ ہے کہ اگر صحابۂ کرام یا تابعینِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی سے اس طریقے سے پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہو جائے تو اسے قبول کرنا واجب ہے، اور اس وقت یہ قراءت ان معتزلہ کے خلاف حجت ہوگی کیونکہ اگر قراءت شاذہ کی صحیح سند مل جائے تو وہ صحیح قول کے مطابق حجیت میں صحیح حدیث کی طرح ہوتی ہے اور اگر اس کی سند درجۂ صحت تک نہ پہنچے تو اس کی جانب التفات درست نہیں۔ اس آیتِ کریمہ کا معتزلہ کے خلاف حجت ہونا اس قراءت شاذہ کا

محتاج نہیں، کیونکہ قراءت مشہورہ کو بھی استفہامِ انکاری پر محمول کرنا درست ہے جیسا کہ اگر اس کا حجت ہونا ثابت ہو جائے تو مشہور قراءت میں اس کی نظیر اکثر مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے جو انہوں نے **اللہ** عزوجل کے اپنے خلیل حضرت سیدنا ابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے حکایت کردہ قول میں ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ج (پ۷،الانعام:۷۷) ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو۔

کیونکہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات استفہامِ انکاری کے طور پر ہی کہی تھی۔ اسی طرح اس آیتِ مبارکہ میں بھی یہ کہنا درست ہے اگرچہ حجیت اسی پر موقوف نہیں جیسا کہ ہمارے ثابت کردہ بیان سے ظاہر ہے۔ اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ ایمان جو اس بندے کے قصد سے واقع ہوا وہ **اللہ** عزوجل کے اس قول ''فَمِنَ اللّٰهِ'' سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بندے سے واقع نہیں ہوا بلکہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہوا ہے، لہٰذا وہ کفر جس کا نہ اس بندے نے قصد کیا، نہ ارادہ اور نہ ہی کبھی اس پر راضی ہوا تو عقل میں یہ بات کیسے آسکتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ کفر اس بندے سے واقع ہوا ہے، بلکہ یہ تو بدرجۂ اَولیٰ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب وہ چیز جس میں نفس کی رغبت ہو، قصد ہو اور ارادہ و محبت بھی ہو تو وہ نفس سے نہیں بلکہ **اللہ** عزوجل کی جانب سے ہوتی ہے۔ تو جس میں نہ نفس کا حصہ ہو، نہ محبت اور نہ ہی قصد و ارادہ تو وہ چیز تو بدرجۂ اَولیٰ **اللہ** عزوجل ہی کی جانب سے ہوگی، اور **اللہ** عزوجل نے آیتِ مبارکہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۞ (پ۶،النسآء:۱۶۶) ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی گواہی کافی۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس سے مراد تمام اُمور کا **اللہ** عزوجل کی طرف منسوب ہونا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر صرف رسالت اور تبلیغ ہی کی ذمہ داری تھی جو کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اچھی طرح نبھائی اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور اس پر **اللہ** عزوجل کی گواہی ہی کافی ہے، نیز ہدایت کا حاصل ہونا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف سے نہیں بلکہ **اللہ** عزوجل کی طرف سے ہے، چنانچہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (پ۴،اٰل عمران:۱۲۸) ترجمۂ کنز الایمان: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں۔

{۲}

اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (پ۲۰،القصص:۵۶) ترجمۂ کنز الایمان: بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔

{ ۳ }

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (پ۱۳،الرعد:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ گواہ کافی ہے ۔

یعنی **اللہ** عزوجل کی گواہی کافی ہے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی سچائی اور رسالت پر یا اس بات پر کہ نیکی یا برائی **اللہ** عزوجل ہی کی جانب سے ہے۔

اہلسنّت کے دلائل وہ مثالیں ہیں جو متعدد آیات میں بیان ہوئیں جیسے دل اور سماعت پر مہر لگنا، دل پر زنگ چڑھنا، کان بند ہو جانا، بصارت پر پردہ پڑ جانا وغیرہ ان مثالوں کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، اہلِ سنت اس بات کے قائل ہیں کہ بندوں کے افعال **اللہ** عزوجل کی مخلوق ہیں اور یہ سب باتیں ان کے مذہب میں بالکل ظاہر ہیں۔ پھر ان کے بھی دو قول ہیں: (۱) یہ تمام مثالیں کافروں کے دل میں کفر پیدا کرنے سے کنایہ ہیں (۲) **اللہ** عزوجل نے کچھ ایسے دواعی پیدا فرمائے ہیں کہ جب قدرت ان کے ساتھ ملتی ہے تو یہ دواعی اور قدرت کا مجموعہ وقوعِ کفر کا سبب بن جاتا ہے۔

معتزلہ ان الفاظ میں تاویل کر کے اپنی قاصر اور فاسد عقلوں سے نصوص شرعیہ میں تحریف کرتے ہوئے انہیں ان کے ظاہر سے نکال کر تحکُّماً جیسے چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں، کبھی اسے رد کر دیتے ہیں اور کبھی اس میں تاویل کرتے ہیں۔ تو **اللہ** عزوجل نے انہیں رسوا کیا اور ہلاکت میں مبتلا کر دیا، یہ کتنے غبی و بے وقوف ہیں! کتنے بہرے اندھے ہیں! گمراہی سے بچنے کے معاملہ میں راہِ ہدایت سے کتنے دور ہیں! **اللہ** عزوجل کی واضح نشانیوں اور اس کے تمام حوادث کے خالق ہونے سے کتنے غافل ہیں! اور یہ بات ایک عاجز، ضعیف اور **اللہ** عزوجل کی عظمت و رفعت اور اس کے خاص علوم سے جاہل بندے کے لائق کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمان بھلا دے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ (پ۱۷،الانبیآء:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

پھر کہے: ''**اللہ** عزوجل نے کفار میں جو صفات پیدا فرمائیں ان کی بناء پر وہ ان کی مذمت کیسے کر سکتا ہے؟ اس صورت میں ان کا کون سا گناہ ایسا ہے جس پر وہ انہیں عذاب دے گا؟'' وغیرہ ایسے خرافات جو ان کے بندگی کے دائرے سے فرار ہونے اور **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی اور اس کی تقسیم پر رضامندی سے خارج ہونے کی خبر دیتے ہیں ان کی بربادی کے لئے یہی واہیات اُمور ہی کافی ہیں جن میں پڑ کر وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگے، سرکشی اختیار کی اور پھر اس پر ڈٹ بھی گئے، اگر وہ اپنے نظریات پر غور کرتے تو خود کو کفار کے اس قول سے مربوط پاتے جسے قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ ٭ (پ۲۳، یٰسٓ:۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ان سے فرمایا جائے اللہ کے دیئے میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا۔

تو اللہ عزوجل نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (پ۲۳، یٰسٓ:۴۷)

ترجمۂ کنز الایمان: تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں۔

اللہ عزوجل ہمیں گمراہ کن نظریات اور فتنوں کے غول سے اپنی پناہ میں رکھے اور ہمارے ظاہری و باطنی احوال کی اصلاح فرمائے، بے شک وہ بڑا جواد و کریم اور رءُوف و رحیم ہے۔

کبیرہ نمبر 53:

وعدہ پورا نہ کرنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ۝ (پ۱۵، بنیۤ اسرآءیل:۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور عہد پورا کرو بے شک عہد سے متعلق سوال ہونا ہے۔

{۲}

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ (پ۶، المآئدۃ:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ **بِالۡعُقُوۡدِ** سے مراد **اللہ** عزوجل کی حرام، حلال اور فرض کردہ اشیاء اور ان میں کی گئی حد بندیاں ہیں۔'' سیدنا امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

اسی وجہ سے امام ضحاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں نبھانے کا **اللہ** عزوجل نے وعدہ لیا ہے کہ وہ اس کے حلال، حرام اور فرض اُمور جیسے نماز وغیرہ ادا کریں گے۔''

یہ تفسیر سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اس قول سے بہتر ہے: ''یہ آیتِ مبارکہ اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی یعنی اے پچھلی کتابوں پر ایمان لانے والو! تم سے شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے بارے میں جو عہد لئے گئے ہیں انہیں پورا کرو ان میں سے ایک عہد یہ بھی ہے:

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَـتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ (پ۴، اٰل عمران: ۱۸۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد وہ قسمیں ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں معاملات پر اٹھائی جاتی تھیں۔'' جبکہ امام زجاج کہتے ہیں: ''عقود سے مراد عہد ہیں کیونکہ عہد کسی چیز کو ثابت کرتے ہیں اور عقود بھی احکام اور معاہدے کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایمان بھی چونکہ ایک عقد اور عہد ہے یعنی **اللّٰہ** عزوجل کی ذات، صفات اور احکام کی معرفت حاصل کرنا تو اس اعتبار سے مخلوق پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وعدے کو نبھاتے ہوئے **اللّٰہ** عزوجل کے تمام احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

لہٰذا گذشتہ آیتِ کریمہ کا معنی یہ ہوگا: ''تم نے اپنے ایمان سے جو مختلف قسم کے عہد و پیمان اور **اللّٰہ** عزوجل کے تمام اوامر و نواہی میں اس کی فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لیا ہے تو اب ان سب عہدوں کو پورا کرو۔''

{1}......سیدنا ابن شہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو مکتوب حضرت سیدنا عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت عطا فرمایا تھا میں نے اس کی ابتداء میں یہ لکھا ہوا پڑھا: ''یہ وضاحت **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جانب سے ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَۤائِدَ وَلَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے، اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا زیادتی کرنے پر نہ ابھارے اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار اور خون اور

وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط فَمَنِ اضْطُرَّ فِىْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ط قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ لا وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ز فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ O

(پ۶، المآئدۃ:۱تا۴)

سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور تم نے سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔

حضرت سیدنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے نزدیک اس آیت کا حکم عام ہے اس سے انہوں نے عید کے دن کے روزے کی نذر صحیح ہونے پر استدلال کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ان فرامین: ''یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (پ۲۹، الدھر:۷) ترجمۂ کنزالایمان: اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں۔'' اور ''وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (پ۲، البقرۃ:۱۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں۔'' کے ساتھ مزید پختہ کیا نیز حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی نذر کو پورا کرو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اثم من لایفی بالنذر، الحدیث:۶۶۹۷، ص ۵۵۹)

یوں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خیارِ مجلس کے انکار پر بھی استدلال کیا ہے کیونکہ عقد منعقد ہو چکا (تو اختیار باقی نہ رہے گا) نیز اکٹھی دی جانے والی تین طلاقوں کی حرمت پر بھی استدلال کیا ہے کیونکہ نکاح ایک عقد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط (پ۶، المآئدۃ:۱) ترجمۂ کنزالایمان: اپنے قول پورے کرو۔'' کی وجہ سے ختم کرنا حرام ہے پھر یہ کہ ایک طلاق کا

حرام نہ ہونا تو اجماع کی وجہ سے ہے لہٰذا جو ایک کے علاوہ ہے (یعنی اکٹھی تین طلاقیں) اس میں حکم اپنی اصل (یعنی حرمت) پر باقی رہے گا۔

سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے ان تینوں مسائل میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: ''اس آیت کریمہ (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط (پ٦، المائدۃ:١) ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو۔) کے عام حکم میں اس صحیح حدیث پاک سے تخصیص ثابت ہے کہ ''اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں ہوتی۔''

(فتح الباری، شرح صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النذرفیمالایملک ......الخ، ج ١١، ص ٥٠٢ ملخصاً)

اور اس صحیح حدیث سے خیار مجلس کی تخصیص ثابت ہے: ''دو خرید و فروخت کرنے والوں کو جدا ہونے سے پہلے اختیار حاصل ہے۔''

(السنن الکبری للامام بیهقی، کتاب البیوع، باب المتبایعان بالخیار......الخ، الحدیث: ١٠٤٣٤، ج ٥، ص ٤٤٢)

(اور اکٹھی طلاقوں کے جائز ہونے کی قیاس جلی سے تخصیص ثابت ہے کہ) اگر ایک طلاق کو دوسری طلاق کے ساتھ جمع کرنا حرام ہوتا تو وہ نافذ نہ ہوتی پس جب اس کا نافذ ہونا بالاجماع ثابت ہے تو یہ اس کے حلال (یعنی جائز) ہونے پر دلیل ہے اور عقود کا نافذ ہو جانا اس کے حلال ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اس پر وہ صحیح حدیث پاک بھی دلالت کرتی ہے: ''لعان کرنے والے نے نافذ ہونے کا گمان کرتے ہوئے اکٹھی تین طلاقیں دیں اور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کرنے سے منع نہ فرمایا۔'' اگر تین طلاقوں کو اکٹھا کرنا حرام ہوتا تو پھر تو وہ حرام کام کرنے والا ہوتا جس سے اسے منع کرنا واجب ہوتا پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایسا کرنے سے منع نہ فرمایا تو یہ اس کے جائز ہونے پر دلیل ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لغو کام سے کیوں نہ روکا اس لئے کہ ہم نے اس کی طرف یوں اشارہ کر دیا ہے کہ وہ واقع کے اعتبار سے لغو تھی مگر اس کے گمان میں لغو نہ تھی کیونکہ اس نے گمان کیا تھا کہ اس طرح اس پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی پس اس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان یہ بات متعارف تھی کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام نہیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے ایسا کرنے سے ضرور منع فرماتے۔

یہ سب بیان کرنے کا مقصد اصل میں احکام پر عمل کرنے یا نہ کرنے کا مکلّف بنانا ہے، ان ساری چیزوں کو عقود اس وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے ان کے حکم کو حتمی اور پختہ قرار دیا ہے لہٰذا ان سے کسی بھی صورت میں چھٹکارا ممکن نہیں۔ ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ یہ ایسے عقود ہیں جو عام طور پر لوگوں کے درمیان طے پاتے رہتے ہیں۔

وہ روایات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عہدوں کو پورا کرنا چاہئے اور انہیں پورا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے وہ درج ذیل ہیں:

{2}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک علامت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے، اور وہ خصلتیں یہ ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۳) جب عہد کرے تو دھوکا دے اور (۴) جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ بکے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، الحدیث: ۳۴، ص ۵)

{3}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن ہر خائن (کی پہچان) کے لئے ایک جھنڈا ہوگا، کہا جائے گا یہ فلاں کی خیانت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب تحریم الغدر، الحدیث: ۴۵۳۳، ص ۹۸۶)

{4}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن تین افراد کا مقابل ہوں گا: (۱) وہ شخص جس کو میری خاطر کچھ دیا گیا ہو لیکن وہ اس میں خیانت کرے (۲) وہ شخص جو کسی آزاد انسان کو بیچ دے اور پھر اس کی قیمت کھالے (۳) وہ شخص جس نے کوئی مزدور اُجرت پر لیا اور پھر اس سے کام تو پورا لیا لیکن اس کی اُجرت اسے نہ دی۔''　(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا، الحدیث: ۲۲۲۷، ص ۱۷۳)

{5}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت چھوڑ دی وہ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس (عذاب سے بچنے کی) کوئی حجت نہ ہوگی، اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹہ نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین......الخ، الحدیث: ۴۷۹۳، ص ۱۰۱۰)

تنبیہ:

عہد شکنی کو کبیرہ گناہ شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو کئی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے، البتہ ان میں سے بعض نے اس کو عہد شکنی اور بعض نے وعدہ خلافی کا نام دیا۔

سوال: دونوں اقوال یا تو آپس میں ایک جیسے ہوں گے یا پھر ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے، اس بناء پر ہر ایک کو کبیرہ شمار کرنا مشکل ہے کیونکہ شافعی مذہب میں وعدہ پورا کرنا مستحب ہے واجب نہیں، جب کہ عہد پورا کرنے کو **اللہ** عزوجل نے

واجب قرار دیا اور وعدہ خلافی کو حرام قرار دیا، لہٰذا جو چیز مستحب ہو اس کی مخالفت کرنا تو جائز ہوتا ہے لیکن جو چیز واجب یا حرام ہو اس کی مخالفت کبھی تو کبیرہ ہوتی ہے اور کبھی صغیرہ، تو پھر مطلقاً وعدہ پورا نہ کرنے کو کیسے کبیرہ گناہ کہا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر تو وعدہ پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہو کہ سرے سے پورا ہی نہ کیا جائے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس لحاظ سے اسے ایک الگ مستقل کبیرہ گناہ شمار کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اسے دوسرے کبیرہ گناہوں میں سے کسی کے ضمن میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

وہ افراد جنہوں نے اسے **عہد شکنی** کا نام دیا ہے ان کے نزدیک نذر وغیرہ کو پورا کرنا واجب ہوگا اور اس کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ نذر کو پورا کرنا شرع نے واجب قرار دیا ہے اور اسی طرح نماز، زکوٰۃ، حج یا روزے کو ترک کر دینا بھی کبیرہ گناہ ہے اس کا بیان (ان شاءاللہ عزوجل) آئندہ آئے گا۔

وہ افراد جو کہتے ہیں کہ یہ **وعدہ خلافی** ہے تو ان کے اس قول کو کسی مخصوص چیز پر محمول کیا جائے گا کہ جو وضاحت کے بغیر معلوم نہ ہو سکتی ہو، مثلاً کوئی شخص ایک امام کی بیعت کرے پھر بغیر کسی وجہ کے اس کے خلاف لڑنے کی خاطر نکل کھڑا ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

{6}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین افراد ایسے ہیں جن سے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' اس حدیث پاک میں آگے چل کر ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جو کسی امام کی بیعت دنیا کی خاطر کرے یعنی اگر وہ اسے اس کی خواہش کے مطابق دے تو اس سے وفا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو بے وفائی کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ، الحدیث: ۲۹۷، ص ۶۹۶)

جبکہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ شخص جس کو میری خاطر کچھ دیا گیا ہو لیکن وہ اس میں خیانت کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حراً، الحدیث: ۲۲۲۷، ص ۱۷۳)

اور مسلم شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''جس نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت ترک کر دی۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین......الخ، الحدیث: ۴۷۹۳، ص ۱۰۱۰)

{7}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور ہو جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جنت کا مقصود بھی پورا کرے یعنی **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور اس پر لازم ہے کہ جو معاملہ اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی دوسروں کے ساتھ کرے اور جو شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دل

کی گہرائیوں سے کسی امام کی بیعت کر لے تو اب اسے چاہئے کہ بقدرِ استطاعت اس کی پیروی کرے اور اگر اس کے پاس اس کا کوئی مخالف آئے تو اس کی گردن تن سے جدا کر دے۔''

(المرجع السابق،باب وجوب الوفاء ببیعة الخلیفة......الخ، الحدیث: ۴۷۷۶،ص ۱۰۰۹)

{8}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی حربی کو امان دی پھر اس کے ساتھ دھوکا کیا اور اسے قتل کر دیا تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔''

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 54،55: ظالموں اور فاسقوں سے محبت کرنا اور نیک لوگوں سے بغض رکھنا

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین باتیں بالکل حق ہیں: (۱) جس کا اسلام میں کوئی حصہ ہوگا **اللّٰہ** عزوجل اسے ان لوگوں کی طرح نہیں کرے گا جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (۲) **اللّٰہ** عزوجل جس بندے کی ذمہ داری لے لیتا ہے اسے غیر کے سپرد نہیں کرتا اور (۳) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۴۵۰،ج۵،ص ۱۹)

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں (۱) جس کا اسلام میں حصہ ہوگا **اللّٰہ** عزوجل اسے ان لوگوں کی طرح نہ کرے گا جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور اسلام کے تین حصے ہیں روزہ، نماز اور زکوٰۃ (۲) **اللہ** عزوجل دنیا میں جس بندے کی ذمہ داری لے لیتا ہے قیامت کے دن اسے غیر کے سپرد نہیں کرے گا اور (۳) جو شخص جس قوم سے محبت کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اُسی میں شامل کر دے گا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشه،الحدیث: ۲۵۱۷۵،ج۹،ص ۴۷۸)

{3}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''شرک اندھیری رات میں چیونٹی کے کسی چٹان پر رینگنے سے بھی زیادہ مخفی ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ کسی چیز پر ظلم کو پسند کرے اور کسی چیز پر عدل سے بغض رکھے، اور دین کیا ہے؟ یہی کہ **اللہ** عزوجل کے لئے محبت کرنا اور اس کے لئے بغض رکھنا۔''

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (پ۳، ال عمران: ۳۱)

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب اخبار القتل عوض الحصین......الخ، الحدیث: ۳۲۰۲، ج۳، ص

{4}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کے علاوہ کسی سے دوستی نہ کرو اور تمہارا کھانا متقی ہی کھائے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی صحبة المومن، الحدیث: ۲۳۹۵، ص۱۸۹۲)

تنبیہ:

ان دونوں کو گذشتہ اور آئندہ آنے والی صحیح احادیث کے تقاضا کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

{5}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کے ساتھ محبت کرے گا اگرچہ ان جیسے عمل نہ بھی کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن نضر، الحدیث: ۱۳۸۲۹، ج۴، ص۵۳۳، ملخصا)

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بات تو لازم ہے کہ اس نے فاسق سے اس کے فسق کی وجہ سے محبت کی اور صالحین سے ان کی نیکی کی وجہ سے بغض رکھا، لہٰذا یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جس طرح فسق کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اس سے محبت کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے، صالحین سے بغض رکھنے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، کیونکہ ان بدکاروں سے محبت اور نیکوکاروں سے بغض رکھنا اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دینے پر دلالت کرتا ہے اور اسلام سے بغض رکھنا کفر ہے، لہٰذا مناسب بھی یہی ہے کہ اس کی طرف رسائی کے ذرائع بھی کبیرہ گناہ ہوں۔

اللہ عزوجل کے لئے باہم محبت کرنے والوں کے متعلق احادیث کریمہ:

{6}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں ہوں گی وہ ان کے سبب ایمان کی حلاوت پالے گا: (۱) جس کے نزدیک اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دوسروں سے زیادہ محبوب ہوں (۲) جو کسی بندے سے محبت کرے اور اس کی محبت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہو اور (۳) وہ جو اللہ عزوجل کے اسے کفر سے نکالنے کے بعد کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف......الخ، الحدیث: ۱۶۵، ص۶۸۸

{7 }......ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے: ''بندہ **اللہ** عزوجل کے لئے کسی سے محبت کرے اور **اللہ** عزوجل ہی کے لئے بغض رکھے۔'' (سنن النسائی، کتاب الایمان، و شرائعہ، باب طعم الایمان، الحدیث: ۴۹۹۰،ص ۲۴۰۹ بدون''المرء'')

{8 }......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''میرے جلال کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ آج جبکہ میرے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر ......الخ، باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ ، الحدیث: ۶۵۴۸،ص ۱۱۲۷

{9 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آدمی کے ایمان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی آدمی سے صرف **اللہ** عزوجل کے لئے محبت کرے، اس کی محبت کسی مال کے عطیہ کرنے کی وجہ سے نہ ہو تو یہی ایمان ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۲۱۴، ج۵،ص ۲۴۵)

{10 }......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب دو دوست **اللہ** عزوجل کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ **اللہ** عزوجل کا زیادہ محبوب ہوتا ہے۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلة، باب اذا احب احدکم......الخ، الحدیث:۷۴۰۳، ج۵،ص ۲۳۹،احبھما بدلہ''افضلھما

{11 }......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بہترین رفیق وہ ہے جو اپنے دوستوں کے لئے زیادہ بہتر ہو اور **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے زیادہ بہتر ہو۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی حق الجوار،الحدیث: ۱۹۴۴،ص ۱۸۴۷

{12 }......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں اور میرے لئے مل کر بیٹھنے والوں، میرے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں اور میری راہ میں خرچ کرنے والوں کی محبت میرے ذمۂ کرم پر ہو گئی۔'' (یعنی میں ان سے ضرور محبت کروں گا۔)

(المستدرک، کتاب البر والصلة ، باب احب لاخیک المسلم......الخ، الحدیث: ۷۳۹۴، ج۵،ص ۲۳۵

{13 }...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میری عزت وجلال کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور انبیاء وشہداء کرام بھی ان پر رشک کریں گے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الزھد،باب ماجاء فی الحب فی اللہ ،الحدیث: ۲۳۹۰،ص ۱۸۹۲)

{14 }......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل

نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں، میرے لئے آپس میں تعلق رکھنے والوں، میرے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں، میری راہ میں خرچ کرنے والوں اور میرے لئے آپس میں دوستی کرنے والوں کے لئے میری محبت ثابت ہوگئی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۰۶۳، ج۸، ص ۲۳۲)

{15}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کے لئے آپس میں محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، انبیاء وشہداءِ کرام ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے۔'' (یعنی ان سے خوش ہوں گے۔) (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۸۴۶، ج۸، ص ۴۲۱)

{16}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن عرش کے دائیں جانب اللہ عزوجل کے کچھ مہمان بیٹھے ہوں گے، اللہ عزوجل کے عرش کی دونوں جانبیں داہنی ہی ہیں، وہ نور کے منبروں پر ہوں گے، ان کے چہرے نور بار ہوں گے، وہ نہ تو انبیاء ہوں گے، نہ شہداء اور نہ ہی صدیقین۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ عزوجل کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب المحابین فی اللہ، الحدیث: ۱۷۹۹۹، ج۱۰، ص ۴۹۱)

{17}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء، بلکہ انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' عرض کی گئی کہ ہمیں بتایئے: ''وہ کون ہیں؟ تاکہ ہم ان سے محبت کرنے لگیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو رشتہ داری اور کسی تعلق کے بغیر صرف اللہ عزوجل کے نور کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہوں گے، ان کے چہرے نور کے ہوں گے، وہ نور کے منبروں پر ہوں گے، جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے تو انہیں کچھ غم نہ ہوگا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ0 (پ۱۱، یونس:۶۲)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصحۃ والمجالسۃ، باب ذکر وصف المتحابین فی اللہ ......الخ، الحدیث: ۵۷۲، ج۱، ص ۹۰)

{18}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک ایسی قوم کو ضرور اٹھائے گا جن کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کریں گے، وہ نہ تو انبیاء ہوں گے، نہ ہی شہداء۔'' تو ایک اعرابی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! ہمیں ان کے اوصاف بیان فرمائیے تا کہ ہم انہیں پہچان سکیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مختلف قبیلوں اور شہروں سے تعلق رکھتے ہوں گے، **اللہ** عزوجل کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں گے، اور **اللہ** عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں گے اور اُس کا ذکر کریں گے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی مجالس الذکر، الحدیث: ۱۶۷۷۰، ج۱۰، ص۷۷)

{19}......ایک اور روایت میں ہے: ''وہ مختلف شہروں اور قبیلوں سے تعلق رکھتے ہوں گے، ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہوگی، وہ **اللہ** عزوجل کے لئے آپس میں محبت اور دوستی رکھتے ہوں گے، **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نور کے منبر بچھا کر انہیں ان پر بٹھائے گا، ان کے چہرے نور بار اور کپڑے نور کے ہوں گے، قیامت کے دن لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے مگر وہ نہ گھبرائیں گے، وہ **اللہ** عزوجل کے اولیاء ہیں جن پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ ہی کچھ غم۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۹۶۹، ج۸، ص۲۵۰)

{20}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: ''قیامت کب قائم ہوگی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' تو اس نے عرض کی! تیاری تو کچھ نہیں کی، مگر میں **اللہ** اور اس کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے محبت کرتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہوگے۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی خوشی شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اس فرمان سے ہوئی: ''تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہو گے۔'' حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں میں سید عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم، حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن خطاب......الخ، الحدیث: ۳۶۸۸، ص۳۰۰)

{21}......ایک شخص نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے مگر (تقویٰ وعمل میں) اس کے برابر نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔''

(المرجع السابق، کتاب الادب، باب علامۃ الحبِّ فی اللہ، الحدیث: ۶۱۶۹، ص۵۲۰)

کبیرہ نمبر56: اولیاء اللہ کو ایذاء دینا اور ان سے عداوت رکھنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

{۱}

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (پ۲۲، الاحزاب:۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

{۲}

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ۱۴، الحجر:۸۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

{1}......حضرت سیدنا انس اور حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی بے شک اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا مجھے کسی کام میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا اس مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اپنے بندے کو تکلیف دینے کو ناپسند جانتا ہوں مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، میرا مؤمن بندہ دنیا سے بے رغبتی جیسے کسی اور عمل سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری جیسی میری کوئی دوسری عبادت نہیں کرسکتا۔'' (کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۱۶۷، ج۱، ص۲۰۰، بتقدم وتأخر)

{2}......سیِّدُ الْمبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کروں گا، میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ احکام کی بجا آوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو مَیں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، الحدیث: ۶۵۰۲، ص۵۴۵)

{3}......حضرت ابو سفیان حضرت سیدنا سلمان، حضرت سیدنا صہیب اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گروہ کے پاس آئے تو ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے کہا: ''ابھی **اللہ** عزوجل کی تلواروں نے اس کے دشمنوں سے اپنا پورا حق وصول نہیں

کیا۔'' (کیونکہ ابوسفیان اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ بات تم قریش کے بزرگ اور ان کے سردار سے کہہ رہے ہو؟'' پھر جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی خبر دی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے تو بے شک اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔'' لہٰذا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس تشریف لائے اور ان سے اِستفسار فرمایا: ''اے میرے بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے بھائی! نہیں، **اللہ** عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ،باب من فضائل سلیمان و بلال و صھیب ،الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۱۱۱۸)

فقراء خصوصاً ایمان لانے میں سبقت لانے والے فقراء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احترام کی عظمت کا اندازہ **اللہ** عزوجل کے اُس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب مشرکین نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان فقراء صحابہ کے پاس بیٹھنے سے جدا کرنا چاہا اور کہا: ''انہیں چھوڑ دیجئے کیونکہ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کے ساتھ بیٹھیں اور اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں چھوڑ دیا تو قریش کے معزز سردار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لے آئیں گے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ ؕ

ترجمۂ کنز الایمان: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے۔ (پ ۷، الانعام: ۵۲)

جب کفار اس بات سے مایوس ہو گئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان فقراء صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خود سے دور نہیں کریں گے تو انہوں نے مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے درخواست کی: ''ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں اور ایک دن ان کے لئے۔'' اس پر **اللہ** عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡھُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ (پ ۱۵، الکھف: ۲۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے۔

یعنی ان سے منہ پھیر کر اور اپنی نَظرِ کرم نہ فرما کر ان پر زیادتی نہ کیجئے اور دنیا پرست لوگوں کی صحبت کو طلب نہ کیجئے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (پ۱۵،الکھف:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

{۱} پھر ان کے لئے اپنے اس فرمان سے غنی اور فقیر کی مثال بیان فرمائی:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ○ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا لا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ○ (پ۱۵،الکھف:۳۲۔۳۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان کے سامنے دو مردوں کا حال بیان کرو کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور ان کے بیچ میں کھیتی رکھی۔ دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی۔

{۲}

وَّكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ج فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ○ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ج قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ○ وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً لا وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ○ (پ۱۵،الکھف۳۴تا۳۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ پھل رکھتا تھا تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ اس سے ردوبدل کرتا تھا میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں۔ اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہو۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

{۳}

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ط ○ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّىْۤ اَحَدًا ○ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لا لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ج اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ○ فَعَسٰى رَبِّىْۤ

ترجمۂ کنز الایمان: اس کے ساتھی نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا۔ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں۔ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا اگر تو مجھے اپنے سے مال واولاد میں کم دیکھتا تھا۔ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ

اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِکَ وَیُرْسِلَ عَلَیْھَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا۝ (پ۱۵،الکھف:۳۷تا۴۰)

سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ پٹ پر میدان (سفید زمین) ہوکر رہ جائے۔

{۵}

اَوْ یُصْبِحَ مَآؤُھَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَہٗ طَلَبًا۝وَاُحِیْطَ بِثَمَرِہٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْهِ عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْھَا وَھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِکْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا۝ (پ۱۵،الکھف:۴۱۔۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کرسکے۔ اور اس کے پھل گھیر لئے گئے تو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹٹیوں (اوندھے منہ) پر گرا ہوا تھا اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔

{۶}

وَلَمْ تَکُنْ لَّہٗ فِئَۃٌ یَّنْصُرُوْنَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَمَا کَانَ مُنْتَصِرًا۝ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ ؕ ھُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ عُقْبًا۝وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ ھَشِیْمًا تَذْرُوْہُ الرِّیٰحُ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا۝ (پ۱۵،الکھف:۴۳تا۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا۔ یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام سب سے بھلا۔ اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہوکر نکلا کہ سوکھی گھاس ہوگیا جسے ہوائیں اڑائیں اور اللہ ہر چیز پر قابو والا ہے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عظیم المرتبت ہونے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ان کی رعایت پر راغب کرنے کے لئے یہ فرمایا تھا، اسی لئے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فقراء کو عزت سے نوازتے اور اہلِ صفہ کی خاص عزت افزائی فرماتے۔

اہلِ صفہ محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ہجرت کرنے والے وہ مہاجر فقراء تھے جو مسجد نبوی شریف کے چبوترے میں رہائش پذیر تھے، ہر مہاجر آکر ان کے ساتھ شامل ہوجاتا یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخت تنگدستی کے باوجود بہت صابر تھے، مگر انہیں **اللہ** عزوجل کے اپنے اولیاء کے لئے تیار کردہ انعامات کے مشاہدے نے اس بات پر آمادہ کیا تھا کیونکہ **اللہ** عزوجل نے ان کے دلوں سے اغیار کے ہر تعلق کو مٹا دیا تھا اور

انہیں نیکیوں میں سبقت اور فضیلت والے احوال ومقامات کی راہ دکھادی تھی، اسی وجہ سے یہ حضرات اس بات کے حقدار ہو گئے کہ **اللہ** عزوجل انہیں اپنے در سے دور نہ کرے اور اپنے محبوب بندوں کے سامنے ان کی مدح کا اعلان کرے کیونکہ مساجد ان کا ٹھکانا، **اللہ** عزوجل ان کا مطلوب اور مولیٰ، بھوک ان کی غذا، رات میں جب لوگ سو جائیں تو شب بیداری کرنا ان کی ترکاری (یعنی سالن) اور فقر وفاقہ ان کا شعار اور غربت وحیا ان کی پونجی تھی، ان کا فقر وہ عام فقر نہ تھا جو **اللہ** عزوجل کا مطلق محتاج ہونا ہے کیونکہ یہ تو ہر مخلوق کی صفت ہے اور **اللہ** عزوجل کے اس فرمان میں بھی یہی فقر مراد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ (پ۲۲، فاطر:۱۵) ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج۔

بلکہ ان کا فقر وہ خاص فقر تھا جو اولیاء اللہ اور مقربینِ بارگاہِ ایزدی کا شعار ہے اور وہ یہ ہے کہ دل کا غیر کے تعلق سے خالی ہونا اور تمام حرکات وسکنات میں **اللہ** عزوجل کے مشاہدے سے نفع اٹھانا، **اللہ** عزوجل ہمیں ان کی محبت کے حقائق سے سرفراز فرما کر ان کے گروہ میں اٹھائے۔'' آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کی ہے اور یہ اس سخت ترو عید سے بالکل ظاہر ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنی محاربت یعنی جنگ کو صرف سود کھانے اور اولیاء کرام سے عداوت رکھنے کے معاملے میں ذکر فرمایا ہے اور جس سے **اللہ** عزوجل محاربت فرمائے وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا بلکہ ضروری ہے کہ اس کی موت کفر پر ہو (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ) **اللہ** عزوجل ہمیں اپنے فضل وکرم سے اس گناہ سے عافیت عطا فرمائے۔''

آمین، بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

میں نے علامہ زرکشی کو دیکھا کہ انہوں نے **الخادم** میں مذکورہ حدیثِ پاک ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اس شدید وعید میں غور کرنے کے بعد اس سے ملی ہوئی سود کھانے پر وارد وعید پر بھی غور کرلو کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔ (پ۳، البقرۃ:۲۷۹)

احناف کے ''**فتاوی بدیعی**'' میں ہے: ''جس نے کسی عالم کے حقوق کو ہلکا جانا (بطورِ علم) اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور اس کے اس عمل نے گویا اسے مرتد کردیا۔''

امام حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے میرے بھائی! **اللہ** عزوجل ہم دونوں کو توفیق بخشے اور بھلائی کے

راستے پر چلائے، جان لے کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے گوشت زہر آلود ہیں اوران کی عزت دری (یعنی توہین) کے معاملہ میں **اللہ** عزوجل کی عادت معلوم ہے کہ جو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو ملامت کرے گا **اللہ** عزوجل اسے موت سے پہلے ہی مردہ دلی میں مبتلا کردے گا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پ۱۸، النور:۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

کبیرہ نمبر 57: گردشِ اَیّام کے سبب زمانے کو برا کہنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''آدمی زمانے کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ زمانہ (بنانے والا) تو میں ہوں اور اس کے دن، رات میرے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لاتسبوا الدھر، الحدیث: ۶۱۸۱، ص ۵۲۱)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ مَیں ہی اس (یعنی زمانہ) کے دن، رات پھیرتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں ان دونوں کو روک دیتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب، باب النھی عن سب الدھر، الحدیث: ۵۸۶۴، ص ۱۰۷۷)

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ **اللہ** عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۶۷، ص ۱۰۷۷)

{4}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انگور کی بیل کو **کَرْم** نہ کہو[1] اور نہ ہی یہ کہو کہ زمانے کا برا ہو کیونکہ **اللہ** عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لاتسبوا الدھر، الحدیث: ۶۱۸۲، ص ۵۲۱)

---

[1]: حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اہل عرب انگور کو اس لئے **کَرْم** کہتے تھے کہ اس سے شراب بنتی تھی، شراب پی کر انسان نشہ میں بہت سخی بن جاتا ہے کہ اپنا مال جائز وناجائز کاموں میں خوب اُڑاتا ہے، وہ سمجھتے تھے انگور شراب کی اصل ہے اور شراب کرم وسخاوت کی اصل، لہٰذا انگور گویا سراپا کرم وسخاوت ہے جب شراب حرام کی گئی تو انگور کو کرم کہنے سے منع کردیا گیا اور فرمایا گیا: کرم تو مؤمن کا قلب یا خود مؤمن ہے، تم ایسا اچھا نام ایسی خبیث چیز کو کیوں کہتے ہو۔ عربی میں اچھی زمین، انگور، حج، جہاد سب کو کرم کہتے ہیں۔'' (مرأۃ المناجیح، ج۶، ص ۴۱۲، ۴۱۳)

{5 }......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''انسان یہ کہہ کر مجھے ایذاء دیتا ہے: ''اے زمانے! تیرا برا ہو۔'' لٰہذا تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا نہ کہا کرے کیونکہ میں ہی زمانہ (بنانے والا) ہوں اس کے دن رات میں ہی پھیرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب، با ب النھی عن سب الدھر، الحدیث: ۵۸۶۴،ص۱۰۷۷)

{6 }......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردْگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا نہ کہا کرے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل ہی زمانہ (بنانے والا) ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۶۵)

{7 }......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا تو اس نے مجھے قرض نہ دیا اور میرا بندہ بے خبری میں مجھے گالی دیتا ہے وہ کہتا ہے: ''ہائے زمانہ! ہائے زمانہ!'' حالانکہ زمانہ (بنانے والا) تو مَیں ہوں۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند ابی ھریرہ ،الحدیث: ۷۹۹۴،ج۳،ص ۱۶۱)

{8 }......نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زمانہ کو برا نہ کہا کرو کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں زمانہ (بنانے والا) ہوں اس کے دن اور رات کو میں ہی تازہ کرتا ہوں اور میں ہی انہیں بوسیدہ کرتا ہوں اور میں ہی ایک بادشاہ کے بعد دوسرا بادشاہ لاتا ہوں۔'' (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، فصل فی المزاح ، الحدیث: ۵۲۳۷،ج۴،ص ۳۱۶)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور خصوصاً **اللّٰہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے: ''میرا بندہ مجھے گالی دیتا ہے۔'' **اللّٰہ** عزوجل نے زمانہ کو گالی دینے کو اپنی برائی قرار دیا یعنی ارشاد فرمایا: ''زمانے کو برا کہنا دراصل **اللّٰہ** عزوجل کو برا کہنا ہے اور یہ کفر ہے اور جو چیز کفر کی طرف لے جانے والی ہو اس کا ادنیٰ مرتبہ گناہِ کبیرہ ہوتا ہے، مگر ہمارے شافعی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ یہ صرف مکروہ ہے نہ کہ حرام چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ہو، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے: ''جو زمانے کو برا کہتے وقت زمانہ مراد لیتا ہے تو اس کے مکروہ ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جو اس سے **اللّٰہ** عزوجل کی برائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے کفر میں کوئی کلام نہیں اور اگر وہ کوئی ارادہ کئے بغیر زمانہ کو برا کہتا ہے تو یہی صورت مَحلِ شک ہے کیونکہ اس میں کفر اور غیر کفر دونوں کا احتمال ہے، ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ظاہری کلام اس بارے میں بھی کراہیت ہی کا ہے کیونکہ زمانے کو برا کہنے سے جو بات فوراً سمجھی جاتی ہے وہ زمانہ ہی ہے اور اس لفظ کا **اللّٰہ** عزوجل پر اطلاق

کرنا جوازی ہے، اسی وجہ سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ مبارکہ کا یہ معنی بتایا ہے کہ عربوں پر جب کوئی آفت نازل ہوتی یا مصیبت آتی تو وہ یہ اعتقاد کرتے ہوئے زمانے کو برا کہتے: ''انہیں یہ مصیبت زمانے کی وجہ سے پہنچی ہے۔'' جیسا کہ وہ ستاروں سے بارش مانگتے اور کہتے: ''ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش حاصل ہوئی۔'' اور یہی اعتقاد رکھتے: ''اس کے فاعل وہی ستارے ہیں۔'' اور یہ اعتقاد فاعلِ حقیقی پر لعنت کرنے کی طرح ہے، اور چونکہ ہر چیز کا فاعل اور خالق **اللہ** عزوجل ہی ہے اس لئے نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

پھر میں نے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو یہ کہتے دیکھا: ''نازل ہونے والی آفت میں زمانے کی تاثیر کا اعتقاد رکھ کر زمانے کو برا کہنا کبیرہ گناہ ہے۔'' اور پیچھے جو بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسا اعتقاد کفر ہے حالانکہ اس میں کوئی کلام نہیں اس بناء پر یہ بات مَحَلِّ نظر ہے۔

علامہ ابن داؤد نے محدثین کی اس روایت کا انکار کیا ہے کہ جس میں **اَنَا الدَّھْرُ** کے الفاظ (یعنی ''را'' پر پیش کے ساتھ) مروی ہیں، وہ کہتے ہیں: ''اگر ایسا ہوتا تو **دَھْر، اللہ** عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہوتا۔'' لہٰذا وہ جو روایت بیان کرتے ہیں اس میں **اَنَا الدَّھْرَ** (یعنی ''را'' پر زبر) ہے اور اس کا معنی یہ ہے: ''میں ہی زمانے کے دن رات کو بدلتا ہوں۔'' اس صورت میں **الدھر، اقلب** کی ظرف ہے، بعض دیگر افراد نے بھی ان کی پیروی کی اور را کی زبر کو راجح قرار دیا، مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ روایت کہ ''**اللہ** عزوجل ہی دہر ہے۔'' ان کے گمان کو باطل کر رہی ہے، اسی لئے جمہور کا مؤقف یہی ہے کہ **را** پر پیش ہے اور ابن داؤد کے گمان سے ہمارے مؤقِّف پر یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ **دَھْر اللہ** عزوجل کے ناموں میں سے ایک نام ہونا چاہئے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ **اللہ** عزوجل پر **دَھْر** کا لفظ جوازاً بولا جاتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمان عالیشان میں **مؤثر** کو **اثر** کی تعظیم اور اس کی برائی سے روکنے میں شدت پیدا کرتے ہوئے **عین اثر** بنا دیا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر58: لاپرواہی میں اللہ عزوجل کی ناراضگی کی بات کہنا

بعض متاخرین کے خیال کے مطابق اسے گناہِ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اس میں پائے جانے والے مفاسد عظیمہ اور ظاہری نقصان کی بناء پر یہ بعید بھی نہیں، اس کی دلیل بخاری و مسلم شریف کی یہ روایت ہے۔

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بندہ کبھی بے سوچے سمجھے ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اس کے سبب جہنم میں مشرق و مغرب کے مابین فاصلے سے بھی زیادہ دور جا پڑتا ہے۔''　(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، الحدیث: ۷۴۸۱_۸۲، ص۱۱۹۵)

{2}......حضورنبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی **اللہ** عزوجل کی رضا کی کوئی بات کہتا ہے اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ بات اسے کہاں تک پہنچا دے گی، مگر **اللہ** عزوجل قیامت تک اس کے لئے اپنی رضا لکھ دیتا ہے اور آدمی **اللہ** عزوجل کی ناراضگی کا ایسا کلمہ بولتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ اسے کہاں پہنچا دے گا تو **اللہ** عزوجل اس کے لئے قیامت تک کے لئے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۵۸۵۲، ج۵، ص۳۷۵)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:''یہ بات بادشاہوں اور امراء کے سامنے اس کلام کی طرح ہے جس سے یا تو عام بھلائی یا برائی حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح کسی سنت کی مذمت یا بدعت کو رائج کرنے، حق کو باطل کرنے یا باطل کو حق ثابت کرنے، (ناحق) خون بہانے یا شرمگاہ یا مال کو حلال ٹھہرانے، کسی کی بے عزتی کرنے، قطع رحمی کرنے یا مسلمانوں سے غداری کرنے یا میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کے لئے بولے جانے والے کلمات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

کبیرہ نمبر59:

مُحسن کا احسان جھٹلانا

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، مگر چونکہ یہ بعید ہے لہٰذا اس سے **اللہ** عزوجل کی نعمت کا انکار مراد لینا متعین ہو گیا کیونکہ وہی حقیقی مُحسِن ہے اور اسے ایسے محسن کے احسان جھٹلانے پر محمول کرنا بھی ممکن ہے جس کے حقوق کی رعایت کرنا واجب ہے جیسے شوہر کے حقوق ادا نہ کرنا اور نسائی شریف کی حدیثِ مبارکہ سے اس پر استدلال ہوتا ہے

{1}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس عورت پر نَظَرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اپنے شوہر سے بے نیاز بھی نہیں۔''

(المستدرک، کتاب النکاح، باب لاینظر الله الی امراة ......الخ،الحدیث: ۲۸۲۵، ج۲،ص۴۸)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے کا سبب ان کے اپنے شوہروں کی نعمتوں سے انکار کو قرار دیا۔

{2}......اور ارشاد فرمایا: ''اگر شوہر اپنی کسی بیوی سے ساری عمر حسنِ سلوک سے پیش آئے پھر وہ شوہر میں کوئی عیب دیکھ لے تب بھی یہی کہتی ہے میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔''

بلاشبہ ان دونوں احادیث میں جو وعید بیان ہوئی وہ بہت ہی سخت ہے، لہٰذا شوہر کے احسان کو جھٹلانے کا کبیرہ گناہ ہونا ممکن ہے اور بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے احسان فراموشی کو مطلق رکھنے پر اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ،

{3}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ **اللہ** عزوجل کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ص۱۵۷۷)

شکریہ ادا کرنے کا طریقہ:

شکریہ کسی چیز کا بدلہ دے کر یا تعریف یا دعا کر کے ادا کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ،

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے کوئی چیز عطا کی گئی اگر وہ استطاعت رکھے تو اس کا بدلہ دے، اگر استطاعت نہ ہو تو اس کی تعریف کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی المتشبع......الخ، الحدیث: ۲۰۳۴، ص۱۸۵۵)

مگر ان کا یہ استدلال ان کا مؤید نہیں بلکہ اسے ہماری بیان کردہ تفصیل ہی پر محمول کیا جائے گا۔

کبیرہ نمبر:60: نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کاذ کرِ مبارک سُن کر درودِ پاک نہ پڑھنا

{1}......حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منبرِ انور کے قریب آجاؤ۔'' تو ہم منبر شریف کے قریب حاضر ہوگئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' جب دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' اور جب تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر شریف سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی وہ (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا ''آمین'' جب میں نے دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھا وہ بھی (رحمتِ الٰہی عزوجل سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا ''آمین'' پھر جب میں نے تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا تو جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا تو وہ بھی (اللہ عزوجل کی رحمت سے) دور ہو۔'' تو میں نے کہا ''آمین۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ......الخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج۵، ص۳)

{2}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِ انور پر قدم مبارک رنجہ فرمایا تو پہلے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر جب دوسرے زینے کو اپنے قدموں سے نوازا تو فرمایا: ''آمین۔'' اور جب تیسرے زینے پر چڑھے تو ارشاد فرمایا: ''آمین۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس آکر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے (ماہ) رمضان کو پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور برباد فرمائے۔'' تو میں نے آمین کہا۔'' اور ''جو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پائے پھر بھی جہنم میں داخل ہو تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔'' میں نے آمین کہا۔'' اور ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود نہ پڑھے تو **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(صحیح ابن حبان، باب حق الوالدین، الحدیث: ۴۱۰، ج۱، ص۳۱۵)

{3}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبرِ اقدس پر رونق افروز ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا، پھر ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آمین کیوں کہا؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریل امین علیہ السلام نے میرے پاس آکر دعا مانگی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درود پاک نہ بھیجے تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' میں نے آمین کہا اور ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کر کے جہنم میں داخل ہوا **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' میں نے کہا آمین۔ اور ''جس نے رمضان کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے اور ہلاکت میں مبتلا فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۵۱، ج ۱۲، ص ۶۵)

{4}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں داخل ہو کر منبرِ انور پر رونق افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''آمین! آمین! آمین!'' پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لے جانے لگے تو عرض کی گئی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا کام کرتے دیکھا جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے کبھی نہیں کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے سامنے ظاہر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جس نے اپنے والدین کو پایا، پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور اور مزید دور فرمائے۔'' میں نے آمین کہا، دوسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام نے دعا مانگی: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ کی گئی تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور (اور محروم) فرمائے۔'' تو میں نے آمین کہا، تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھتے وقت جبریلِ امین علیہ السلام میرے سامنے ظاہر ہوئے اور دعا مانگی: ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، مزید دور فرمائے۔'' تو میں نے کہا آمین۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب فیمن ذکر عندہ فلم یصل علیہ، الحدیث: ۱۷۳۱۴، ج ۱۰، ص ۲۵۷)

{5}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبرِ انور پر رونق افروز ہوئے تو فرمایا: ''آمین! آمین! آمین!'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے منبرِ اقدس پر چڑھتے وقت آمین کہا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے میرے پاس آکر کہا: ''جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر اس

کی مغفرت نہ ہوئی اور وہ جہنم میں داخل ہوا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہئے۔'' تو میں نے کہا آمین اور ''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر ان کی خدمت نہ کی اور مر کر جہنم میں داخل ہوا تو **اللہ** عزوجل اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہئے، تو میں نے کہا آمین اور ''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے اور مر کر جہنم میں داخل ہو جائے تو **اللہ** عزوجل اسے بھی اپنی رحمت سے دور فرمائے، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آمین کہئے۔'' تو میں نے کہا آمین۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الادعیة، باب فیمن ذکر رجاء دخول الجنان......الخ، الحدیث:۹۰۴، ج۲، ص۱۳۱)

{6}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جبریلِ امین علیہ السلام نے عرض کی: ''اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہوا اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے، اس کی ناک مٹی میں ملے جس پر رمضان کا مہینہ آیا پھر اس کی بخشش ہونے سے پہلے ہی گزر گیا اور اس کی ناک مٹی میں ملے جس نے اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل......الخ، الحدیث:۳۵۴۵، ص۲۰۱۶)

{7}......حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درود پڑھنے میں کوتاہی کی تو بے شک وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۲۸۸۷، ج۳، ص۱۲۸)

{8}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔''

(المصنف لابن ابی شیبة، کتاب الفضائل، باب ما اعطی اللہ محمدًا، الحدیث:۱۵۵، ج۷، ص۴۳)

{9}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوة، باب ماجاء فی التشهد، الحدیث:۹۰۸، ص۲۵۳۰)

{10}......حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا پھر اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب رغم انف رجل......الخ، الحدیث:۳۵۴۶، ص۲۰۱۶)

{11}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے

بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ضرور بتائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو پھر بھی مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے تو وہ سب سے بڑا بخیل ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب فی اکثار الصلاة علی النبی ﷺ، الحدیث: ۲۶۱۳، ج۲، ص۳۳۲)

تنبیہ: درودِ پاک نہ پڑھنا گناہِ کبیرہ ہے یا نہیں؟

مذکورہ احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے کیونکہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان میں سخت وعید کا ذکر فرمایا ہے جیسے جہنم میں داخلہ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام کا اس کے لئے بار بار رحمت سے دوری اور بربادی کی دعا کرنا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایسے شخص کے لئے ذلت، اہانت اور بخل کے الفاظ استعمال کرنا بلکہ اسے سب سے بڑا بخیل کہنا وغیرہ یہ تمام سخت وعیدیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکر کے وقت درودِ پاک نہ پڑھنے کے گناہِ کبیرہ ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔

مگر یہ اسی صورت پر صادق آتا ہے جس کا قائل مذاہب اربعہ میں سے ایک گروہ ہے کہ جب بھی نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکرِ خیر ہو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنا واجب ہے، ان احادیثِ مبارکہ میں بھی صراحتًا یہی بیان کیا گیا ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ اس سے پہلے منعقد اجماع کے خلاف ہے کہ نماز کے علاوہ مطلقًا درودِ پاک پڑھنا واجب نہیں، لہٰذا وجوب کے قول کی صورت میں یہ کہنا ممکن ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذکرِ خیر کے وقت درودِ پاک ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا واجب نہ ہونا ان صحیح احادیث کی موجودگی میں اشکال پیدا کرتا ہے، مگر اسے ایسی صورت پر محمول کرنے سے یہ اشکال دور ہو جاتا ہے جس سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بے تعظیمی ظاہر ہوتی ہو مثلاً کسی حرام کھیل میں مشغول ہونے کی وجہ سے درودِ پاک نہ پڑھنا ہی وہ اجتماعی صورت ہے جس میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حق کی رعایت نہ کرنا پایا جاتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے حق کو ہلکا جاننے کی وجہ سے اس صورت کو کبیرہ گناہ قرار دینا بعید نہیں اور اس وقت یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کلی طور پر درودِ پاک واجب نہ ہونے کے بارے میں ان احادیثِ مبارکہ میں اور ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں، یہ بات خوب ذہن نشین کر لیں کیونکہ یہ نہایت اہم ہے اور میں نے کسی کو اس بات کی تنبیہ یا اس کی جانب ہلکا سا اشارہ کرتے ہوئے بھی نہیں پایا۔

نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر دُرود پاک پڑھنے کے فضائل

میں نے درود وسلام کے بارے میں وارد تمام روایات اوران کے متعلقات کو اپنی کتاب ''اَلدُّرُّ الْمَنْضُوْدُ فِی فَضَآئِلِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ'' میں جمع کر دیا ہے۔

{12}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ ،باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ......الخ،الحدیث:۹۱۲،ص۲۴۳)

{13}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اسے چاہئے کہ ضرور مجھ پر درودِ پاک پڑھے۔ مزید ارشاد فرمایا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۳۹۸۹،ج۳،ص۳۷۲)

{14}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے 10 گناہ مٹا دے گا اور اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا۔''

(السنن الکبری للامام نسائی، کتاب صفۃ الصلوۃ ، باب ۸۹،الحدیث:۱۲۲۰،ج۱،ص۳۸۵)

{15}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا **اللہ** عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر 10 مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا **اللہ** عزوجل اس پر 100 رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر 100 مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا **اللہ** عزوجل اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ،فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم......الخ،الحدیث:۱۷۲۹۸،ج۱۰،ص۲۵۳)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جبریلِ امین علیہ السلام نے مجھ سے عرض کی، کیا میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوشخبری نہ سناؤں؟ بے شک **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔'' تو میں یہ سن کر **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز ہو گیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عبدالرحمن بن عوف الزہری،الحدیث:۱۶۶۴،ج۱،ص۴۰۶،۴۰۷)

{17}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اللہ عزوجل نے میری اُمت کے بارے میں مجھ پر جو انعام فرمایا میں اس کے شکرانہ میں سجدہ ریز ہوگیا، وہ انعام یہ ہے کہ میرا جو اُمتی مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس عبدالرحمن بن عوف، الحدیث:۸۵۵، ج۱، ص۳۵۴)

ابن ابی عاصم نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں کہ''اس کے 10 گناہ مٹا دے گا، اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا اور یہ درودِ پاک پڑھنا اس کے لئے 10 غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔''

{18}......سیِّدُ الْمبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''میرا جو اُمتی اخلاص کے ساتھ مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے 10 درجات بلند فرمائے گا، اس کے لئے 10 نیکیاں لکھے گا اور اس کے 10 گناہ مٹا دے گا۔''

(السنن الکبرٰی للنسائی، کتاب عمل الیوم والیلۃ، باب ثواب الصلاۃ علی النبی، الحدیث:۹۸۹۲، ج۶، ص۲۱)

{19}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو تو اسی طرح کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درودِ پاک بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک بھیجے گا اللہ عزوجل اس پر 10 رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر اللہ عزوجل سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، وسیلہ جنت میں ایک جگہ کا نام ہے اور وہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کے شایانِ شان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، لہٰذا جو اللہ عزوجل سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو جائے گی (یعنی اسے میری شفاعت ضرور ملے گی)۔''

(سنن النسائی، کتاب الآذان، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم......الخ، الحدیث:۶۷۹، ص۲۱۳۰)

{20}......''جو شخص محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے اس شخص پر 70 رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔'' یہ اگرچہ حضرت سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنا قول ہے لیکن ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں، لہٰذا یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۷۶۶، ج۲، ص۶۱۴)

{21}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ جبریلِ امین علیہ السلام ابھی ابھی اپنے رب عزوجل کا یہ پیغام لے کر میرے پاس حاضر ہوئے کہ زمین پر جو مسلمان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھتا ہے میں اور میرے فرشتے اس پر 10 رحمتیں نازل کرتے ہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الذکر والدعا، باب الترغیب فی اکثار......الخ، الحدیث:۲۵۸۰، ج۲، ص۳۲۳)

{22}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک **اللہ** عزوجل کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو گھوم پھر کر میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں، تم جہاں بھی رہو مجھ پر درودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔''
(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۶۵۵،ج۱،ص۱۱۱۶)
(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب صلاۃالتطوع،باب فی ثواب الصلوۃ......الخ،الحدیث:۱۱،ج۲،ص۹۹)

{23}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے لئے دعاءِ رحمت کرتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لئے 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''
(المعجم الاوسط،الحدیث:۱۶۴۲،ج۱،ص۴۴۶)

{24}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے **اللہ** عزوجل مجھے میری قوت گویائی لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔''
(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ،الحدیث:۱۰۸۱۷،ج۳،ص۲۰)

{25}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جسے اس نے تمام مخلوق جتنی قوتِ سماعت عطا فرمائی ہے، لہٰذا قیامت تک جو بھی مجھ پر درودِ پاک پڑھے گا وہ فرشتہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام بتائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھا ہے۔''
(الترغیب والترھیب، کتاب الذکروالدعا،باب فی اکثارالصلوٰۃ علی النبیصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّمالحدیث:۲۵۸۶،ج۲،ص۳۲۴)

{26}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن لوگوں میں میرے قریب ترین وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا ہوگا۔''
(شعب الایمان باب فی تعظیم النبیصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم......الخ،الحدیث: ۱۵۶۳،ج۲،ص۲۱۲)

{27}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب کوئی بندہ مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے تو جب تک وہ درودِ پاک پڑھتا رہتا ہے ملائکہ اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتے رہتے ہیں، اب بندے کی مرضی ہے کہ درودِ پاک کم پڑھے یا زیادہ۔'' (لمسندللامام احمد بن حنبل، حدیث عامر بن ربیعہ،الحدیث:۱۵۶۸۰،ج۵،ص۳۲۴)

{28}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک چوتھائی رات گزرنے کے بعد اُٹھ کر ارشاد فرماتے: ''اے لوگو! **اللہ** عزوجل کا ذکر کرو، پہلا صور پھونکا جانے والا ہے، اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا اور موت اپنی تمام تر تکالیف کے ساتھ آنے والی ہے۔''

حضرت سیدنا اُبَیّ بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی ''میں کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہوں، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے لئے وقت کا کتنا حصہ مقرر کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو۔'' میں نے عرض کی: ''چوتھائی حصہ؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''نصف حصہ مقرر کرلوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جتنا چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں بھی اضافہ کروگے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔'' میں نے عرض کی: ''اگر میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے کے لئے خاص کرلوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمہاری پریشانیوں کو کفایت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب فی الترغیب فی ذکر اللہ ......الخ، الحدیث:۲۴۵۷، ص۱۸۹۸)

{29}......ایک شخص نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اگر میں (فرائض کے علاوہ) اپنا سارا وقت آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک پڑھنے میں صرف کروں تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا کیا خیال ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایسا کروگے تو **اللہ** عزوجل تمہاری دنیوی واُخروی پریشانیوں میں تمہاری کفایت فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طفیل بن ابی بن کعب، الحدیث:۲۱۳۰۰، ج۸، ص۰)

{30}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنی دعا میں '' **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ** '' (یعنی اے اللہ عزوجل! اپنے بندے اور رسول حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر رحمت نازل فرما اور تمام مؤمن اور مسلمان مردوں، عورتوں پر بھی رحمت بھیج) پڑھ لیا کرے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاطعمة، باب زکاة المسلم......الخ، الحدیث:۷۲۵۷، ج۵، ص۷۹)

{31}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا آخری مقام جنت ہوتی ہے۔''

(صحیح ابن حبان، باب الادعیة، الحدیث:۹۰۰، ج۲، ص۱۳۰)

{32}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ یہ یومِ مشہود ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو بھی مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے اس کے درودِ پاک سے فارغ ہونے سے پہلے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔'' حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ''یارسول

اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال (ظاہری) کے بعد؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔**''

(سنن ابن ماجۃ،ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، الحدیث:۱۶۳۷،ص۲۵۷۵)

{33}......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کیا کرو کیونکہ میری اُمت کا درودِ پاک ہر جمعہ کو میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، تو ان میں سے جو سب سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والا ہوگا وہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔''

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الجمعۃ، باب مایؤمرہ فی لیلۃ الجمعۃ ،الحدیث: ۵۹۹۵،ج۳،ص۵۳)

{34}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن ہے، اسی میں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی روح قبض ہوئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت آئے گی، لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درودِ پاک میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمارا درودِ پاک آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک کیسے پہنچے گا حالانکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال کو مدت ہو چکی ہوگی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**تحقیق اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے۔**''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوۃ ، باب فی فضل الجمعۃ، الحدیث:۱۰۸۵،ص۲۵۴۰)

{35}......جس نے یہ درود پاک پڑھا: **جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا** (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) **مَا ھُوَ اَھْلُہٗ** تو اس کے لئے ستّر (70) فرشتے ایک ہزار (1000) دن تک نیکیاں لکھتے رہتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۵۰۹،ج۱۱،ص۱۶۵)

{36}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آپس میں محبت رکھنے والے دو بندے باہم ملاقات کرتے ہیں اور نبی کریم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر درودِ پاک پڑھتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی،مسند انس بن مالک،الحدیث:۲۹۵۱،ج۳،ص۵)

کبیرہ نمبر 61:

دِل کا سخت ہو جانا

یعنی دل اتنا سخت ہو جائے کہ وہ کسی مجبور انسان کو کھانا تک کھلانے سے رُک جائے۔

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے بھلائی طلب کرو، ان کے قریب رہا کرو اور سنگدل لوگوں سے بھلائی نہ مانگو کیونکہ ان پر لعنت اُترتی ہے۔ اے علی! **اللہ** عزوجل نے بھلائی کو پیدا فرمایا تو اس کے اہل (یعنی افراد) کو بھی پیدا فرمایا، پھر بھلائی کو ان کا محبوب کر دیا اور اس پر عمل کرنا انہیں محبوب بنا دیا نیز انہیں اس کی طلب میں یوں لگا دیا جیسے وہ پانی کو قحط زدہ زمین کی طرف پھیر دیتا ہے کہ اس پانی کے ذریعے وہاں والوں کو جِلا بخشے اور بے شک جو لوگ دنیا میں بھلائی والے ہوں گے وہی آخرت میں بھی بھلائی والے ہوں گے۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اشقی الاشقیاء من اجتمع......الخ، الحدیث: ۷۹۷۸، ج۵، ص۵۸

{2}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کے رحمدل لوگوں سے اپنی مرادیں مانگو، ان کے قریب رہا کرو کیونکہ میری رحمت انہیں میں ہے اور سنگدل لوگوں سے مرادیں نہ مانگو کیونکہ وہ میری ناراضگی کے منتظر ہیں۔'' (کنز العمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۶۸۰۲، ج۶، ص۲۲۰ "الفضل" بدلہ" الحوائج

تنبیہ:

اس کا کبیرہ گناہوں میں شمار ہونا دونوں حدیثوں میں صراحتًا بیان کیا گیا ہے کیونکہ لعنت اور ناراضگی سخت وعید ہونے کی بناء پر کبیرہ گناہ کی علامتوں میں سے ہیں لیکن اس سنگدلی کو اس کیفیت پر محمول کرنا چاہئے جسے ہم نے عنوان میں ذکر کیا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت یا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نہیں پایا۔

کبیرہ نمبر 63,62: **کبیرہ گناہ پر راضی ہونا یا اس میں تعاون کرنا**

ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کا تذکرہ اس بحث میں آئے گا جہاں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اَمْر بِالْمَعْرُوْف اور نَھْی عَنِ الْمُنْکَر ترک کرنے کو کبیرہ کہا ہے۔

کبیرہ نمبر 64: **بدکاری و فحش گوئی کا عادی ہو جانا**

یعنی کسی کا اس طرح اِن کا عادی ہو جانا کہ لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے اس سے ڈرنے لگیں۔

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بُرا شخص وہ ہوگا جس کی فحش کلامی سے بچنے کے لئے لوگ اسے چھوڑ دیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب مدارۃ من یتقی فحشہ، الحدیث: ۶۵۹۶، ص ۱۳...)

{2}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا ہے جبکہ بے حیائی ظلم میں سے ہے اور ظلم جہنم میں لے جانے والا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الحیاء، الحدیث: ۲۰۰۹، ص ۱۸۵۳)

{3}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک فحش گوئی اور بداخلاقی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور لوگوں میں سب سے اچھا اسلام اس شخص کا ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۹۹۷، ج۷، ص ۴۳۱)

کبیرہ نمبر65:

درھم ودینار توڑنا

(چونکہ دینار سونے اور درھم چاندی کے ہوتے تھے اور لوگ بلاضرورت انہیں توڑ کر اپنے استعمال میں لے آتے لہٰذا) **بعض علماء کرام** رحمہم اللہ تعالٰی نے اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر **اللہ** عزوجل کے اس فرمان سے استدلال کیا:

وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَایُصْلِحُوْنَ۝ (پ۱۹، النمل:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے۔

{1}...... مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے: ''وہ لوگ درہم توڑا کرتے تھے۔''

{2}...... شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مسلمانوں میں رائج سکے بلاضرورت توڑنے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی کسرالدراھم، الحدیث: ۳۴۴۹، ص ۱۴۸۰)

تنبیہ:

میرے نزدیک اس حدیث پاک میں گناہ کے کبیرہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں، بلکہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا تو دور کی بات ہے اس عمل کی حرمت میں بھی کلام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم وغیرہ توڑنا اسی صورت میں حرام ہوتا ہے، جب اس سے ان کی قیمت میں کمی واقع ہوتی ہو اور مندرجہ بالا حدیث مبارکہ اگر درجہ صحت کو پہنچ جائے تو اسے اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

کبیرہ نمبر66: درہم و دینار میں ملاوٹ کرنا

یعنی درہم ودینار کوایسی ملاوٹ شدہ کیفیت پرڈھالنا کہ اگرلوگ اس پرمطلع ہوجائیں تواسے ہرگزقبول نہ کریں، اسے کبیرہ گناہوں میں ذکرکرنا بالکل ظاہرہے اگرچہ میں نے کسی کواس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آئندہ ''**کتاب البیع**'' میں بیان ہونے والی ملاوٹ کے دلائل اسے بھی شامل ہیں اوراس میں باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ کیمیاگری میں زیادہ انہماک رکھنے والے لوگ اسے اچھا نہیں جانتے اور یہ لوگ صرف درہم کورنگتے ہیں یامشتبہ بنادیتے ہیں یالوگوں کودھوکے میں ڈالنے والی کوئی اورملاوٹ کردیتے ہیں اورباطل طریقے سے ان کامال کھاتے ہیں۔

اسی لئے آپ انہیں پائیں گے کہ **اللّٰہ** عزوجل نے ان سے برکت ختم فرما کرانہیں ہلاکت میں مبتلا فرما دیا ہے، پس نہ ان کے عیوب کو چھپایا جاتا ہے، نہ ان کی تعریف کی جاتی ہے اور نہ ہی ان کو کسی جگہ قرار آتا ہے بلکہ ان پرذلت ورسوائی طاری رہتی ہے۔اس طرح وہ اس بدترین وصف کے مرتکب ہوکر جنت سے محروم ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کی محبت اوراسے باطل طریقے سے حاصل کرنے میں مخلص ہوتے ہیں اورمسلمانوں کودھوکا دینے اوران کے اموال ناحق طریقے سے کھانے اورضائع کرنے پر راضی ہوتے ہیں۔

اللّٰہ عزوجل انہیں حق کی پیروی کرنے، اپنے راستے پرچلنے اورباطل سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، خصوصاًاس بدترین پیشے سے وابستہ لوگوں کوجنہوں نے اس کے حصول کے لئے حیلوں کا سہارالیاہے حالانکہ اس کے باوجودان کے فقرمیں کمی واقع نہیں ہوتی اورانہیں اس سے ذلت وقہرہی چکھنے کوملتاہے، **اللّٰہ** عزوجل ہمیں اورانہیں اپنی اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

باب دوم:

ظاہری کبیرہ گناہ

یہاں مَیں ظاہری کبیرہ گناہوں کوفقہ کے ابواب کی ترتیب کے مطابق بیان کروں گا تاکہ یہ آسانی سے سمجھے جاسکیں۔

کتاب الطہارۃ

طہارت کابیان

برتنوں کا بیان

کبیرہ نمبر67: سونے،چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے:''جوشخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں غٹاغٹ جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب......الخ،الحدیث:۵۳۸۵/۷،ص۱۰۴۷)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:''سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع کیا گیا ہے۔''

(السنن الکبری للنسائی، کتاب الاطعمۃ ، باب صحاف الفضۃ،الحدیث:۶۶۳۲،ج۴،ص۱۴۹)

{3}......حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:''جوشخص سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاشربۃ، باب اٰنیۃ الفضۃ، الحدیث:۵۶۳۴،ص۴۸۳)

{4}......حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم،نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے:''جوسونے چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ ، باب تحریم استعمال اوانی الذھب......الخ،الحدیث:۵۳۸۵/۷،ص۱۰۴۷)

تنبیہات

تنبیہ1:

بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی اتباع میں اسے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا شاید انہوں نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر انہی

احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ وعیدوں سے استدلال کیا ہے کیونکہ پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنا سخت عذاب کی وعید ہے پھر میں نے **شیخ الاسلام صلاح الدین علائی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی وہی توجیہ بیان کرتے دیکھا جو میں نے بیان کی ہے البتہ انہوں نے وہ توجیہ اصحابِ مذہب سے نقل کی ہے، **شیخ الاسلام جلال بلقینی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی اتباع کی اور فرمایا کہ **شیخ صلاح الدین علائی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہمارے اصحاب نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینا گناہِ کبیرہ ہے اور اس پر گذشتہ قاعدہ صادق آتا ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر جہنم کی وعید آئی ہو گناہِ کبیرہ ہے۔''

سیدنا دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ایک جماعت سے نقل کر کے اپنے منظوم کلام میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَعَـدَّ مِـنْـهُـنَّ ذُوُوْا الْاَعْـمَـالِ اٰنِیَۃَ الـنَّـقْـدَیْـنِ فِـی اسْـتِـعْـمَـالِ

ترجمہ: اور باعمل لوگوں نے سونے، چاندی کے برتنوں کا استعمال بھی حرام اُمور میں شمار کیا ہے۔

مگر سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر نے جمہور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ یہ گناہ صغیرہ ہے۔

تنبیہ2:

حدیثِ پاک میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت بطورِ مثال پیش کی گئی ہے، اسی لئے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے استعمال کے دیگر طریقوں کو بھی اس حکم کے ساتھ ملا دیا ہے اور سونے چاندی کے برتنوں کو جمع کرنا بھی اس کے ساتھ ملحق کر دیا ہے۔ لہذا یہ بھی حرام ہے کیونکہ انہیں جمع کرنا ان کے استعمال کی طرف لے جاتا ہے جیسے کھیل کود کے آلات کو جمع کرنا۔

وہ برتن جن کے استعمال کی رخصت ہے:

اِنَاءٌ (یعنی برتن) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عرف میں اس کام میں استعمال ہو جس کے لئے اسے بنایا گیا ہو، لہذا اس میں سرمہ ڈالنے والی سلائی، سرمہ دانی، خلال کرنے اور کان سے میل نکالنے والی سلائی وغیرہ بھی شامل ہے، البتہ اگر کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو اور اسے عادل طبیب کہے کہ سونے یا چاندی کی سلائی سے سرمہ ڈالنا اس تکلیف کے لئے مفید ہے تو اس کے لئے ضرورت کی بناء پر اسے استعمال کرنا جائز ہے۔

استعمال کی حرمت کے لئے برتن کا خالص سونے یا چاندی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر تانبے کے برتن پر سونے یا چاندی کا پانی اس طرح چڑھایا جائے کہ وہ اس کو چھپا دے، لیکن جب اسے آگ پر رکھا جائے تب اس کا اثر ظاہر ہو تو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔[1]

---

[1]: احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''ٹوٹے ہوئے برتن کو سونے یا چاندی کے تار سے جوڑنا جائز ہے جبکہ اس جگہ سے استعمال نہ کیا جائے۔'' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۳۵)

کیونکہ اس صورت میں وہ سونے چاندی کے برتنوں کے قائم مقام ہوگا۔

اس کے حرام ہونے کی علت سونا، چاندی اور غرور وتکبر ہے، اسی لئے اگر سونے کے برتن پر تانبے کا پانی چڑھایا جائے یہاں تک کہ وہ تانبا اس پورے برتن کو گھیر لے تو اس کا استعمال جائز ہے، اگرچہ آگ پر رکھنے سے اس کا اثر ظاہر نہ ہو جیسا کہ اگر سونے کے برتن کو زنگ لگ گیا اور زنگ نے پورے برتن کو گھیر لیا تو اس کا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ایک علت نہ پائی گئی اور وہ غرور وتکبر ہے۔

قیمتی ونفیس برتنوں کا استعمال جائز ہے مثلاً یاقوت اور موتیوں کے برتن کیونکہ ان میں سونا چاندی نہیں اور اس میں تکبر کی وجود پر نظر نہیں کی جائے گی کیونکہ حرمت کے لئے صرف تکبر کافی نہیں، اس لئے کہ یاقوت اور موتیوں کی پہچان صرف خواص کو ہوتی ہے، لہٰذا ان کے استعمال سے فقراء کی دل شکنی کا بھی اندیشہ نہیں کیونکہ جب وہ ایسے برتنوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی غالب اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی جبکہ سونے اور چاندی کے برتن کسی سے مخفی نہیں ہوتے لہٰذا اگر ان کا استعمال جائز ہوتا تو یہ ان کی دل شکنی کا باعث ہوتا۔

تنبیہ 3:

گذشتہ اشیاء کی حرمت کے معاملے میں مرد وعورت اور دیگر مُکلَّفین وغیر مُکلَّفین (یعنی مسلمان، کفار اور نابالغ) میں کوئی فرق نہیں یہاں تک کہ **عورت پر اپنے بچے کو چاندی کی نسوار کی ڈبیا میں پانی پلانا بھی حرام ہے** اور چاندی کا چھوٹا شگوفہ عرفاً زینت کی وجہ سے بیان کردہ اشیاء کے استعمال کی حرمت سے خارج ہے پس یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم، نورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے برتن پر شگوفہ ہوتا تھا۔

شگوفہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے برتن کے سوراخ بند کئے جاتے ہیں جیسے وہ دھاگا جس کے ذریعے اس کا ٹوٹا ہوا حصہ باندھا جاتا ہے پھر اسے زینت کے لئے استعمال کیا جانے لگا اسی طرح شگوفے کا استعمال ضرورتاً جائز ہے لیکن اگر یہ بڑا ہو تو مکروہ ہے۔

میزاب رحمت سے گرنے والا پانی منہ یا ہاتھ پر مل کر استعمال کرنا حرام نہیں کیونکہ عرف میں اس پانی کے ایسے استعمال کو حرام شمار نہیں کیا جاتا، نہ ہی سونے چاندی سے مزین ایسی چھت کے نیچے بیٹھنا حرام ہے جس سے سونا یا چاندی ظاہر نہ ہوتا ہو۔[1]

---

[1]: احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''مکان کو ریشم، چاندی اور سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینہ سے سونے چاندی کے ظروف وآلات رکھنا جس سے مقصود محض نمائش وآرائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبُّر وتفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخران سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۳)

سونے اور چاندی کے برتن کو استعمال کرنے کا حیلہ:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ سونے یا چاندی کے برتن میں جو چیز ہو اس کو بائیں ہاتھ پر انڈیل لیں یا پہلے کسی دوسرے برتن میں نکال لیں اس کے بعد دائیں ہاتھ سے اس چیز کو استعمال میں لایا جائے تو چونکہ اس طریقہ سے براہِ راست اس سونے چاندی کے برتن کا استعمال کرنا ثابت نہیں ہوتا لہذا عرف کا اعتبار کرتے ہوئے ایسا کرنا ممنوع بھی نہ ہوگا۔اس حیلے سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ یہ اس حرمت کو روک دیتی ہے جو براہِ راست اس برتن کو استعمال کرنے کی وجہ سے لازم آتی ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حدث کا بیان

کبیرہ نمبر68: قرآن کی کوئی سورت، آیت یا حرف بھلا دینا

{1}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھ پر میری اُمت کے اَجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ آدمی مسجد سے جو پر یا بال نکالتا ہے اس کا اَجر بھی پیش کیا گیا اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ پایا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔'' (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن ،باب لم أر ذنبا......الخ، الحدیث:۲۹۱۶ ص ۱۹۴۴)

{2}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اسے بھلا دے وہ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه ، الحدیث: ۱۴۷۴، ص ۱۳۳۲)

{3}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن میری اُمت کو جن گناہوں کی سزا ملے گی ان میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو کتاب اللہ عزوجل کی کوئی سورت یاد تھی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔''

{4}......حضرت سیدنا ولید بن عبداللہ بن ابو مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھ پر گناہ پیش کئے گئے تو میں نے قرآن پڑھ کر بھلا دینے والے کے گناہ سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا۔'' (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب فضائل القرآن، باب فی نسیان القرآن، الحدیث:۴، ج۷، ص ۱۶۳)

{5}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے وہ **اللہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۱، ج۷، ص ۱۶۲ ''سعد'' بدله ''سعید'')

{6}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے قرآن سیکھا پھر اسے بھلا دیا وہ **اللہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب فضائل القرآن، باب تعاھد القرآن و نسیانہ، الحدیث: ۶۰۲۴، ج۳، ص۲۲۳)

تنبیہات

تنبیہ1:

قرآنِ پاک بھلا دینے کو سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کی اتباع میں کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **الــــروضۃ** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''سیدنا امام ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس حدیثِ پاک کی سند ضعیف ہے کہ ''مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں پایا کہ آدمی کو قرآنِ پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔'' اور سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اس پر کلام فرمایا ہے۔''

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جس قول کی طرف سیدنا رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے: ''یہ حدیثِ پاک غریب ہے ہم اس سند کے علاوہ اس کی دوسری سند نہیں جانتے اور میں نے سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حدیثِ پاک کے بارے میں پوچھا تو وہ بھی اسے نہیں جانتے تھے انہوں نے اس حدیثِ پاک کو غریب قرار دیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہم مُطَّلِبُ بن حَنْطَب کے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ پاک سننے کے بارے میں نہیں جانتے، سیدنا ابوعبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''سیدنا علی بن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُطَّلِب کے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثِ پاک سننے کا انکار کیا ہے۔''

اس تفصیل سے سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کہ ''اس کی اسناد میں ضعف یعنی انقطاع ہے۔'' کا مطلب بھی ظاہر ہو گیا کیونکہ اس کے راوی مطّلب میں کوئی ضعف نہیں کیونکہ ایک جماعتِ محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ مگر سیدنا محمد بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی حدیثِ پاک سے استدلال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اکثر نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ارسال (یعنی جس حدیث کی سند کے آخر سے راوی ساقط ہوں) کرتا ہے حالانکہ اسے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا۔'' اور سیدنا امام دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے: ''اس روایت میں ایک اور انقطاع بھی ہے وہ یہ ہے کہ اسی مُطَّلِب سے روایت کرنے والے راوی سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُطَّلِب سے کوئی حدیثِ پاک سنی ہی نہیں جیسا کہ مطّلب نے حضرت سیدنا

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کوئی حدیثِ پاک نہیں سنی، لہٰذا یہ حدیثِ پاک اس سند کے مطابق ثابت نہیں اور یہ جو کہا گیا ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی حدیثِ پاک نہیں سنی تو اس کا رد حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ قول کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے۔''

اور اس حدیثِ پاک: ''جو قرآن کریم پڑھے پھر اسے بھلا دے تو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔'' میں اِنقطاع اور اِرسال دونوں ہیں، نیز سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سکوت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس میں یزید بن ابی زیاد ہے اور بہت سے محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک اس کی حدیثِ پاک سے حجت پکڑنا درست نہیں، مگر ابوعبید آجری سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حوالے سے کہتے ہیں: ''میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان کی حدیثِ پاک چھوڑی ہو مگر ان کے علاوہ دیگر راوی مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔'' ابن عدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''یہ اہلِ کوفہ کے شیعوں میں سے تھا اس کے ضعف کے باوجود اس کی روایات لکھی جاتی ہیں۔''

تنبیہ2:

الروضۃ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے گذشتہ قول یعنی اس کے کبیرہ ہونے کے موافق ہے کیونکہ انہوں نے حکم میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، صرف حدیثِ پاک کے ضعف کا افادہ فرما دیا، اسی لئے **الروضۃ** کو مختصر کرنے والے اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اسی طریقہ پر چلے اور اسی سے سیدنا صلاح علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا **القواعد** میں بیان کردہ قول واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میرا قرآن کریم بھلانے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا اس میں وارد حدیثِ پاک کی وجہ سے ہے۔'' ان کے اس قول کو اختیار کرنے کی وجہ سے سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسے برقرار رکھا اور یہ ان کے اختیار اور اعتماد سے ظاہر ہے، البتہ ان کا یہ قول محلِ نظر ہے: ''اس میں حدیثِ پاک وارد ہوئی ہے۔'' کیونکہ انہوں نے اس حدیثِ پاک کی وجہ سے اسے گناہ کبیرہ نہیں کہا اور وہ کہہ بھی کیسے سکتے ہیں کہ خود ہی تو اس کے ضعف اور اس میں کئے گئے طعن کی نشاندہی کی، سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے لئے اسے برقرار رکھنے کا سبب معنٰی کے اعتبار سے ہے اگرچہ اس کی دلیل میں اِنقطاع واِرسال وغیرہ ہے اور بعض اوقات اس روایت کے تعددِ طرق سے اس کمی کو پورا کر لیا جاتا ہے۔

مَیں نے سیدنا علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں سابقہ جہت کے مطابق محلِ نظر ہونے کے باوجود اس کی جو توجیہ بیان کی ہے وہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قول سے معلوم ہوئی تھی، انہوں نے سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں اس کے

کبیرہ ہونے کے قول کو اختیار کرنے کا تذکرہ نہیں کیا جبکہ سیدنا علائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے اوراس سے سیدنا زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قول کا بھی رد ہوتا ہے کہ انہوں نے **الروضۃ** میں قرآنِ کریم بھلا دینے کے کبیرہ گناہ ہونے کے معاملے میں سیدنا امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مخالفت کی ہے۔

تنبیہ3:

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے لفظ''**اجذم**'' سے کٹے ہوئے ہاتھ والا شخص مراد لیا ہے جبکہ سیدنا ابن قتیبہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں کہ''اجذم'' سے مراد کوڑھی ہونا ہے اور سیدنا ابنِ اعرابی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ نہ تو اس کے پاس کوئی حجت ہو اور نہ اس میں کوئی بھلائی، سیدنا سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی یہی معنی منقول ہے۔

تنبیہ4:

سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اور سیدنا زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک یہ اس وقت کبیرہ ہوگا جب کوئی لاپرواہی اور سستی کرتے ہوئے اسے بھلائے گا گویا انہوں نے اپنی اس بات سے بے ہوشی اور قرآنِ کریم کی تلاوت سے روکنے والے مرض کو خارج کر دیا ہے، ایسی صورت میں بندے کا گناہ گار نہ ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ وہ اس صورت میں مجبور ہے اور کوئی اختیار نہیں رکھتا جبکہ ایسے مرض کی صورت میں قرآنِ پاک سے غفلت اختیار کرنے سے بندہ گناہ گار ہوگا جس کی موجودگی تلاوتِ قرآنِ کریم سے رُکاوٹ نہیں، اگرچہ اس کی غفلت ایسی چیز کے سبب ہو جو تلاوتِ قرآنِ کریم سے اہم اور مؤکد ہو، جیسے فرض علوم وغیرہ کیونکہ علم سیکھنے کی یہ شان نہیں کہ اس کی وجہ سے بندہ یاد کئے ہوئے قرآنِ کریم سے اتنی غفلت برتے کہ اسے بھلا ہی دے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اس قول:''قرآنِ کریم کی ایک آیت بھی بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یقین کی درمیانی صفت کے ذریعے اسے یاد کرلیا یعنی جو اس میں توقف کرتا ہو یا اکثر غلطی کرتا ہو اس پر واجب ہے کہ اسی صفت پر قائم رہے، لہٰذا اسے اپنے حافظے میں کمی کرنا حرام ہے جبکہ اس میں اضافہ کرنا اگرچہ ایک مؤکد امر ہے اور مزید سہولت کے حصول کے لئے اس پر توجہ دینی چاہئے مگر ایسا نہ کرنا گناہ ثابت نہیں کرتا۔

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اُستاد اور **سیدنا ابن صلاح** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگرد **سیدنا ابوشامہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے قرآنِ کریم بھلا دینے کے بارے میں وارد احادیث کو قرآنِ کریم پر عمل ترک کر دینے پر محمول کیا ہے کیونکہ بھلا دینے سے مراد دراصل

اس پر عمل ترک کر دینا ہی ہے جیسا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا۔ (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۱۵)

سیدنا **ابو شامہ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن قرآنِ پاک کی دو حالتیں ہوں گی: (۱) جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کرنا نہ بھولا قرآن اس کی شفاعت کرے گا اور (۲) جو اسے بھلا دے گا یعنی سستی کے باعث اس پر عمل کرنا چھوڑ دے گا قرآنِ پاک اس کی شکایت کرے گا اور جس نے سستی کرتے ہوئے اس کی تلاوت بھلا دی اس کا بھی یہ حال ہونا بعید نہیں۔''

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور نسیان (یعنی بھلا دینے) سے یہی ظاہر ہوتا ہے اور اس سے ان کے گمان کی بجائے یہی مراد ہے عنقریب بخاری شریف کی **کتاب الصلوٰۃ** کی حدیثِ پاک میں قرآنِ پاک یاد کر کے بھلا دینے اور فرض نماز سے غفلت بَرت کر سوئے رہنے والے کے بارے میں ایک سخت عذاب کی وعید ذکر ہوگی اور یہ نسیان قرآنِ کریم کے معاملے میں بالکل ظاہر ہے۔

تنبیہ5:

سیدنا امام **قرطبی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ نہیں کہا جائے گا کہ جب پورا قرآن حفظ کرنا فرضِ عین نہیں تو اسے بھلا دینے والے کی مذمت کیوں کی جاتی ہے؟'' کیونکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو قرآن پاک یاد کرتا ہے اس کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذات اور قوم میں معزز ہو جاتا ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ جس نے قرآن کریم یاد کر لیا اس کے پہلو میں نبوت کا فیضان رکھ دیا گیا اور وہ ان لوگوں میں شامل ہو گیا جنہیں **اہل اللہ** اور **مقرب** کہا جاتا ہے، تو جس کا مرتبہ ایسا ہو اور وہ اپنے مرتبے میں کوتاہی کرے تو اس کی سزا کا سخت ہونا ہی مناسب ہے اور اس سے ایسی باتوں پر مؤاخذہ ہوگا جن پر دوسروں سے مؤاخذہ نہ ہوگا اور قرآن پاک کی تلاوت ترک کرنے کی عادت جہالت کا سبب ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر69:

قرآن کریم یا کسی دینی معاملے میں جھگڑنا اور غلبہ یا بلندی چاہنا

{1}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں جھگڑا نہ کیا کرو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(مسند ابی داؤدالطیالسی،الجزء التاسع،الحدیث:۲۲۸۶،ص۳۰۲)

{2}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر،باب الجدال فی القرآن کفر،الحدیث:۲۹۳۸،ج۲،ص۹۶)

{3}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں بے جا بحث کرنا کفر ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة،باب النھی عن الجدال فی القرآن،الحدیث:۴۶۰۳،ص۱۵۶۱)

{4}......حضرت سیدنا ابوسعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''قرآن میں جھگڑنے سے منع کیا گیا ہے۔''

{5}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک میں جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ تم سے پہلی اُمتوں پر اسی وقت لعنت کی گئی جب انہوں نے قرآنِ پاک میں اختلاف کیا، بے شک قرآنِ پاک میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(مصنف لابن ابی شیبة،کتاب فضائل القرآن ، باب من نھی عن التماری ......الخ،الحدیث:۲،ج۷،ص۱۸۸،راویه:"ابن عمرو

{6}......سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن میں نہ جھگڑو کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۴۹۱۶،ج۵،ص۱۵۲)

{7}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآنِ پاک کے معاملے میں آپس میں نہ جھگڑو اور **اللّٰہ** عزوجل کی کتاب کی بعض آیتوں سے دیگر آیتوں کو نہ جھٹلاؤ، **اللّٰہ** عزوجل کی قسم! مؤمن قرآنِ پاک کے ذریعے جھگڑے گا تو غالب آجائے گا اور منافق قرآنِ پاک کے ذریعے جھگڑے گا تو مغلوب ہوجائے گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاذکار،الحدیث:۲۸۵۶،ج۱،ص۳۰۷"تکذِّبوا"بدله" تبدّلوا" "فیغالب"بدله" فیطلب

{8}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

ایک ایسی قوم کے پاس تشریف لائے جو قرآنِ کریم میں جھگڑ رہی تھی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم سے صدیوں پہلے کی اُمتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں، بے شک قرآنِ کریم کی بعض آیتیں دیگر بعض آیتوں کی تصدیق کرتی ہیں لہٰذا بعض آیتوں کی وجہ سے دیگر بعض کو نہ جھٹلایا کرو۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۵۳۷۸، ج۴،ص ۱۰۹)

{9}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے درِاقدس پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ ایک شخص ایک آیتِ کریمہ کے ذریعے نزاع کرتا تو دوسرا شخص دوسری آیت کے ذریعے۔ اتنے میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے گویا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرۂ مبارک انار کے دانوں کی طرح سرخ تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! کیا تمہیں اسی لئے بھیجا گیا ہے؟ کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے؟ میرے بعد کافر ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے نہ لگ جانا۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۸۴۷۰، ج۶،ص ۱۹۲)

{10}......سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم کو ہدایت دی گئی وہ اس وقت تک ہدایت کے راستے سے نہیں بھٹکی جب تک جھگڑنے نہ لگی پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ (پ۲۵، الزخرف:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر،باب سھو ألدالخصام،الحدیث: ۴۵۲۳،ص ۳۷۱،بدون"الذی یحج فی صحة

{11}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل کو لوگوں میں سب سے ناپسند وہ لوگ ہیں جو شدید جھگڑالو ہیں۔''

{12}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اُمور تین قسم کے ہیں: (۱) وہ جس کا صحیح ہونا تجھ پر ظاہر ہو گیا پس اس کی اِتباع کر (۲) وہ جس کا غلط ہونا تجھ پر ظاہر ہو گیا پس اس سے بچ اور (۳) وہ جس میں اختلاف ہو جائے پس اسے اس کے عالم کی طرف لوٹا دے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب الامور ثلاثة ، الحدیث: ۷۱۲،ج ۱،ص ۳۹۰

{13}......حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم دین کے کسی معاملے میں جھگڑ رہے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم شدید غضبناک ہو گئے اس کی مثل پہلے کبھی غضب ناک نہ ہوئے تھے، پھر ہمیں جھڑکا اور ارشاد فرمایا: ''اے اُمتِ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! صبر سے کام لو، بے شک تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو گئے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ

اس میں خیر کی کمی ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ مؤمن جھگڑتا نہیں، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ جھگڑنے والے کا خسارہ مکمل ہو چکا ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ گناہ ہونے کے لئے کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑتے رہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ میں بروزِ قیامت جھگڑنے والے کی شفاعت نہیں کروں گا، جھگڑنا چھوڑ دو تو میں جنت میں تین گھروں کا ضامن ہوں گا: ایک نیچے، دوسرا درمیان میں اور تیسرا سب سے اوپر والا، جس نے جھگڑنا چھوڑ دیا وہ سچا ہے، جھگڑنا چھوڑ دو کیونکہ بتوں کی عبادت سے بچتے رہنے کے بعد مجھے میرے رب عزوجل نے جس چیز سے سب سے پہلے بچنے کا حکم فرمایا وہ جھگڑنا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۵۹، ج۸، ص ۱۵۲)

ضروری وضاحت:

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مذکورہ فرمانِ عالیشان سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بتوں کی عبادت کی ہو کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کفر سے **معصوم** ہیں۔

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے لیکن میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس نے اسے کبیرہ کہا ہو اور یہ احادیثِ مبارکہ اس میں ظاہر ہیں اور آخری حدیثِ پاک اگرچہ ضعیف ہے مگر بخاری شریف کی مذکورہ حدیثِ پاک اسے قوت دیتی ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک ناپسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔'' اور اپنی بیوی کی دُبُر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کرنے کو بھی کبیرہ گناہ شمار کئے جانے کی مثال اسی طرح ہے کہ آنے والی بعض احادیثِ مبارکہ میں اس پر بھی کفر ہونے کا حکم ہے۔

لہٰذا اسی طرح یہاں کہا جائے گا کہ اس گناہ کو کفر کہنا اس کے کبیرہ ہونے میں ظاہر ہے بلکہ یہ اس وطی سے بدرجہ اَولیٰ حقیقی کفر کے قریب ہے کیونکہ قرآن میں جھگڑنا اگر حقیقی تناقض کے وقوع کے اعتقاد کی طرف لے جائے یا اس کی نظم میں شبہ کی طرف لے جائے تو کفر حقیقی ہو جائے گا اگرچہ قائل کفر کے الفاظ ادا نہ کرے، لیکن اس سے اگر لوگوں کو تناقض یا خلل کا وہم ہو یا قرآنِ پاک کے بارے کلام کرنے سے ان کو محض شبہ وغیرہ ہو تو یہ اگرچہ حقیقی کفر نہیں مگر دین میں عظیم نقصان اور ملحدین کے راستے پر چلنے کی وجہ سے اس کا گناہِ کبیرہ ہونا کچھ بعید نہیں۔

اور امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو سزا دی تھی جس نے قرآن کریم کی بعض آیات کے بارے میں پوچھ کر لوگوں کے دلوں میں ادنیٰ سا شبہ داخل کرنے کا ارادہ کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو مدینہ شریف (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) سے نکال دیا کیونکہ آپ کو اس بات کا ڈر تھا کہ ہر عیب سے پاک قرآنِ کریم کے بارے میں لوگوں کے

اعتقاد میں دراڑ نہ پڑے، وہ بعض آیات کریمہ یہ ہیں:

{۱}

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ (پ۲۳، الصّٰفّٰت:۵۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔

{۲}

فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ (پ۱۸، المؤمنون:۱۰۱)

ترجمۂ کنز الایمان: تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

{۳}

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ (پ۲۳، یٰسۤ:۶۵)

ترجمۂ کنز الایمان: آج ہم ان کے مونھوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

{۴}

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (پ۱۸، النور:۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔

{۵}

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (پ۲۹، المرسلات، ۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس میں جھگڑنا یا تو کفر ہے یا دین میں بہت بڑا نقصان ہے لہذا اس برے عمل کا ارتکاب کرنا یا تو کفر ہوگا اور یا پھر کبیرہ گناہ، اس لئے جو میں نے بیان کیا وہ صحیح اور جو میں نے لکھا وہ واضح ہے، **اللہ** عزوجل ہی توفیق دینے والا ہے، پھر میں نے بعض کو دیکھا جنہوں نے قرآن پاک اور دین کے کسی معاملے میں جھگڑنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اور یہ میرے بیان کردہ کی تائید ہے۔

قرآن مجید سے متعلق اہم اُمور پر متنبہ کرنے والی بعض احادیث

{14}...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے:''قرآن کو یاد رکھو،اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے!یہ لوگوں کے سینوں سے اونٹوں کے رسیوں سے چھٹکارا پانے سے بھی تیز نکل جاتا ہے۔''

(صحیح البخاری،کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن،الحدیث: ۵۰۳۳،ج۳،ص۴۳۶)

{15}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قرآنِ کریم کو پڑھتے اور سنتے رہو(یعنی تکرار کرتے رہو) کیونکہ یہ وحشی (یعنی جنگلی درندوں کی طرح) ہے اور یہ اونٹوں کے رسیوں سے رہائی پانے سے بھی تیز لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۴۱۵،ج۱۰،ص۱۸۹،بلفظ" ولھو اشد تفصیا...... الخ")

{16}......حضورِ نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قرآنِ کریم کو پڑھتے اور سنتے رہو اُس ذات کی قسم!جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ وطن سے دور اونٹوں سے بھی تیز لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۰۳۴۷،ج۱۰،ص۱۶۸،بدون"فوالذی نفسی بیدہ")

{17}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے تین دن سے کم میں مکمل قرآن پڑھا اس نے سمجھا نہیں۔''یعنی کیونکہ اس وقت وہ اس کے مطالب میں غور وفکر نہیں کرے گا اور اس سے حاصل شدہ احکام پر عمل نہ کرسکے گا۔(جامع الترمذی، ابواب القراء ات،باب فی کم أقرأ القرآن؟،الحدیث:۲۹۴۹،ص۱۹۴۸)

{18}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قرآنِ حکیم کو پاک ہونے کی حالت میں ہی چھوؤ۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۳۱۳۵،ج۳،ص۲۰۵)

{19}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قرآن پاک کو سوائے پاک شخص کے کوئی نہ چھوئے۔'' (کتاب المراسیل لأبی داؤد مع سنن ابی داؤد،باب ماجاء فی من نام عن الصلوٰۃ، ص۸)

{20}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلادی گئی۔''

(صحیح مسلم،کتاب فضائل القرآن ، باب الامر بتعھد القرآن ، الحدیث:۱۸۴۲،ص۸۰۲)

{21}......نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کے لئے یہ کہنا بہت بُرا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ اسے بھلا دی گئی۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن وتعاهده، الحدیث: ۵۰۳۲، ص ۴۳۶)

{22}......مروی ہے کہ ''سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دشمن کی سرزمین میں قرآنِ پاک لے کر سفر کرنے سے منع کیا ہے۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب الجهاد، باب النهی ان یسافر بالقرآن......الخ، الحدیث: ۲۸۷۹، ص ۲۶۵۱)

{23}......حضور نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ قرآنِ پاک پر یقین نہیں رکھتا جو اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانتا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب من قرأ القرآن......الخ، الحدیث: ۲۹۱۸، ص ۱۹۴۴)

{24}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قرآنِ پاک پڑھا تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کے مال کھائے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایسی ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔'' (شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی ترک قرأة القرآن......الخ، الحدیث: ۲۶۲۵، ج ۲، ص ۵۳۳)

{25}......حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: ''میں نے ایک آدمی کو قرآنِ پاک پڑھایا اس نے میری طرف ایک کمان ھدیۃً بھیجی تو میں نے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو نے اسے لے لیا تو تُو نے آگ کی کمان لی۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب التجارات، باب الاجر علی تعلیم القرآن، الحدیث: ۲۱۵۸، ص ۲۶۰۶)

{26}......اسی کی مثل ایک روایت حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے اور اس میں مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں ارشاد فرمایا: ''اگر تُو آگ کا طوق پہننا پسند کرتا ہے تو اس کمان کو لے لے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الاجارة، باب فی کسب المعلم، الحدیث: ۳۴۱۶، ص ۱۴۷۸)

{27}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر تُو چاہتا ہے کہ **اللہ** عزوجل آگ کی کمان تیرے گلے میں لٹکائے تو اُسے لے لے۔''

(حلیة الاولیاء، الحدیث: ۷۹۰۹، ج ۶، ص ۸۹)

{28}......حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو قرآنِ کریم کی تعلیم پر کمان لے گا **اللہ** عزوجل آگ کی کمان اس کے گلے میں لٹکائے گا۔'' (سنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الاجارة، باب من کره اخذ الاجرة، الحدیث: ۱۱۶۵۵، ج ۶، ص ۲۰۸)

{29}......سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے قرآن پڑھانے پر بدلہ لیا پس اس نے دنیا ہی میں اپنی نیکیوں کا بدلہ لینے میں جلدی کی اور قرآنِ پاک قیامت کے دن اس سے جھگڑے گا۔''

(حلیة الاولیاء، الحدیث: ۴۶۳۰، ج ۴، ص ۲۲، ''یحاجه'' بدله ''یخاصمه'')

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہر کو لیا اور تعلیمِ قرآن پر اُجرت کو حرام قرار دیا جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ مبارک کی وجہ سے اُجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے کہ،

{30}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جن چیزوں پر بدلہ لیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ حقدار **اللہ** عزوجل کی کتاب ہے۔''[1]

(السنن الکبریٰ للبیہقی،کتاب الاجارۃ ، باب اخذالاجرۃ علی تعلیم القرآن ، الحدیث: ۱۱۶۷۶ ،ج۶،ص۲۰۵)

{31}......حضرت سیدنا عمیر بن ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے قرآنِ کریم سن کر وہ اثر پاتے ہیں جو خلوت میں خود پڑھنے سے نہیں پاتے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بالکل ٹھیک ہے، میں باطنی طور پر پڑھتا ہوں جبکہ تم ظاہری طور پر پڑھتے ہو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!باطن کیا ہے اور ظاہر کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''میں پڑھتا ہوں اور غور وفکر کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرتا ہوں جبکہ تم اس طرح پڑھتے ہو (یہ فرما کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے) اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے ہاتھ سے رسی کو بل (یعنی مروڑ) دیا ہو۔''

(کنز العمال،کتاب الاذکار،فرع فی محظورات التلاوۃ......الخ،الحدیث:۲۸۷۶،ج۱،ص۳۰۹،بتقدمٍ وتاخ

---

[1] حضرت صدر الشریعہ، بدرالطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:''طاعت وعبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے،امامت کے لیے،قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے،حج کے لئے یعنی اس لئے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے،متقدمین فقہاء کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا۔انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرمادیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم القرآن وفقہ اور اذان وامامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے۔اسی طرح اگر موذن وامام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان وجماعت کا سلسلہ بند ہوجائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہوجائے گی اسی طرح بعض علماء نے واعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ وتقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دے دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کا انسداد ہو جائے گا یہاں یہ بتادینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندۂ خدا سے ہو سکے کہ ان امور کو محض خالصاً لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت وامداد ہے۔'' (بہار شریعت،ج۲،حصہ۱۴،ص۸۲)

{32}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن پڑھنے والے تین طرح کے لوگ ہیں: (۱) وہ جس نے اسے اُجرت کا ذریعہ بنایا (۲) وہ جو منبر پر بیٹھ کر شیخی بگھارتا ہے یہاں تک کہ یہ بات اسے مزامیر سے زیادہ پسند ہوتی ہے پس وہ کہتا ہے: ''خدا کی قسم! نہ تو میں کلام میں غلطی کرتا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی حرف عیب والا ہے پس یہ میری اُمت کا شریر ترین گروہ ہے اور (۳) وہ جس کے پیٹ (کے تقاضے) نے اسے لباس پہنایا اور دل (کی حرص) نے کھانا کھلایا لہٰذا اس نے اپنے دل کو ایک ایسا محراب بنا لیا کہ جس سے لوگ تو عافیت میں ہیں لیکن وہ خود مصیبت میں گرفتار ہے، ایسے لوگ (مرتبہ کے لحاظ سے) میری اُمت میں سرخ گندھک سے بھی کم ہیں۔'' (المرجع السابق ،الحدیث:۲۸۷۷)

{33}......خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرآن کو پڑھنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں: (۱) وہ جس نے قرآن پاک پڑھا پھر اس کو سامانِ تجارت بنا لیا اور اس کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا (۲) وہ جس نے قرآن کو پڑھا اور اس کے حروف کو صحیح ادا کیا لیکن اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اکثر قرآن پڑھنے والے ایسے ہی ہیں، **اللہ** عزوجل ان کو زیادہ نہ کرے (امین) اور (۲) وہ جس نے قرآن پڑھا پس قرآن کی دوا کو دل کی بیماری پر لگا لیا، قرآن کے ذریعے اپنی راتوں کو بیدار کیا اور اس کے ذریعے اپنے دن کو پیاسا کیا، انہوں نے اپنی سجدہ گاہوں میں قیام کیا اور اس کی عزت کی، تو یہی وہ لوگ ہیں **اللہ** عزوجل جن کی برکت سے بلائیں ٹالتا ہے، دشمنوں سے بچاتا ہے اور آسمان کی بارش نازل فرماتا ہے، خدا کی قسم! ایسے **قُرَّاء** سرخ گندھک سے بھی زیادہ عزت والے (یعنی قیمتی) ہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن،فصل فی ترک المباھاۃ بقراءۃ ،الحدیث: ۲۶۲۱، ج۲،ص ۱ ۳ ۱)

قضاء حاجت کا بیان

کبیرہ نمبر70: گزر گاھوں پر پاخانہ کرنا

{1}......ایک شخص نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''آپ نے ہمیں ہر چیز کے بارے میں شرعی احکام بیان فرما دیئے ہیں، اب ہمیں قضائے حاجت کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں کے کسی راستے میں پاخانہ کیا اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۲۶، ج۴، ص۱۲۲)

{2}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کو ان کے کسی راستے کے معاملے میں تکلیف دیتا ہے اس پر مسلمانوں کی لعنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۰۵۰، ج۳، ص۱۷۹)

{3}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی ایسی نہر کے کنارے پاخانہ کرے جس سے وضو کیا جاتا ہو یا پانی پیا جاتا ہو اس پر **اللہ** عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔''

(تاریخ بغداد، داود بن عبدالجبار......الخ، الرقم: ۴۴۵۶، ج۸، ص۳۵۱، ''حافة'' بدلہ ''ضفة'')

{4}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لعنت کے تین کاموں سے بچتے رہو۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لعنت کے وہ تین کام کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہیں کہ تم میں سے کوئی کسی سائبان، راستے یا جمع شدہ پانی میں پاخانہ کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس......الخ، الحدیث: ۲۷۱۵، ج۱، ص۶۴۰)

{5}......ایک اور روایت میں ہے کہ مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لعنت والے تین کاموں سے بچتے رہو یعنی بیٹھنے کی جگہوں، راستے کے کونوں اور سائے میں پاخانہ مت کیا کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارة، باب المواضع، التی نھی ......الخ، الحدیث: ۲۶، ص۱۲۲۴)

{6}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعِزَّت، مُحْسِنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لعنت والے دو کاموں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہیں کہ آدمی لوگوں کی گزرگاہوں اور سایہ دار جگہ میں پاخانہ کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النھی عن التخلی فی الطرق......الخ،الحدیث:۶۱۸،ص ۴۲

وضاحت:

امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''سائے سے مراد مطلق سایہ دار جگہ نہیں بلکہ وہ سایہ ہے جسے لوگ آرام کرنے یا پڑاؤ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کیونکہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھجور کے درخت کے نیچے قضائے حاجت فرمائی اور لامحالہ وہ سایہ دار درخت تھا۔''

{7}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''راستوں میں لوگوں کے پڑاؤ کرنے اور نماز پڑھنے کی جگہوں سے بچتے رہو کیونکہ یہ کیڑے مکوڑوں اور درندوں کے ٹھکانے ہیں اور ان پر قضائے حاجت کرنے والوں پر یہ جانور لعنت بھیجتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجه،ابواب الطهارة وسننها،باب النهى عن الخلاء...... الخ،الحدیث: ۳۲۹،ص ۲۴۹۷

تنبیہ:

پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے تقاضا کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامتوں میں سے ہے، ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مابین اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ عمل صغیرہ گناہ ہے یا مکروہ؟ صحیح ترین قول یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے مگر یہ احادیثِ مبارکہ اس کی حرمت کو راجح قرار دیتی ہیں، بخاری ومسلم نے **باب الشھادۃ** میں ان سے روایتیں نقل کیں اور انہیں برقرار رکھا اور بعض متاخرین نے اس پر اعتماد کیا ہے۔**الخادم** میں ہے کہ **صاحب العدۃ** کے نزدیک اس اعتبار سے حرمت مراد ہے کہ ناحق راستے کو استعمال کرنے کی وجہ سے اس میں مسلمانوں کی ایذاء پائی جارہی ہے جبکہ یہ عمل قضائے حاجت کے آداب میں سے ہونے کے اعتبار سے حرمت پر ختم نہیں ہوتا،لہٰذا ان کے اس قول میں دو احتمال ہوئے اور یہ اسی صورت میں ہے کہ جب **صاحب العدۃ** کے قول سے وہی مراد ہو جو امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمجھے ہیں حالانکہ ظاہر اس کے خلاف ہے کیونکہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ ان کاموں میں سے ہے جن کے سبب گواہی مردود ہو جاتی ہے اس وجہ سے کہ یہ عمل محض مروّت کے خلاف ہے نہ کہ اس کے حرام ہونے کی وجہ سے۔

کبیرہ نمبر71:

بدن یا کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانا

{1}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دو قبروں کے پاس سے گزرے، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑی چیز کے سبب نہیں ہو رہا مگر یہ بڑا گناہ ضرور ہے ان میں سے ایک چغلخوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ، باب الدلیل علی نجاسۃ البول......الخ،الحدیث:۶۷۷،ص۷۲۷)

{2}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک دیوار کے قریب سے گزرے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دو آدمیوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے سبب سے نہیں ہو رہا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔''

(صحیح ابن حزیمہ، کتاب الوضوء، باب التحفظ من البول کی لایصیب ......الخ،الحدیث: ۵۵،ج ۱،ص۲۲)

{3}......ایک اور روایت میں ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عذابِ قبر عموماً پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۱۱۲۰،ج ۱۱،ص ۷۰)

{4}......ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''قبر کا عذاب پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا اس سے بچو۔''

{5}......ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اکثر عذابِ قبر پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ،ابواب الطھارۃ،باب التشدیدفی البول،الحدیث:۳۴۸،ص۲۴۹۸)

{6}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچتے رہو کیونکہ قبر میں بندے سے سب سے پہلے پیشاب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۷۶۰۵،ج۸،ص ۱۳۳)

{7}......حضرت سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَب اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان تشریف لے جا رہے تھے، اسی اثناء میں دو قبروں پر پہنچے تو ارشاد فرمایا: ''ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے، لہٰذا تم دونوں مجھے ایک ٹہنی لا کر دو۔'' حضرت سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں: ''میں اور میرا رفیق ٹہنی لینے چلے گئے، پھر میں نے ایک ٹہنی لا کر پیش کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا اور ارشاد فرمایا: ''امید ہے کہ جب تک یہ تر رہیں گی ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۴۷، ج۳، ص ۲۱)

{8}......حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک مرتبہ سخت گرم دن میں بقیعِ غرقد کی طرف تشریف لے گئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیچھے پیچھے چل دیئے جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جوتوں کی آواز سنی تو ٹھہر کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ انہیں آگے جانے دیا پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بقیعِ غرقد پہنچ کر دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے تو دریافت فرمایا: ''آج تم نے یہاں کس کو دفن کیا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''فلاں، فلاں کو۔'' پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! معاملہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا جبکہ دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک تر ٹہنی پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کئے اور قبر پر رکھ دیئے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیوں کیا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تاکہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''انہیں کب تک عذاب ہوتا رہے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ غیب کی بات ہے جسے **اللہ** عزوجل ہی جانتا ہے اور اگر تمہارے دل منتشر نہ ہوتے اور گفتگو میں زیادتی نہ کرتے تو تم بھی وہ سنتے جو میں سنتا ہوں۔''

(المسند للامام احمد، حدیث ابی امامۃ الباھلی الحدیث: ۲۲۳۵۵، ج۸، ص ۳۰۴، "تمزع" بدلہ "تمترع")

{9}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ٹھہر گئے لہٰذا ہم بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ٹھہر گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا رنگ مبارک متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی قمیص مبارک کی آستین کپکپانے لگی، تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ماجرا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم بھی وہ آواز سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟'' تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیا سماعت فرما رہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں افراد پر ان کی قبروں میں انتہائی سخت عذاب ہو رہا ہے وہ بھی ایسے گناہ کی وجہ سے جو حقیر ہے۔'' (یعنی ان دونوں کے خیال میں حقیر تھا یا پھر یہ کہ اس سے بچنا ان کے لئے آسان تھا) ہم نے عرض

کی: ''وہ کون سا گناہ ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا اپنی زبان سے لوگوں کو اذیت دیتا تھا اور چغلی کرتا تھا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھجور کی دو ٹہنیاں منگوائیں اور ان میں سے ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹہنی رکھ دی تو ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ چیز ان کو کوئی نفع دے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! جب تک یہ دونوں ٹہنیاں تر رہیں گی ان سے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الأذکار، الحدیث: ۸۲۱، ج۲، ص۹۶، "لایستنزہ" بدلہ "لایستتر")

{10}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''چار شخص جہنمیوں کو ان کے عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید ایذاء دیں گے، وہ **حَمِیم** (کھولتے پانی) اور **جَحِیم** (آگ) میں دوڑتے ہوں گے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کی دعا کریں گے، جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: ''انہیں کیا ہوا کہ یہ ہمیں مزید ایذاء دے رہے ہیں حالانکہ ہم پہلے ہی تکلیف میں مبتلا ہیں؟'' ان میں سے ایک شخص پر آگ کا صندوق لٹک رہا ہوگا، دوسرا اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہوگا، تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور چوتھا اپنا ہی گوشت کھا رہا ہوگا، صندوق والے سے کہا جائے گا: ''رحمتِ الٰہی عزوجل سے دور اس شخص کا کیا معاملہ ہے جو ہمیں عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید تکلیف دے رہا ہے؟'' تو وہ کہے گا: ''**اللہ** عزوجل کی رحمت سے دور یہ شخص جب مرا تو اس کی گردن پر لوگوں کے ان اموال کا بوجھ تھا جنہیں وہ ادا یا پورا نہ کرسکا۔'' پھر اپنی انتڑیاں کھینچنے والے سے کہا جائے گا: ''رحمت سے دور اس بندے کا کیا معاملہ ہے جو ہمیں عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود مزید تکلیف پہنچا رہا ہے؟'' تو وہ کہے گا کہ ''رحمت سے دور یہ بندہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ اسے (کپڑوں یا جسم پر) کہاں پیشاب لگا اور یہ اسے نہیں دھوتا تھا۔''

(بقیہ مکمل حدیثِ پاک غیبت کے باب میں بیان ہوگی)　(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۲۶، ج۷، ص۳۱۱)

{11}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ بنی اسرائیل کو کیا مصیبت پہنچی؟ ان (کے کپڑوں) کو جب کہیں پیشاب لگتا تو وہ اس جگہ کو قینچیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے، پھر ان کے ایک ساتھی نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ قبر کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۷۷۳، ج۶، ص۲۲۷)

تنبیہ:

پس معلوم ہوا کہ یہ احادیثِ مبارکہ پیشاب سے نہ بچنے کے کبیرہ گناہ ہونے میں صریح ہیں، سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ

الباری نے گذشتہ احادیث کا عنوان اس طرح قائم کیا: **بَابٌ مِنَ الْکَبَآئِرِ اَنْ لَّا یَسْتَتِرَ مِنَ الْبَوْلِ** یہ باب اس بیان میں ہے کہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان: ''انہیں کسی بڑی چیز کے سبب عذاب نہیں ہو رہا۔'' کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی ایسے عمل پر عذاب نہیں ہو رہا جو ان پر بڑا تھا یا اگر وہ اسے کرتے تو یہ انہیں مشقت میں ڈال دیتا اور وہ کام پیشاب سے بچنا اور چغل خوری ترک کرنا ہے، یہ مراد نہیں کہ ان دونوں کا گناہ دین کے معاملے میں بڑا نہیں اور ان کا گناہ کم اور آسان ہے۔''

حافظ منذری علیہ رحمۃ اللہ الولی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اسی (مذکورہ) وہم کو زائل کرنے کے لئے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔'' ان احادیثِ مبارکہ میں ہمارے اصحاب کے اس قول پر واضح دلیل موجود ہے: ''چلتے چلتے یا عضوِ تناسل کو کھینچ کر یا کھنکار کر استبراء کرنا واجب ہے۔'' کیونکہ ہر انسان کے لئے استبراء کے طریقے میں ایک عادت ہوتی ہے جس کے بغیر پیشاب کے بچے ہوئے قطرے خارج نہیں ہوتے، لہٰذا ہر انسان کو اپنی عادت کے مطابق استبراء کرنا چاہئے، مگر اس معاملہ میں جڑ سے ابتداء نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ عمل وسوسے پیدا کرتا ہے، اور اگر عضوِ تناسل کو سختی سے دبایا جائے تو یہ نقصان دہ ہے۔

اسی طرح ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ کو دھونے میں مبالغہ سے کام لے اور تھوڑا ڈھیلا کرے تاکہ شرمگاہ کے حلقے کے پردے میں رہ جانے والی نجاست دُھل جائے کیونکہ اعضاء کو ڈھیلا نہ چھوڑنے اور اس جگہ کو دھونے میں مبالغہ سے کام نہ لینے والے اکثر لوگ نجاست ہی کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں وارد اس سخت وعید کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ اس حدیث پاک کا حکم پیشاپ (کی نجاست) سے بڑھ کر پاخانہ (کی نجاست) کے لئے ہے کیونکہ اس میں زیادہ گندگی ہے اور یہ زیادہ بُرا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت ابن ابی زید مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**مَافَعَلَ اللّٰهُ بِکَ** یعنی **اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے بخش دیا گیا۔'' پوچھا گیا کہ ''کس وجہ سے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے اس قول کی وجہ سے جو میں نے استنجاء سے متعلق اپنے رسالے میں لکھا تھا کہ قضائے حاجت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھیلا چھوڑے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بات فرمانے والے پہلے شخص تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انسان جب اپنی مقعد کو

ڈھیلا چھوڑتا ہے تو شرمگاہ کے اندر موجود جھلیاں اور پردے ظاہر ہو جاتے ہیں، لہٰذا جب وہاں پانی پہنچتا ہے تو اس کے اندر موجود نجاست دُھل جاتی ہے جبکہ ایسا کئے بغیر دھونے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا اس پر ایسا کرنا واجب ہے تاکہ تمام ظاہری جلد سے نجاست اور اس کے اثر کے دُھل جانے کا گمان غالب ہو جائے اور جب اسے غالب گمان ہو جائے اور پھر بھی ہاتھوں سے اس کی بدبُو آتی ہوئی محسوس ہو تو اگر محلِ نجاست سے ملنے والے ہاتھ پر اس کا جِرم موجود ہے تو اسے دھونا فرض ہے کیونکہ یہ نجاست کی دلیل ہے اور اگر اس ہاتھ سے بدبُو محسوس نہ ہو مثلاً انگلیوں کے درمیان سے بدبُو آئے یا بدبو محسوس ہونے میں شک ہو تو اس پر فقط ہاتھ دھونا لازم ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ بدبُو ہاتھ کے اس حصے سے آ رہی ہو جو محلِ نجاست سے مس نہ ہوا تھا۔

﷽ ﷽ ﷽

وضو کا بیان

کبیرہ نمبر72: وضو کا کوئی فرض ترک کرنا

{1}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو پانی کے ذریعے انگلیوں میں خلال نہ کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے آگ سے چیر دے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۵۶، ج۲۲، ص۶۴)

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''تم انگلیاں دھونے میں مبالغے سے کام لوگے یا پھر آگ اسے جلانے میں مبالغہ کرے گی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۶۷۴، ج۲، ص۱۰۶)

{3}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''پانچوں انگلیوں کا خلال کرلیا کروتا کہ **اللہ** عزوجل انہیں آگ سے نہ بھردے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۹۲۱۳، ج۹، ص۲۴۷)

{4}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی ایڑیاں نہ دھوئی تھیں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما،الحدیث: ۵۷۳،ص ۱۲۷)

{5}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو کوزوں یعنی لوٹوں سے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ کامل طریقے سے وضو کرو کیونکہ میں نے ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے یا جہنمی کونچوں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ ،باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما،الحدیث:۵۷۵،ص ۱۲۷)

{6}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہنمی ایڑیوں اور تلووں کے لئے ہلاکت ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث:۱۷۷۲۳، ج۶، ص۲۱۵)

{7}......حضرت سیدنا ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پاؤں کا تلوا (یعنی اسے دھوؤ)۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۱۱، ج۲۲، ص۳۶۳)

{8}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کچھ لوگوں کو ملاحظہ فرمایا کہ جن کی ایڑیاں خشک تھیں تو ارشاد

فرمایا: ''جہنمی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے پورا وضو کرو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ ، باب فی اسباغ الوضوء،الحدیث:۹۷،ص ۱۲۲۹)

ناقص وُضو،نماز میں شُبہ پیدا کرتا ہے:

{9 }......سیِّدُ المُبلِّغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز میں سورۂ روم کی تلاوت فرمائی اوراس میں شبہ پیدا ہو گیا تو (نماز مکمل ہونے کے بعد) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''شیطان نے ان لوگوں کی وجہ سے ہم پر قرأت مشتبہ کر دی جو بغیر وضو نماز کے لئے آجاتے ہیں،لہٰذا جب تم نماز کے لئے آیا کرو تو اچھی طرح وضو کر لیا کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،الحدیث:۱۵۸۷۲،ج۵،ص ۳۸۰)

{10 }......ایک اورروایت میں ہے:'' (آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو) ایک آیت میں تردد ہوا تو شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز مکمل فرمانے کے بعد اِرشاد فرمایا: ''ہم پر قراءَت اس لئے مشتبہ ہوگئی کہ تم میں سے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والے کچھ لوگ اچھی طرح وضونہیں کرتے ،لہٰذا جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرلیا کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،الحدیث:۱۵۸۷۴،ج۵،ص ۳۸۰)

{11 }......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ **اللہ** عزوجل کے حکم کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کرلے یعنی جب تک چہرہ، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ،سر کا مسح اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت نہ دھولے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب الطھارۃ سننھا،باب ماجاء فی الوضوء علی ماامر ......الخ،الحدیث: ۴۶۰،ص ۲۴۹)

{12 }......راوی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کے خلال کرنے والے لوگ کتنے اچھے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! خلال کرنے والے لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو وضو کے دوران اور کھانے کے بعد خلال کرتے ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۶۱،ج۴،ص ۱۷۷)

وضو کے خلال سے مراد کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کا خلال کرنا ہے جبکہ **کھانے کا خلال** کھانے کے بعد ہوتا ہے کیونکہ کراماً کاتبین پر اس سے زیادہ گراں کوئی بات نہیں گزرتی کہ ان کا رفیق نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دانتوں کے درمیان کھانے کے ذرات پھنسے ہوئے ہوں۔

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ سے ہاتھ اور پاؤں دھونے کے فرائض میں سے کسی چیز کو ترک کرنے پر سخت وعید ظاہر ہوئی، وضو کے بقیہ فرائض کو بھی اسی پر قیاس کیا جائے تو وہ بھی اس وعید کی بناء پر ان کی طرح کبیرہ گناہوں میں داخل ہو جائیں گے اور یہ نماز کے ترک کو لازم ہے لہٰذا یہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت داخل ہوگا کہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

غسل کا بیان

کبیرہ نمبر73: غسل کا کوئی فرض چھوڑ دینا

{1 }......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے جنابت سے غسل کرتے وقت اپنے جسم سے بال برابر جگہ دھونا چھوڑ دی اس کے ساتھ جہنم میں ایسا ایسا کیا جائے گا۔'' حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''اسی لئے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کرلی ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سر کے بال منڈوائے رکھتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ،باب فی الغسل من الجنابۃ ،الحدیث: ۲۴۹،ص ۱۲۴۰)

{2 }......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الطھارۃ ، ماجاء ان تحت کل شعرۃ جنابۃ،الحدیث:۱۰۶،ص ۱۶۴۳)

{3 }......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے لہٰذا بالوں کو تر کر کے جلد صاف کرلیا کرو۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الطھارۃ ، باب فرض الغسل وفیہ دلالۃ علی ......الخ،الحدیث: ۸۴۹،ج ۱،ص ۲۷)

{4 }......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہر بال پر جنابت ہوتی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند السیدۃ عائشۃ،الحدیث: ۲۴۸۵۱،ج ۹،ص ۲۱)

{5 }......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈرو اور اچھی طرح غسل کیا کرو کیونکہ یہ وہی امانت ہے جسے تم نے اٹھایا ہے اور انہی اسرار میں سے ہے جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۶۴،ج ۲۵،ص ۳۶)

تنبیہ:

اس باب کی ابتدائی احادیثِ مبارکہ میں مذکور وعید کس قدر شدید ہے اسی بناء پر اس گناہ کا کبیرہ گناہوں میں سے ہونا واضح ہو گیا خصوصاً جب آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ غسل کی تکمیل میں کوتاہی سے نماز کا ترک کرنا لازم آتا ہے۔

کبیرہ نمبر74:
بلا ضرورت ستر کھولنا

جیسے حمام میں تہبند وغیرہ سے ستر پوشی کئے بغیر داخل ہونا۔

{1}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دوشخص پاخانہ کرتے وقت باہم سرگوشی نہ کیا کریں اس طرح کہ وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتے ہوں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(سنن ابن ماجه، کتاب الطھارة و سننھا،باب النھی عن الاجتماع علی الخلاء،الحدیث:۳۴۲،ص۴۹۸)

{2}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دو افراد پاخانہ کے لئے اس طرح نہ نکلیں کہ بے پردہ ہوکر باتیں کریں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الطھارة،باب کراھیة الکلام......الخ،الحدیث:۱۵،ص۱۲۲۳)

{3}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''دو افراد پاخانہ کے لئے اس طرح مت جائیں کہ وہ دونوں اپنے ستر کھولے ہوئے بیٹھ کر باتیں کرتے ہوں کیونکہ **اللہ** عزوجل اس بات کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث: ۱۲۶۴،ج۱،ص۳۴۸)

{4}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب دو مرد قضائے حاجت کرنے لگیں تو ایک دوسرے سے چھپ جائیں۔'' (تاریخ بغداد،باب العین، حرف الیاء من آباء العین، الرقم: ۶۵۷۴،ج۱۲،ص۱۲۲)

{5}......رحمت عالم،نور مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ دوسروں سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔'' عرض کی گئی:''جب قوم آپس میں مل کر بیٹھی ہو تو کیا کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اگر تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ تمہاری شرمگاہ کوئی نہ دیکھ سکے تو کوئی نہ دیکھے۔'' عرض کی گئی:''اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو کیا کرے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگوں سے زیادہ اُس سے حیا کی جائے۔'' (سنن ابی داؤد،کتاب الحمام، باب فی التعری،الحدیث:۴۰۱۷،ص۱۵۱۷)

{6}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بے شک **اللہ** عزوجل حیاء والا اور مخفی ہے، حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرنے لگے تو پردہ کرلیا کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب النھی عن التعری،الحدیث:۴۰۱۲،ص۵۱۶)

{7}......حضرت سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہماری شرمگاہیں نظر آئیں۔''

(المستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضوان اللہ،باب مناقب جبار بن صخر رضی اللہ عنه ، الحدیث: ۵۰۳۷،ج۴، ص۲۸)

{8}......حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''مجھے اس بات سے منع کیا گیا کہ میں برہنہ یعنی کپڑوں کے بغیر چلوں۔''

(البحرالزخار،بمسندالبزار،مسند العباس بن عبدالمطلب،الحدیث: ۱۲۹۵،ج۴،ص۱۲۵)

{9}......سرکارابدقرار،شافع روزشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عریانی سے بچتے رہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (یعنی فرشتے) ہوئے ہیں جو صرف پاخانہ کرتے وقت اور آدمی کے اپنی اہلیہ کے پاس جاتے وقت جدا ہوتے ہیں، لہٰذا ان سے حیاء کرواوران کا اکرام کرو۔'' (جامع الترمذی، کتاب الادب ،باب ماجاء فی الاستتارعند الجماع،الحدیث: ۲۸۰۰،ص۱۹۳۳)

{10}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل حیاء والا علم والا اور پوشیدہ ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرلیا کرے اگرچہ دیوار کی آڑ ہی میں ہو۔''

(کنزالعمال، کتاب الطھارۃ،قسم الاقوال،الحدیث: ۲۶۶۰۰،ج۹،ص۱۶۸)

{11}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل حیاء والا ہے حیاء کو پسند فرماتا ہے، مخفی ہے پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرنے لگے تو پردے میں ہو جایا کرے۔''

(مصنف عبدالرزاق،کتاب الطھارۃ، باب ستر الرجل اذا اغتسل،الحدیث: ۱۱۱۱،ج۱،ص۲۲۲)

{12}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! تمہارا رب عزوجل حیاء والا اور کریم ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرلیا کرے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۶۷۰،ج۲۲،ص۲۶۰)

{13}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''پردہ کئے بغیر پانی میں داخل مت ہوا کرو بے شک پانی کی بھی دو آنکھیں ہوتی ہیں۔'' (فردوس الاخبارللدیلمی،باب اللام،الحدیث:۷۵۳۵،ج۲،ص۴۱۴)

{14}......حضرت سیدنا ابن جریج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ کا مزدور ننگا نہا رہا تھا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اللہ عزوجل سے حیاء کرنے والا نہیں پاتا، اپنی مزدوری پکڑ، ہمیں تمہاری کوئی حاجت نہیں۔''

(مصنف عبدالرزاق،کتاب الطھارۃ، باب ستر الرجل اذا اغتسل،الحدیث:۱۱۱۲،ج۱،ص۲۲۳)

عورتوں کا حمام میں جانا منع ہے:

{15}......حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پردہ کئے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان

رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام نہ لے جائے۔''

(سنن النسائی، کتاب الغسل والتیمم، باب الرخصۃ فی دخول الحمام، الحدیث: ۴۰۱، ص ۲۱۱۲)

(جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث: ۲۸۰۱، ص ۱۹۳۳)

{16}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تم پر عجم کی زمین کھول دی جائے گی اور تم وہاں ایسے مکانات پاؤ گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے، اس میں مرد بغیر اِزار کے داخل نہ ہوں اور مریضہ اور نفاس والی عورتوں کے علاوہ دیگر عورتوں کو اس میں داخل ہونے سے منع کر دینا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب الدخول فی الحمام، الحدیث: ۴۰۱۱، ص ۱۵۱۶)

{17}......مروی ہے: ''مردوں اور عورتوں کو حمام میں داخل ہونے سے منع کر دیا گیا تھا پھر مردوں کو اِزار باندھ کر داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی اور عورتوں کو نہ دی گئی۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الادب، باب دخول الحمام، الحدیث: ۳۷۴۹، ص ۲۷۰۰)

{18}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت کی عورتوں پر حمام میں داخل ہونا حرام ہے۔'' (المستدرک، کتاب الادب، باب الحمام حرام علی ......الخ، الحدیث: ۷۸۵۴، ج۵، ص ۴۱۲)

{19}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے، جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور تمہاری جو عورتیں **اللہ** عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں وہ حمام میں ہرگز داخل نہ ہوں۔''

اور یہ بات درست ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس روایت کی بناء پر عورتوں کو حمام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار......الخ، الحدیث: ۱۷۳، ص ۶۸۸)

(المستدرک، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ......الخ، الحدیث: ۷۸۵۳، ج۵، ص ۴۱۱)

{20}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس گھر سے بچتے رہو جسے حمام کہا جاتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''حمام میں نہانا تو مَیل کو دور کرتا اور مریض کو نفع دیتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر جو اس میں داخل ہو وہ پردہ کر لیا کرے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب القسم والنشور، باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث: ۱۴۸۰۵، ج۷، ص ۵۰۴، بدوْن'المریض'')

{21}......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کی ابتداء میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ''سب سے بدترین گھر حمام

ہیں ان میں آوازیں بلند کی جاتی ہیں اور بے پردگی کی جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۹۲۶، ج ۱۱، ص ۲۱)

{22}......حِمص یا شام کی کچھ عورتیں اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے پوچھا: ''کیا تم وہی ہو جن کی عورتیں حمام میں جاتی ہیں؟ میں نے خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کوارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اپنے رب عزوجل کے درمیان کا پردہ پھاڑ ڈالتی ہے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الادب،باب ماجاء فی دخول الحمام، الحدیث:۲۸۰۳،ص ۱۹۳۳)

{23}......ایک اور روایت میں ہے کہ ایسا ہی ایک واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی پیش آیا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے مخاطب ہوئیں تو ارشاد فرمایا: ''(کیا تم وہی عورتیں ہو جو حمام میں جاتی ہو؟) حالانکہ حمام میں حرج ہے؟ میں نے شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کوارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو عورت اپنا لباس اپنے گھر کے علاوہ کہیں اُتارتی ہے اللہ عزوجل اس سے اپنی رحمت کا پردہ ہٹا دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث اُم سلمہ،الحدیث: ۲۶۶۳۱، ج ۱۰، ص ۹۱)

{24}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پردہ کئے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی یا لونڈی کو حمام میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث: ۱۴۶۵۷، ج ۵، ص ۱۰۱)

{25}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حمام کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے (وصالِ ظاہری کے) بعد حمام ہوں گے اور عورتوں کے لئے حمام میں کوئی بھلائی نہیں۔'' پھر انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! عورتیں اِزار پہن کر حمام میں داخل ہوتی ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، اگرچہ ازار، قمیص اور اوڑھنی اوڑھ کر داخل ہوں اور جو عورت اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ اپنی اوڑھنی اتارتی ہے وہ اپنے اور رب عزوجل کے درمیان کا پردہ کھول دیتی ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۳۲۸۶، ج ۲، ص ۲۷۹)

{26}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عنقریب تم ایسے علاقے فتح کرو گے کہ جن میں ایسے گھر ہوں گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا، میری اُمت پر ان میں داخل ہونا حرام ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ تو مرض کو دور کرتے ہیں اور میل کچیل کو صاف کرتے ہیں۔'' تو

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(تو پھر) چادر میں جانا میری اُمت کے مردوں پر حلال اور عورتوں پر حرام ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۷۱، ج ۲۰، ص ۲۸۴)

{27}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں داخل نہ ہو، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں جانے کی اجازت نہ دے، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ شراب نہ پیئے، جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر بھی نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو اور جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں نہ ملے جس سے اس کا محرم ہونے کا رشتہ نہ ہو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۶۲، ج ۱۱، ص ۱۵۳، بتغیرٍ قلیل)

{28}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حمام ایسا گھر ہے جہاں پردہ نہیں ہوتا اور نہ ہی پانی پاک ہوتا ہے، کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کپڑا باندھے بغیر اس میں داخل ہو، مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ اپنی عورتوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (پ۵، النسآء: ۳۴) ترجمۂ کنز الایمان: مرد افسر ہیں عورتوں پر۔

عورتوں کو سکھاؤ اور تسبیح کرنے کا حکم دو۔'' (شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، الحدیث: ۷۷۷۳، ج ۶، ص ۱۵۸)

{29}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حمام بہت ہی برے گھر ہیں ان میں (بیہودہ) آوازیں بلند ہوتی ہیں اور شرمگاہیں ظاہر ہوتی ہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الطھارۃ، قسم الاقوال، فصل فی دخول الحمام، الحدیث: ۲۶۲۱۲، ج ۹، ص ۱۶۹)

{30}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے میری اُمت کے مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حمام میں بغیر چادر کے داخل نہ ہوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تو ہرگز ان میں داخل نہ ہوں۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۲۱۴)

{31}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے برے گھر حمام ہیں کہ ان میں (بیہودہ) آوازیں بلند ہوتی اور شرمگاہیں کھلتی ہیں، لہذا جو ان میں داخل ہو تو وہ بغیر پردے کے داخل نہ ہو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۹۲۶، ج ۱۱، ص ۲۱)

{32}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بغیر پردے کے حمام میں

داخل ہوگا اس پر **اللہ** عزوجل اور ملائکہ کی لعنت ہوگی۔" (جامع الصغیر، الحدیث: ۸۶۶۱، ص ۵۲۵)

{33}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مسلمان مرد جن گھروں میں داخل ہوتا ہے ان میں سب سے اچھا گھر حمام ہے کہ جب وہ اس میں داخل ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل سے جنت کا سوال کرتا ہے اور جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور سب سے برا گھر جس میں مسلمان داخل ہوتا ہے دُلہن کا کمرہ ہے کہ وہ اسے دنیا کی طرف راغب کرتا ہے اور آخرت بھلا دیتا ہے۔" (شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، الحدیث: ۷۷۷۹، ج۶، ص ۱۶۰)

{34}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "سب سے پہلے جو حمام میں داخل ہوئے اور ان کے لئے بال دور کرنے والا پاؤڈر رکھا گیا وہ حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام تھے، جب آپ حمام میں داخل ہوئے اور اس میں گرمی اور غم کو پایا تو فرمایا: "ہائے، **اللہ** عزوجل کے عذاب کی تکلیف! اس سے پہلے کوئی تکلیف نہیں۔"

(شعب الایمان، باب الحیاء، فصل فی الحمام، الحدیث: ۷۷۷۸، ج۶، ص ۱۶۰)

{35}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جب آخری زمانہ آئے گا تو میری اُمت کے مردوں کو پردے کے ساتھ بھی حمام میں جانا حرام ہوگا۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ایسا کس لئے ہوگا؟" تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "کیونکہ وہ ایک ننگی قوم پر داخل ہوں گے، سن لو! **اللہ** عزوجل (دوسروں کا ستر) دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا جا رہا ہو (جبکہ وہ خود دکھاتا ہو تو) دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔" (جامع الاحادیث: الحدیث: ۲۴۸۸، ج۱، ص ۳۶۳)

{36}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ناف اور گھٹنے کے درمیان کی جگہ سِتر (یعنی مرد کے لئے اسے چھپانا فرض) ہے۔"

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب النھی عن ثمن الکلب......الخ، الحدیث: ۶۴۷۷، ج۴، ص ۱

{37}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "مسلمان مرد کا ستر اس کی ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔" (کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ، قسم الاقوال، الفصل الاول، الحدیث: ۱۹۰۹۶، ج۷، ص ۱۳۴)

{38}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "گھٹنوں سے اوپر کا حصہ عورت ہے اور ناف سے نچلا بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے۔"

(سنن الدارقطنی، کتاب الصلوٰۃ، باب الامر بتعلیم الصلوات والضرب......الخ، الحدیث: ۸۷۹، ج۱، ص ۱۸

{39}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مسلمان مرد کی ران اس کے ستر کا

حصہ ہے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۲۱۴۹،ج ۲،ص ۲۷۳)

{40}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنی ران کو چھپا کر رکھو کیونکہ یہ بھی عورت (یعنی چھپانے کی چیز) ہے۔'' (جامع الترمذی،ابواب الأدب،باب ماجاء ان الفخذعورة،الحدیث:۲۷۹۸،ص ۱۹۳۲)

{41}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ:''ران چھپانے کی چیز ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۷۹۵،ص ۱۹۳۲)

{42}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سیدنا جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:''اے جرہد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اپنی ران چھپا لو کیونکہ ران چھپانے کی چیز ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۷۹۸،ص ۱۹۳۲)

(المسند للامام احمدبن حنبل، الحدیث: ۱۵۹۳۲،ج۵،ص ۳۹۵)

{43}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''اپنی ران ظاہر مت کرو اور نہ ہی کسی زندہ یا مردہ کی ران پر نظر ڈالو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز،باب فی ستر المیت عند غسلہ ،الحدیث:۳۱۴۰،ص ۱۴۵۹)

{44}......حضور نبیٔ پاک ، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ:''ایک مرد کا ستر دوسرے مرد کے لئے اسی طرح ہے جس طرح عورت کا ستر مرد کے لئے ہے اور ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے لئے اسی طرح ہے جس طرح عورت کا ستر مرد کے لئے ہے۔''

(المستدرک، کتاب اللباس،باب التشدیدفی کشف العورة،الحدیث:۷۴۳۸،ج۵،ص ۵۳)

تنبیہ 1:

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں بیان کردہ یہ بات کہ''کسی کے سامنے ستر ظاہر کرنا **اللہ** عزوجل کو ناپسند ہے۔''اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ (ستر کھولے بغیر) بات چیت کرنا تو مباح ہے اس پر ناراضگی مرتب نہیں ہوتی اور حمام میں جانے سے متعلق میں نے جو احادیثِ مبارکہ ذکر کی ہیں وہ ہماری بیان کردہ اس بات پر شاہد ہیں کہ مرد کا اپنی بیوی یا کنیز (جو اس کے لئے حلال ہو) کے علاوہ کسی کے سامنے شرمگاہ کھولنا خواہ صغریٰ ہو یا کبریٰ کبیرہ گناہ ہے۔[1]

---

[1] احناف کے نزدیک:''مرد اپنی زوجہ یا باندی کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلاشہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے اسی طرح یہ بھی اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں، ہاں بہتر ہے کہ مقامِ مخصوص کی طرف نظر نہ کرے کہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا ہوتا ہے اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۲،حصہ ۱۶،ص ۵۷)

حضرت سیدنا ابراہیم بن عتبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا فسق مغلظ یعنی دُوگنی برائی ہے اور حمام میں کھولنا اس سے قدرے کم برا ہے۔''

طبقات العبادی میں ہے کہ سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے روایت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حمام میں برہنہ نظر آنے والے شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ ستر پوشی فرض ہے۔''

سیدنا توحیدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے **کتاب البصائر** میں سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے مگر اس میں برہنہ نظر آنے کے بجائے ستر نظر آنے کا ذکر ہے اور یہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک مرتبہ ایسا کرنے پر بھی وہ شخص فاسق کہلائے گا اور یہ معاملہ کبیرہ گناہ ہی کا ہے۔

سیدنا ابن شریح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہم عصر سیدنا حسن بن احمد حداد بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کتاب **ادب القضاء** کی یہ بات بھی اس کے موافق ہے کہ سیدنا ذکریا ساجی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حمام یا نہر میں ستر پوشی کے بغیر داخل ہو اس کی گواہی قبول کرنا جائز نہیں۔''

سیدنا ابوبکر احمد بن عبداللہ بن سختیانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سیدنا مزنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سند سے سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی سے روایت کرتے ہوئے اسے بطور سند ذکر کیا ہے، پھر سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ سیدنا زکریا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: ''یہ بات زیادہ مناسب ہے اگرچہ اس کا ستر دیکھنے والا کوئی نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل مروّت میں سے نہیں۔'' سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان کی رائے کو درست قرار دیا اور فرمایا: ''یہ عمل مروّت کو ساقط کر دیتا ہے اگرچہ تنہائی میں ایسا کرنا گناہ نہیں۔''

سیدنا ابن سراقہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے **اَدَبُ الشَّاھِدْ** میں صراحت کی ہے: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا گواہی کو ساقط کر دیتا ہے۔'' مگر انہوں نے اس میں اس قید کا اضافہ کیا ہے: ''جبکہ وہ بلاضرورت ایسا کرے۔''

فَتَاوٰی الشَّاشِیْ میں ہے: ''حمام میں ستر ظاہر کرنا عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) میں نقص ڈالتا ہے۔'' سیدنا ابن برہان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے ستر ظاہر کرنا عدالت میں نقص ڈالتا ہے تنہائی میں نہیں۔'' مگر شیخین نے **اَلرَّوْضَۃ** میں اور اس کی اصل میں **صَاحِبُ الْعُدَّۃ** نے اسے مطلقاً صغیرہ گناہ قرار دیا ہے، اور سیدنا حناطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا فتویٰ بھی اس کے موافق ہے کہ ''جو شخص حمام میں بغیر ازار کے داخل ہو اور وہ اس طرح کرنے کا عادی ہو جائے تو فاسق ہے۔'' فسق کو تکرار کے ساتھ مقید کرنا اس کے صغیرہ ہونے کی تصریح ہے، بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے خلوت میں ستر کھولنے کے صغیرہ ہونے کو خلوت میں بھی ستر پوشی کے وجوب پر محمول کیا ہے اگرچہ وہ کسی دیکھنے والے کی نظر سے محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے شافعی مذہب میں معتمد بات یہی ہے کہ ستر کھولنا مطلقاً صغیرہ گناہ ہے مگر لوگوں کی موجودگی میں ایسا کرنا مروّت کو کم کر دیتا ہے اور باہمی فخر کی کمی کو واجب کرتا ہے، جس سے شہادت باطل ہو جاتی ہے اور سیدنا حداد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کتاب **اَدَبُ الْقَضَاء** کے حوالے سے اور اس کے بعد جو بات گزری اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا اور کبیرہ گناہ کی تعریف میں کیا گیا کلام بھی اس پر دلالت کرتا ہے، ہمارے اصحاب نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ لوگوں کے سامنے بغیر ضرورت ستر کھولنا کبیرہ گناہ ہے۔

تنبیہ2:

وہ آخری حدیثِ پاک جس میں دیکھنے والے اور دکھانے والے پر لعنت آئی ہے، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ستر کی طرف دیکھنا کبیرہ گناہ ہے اور اسے کھولنا بھی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے اور یہ بات بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ اجنبیہ یا اَمرَد (یعنی خوبصورت لڑکے) کو بغیر حاجت عمداً دیکھنا فسق ہے، اس کے نقصانات کا ذکر عنقریب آئے گا۔

بابُ الحیض (حیض کا بیان)

کبیرہ نمبر75: **حائضہ سے وطی کرنا**

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حیض والی عورت سے ملاپ کرے یا عورت کی پچھلی شرمگاہ میں وطی کرے یا کاہن کے پاس آئے بے شک وہ اس قرآن کا منکر ہے جو (حضرت) محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) پر نازل ہوا۔''

تنبیہ:

زِیَادَۃُ الرَّوْضَۃ میں سیدنا محاملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے نقل کر کے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے، شیخ الاسلام جلال الدین بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ظاہر یہی ہے کہ شیخ محی الدین نے اسے غیر سے نقل نہیں کیا لہٰذا اسے نقل کرنا غریب وشاذ ہے حالانکہ اس کے متعلق حدیثِ پاک وارد ہوئی ہے، پھر مذکورہ حدیثِ پاک ذکر کر کے فرمایا کہ یہ حدیثِ پاک ضعیف الاسناد ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں جیسا کہ سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تاویل کی گنجائش کی صورت میں اس سے کبیرہ گناہ ثابت نہیں ہوتا اور تاویل یہ ہے کہ یہ حکم ان امور کو جائز اور حلال سمجھنے والے کا ہے کیونکہ ان امور کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے، لہٰذا انہیں حلال جاننے والا کافر ہوگا۔''

سیدنا شیخ صلاح الدین علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''حالتِ حیض میں وطی کرنے والے پر بعض احادیثِ مبارکہ میں لعنت وارد ہوئی ہے جبکہ میں اس وقت تک ان پر مطلع نہ ہو سکا مگر ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے **اَلرَّوْضَۃ** اور **اَلْمَجْمُوْع** میں سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے۔

﷽

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

کبیرہ نمبر76: جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا

اللہ عزوجل نے جہنمیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ۝ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ۝ (پ۲۹، المدثر:۴۲تا۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے۔

{1}......سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنے کا فرق ہے۔'' (مسند احمد بن حنبل،الحدیث:۱۵۱۸۵،ج۵،ص۱۹۹)

{2}......سیدنا امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان ،باب بیان اطلاق اسم الکفر......الخ، الحدیث:۲۴۶،ص۶۹۲)

{3}......سیدنا امام ابوداؤد اور سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی روایت اس طرح ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الصلوٰۃ،باب الحکم فی تارک الصلاۃ،الحدیث:۴۶۵،ص۱۱۷)

{4}......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں روایت کیا ہے کہ سیّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ،الحدیث ۲۶۱۸،ص۹۱۶)

{5}......سیدنا امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت یوں ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب اقامۃ الصلوات والسنۃ فیہا ، باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰۃ الحدیث ، ۱۰۷۸ ، ص ۲۵۴۰)

{6}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہمارے اور کفار کے درمیان پہچان نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها،باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰة الحدیث، ۱۰۷۹،ص ۲۵۴۰)

{7}......مَحْبُوْبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔''

(المعجم الاوسط ،الحدیث ۳۳۴۸ ، ج ۲ ، ص ۲۹۹)

{8}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے کفر کیا۔''

(مسندابی یعلی الموصلی،الحدیث ۴۰۸۶،ج۳،ص۳۹۷)

{9}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے اور شرک کے درمیان سوائے نماز ترک کرنے کے کچھ فرق نہیں لہذا جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے شرک کیا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها،باب ماجاء فیمن ترک الصلاة الحدیث، ۱۰۸۰ ، ص ۲۵۴۰)

{10}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام کا تاج اور دین کے قواعد (یعنی بنیادیں) تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ اس کا منکر ہے اور اس کا خون حلال (یعنی قتل جائز) ہے: (۱) **اللہ** عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دینا (۲) فرض نماز اور (۳) رمضان کے روزے۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ، الحدیث ۲۳۴۵ ، ج ۲ ، ص ۳۷۸ بدون"ولا یقبل منه صرف ولا عدل")

{11}......مَحْبُوْبِ رَبُّ الْعِزَّت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ان تینوں (یعنی توحید، فرض نماز اور رمضان کے روزے) میں سے ایک کو چھوڑا وہ **اللہ** عزوجل کا منکر ہوا اور اس کی فرض عبادت قبول ہوگی نہ نفل، بلکہ اس کا خون اور مال حلال ہو گئے۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۲۳۴۵،ج۲،ص۳۷۸،بدون"ولا یقبل منه صرف ولا عدل")

{12}......حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے سات کاموں کی وصیت کی اور ارشاد فرمایا: ''کسی چیز کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا محروم کر دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے، جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا وہ ملت سے خارج ہو جائے گا، نافرمانیوں پر کمر نہ باندھو کیونکہ یہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی والے کام ہیں اور شراب نہ پیئو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔''

{13}......سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: ''سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان نماز چھوڑنے کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھا کرتے تھے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ،الحدیث:۲۶۲۲، ص ۱۹۱۶)

{14}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے اور کفر وایمان کے درمیان فرق نماز ہے،لہذا جس نے اس کو چھوڑا اس نے شرک کیا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الایمان ، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ ،الحدیث:۲۶۲۰ ،۲۶۱۸ ،ص۱۹۱۶ ،بدون"من ترکھافقد أشرک")

{15}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی نماز نہیں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلاۃ ، الترھیب عن ترک الصلاۃ،الحدیث:۱۹۰۹۴ ،ج۷ ، ص۳۳)

{16}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں، جس کی طہارت نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں کیونکہ نماز کا دین میں وہی مقام ہے جو سر کا جسم میں ہے۔''　(المعجم الاوسط ، الحدیث ۲۲۹۲، ج ۱ ، ص ۶۲۲)

{17}......حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے خلیل صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی کہ ''کسی کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے ،فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دیتا ہے اس سے امان اٹھالی جاتی ہے اور شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الاشربة ، باب الخمر مفتاح کل شر، الحدیث ۴۰۳۴، ص ۲۷۲۰)

{18}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھوں کی سیاہی باقی رہنے کے باوجود میری بینائی جاتی رہی تو مجھ سے کہا گیا: ''ہم آپ کا علاج کرتے ہیں کیا آپ کچھ دن نماز چھوڑ سکتے ہیں؟'' تو میں نے کہا: ''نہیں، کیونکہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز چھوڑی تو وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب فرمائے گا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ،باب فی تارک الصلاۃ،الحدیث:۱۶۳۲ ،ج ۲،ص ۶)

{19}......ایک شخص نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جسے میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی کو **اللہ** عزوجل کا شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے یا جلا دیا جائے ،اپنے والدین کی اطاعت

کرو اگر چہ وہ تمہیں مال اور تمہاری ہر چیز سے محروم کر دیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ **اللّٰہ** عزوجل کے ذمۂ کرم سے بری ہو جاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث ۷۹۵۶ ، ج ۶ ، ص ۴۹)

{20}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''**اللّٰہ** عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی ہرگز نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں تمہارے مال اور گھر والوں (یعنی اہل وعیال) سے دور ہو جانے کا حکم دیں، جان بوجھ کر فرض نماز ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے **اللّٰہ** عزوجل کا ذمۂ کرم اس سے اُٹھ جاتا ہے، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ شراب نوشی تمام بدکاریوں کی جڑ ہے، گناہ سے بچتے رہو کیونکہ گناہ **اللّٰہ** عزوجل کی ناراضگی کو حلال کرتا ہے (یعنی اس کا سبب بنتا ہے)، میدان جہاد سے بھاگنے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں اگرچہ لوگوں کو موت آگھیرے مگر تم ثابت قدم رہو، اپنی طاقت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، ادب سکھانے کے لئے ان سے اپنی لاٹھی دور نہ کرو اور **اللّٰہ** عزوجل کے معاملے میں انہیں خوف دلاتے رہو۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الوصایا ، باب وصیة رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم ، الحدیث ۷۱۱۰ ، ج۴ ، ص ۳۹۱)

{21}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بادل والے دن نماز جلدی ادا کر لیا کرو کیونکہ جس نے نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الصلاۃ ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ ، الحدیث ۱۴۶۱ ، ج۳ ، ص ۱۳)

{22}......حضرت سیدتنا اُمیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور عرض کی: ''مجھے کچھ وصیت کریں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگر وہ تمہیں اپنے اہل یعنی بیوی اور دنیوی مال ومتاع سے جدا ہونے کا حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ دو، شراب ہرگز نہ پیؤ کیونکہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے اور جان بوجھ کر ہرگز کوئی نماز ترک نہ کرو کہ جس نے ایسا کیا تو اس سے **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث ۴۷۹ ، ج ۲۴ ، ص ۱۹۰)

{23}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا **اللّٰہ** عزوجل اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ داخل ہوگا۔''

(کنز العمال ، کتاب الصلاۃ ، الترھیب عن ترک الصلاۃ ، الحدیث ۱۹۰۸۶ ، ج۷ ، ص ۳۲)

{24}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز چھوڑی اس نے اپنے اہل وعیال

اور مال کو گھٹا دیا۔'' (کنز العمال ، کتاب الصلاۃ ، الترھیب عن ترک الصلاۃ ، الحدیث ۱۹۰۸۵ ، ج۷، ص ۱۳۲)

{25 }......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے یا پھر میں تم پر ایسے شخص کو بھیجوں گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں مارے گا۔''

(المستدرک ، کتاب الایمان والنذور ، باب من قال انا بری من الاسلام فھو کما قال ، الحدیث ۷۸۸۹، ج۵ ، ص ۲۵

{26 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی کوئی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ،الترھیب من ترک الصلاۃ،الحدیث ۸۱۶،ج ۱،ص ۵۸

{27 }......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ: ''**اللہ** عزوجل نے اسلام میں چار چیزوں کو فرض فرمایا ہے، لہٰذا جو ان میں سے تین پر عمل کرے گا وہ اس کے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ ان سب پر عمل نہ کرے اور وہ نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث ۱۷۸۰۴ ، ج۶، ص ۲۳۶

{28 }......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی **اللہ** عزوجل اس کے عمل برباد کر دے گا اور **اللہ** عزوجل کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا جب تک کہ وہ توبہ کے ذریعے **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں رجوع نہ کرے۔'' (المعجم الکبیر ،الحدیث ۲۳۳،ج ۲۰،ص ۱۱۷ ،مختصراً

{29 }......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے نماز ترک کی اس نے اعلانیہ کفر کیا۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث:۳۳۴۸ ، ج ۲، ص ۲۹۹

{30 }......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۱۳۰۲۳، ج ۱۲، ص ۱۹۶ بدن''لاتترک الصلوٰۃ متعمداً

{31 }......حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے مروی ہے: ''جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلوۃ ،الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا ، الحدیث ۲۱۶۴۹ ،ج۸، ص ۸

{32 }......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ،باب فی تارک الصلوۃ ، الحدیث ۱۶۳۸ ،ج ۲ ،ص۷

{33}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا......الخ، الحدیث ۸۳۲، ج ۱، ص ۲۱)

{34}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا، الحدیث ۲۱۶۴۹، ج ۸، ص ۸)

{35}......حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو وضو نہ کرے اس کی کوئی نماز نہیں۔'' (کنزالعمال، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی فضلھا ووجوبھا، الحدیث ۲۱۶۴۲، ج ۸، ص ۷)

{36}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، الحدیث ۱۴۶۱، ج ۳، ص ۳)

{37}......حضرت سیدنا محمد بن نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے صحیح سند کے ساتھ یہ بات مروی ہے: ''تارکِ نماز کافر ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، الترھیب من ترک الصلاۃ تعمدا......الخ الحدیث ۸۳۴، ج ۱، ص ۲۱)

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے عہد مبارک میں اہلِ علم کی یہی رائے تھی کہ بغیر عذر کے جان بوجھ کر نماز کو اتنا مؤخر کرنے والا کہ نماز کا وقت ہی چلا جائے کافر ہے۔ حضرت سیدنا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''نماز ترک کرنا ایسا کفر ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔''[1]

---

[1] ''بہارِ شریعت'' میں ہے: ''نماز کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۹)

کبیرہ نمبر77: **نماز بلا عذر مقدَّم یامؤخَّر کرنا**

یعنی سفر،مرض یا کسی اور عذر کے بغیر جان بوجھ کرنماز کواس کے وقت سے پہلے یا بعد میں ادا کرنا

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا٥ اِلَّا مَنْ تَابَ (پ۱۶،مریم:۵۹تا۶۰)

ترجمۂ کنز الایمان:توان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اوراپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جوتائب ہوئے۔

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے تھے بلکہ وہ وقت گزار کرنماز پڑھتے تھے۔''

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشادفرماتے ہیں:''وقت گزار کرنماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کردے کہ عصر کا وقت شروع ہوجائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک اور عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوعِ آفتاب تک مؤخر کردے، لہٰذا جو شخص ایسی حالت پر اصرار کرتے ہوئے مرجائے اور توبہ نہ کرے تو **اللہ** عزوجل نے اس کے ساتھ **غَیّ** کا وعدہ فرمایا ہے۔**غَیّ** جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ بہت پست اور عذاب بہت سخت ہے۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۱۹)

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ٥ (پ۲۸،المنافقون:۹)

ترجمۂ کنز الایمان:اے ایمان والوتمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جوایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا قول ہے:''اس آیتِ مبارکہ میں **ذِکْرُ اللہ** سے مراد پانچ نمازیں ہیں، لہٰذا جو اپنے مال مثلاً خرید وفروخت یا پیشے یا اپنی اولاد کی وجہ سے نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے سے غفلت اختیار کرے گا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۲۰)

{1}......اسی لئے سیّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس عمل کے بارے میں حساب لیا جائے گا وہ اس کی نماز ہوگی اگر اس کی نماز درست ہوئی تو وہ نجات وفلاح پاجائے گا

اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ شخص رسوا و برباد ہو جائے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلوٰۃ......الخ ،باب ما جاء ان اوّل ما یحاسب ......الخ،الحدیث :۴۱۳، ص۱۶۸۳ ،مختصراً)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ (پ۳۰،الماعون:۴۔۵)

حضور نبی کریم ، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کو ان کا وقت گزار کر پڑھا کرتے ہوں گے۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۱۹)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (پ۵،النساء:۱۰۳)

{2}......ایک دن مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''جو نماز کی پابندی کرے گا یہ اس کے لئے نور، برہان یعنی رہنما اور نجات ثابت ہوگی اور جو اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ ہی نجات کا کوئی ذریعہ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عبداللہ بن عمرو بن العا ص ، الحدیث ، ۶۵۸۷، ج ۲ ، ص ۵۷۴)

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''بے نمازی کا حشر ان لوگوں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ اگر اسے اس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور اگر اس کی حکومت نے اسے غفلت میں ڈالا تو وہ فرعون کے مشابہ ہے لہٰذا اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا یا اس کی غفلت کا سبب اس کی وزارت ہوگی تو وہ ہامان کے مشابہ ہوا لہٰذا اس کے ساتھ ہوگا یا پھر اس کی تجارت اسے غفلت میں ڈالے گی لہٰذا وہ مکہ کے کافر اُبَیّ بن خلف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔'' (کتاب الکبائر،الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ،ص ۲۱)

{3}......حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے **اللہ** عزوجل کے اس فرمان: ''اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ﴿۵﴾ (پ۳۰،الماعون:۵) ترجمۂ کنز الایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو

اس کا وقت گزار کر پڑھتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ،باب فی من یوخر الصلاۃ عن وقتھا ، الحدیث ۱۸۲۳ ،ج ۲ ،ص ۸۰

{4 }......حضرت سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا: ''آپ کا **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان: ''اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ O(پ۳۰،الماعون:۵) ترجمۂ کنزالایمان: جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔'' کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم میں سے کون ہے جو نماز میں نہ بھولتا ہو؟ ہم میں سے کون ہے جو اپنے آپ سے باتیں نہ کرتا ہو؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد یہ نہیں بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کر دینا ہے۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند سعد بن ابی وقاص ،الحدیث ۷۰۰، ج ۱، ص ۳۰۰

وَیل کیا ہے؟ ویل سے مراد عذاب کی شدت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جہنم میں ایک وادی ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈال دیئے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، یہ ان لوگوں کا ٹھکانا ہو گی جو نماز کو ہلکا جانتے ہیں یا وقت گزار کر پڑھتے ہیں مگر یہ کہ وہ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلیں اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوں۔

{5 }......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی ایک نماز فوت ہوگئی اس کے اہل اور مال میں کمی ہوگئی۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ ،باب الوعیدعلی ترک الصلاۃ،الحدیث ۱۴۶۶ ، ج۳، ص ۱۴

{6 }......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو (ایک وقت میں) جمع کیا بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازے پر آیا۔''

(المستدرک ،کتاب الامامۃ وصلاۃ ......الخ ، باب الزجر عن الجمع ......الخ ،الحدیث ۱۰۵۸ ،ج ۱ ،ص ۶۶۴

{7 }......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔'' (صحیح البخاری ،کتاب مواقیت الصلاۃ ، باب اثم من فاتتہ العصر ، الحدیث ۵۵۲ ، ص ۴۵

حضرت سیدنا ابن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں یہ اضافہ کیا ہے: ''سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس سے مراد وقت کا گزر جانا ہے۔''

{8 }......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نمازوں میں سے ایک نماز ایسی بھی ہے کہ جس سے وہ فوت ہو جائے تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(سنن النسائی، کتاب الصلاۃ،باب صلاۃ العصرفی السفر،الحدیث:۴۸۰، ص ۱۱۸

{9}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک یہ نماز یعنی عصر تم سے پہلی اُمتوں پر پیش کی گئی تو انھوں نے اسے ضائع کر دیا،لہٰذا آج تم میں سے جو اس کی حفاظت کرے گا اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اس نماز کے بعد ستارے ظاہر ہونے تک کوئی نماز نہیں۔''

(صحیح مسلم ،کتاب صلاۃ المسافرین ، باب الاوقات التی نهی عن الصلاۃ ......الخ الحدیث ۱۹۲۷ ، ص ۴۰۷)

{10}......صاحبِ معطر پسینہ،باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے نمازِ عصر ترک کی تو اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

(صحیح البخاری ،کتاب مواقیت الصلاه ، باب من ترک العصر ، الحدیث ۵۵۳ ، ص ۴۵)

{11}......نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے نمازِ عصر جان بوجھ کر چھوڑی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی تو اس کا عمل ضائع ہوگیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث بریدۃ الاسلمی ، الحدیث۲۳۱۰۷ ، ج ۹ ، ص ۳۱،بتغیرٍقلیل)

{12}......دوجہاں کے تاجْوَر،سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے نمازِ عصر میں بلا عذر تاخیر کی یہاں تک کہ سورج چھپ گیا تو اس کا عمل برباد ہوگیا۔''

(مصنف ابن ابی شیبه ، کتاب الصلاۃ ، باب فی التفریط فی الصلاۃ ، الحدیث ۲۷،ج ۱ ، ص۳۷۷)

{13}......سرکارِ والا تَبار،ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے کسی کے اہل اور مال میں کمی کر دی جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کی نمازِ عصر فوت ہو جائے۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب الصلاۃ ، باب وقت صلاۃ العصر ، الحدیث ۱۷۱۵ ، ج ۲ ، ص ۵۰)

{14}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار بِاِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس نے جان بوجھ کر نمازِ عصر میں اتنی تاخیر کی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،المسند عبداللہ بن عمر الخ ،الحدیث ۵۴۶۸ ، ج ۲ ، ص ۲۶۸)

{15}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحْبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جس کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل اور مال میں کمی کر دی گئی۔''

(السنن الکبری للبیهقی،کتاب الصلاه ، باب کراهیة تاخیر العصر، الحدیث:۲۰۹۵،ج ۱ ، ص۵۳)

{16}......حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ ابد قرار،شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اکثر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کرتے:''کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' راوی کہتے ہیں کہ''جس کو

اللّٰہ عزوجل چاہتا وہ اپنا خواب بیان کر دیتا۔'' چنانچہ ایک صبح آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے، انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: ''چلیں۔'' میں ان کے ساتھ چل دیا، ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا شخص اس کے قریب پتھر لئے کھڑا تھا، وہ اس کے سر پر پتھر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا پھر وہ پتھر لُڑھک کر دور جا گرتا اور وہ شخص پتھر اٹھانے کے لئے چلا جاتا اس کے لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح درست ہو جاتا، پھر وہ واپس آ کر اس کے سر پر اسی طرح پتھر مارتا جس طرح پہلی دفعہ مارا تھا،

میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا ''**سُبْحَانَ اللّٰہ !** یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے، پھر ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص اس کے پاس کھڑا تھا اور آنکس (یعنی لوہے کا ایسا راڈ جس کا ایک سرا قدرے مڑا ہوتا ہے) کے ذریعے اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیر دیتا تھا۔'' ابو عوف کہتے ہیں کہ کبھی ابو رجاء یوں بیان کرتے: ''وہ چیر کر دوسری جانب چلا جاتا اور وہاں بھی ایسا ہی کرتا جیسا پہلی طرف کیا تھا جب وہ ایک جانب چیر کر فارغ ہوتا تو دوسری جانب پہلے کی طرح درست ہو چکی ہوتی، پھر وہ دوبارہ ویسے ہی کرتا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

میں نے پھر کہا: ''**سُبْحَانَ اللّٰہ !** یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''اور آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ تنور جیسی ایک چیز کے پاس پہنچے۔'' راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا: ''اس میں سے شور و غل کی آوازیں آ رہی تھیں، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں نظر آئیں جب انہیں نیچے سے آگ کی لپٹ پہنچتی تو چیخنے چلانے لگتے۔

میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''مزید آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے یہاں تک کہ ہم ایک نہر پر پہنچے۔'' راوی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا تھا: ''وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی، نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ دوسرا شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اور اس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے، جب وہ اندر والا تیرتا ہوا اس شخص کے قریب آتا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے تو آ کر اپنا منہ کھول دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور وہ تیرتا ہوا واپس چلا جاتا اور جب واپس لوٹ کر آتا تو اسی طرح یہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔''

میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''مزید آگے چلیں۔'' تو ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک نہایت ہی بدصورت آدمی کے پاس پہنچے اتنا بدصورت کہ تم نے کبھی دیکھا نہ ہو، اس کے پاس آگ تھی جسے وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا۔

میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم آگے چلیں۔'' ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک باغ میں پہنچے اس میں موسمِ بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے، باغ کے درمیان ایک دراز قد شخص کھڑا تھا، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اس کی بلندی کے باعث میں اس کا سر نہ دیکھ سکا، اس شخص کے گرد اتنے بچے تھے جتنے میں نے کسی کے نہیں دیکھے۔

میں نے پوچھا: ''یہ شخص کون ہے اور یہ بچے کون ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''آگے چلیں۔'' لہٰذا ہم چل دیئے پھر ہم ایک اتنے بڑے باغ میں پہنچے جتنا بڑا اور خوبصورت کوئی باغ میں نے نہیں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا: ''اس پر چڑھیں۔'' چنانچہ ہم اس پر چڑھ گئے تو ہمیں ایک شہر نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی، جب ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اسے کھولنے کے لئے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ایسے لوگوں سے ملے جن کا نصف بدن تو اتنا خوبصورت تھا جتنا تم نے نہ دیکھا ہو اور نصف اتنا بدصورت کہ جتنا تم نے نہ دیکھا ہو، ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا: ''جاؤ اور اس نہر میں کُود پڑو۔'' وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی بالکل سفید تھا وہ لوگ جا کر اس نہر میں کود پڑے، پھر جب وہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو ان کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور وہ خوبصورت ہو گئے تھے۔

ان فرشتوں نے مجھ سے کہا: ''یہ باغِ عدن ہے اور یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مکان ہے۔'' میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ سفید ابر یعنی بادل کی طرح تھا، میں نے ان سے کہا: ''**اللہ** عزوجل تمہیں برکت دے مجھے اس کے اندر جانے دو۔'' انہوں نے جواب دیا: ''ابھی نہیں، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔''

پھر میں نے ان سے کہا: ''رات بھر میں نے جو عجیب چیزیں دیکھیں وہ کیا ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''ہم ابھی عرض کئے دیتے ہیں، جس پہلے شخص کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن پڑھ کر بھلانے والا اور نماز کے وقت سو جانے والا تھا، وہ شخص جس کے پاس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پہنچے تو اس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جو صبح گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں گھڑتا اور انہیں دنیا بھر میں پھیلا دیتا، وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور سے مشابہ جگہ میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں، وہ شخص کہ جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے پاس پہنچے تو وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جا رہے تھے وہ سود خور تھا، اور وہ ہیبت ناک صورت والا شخص جو آگ کے قریب تھا اور اسے بھڑکا کر اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ داروغۂ جہنم (یعنی جہنم پر مقرر فرشتے) حضرت **مالک** علیہ السلام تھے اور بلند قامت آدمی جو باغ میں تھے وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ فطرتِ اسلامیہ پر فوت ہونے والے تھے۔''

راوی کا بیان ہے کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور مشرکین کے

بچے ؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مشرکین کے بچے بھی۔'' اور وہ لوگ جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدصورت تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے یعنی اچھے عمل بھی کئے اور برے بھی تو **اللہ** عزوجل نے ان سے درگزر فرمایا۔'' (صحیح البخاری ،کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیابعد صلاۃ الصبح، الحدیث ۷۰۴۷ ، ص ۵۸۸)

{17 }......ایک اور روایت میں ہے: پھر شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا جب بھی انہیں کچلا جاتا وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں کوئی سستی نہ برتی جاتی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے ہیں۔'' (مجمع الزوائد ، کتاب الایمان ،باب منه فی الاسر ی ، الحدیث ۲۳۵ ، ج ۱ ،ص ۲۳۶)

{18 }......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام نے نماز کی تعلیم دی تو جس کا دل نماز کے لئے فارغ ہوا اور اس نے اس کے حقوق، وقت اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ پابندی کی تو وہی (کامل) مؤمن ہے۔''

(کنز العمال ،کتاب الصلاۃ ، الفصل الاول ، الحدیث ۱۸۸۶۲، ج۷ ، ص ۱۱۳)

{19 }......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے ''میں نے تمہاری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور خود سے عہد کیا کہ جس نے انہیں ان کے اوقات میں ادا کیا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے ان کی حفاظت نہ کی اس کا میرے پاس کوئی عہد نہیں۔''

(سنن ابن ماجه ،ابو اب اقامة الصلوات ، باب ماجاء فی فر ض الصلوات الخمس......الخ الحدیث:۱۴۰۳،ص ۲۵۶۱)

{20 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''جس نے جان لیا کہ نماز لازمی حق ہے اور پھر اسے ادا بھی کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عثمان بن عفان،الحدیث ۴۲۳، ج ۱ ، ص ۱۳۲)

{21 }......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہو گیا اگر اس کے فرائض میں کمی ہوئی تو رب عزوجل ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو جس کے ذریعے تم اس کے فرض کی کمی کو پورا کر سکو۔'' پھر تمام اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔''

(جامع الترمذی ، ابو اب الصلاۃ ......الخ،باب ماجاء ان اول مایحاسب ،......الخ الحدیث:۴۱۳،ص ۱۶۸۳)

{22 }...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس کا حساب ہوگا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان جس کا فیصلہ ہوگا وہ خون

(یعنی قتل) ہے۔'' (سنن النسائی ، کتاب المحاربۃ ، باب تعظیم الدم ، الحدیث ۳۹۹۶ ، ص ۲۳۴۹)

بروزِ قیامت فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی:

{23}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندے کا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا وہ نماز ہے، اگر وہ مکمل ہوئی تو اس کے لئے کامل ہونا لکھ دیا جائے گا اور اگر وہ مکمل نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: ''ذرا دیکھو تو کیا تم میرے بندے کے پاس نوافل پاتے ہو؟'' لہٰذا وہ اس بندے کے فرائض کو اس کے نوافل سے مکمل فرما دیں گے، پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا اور اس کے بعد بقیہ اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔'' (سنن النسائی، کتاب الصلاۃ ،باب المحاسبۃ علی الصلاۃ ،الحدیث ۴۶۷،ص ۲۱۱۷ بتغیرٍ قلیلٍ)

{24}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر وہ کامل ہوئی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر مکمل نہ ہوئی تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا: کیا تم میرے بندے کے پاس کوئی نفل پاتے ہو۔ تو وہ اس کے فرائض کو اس کے نوافل کے ذریعے پورا کر دیں گے پھر اسی طرح زکوٰۃ اور دیگر اعمال کا حساب لیا جائے گا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاہ ، باب قول النبی علیہ السلام کل صلاۃ......الخ ،الحدیث ۸۶۴، ص ۱۲۸۷ ،''مختصراً'')

{25}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ یہ کہ اس کی نماز دیکھی جائے گی اگر وہ صحیح ہوگی تو وہ نجات پا جائے گا اور اگر وہ صحیح نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث ، ۳۷۸۲ ، ج ۳ ، ص ۳۲)

{26}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر وہ صحیح ہوئی تو بقیہ سارے اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر صحیح نہ ہوئی تو بقیہ سارے بھی برباد ہو جائیں گے پھر **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''دیکھو کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفلی عبادت بھی ہے؟'' تو اگر اس کے پاس نفل ہوئے تو ان سے فرضوں کو پورا کر دے گا اور پھر اس کے بعد **اللہ** عزوجل کی رحمت سے دوسرے فرائض کا حساب ہوتا رہے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الصلاۃ ، قسم الاقوال،باب فی فضل الصلوۃ وجوبھا،الفصل الاول،الحدیث:۱۸۸۸۴ ،ج۷،ص ۱۵)

{27}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن بندوں سے ان کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا، تو **اللہ** عزوجل اپنے فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے:

''میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا یہ مکمل ہے یا ناقص؟ اگر وہ کامل ہوگی تو کامل لکھ دی جائے گی اور اگر اس نے اس میں کچھ کوتاہی کی ہوگی تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے کے نوافل دیکھو اگر اس کے پاس کچھ نوافل ہوں تو ان سے اس کے فرائض کو پورا کردو۔'' پھر اسی طرح بقیہ اعمال کا بھی حساب ہوگا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ ، باب قول النبی کل صلاۃ ......الخ ، الحدیث ۸۶۴، ص ۱۲۸۷)

{28}......سیِّدُ المُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میرے پاس **اللہ** عزوجل کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ''میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں ان کے وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے گا تو اسے جنت میں داخل کرنا میرے ذمۂ کرم پر ہے اور جو ان میں سے کسی چیز میں کوتاہی کر کے مجھ سے ملے گا اس کے لئے میرے ذمۂ کرم پر کچھ نہیں، اگر میں چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا اور اگر چاہوں گا تو اس پر رحم فرماؤں گا۔''

(کنز العمال ، کتاب الصلاۃ ، الحدیث ۱۸۸۷۶ ، ج۷ ، ص ۱۱۴)

{29}......شَفِیعُ المذنبین ، اَنیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز کے لئے میزان مقرر ہوگی جس نے اسے پورا کیا وہ پورا بدلہ لے گا۔''

(شعب الایمان ، باب فی الصلوات/ تحسین الصلاۃ و الاکثار منھا ، الحدیث: ۳۱۵۱، ج۳، ص۱۴۷)

{30}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے، صدقہ اس کی کمر توڑتا ہے اور **اللہ** عزوجل کے لئے محبت اور علم کے معاملے میں مودّت اس کی دم کاٹ دیتی ہے، لہٰذا جب تم یہ (اعمال) کرتے ہو تو وہ تم سے اس قدر دور ہو جاتا ہے جیسے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ اس کے غروب ہونے کی جگہ سے دور ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، حرف باب الصاد، الحدیث: ۳۶۱۵، ج۲ ، ص ۳۰)

{31}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈرو، اپنی پانچ نمازیں ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اس کی پیروی کرو اپنے رب عزوجل کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(جامع الترمذی ، ابواب السفر، باب منہ، الحدیث ۶۱۶، ص ۱۷۰۶)

{32}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے پھر والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور پھر راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنا ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب المواقیت الصلاۃ ، باب فضل الصلاۃ لوقتھا ، الحدیث ۵۲۸، ص ۴۴)

{33}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اسلام کا کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پسند ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا اور جو شخص نماز چھوڑ دے اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب الترغیب فی حفظ وقت الصلاۃ ......الخ، الحدیث: ۳۱۶۵، ج ۲، ص ۳۰۴، مختصراً)

{34}...... جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا تو ان سے کہا گیا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! نماز (کا وقت ہے)۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک نعمت ہے اور جس نے نماز کو ضائع کیا اس کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃفی ترک الصلوٰۃ، ص ۲۲، ''نعمۃ'' بدلہ ''نعم'')

{35}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ اوّل وقت میں نماز ادا کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوجاتی ہے اور عرش تک اس کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اس نمازی کے لئے استغفار کرتی رہتی ہے اور اس سے کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تیری اسی طرح حفاظت فرمائے جس طرح تُو نے میری حفاظت فرمائی۔'' اور جب بندہ وقت گزار کر نماز پڑھتا ہے تو وہ تاریکی میں ڈوب کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے پھر جب وہ آسمان پر پہنچ جاتی ہے تو بوسیدہ کپڑے میں لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الحدیث ۱۹۲۶۳، ج ۷، ص ۱۴۷، بتغیرٍ قلیلٍ)

{36}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا۔

اور ان میں اس شخص کا ذکر فرمایا جو وقت گزار کر نماز پڑھتا ہے۔

{37}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو نماز کی پابندی کرے گا اللہ عزوجل پانچ باتوں کے ساتھ اس کا اکرام فرمائے گا: (۱) اس سے تنگی اور (۲) قبر کا عذاب دور فرمائے گا (۳) اللہ عزوجل نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا (۴) وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا اور (۵) جنت میں بغیر حساب داخل ہوگا اور جو نماز کو سستی کی وجہ سے چھوڑے گا اللہ عزوجل اسے پندرہ سزائیں دے گا: پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں: (۱) اس کی عمر سے برکت ختم کر دی جائے گی (۲) اس کے چہرے سے صالحین کی علامت مٹا دی جائے گی (۳) **اللہ** عزوجل اسے کسی عمل پر ثواب نہ دے گا (۴) اس کی کوئی دعا آسمان تک نہ پہنچے گی اور (۵) صالحین کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

موت کے وقت دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) وہ ذلیل ہو کر مرے گا (۲) بھوکا مرے گا اور (۳) پیاسا مرے گا اگرچہ اسے دنیا بھر کے سمندر پلا دیئے جائیں پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

بے نمازی کو قبر میں دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی (۲) اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی پھر وہ دن رات انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا اور (۳) قبر میں اس پر ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع** ہے، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی جبکہ ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت تک ہوگی، وہ میت سے کلام کرتے ہوئے کہے گا: ''میں **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع** یعنی گنجا سانپ ہوں۔'' اس کی آواز کڑک دار بجلی کی سی ہوگی، وہ کہے گا: ''میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ نمازِ فجر ضائع کرنے پر طلوعِ آفتاب کے بعد تک مارتا رہوں اور نمازِ ظہر ضائع کرنے پر عصر تک مارتا رہوں اور نمازِ عصر ضائع کرنے پر مغرب تک مارتا رہوں اور نمازِ مغرب ضائع کرنے پر عشاء تک مارتا رہوں اور نمازِ عشاء ضائع کرنے پر فجر تک مارتا رہوں۔'' جب بھی وہ اسے مارے گا تو وہ 70 ہاتھ تک زمین میں دھنس جائے گا اور وہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔

قبر سے نکلتے وقت میدانِ محشر میں ملنے والی سزائیں: (۱) وہ حساب کی سختی (۲) ربِّ قہار عزوجل کی ناراضگی اور (۳) جہنم میں داخلہ ہیں۔'' (کتاب الکبائر للامام الحافظ الذہبی، فصل فی المحافظة علی الصلوات و التہاون بہا، ص ۲۴)

وضاحت: اس حدیثِ پاک میں عدد کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ 15 کے عدد کو پورا نہیں کرتی کیونکہ تفصیل 14 سزاؤں کی بیان ہوئی ہے شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے۔

{38}......ایک اور روایت میں ہے: ''جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے چہرے پر **تین سطریں** لکھی ہوں گی: (۱) اے **اللہ** عزوجل کا حق ضائع کرنے والے (۲) اے **اللہ** عزوجل کے غضب کے ساتھ مخصوص اور (۳) جس طرح تُو نے دنیا میں **اللہ** عزوجل کا حق ضائع کیا تو آج تو بھی **اللہ** عزوجل کی رحمت سے مایوس ہو جا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵)

{39}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک شخص کو **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں لا کر کھڑا کیا جائے گا، **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں لیجانے کا حکم فرمائے گا تو وہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! کس جرم کی

سزائیں؟'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''نماز کو ان کے اوقات سے مؤخر کرنے اور میرے نام کی جھوٹی قسمیں کھانے کی وجہ سے۔'' (المرجع السابق،ص ۲۵)

{40}......بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک دن اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ''دعا کرو، اے **اللہ** عزوجل! ہم میں سے کسی کو بد بخت اور محروم نہ رہنے دے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو محروم اور بد بخت کون ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز چھوڑنے والا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۵)

{41}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جسے **لَمْلَمْ** کہا جاتا ہے، اس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ جتنا ہے، اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جتنی ہے، جب وہ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر 70 سال تک اس کے جسم میں جوش مارتا رہے گا پھر اس کا گوشت گل کر ہڈی سے الگ ہو جائے گا۔'' (المرجع السابق،ص ۲۶)

{42}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک عورت نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے اور میں **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ بھی کر چکی ہوں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ میرا گناہ معاف فرما کر میری توبہ قبول فرمالے۔'' حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے دریافت فرمایا: ''تیرا گناہ کیا ہے؟'' تو وہ بولی: ''میں نے زنا کیا پھر اس سے جو بچہ پیدا ہوا میں نے اسے قتل کر دیا۔'' اس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا: ''اے بدکار عورت! یہاں سے چلی جا، کہیں آسمان سے آگ نازل نہ ہو جائے، اور تیری بدعملی کے سبب ہم بھی اس کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔'' وہ عورت شکستہ دل لئے وہاں سے جانے لگی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی: ''اے موسیٰ علیہ السلام آپ کا رب عزوجل آپ سے ارشاد فرماتا ہے کہ ''آپ نے اس توبہ کرنے والی عورت کو واپس کیوں لوٹا دیا؟ کیا آپ نے اس سے بدتر کسی کو نہ پایا؟'' تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جبرائیل! اس سے بدتر کون ہوگا؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''**جو جان بوجھ کر نماز ترک کر دے۔**'' (کتاب الکبائر،ص ۲۶)

سلف صالحین میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ان کی بہن کا انتقال ہو گیا جب وہ اسے دفنانے لگے تو ان کی پوٹلی جس میں کچھ پونجی جمع تھی قبر میں گر گئی، دفنا کر لوٹنے تک وہ اس سے بے خبر رہے، جب واپس لوٹ آئے تو انہیں یاد

آیا، وہ اس کی قبر پر آئے اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اسے کھودنے لگے، انہوں نے قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو مٹی ڈال کر روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی ''اے امی جان! مجھے میری بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟'' والدہ صاحبہ نے کہا! ''تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ''امی جان میں نے اس کی قبر پر دہکتی ہوئی آگ دیکھی ہے۔'' یہ سن کر وہ روتے ہوئے بولی: ''بیٹا! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور اسے وقت گزار کر پڑھا کرتی تھی۔''

جب وقت گزار کر نماز پڑھنے کا یہ حال ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ ہم **اللہ** عزوجل سے تمام آداب وکمالات اور وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق مانگتے ہیں بے شک وہ جواد وکریم اور رءُوف ورحیم ہے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) (المرجع السابق، ص ٢٦)

تنبیہات

تنبیہ 1:

نماز نہ پڑھنے یا بلا عذر اسے وقت سے پہلے یا وقت گزار کر پڑھنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس کی وجہ شیخین کا وہ قول ہے جسے انہوں نے **صَاحِبُ الْعُدَّة** سے نقل کر کے برقرار رکھا اور ''**اَلْاَنْوَار**'' میں جو ''دہرائے بغیر'' کی قید کا اضافہ کیا گیا ہے (یعنی اس وقت گناہ کبیرہ ہے جبکہ نماز نہ دہرائے) وہ اپنے محل میں نہیں کیونکہ قبل ادا کرنے کی صورت میں وہ جان بوجھ کر دین سے مذاق کرنے والا ہوگا اگرچہ وقت میں اعادہ بھی کر لے، جبکہ ''**اَلْاِسْنَوِی**'' کا یہ قول کہ شیخین کا نماز کو وقت سے مقدم کرنے کا قول تحقیق شدہ نہیں کیونکہ اگر وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس میں کوئی کلام نہیں اور اگر وہ جانتا ہو کہ ایسا کرنا منع ہے تو اس کی نماز فاسد ہے اور ایسی صورت میں اگر اس نے وقت میں نماز پڑھی تو اس کا یہ عمل حرام ہے کیونکہ اس نے فاسد طور پر نماز ادا کی، لہٰذا اس کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اس شاذ و نادر صورت پر اقتصار نہیں کرنا چاہئے، اگر اس نے وقت پر نماز ادا نہ کی تو تاخیر اور فاسد نماز کے سبب گناہ گار ہوگا اور یہ بات بھی اپنے محل میں نہیں۔

اسی لئے سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے جو بات ذکر کی ہے وہ ایسی بے تکی بات ہے جس پر اضافہ کی گنجائش نہیں **صَاحِبُ الْعُدَّة** وغیرہ کے نماز کو وقت سے مقدم کرنے (کے قول) سے مراد یہ ہے کہ وہ وقت کے داخل نہ ہونے کو جاننے کے باوجود نماز کو وقت سے مقدم کر کے ادا کرے اور ایسا کرنا جائز نہیں یہ وہ بات تھی جس کا تقاضا ائمہ کرام رحمہم اللہ

تعالیٰ کے ایک گروہ کا کلام کرتا ہے اور اس میں کوئی نزاع نہیں اور بلاشبہ یہ عمل کبیرہ گناہ اور دین سے ہنسی مذاق کرنا ہے خواہ اس نے بعد میں نماز کی قضا کی ہو یا نہ کی ہو۔

اور ''**اَلتَّھْذِیْب**'' میں جو ایک وجہ بیان کی گئی ہے وہ ضعیف ہے کہ ایک ضعیف حکایت ہے: ''ایک مرتبہ نماز کو اتنی دیر تک ادا نہ کرنا کہ اس کا وقت گزر جائے کبیرہ گناہ نہیں اور اس عمل سے گواہی اسی وقت مردود ہوگی جبکہ وہ اسے عادت بنالے۔''

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر کوئی اس کی عادت بنالے تو یہ زیادہ برا ہے اور اگر کسی نے نماز پڑھی مگر اس کے خشوع کا حق ادا نہ کیا مثلاً اِدھر اُدھر متوجہ رہا یا اپنی انگلیاں چٹخاتا رہا یا لوگوں کی باتیں توجہ سے سنیں یا پتھر ہٹائے یا داڑھی کو بار بار چھوتا رہا تو (نماز میں) یہ اعمال صغیرہ گناہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''امام حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اعمال کے مکروہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔'' اسے ان کے قول کی طرف پھیرنا زیادہ مناسب ہے، یہ بات خشوع کے اسباب کے زیادہ موافق ہے لہٰذا خشوع کے منافی ہر بات کا یہی حکم ہے تاکہ نماز کا کوئی حصہ حرام نہ ہو جبکہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت ہے لہٰذا ان میں سے کوئی عمل حرام نہیں۔

تنبیہ 2: نماز ترک کرنا کفر ہے یا نہیں؟

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بے نمازی کے کافر ہونے کے بارے میں اختلاف ہے اور گزشتہ کئی احادیثِ مبارکہ میں بے نمازی کے کفر، شرک اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہونے کی تصریح کی گئی ہے مثلاً ''بے نمازی سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمۂ کرم اُٹھ گیا، اس کے اعمال برباد ہو گئے، اس کا کوئی دین نہیں اور اس کا کوئی ایمان نہیں وغیرہ وغیرہ۔'' بہت سے صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان احادیثِ مبارکہ کے ظاہری معنی کو اختیار کیا اور فرمایا: ''جو شخص جان بوجھ کر نماز کو اتنی دیر تک مؤخر کرے کہ نماز کا پورا وقت گزر جائے وہ کافر ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔''

بے نمازی کے کفر کے قائل صحابہ کرام علیہم الرضوان:

جو صحابہ کرام علیہم الرضوان بے نمازی کے کفر اور اس کے قتل کے جائز ہونے کے قائل ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بے نمازی کے کفر کے قائل ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ:

غیر صحابہ میں جو ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بے نمازی کے کفر اور اس کے قتل کے جائز ہونے کے قائل ہیں ان میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدنا عبداللہ بن مبارک، سیدنا امام نخعی، سیدنا حکم بن عیینہ، سیدنا ایوب سختیانی، سیدنا ابوداؤد طیالسی، سیدنا ابوبکر بن شیبہ، اور حضرت سیدنا زہیر بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ شامل ہیں۔''[1]

ابن حزم[2] سے منقول ہے، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے: ''جس نے جان بوجھ کر ایک فرض نماز ترک کی یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا وہ کافر و مرتد ہے۔'' اور ہم ان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو اس بات کا مخالف نہیں پاتے۔''

سیدنا محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات صحیح سند کے ساتھ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مروی ہے کہ ''نماز کا تارک کافر ہے۔'' اور شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار،

---

[1] احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''''نماز کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۹)

[2] ابن حزم کے متعلق حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''تعارف'' میں حافظ ابن حجر ہیتمی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی کتاب (کف الرعاع ہامش الزواجر، ج ۱، ص ۱۴۵) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''ائمہ نے ''ابن حزم'' کی تذلیل کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن حزم کی بہت سی بے تکی باتیں ہیں اور امور قبیحہ ہیں۔ جو ان کی سختی (طبیعت) اور ظواہر پر جمود کی وجہ سے پیدا ہوئیں اسی لئے محققین نے فرمایا: ابن حزم (کی بات) کا کوئی وزن نہیں اور نہ اس کے کلام کی طرف نظر کی جائے گی اور نہ اس کے خلاف پر (جو اہل سنت سے کیا) کوئی اعتبار و اعتماد کیا جائے گا۔'' (تعارف'' چندمفسرین و محدثین کا'' ص ۹)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن ابن حزم اور اس کے عقائد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''وہابیہ کا ایک پرانا امام ''ابن حزم'' غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ملل ونحل میں کہتا ہے: اِنَّـهُ تَعَـالٰی قَادِرٌ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا اِذْ لَوْلَمْ یَقْدِرْ لَکَانَ عَاجِزًا (یعنی، بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا) معاذاللہ عزوجل (یعنی اللہ عزوجل کی پناہ)

(فتاوی رضویه، رساله دامان باغ سبحان السبوح، ج ۱۵، ص ۴۶۰)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''حضرات مبتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر (اسماعیل دہلوی) سے پہلے ان کے مقتدا ''ابن حزم'' فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پسِ پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ ''اِنَّـهُ تَعَالٰی قَادِرٌ، الخ ......'' (یعنی اللہ عزوجل اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا) تَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنی ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے (فتاوی رضویه، رساله سبحان السبوح، ج ۱۵، ص ۳۶۵)

باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مقدس زمانے سے اہلِ علم کی یہی رائے رہی ہے کہ جو نماز کو بغیر کسی عذر کے اتنی دیر تک مؤخر کر کے ادا کرے کہ وقت گزر جائے، کافر ہے۔''

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف:

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بعض دوسرے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اگرچہ بے نمازی کے عدمِ کفر کے قائل ہیں جبکہ وہ نماز چھوڑنے کو حلال نہ سمجھتا ہو مگر آپ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ''ایک نماز کے ترک کی وجہ سے بھی اسے قتل کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اسے نماز کا حکم دیا گیا لیکن اس نے اس کو اتنا مؤخر کر دیا کہ وقت ہی گزر گیا اور اس نے نماز نہ ادا کی، پھر اسے دوبارہ نماز کے لئے کہا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو تلوار کے ساتھ اس کی گردن ماردی جائے گی۔'' (احناف کے نزدیک ''قید کیا جائے گا'')

تنبیہ3:

{43}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے (یعنی جب سمجھدار) ہو جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر مارو جبکہ وہ 10 سال کے ہوں اور ان کے بچھونے علیحدہ کر دو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، الحدیث:۴۹۵، ص ۱۲۵۹)

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ پاک بے نمازی کی سخت عقوبت پر دلالت کرتی ہے جبکہ وہ اسے کثرت سے چھوڑتا ہو، سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے بعض اصحاب اس حدیثِ پاک سے بے نمازی کے قتل پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب نابالغ نماز نہ پڑھنے پر پٹائی کا مستحق ہے تو ثابت ہوا کہ بالغ ہونے کے بعد وہ ایسی عقوبت کا مستحق ہے جو پٹائی سے سخت تر ہو اور پٹائی کے بعد قتل سے زیادہ سخت کوئی سزا نہیں۔''

اس میں بھی وہی اعتراض ہے جو پچھلے کلام میں تھا اور بے نمازی کے قتل کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ تمام انبیاء، ملائکہ اور مؤمنین کا مجرم ہے کیونکہ نماز میں اس پر یہ کلمات کہنا لازم ہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ یعنی سلامتی ہو ہم پر اور **اللہ** عزوجل کے نیک بندوں پر۔''

{44}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب یہ کلمات (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ) کہتا ہے تو یہ زمین و آسمان کے ہر نیک بندے تک پہنچ جاتے ہیں۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، الحدیث:۱۹۵۲، ج۳، ص۲۰۵، ''بلغت'' بدلہ ''اصابت'')

نماز نہ پڑھنا ایسا جرم ہے جس کی سزا قتل ہی ہونی چاہئے مگر اَولیٰ یہی ہے کہ بے نمازی کے قتل پر ان سابقہ احادیثِ

مبارکہ سے استدلال کیا جائے کہ بے نمازی سے **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اٹھ جاتا ہے اور اس کا کوئی عہد نہیں کیونکہ یہ باتیں اس کا خون مباح ہونے میں ظاہر یا صریح ہیں اور جب اس کا خون بہانا لازم ہو تو اسے قتل کرنا لازم ہوگا، البتہ زکوٰۃ ترک کرنے پر قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ زکوٰۃ زبردستی بھی لی جاسکتی ہے نہ روزہ ترک کرنے پر قتل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اسے قید کرکے اور مفطر اشیاء روک کر روزہ رکھنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے مثلاً کھانا اور پانی روک کر اسے کمرے میں بند کر دیا جائے، لہٰذا جب اسے یقین ہو جائے گا کہ دن کے وقت اسے کھانے پینے کی اشیاء میسّر نہیں ہوسکتیں تو وہ رات میں نیت کرکے روزہ رکھ لے گا اور اسی طرح حج ترک کرنے پر بھی قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ یہ بعد میں ادا کرنے سے بھی ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا اور اس کے انتقال کی صورت میں اس کے ترکے سے حج کی قضا کی جاسکتی ہے جبکہ نماز کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے، لہٰذا اس کے لئے قتل سے مناسب کوئی سزا نہیں اور جب زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جنگ جائز ہے تو لوگوں کو نماز کی ادائیگی پر آمادہ کرنے کے لئے بے نمازی کو قتل کرنا بدرجہ اَولیٰ جائز ہے تاکہ وہ قتل کے خوف سے نماز پڑھنے لگے۔'' [1]

---

[1]: ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے نزدیک بادشاہِ اسلام کو بے نمازی کے قتل کرنے کا حکم ہے جبکہ احناف رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: ''اسے قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے۔'' (ماخوذ از بہار شریعت ج ۱، حصہ ۳، ص ۹)

کبیرہ نمبر 78:

بغیر منڈیر کی چھت پر سونا

{1}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی ایسے مکان کی چھت پر رات گزاری جس کی منڈیر (یعنی چار دیواری) نہ تھی تو اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النوم علی سطح ......الخ، الحدیث: ۵۰۴۱، ص ۱۵۹۲)

{2}......رسول انور، صاحب کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لوگوں کو بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، الحدیث: ۲۸۵۴، ص ۱۹۳۷)

{3}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَو لاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہم پر شب خون مارا وہ ہم میں سے نہیں اور جو بغیر منڈیر کی چھت پر سویا اور گر کر مر گیا اس کا خون رائیگاں گیا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۷، ج ۱۳، ص ۶۱)

{4}......حضرت ابو عمران جونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم فارس میں تھے، وہاں ایک شخص کو ہمارا امیر مقرر کیا گیا تھا اس کا نام زہیر بن عبداللہ تھا، ایک مرتبہ اس نے کسی مکان پر یا بغیر منڈیر کی چھت پر کسی شخص کو دیکھا تو مجھ سے پوچھا: ''کیا تم نے اس بارے میں کوئی بات سنی ہے؟'' میں نے کہا ''نہیں۔'' تو اس نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے خبر دی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''جس نے کسی مکان یا ایسی چھت پر رات گزاری جس کی منڈیر نہ ہو جو اس کے قدموں کو لوٹا سکے تو اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی اور جو سمندر میں طغیانی اور طوفان آنے کے باوجود سفر کرے اس سے بھی ذمہ داری اٹھالی گئی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۲۰۷۷۵، ج ۷، ص ۳۸۹)

{5}......حضرت ابو عمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ میں حضرت زہیر شوّاء رحمۃ اللہ تعالیٰ کی معیت میں ایک ایسے شخص کے قریب سے گزرا جو بغیر منڈیر والی چھت پر سو رہا تھا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر ٹھوکر ماری اور کہا: ''اٹھو۔'' پھر حضرت زہیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو بغیر منڈیر والی چھت پر سویا اور گر کر مر گیا اس سے ذمہ داری اٹھالی گئی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترھیب ان ینام ......الخ الحدیث ۴۷۱۷، ج ۳، ص ۵۰۹)

تنبیہ:

بہت سے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان احادیثِ مبارکہ سے استدلال کر کے بغیر منڈیر والی چھت پر سونے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہاں ذمہ داری اٹھا لینے سے وہ معنی مراد نہیں جسے ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔

کبیرہ نمبر79:

واجبات نماز کو ترک کرنا

نماز کے واجبات میں سے کسی **مجمع علیہ** یعنی جس کے واجب ہونے پر اتفاق ہو یا **مختلف فیہ** یعنی جس کے واجب ہونے میں اختلاف ہو، کو چھوڑ دینا مثلاً رکوع وغیرہ اطمینان سے ادا نہ کرنا۔

{1}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی من لا یقیم صلبه ......الخ، الحدیث ۲۶۵، ص ۱۶۶۴)

{2}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنے، درندوں کی طرح بیٹھنے، اُونٹ کے جگہ مخصوص کر لینے کی طرح کسی کے مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ خاص کر لینے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاہ، باب صلاۃ من الایقیم ......الخ، الحدیث ۸۶۲، ص ۱۲۸۷)

نماز کا چور:

{3}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کوئی شخص اپنی نماز میں کس طرح چوری کرسکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا۔'' یا ارشاد فرمایا: ''وہ رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔''[1] (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۷۰۵، ج۸، ص ۳۸۶)

{4}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنی نماز میں چوری کرنے والا سب سے بڑا چور ہے۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کوئی شخص اپنی نماز میں کیسے چوری کرسکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز کے رکوع و سجود پورے نہیں کرتا اور لوگوں میں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو

---

[1]: شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار** قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز کتاب **''نماز کے احکام''** میں ص ۱۷۹ پر نقل فرماتے ہیں کہ مفسر شہیر، حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا کہ مال کے چور سے **نماز کا چور** بدتر ہے کیوں کہ مال کا چور اگر سزا بھی پاتا ہے تو کچھ نہ کچھ نفع بھی اٹھا لیتا ہے مگر **نماز کا چور** سزا پوری پائے گا اس کے لئے نفع کی کوئی صورت نہیں۔ مال کا چور بندے کا حق مارتا ہے جبکہ **نماز کا چور** اللہ عزوجل کا حق، یہ حالت ان کی ہے جو نماز کو ناقص پڑھتے ہیں اس سے وہ لوگ درس عبرت حاصل کریں جو سِرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔'' (بحوالہ مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۲، ص ۷۸)

سلام کرنے میں بخل کرے۔'' (المعجم الصغیر للطبرانی،الحدیث:۳۳۶،ج ۱،ص ۱۲۱)

{5}......(نماز ادا کرتے ہوئے) رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے پیچھے ایک شخص کو گوشۂ چشم سے دیکھا جو رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا تو جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی نماز مکمل فرمائی تو ارشاد فرمایا: ''اے گروہِ مسلمین! جو نماز میں رکوع وسجود کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب اقامة الصلوات ......الخ ،باب الرکوع فی الصلاة،الحدیث: ۸۷۱،ص۲۵۲۸)

نماز میں رکوع وسجود کامل طور پر ادا نہ کرنے پر وعیدیں:

{6}......حضرت سیدنا ابوعبداللہ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع پورا ادا نہیں کرتا اور سجدوں میں ٹھونگیں مار رہا ہے تو ارشاد فرمایا: ''اگر اس شخص کا اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو یہ حضرت سیدنا محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ پر مرے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز میں رکوع پورا نہ کرنے اور سجدوں میں ٹھونگے مارنے والے کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھانے پر اکتفا کرتا ہے حالانکہ وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث ۳۸۴۰ ، ج۴ ، ص ۱۱۵)

{7}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی ساٹھ **60** سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے مگر اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی، شاید وہ رکوع تو پورے کرتا ہو مگر سجدے پورے نہ کرتا ہو یا پھر سجدے پورے کرتا ہو مگر رکوع پورے نہ کرتا ہو۔''

(الترغیب والترهیب ،کتاب الصلوة ، باب الترهیب من عدم اتمام ......الخ ،الحدیث۷۵۷، ج ۱ ، ص ۲۴۰)

{8}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین ،اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے (ایک ستون کی طرف اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی کے پاس یہ ستون ہوتا تو وہ اسے توڑنا ہرگز پسند نہ کرتا پھر وہ جان بوجھ کر اپنی نماز کیسے توڑ دیتا ہے؟ حالانکہ وہ تو **اللہ** عزوجل کے لئے ہوتی ہے، نماز پوری کیا کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل کامل نماز ہی قبول فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۶۲۹۶، ج۴ ، ص ۳۷۶،'یعمد'بدله''یعهد'')

{9}......حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پورے ادا نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: ''اگر یہ مر گیا تو حضرت سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرے گا۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب الصلاة ، باب فیمن لایتم صلاته ......الخ ،، الحدیث ۲۷۲۹ ، ج ۲ ، ص ۳۰۳)

{10}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجود پورے نہیں کر رہا تو ارشاد فرمایا: ''تم نے نماز

نہیں پڑھی اور اگر تم یہ نماز اسی طرح پڑھتے ہوئے مر گئے تو حضرت سیدنا محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملت کے علاوہ مرو گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذا لم یتم الرکوع، الحدیث ۷۹۱، ص ۶۲)

{11}......ابوداؤد شریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم کتنے عرصے سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''چالیس سال سے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے ارشاد فرمایا: ''تم نے چالیس سال سے کوئی نماز نہیں پڑھی اور اگر تم اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گئے تو ملتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مرو گے۔''

{12}......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل اس بندے کی طرف نَظرِ رحمت نہیں فرماتا جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا (پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا) اور شرابی، زانی اور چور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' (یہ اس وقت تھا کہ ابھی حدود کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے) تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ بدکاریاں ہیں اور ان پر سزا ہے اور سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''آدمی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث طلق بن علی، الحدیث: ۱۶۲۸۳، ج۵، ص ۴۹۲)

(مؤطا امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب العمل فی جامع الصلاۃ، الحدیث: ۴۱۰، ج ۱، ص ۶۴

{13}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کامل طریقے سے وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے رکوع وسجود اور قراءت اچھی طرح ادا کرتا ہے تو نماز کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تیری حفاظت فرمائے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی۔'' پھر وہ نماز آسمان کی طرف اٹھا دی جاتی ہے اور وہ روشن اور منور ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بندے کے لئے سفارش کرے اور جب بندہ نماز کے رکوع وسجود اور قراءت پوری نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے: ''اللہ عزوجل تجھے برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔'' پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہو جاتی ہے اور اس پر تاریکی چھائی ہوتی ہے، اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الطھارت، باب فضل الوضو، الحدیث: ۲۷۲۹، ج۳، ص ۱۰، مختصر

{14}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے وقت کے علاوہ نماز پڑھی اور

اس کے لئے کامل وضو نہ کیا اور اس کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کیا اور اس کے رکوع وسجود پورے نہ کئے تو وہ کالی سیاہ ہو کر نکلتی ہے اور کہتی ہے: ''**اللہ** عزوجل تجھے ضائع کرے جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا۔'' یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل جہاں چاہتا ہے وہ اس جگہ پہنچ جاتی ہے پھر اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۳۰۹۵، ج۲، ص۲۲۷)

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا:

{15}......مروی ہے کہ ایک شخص نے نماز ادا کی، پھر محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ''واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔'' وہ شخص لوٹ آیا اور نماز دوبارہ پڑھی اور حاضرِ بارگاہ ہو کر سلام عرض کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور پھر دوبارہ وہی حکم دیا وہ شخص لوٹ آیا پھر نماز پڑھی اور حاضرِ بارگاہ ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر نماز لوٹانے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی: ''مجھے معلوم نہیں کہ مجھ میں کیا خامی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ **اللہ** عزوجل کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو نہ کرلے یعنی اپنا چہرہ دھوئے، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئے، اپنے سر کا مسح کرے اور ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے، پھر تکبیر کہے، **اللہ** عزوجل کی حمد اور بزرگی بیان کرے اور جس قدر **اللہ** عزوجل اسے توفیق دے اتنی قراءت کرے، پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے یہاں تک کہ اس کے تمام جوڑ ڈھیلے ہو کر پرسکون ہو جائیں، پھر **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجائے اور اپنی پیٹھ سیدھی کرے، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور زمین پر اپنی پیشانی کو خوب جمائے یہاں تک کہ اس کے جوڑ آرام پا کر ڈھیلے ہو جائیں، پھر تکبیر کہہ کر سجدے سے سر اٹھائے اور سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی پیٹھ سیدھی کرے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز کا پورا طریقہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''جب تک تم میں سے کوئی اس طریقے کے مطابق نماز ادا نہ کرے گا اس کی نماز کامل نہ ہوگی۔'' (جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی وصف الصلاۃ، الحدیث:۳۰۲، ۳۰۳، ص۱۶۶۸، مختصراً)

{16}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز تین تہائیوں کا نام ہے، ایک تہائی طہارت، ایک تہائی رکوع اور ایک تہائی سجود ہے، جس نے اسے پورے حقوق کے ساتھ ادا کیا اس کی نماز اور تمام اعمال مقبول ہو گئے اور جس کی نماز مردود ہو گئی اس کے تمام اعمال مردود ہو گئے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب علامۃ قبول الصلاۃ، الحدیث ۲۸۹۰، ج ۲، ص ۳۴۵)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرتے ہوئے نہیں پایا مگر میں نے ان احادیثِ مبارکہ میں وارد سخت وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے کیونکہ **نماز میں جس چیز کے واجب ہونے پر اجماع ہو اس کا ترک کرنا ترکِ نماز کو مستلزم ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جس کے واجب ہونے میں اختلاف ہو اس کا ترک کرنا ان افراد کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے جو اسے واجب سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس واجب کا ترک ترکِ نماز کو لازم ہے** نیز ترکِ نماز کی گذشتہ وعیدیں بھی اس گناہ کو شامل ہیں۔

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

باب شروط الصلوۃ

نماز کی شرائط کا بیان

کبیرہ نمبر80: بال جوڑنا اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر81: گودنا[1] اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر82: دانت کشادہ کرنا اور اس کی اُجرت لینا

کبیرہ نمبر83: چہرے کے بال نوچنا اور اس کی اُجرت لینا

{1}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''بال جوڑنے ، جڑوانے والی ، گودنے اور گدوانے والی پر **اللہ** عزوجل کی لعنت ہو۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحشر، باب وماآتاکم الرسول فخذوہ، الحدیث:۴۸۸۶،ص۴۱۸)

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں اور **اللہ** عزوجل کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر **اللہ** عزوجل کی لعنت ہو۔'' ایک عورت نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے لعنت فرمائی ہے اور اس کا حکم قرآنِ پاک میں یوں مذکور ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (پ۲۸،الحشر:۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(المرجع السابق،الحدیث ۴۸۸۶)

{3}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''بغیر کسی مرض کے بال جوڑنے، جڑوانے، چہرے کے بال نوچنے، نوچوانے، گودنے اور گدوانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔'' (سنن ابی داؤد ، کتاب الترجل ، باب فی صلۃ الشعر ، الحدیث ۴۱۷۰ ، ص ۱۵۲۶)

---

[1] سوئی وغیرہ سے جسم میں چھید لگا کر اس میں رنگ یا سرمہ بھر دینے کو گودنا کہتے ہیں۔

{4}......انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی، پھر اس لڑکی کے بال جھڑ گئے تو اس انصاریہ نے عورت نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا اور عرض کی: ''اس کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بال جوڑ دوں۔'' تو دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! کیونکہ بال جڑوانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لاتطیع المراۃ......الخ، الحدیث ۵۲۰۵، ص ۴۵۰)

{5}......حج کے سال حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور بالوں کا ایک گچھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اے مدینے والو! تمہارے علماء کرام کہاں ہیں۔'' میں نے اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا کرنے سے منع کرتے اور ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل اس وقت ہلاکت میں مبتلا ہوئے جب ان کی عورتوں نے بال گدوانے شروع کئے۔''

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث ۳۴۶۸، ص ۲۸۳)

{6}......اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک روایت میں یوں ہے کہ ''آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کر فرمایا: ''میں تو سمجھتا تھا کہ ایسا صرف یہود ہی کرتے ہوں گے، بے شک شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تک جب اس کی خبر پہنچی تھی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے برا عمل قرار دیا تھا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب الوصل فی الشعر، الحدیث ۵۲۴۸، ص ۲۴۲۴)

{7}......حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایک بُرا لبادہ اوڑھ لیا ہے، حالانکہ حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس باطل کام سے منع فرمایا ہے۔'' حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک شخص لاٹھی کے سہارے چلتا ہوا آیا، اس کے سر پر بالوں کا گچھا تھا تو حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''سن لو! یہ باطل ہے۔'' حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''باطل کام سے مراد عورتوں کا بالوں میں کثرت سے پیوند لگانا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاویۃ بن ابی سفیان، الحدیث ۱۶۸۴۳، ج ۶، ص ۶)

{8}......طبرانی شریف کی ایک روایت ابنِ لہیعہ سے مروی ہے کہ سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بالوں کا ایک گچھا لے کر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کی عورتیں اسے اپنے سروں میں لگاتی تھیں اس لئے ان عورتوں پر لعنت کی گئی اور مسجدیں ان پر حرام کر دی گئیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۷۱۸، ج ۱۰، ص ۲۹۷)

مذکورہ احادیثِ مبارکہ کے بعض الفاظ کی وضاحت:

وَاصِلَة سے مراد وہ عورت ہے جو بالوں کو دوسرے بالوں سے جوڑتی ہے۔ **وَاشِمَة** سے مراد وہ عورت ہے جو گودتی ہے اور یہ ایک معروف کام ہے۔ **نَامِصَة** سے مراد اَبرو کے بال نوچ کر باریک کرنے والی عورت ہے۔ جبکہ یہ مشہور ہے کہ **نَامِصَة** چہرے کے بال نوچنے والی کو کہتے ہیں اور **مُتَفَلِّجَة** سے مراد خوبصورتی کے لئے ریتی وغیرہ سے دانتوں کو کشادہ کرنے والی ہے جبکہ **مُسْتَوْصِلَة، مُتَنَمِّصَة** اور **مُسْتَوْشِمَة** سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ یہ افعال کئے جائیں۔

تنبیہ:

ان تمام گناہوں کو کبیرہ گناہ اس لئے شمار کیا گیا کہ شیخ الاسلام سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے دو کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سب کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کیونکہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے۔ مگر ہمارے بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے مطلق نہ رکھا بلکہ فرمایا: ''شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر گدوانا اور دانت کشادہ کرنے کے علاوہ دیگر افعال حرام ہیں۔'' مگر یہ بات اشکال پیدا کرتی ہے کیونکہ آپ انصاری خاتون کا قصہ جان چکے ہیں کہ شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بال جوڑنے سے منع فرمادیا تھا حالانکہ اس نے عرض کی تھی کہ اس کے شوہر نے بال جوڑنے کا حکم دیا ہے۔

بیان شدہ **نَمْص** کی دونوں صورتوں کو مکروہ کہنا بھی عجیب ہے حالانکہ اس کے بارے میں لعنت وارد ہوئی ہے نیز علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مطلقاً **نَمْص** کے علاوہ باقی صورتوں کی حرمت کا قول کیا ہے یا شوہر کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا ان کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے، بہرحال جب ان سب پر ایک ہی حدیثِ پاک میں لعنت واقع ہوئی تو اب کون سا فرق باقی رہ جاتا ہے؟ اور حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کے مقام پر اس کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر84: سترے کے بغیر نمازی کے آگے سے گزرنا

{1}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اپنے گناہ کو جانتا ہوتا تو اس کے لئے چالیس (سال یا دن) تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب اثم المار بین یدی المصلی، الحدیث ۵۱۰، ص ۴۲)

{2}......اور ایک روایت میں ہے: ''تو وہ 40 سال تک کھڑا رہتا کہ یہ اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فیمن یمر بین یدی المصلی، الحدیث: ۲۳۰۲، ج۲، ص ۴۰۲)

{3}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کا 100 سال تک کھڑے رہنا اپنے نماز پڑھتے ہوئے بھائی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ المرور...... الخ، الحدیث ۳۳۶، ص ۱۶۷۳)

{4}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ رب عزوجل سے مناجات کرنے والے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کیا (سزا) ہے تو اسے اس جگہ 100 سال تک کھڑے رہنا اس کے سامنے دو قدم چلنے سے زیادہ پسند ہوتا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۸۸۴۶، ج۳، ص ۳۰۴)

{5}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو جو اسے لوگوں سے چھپاتی ہے پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو وہ اسے اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر گزرنے والا نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب یرد المصلی من مر بین یدیہ، الحدیث ۵۰۹، ص ۴۲)

{6}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نمازی کو چاہئے کہ کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے اگر وہ نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ اپنے قرین یعنی شیطان کی اطاعت کر رہا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب منع المار بین یدی المصلی، الحدیث: ۱۱۳۰، ص ۷۵۷)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کا راکھ میں پناہ چاہنا جان بوجھ کر نمازی کے سامنے سے گزرنے سے بہتر ہے۔''

(التمہید لابن عبدالبر، ابوالنضر مولی عمر بن عبیداللہ، تحت الحدیث ۱۵۹۲، ج۸، ص ۴۷۸)

تنبیہ:

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے، شاید ان کی نظر ہماری بیان کردہ احادیثِ مبارکہ پر تھی کیونکہ ان میں سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، ان احادیثِ مبارکہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی حرمت اس وقت ثابت ہوگی جب وہ سترے کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوگا (یعنی نمازی اور سترے کے درمیان سے گزرے) اور ہمارے نزدیک سترہ دیوار، ستون، زمین میں گڑا ہوا عصا یا جمع شدہ سامان ہے، اگر نمازی اس سے عاجز ہو تو اسے پھیلا دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنے دائیں بائیں لمبائی میں ایک خط یعنی لکیر کھینچ دے اس صورت میں نمازی کا اس خط کے قریب ہونا شرط ہے، یعنی اس کی ایڑیوں اور خط کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور ان تین میں سے پہلے کی لمبائی دو تہائی ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو، نیز وہ راستے میں بھی کھڑا نہ ہو جیسے مطاف وغیرہ میں کسی کے طواف کرتے وقت نماز نہ پڑھے[1] اور اس کے سامنے اگلی صف میں کشادگی نہ ہو اگرچہ وہ اس سے دور ہی کیوں نہ ہو، اگر ہماری بیان کردہ شرائط میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو نمازی کے آگے سے گزرنا حرام نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہوگا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نمازی کے سجدہ کرنے کی جگہ سے گزرنا حرام ہے اور ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔''[2]

---

[1] لیکن احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''مسجد حرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔''

(بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۱)

[2] احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''نمازی کے آگے سترہ بقدر ایک ہاتھ اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو تو اس کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۱)

باب صلاۃ الجماعۃ

باجماعت نماز پڑھنے کا بیان

کبیرہ نمبر85 شرائط پائے جانے کے باوجود شہر یا گاؤں کے تمام لوگوں کا فرض نماز کی جماعت ترک کرنے پر متفق ہو جانا

{1}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور پھر کسی کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور خود اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اُن کی طرف لے چلوں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ان پر ان کے گھر جلا دوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید...... الخ، الحدیث:۱۴۸۲، ص۷۹

{2}......حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس گاؤں یا شہر میں **تین** شخص ہوں اور ان میں نماز قائم نہ کی جاتی ہو تو ان پر شیطان غالب آجاتا ہے، لہٰذا جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کا شکار کرتا ہے جو ریوڑ میں سے پیچھے رہ جاتی ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الامامۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، الحدیث ۸۴۸، ص ۱۴۱

{3}......جبکہ رزین کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے، جب وہ اسے اکیلا پاتا ہے تو شکار کر لیتا ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ، باب الترھیب من ترک......الخ، الحدیث:۶۲۲، ج۱، ص۲۰۳)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے **تین** شخصوں پر لعنت فرمائی ہے: (۱) جو قوم کا امام بنے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور (۳) وہ شخص جو **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** سنے مگر اس کا جواب نہ دے (یعنی نماز پڑھنے نہ آئے)۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ام قوما...... الخ، الحدیث:۳۵۸، ص۱۶۷۶

{5}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جو کل قیامت میں **اللہ** عزوجل سے مسلمان ہو کر ملنا چاہتا ہے تو پانچوں نمازوں کی پابندی کرے جب ان کی اذان کہی جائے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے تمہارے نبی حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے سُنَنِ ھُدیٰ مشروع فرمائی (یعنی ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں) اور یہ نمازیں سُنَنِ ھُدی سے ہیں اور اگر

تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جیسے یہ جماعت سے پیچھے رہ جانے والا شخص پڑھ لیتا ہے تو تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو ترک کر دیا اور اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے پھر کسی مسجد کا ارادہ کرے تو **اللہ** عزوجل اسے ہر قدم چلنے پر ایک نیکی عطا فرمائے گا، اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ مٹائے گا، (حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ جماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا جس کا نفاق معلوم ہوتا اور ایک شخص کو دو افراد سہارا دے کر لاتے اور صف میں لا کر کھڑا کر دیتے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب صلوۃ الجماعۃ من سنن الھدی ، الحدیث:۱۴۸۸ ، ص ۷۹

{6}......ایک اور روایت میں ہے: ''ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز (باجماعت) سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا جس کے نفاق کا علم ہوتا یا مریض، اگر وہ مریض ہوتا تو دو شخصوں کے سہارے چل کر نماز کے لئے حاضر ہو جاتا۔'' حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سننِ ھدی تعلیم دی اور وہ مسجد جس میں اذان کہی جاتی ہے اس میں نماز پڑھنا بھی سننِ ھدی سے ہے۔'' (المرجع السابق)

{7}......ایک روایت میں ہے: ''اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب صلوۃ الجماعۃ من سنن الھدی ، الحدیث:۱۴۸۸ ، ص ۷۹

{8}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر تم نے اپنے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ ، باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث:۵۵۰، ص ۲۶۴

{9}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پورا جفا کاری، کفر اور نفاق یہ ہے کہ کوئی **اللہ** عزوجل کے منادی کو نماز کی نداء دیتے ہوئے سنے تو اسے جواب نہ دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث معاذبن انس الجھنی، الحدیث ۱۵۶۲۷ ، ج۵، ص ۱۱

{10}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی بدبختی اور رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو نماز کے لئے اقامت کہتے ہوئے سنے پھر بھی اسے جواب نہ دے (یعنی نماز میں حاضر نہ ہو)۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۳۹۶ ، ج ۲۰ ، ص ۱۸۲

{11}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے جوانوں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر بغیر کسی عذر کے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے والی قوم کے پاس آؤں اور ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ ،باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث:۵۴۸، ص ۱۲۶۴)

سیدنا یزید بن اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''کیا اس سے جمعہ کی نماز مراد ہے یا کوئی دوسری؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے روایت کرتے ہوئے نہ سنا ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں، انہوں نے نہ تو جمعہ کا ذکر فرمایا اور نہ ہی کسی دوسری نماز کا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تشدید فی ترک الجماعۃ الحدیث: ۵۴۹، ص ۲۶۴)

{12}......حضرت سیدنا ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو کم تعداد میں پایا تو ارشاد فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ کسی کو لوگوں کا امام بناؤں پھر جاؤں اور نماز سے پیچھے رہ جانے والے جس شخص پر بھی قدرت پاؤں اس پر اس کا گھر جلا دوں۔'' (نابینا ہونے کی وجہ سے) حضرت سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میرے اور مسجد کے درمیان درخت اور باغات ہیں اور میں ہر وقت کسی رہنما پر قدرت بھی نہیں پاتا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اپنے گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اقامت کی آواز سنتے ہو؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر نماز کے لئے آیا کرو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن اُم مکتوم، الحدیث: ۱۵۴۹۱، ج۵، ص۲۷۷، ۲۷۸)

{13}......مسلم شریف میں ہے، ایک نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مسجد تک میری رہنمائی کرے۔'' پھر انہوں نے حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے (گھر میں نماز پڑھنے کی) رخصت طلب کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے رخصت عطا فرما دی، لیکن جب وہ واپس جانے لگے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بلا کر دریافت فرمایا: ''کیا تم نماز کی نداء یعنی اذان سنتے ہو؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر جواب دیا کرو (یعنی جماعت میں حاضر ہوا کرو)۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب یجب اتیان المسجد علی من الخ، الحدیث: ۱۴۸۶، ص ۷۷۹)

{14}......ابو داؤد شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مدینہ شریف میں موذی جانوروں کی کثرت ہے جبکہ میں نابینا ہوں اور گھر بھی دور ہے اور کوئی مناسب رہنما بھی نہیں جو مجھے لے آیا کرے تو کیا مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا ''کیا تُو اقامت کی آواز سنتا ہے؟'' انہوں نے عرض کی ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پس تم حاضر ہوا کرو کیونکہ میں تمہیں دینے کے لئے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ، الحدیث ۵۵۲، ص ۲۶۴)

{15}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''لوگ ترکِ جماعت سے ضرور باز آجائیں یا پھر میں ان کے گھروں کو جلادوں گا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب المساجد ، باب التغليظ فی التخلف عن الجماعة، الحديث ۷۹۵، ص ۲۴۵)

{16}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو حالتِ صحت اور فراغت میں اذان سنے، پھر بھی مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(المستدرک، کتاب الامامة وصلوة الجماعة، باب لاصلاة لجار المسجد الافی المسجد،الحديث ۹۳۴، ص ۱۹)

{17}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو نماز کے لئے اذان دینے والے کی آواز سنے تو کوئی عذر اسے نماز میں حاضری سے نہ روکے۔''عرض کی گئی:''عذر کیا ہے؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''خوف یا مرض اور اس نے جو نماز (گھر میں) پڑھی وہ قبول نہ ہوگی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة،باب التشديد فی ترک الجماعة ، الحديث ۵۵۱ ، ص ۲۶۴)

حضرات صحابہ کرام واولیاءعظام علیہم الرضوان کے فرامین مبارکہ:

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ٥ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ٥ (پ۲۹،القلم:۴۲۔۴۳)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کرسکیں گے نیچی نگاہیں کئے ہوئے ان پر خواری چڑھ رہی ہوگی اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''وہ قیامت کا دن ہوگا اس دن انہیں ندامت کی ذلت ڈھانپے ہوگی کیونکہ انہیں دنیا میں جب سجدوں کی طرف بلایا جاتا تو یہ تندرست ہونے کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہوتے۔''اور مزید ارشاد فرمایا:''انہیں اذان اور اقامت کے ذریعے فرض نمازوں کی طرف بلایا جاتا تھا۔''

{18}......حضرت سیدنا ابن مسیّب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو **حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ** کی آواز سنتے اور صحت وتندرستی کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔''

{19}......حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں:''خدا عزوجل کی قسم! یہ آیتِ مبارکہ جماعت سے پیچھے رہ

جانے والوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بغیر عذر کے جماعت ترک کر دینے والوں کے لئے اس سے زیادہ سخت کون سی وعید ہوگی۔''

(تفسیرقرطبی، سورۃ القلم، تحت لآیۃ ۴۳،۴۲، ج ۹، ص ۱۸۷)

{20}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن کو روزے رکھتا، رات میں عبادت کرتا مگر جماعت یا جمعہ میں حاضر نہ ہوتا۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ مرجائے تو جہنم میں جائے گا۔''

{21}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آدمی کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے تو یہ اس کے لئے اذان سن کر مسجد میں حاضر نہ ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔''

{22}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی نماز مسجد ہی میں ہوتی ہے۔'' پوچھا گیا: ''مسجد کا پڑوسی کون ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو اذان سنتا ہے۔''

وضاحت:

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دونوں اقوال حدیث پاک میں بھی وارد ہوئے ہیں۔

{23}......حضرت سیدنا حاتم اَصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میری نماز فوت ہوگئی تو حضرت سیدنا ابو اسحاق بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کسی نے میری تعزیت نہ کی اور اگر میرا بچہ فوت ہو جاتا تو دس ہزار (10,000) سے زیادہ افراد مجھ سے تعزیت کرتے کیونکہ لوگوں کے نزدیک دین کی مصیبت دنیا کی مصیبت سے آسان ہوگئی ہے۔''

{24}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے، جب واپس ہوئے تو لوگ نمازِ عصر ادا کر چکے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا اور ارشاد فرمایا: ''میری عصر کی جماعت فوت ہوگئی ہے، لہٰذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مساکین پر صدقہ ہے تاکہ یہ اس کام کا کفارہ ہو جائے۔''

{25}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب کسی شخص کو فجر یا عشاء کی نماز میں غیر حاضر پاتے تو اس حدیثِ پاک کی وجہ سے اس کے منافق ہونے کا گمان کرنے لگتے۔ کیونکہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ بھاری ہیں، اگر وہ جان لیتے کہ ان دو نمازوں میں کیا ہے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ گھسٹ کر آتے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، کتاب فضل صلاۃ الجماعۃ وبیان التشدید الخ الحدیث ۲۵۲، ص ۷۹

تنبیہ:

مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مذہب (یعنی باجماعت نماز کے بارے میں اس قول) کی دلیل ہے کہ ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرضِ عین ہے۔'' اور ان احادیثِ مبارکہ کی دلالت سے یہ بات ظاہر بھی ہوتی ہے کہ مذکورہ قیودات کے ساتھ جماعت چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس بات کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، ہمارا یعنی شوافع کا راجح قول یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے اور باقی رہی کہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی یہ ترمیم کہ ''جماعت سنت ہے اور تارکینِ جماعت سے ترکِ جماعت کی وجہ سے قتال نہ کیا جائے گا۔'' تو یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ ہم جان بوجھ کر جماعت چھوڑنے کو کبیرہ گناہ نہیں سمجھتے کیونکہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان احادیثِ مبارکہ میں یہ تاویل کرتے ہوئے ان کو منافقین پر محمول کرتے ہیں کہ ''یہ کفار کی منافق قوم کے بارے میں وارد ہوئیں لہٰذا ان کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا میں کوئی حجت نہیں۔'' ان کی اس بات کو اگر نبی کریم، رء ُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے تارکینِ جماعت کے گھروں کو جلا دینے کے ارادے کے بارے میں تسلیم کر بھی لیا جائے تو ملعون لوگوں کے بارے میں ان کا یہ دعوی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے، لہٰذا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جماعت ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور شہر والے اگر اس کے عادی ہو جائیں تو فاسق ہو جائیں گے اگرچہ پانچوں نمازوں میں سے کسی ایک نماز ہی کی جماعت ترک کرنے کے عادی ہوں جیسا کہ پیچھے گزرا کیونکہ یہ ان کے دینی حکم کو ہلکا جاننے کی دلیل ہے اور یہ ایسا جرم ہے جو اپنے مرتکب کے دینی معاملے کو کم اہمیت دینے اور اس کی دینداری کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔

پھر میں نے سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے بھی اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے مگر انہوں نے اس کی وہ وجہ بیان نہیں کی جو میں نے بیان کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''چھیاسٹھواں (66) کبیرہ گناہ کسی عذر کے بغیر باجماعت نماز کے ترک پر اصرار کرنا ہے۔'' پھر مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں سے بعض سے استدلال فرمایا ہے اور ان کا یہ قول امام احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مذہب کے مطابق ہی درست ہوگا کہ باجماعت نماز ادا کرنا ہر شخص پر فرضِ عین ہے، مگر ہمارے (شافعی) مذہب کے مطابق درست نہیں کیونکہ باجماعت نماز ادا کرنا یا تو فرض کفایہ ہے یا پھر سنت اور فرض کفایہ یا سنت کی صورت میں اگر کوئی اور اسے ادا کر لے تو اس کے ترک کی وجہ سے کبیرہ گناہ تو دور کی بات ہے گناہ گار بھی نہ ہوگا۔ (لیکن احناف رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک: ''عاقل، بالغ، آزاد، قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہ گار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادت اور اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گناہ گار ہوئے۔'' (بہار شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۶۷)

کبیرہ نمبر86: قوم کے ناپسندیدہ شخص کا ان کی امامت کرنا

{1}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل لعنت فرماتا ہے (۱) جو کسی قوم کی امامت کرے اور قوم اسے ناپسند کرتی ہو، (۲) جو عورت اس طرح رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳) وہ شخص جو **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** سنے پھر بھی جماعت میں حاضر نہ ہو۔''
(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ام قوما الخ، الحدیث ۳۵۸، ص ۱۶۷۶)

{2}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک واپس نہ آئے (۲) وہ عورت جو اس طرح رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو اور (۳) قوم کا وہ امام جسے اس کی قوم ناپسند کرتی ہو۔''
(جامع الترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فیمن ام قوما، الحدیث: ۳۶۰، ص ۱۶۷۶)

{3}...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتا، (۱) جو کسی قوم کا امام بنے اور قوم اسے ناپسند کرتی ہو (۲) وہ شخص جو (بلاعذر) جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں آئے اور (۳) وہ شخص جس نے کسی آزاد کو غلام بنالیا ہو۔''
(سنن ابی داؤد، ابواب الصلوۃ باب الرجل یوم القوم...... الخ، الحدیث: ۵۹۳، ص ۱۲۶۷)

{4}...... حضرت سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا: ''میں امامت کرانے سے پہلے تم سے اجازت لینا بھول گیا تھا کیا تم میرے نماز پڑھانے سے راضی ہو؟'' لوگوں نے عرض کی ''جی ہاں! راضی ہیں اے صحابیِ رسول رضی اللہ تعالٰی عنہ! آپ کی امامت کو کون ناپسند کرسکتا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص کسی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو تو اس کی نماز اس کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی۔''
(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۰، ج ۱، ص ۱۱۵)

{5}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن کی **اللہ** عزوجل کوئی نماز قبول نہیں فرماتا، وہ نماز نہ تو آسمان کی طرف اٹھتی ہے نہ ہی ان کے سروں سے تجاوز کرتی ہے (۱) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنے اور وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو (۲) وہ شخص جس نے اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھا دی اور (۳) وہ عورت جسے اس کا شوہر رات میں بلائے تو وہ انکار کردے۔''

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الامامۃ فی الصلوٰۃ، باب الزجر عن امامۃ......الخ، الحدیث ۱۵۱۸، ج ۳، ص ۱

{6}...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز

ان کے سروں سے بالشت بھر بھی نہیں اُٹھتی (۱) وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے اور لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور (۳) باہم قطع تعلقی کرنے والے دو مسلمان بھائی۔''

(سنن ابن ماجه ، اقامة الصلوات،باب من امّ قوما وهم له كارهون ، الحديث: ۹۷۱،ص ۲۵۳۴)

{7}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل تین قسم کے لوگوں کی کوئی نماز قبول نہیں فرماتا، (۱) قوم کا وہ امام جسے قوم ناپسند کرتی ہو (۲) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور (۳) باہم قطع تعلقی کرنے والے دو مسلمان بھائی۔''

(صحيح ابن حبان، كتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوة، الحديث: ۱۷۵۴ ، ج ۳ ،ص ۱۲۶)

تنبیہ:

ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بناء پر اسے یقین کے ساتھ کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شاید ان کی نظر انہی احادیثِ مبارکہ پر تھی حالانکہ یہ بات بڑی عجیب ہے کیونکہ ہمارے نزدیک یہ عمل مکروہ ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قوم کے اکثر لوگ اس کے کسی ایسے شرعاً مذموم عمل کی وجہ سے اسے ناپسند کرتے ہوں جو اس کی عدالت (یعنی گواہ بننے کی صلاحیت) میں نقص نہ ڈالتا ہو نیز وہ عمل بھی ایسا ہو جو امامت یا اس کی اقتداء میں کراہت پیدا کرتا ہو، لہذا ایسے شخص کی امامت مطلقاً مکروہ نہیں اور نہ ہی اس کی اقتداء مطلقاً حرام ہے چہ جائیکہ اسے کبیرہ گناہ قرار دیا جائے کیونکہ امام کسی کو اپنی اقتداء پر مجبور نہیں کرتا، نیز لوگوں کو اختیار ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اس صورت میں تو لاپرواہی مقتدیوں ہی کی طرف سے ہے نہ کہ امام کی جانب سے۔ ہاں! اگر ان احادیثِ مبارکہ کو تنخواہ دار امام اور مقتدیوں پر زیادتی کرتے ہوئے زبردستی نماز پڑھانے والے پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں اس عمل کو کبیرہ گناہ کہنا ممکن ہے کیونکہ عہدہ غصب کرنے کو اموال غصب کرنے کے مقابلے میں کبیرہ گناہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

ثواب پانے والا خوش نصیب امام:

{8}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کی امامت کرائی اور وقت کو پا کر نماز مکمل کر لی تو اسے اپنا اور مقتدیوں کا بھی ثواب ملے گا اور جس نے نماز میں کوئی کمی کی تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا نہ کہ مقتدیوں پر۔'' (صحيح ابن حبان كتا ب الصلوة ، باب فرض متا بعة الامام ، الحديث ۲۲۱۸ ،ج ۳، ص ۳۱۹)

{9}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کسی قوم کا امام بنے اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے اور یہ یاد رکھے کہ وہ ضامن ہے اور اس سے اس کی ضمانت کے بارے میں پوچھا جائے گا، لہذا جو اپنی ذمہ داری

احسن طریقے سے نبھائے گا اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والوں جتنا ثواب ملے گا اوران مقتدیوں کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اورنماز میں جوکوتاہی ہوگی اس کاوبال بھی اسی پرہوگا۔'' (مجمع الزوائد ،کتاب الصلوۃ ، باب الامام ضامن ،الحدیث:۲۳۳۵ ، ج ۲ ، ص ۲۰۹)

{10}......سیِّدُ المُبلغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جولوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں اگروہ درست نماز پڑھائیں توتمہیں بھی ثواب ملے گااوراگروہ غلطی کریں توتمہاری نماز ہوجائے گی اوراس کاوبال انہی پرہوگا۔''

(صحیح البخاری ،کتاب الاذان ، باب اذا لم یتم الا مام ......الخ،الحدیث ۶۹۴ ،ص ۵۶)

{11}......شفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین شخص مشک کے ٹیلوں پرہوں گے (راوی فرماتے ہیں کہ) میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''قیامت کے دن(۱)وہ غلام جس نے **اللہ** عزوجل اوراپنے دنیوی آقاؤں کاحق اداکیا(۲)وہ شخص جوکسی قوم کاامام بنااوراس کی قوم اس سے راضی ہواور (۳)وہ شخص جوہردن اوررات میں پانچ نمازوں کے لئے اذان کہے۔''

(سنن الترمذی ، ابواب صفۃ الجنۃ ، باب احادیث صفۃ الثلاثۃ الذین یحبھم اللہ ، الحدیث ۲۵۶۶ ، ص ۱۹۱۰ ،"بتقدمٍ وتأخرٍ")

{12}......مَحْبوبِ ربُّ العلمین ،جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تین شخص ایسے ہوں گے جنہیں بڑی گھبراہٹ (یعنی قیامت) خوف زدہ نہ کرے گی اورنہ ہی ان سے حساب لیاجائے گا،وہ لوگ مخلوق کے حساب سے فارغ ہونے تک مشک کے ٹیلے پرہوں گے:وہ شخص جس نے **اللہ** عزوجل کی رضاکے لئے قرآن پاک پڑھااوراس کے ذریعے کسی قوم کی امامت کرائی اوروہ قوم بھی اس سے راضی ہواور **اللہ** عزوجل کی رضاکے لئے نماز کی طرف بلانے (یعنی اذان کہنے) والااوروہ غلام جواپنے رب عزوجل اوراپنے (دنیاوی) آقاؤں کے حقوق احسن طریقے سے اداکرنے والا۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب الصلاۃ ،باب فضل الاذان ،الحدیث ۱۸۴۶ ،ج۲،ص ۸۵)

کبیرہ نمبر 87: صف کو مکمل نہ کرنا

کبیرہ نمبر 88: صف کو سیدھا نہ کرنا

{1}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کو ملائے گا **اللہ** عزوجل اسے ملا دے گا اور جو صف کو قطع کرے گا **اللہ** عزوجل اسے قطع کردے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث ۶۶۶، ص ۱۲۷۲)

{2}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے صف پوری کرنے والوں پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلاۃ......الخ، باب اقامۃ الصفوف، الحدیث: ۹۹۵، ص ۲۵۳۵)

{3}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کو صفوں میں اپنے مبارک ہاتھ سے برابر کرتے اور ارشاد فرماتے تھے: ''الگ الگ مت رہو کہیں تمہارے دل بھی الگ نہ ہوجائیں۔'' اور ارشاد فرماتے: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے اگلی صف والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث ۶۶۴، ص ۱۲۷۲، بدون "انہ کان یسویھم فی صفوفھم بیدہ یقول")

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کی کشادگی پُر کرے گا **اللہ** عزوجل اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب صلۃ الصفوف وسد الفرج، الحدیث: ۲۵۰۲، ج۲، ص ۲۵۰)

{5}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو صف کے خلاء کو پُر کرے گا اس کی مغفرت کردی جائے گی۔'' (المرجع السابق، الحدیث ۲۵۰۳، ج۲، ص ۲۵۱)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل اور اس کے فرشتے صفیں پوری کرنے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور جو بندہ صف پوری کرتا ہے **اللہ** عزوجل اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے اور ملائکہ اس کے پاس خیر لے آتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب صلۃ الصفوف وسد الفرج، الحدیث: ۲۵۰۸، ج۲، ص ۲۵۱)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم صفیں ضرور برابر کیا کرو ورنہ **اللہ**

عزوجل تمہارے چہرے بدل دے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ و بعد ھا، الحدیث: ۷۱۷، ص۵۷)

{8}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صفیں قائم کرو ورنہ **اللہ** عزوجل تمہارے دل بدل دے گا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، الحدیث: ۶۶۲، ص ۱۲۷۲)

{9}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم صفیں ضرور سیدھی کرو گے یا تمہارے چہروں کا نور چھین لیا جائے گا یا پھر تمہاری بینائی اُچک لی جائے گی۔''

(المسند للاما م احمد بن حنبل، الحدیث ۲۲۲۸۸، ج ۸، ص ۲۸۸)

تنبیہ:

ان دونوں کو اس حدیثِ پاک ''جو صف قطع کرے گا **اللہ** عزوجل اسے قطع کر دے گا۔'' کے تقاضے کی بناء پر کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا کیونکہ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے گا یا اس کا قریب ترین معنی مراد ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے، نیز حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عبرت نشان ''ورنہ **اللہ** عزوجل تمہارے دل اور چہرے بدل دے گا۔'' بھی اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس میں دل اور چہرے بدل دینے کی وعید ہے جو کہ ایک سخت وعید ہے، مگر میں نے کسی کو ان کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ ہمارے نزدیک صف پوری نہ کرنا یا قطعِ صف صرف مکروہ ہے حرام نہیں، چہ جائیکہ اسے کبیرہ گناہ قرار دیا جائے (احناف کے نزدیک: ''جب تک اگلی صَف کونے تک پوری نہ ہو جائے جان بوجھ کر پیچھے نماز شروع کر دینا ترک واجب، حرام اور گناہ ہے۔'' تفصیل کے لئے: فتاوی رضویہ، ج ۷ ص ۲۱۹ تا ۲۲۵)، البتہ ہمارے نزدیک قوم کی ناپسندیدگی کے باوجود امامت کرنے، بغیر منڈیر کی چھت پر سونے اور جماعت ترک کرنے کو مکروہ ہونے کے باوجود کبیرہ گناہ شمار کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا زیادہ اَولیٰ ہے کیونکہ ان میں زیادہ سخت وعید آئی ہے۔

{10}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لوگ پہلی صف سے پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل انہیں جہنم میں پہنچا دے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب صف النساء......الخ، الحدیث: ۶۷۹، ص ۱۲۷۳)

گویا ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان احادیثِ مبارکہ سے یہ سمجھا ہے کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہ ہونے پر اجماع ہے کیونکہ اس باب میں سخت وعیدوں کا ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ صفوں میں خلل ڈالنے پر زجر کرنا اور لوگوں کو حتی الامکان صف پوری کرنے پر ابھارنا مقصود ہے۔

کبیرہ نمبر89: **نماز میں امام سے سبقت کرنا**

{1}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے رکوع یا سجدوں سے سر اٹھائے تو **اللّٰہ** عزوجل اس کے سر کو گدھے کے سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت سے بدل دے۔''[1]

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اثم من رفع راسہ الخ، الحدیث ۶۹۱، ص ۵۵، بدون "من رکوع او سجود")

{2}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس بات سے بے خوف نہ ہو کہ جب وہ امام سے پہلے سر اٹھالے گا تو **اللہ** عزوجل اس کے سر کو کتے کے سر سے بدل دے گا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۹۱۷۵، ج۹، ص ۲۴۰، یحول بدلہ "یعود")

{3}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا امام سے پہلے سر اٹھانے والا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ **اللہ** عزوجل اس کے سر کو کتے کے سر سے بدل دے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب مایکرہ للمصلی ومالا یکرہ، الحدیث ۲۲۸۰، ج۴، ص ۲۳)

{4}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو (رکوع وسجود میں) امام سے پہلے جھکتا اور اُٹھ جاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔''

(فتح الباری، کتاب الاذان، باب، قولہ اثم من رفع راسہ ......الخ، ج۲، ص ۱۵۹)

تنبیہ:

ان صحیح احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا اور بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے

---

[1]: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب ''نماز کے احکام'' میں بہارِ شریعت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیدنا امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی حدیث لینے کے لئے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق گئے۔ وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا مگر ان کا منہ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرا اور ان محدّث صاحب نے دیکھا کہ ان کو (یعنی امام نووی) کو علمِ حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹا دیا، دیکھتے کیا ہیں کہ ان کا گدھے جیسا منہ ہے!! انہوں نے فرمایا، صاحبزادے! دورانِ جماعت امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مُسْتَبْعَد (یعنی بعض راویوں کی عدم صحت کے باعث دُور اَز قیاس) جانا اور میں نے امام پر قصداً سَبْقَت کی تو میرا منہ ایسا ہو گیا جیسا تم دیکھ رہے ہو۔''

(نماز کے احکام، باب نماز کا طریقہ، ص ۲۵۷)

کبیرہ ہونے کو یقین کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور یہ بات حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے ایسا کیا اس کی نماز نہ ہوئی۔''

سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اکثر اہلِ علم کہتے ہیں کہ اس نے برا کام کیا مگر اس کی نماز ہوگئی جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ امام کے سجدے سے سر اٹھا لینے کے بعد اسے اتنی دیر تک سجدے میں رہنے کا حکم دیتے ہیں جتنی دیر اس نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تھا۔'' جبکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ ''فقط امام سے پہلے سر اٹھانا یا قیام کرنا یا اس سے پہلے رکوع میں جھک جانا مکروہ تنزیہی ہے اور اس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کی طرف لوٹ جائے جبکہ امام ابھی اسی رکن میں ہو لیکن اگر وہ ایک رکن میں سبقت لے گیا مثلاً رکوع کر لیا جبکہ امام قیام میں کھڑا تھا ابھی اس نے رکوع ہی نہیں کیا تو اس کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔''

اور مذکورہ احادیثِ مبارکہ کو اس صورت پر محمول کرنا بعید بھی نہیں اور نہ ہی اسے کبیرہ گناہ قرار دینا بعید ہے یا مقتدی دو ارکان میں سبقت لے گیا مثلاً امام نے ابھی رکوع بھی نہیں کیا اور مقتدی سجدے میں چلا گیا یا مقتدی نے رکوع کیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا جبکہ امام نے ابھی رکوع کیا ہی نہیں یا امام نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو مقتدی سجدے میں جھک گیا تو ان تمام صورتوں میں مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی اور اس کے اس عمل کو کبیرہ قرار دینا بالکل ظاہر ہے[1]۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

---

[1]: حضرت صدر الشریعہ مفتی امجد علی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں ارشاد فرماتے ہیں: ''مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجود کر لیا تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے (یا پھر) امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ سوم، ص ۷۲)

کبیرہ نمبر90: **نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا**

کبیرہ نمبر91: **نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا**

کبیرہ نمبر92: **نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا**

{1}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی نمازوں میں آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتے ہیں پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس معاملے میں شدت فرمائی یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ یا تو ایسا کرنے سے باز آ جائیں یا پھر ان کی بصارت چھین لی جائے گی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصرالی السماء فی الصلاۃ،الحدیث:۷۵۰، ص۵۹)

{2}......رسول انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف نہ اٹھایا کرو کہیں تمہاری بینائی نہ چلی جائے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات،باب الخشوع فی الصلاۃ،الحدیث:۱۰۴۳، ص۲۵۳۷)

{3}......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی بصارت اُچک لی جائے گی۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصلاۃ ، باب النھی عن رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ ،الحدیث:۹۶۷، ص۷۴۷)

{4}......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے والے لوگ یا تو اس سے باز آ جائیں گے ورنہ ان کی نظریں ان تک واپس نہ لوٹیں گی۔'' (المرجع السابق ،الحدیث ۹۶۶، ص۷۴۷)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نماز میں اپنی نگاہیں اٹھانے والے لوگ باز آ جائیں یا پھر ان کی نگاہیں واپس نہ پلٹیں گی۔'' (سنن ابی داؤد ، کتاب الصلاۃ،باب النظر فی الصلاۃ ، الحدیث:۹۱۲، ص۱۲۹۰)

{6}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ اُچک لینا ہے کہ شیطان بندے کی نماز اُچک لیتا ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب التفات فی الصلاۃ ، الحدیث: ۷۵۱، ص۶۰)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تک بندہ نماز میں کسی اور جانب متوجہ نہ ہو **اللہ** عزوجل اس پر نَظَرِ رحمت فرماتا رہتا ہے، پھر جب بندہ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو **اللہ** عزوجل کی رحمت بھی اس سے پھر جاتی ہے۔''

(سنن النسائی ،کتاب السھو ، باب التشدید فی التفات فی الصلاۃ، الحدیث ۱۱۹۶ ، ص ۲۱۶۵)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے خلیل، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے **تین** چیزوں کا حکم دیا اور (نماز میں) **تین** چیزوں سے منع فرمایا ہے جن تین چیزوں سے منع فرمایا وہ یہ ہیں: (۱) مرغوں کی طرح ٹھونگیں مارنا (۲) کتے کی طرح بیٹھنا اور (۳) لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر توجہ کرنا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند ابی ھریرۃ ، الحدیث: ۸۱۱۲ ،ج ۳ ، ص ۱۸۵ ،بدون "خلیلی و اوصانی" بدلہ "امرنی

کتے کی طرح بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا۔ حضرت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہاتھ زمین پر رکھے ہوں اور دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھنا کیونکہ دوسجدوں کے درمیان اس طرح بیٹھنا سنت ہے اور پاؤں بچھا کر بیٹھنا افضل ہے۔''[1]

{9}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب آدمی نماز کے لئے آتا ہے تو **اللہ** عزوجل کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، پھر جب وہ کسی اور جانب متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تُو کس کی طرف متوجہ ہو گیا؟ اس کی طرف کیا وہ تیرے لئے مجھ سے زیادہ بہتر ہے؟ میری طرف متوجہ ہو جا۔'' پھر جب وہ آدمی دوسری مرتبہ متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل یہی بات ارشاد فرماتا ہے اور پھر جب وہ بندہ تیسری مرتبہ غیر کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس سے اپنی رحمت پھیر لیتا ہے۔''

(کنزالعمال ،کتاب الصلوۃ ،فصل فی مفسدات الصلوٰۃ......الخ، الحدیث: ۲۲۴۴۴ ، ج۸ ، ص ۸۴،ملخصا

{10}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے (حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ارشاد فرمایا: ''بیٹا! نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچتے رہنا کیونکہ نماز میں ایسا کرنا ہلاکت ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السفر ، باب ماذکر فی الالتفات ......الخ ، الحدیث ۵۸۹ ، ص ۱۷۰۳

---

[1] احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک'' دوسجدوں کے درمیان اپنے ہاتھ رانوں کے اوپر رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا سنت ہے چنانچہ بہارِ شریعت میں ہے: ''دونوں سجدوں کے درمیان مثل **تَشَہُّد** کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور دا ہنا کھڑا رکھنا، ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا سنت ہے۔'' (بہار شریعت، ج ۱ ،حصہ ۳،ص ۴۵)

{11}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو نماز کے لئے کھڑا ہو پھر دائیں بائیں دیکھنے لگے تو **اللہ** عزوجل اس کی نماز اسی کو لوٹا دے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب ماینھی عنه فی الصلاۃ ......الخ، الحدیث ۲۴۳۲، ج ۲، ص ۲۳۴)

{12}......بخاری شریف میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب الخصر فی الصلاۃ، الحدیث ۱۲۱۹، ص ۹۵)

{13}......اور مسلم شریف میں ہے: ''شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آدمی کو کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراھة الاختصار فی الصلاۃ، الحدیث:۱۲۱۸، ص ۲۶۷)

{14}......اور ابو داؤد شریف میں اس روایت میں یہ اضافہ ہے: ''یعنی نمازی اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں پر رکھے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یصلی مختصرا، الحدیث ۹۴۷، ص ۱۲۹۳)

{15}......رحمتِ کونین، غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا جہنمیوں کا طریقہ ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب مایکرہ للمصلی ما لایکرہ، الحدیث ۲۲۸۳، ج ۴، ص ۲۴)

تنبیہ:

گذشتہ صفحات میں بیان کردہ کبیرہ گناہوں مثلاً ناپسندیدہ شخص کی امامت، امام سے سبقت لے جانے اور آئندہ **کتاب اللباس** میں ریشم پہننے کے بارے میں آنے والی وعیدوں پر قیاس کرتے ہوئے انہیں کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا کیونکہ پہلے گناہ میں بصارت کا اچک لیا جانا، دوسرے میں رحمت کا پھر جانا اور تیسرے میں اہلِ جہنم کا شعار ہونا پایا جا رہا ہے، تو جب علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ریشمی لباس سے محرومی کی علت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ قرار دے دیا تو ان گناہوں کو بدرجہ اَولیٰ کبیرہ گناہ قرار دیا جائے گا، مگر صحیح اور معتمد یہی ہے کہ گناہ تو دور کی بات ہے یہ تینوں (یعنی نماز میں آسمان کے طرف نگاہ کرنا، اِدھر اُدھر دیکھنا اور کمر پر ہاتھ رکھنا) حرام بھی نہیں بلکہ صرف مکروہ تنزیہی ہیں[1]۔

---

[1] احناف کے نزدیک ''کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہِ تحریمی ہے، اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہِ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہِ تحریمی ہے۔''

(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۳، ص ۸۴،۸۵)

کبیرہ نمبر93: **قبروں کو سجدہ گاہ بنانا**

کبیرہ نمبر94: **قبروں پر چراغ جلانا**[1]

کبیرہ نمبر95: **قبروں کو بت بنا لینا**

کبیرہ نمبر96: **قبروں کا طواف کرنا**[2]

کبیرہ نمبر97: **قبروں کو ہاتھ سے چھونا یا چومنا**

کبیرہ نمبر98: **قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا**

{1}......حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے وصال (ظاہری) سے **پانچ راتیں** پہلے مجھے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس کی اُمت میں سے اس کا کوئی خلیل نہ ہو اور میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے، **اللہ** عزوجل نے تمہارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنا خلیل بنایا ہے، سن لو! تم سے پچھلی اُمتوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تین مرتبہ عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل! میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔'' پھر تین مرتبہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل! گواہ ہو جا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۸۹، ج۱۹ ص ۴۱)

{2}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نہ تو کسی قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو نہ ہی کسی قبر کے اوپر نماز پڑھو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۲۰۵۱، ج۱۱، ص ۲۹۷)

---

[1] حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''شرح مشکوٰۃ المصابیح''، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث پاک کے اس حصہ ''اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ بِسِرَاجٍ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قبر میں تشریف لے گئے تو آپ کے لئے چراغ جلایا گیا'' کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی رات میں میت کو دفن کیا تو میت کے لئے یا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے چراغ کی روشنی کی گئی، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قبر پر آگ لے جانا منع ہے مگر چراغ لے جانا جائز کیونکہ یہ روشنی کے لئے ہے نہ کہ مشرکین سے مشابہت کے لئے، مشرکین میت کے ساتھ آگ لے جاتے ہیں آگ کی پوجا کرنے یا میت کو جلانے کے لئے لہٰذا بزرگوں کے مزار کے پاس لوبان یا اگربتی جلانا جائز ہے تاکہ میت کو فرحت ہو اور زائرین کو راحت، اسی لئے میت کے کفن کو دھونی دینا سنت جسے فقہاء اِستِجمار کہتے ہیں'' (**بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے......**)

{3}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں، انہیں سجدہ گاہ بنانے اوران پر چراغ جلانے والوں پرلعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء القبور، الحدیث ۳۲۳۶، ص۱۴۶۶)

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سن لو! تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیتے تھے میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النہی عن بناء المسجد علی القبور، الحدیث:۱۱۸۸، ص۷۶۰)

{5}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں:''لوگوں میں سب سے بدتر وہ ہیں جن پران کی زندگی میں قیامت قائم ہوگی اور یہ وہ لوگ ہیں جوقبروں کوسجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۴۳۴۲، ج۲، ص۱۷۴)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حمام اورقبرستان کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے۔''(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی المواضع التی لا تجوز فیھا الصلاۃ، الحدیث ۴۹۲، ص۱۲۵۹)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل یہود کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب (۵۵)، الحدیث ۴۳۷، ص ۳۷)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل یہود ونصارٰی پرلعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کوسجدہ گاہ بنالیا۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النہی عن بناء المسجد علی القبور......الخ، الحدیث ۱۱۸۶، ص۷۶۰)

(...بقیہ حاشیہ) دوسرے یہ کہ ضرورت کے وقت قبر پر چراغ جلانا جائز ہے لہذا جن بزرگوں کے مزاروں پردن رات زائرین کا ہجوم اور تلاوت قرآن کا دَور رہتا ہے وہاں ضرورتًا روشنی کی جائے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر ہمیشہ سے اوراب ''نجدیوں'' کے زمانہ میں اورزیادہ اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے خاص گنبد شریف پر بیسیوں قمقمے نصب ہیں جن احادیث میں قبر پر چراغ جلانے سے ممانعت ہے وہاں بلاضرورت چراغ رکھ آنا مراد ہے کہ اس میں اسراف ہے۔ خیال رہے کہ بزرگوں کا احترام ظاہر کرنے کے لئے بھی روشنی کر سکتے ہیں جیسے کعبہ معظمہ کے احترام کے لئے اس پرغلاف رہتا ہے اوردروازۂ کعبہ پر بڑی قیمتی شمع کافوری جلائی جاتی ہے، رمضان میں مسجدوں کا چراغاں بھی یہیں سے لیا گیا۔''

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۹۲۔۴۹۳)

۲ بلاشبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیرخدا کوسجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر (یعنی قبر کے چومنے) میں علماء کو اختلاف ہے اوراحوط (یعنی زیادہ مناسب) منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علما نے تصریح فرمائی کہ کم ازکم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھرتقبیل (یعنی چومنا) کیونکر متصوّر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۳۸۲)

{9}......(حضرت سیدتنا اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اوراُم المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حبشہ کی ہجرت سے واپسی کے بعد جب حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عیسائیوں کے عبادت خانوں میں تصاویر کی موجودگی کا تذکرہ کیا جوانہوں نے وہاں ملاحظہ فرمائی تھیں تو) آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک شخص مرجاتا تو یہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیتے اوراس میں اس کی تصویریں بنادیتے، یہی لوگ قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بدترین مخلوق ہوں گے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ......الخ، الحدیث:۴۲۷، ص۳۶)

{10}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبروں کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب مایکرہ للمصلی ومالایکرہ، الحدیث ۲۳۱۷، ج۴، ص ۳۴)

{11}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، بِاِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جن کی زندگی میں ہی ان پر قیامت قائم ہوگی اوران سے مراد وہ لوگ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۰۴۱۳، ج۱۰، ص۱۸۸)

{12}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سن لو! تم سے قبل لوگ اپنے انبیاء (علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے، تم قبروں کو ہرگز سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہوں۔'' (کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب ذکر الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ تعالی عنھم الحدیث:۳۲۵۵۷، ج۱۱، ص۲۴۹)

{13}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک لوگوں میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے ہیں۔''

(المصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی القبور، الحدیث ۱۵۸۸، ج۱، ص ۳۰۷)

{14}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بنی اسرائیل اپنے انبیاءِ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیتے تھے اسی لئے **اللہ** عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔''

(المصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی القبور، الحدیث ۱۵۹۳، ج۱، ص ۳۰۸)

تنبیہ:

علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ان 6 کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، شاید انہوں نے میری بیان کردہ انہی احادیثِ مبارکہ سے استدلال کیا ہے، ان میں سے قبر کو سجدہ گاہ بنالینے کے کبیرہ گناہ ہونے پر استدلال کرنا تو بالکل واضح ہے

کیونکہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینے والوں پر لعنت فرمائی اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں کو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق قرار دیا، اور اس میں ہمارے لئے وعید ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ''وہ ان کو اس کام سے ڈرائیں جو وہ کرتے تھے۔''

یعنی اپنی اُمت کو یہ کہہ کر ڈرائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان لوگوں کی طرح ملعون ہو جائیں گے، قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے مراد قبر کی طرف رخ کر کے یا قبر کے اوپر نماز پڑھنا ہے، اس صورت میں ''قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے'' کے الفاظ مکرر ہوں گے مگر جبکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے فقط قبر کے اوپر نماز پڑھنا مراد لیا جائے تو تکرار نہ ہوگا، ہاں البتہ یہ استدلال اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب کہ وہ قبر کسی مُعَظَّم ہستی مثلاً نبی یا ولی کی ہو جیسا کہ یہ روایت اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ''جب ان میں سے کوئی نیک شخص ہوتا۔''

اسی لئے ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تبرک اور تعظیم کی نیت سے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاءِ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔'' انہوں نے یہاں **2** شرطیں عائد کی ہیں: (۱) قبر کسی معظم ہستی کی ہو اور (۲) اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے تعظیم اور تبرک کا قصد ہو۔ اس فعل کا کبیرہ گناہ ہونا مذکورہ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بالکل ظاہر ہے۔ گویا انہوں نے قبر کی ہر قسم کی تعظیم کو اسی پر قیاس کیا ہے جیسے قبر کی تعظیم اور اس سے تبرک حاصل کرنے کے لئے چراغ جلانا اور قبر کے طواف کا بھی یہی حکم ہے اس لئے یہ قیاس بعید بھی معلوم نہیں ہوتا۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں قبروں پر چراغ جلانے والوں پر کئی مرتبہ لعنت گزر چکی۔ لہٰذا ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کو کراہت پر اس وقت محمول کیا جائے گا جبکہ قبر کی تعظیم اور اس سے تبرک حاصل کرنے کا قصد نہ کیا جائے۔

{15}......قبروں کو بت بنا لینے سے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے: ''میری قبر کو بت نہ بنا لینا کہ میرے بعد اس کی پوجا ہونے لگے۔''

(التمهيد لابن عبدالبر، الحديث ۲۹۹۹، ج ۲، ص ۴۷۰ تا ۴۷۱ بدون "يعبد بعدي")

یعنی اس کی ایسی تعظیم نہ کرنا جیسے دوسرے لوگ اپنے بتوں وغیرہ کی تعظیم کے لئے انہیں سجدہ وغیرہ کرتے ہیں، اگر امام صاحب کے قول ''اور انہیں بت بنا لینا'' سے مراد یہی معنی ہو تو ان کا اس گناہ کو کبیرہ گناہ کہنا درست ہو سکتا ہے بلکہ شرط پائے جانے (یعنی عبادت کی نیت ہونے) کی صورت میں کفر بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مراد یہ ہے کہ مطلق تعظیم، جس کی اجازت نہیں دی گئی، تو وہ کبیرہ

گناہ ہے ۱؎ البتہ اس میں بُعد ہے۔ جبکہ بعض حنابلہ کہتے ہیں: ''آدمی کا قبر کے تبرک کے ارادے سے قبر کے سامنے نماز پڑھنا **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے حقیقی دشمنی مول لینا ہے اور ایسا دین ایجاد کرنا ہے جس کی **اللہ** عزوجل نے اجازت نہیں دی کیونکہ اس نے تو اس سے منع فرمایا ہے پھر اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ سب سے بڑا حرام اور شرک کا سب سے بڑا سبب قبر کے سامنے نماز پڑھنا اور اسے مسجد بنالینا یا اس پر عمارت بنالینا ہے۔'' ۲؎

کراہت کا قول اس کے علاوہ دوسری صورت پر محمول ہے کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کا گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی ایسے فعل کو جائز قرار دیں جس کے فاعل پر نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا لعنت فرمانا تواتر سے ثابت ہو اس لئے قبروں پر بنی عمارتوں کو ڈھا دینا اور قبوں کو گرا دینا واجب ہے کیونکہ یہ مسجد ضرار سے زیادہ نقصان رساں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی بنیاد نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تو اس عمل سے منع فرمایا ہے اور بلند قبروں کو ڈھانے کا حکم فرمایا ہے (خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود و نصاریٰ کی قبریں مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی، تفصیل کے لئے دیکھیں: مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲ص۴۸۸)، اسی طرح قبر پر روشن ہر قندیل اور چراغ کو ہٹا دینا واجب ہے اور اسے وقف کرنا اور اس کی منت ماننا بھی درست نہیں۔'' (قبروں پر چراغ جلانے کا تفصیلی حکم صفحہ نمبر ۴۸۸۔۴۸۹ پر حاشیہ میں دیکھیں)

۱؎ مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں سیدی امام عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے قبور اولیاء کی تعظیم کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ان (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی روح کی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ مزارِ محبوب کا ہے اس سے تبرک وتوسل کرو کہ تمہاری دعا مستجاب ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج۹، ص۴۹۶)

پھر کچھ آگے انہی امام عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''تعظیمِ خشت وگل (یعنی اینٹوں اور مٹی کی تعظیم) نہیں بلکہ روحِ محبوب کی تعظیم مقصود ہو جو بلاشبہ محمود (یعنی پسندیدہ) ہے اور اعمال کا مدار نیت پر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج۹ص۴۹۷)

۲؎ حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان اس حدیث پاک کہ ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ یعنی قبر پر کچھ بنایا جائے'' کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اس طرح کہ قبر پر دیوار بنائی جائے، قبر دیوار میں آجائے یہ حرام ہے کہ اس میں قبر کی توہین ہے اسی لئے یہاں ''عَلَیْهِ'' (یعنی قبر کے اوپر) فرمایا گیا ''حَوْلَهٗ'' (یعنی اردگرد) نہ فرمایا، یا اس طرح کہ قبر کے آس پاس عمارت یا قبّہ بنایا جائے یہ عوام کی قبروں پر ناجائز ہے کیونکہ بے فائدہ ہے، علماء ومشائخ کی قبروں پر جہاں زائرین کا ہجوم رہتا ہے جائز ہے تاکہ لوگ اس کے سایہ میں آسانی سے فاتحہ پڑھ سکیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر عمارت اوّل (یعنی شروع) ہی سے تھی اور جب ولید بن ملک کے زمانہ میں اس کی دیوار گر گئی تو صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بنائی نیز حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی قبر پر، حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر پر، محمد ابن حنفیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی قبر پر قبّے بنائے دیکھو ''**خلاصۃ الوفا**'' اور ''**منتقی شرح مؤطا**'' **مرقات** نے اس مقام پر اور **شامی** نے دفن میت کی بحث میں فرمایا کہ **مشہور علماء ومشائخ کی قبر پر قبّے بنانا جائز ہے۔** (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۲، ص۴۸۹)

بابُ السفر (سفر کا بیان)

کبیرہ نمبر99: انسان کا تنہا سفر کرنا

{1 }......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیجڑے مردوں پر اوران مردانی عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور بیابان میں تنہا سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند ابوھریرۃ،الحدیث:۷۸۶۰، ج۳،ص۱۳۳)

{2 }......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر لوگ جان لیں کہ تنہائی میں کیا ہے تو میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص رات کو اکیلا سفر کرے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الجھاد ، باب السیر وحدہ ، الحدیث ۲۹۹۸، ص ۲۴۱،بتغیرٍقلیلٍ)

{3 }......ایک شخص سفر سے واپس آیا تو **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''تم سفر میں کس کے رفیق تھے؟'' اس نے عرض کی: ''میں کسی کا رفیق نہ تھا۔'' تو شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک سوار (یعنی مسافر) شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور اگر تین ہوں تو سوار ہیں۔'' (سنن ابی داؤد ، کتاب الجھاد ، باب فی الرجل یسافر وحدہ ، الحدیث۲۶۰۷،ص ۱۴۱۶)

تین سے کم مسافروں کے گناہ گار ہونے کی دلیل یہ ہے کہ دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خبر دی ہے کہ ایک سوار ایک شیطان ہے جبکہ دو سوار دو شیطان ہیں، شیطان کا سب سے مناسب تر معنی گناہ گار ہونا ہے۔

جیسا کہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان میں شیطان سے مراد گنہگار ہے:

شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ (پ۸،الانعام:۱۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان۔

{4 }......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اکیلا مسافر ایک شیطان ہے، دو مسافر دو شیطان ہیں جبکہ تین شخص مسافر ہیں۔''

(صحیح ابن خزیمہ ، کتاب المناسک ، باب النھی عن سیر الاثنین ، الحدیث ۲۵۷۰، ج۴ ، ص ۱۵۲)

تنبیہ:

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا مگر یہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے

کلام کے مطابق نہیں کیونکہ وہ اس کام (یعنی تنہا سفر) کے مکروہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں لہٰذا گناہ ہونے کے قول کو اس شخص پر محمول کرنا چاہئے جو تنہا سفر کرنے یا کسی ایک کے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں ہونے والے سخت نقصان سے آگاہ ہو جیسے راستے میں نقصان پہنچانے والے وحشی درندے وغیرہ کا سامنا ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہو۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر100:

عورت کا تنہا سفر کرنا

یعنی عورت کا ایسی جگہ تنہا سفر کرنا جہاں اسے اپنی آبروریزی کا خدشہ ہو

{1}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے باپ، بھائی، شوہر، بیٹے یا کسی محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے۔''

(صحیح مسلم کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم الی حج وغیرہ، الحدیث:۳۲۷۰، ص ۹۰۱)

{2}......بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ''دو دن'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، الحدیث ۱۸۶۴، ص ۱۴۶)

(صحیح مسلم، تاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۱، ص ۹۰۱)

{3}......بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ''ایک دن اور ایک رات کی مسافت'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التقصیر، باب فی کم یقصر الصلاۃ، الحدیث ۱۰۸۸، ص ۸۵)

{4}......جبکہ اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ''ایک دن کی راہ'' کے سفر کا ذکر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المراۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۷، ص ۹۰۱)

{5}......اور بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ''ایک رات کی راہ'' کا تذکرہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الحدیث ۳۲۶۶، ص ۹۰۱)

{6}......اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے: ''دو منزل کا سفر کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فی المراۃ تحج بغیر محرم، الحدیث ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ص ۱۳۵۱)

تنبیہ:

مذکورہ قید (یعنی آبروریزی کے خدشہ) کے ساتھ عورت کے تنہا سفر کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے کیونکہ اس صورت پر اکثر سخت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ خرابیاں بدکار اور فاسق لوگوں کا اس عورت پر قابو پالینا ہے جو کہ زنا کا وسیلہ ہے اور وسائل پر مفاسد ہی کا حکم جاری ہوتا ہے، جبکہ عورت کے تنہا سفر کرنے کی حرمت میں یہ قید ضروری نہیں کیونکہ عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے اگرچہ سفر کم ہی ہو اور کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ ہو خواہ کسی نیکی کے لئے ہی ہو جیسے نفلی حج یا عمرے کے لئے ہو اور اگرچہ مقامِ تنعیم سے عورتوں ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسے صغیرہ گناہوں میں شمار کرنے کو اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر101: بدفالی کی بناء پر سفر نہ کرنا اور واپس لوٹ آنا

{1}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بدفالی لینا شرک ہے، بدفالی لینا شرک ہے اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر **اللہ** عزوجل توکل کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الکہانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ، الحدیث ۳۹۱۰، ص ۱۵۱۰)

حافظ ابو القاسم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر **اللہ** عزوجل ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو **اللہ** عزوجل پر توکل کرتا ہے اور اس بدفالی پر ثابت قائم نہیں رہتا۔''

{2}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پرندے اڑا کر یا کسی اور چیز سے بدشگونی مراد لینا بے برکت کاموں میں سے ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الکہانۃ والتطیر، باب فی الخط وزجر الطیر، الحدیث: ۳۹۰۷، ص ۱۵۱۰)

{3}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اٹکل پچو سے غیب کی بات بتائی یا جوئے کے تیروں کے ذریعے کسی سے قسم اٹھوائی یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے لوٹ آیا وہ بلند درجوں

تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔‘‘

(شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، فصل فی ذمہ بناء مالا یحتاج ......الخ، الحدیث: ۱۰۷۳۹ ج۷، ص ۳۹۸)

تنبیہ:

پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری معنی کی وجہ سے بدفالی کو گناہِ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہو جو بدفالی کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو جبکہ ایسے لوگوں کے اسلام (یعنی مسلمان ہونے نہ ہونے) میں کلام ہے۔

باب صلاۃ الجمعۃ

نمازِ جمعہ کا بیان

کبیرہ نمبر102: بلاعذر نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ نہ پڑھنا اگرچہ یہ کہے: ''میں ظہر کی نماز تنہا پڑھ لیتا ہوں۔''

{1}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے نمازِ جمعہ سے رہ جانے والے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر (بلاعذر) جمعہ سے رہ جانے والوں پر ان کے گھروں کو جلادوں۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الجماعۃ......الخ، الحدیث: ۱۴۸۵، ص ۷۷۹)

{2}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنے منبر کے زینے پر بیٹھے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعہ نہ پڑھنے کے عمل سے باز آجائیں ورنہ **اللہ** عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگادے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ، الحدیث ۲۰۰۲، ص ۱۳

{3}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **تین جمعے** سستی کی وجہ سے جانتے ہوئے چھوڑ دیئے اس کے دل پر مہر لگادی جائے گی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجمعۃ، الحدیث: ۱۰۵۲، ص ۱۳۰

{4}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر **تین جمعے** چھوڑ دیئے وہ منافق ہے۔'' (ابن حزیمۃ، کتاب الجمعۃ، باب ذکر الدلیل......الخ، الحدیث: ۱۸۵۷، ج۳، ص ۱۷۶)

{5}......ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے تین جمعے کسی عذر کے بغیر چھوڑ دیئے وہ **اللہ** عزوجل سے بے علاقہ ہے۔''

{6}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی ضرورت کے بغیر **تین** مرتبہ جمعہ چھوڑ دیا **اللہ** عزوجل اس کے دل پر مہر لگادے گا۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب اقامۃ الصلوات، باب فیمن ترک الجمعۃ من غیر عذر، الحدیث ۱۱۲۶، ص ۵۴۲

{7}......سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ایک روایت میں اتنا زائد ہے: ''اور اس کے دل کو منافق کا دل بنادے گا۔''

(شعب الایمان، باب الحادی والعشرین، فضل الجمعۃ، الحدیث: ۳۰۰۵، ج۳، ص ۱۰۳

{8}......ایک اور روایت میں کہ جس کی شواہد بھی ہیں یہ ہے: ''اسے منافقین میں لکھ دیا جائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فیمن ترک الجمعۃ، الحدیث: ۳۱۷۸، ج۲، ص ۲۲

{9}......اور ایک روایت میں ہے: ''اس نے اسلام کو ضرور پسِ پشت ڈال دیا۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب الصلاۃ ، باب فیمن ترک الجمعۃ، الحدیث ۳۱۷۷ ، ج ۲ ،ص ۴۲۲)

{10}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جمعہ کے دن اذان سننے کے باوجود نماز میں حاضر نہ ہونے والے لوگ اپنے فعل سے ضرور باز آجائیں ورنہ **اللہ** عزوجل ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا تو وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۱۷۹ ،ج ۱۹ ،ص ۹۹)

{11}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرلو، مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرلو، **اللہ** عزوجل کو کثرت سے یاد کرکے اور ظاہر وپوشیدہ کثرت سے صدقہ کرکے اپنے رب عزوجل سے ناطہ جوڑ لو کہ تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری پریشانیاں دور کر دی جائیں گی اور جان لو! میری اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں **اللہ** عزوجل نے قیامت تک کے لئے تم پر جمعہ فرض فرما دیا ہے لہٰذا جو میری حیاتِ ظاہری میں یا میرے بعد حاکمِ اسلام کی موجودگی میں خواہ وہ عادل ہو یا ظالم، اسے ہلکا جان کر یا بطورِ انکار چھوڑے گا **اللہ** عزوجل اس کے بکھرے ہوئے کام جمع نہ فرمائے گا اور نہ ہی اس کے کام میں برکت دے گا، سن لو! جب تک وہ توبہ نہ کرے گا اس کی کوئی نماز ہے نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ اور نہ ہی کوئی نیک عمل جب تک توبہ کرے اور جو توبہ کرلے تو **اللہ** عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔''

(سنن ابن ماجۃ ،ابواب اقامۃ الصلوات،باب فی فرض الجمعۃ ،الحدیث: ۱۰۸۱ ،ص ۲۵۴۰)

تنبیہ:

بیان کردہ ان احادیثِ مبارکہ سے اس گناہ کا کبیرہ گناہوں میں سے ہونا بالکل واضح ہے اور بہت سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ ہونے کی صراحت بھی کی ہے، ابوابِ فقہ میں مذکور وہ افراد جنہیں کوئی عذر نہ ہو، اُن پر جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کرنا بالاجماع فرضِ عین ہے، بلکہ یہ تو ضروریاتِ دین میں سے ہے لہٰذا جو مسلمان کہلانے والا شخص نمازِ جمعہ چھوڑنے کو حلال سمجھے ظاہراً اس پر حکمِ کفر ہونا چاہئے کیونکہ نمازِ جمعہ کے فرض ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ ضروریات دین میں سے بھی ہے اسی وجہ سے اگر کوئی شخص کہے: ''میں نمازِ ظہر پڑھوں گا، جمعہ نہیں۔'' تو ہمارے یعنی شافعیوں کے نزدیک اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ فرضِ عین کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''نمازِ جمعہ کو کسی دوسری نماز کی وجہ سے چھوڑ دینا صغیرہ گناہ ہے۔'' یہاں ان

کے قول میں کسی دوسری نماز سے مراد جمعہ کے بدلے ظہر کی نماز پڑھنا ہے اور ان کی یہ بات کہ ''یہ صغیرہ گناہ ہے'' محلِ نظر ہے۔ جیسا کہ سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

شاید سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان اس ضعیف قول پر مبنی ہے جو یہ ہے: ''جو یہ کہے کہ میں ظہر پڑھوں گا جمعہ نہیں پڑھوں گا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔'' اور اسی طرح یہ قول کہ ''جمعہ نمازِ ظہر کی قصر ہے'' بھی ضعیف ہے جبکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا (احناف کے نزدیک قتل نہیں بلکہ قید کیا جائے گا) کیونکہ نماز جمعہ ایک مستقل نماز ہے نمازِ ظہر کا بدل نہیں، لہٰذا اسے چھوڑ دینا کبیرہ گناہ ہے اگرچہ وہ یہ کہتا ہو کہ میں ظہر پڑھوں گا۔

نماز جمعہ نہ پڑھنے کا کفارہ:

{12}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی عذر کے بغیر نمازِ جمعہ چھوڑ دی وہ ایک دینار صدقہ کرے اور جو نہ پائے وہ نصف دینار صدقہ کرے[1]۔''

(سنن النسائی، کتاب الجمعة، باب کفارة من ترک الجمعة من......الخ، الحدیث: ۱۳۷۳، ص۷۷

{13}......ایک اور روایت میں ہے: ''ایک درہم یا نصف درہم صدقہ کرے یا ایک صاع یا ایک مد صدقہ کر دے۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الجمعة، باب ماورد فی کفارة من ترک الجمعه ......الخ، الحدیث: ۵۹۹۰، ج۳، ص۲

{14}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''ایک یا نصف صاع گندم صدقہ کرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب کفارة من ترکھا، الحدیث: ۱۰۵۴، ص ۱۳۰۱

نوٹ: حدیثِ پاک میں مذکور ''صاع'' اور ''مُد'' دو پیمانوں کے نام ہیں۔

[1]: ''یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لئے ہو کہ قبولِ توبہ کے لئے معین (یعنی مددگار) ہو ورنہ حقیقتاً تو توبہ کرنا فرض ہے۔'' (بہارشریعت، ج ۱، حصّہ ۴، ص ۵۱)

کبیرہ نمبر103: جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا

{1}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کے لئے پل بنالیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجمعۃ، باب فی کراھیۃ التخطی یوم الجمعۃ، الحدیث ۵۱۳، ص ۱۶۹۵)

{2}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''سرکارِوالا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم لوگوں سے خطاب فرمارہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب آکر بیٹھ گیا، پھر جب نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز پڑھا چکے تو ارشاد فرمایا:''اے فلاں! تجھے ہماری جماعت میں سے ہونے سے کس چیز نے منع کیا؟''اس نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے چاہا کہ میں اس جگہ بیٹھوں جو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نگاہ میں ہو۔''تو سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''میں نے تمہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے اور انہیں ایذاء پہنچاتے ہوئے دیکھا، جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے **اللہ** عزوجل کو ایذاء دی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۳۶۰۷، ج۲، ص۳۸۷)

{3}......شاہ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اور امام کے (خطبہ دینے کے لئے) نکلنے کے بعد دو افراد کو درمیان سے چیرتا (یعنی الگ کردیتا) ہے، وہ اپنی انتڑیاں آگ میں ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۵۴۴۷، ج۵، ص۲۶۳)

محدثین کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں:''اس حکم کو جمعہ کے ساتھ خاص کرنا غلبہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ زیادہ تر یہ کام جمعہ کے دن ہوتے ہیں۔''

{4}......حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، تو حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تنبیہ فرماتے ہوئے اُسے ارشاد فرمایا:''بیٹھ جا، تو نے بہت ایذاء دی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تخطی رقاب الناس...... الخ، الحدیث:۱۱۱۸، ص۱۳۰۵)

{5}......ایک اور روایت میں ہے:''تو نے ایذاء دی اور ایذاء پائی۔''

(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الجمعۃ، باب النھی عن تخطی الناس، الحدیث:۱۸۱۱، ج۳، ص۵۶)

{6}......اور ایک روایت میں ہے کہ ''بیٹھ جا! تو دیر سے آیا ہے۔''

(سنن ابن ماجة ،ابواب اقامة الصلوات،باب ماجاء فی النھی عن تخطی......الخ ،الحدیث:۱۱۱۵، ص۲۵۴۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہوئے شمار کیا گیا ہے، شاید علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ ہونے کی دلیل انہیں احادیثِ مبارکہ سے حاصل کی ہے، ان کا استدلال اگرچہ حقیقت سے قریب ہے مگر ہمارے نزدیک صحیح قول کے مطابق یہ عمل مکروہِ تنزیہی ہے[1]، ہمارے مؤقف اور ان احادیثِ مبارکہ میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان احادیثِ مبارکہ کو اس شخص پر محمول کیا جائے جو عرف کے اعتبار سے لوگوں کو سخت ایذاء دیتا ہو اور ایذاء کم ہو تو اسے کراہتِ تنزیہہ پر محمول کیا جائے اور عنقریب ایک ایسی روایت بیان کی جائے گی جس میں حلقہ کے وسط میں بیٹھنے کا بیان ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

---

[1]: احناف کے نزدیک: ''جمعہ کے دن مقتدی کا امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔''

(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۴، ص۵۵)

کبیرہ نمبر104: **حلقہ کے درمیان آکر بیٹھنا**

{1}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل حلقے (یعنی دائرے) کے درمیان بیٹھنے والے پر لعنت فرمائے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الجلوس وسط الحلقة، الحدیث ۴۸۲۶، ص ۱۵۷۸ ''لعن اللہ'' بدلہ'' لعن رسول اللہ)

{2}......ایک اور روایت میں ہے:''ایک شخص حلقے کے درمیان میں آکر بیٹھ گیا تو حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم، رءُوف ورحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ حق پرست سے اس پر لعنت کی گئی ہے۔'' یا پھر یہ ارشاد فرمایا:''**اللہ** عزوجل نے رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سے اس شخص پر لعنت فرمائی جو حلقے کے درمیان آکر بیٹھتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراھیة العقود ......الخ، الحدیث ۲۷۵۳، ص ۱۹۲۹)

{3}......حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی قوم کا حلقہ ان کی اجازت کے بغیر پھلانگا وہ گناہ گار ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۷۹۶۳، ج ۸، ص ۲۴۶)

{4}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یجلس بین الرجلین، الحدیث ۴۸۴۴، ص ۱۵۷۹)

{5}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ''کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دو آدمیوں کی اجازت کے بغیر اُن میں جدائی ڈالے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی کراھیة الجلوس بین...... الخ، الحدیث ۲۷۵۲، ص ۱۹۲۹)

{6}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''تم میں سے کوئی شخص جب کسی مجلس میں آئے تو اگر اس کی خاطر کشادگی پیدا کی جائے تو وہاں بیٹھ جائے ورنہ جہاں کشادگی پائے وہاں جا کر بیٹھے۔''

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث ۸۲۴۳، ج۶، ص ۳۰۰)

تنبیہ:

اس گناہ کو بعض شافعی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، شاید انہوں نے احادیثِ مبارکہ میں مذکور

لعنت سے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر استدلال کیا ہے، اگر عرفاً اس سے کسی کو ایذاء پہنچتی ہو تو ظاہری استدلال یہی ہے اور اسی پر حدیثِ پاک محمول ہے، جبکہ ہمارے اصحاب کے اس قول کہ ''یہ عمل مکروہ ہے۔'' کو ایذاء کی کمی پر محمول کیا جائے گا اور اس تفصیل کی تائید ہمارا وہ بیان بھی کرتا ہے جسے ہم نے کتب فقہ کے باب ''**حَمْلُ السِّلَاحِ فِیْ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ** اور **تَقْبِیْلُ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ عِنْدَ الزَّحْمَۃِ** وغیرہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایذاء کم ہو تو مکروہ ہے ورنہ حرام۔ اور اسی سے واضح ہو گیا کہ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اقوال اور حدیثِ پاک میں کوئی تضاد نہیں، اس میں غور کرو میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اس وضاحت سے واقف ہو۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

باب اللباس

لباس کا بیان

کبیرہ نمبر105: بلا عذرِ شرعی ریشم پہننا

یعنی جیسے جوؤں، کھجلی یا خارش وغیرہ کسی عذر کے بغیر عاقل بالغ مرد یا مخنث (ہیجڑے) کا خالص ریشم یا ایسا لباس پہننا جس کا اکثر حصہ وزن کے اعتبار سے ریشم ہو، ظاہراً ریشم نظر آنے کا اعتبار نہیں۔

{1}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، والزینۃ، باب تحریم لبس الحریر، الحدیث ۵۴۱۰، ص ۱۰۴۹)

{2}......نسائی شریف میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔''

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ○ (پ۱۷، الحج: ۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، سورۃ الحج، باب قولہ تعالیٰ "ولباسھم فیھا حریر" الحدیث: ۱۱۳۴۳، ج۶ ص ۱۱)

{3}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ریشم وہی پہنتا ہے جس کا کوئی حصہ نہیں۔'' بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال......الخ، الحدیث: ۵۸۳۵، ص ۴۹۷)

{4}......سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل بھی ہو جائے تو اہلِ جنت تو ریشم پہنیں گے مگر وہ نہ پہن سکے گا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابہ، الحدیث: ۵۴۱۳، ج ۷، ص ۳۹۷)

{5}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر للرجال......الخ، الحدیث ۵۸۳۴، ص ۴۹۷)

{6}......امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم روایت فرماتے ہیں کہ میں نے شفیعُ

المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کو دائیں ہاتھ میں اور سونے کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس ،باب فی الحریر للنساء، الحدیث ۴۰۵۷ ، ص ۱۵۱۹)

{7 }......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا، جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہ پی سکے گا اور جس نے دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیا وہ آخرت میں ان کے ذریعے نہ پی سکے گا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اہلِ جنت کا لباس ریشم، اہل جنت کا مشروب شرابِ طہور اور اہل جنت کے برتن سونے کے ہیں۔''

(المستدرک، کتاب الاشربه ، باب من لبس الحریر فی الدنیا ......الخ ، الحدیث: ۷۲۹۸، ج۵ ،ص ۹۵)

{8 }......حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا گیا: ''اپنی عورتوں کو ریشم کا لباس نہ پہناؤ کیونکہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ریشم مت پہنا کرو کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔'' (صحیح مسلم ،کتاب اللباس ، باب تحریم لبس الحریر ......الخ ،الحدیث ۵۴۱۰ ، ص ۱۰۴۹)

{9 }......نسائی شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور جو آخرت میں ریشم نہ پہن سکے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ0 (پ۱۷،الحج:۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور وہاں ان کی پوشاک ریشم ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی،کتاب الزینة ، باب لبس الحریر ، الحدیث:۹۵۸۴،ج۵،ص۴۶۵)

{10 }......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے گھر والوں کو زیور اور ریشم سے منع کرتے اور ارشاد فرماتے: ''اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتے ہو تو دنیا میں یہ دو چیزیں نہ پہنا کرو۔'' (المستدرک، کتاب اللباس ، باب من کان یومن بالله ......الخ ، الحدیث ۷۴۸۰، ج۵ ،ص ۲۶۹)

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس وعید کہ ''جو دنیا میں اسے پہنے گا آخرت میں نہ پہن سکے گا۔'' سے یہ سمجھنا کہ یہ عورتوں اور ان کی مثل ان افراد کے حق میں بھی جاری ہوتی ہے جن کے لئے اس کا پہننا جائز ہے، فقط احتیاط کی بناء پر تھا، ورنہ عورتوں کے لئے اس کے استعمال کے جواز سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں آخرت میں ریشم کے استعمال سے منع نہ کیا جائے گا۔

{11}......مَخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ریشم کی ایک قبا تحفۃً پیش کی گئی، جس کا پچھلا حصہ چاک تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے زیبِ تن فرما کر نماز ادا فرمائی، پھر جب نماز پوری ہوگئی تو اسے زور سے کھینچ کر اُتار دیا گویا کہ اُسے ناپسند فرماتے ہوں، پھر ارشاد فرمایا: ''پرہیز گاروں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہئے۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم لبس الحریر ......للرجال، الحدیث ۵۴۲۷، ص ۱۰۴۹)

{12}......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔'' اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب اللباس وآدابہ، الحدیث: ۵۴۱۲، ج۷، ص ۳۹۶)

{13}......حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ''شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے اور ریشم ودیباج (کے کپڑے) پہننے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، الحدیث ۵۸۳۷، ص ۴۹۸)

{14}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو **اللہ** عزوجل کی ملاقات اور اس کے حساب کی امید رکھتا ہے وہ ریشم سے (بطورِ پہننے یا اس پر بیٹھنے کے) فائدہ نہ اٹھائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث ۲۲۳۶۵، ج۸، ص ۳۰۶)

{15}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جسے آخرت میں ریشم پہننے کی اُمید نہیں ہوتی۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث ۸۳۶۳، ج۳، ص ۲۲۱)

{16}......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی طرف سے اتنی سخت وعیدیں پہنچنے کے باوجود بھی وہ ریشم کو اپنے لباس یا گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔'' (المرجع السابق)

{17}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس اُمت میں ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہو کر رات گزارے گی، پھر صبح اس حال میں کرے گی کہ ان کی شکلیں بگڑ کر خنزیر اور بندر ہو چکی ہوں گی اور ان کے ساتھ دھنسانے اور پتھر برسانے کا معاملہ ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے: ''آج رات فلاں قوم دھنسا دی گئی، آج رات فلاں کے گھر کو دھنسا دیا گیا۔'' اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے جیسا کہ قومِ لوط کے قبیلوں

اور گھروں پر برسائے گئے اور ان کی طرف سخت ہوا بھیجی جائے گی جیسا کہ قومِ عاد کے قبیلوں اور گھروں کی طرف بھیجی گئی، یہ ان کے شراب پینے، ریشم پہننے، گانے والی عورتیں اپنانے، سود کھانے اور قطع رحمی کی وجہ سے ہوگا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الحدود، الترھیب من شرب الخمر ......الخ ،الحدیث ۳۵۹۴، ج۳، ص ۹۹)

{18}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت میں ایسی قومیں ضرور ہوں گی جو ریشم کو حلال جانیں گی ان میں سے کچھ لوگ قیامت تک کے لئے خنزیر اور بندر بنا دیئے جائیں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الخز، الحدیث ۴۰۳۹، ص ۱۵۱۸)

{19}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب میری اُمت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی (۱) ایک دوسرے پر لعنت کرنا (۲) لوگوں کا شراب پینا (۳) ریشم کا لباس پہننا (۴) گانے والی عورتیں رکھنا اور (۵) مردوں کا مردوں پر اور عورتوں کا عورتوں پر اکتفاء کرنا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب ثان فی امارات الساعۃ، الحدیث ۱۲۴۷۹، ج۷، ص ۶۴۰)

{20}......حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی وہ ریشم کے تصویر والے گدے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا، پس اس نے تکیہ فوراً ہٹا دیا اور آپ سے کہنے لگا: ''میں نے یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر ہٹایا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تُو کتنا اچھا آدمی ہے اگر تو ان لوگوں میں سے نہیں جن کے بارے میں **اللہ** عزوجل نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا (پ۲۶، الاحقاف:۲۰)

ترجمۂ کنز الایمان: ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔

خدا عزوجل کی قسم! مجھے اس کے ساتھ ٹیک لگانے سے دہکتے ہوئے انگاروں پر بیٹھنا زیادہ پسند ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب ترھیب الرجال من لبس ......الخ، الحدیث ۳۱۶۱، ج۳، ص ۷)

{21}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ریشم کی جیب والا ایک جبہ دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''یہ قیامت کے دن آگ کا طوق ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۸۰۰۰، ج۶، ص ۶۲)

یہ حکم کناروں سے ریشم والے جبے کے علاوہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ایک جبہ تھا جو کناروں سے ریشم کا تھا۔ (تلخیص الحبیر، کتاب صلاۃ العیدین، الحدیث: ۶۷۹، الجزء۲، ص ۸۱)

{22}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ریشمی لباس پہنا **اللہ** عزوجل

اسے بروزِ قیامت ایک دن آگ یا آگ کا لباس پہنائے گا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۷۱۱/۱۷۰،ج ۲۴،ص ۶۵)

{23}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا **اللہ** عزوجل اسے جہنم میں ذلت کا لباس یا جہنم کا لباس پہنائے گا۔''

(مجمع الزوائد ،کتاب اللباس ، باب ماجاء فی الحریر والذھب ، الحدیث:۸۶۴۴ ،ج ۵،ص ۲۴۹)

{24}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''جس نے ریشمی لباس پہنا **اللہ** عزوجل اسے پورے ایک دن آگ کا لباس پہنائے گا جو تمہارے دنوں جیسا نہ ہوگا بلکہ **اللہ** عزوجل کے ایام بہت طویل ہیں۔''

(مجمع الزوائد،کتاب اللباس ، باب ماجاء فی الحریر والذھب ، الحدیث ۸۶۴۶ ،ج ۵،ص ۲۵۰)

کبیرہ نمبر 106:

مرد کا زیور پہننا

یعنی عاقل وبالغ مرد کا سونے یا چاندی کا زیور پہننا جیسے سونے کی انگوٹھی یا انگوٹھی کے علاوہ چاندی کا زیور پہننا

{1}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ ریشم اور سونا ہرگز نہ پہنے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۳۱۱ ،ج۸ ،ص ۲۹۳)

{2}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ ''نبی کریم ، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے ''میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ شراب پیتا تھا **اللہ** عزوجل جنت میں اس پر (جنتی) شراب پینا حرام کر دے گا اور میرا جو اُمتی اس حال میں مرا کہ دنیا میں سونے کا زیور پہنتا تھا **اللہ** عزوجل جنت میں اس پر سونا پہننا حرام فرما دے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث:۶۹۶۶، ج ۲ ،ص ۶۵۹)

{3}......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا ارادہ کرتا ہے پھر اسے اپنے ہاتھ میں رکھ لیتا ہے۔'' حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا: ''اپنی انگوٹھی اٹھا لو اور اسے بیچ کر نفع اٹھاؤ۔'' تو اس نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! جس انگوٹھی کو **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے پھینک دیا میں اسے ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔'' (صحیح مسلم ،کتاب اللباس والزینۃ ، تحریم خاتم الذھب علی......الخ ،الحدیث: ۵۴۷۲ ، ص ۱۰۵۲)

﴿4﴾......نجران سے ایک شخص شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا، اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے اپنا رُخِ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: ''تم اس حال میں میرے پاس آئے ہو کہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزینة، باب حدیث ابی ھریرة والاختلاف علی ......الخ، الحدیث: ۵۱۹۱، ص ۲۴۲۱)

﴿5﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''عورتوں کو دوسرخ چیزوں یعنی سونے اور زرد رنگ سے رنگے ہوئے لباس نے ہلاکت میں ڈال دیا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرھن، باب ماجاء فی الفتن، الحدیث: ۵۹۳۷، ج۷، ص ۵۸۳)

﴿6﴾......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیضِ گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت کی اعلیٰ منزلوں میں مہاجرین فقراء اور مؤمنین کی اولاد کو پایا جبکہ عورتوں اور اغنیاء میں سے ایک بھی وہاں نہ تھا، پھر مجھے بتایا گیا: ''اغنیاء تو جنت کے دروازے پر ہیں ان سے حساب لیا جا رہا ہے اور ان کے گناہ زائل کئے جا رہے ہیں جبکہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے غفلت میں ڈال دیا ہے۔'' (الزھد الکبیر للبیھقی، فصل فی ترک الدنیا......الخ، الحدیث: ۴۴۵، ص ۱۸۵)

اس حدیثِ پاک سے پچھلی حدیثِ پاک کے الفاظ ''عورتوں کے لئے ہلاکت ہے۔'' کے معنی بھی معلوم ہو گئے کہ یہ دونوں چیزیں عورتوں کے بھلائی سے غافل ہونے اور اُس سے روگردانی کرنے کا سبب ہیں، ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں بالاجماع عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

تنبیہ:

ریشم پہننے کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا گذشتہ صحیح احادیثِ مبارکہ میں آنے والی سخت وعید سے ظاہر ہے مگر ہمارے جمہور شافعی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریشم پہننا صغیرہ گناہ ہے، شاید ان کی نظر کبیرہ گناہ کی اس تعریف پر ہے کہ ''جس گناہ پر سزا لازم آئے وہ کبیرہ ہے۔'' حالانکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صحیح قول اس کے خلاف ہے، لہٰذا ان احادیثِ مبارکہ میں غور کرتے وقت اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان (احادیثِ مبارکہ) میں سخت اور حتمی وعید کی بناء پر یہ عمل کبیرہ گناہ ہے، سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا اور امام الحرمین بھی اسی طرف مائل ہوئے اور جس سونے کے پہننے کو میں نے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے وہ مذکورہ احادیثِ مبارکہ میں موجود سخت وعید کی بناء پر کبیرہ کہلانے میں ریشم سے زیادہ اَولیٰ ہے جبکہ میرے نزدیک چاندی کے زیورات کو اس حکم کے ساتھ ملحق کرنے کا بھی احتمال ہے اگرچہ اس میں یہ فرق بیان کرنا ممکن ہے کہ سونے کے استعمال کا گناہ

زیادہ سخت ہے، اسی لئے ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ چاندی کے بعض زیورات پہننا بھی جائز ہے۔'' جبکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے چاندی کی انگوٹھی کے جائز بلکہ مستحب ہونے اور سونے کی انگوٹھی کے حرام ہونے پر اتفاق کیا ہے۔[1]

فوائد ومسائل:

اگر ریشم پر کوئی کپڑا وغیرہ ڈالا ہوا ہو تو اس پر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ وہ باریک اور بوسیدہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ پھٹا ہوا ہو تو جائز وحلال نہیں اور اسے اوڑھنا یا ستر پوشی کے لئے استعمال کرنا حرام ہے جبکہ بقدرِ عادت پردہ کے طور پر لٹکانا حلال ہے، اسی طرح آستین پر چار انگل کے برابر بیل بوٹے (یعنی گوٹا کناری)، تسبیح کا دھاگا، نیزے کا جھنڈا اور مصحف کا جزدان بنانا، مجنون اور قریب البلوغ بچے کو سونے چاندی کے زیورات پہنانے کی طرح ہے۔[2]

سیدنا ابن عبد السلام نے ریشم استعمال کرنے والے کے گناہ گار ہونے کا فتوی دیا ہے مگر یہ گناہ ریشم پہننے سے کم ہے، جبکہ سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ریشم پر مہر کی رقم لکھنے کو حرام قرار دیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

اسی طرح گھر اور مسجد کو ریشم یا تصویروں سے مزین کرنا حرام ہے اگرچہ کسی عورت ہی کا گھر ہو جبکہ ان دو کے علاوہ دیگر اشیاء سے گھروں کو مزین کرنا مکروہ ہے،[3] زعفران، عُصْفُر اور وَرْس سے رنگے ہوئے کپڑے کا بھی ہمارے بیان کردہ کلام کے مطابق یہی حکم ہے اور یہ فوائد ''شَرْحُ الْعُبَاب'' میں بیان کئے گئے ہیں۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

---

[1]: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں (نگینے کے علاوہ) ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو۔'' (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۹)

[2]: احناف کے نزدیک: ''چار انگل کے برابر بیل بوٹے اور مصحف کا جزدان ریشم کا بنانا وغیرہ جائز ہے لیکن مجنون اور قریب البلوغ بچے کو سونے، چاندی کے زیورات پہنانا حرام ہے اور ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا، لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا جائز ہے ریشم کے پردے دروازوں پر لٹکانا مکروہ ہے۔''

(بہار شریعت ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۴۰، ۴۱)

[3]: احناف کے نزدیک: ''غیر ذی روح یعنی بے جان کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرے اور کتبوں سے مکان کو سجانے کا رواج ہے۔''

(بہار شریعت ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۱۲۹)

کبیرہ نمبر107:

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا

یعنی مردوں کا عورتوں سے عرف میں ان کے ساتھ مخصوص اُمور مثلاً لباس، کلام، حرکت وغیرہ میں مشابہت اختیار کرنا، اسی طرح عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات ......الخ، الحدیث: ۵۸۸۵، ص ۵۰۱)

﴿2﴾......ایک عورت گلے میں کمان لٹکائے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے گزری تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۰۰۳، ج ۳، ص ۱۰۶)

﴿3﴾......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے زنانے مردوں اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبھین بالنساء ......الخ، الحدیث: ۵۸۸۶، ص ۵۰۱)

زنانے مردوں سے مراد عورتوں کی سی حرکات کرنے والے لوگ ہیں اگرچہ وہ کوئی فحش حرکت نہ بھی کرتے ہوں جبکہ مردانی عورتوں سے مراد مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں ہیں۔

﴿4﴾......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الحدیث: ۴۰۹۸، ص ۱۵۲۲)

﴿5﴾......رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے زنانے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورتوں پر اور بیابان میں تنہا سفر کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۸۶۰، ج ۳، ص ۱۳۳)

﴿6﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''چار طرح کے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی جاتی ہے اور ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں (۱) وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مرد بنا کر پیدا کیا پھر اس نے اپنے آپ کو عورت بنا لیا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کر لی (۲) وہ عورت جسے اللہ عزوجل نے عورت بنایا مگر اس نے اپنے آپ کو مردانہ انداز

میں ڈھال لیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کر لی (۳) وہ شخص جو نابینے کو راستے سے بھٹکا دے اور (۴) **حَصُوْر** یعنی طاقت کے باوجود عورتوں میں رغبت نہ رکھنے والا اور **اللہ** عزوجل نے صرف حضرت سیدنا یحییٰ بن زکریا علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام ہی کو **حَصُوْر** پیدا فرمایا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۲۷، ج۸، ص ۲۰۴)

﴿7﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں ایک **مخنّث** (یعنی ہیجڑے) کو لایا گیا، اس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے نَقیع (مدینے سے دور ایک مقام) کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حکم المخنثین، الحدیث: ۴۹۲۸، ص ۱۵۸۴)

﴿8﴾......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**تین شخص** جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیّوث[1] اور (۳) مردانی عورتیں۔'' (مسند الفردوس للدیلمی، باب الثاء، الحدیث: ۲۳۲۹، ج۱، ص ۳۱۹)

﴿9﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**تین شخص** کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) دیّوث (۲) مردانی عورتیں اور (۳) شراب کا عادی۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''شراب کے عادی کو تو ہم نے جان لیا، دیوث کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کے گھر والوں کے پاس کون کون آتا ہے۔'' ہم نے عرض کی: ''مردانی عورتیں کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب فیمن یرضی لاھلہ بالخبث، الحدیث: ۷۷۲۲، ج۴، ص ۵۹۹)

---

[1]: امیرِ اہلِ سنت، امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ''پردے کے بارے میں سوال جواب'' صفحہ نمبر ۲۳ تا ۲۵ میں ہے: ''جو لوگ باوجود قدرت اپنی عورتوں اور محارم کو بے پردگی سے منع نہ کریں وہ ''دَیُّوث'' ہیں، دَیُّوث کے بارے میں حضرتِ علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''دُرِّمختار'' میں لکھتے ہیں: ''دَیُّوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا کسی محرم پر غیرت نہ کھائے۔'' (رد المحتار علی الدرالمختار، کتاب الحدود، ج۶، ص ۱۱۳) معلوم ہوا کہ باوجودِ قدرت اپنی زوجہ، ماں، بہنوں اور اپنی جوان بیٹیوں وغیرہ کو گلیوں بازاروں، شاپنگ سنٹروں اور مخلوط تفریح گاہوں میں بے پردہ گھومنے پھرنے، اجنبی پڑوسیوں، نامَحرم رشتے داروں، غیرِ مَحرم ملازموں، چوکیداروں اور ڈرائیوروں سے **بے تکلّفی** اور بے پردگی سے منع نہ کرنے والے دَیّوث، جنت سے محروم، اور جہنم کے حقدار ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت، مجدِّدِ دِین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''دَیُّوث سخت اَخْبَث فاسق (ہے) اور فاسقِ مُعلِن کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی۔ اسے امام بنانا حلال نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھی تو پھیرنا واجب۔'' (بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص ۵۸۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے جیسا کہ آپ ان صحیح احادیثِ مبارکہ اوران میں وارد سخت وعید سے جان چکے ہیں جبکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس مشابہت اختیار کرنے کے بارے میں دوقول ہیں (۱) یہ حرام ہے اور سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے بلکہ اسی کو صحیح قرار دیا ہے (۲) یہ مکروہ ہے سیدنا رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''الموضوع'' میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔مگر سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حرمت کا قول صحیح اور مناسب ہے بلکہ میں نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔اور کبیرہ گناہوں کے بارے میں کلام کرنے والے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسے کبیرہ گناہ شمار کیا ہے اور یہ بالکل واضح ہے اور اُس حدیثِ پاک جس میں حضور نبی کریم ،رءُوفٌ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگا کر عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے پر ہیجڑے کو جلاوطن فرما دیا تھا سے معلوم ہوا کہ مرد کو ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگنا حرام ہے بلکہ عورتوں سے مذکورہ مشابہت کی بناء پر کبیرہ گناہ ہے اور بیان کردہ حدیثِ پاک اس پر صراحتاً دلالت کرتی ہے، ماضی قریب میں جب یمن میں یہی مسئلہ پیش آیا تو وہاں کے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس کی حلت وحرمت پر کتابیں لکھ کر ۹۵۲ہجری میں مکہ مکرمہ بھیجیں،ان میں سے تین کتابیں اس کی مطلق حلت پر اور ایک کتاب اس کی حرمت پر تھی،انہوں نے مجھ سے حق ظاہر کرنے کا مطالبہ کیا تو میں نے اس مسئلہ پر ایک جامع کتاب لکھی،جس کا نام ''شَنُّ الْغَارَةِ عَلٰی مَنْ اَظْهَرَ مَعَرَّةَ تَقَوُّلَهُ فِی الْحِنَّاءِ وَعَوَارَهُ'' رکھا تاکہ وہ اسم بامسمّٰی ہو جائے، کیونکہ حلّت (یعنی جائز ہونے) کے بعض قائلین نے اس مسئلہ میں مبالغہ سے اِتنا کام لیا کہ اجتہاد کا دعوٰی کر بیٹھے اور یہ گمان کرنے لگے کہ حرمت (یعنی ناجائز ہونے) کے قائلین ہیں کون؟ حالانکہ وہ تمام اصحابِ مذہب بلکہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔پھر جب کچھ زیادہ جوش میں آئے تو بغیر سوچے سمجھے اس معاملہ میں شدت اختیار کرتے ہوئے ان خرافات اور پیچیدہ باتوں میں بہت زیادہ کلام کرنے لگے اور ان کے نفس نے انہیں سمجھایا کہ ''ان علماء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) پر جو دلائل مخفی رہ گئے تھے وہ تم نے ہی تو ظاہر کئے ہیں اور یہ کہ ان کی یا حلال جاننے میں جن کی وہ پیروی کرتے ہیں اس شیخ کی تقلید کرنا ان (حرمت کے قائل) علماء کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی تقلید کرنے سے بہتر ہے۔''

اس حادثے کے عظیم ضرر، بُرے اثرات اور اس شکاری جال کے لپٹنے کی وجہ سے میں نے غور وفکر، تحقیق وتفتیش اور عزم وہمت کی تیز دھار تلوار نکالی اور تاریکیوں کے چراغ ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی حمیت کی خاطر کھلے حق کا اظہار کرنے اور اس واضح باطل کو مٹانے کے لئے کتاب ''زَنْدُ الْفِکْر''لکھی۔یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا موضوع بہت وسیع ہے اور اس سے صحیح رائے

ظاہر ہوئی اپنے رب کی حمد کے ساتھ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے اسی پر توکل کیا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

گھر والوں کی اصلاح

شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کو چال ڈھال، لباس اور دیگر امور وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کرے تا کہ اس کی بیوی اور وہ خود بھی لعنت سے بچ سکے۔ کیونکہ اگر وہ اسے اسی حالت پر رہنے دے تو جو لعنت و پھٹکار اس عورت پر آئے گی وہی اس شخص پر بھی آئے گی۔ نیز اس پر **اللہ** عزوجل کے اس حکم کی تعمیل بھی لازم ہے:

قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ۲۸، التحریم:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

یعنی انہیں علم و ادب سکھا کر، اپنے رب عزوجل کی اطاعت کا حکم اور اس کی معصیت سے روک کر آگ سے بچاؤ۔

﴿10﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ ''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، آدمی اپنے اہلِ خانہ پر نگہبان ہے اور اس سے قیامت کے دن ان کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، الحدیث:۸۹۳، ص ۷۰، بدون ''یوم القیامة'')

﴿11﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مردوں کی ہلاکت عورتوں کی فرمانبرداری میں ہے۔''

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''خدا عزوجل کی قسم! آج جو مرد عورت کی خواہشات کی تکمیل میں اس کی اطاعت کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔''

کبیرہ نمبر108:

عورت کا باریک لباس پہننا

یعنی عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے اس کی جلد کی رنگت یا اعضاء کی بناوٹ جھلکتی ہو

﴿1﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے (اس زمانے میں) نہیں دیکھا: (۱) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دُموں جیسے کوڑے ہوں گے، اُن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور (۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی، وہ راہِ حق سے ہٹانے والی اور خود بھی راہِ حق سے بھٹکی ہوئی ہوں گی، ان کے سر بُختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک جانب جھکے ہوئے ہوں گے، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الادب، باب النساء الکاسیات، الحدیث: ۵۵۸۲، ص۱۰۵۸)

حدیث کی وضاحت:

اس حدیثِ پاک میں عورتوں کے لباس میں ملبوس ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گی، جبکہ بے لباس ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نعمتوں کا شکر ادا نہیں کریں گی، یا اس سے مراد یہ ہے کہ ظاہری طور پر تو لباس زیبِ تن کریں گی مگر حقیقتاً بے لباس ہوں گی، وہ اس طرح کہ وہ ایسا باریک لباس پہنیں گی جن سے ان کا بدن جھلکے گا، راہِ حق سے بھٹکنے سے مراد **اللہ** عزوجل کی اطاعت سے روگردانی اور فرائض و واجبات کی ادائیگی اور ان کی حفاظت سے منہ پھیرنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو اپنے مذموم فعل کی طرف بلائیں گی۔ یا راہِ حق سے ہٹنے سے مراد مٹک مٹک کر چلنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد کندھوں کو جھٹک کر دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے یا پھر راہِ حق سے ہٹنے سے مراد بازاری عورتوں کی طرح اپنے بال کنگھی سے سنوارنا ہے اور راہِ حق سے ہٹانے سے مراد بازاری عورتوں کی مثل دوسروں کے بال سنوارنا (یعنی ہیئر اسٹائل بنانا) ہے اور عورتوں کے سروں کا بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے سر پر کوئی کپڑا یا پٹی لپیٹ کر اسے بلند کر کے اترائیں گی۔

﴿2﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ جو زینوں پر سوار ہوں گے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہو گی جو خود تو مساجد کے دروازوں پر پڑاؤ ڈالے ہوں گے لیکن ان کی عورتیں (اتنا باریک) لباس پہنے ہوں گی (کہ) بے لباس (معلوم) ہوں گی، لاغر و کمزور بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح سروں کو اٹھائے ہوں گی، ان عورتوں پر تم بھی لعنت بھیجو کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے، اگر تمہارے بعد کوئی اُمت ہوتی تو

تمہاری عورتیں اس اُمت کی اسی طرح خدمت کرتیں جس طرح تم سے پہلی اُمتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی ہے۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الحضر والا با حة ، باب اللعن ، الحدیث: ۵۷۲۳ ، ص ۵۰۲)

﴿3﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرسلاً مروی ہے: ''میری بہن حضرت سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں باریک لباس پہن کر حاضر ہوئیں تو شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُن سے چہرۂ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا: ''اے اسماء! عورت جب حیض (یعنی ماہواری) کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی ان (دو) چیزوں کے علاوہ کچھ نہ نظر آنا چاہئے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس ، باب فیماتبدی المرأة من زینتها ، الحدیث:٤١٠٤ ، ص ١٥٢٢)

تنبیہ:

اس سخت ترو عید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا بلکہ یہ پچھلی عورتوں کے مردوں سے تشبہ کی بناء پر ظاہر ہے۔

سیدنا امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جن کاموں کی وجہ سے عورتوں پر لعنت کی گئی ہے ان میں اپنی زینت کا اظہار مثلاً نقاب کے نیچے سے سونے یا موتیوں کے زیور ظاہر کرنا اور گھر سے نکلتے وقت خوشبو مثلاً مشک وغیرہ لگا کر نکلنا ہے، اسی طرح نکلتے وقت ہر ایسی چیز پہننا جو آراستہ ہونے کی طرف لے جائے جیسے برقعے کو رنگنا، ریشم کا تہبند پہننا اور آستین کو کھلا رکھنا یہ تمام باتیں آراستگی سے تعلق رکھتی ہیں کہ جن کے کرنے پر **اللہ** عزوجل دنیا و آخرت میں سخت ناراض ہوتا ہے اور عورتوں پر یہی قبیح عادتیں غالب ہوتی ہیں۔

﴿4﴾......انہیں کے بارے میں سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جہنم میں جھانکا تو دیکھا جہنم والوں میں زیادہ جہنمی تعداد عورتوں کی ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب بدء الخلق،باب ماجاء فی صفة الجنة......الخ،الحدیث: ٣٢٤١،ص ٢٦٣)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر109: بطورِ تکبر شلوار، کپڑا، آستین یا دامن بڑا رکھنا

کبیرہ نمبر110: اِترا کر چلنا

﴿1﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''ازار (یعنی تہبند) کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اسفل من الکعبین فھو فی النار، الحدیث:۵۷۸۷، ص۴۹۴)

﴿2﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''مؤمن کا ازار اس کی پنڈلی کے پٹھوں تک ہے، پھر نصف پنڈلی تک، پھر ٹخنوں تک اور ٹخنوں سے نیچے جو ہوگا وہ جہنم میں ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب الترغیب فی القمیص......الخ، الحدیث:۲، ج۳، ص ۶۴)

﴿3﴾......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب......الخ، الحدیث: ۵۴،۵۴۵۳، ص۱۰۵۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ ''**اللہ** عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا جو غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۵۴۶۳، ص۱۰۵۱)

﴿4﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا **اللہ** عزوجل اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! اگر میں اپنے تہبند کا خیال نہ رکھوں تو وہ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے۔'' تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث:۴۰۹۵، ص۱۵۲۲)

﴿5﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دو کانوں سے رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جو محض تکبر اور لوگوں کی تحقیر کے ارادے سے اپنا تہبند گھسیٹ کر چلے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب......الخ، الحدیث:۵۴۵۹، ص۱۰۵۱)

﴿6﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ارشاد فرمایا: ''حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے جو احکام ازار یعنی تہبند کے بارے میں ارشاد فرمائے قمیص کے بھی وہی ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ۴۰۹۵، ص ۱۵۲۲)

﴿7﴾......حضرت سیدنا علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والدِ محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تہبند کے بارے میں سوال کیا؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایک باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہو تو حرج نہیں۔'' یا ارشاد فرمایا: ''اگر نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو تو گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے اور جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکا کر چلے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث:٤٠٩٣، ص١٥٢٢ "المؤمن" بدلہ "المسلم")

﴿8﴾......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ میں شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو لمبائی کی وجہ سے میرا تہبند لٹک رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کی: ''عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم واقعی **اللہ** عزوجل کے بندے ہو تو اپنا تہبند اونچا کرلو۔'' لہٰذا میں نے اپنا تہبند آدھی پنڈلیوں تک کرلیا۔'' پھر مرتے دم تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تہبند اتنا ہی رہا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:٦٢٧١، ج٢، ص٥١٠)

﴿9﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**تین** شخص ایسے ہیں کہ جن سے **اللہ** عزوجل نہ تو کلام فرمائے گا، نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین، شفیع المذنبین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات **تین** مرتبہ ارشاد فرمائی، حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! خائب وخاسر ہونے والے یہ لوگ کون ہیں؟'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب اللباس والزینۃ، باب الترغیب فی القمیص، الحدیث:٣١٢٩، ج٣، ص٥٨)

﴿10﴾......ایک اور روایت میں ''تہبند لٹکانے والا'' کے الفاظ آئے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، الحدیث:٢٩٣، ص٦٩٦)

﴿11﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کپڑا لٹکانے کا عمل تہبند، قمیص اور عمامہ میں بھی ہوسکتا ہے، جو تکبر کی وجہ سے ان میں سے کوئی چیز گھسیٹے گا **اللہ** عزوجل بروزِ قیامت اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، الحدیث: ٤٠٩٤، ص١٥٢٢)

﴿12﴾...... شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''تہبند لٹکانے سے بچتے رہو کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے اور **اللہ** عزوجل اسے پسند نہیں فرماتا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب اللباس ، باب ماجاء فی اسبال الازار ، الحدیث: ٤٠٨٤ ، ص ١٥٢١)

﴿13﴾...... مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ہے: ''اے مسلمانوں کے گروہ! **اللہ** عزوجل سے ڈرو اور آپس میں صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی سے زیادہ جلد کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا، ظلم سے بچتے رہو کیونکہ ظلم سے زیادہ جلد کسی گناہ کی سزا نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے بچتے رہو جنت کی خوشبو 1,000 سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے مگر خدا عزوجل کی قسم! والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر کی وجہ سے تہبند لٹکانے والا جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا، بے شک کبریائی تمام جہانوں کے پروردگار **اللہ** عزوجل کے لئے ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ٥٦٦٤ ، ج ٤ ، ص ١٨٧)

﴿14﴾...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے کہ ''جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے پہنے ہوئے کپڑے لٹکائے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا اگرچہ وہ **اللہ** عزوجل کے نزدیک معزز ہی کیوں نہ ہو۔''

(مجمع الزوائد ، کتاب اللباس ، باب فی الازار و موضعه ، الحدیث: ٨٥٤٠ ، ج٥ ، ص ٢٢١)

﴿15﴾...... تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: ''یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس رات میں **اللہ** عزوجل بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے لیکن اس رات میں **اللہ** عزوجل مشرک، جادوگر، قطع رحمی کرنے والے، چادر لٹکانے والے، والدین کے نافرمان اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصوم ، باب الترغیب فی صوم شعبان، الحدیث: ١٥٥٣ ، ج٢ ، ص ٣٥)

﴿16﴾...... حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ قریش کا ایک شخص اپنے حلّے (جبے) میں اِتراتا ہوا آیا، جب وہ مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ سے جانے لگا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بریدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے میزان قائم نہیں فرمائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب اللباس، باب فی الازار و موضعه ، الحدیث: ٨٥٣٢ ، ج٥ ، ص ٢١٩)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں صراحۃً بیان کی گئی شدید وعید کی بناء پر اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور حضرات شیخین وصَاحِبُ العُدَّہ کی اس بات کو برقرار رکھنا کہ اِترا کر چلنا صغیرہ گناہ ہے۔'' اس بات پر محمول ہے جبکہ اس کی حالت سے مخلوق کی تحقیر کا پہلو نہ نکلتا ہو ورنہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح گزر چکی ہے کہ تکبر کبیرہ گناہ ہے، اسی لئے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے شیخین پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اِترا کر چلنے کو صغیرہ گناہ پر برقرار رکھنا محلِ نظر ہے بشرطیکہ وہ تکبر وفخر کی نیت سے اترا کر چلے کیونکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا O (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

متکبّرین کی مذمت:

﴿17﴾......سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، الحدیث: ۲۶۵، ص ۶۹۳)

﴿18﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں خبر نہ دوں ہر سرکش، اکڑ کر چلنے والا اور بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، الحدیث: ۶۰۷۱، ص ۵۱۳)

﴿19﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب خیلاء، الحدیث: ۵۴۵۴، ص ۱۰۵۱ ثوبہ بدلہ ''ازارہ'')

﴿20﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنے کپڑوں میں اِتراتا ہوا سر اَکڑا کر چل رہا تھا کہ **اللہ** عزوجل نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۹، ص ۴۹۴)

کبیرہ نمبر111:

سیاہ خضاب لگانا

یعنی داڑھی وغیرہ کو بلا کسی مقصد (مثلاً جہاد وغیرہ) کے سیاہ خضاب لگانا

﴿1﴾......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتروں[1] کے سینوں جیسا سیاہ خضاب لگائیں گے وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب السواد، الحدیث:٤٢١٢، ص١٥٢٩)

تنبیہ:

حدیثِ مبارکہ میں وارد اس سخت وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، میرے خیال میں اسے **کتاب الصلوٰۃ** میں بیان کردہ شرائط کے ساتھ ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے، مگر چونکہ یہ اس باب سے بھی کچھ نہ کچھ مناسبت رکھتا ہے لہٰذا اسے یہاں ذکر کر دیا گیا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: یہاں کبوتروں سے مراد جنگلی کبوتر ہیں کیونکہ ان کے سینے اکثر سیاہ ہوتے ہیں، چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت، مجدِّدِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ ونیلگوں ہوتے ہیں، نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُن (یعنی سیاہ خضاب لگانے والوں) کے بالوں اور داڑھیوں کو اُن (جنگلی کبوتروں) سے تشبیہ دی۔'' (فتاوی رضویہ، ج٢٣، ص٤٩٦)

باب الاستسقاء

نمازِ اِستسقاء کا بیان

کبیرہ نمبر112: ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا

یعنی بارش ہونے پر ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ فلاں ستارے کے فلاں برج میں پہنچنے پر بارش ہوئی

﴿1﴾......حضرت سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے بارش ہونے کے بعد ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (**اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ) ''میرے کچھ بندے مؤمن اور کچھ کافر ہو گئے، جس نے یہ کہا: ''ہم پر **اللہ** عزوجل کے **فضل** اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی۔'' وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کی تاثیر کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ ''ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی۔'' وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں کی تاثیر پر ایمان لایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب قول اللہ تعالی "وتجعلون رزقکم انکم تکذبون"، الحدیث:۱۰۳۸، ص۸۱)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ جو شخص مذکورہ اعتقاد رکھے وہ حقیقتاً کافر ہے، جبکہ ہماری کتاب ان کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہے جو اسلام کو زائل نہیں کرتے، سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو یہ کہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور اعتقاد یہ رکھے کہ اس ستارے نے بارش برسائی تو وہ کافر ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کا خون حلال ہے۔'' اور **اَلرَّوْضَہ** میں ہے اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بارش حقیقت میں ستارے نے برسائی تو یہ کفر ہے اور وہ شخص مرتد ہو گیا۔'' علّامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ ستارے کو بارش برسانے کا سبب **اللہ** عزوجل نے بنایا ہے، ستارہ علمِ الٰہی اور تقدیر کی بناء پر بارش برساتا ہے تو یہ اعتقاد اگرچہ مباح ہے مگر ایسا شخص **اللہ** عزوجل کی نعمت کا منکر اور اس کی حکمت کے لطائف سے جاہل ہے۔''[1]

---

[1] صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**بہارِ شریعت**'' میں فرماتے ہیں: ''نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلافِ شرع ہے، اسی طرح نچھتروں (یعنی ستاروں) کا حساب کہ فلاں نچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے، حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔'' (بہار شریعت، ج۲، حصہ ۱۶، ص ۱۵۹)

باب الجنائز

نمازِ جنازہ کا بیان

کبیرہ نمبر113: **مصیبت کے وقت چہرہ نوچنا**

کبیرہ نمبر114: **مصیبت کے وقت چہرے پر تھپڑ مارنا**

کبیرہ نمبر115: **مصیبت کے وقت گریبان چاک کرنا**

کبیرہ نمبر116: **مصیبت کے وقت نوحہ کرنا یا سننا**

کبیرہ نمبر117: **مصیبت کے وقت بال مونڈنا یا نوچنا**

کبیرہ نمبر118: **مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی دعا کرنا**

﴿1﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گال پیٹے، بال نوچے اور جاہلیت کی دعا مانگے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس من ضرب الخدود، الحدیث:۱۲۹۷، ص۱۰۱)

﴿2﴾......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جس سے **اللّٰہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیزار ہیں، میں بھی اس سے بیزار ہوں، بے شک سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مصیبت کے وقت نوحہ کرنے والی، بال منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے بیزار ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من الحلق عن المصیبۃ، الحدیث:۱۲۹۶، ص۱۰۱)

﴿3﴾......اور نسائی شریف کی روایت میں ہے: ''میں تم سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح **اللّٰہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس نے سر منڈوایا، گریبان چاک کیا اور نوحہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الرخصۃ فی البکاء علی المیت......الخ، الحدیث:۱۸۶۲، ص۲۲۱۰)

﴿4﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے ''لوگوں میں دو باتیں کفر کے مترادف ہیں: (۱) نسب میں

طعن کرنا اور (۲) میت پر نوحہ کرنا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ص ۶۹۱)

﴿5﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''تین باتیں **اللہ** عزوجل سے کفر کے مترادف ہیں: (۱) گریبان چاک کرنا (۲) نوحہ کرنا اور (۳) نسب میں طعن کرنا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، فصل فی النیاحۃ و نحوھا، الحدیث: ۳۱۵۱، ج ۵، ص ۶۴)

﴿6﴾......ابن حبان کی ایک روایت میں ہے: ''تین باتیں کفر ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۵۱، ج۵، ص ۶۴)

﴿7﴾......اور دوسری روایت میں ہے ''تین باتیں جاہلیت کے کاموں میں سے ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۱۳۱)

﴿8﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''جب رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا تو ابلیس اس قدر دھاڑیں مار مار کر رویا کہ اس کا لشکر اس کے پاس جمع ہو گیا تو وہ بولا: ''آج کے بعد اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو شرک میں مبتلا کرنے سے مایوس ہو جاؤ، ہاں البتہ ان کے دین کے معاملے میں انہیں فتنہ میں ڈالو اور نوحہ کرنا ان میں عام کر دو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۳۱۸، ج۱۲، ص۹)

﴿9﴾......نبیٔ کریم، رءُوفٌ رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے: (۱) خوشی کے وقت باجوں کی آواز اور (۲) مصیبت کے وقت چلانے کی آواز۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۷، ج۳، ص ۱۰۰)

﴿10﴾......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چلا کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی پر ملائکہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسندابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۷۵۴، ج۳، ص ۲۸۷)

﴿11﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری اُمت جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑے گی: (۱) خاندانی شرافت یعنی عظمت پر فخر کرنا (۲) نسب یعنی رشتہ داری میں طعن کرنا (۳) ستاروں سے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ، الحدیث: ۲۱۶۰، ص ۸۲۴)

﴿12﴾......نبیٔ کریم، رءُوفٌ رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے کھڑا کر کے پگھلے ہوئے تانبے یا تارکول کا لباس اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

﴿13﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے اور اگر نوحہ کرنے والی بغیر توبہ کئے مر جائے تو **اللہ** عزوجل اسے پگھلے ہوئے تانبے (تارکول) کے کپڑے پہنائے گا اور آگ کے شعلے کا دوپٹہ اوڑھائے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب النہی عن النیاحۃ، الحدیث: ۱۵۸۱، ص ۲۵۷۱)

﴿14﴾...... دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان نوحہ کرنے والی عورتوں کو قیامت کے دن جہنم میں دوصفوں میں کھڑا کیا جائے گا، ایک صف جہنمیوں کی دائیں جانب ہوگی اور دوسری صف جہنمیوں کی بائیں جانب ہوگی، یہ وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۴۰۱۹، ج۳، ص۱۰۰)

﴿15﴾...... حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چلا کر رونے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۲۸، ص۱۴۵۹)

﴿16﴾...... اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خاتَمُ المُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حضرت سیدنا زید بن حارثہ، حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بیٹھ گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرۂ انور پر غم کے آثار عیاں تھے، اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''میں نے دروازے کی جھریوں سے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ عالیشان میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی عورتیں۔'' اور پھر ان کی چیخ وپکار کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا کہ ''انہیں ایسا کرنے سے منع کرو۔'' پھر وہ شخص دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی: ''خدا عزوجل کی قسم! وہ مجھ پر غالب آگئیں۔'' حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کے منہ مٹی سے بھر دو۔'' تو میں نے اس شخص سے کہا: ''**اللہ** عزوجل تمہاری ناک خاک آلود کرے، خدا عزوجل کی قسم! تم نہ تو کچھ کرتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پیچھا چھوڑتے ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحہ، الحدیث: ۲۱۶۱، ص۸۲۴)

﴿17﴾...... شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والی ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم سے جن اچھی باتوں پر عہد لیا تھا، ان میں یہ عہد بھی شامل تھا کہ ہم نہ چہرہ پیٹیں گی، نہ ہلاکت کی دعا کریں گی، نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہی بال نوچیں گی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح، الحدیث: ۳۱۳۱، ص۱۴۵۹ ''ننتف'' بدلہ ''ننشر'')

﴿18﴾...... حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ پیٹنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور ہلاکت کی دعا مانگنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن ضرب......الخ، الحدیث: ۱۵۸۵، ص۲۵۷۱)

﴿19﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اھله، الحدیث: ۲۱۴۳، ص ۸۲۳)

﴿20﴾......اور ایک روایت میں ہے: ''(میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے) جب تک اس پر نوحہ کیا جاتا ہے۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

﴿21﴾......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس میت پر نوحہ کیا جاتا ہے اسے اس نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۵۷، ص ۸۲۴)

﴿22﴾......حضرت سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رو رو کر کہنے لگی ہائے پہاڑ جیسا بھائی، ہائے ایسا بھائی! (یعنی ان کے اوصاف بیان کرنے لگی) پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم نے میرے بارے میں جو بھی بات کہی مجھ سے کہا گیا: کیا تم ایسے ہی ہو؟'' پھر جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو وہ نہیں روئی۔''

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ موتۃ......الخ الحدیث: ۴۲۶۷/۴۲۶۸، ص ۳۴۹)

﴿23﴾......طبرانی شریف کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جب مجھ پر غشی طاری ہوئی اور عورتیں چلا چلا کر کہنے لگیں: ''ہائے میرے سردار، ہائے میرے پہاڑ!'' تو ایک فرشتہ کھڑا ہوا اس کے پاس ایک لوہے کی سلاخ تھی اس نے اسے میرے قدموں میں رکھ کر پوچھا: ''کیا تم ایسے ہی ہو جیسا یہ کہہ رہی ہیں؟'' میں نے کہا: ''نہیں!'' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس سے مارتا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز، باب الترھیب من النیاحۃ علی المیت......الحدیث: ۵۴۱۵، ج۴، ص ۱۸۴)

﴿24﴾......حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نے اپنی زوجہ سے) ارشاد فرمایا: ''تم جب بھی ہائے فلاں کہتی تو فرشتہ سختی سے جھڑک کر پوچھتا کیا تم ایسے ہی ہو؟'' تو میں کہتا: ''نہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۰، ج ۲۰، ص ۳۵)

﴿25﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی شخص مرتا ہے اور اس کی قوم کا نوحہ خواں ہائے ہمارے پہاڑ، ہائے ہمارے سردار وغیرہ کہتا ہے، تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کا گریبان پکڑ کر پوچھتے ہیں: ''کیا تم ایسے ہی تھے؟''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ البکاء......الخ، الحدیث: ۱۰۰۳، ص ۱۷۴۷)

﴿26﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت کو زندہ لوگوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، وہ میت کتنی بُری ہے جب رونے والی عورت کہتی ہے: ''ہائے ہمارے بازو! ہائے ہمارے تن ڈھانپنے والے! ہائے ہمارے مددگار!'' تو اس سے پوچھا جاتا ہے: ''کیا تو ہی اس کا مددگار تھا؟ کیا تو ہی اس کا تن ڈھانپتا تھا؟''

(المستدرک، کتاب التفسیر، باب الاسلام ثلاثون سهما...... الخ، الحدیث: ۳۸۰۷، ج۳، ص۲۷۸)

﴿27﴾......سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو اس میں داخل ہو گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو ہٹاتے ہٹاتے اس نوحہ کرنے والی عورت کے پاس پہنچ گئے اور اسے اتنا مارا کہ اس کا دوپٹہ گر گیا، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اسے مارو کیونکہ یہ نائحہ (یعنی نوحہ کرنے والی) ہے اور اس کی کوئی حرمت یا لحاظ نہیں، یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں روتی بلکہ تم سے درہم بٹورنے کے لئے روتی ہے، یہ تمہارے مُردوں کو قبروں میں اور زندوں کو گھروں میں ایذاء پہنچاتی ہے، یہ صبر سے روکتی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے صبر کا حکم دیا ہے اور سوگ کی ترغیب دیتی ہے حالانکہ **اللہ** عزوجل نے اس سے منع فرمایا ہے۔''

(کتاب الکبائر، الکبیرة التاسعة والأربعون، ص۲۱۲)

تنبیہ:

ہماری بیان کردہ ان احادیثِ مبارکہ اور ان کے لعنت پر مشتمل ہونے اور کفر کا سبب ہونے یا اسے حلال جاننے کی صورت میں کفر ہونے یا نعمتوں کی ناشکری وغیرہ وعیدوں سے متعدد علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول کی صحت ثابت ہوگئی کہ ''یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے ملتے جلتے افعال بھی انہی سے ملحق ہیں۔'' جبکہ شیخین کا **صَاحِبُ الْعُدَّة** کے اس قول کو برقرار رکھنا مردود ہے کہ ''مصائب پر نوحہ، چیخ و پکار اور گریبان چاک کرنا صغیرہ گناہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کسی اور کو یہ بات کہتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ صحیح احادیث اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ یہ افعال کبیرہ گناہوں میں سے ہیں کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کرنے والے سے برأت کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''جو رخسار پیٹے اور گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، الحدیث: ۱۲۹۴، ص۱۰۱)

اور مزید ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں دو کام کفر کے مترادف ہیں: (۱) نسب پر طعن کرنا اور (۲) میت پر نوحہ کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، اطلاق اسم الکفر علی......الخ، الحدیث: ۲۲۷، ص۶۹۱)

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلم شریف کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ پاک نسب پر طعن کرنے اور نوحہ کرنے کی حرمت کے سخت ہونے پر دلالت کرتی ہے اس کے بارے میں چار اقوال منقول ہیں: (۱) سب سے صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ کفار کے اعمال اور جاہلیت کی عادات میں سے ہیں (۲) یہ اعمال کفر کی طرف لے جانے والے ہیں (۳) یہ نعمت و احسان کی ناشکری ہے اور (۴) یہ وعید انہیں حلال جاننے والے کے لئے ہے۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم، تحت الحدیث: ۲۲۷)

اور یقینی طور پر یہ بات لازم ہے کہ جس نے حرمت کا علم ہونے، نہی یاد ہونے اور اس میں وارد سخت وعیدوں کے باوجود نوحہ کرنے، گریبان چاک کرنے اور چیخ و پکار کے افعال کا جان بوجھ کر ارتکاب کیا تو وہ ان قبیح کاموں کو جمع کرنے اور ان کے ذریعے میت کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے عدالت (یعنی گواہی دینے کی صلاحیت) سے نکل گیا جیسا کہ احادیثِ مبارکہ اس پر گواہ ہیں۔''

سیدنا اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ''نوحہ گری اور دیگر افعال اگر تقدیر پر ناراضگی اور عدمِ رضا کی وجہ سے ہوں تب تو ظاہر ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہیں اور اگر ناراضگی کی نیت کے بغیر شدتِ غم اور مصیبت کا صدمہ برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے ہو تو اس میں احتمال ہے، اور کیا اس معاملہ میں جاہل کا عذر قبول ہو سکتا ہے؟ یہ محلِ نظر ہے، پھر خود ہی **اَلْخَادِم** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حدیثِ پاک میں مذکور وعید کے تقاضا کی بناء پر نوحہ گری اور دیگر افعال کبیرہ گناہ ہیں۔''

نُدْبَہ یعنی میت کے محاسن شمار کرنا اور **نَوْحَہ** یعنی بلند آواز سے رونا حرام ہے۔ اسی طرح روتے ہوئے آواز کو بلند کرنے میں افراط سے کام لینا یوں کہ مردے کی خوبیاں بیان کرنا، نوحہ کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بال پھیلا دینا، سر منڈوا دینا، بال اکھیڑ ڈالنا، چہرہ کالا کر لینا، سر پر مٹی ڈالنا اور اپنی ہلاکت کی دعا کرنا نیز ہر ایسا کام کرنا جس سے حلیہ بگڑ جائے مثلاً ایسا لباس پہننا جو عادتاً نہ پہنا جاتا ہو یا اس طریقے سے نہ پہنا جاتا ہو یا لباس میں سے کوئی چیز کم کر دینا اور اس کے بغیر نکلنا خلافِ عادت ہو (سب حرام ہے)، اور بہت سے لوگ (کسی کے مرنے پر) اپنا حلیہ بگاڑ لیتے ہیں حالانکہ ان کا حرام ہونا بلکہ بیان کردہ امور پر قیاس کرتے ہوئے کبیرہ گناہ اور فسق ہونا ثابت ہو چکا کیوں کہ علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی جو وجہ بیان فرمائی ہے وہ مذکورہ ہر گناہ کو شامل ہے، اور وہ اس بات کا واضح طور پر شعور دلاتی ہے کہ یہ افعال **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور قضائے الٰہی عزوجل سے راضی نہ ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔

ان تمام خرافات سے بچتے ہوئے رونا موت سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں جائز ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے شہزادے (حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے انتقال پر آنسو بہائے ہیں۔ مگر جہاں تک ممکن ہو موت کے بعد اس کا ترک کرنا مناسب ہے، ایک جماعت کہتی ہے: ''موت کے بعد رونا مکروہ ہے۔ چنانچہ،

﴿28﴾……سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب موت واجب یعنی واقع ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی فضل من مات باالطاعون ، الحدیث: ۳۱۱۱، ص۱۴۵۷)

﴿29﴾……دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم رونے لگے، صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا گریہ دیکھ کر رونے لگے، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں سنتے کہ **اللہ** عزوجل آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا بلکہ ''اس'' کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔'' اور یہ فرما کر اپنی زبانِ اقدس کی جانب اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم ، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الحدیث: ۲۱۳۷، ص۸۲۲)

﴿30﴾……شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک نواسے کو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا جس پر نزع کا عالم طاری تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی آنکھیں نم ہوگئیں، تو حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ رحمت ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور **اللہ** عزوجل اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام……الخ، الحدیث: ۱۲۸۴، ص۱۰۰)

﴿31﴾……حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نزع کے عالم میں تھے، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی چشمانِ کرم نم ہوگئیں، تو حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بھی روتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔'' انہوں نے دوبارہ عرض کی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آنکھیں بہہ رہی ہیں اور دل غمگین ہے حالانکہ ہم وہی کہہ رہے ہیں جو ہمارے رب عزوجل کو پسند ہے اور یقیناً اے ابراہیم (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔''

(صحیح البخاری ، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام انا بك لمحزونون، الحدیث: ۱۳۰۳، ص۱۰۲)

ہمارے شافعی اصحاب رحمہم اللہ تعالٰی نے ان احادیثِ مبارکہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ ''بے آواز آنسو بہنا مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے۔'' اور گذشتہ صفحات میں جو یہ بات بیان ہوئی کہ ''میت پر اس کے اہلِ خانہ کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔''

اس میں اختلاف ہے کہ اسے کس صورت پر محمول کیا جائے۔''

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ''یہ حکم نوحہ کی وصیت کر کے مرنے کی صورت پر محمول ہے اور اگر اس نے اس کے بارے میں کوئی بات نہ کی، نہ ہی حکم دیا اور نہ ہی منع کیا (اور مرنے کے بعد اس پر نوحہ کیا گیا) تو اس صورت میں اسے عذاب نہ ہوگا، البتہ اگر اس نے نوحہ کا حکم دیا تو اسے حکم دینے اور لوگوں کو حکم کی تعمیل کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا، کیونکہ جو برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا، لہٰذا اس کے گناہ میں اضافہ ہوتا جائے گا جب تک اس پر عمل ہوگا اور اگر عمل نہ ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا۔''

ایک قول یہ ہے کہ ''اگر وہ (بوقت موت یا مرضِ موت میں) خاموش رہا اور انہیں نوحہ خوانی سے منع نہ کیا تب بھی اسے اس سبب سے عذاب ہوگا کیونکہ اس کا انہیں منع کرنے سے خاموش رہنا ان کے اس فعل پر رضامندی ہے، لہٰذا اسے اس کے سبب اسی طرح عذاب ہوگا جس طرح اگر وہ اس چیز کا حکم دیتا، تو جو اس قول کی پکڑ سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ جب وہ بیمار ہو تو اپنے اہلِ خانہ کو بدعات اور دیگر حرام اور برے کاموں سے منع کر دے۔''

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں: ''جو میت یا اپنی ذات، اہل یا مال کی مصیبت میں گرفتار ہوا گرچہ وہ مصیبت کم ہی کیوں نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَ أَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا **ترجمہ:** بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ عزوجل مجھے اس مصیبت میں صبر اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔'' کی کثرت کرے، کیونکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ایسا کہنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ''جو ایسا کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عندالمصیبة، الحدیث:۲۱۲۶، ص۸۲۲)

اور **اللہ** عزوجل نے ایسا کہنے والوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ ان پر ان کے رب عزوجل کی طرف سے رحمت اور مغفرت ہو اور انہی کو ترجیع (یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہنے یا ثواب اور جنت کی ہدایت ملتی ہے۔

﴿32﴾......حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس امت کو مصیبت کے وقت پڑھنے کے لئے ایک ایسی دعا ملی ہے جو دوسری امتوں کو عطا نہ ہوئی اور وہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا) ہے۔ اگر یہ پچھلی امتوں کو ملی ہوتی تو حضرت سیِّدُنا یعقوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام یٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (پ۱۳، یوسف:۸۴) ترجمۂ کنز الایمان: ''ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر۔'' کہنے کے بجائے یہی دعا پڑھتے۔''

(فیض القدیر، حرف الھمزة، تحت الحدیث:۱۱۷۶، ج۲، ص۳)

﴿33﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو

اس کا سبب یا تو کوئی ایسا گناہ ہوتا ہے جس کی بخشش اس مصیبت میں مبتلا ہونے پر موقوف ہوتی ہے یا پھر اس کی وجہ وہ درجہ ہوتا ہے جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے بغیر نہیں مل سکتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ،قسم الاقوال ،باب الصبر علی انواع......الخ ،الحدیث: ٦٨٣٠،ج٣،ص١٣٧ملخصاً)

﴿34﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان کو جو بھی پریشانی یا مصیبت پہنچتی ہے اگرچہ کانٹا ہی چبھے، وہ دو میں سے کسی ایک فائدے کے لئے پہنچتی ہے: (۱) **اللہ** عزوجل اس کا کوئی ایسا گناہ معاف فرما دیتا ہے جس کی مغفرت اس جیسی مصیبت پر موقوف ہوتی ہے یا (۲) بندے کو اس کی وجہ سے ایسی بزرگی عطا ہوتی ہے جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب الجنائز،باب الترغیب فی الصبر سیما......الخ ،الحدیث: ٥٢٣٠،ج٤،ص١٣٦)

﴿35﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ایک شہزادی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ''میرا بیٹا نزع کے عالم میں ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیغام لانے والے سے فرمایا: ''اسے جا کر بتا دو کہ یقیناً وہ سب کچھ **اللّٰہ** عزوجل ہی کا ہے جو وہ واپس لے اور وہ سب کچھ بھی اسی کا ہے جو وہ عطا فرمائے، اس کے پاس ہر چیز کی موت کا وقت مقرر ہے لہٰذا اس سے کہو کہ صبر کرے اور اَجر کی اُمید رکھے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الجنائز،باب البکاء علی المیت ، الحدیث: ٢١٣٥ ، ص ٨٢٢)

سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ حدیثِ پاک اسلام کے ان عظیم قواعد میں سے ہے جو دین کے تمام مصائب، غم والم، بیماری و پریشانی پر صبر جیسے بیشتر اہم امور کے اصول وفروع اور آداب پر مشتمل ہیں۔ (حدیثِ پاک میں وارد اس فرمان) ''**اِنَّ لِلّٰہِ مَآ اَخَذَ**'' کے معنی یہ ہیں کہ پوری کائنات اس کی ملک ہے وہ تم سے جو کچھ بھی لیتا ہے وہ تمہارے پاس عاریتاً ہوتا ہے اور ''**وَلَہٗ مَآ اَعْطٰی**'' کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو کچھ تمہیں عطا فرمایا ہے وہ بھی اسی کا ہی ہے کیونکہ وہ اس کی ملک سے خارج نہیں ہوتا، لہٰذا وہ جو چاہے کرے اور ''**وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی**'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اس کے مقرر کردہ وقت سے مقدم یا مؤخر نہیں ہوتی، تو جس شخص نے اس بات پر یقین کر لیا یہ اسے صبر واَجر کی اُمید کی طرف لے جائے گی۔''

﴿36﴾......ایک شخص پر بیٹے کی موت گراں گزری تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہیں ان دو باتوں میں سے کون سی بات پسند ہے کہ (۱) تم اپنی زندگی میں اس سے نفع اٹھاؤ یا (۲) جنت کے جس دروازے پر بھی آؤ وہ پہلے ہی سے وہاں موجود ہو اور تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے لئے ایسا ہی ہے۔'' تو عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ خوشخبری صرف انہی کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے

ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیة، الحدیث: ۲۰۹۰، ص ۲۲۲٤)

(سنن الدارقطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۹٦٥، ج۳، ص٥۷)

﴿37﴾...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''مؤمن کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب ثواب المومن فیما......الخ، الحدیث: ٦٥٦٥، ص ۱۱۲۸)

﴿38﴾...... رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرلیا کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔'' (عمل الیوم واللیلة لابن السنی، باب مایقول اذا اصیب بولده، الحدیث: ٥۸۲، ص ۱۷۸)

ہمارے اکابر ائمہ میں سے سیدنا قاضی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرمایا: ''ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اسے حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیا سے جدائی کا غم اپنے والدین کی دنیا سے رخصتی سے بھی زیادہ ہو جیسا کہ اس پر رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی جان و مال اور اہل وعیال سے زیادہ محبوب رکھنا واجب ہے۔''

بَیْتُ الْحَمْد کا حقدار:

﴿39﴾...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بیٹے کی موت کے وقت **اللہ** عزوجل کی حمد کی اور **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ** (یعنی ہم **اللہ** عزوجل کا مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے) پڑھا، **اللہ** عزوجل ملائکہ کو اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنانے اور اس کا نام **بَیْتُ الْحَمْد** رکھنے کا حکم دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب، الحدیث: ۱۰۲۱، ص۱۷٤۹، مفهومًا)

﴿40﴾...... حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے جس مؤمن بندے کے کسی دنیوی عزیز کی روح قبض کرلوں پھر وہ اس پر ثواب کی امید رکھے تو اس کی جزاء جنت ہی ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی وجه......الخ، الحدیث: ٦٤٢٤، ص ٥٤٠)

﴿41﴾...... شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صبر اوَّل صدمے پر ہوتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، الحدیث: ۱۲۸۳، ص ۱۰۰)

یعنی صبر وہی قابلِ تعریف ہوتا ہے جو اچانک مصیبت پہنچنے پر کیا جائے کیونکہ بعد میں تو طبعی طور پر صبر آ ہی جاتا ہے۔ اسی لئے

بعض حکماء نے ارشاد فرمایا: ''عقل مند کو چاہئے کہ پریشانی کے ایّام کی ابتداء ہی میں وہ کام کرلیا کرے جسے احمق پانچ دن بعد کرتا ہے۔''

﴿42﴾......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تین نابالغ بچے آگے بھیجے (یعنی فوت ہوگئے اور اس نے صبر کیا تو) وہ اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میں نے دو بچے آگے بھیجے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جو دو بھیجے (یعنی اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے)۔'' ایک اور شخص نے عرض کی: ''میں نے ایک بچہ آگے بھیجا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جو ایک بھیجے وہ بھی مگر یہ (فضیلت) اوّل صدمہ میں صبر کرنے پر ہے۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من اصیب بولده ، الحدیث:١٦٠٦ ، ص٢٥٧٢)

(جامع الترمذی ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا،الحدیث:١٠٦١ ،ص١٧٥٣)

﴿43﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کی سفارش کے لئے دو بچے آگے جا چکے ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''اور جس کی سفارش کے لئے ایک بچہ آگے گیا ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اور جس کی سفارش کے لئے ایک ہو وہ بھی (جنتی ہے)۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الجنائز ، باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا،الحدیث:١٠٦٢ ،ص١٧٥٣)

﴿44﴾......حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والے حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو حضرت سیدتنا اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اہلِ خانہ کو منع کر دیا کہ میرے علاوہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات کوئی نہ بتائے، پھر آپ ان کے پاس آئیں اور رات کا کھانا پیش کیا۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی خاطر پہلے سے زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے ہم بستری کی جب انہوں نے دیکھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اُمور سے فارغ ہو چکے ہیں، تو کہا: ''اے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کا اس قوم کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے ایک خاندان کو کوئی چیز عاریتاً دی پھر جب انہوں نے اپنی عاریتاً دی ہوئی چیز واپس مانگی تو کیا انہیں وہ چیز روک لینے کا اختیار ہے؟'' انہوں نے فرمایا ''نہیں۔'' تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ''پھر اپنے بیٹے پر صبر کرو۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غضبناک ہو گئے، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل تمہاری رات میں تمہارے لئے برکت فرمائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل ابی طلحة رضی الله تعالی عنه الانصاری،الحدیث:٦٣٢٢،ص١١٠٩)

﴿45﴾......خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صبر سے بہتر اور وسعت والی کوئی چیز

کسی کو عطا نہیں ہوئی۔'' (صحیح البخاری ،کتاب الزکاۃ ، باب استعناف عن المسالۃ ، الحدیث: ۱۴۶۹ ، ص ۱۱۶)

﴿46﴾......حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے حضرت سیدنا اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم صبر کرنا چاہو تو ایمان اور اَجر کی امید پر صبر کرلو ورنہ جانوروں کی طرح صبر آ ہی جائے گا۔''

(کتاب الکبائرللامام الذھبی،فصل فی التعزیۃ، ص۲۱۹)

ایک مقولہ:

مصیبت زدہ سے کہا جاتا ہے کہ دو عظیم مصیبتوں یعنی بچے کی موت اور اَجر کے ضیاع کو جمع نہ کرو۔

﴿47﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھوٹے بچے (گویا) جنت کے پتنگے ہیں (یعنی بلا روک ٹوک جنت میں آ جاسکتے ہیں) ان میں سے کوئی ایک اپنے والد یا والدین سے ملے گا تو ان کا دامن پکڑ کر کھینچے گا یہاں تک کہ اسے جنت میں لے جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ،باب فضل من یموت لہ...... الخ،الحدیث:۶۷۰۱،ص۱۱۳۷)

﴿48﴾......جب حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے کو دفن کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرانے لگے، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے سوچا کہ شیطان کو رسوا کروں۔'' (کتاب الکبائر،فصل فی التعزیۃ ،ص ۲۲۰)

﴿49﴾......حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو نزع کے عالم میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''بیٹا! تم میرے میزان میں رکھے جاؤ یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے میزان میں رکھا جاؤں۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿50﴾......جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کا خون آپ کے چہرے پر بہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی: '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْنُ بِکَ عَلَیْھِمْ وَ اَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَ اَسْئَلُکَ الصَّبْرَ عَلٰی مَآ اَبْلَیْتَنِیْ **ترجمہ:** تیرے سوا کوئی معبود نہیں،تو پاک ہے، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔اے **اللہ** عزوجل میں ان کے مقابلے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تو نے مجھے جس آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے میں اس پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿51﴾......جب حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں ناسور کی وجہ سے کاٹا گیا تو آپ نے آہ تک نہ کی بلکہ یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا۝ (پ۱۵،الکھف:۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

اور اس رات بھی اپنے رات کے وظائف ترک نہ کئے، اور اسی رات حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک نابینا شخص آیا، حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے حال دریافت فرمایا تو اس نے بتایا: ''میرے اہل وعیال، اولاد اور بہت سامال تھا، سیلاب آیا اور سب کچھ بہا کر لے گیا، میرے پاس صرف ایک اونٹ اور اس کا بچہ باقی بچا، اونٹ بدک کر بھاگا اور اس کا بچہ بھی پیچھے ہولیا تو بھیڑیا اس بچے کو کھا گیا، پھر جب میں اونٹ کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے لات ماری جس سے میری بینائی جاتی رہی، پھر وہ اونٹ بھی چلا گیا اور میں مال واولاد سے محروم ہو گیا۔'' حضرت سیدنا ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اس کو حضرت سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے چلو تا کہ یہ جان لے کہ اس سے زیادہ مصیبت زدہ لوگ بھی دنیا میں ہیں۔''

(المرجع السابق، ص ۲۲۰)

﴿52﴾......حضرت مدائنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیابان میں ایک نہایت حسین وجمیل عورت کو دیکھا تو گمان کیا کہ شاید یہ بہت خوشحال ہے، لیکن اس نے بتایا: ''وہ غموں اور پریشانیوں کی ہم نشین ہے، ایک مرتبہ اس کے شوہر نے ایک بکری ذبح کی تو اس کے بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو اسی طرح ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور اسے ذبح کر دیا پھر وہ گھبرا کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا اور بھیڑیا اسے کھا گیا، اس کا باپ اس کے پیچھے گیا تو بیابان میں بھٹک گیا اور پیاس کی شدت سے وہ بھی ہلاک ہو گیا۔'' تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہیں صبر کیسے آیا؟'' اس نے جواب دیا: ''وہ تکلیف تو ایک زخم تھا جو بھر گیا۔'' (المرجع السابق، ص ۲۲۰)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ:

﴿53﴾...... **منقول** ہے کہ حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (توبہ سے پہلے) نشہ کے عادی تھے، آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ آپ اپنی ایک بیٹی سے بہت محبت کیا کرتے تھے، اس کا انتقال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعبان کی پندرھویں رات خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ایک بہت بڑا اژدھا نکل کر آپ کے پیچھے رینگنے لگا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تیز چلنے لگتے وہ بھی تیز ہو جاتا، پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک کمزور سن رسیدہ شخص کے قریب سے گزرے تو اس سے کہا: ''مجھے اس اژدھے سے بچائیں۔'' انہوں نے جواب دیا: ''میں کمزور ہوں، رفتار تیز کر لو شاید اس طرح اس سے نجات پا سکو۔'' تو آپ مزید تیز چلنے لگے، اژدھا پیچھے ہی تھا یہاں تک کہ آپ آگ کے ابلتے ہوئے گڑھوں کے پاس سے گزرے، قریب تھا کہ آپ اس میں گر جاتے، اتنے میں ایک آواز آئی: ''تو میرا اہل نہیں ہے۔'' آپ چلتے رہے حتیٰ کہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، اس پر شامیانے اور سائبان لگے ہوئے تھے، اچانک ایک آواز آئی: ''اس ناامید کو دشمن کے نرغے میں جانے سے پہلے ہی گھیر لو۔'' تو بہت سے بچوں نے انہیں گھیر لیا جن میں آپ کی وہ بیٹی بھی تھی، وہ آپ کے پاس آئی اور اپنا دایاں ہاتھ اس اژدھے کو مارا تو وہ بھاگ گیا اور پھر وہ

آپ کی گود میں بیٹھ کر یہ آیت پڑھنے لگی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ ترجمۂ کنزالایمان: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا۔ (پ۲۷،الحدید:۱۶)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس بیٹی سے پوچھا: ''کیا تم (فوت ہونے والے) قرآن بھی پڑھتے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''جی ہاں! ہم آپ (یعنی زندہ لوگوں) سے زیادہ اس کی معرفت رکھتے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اس جگہ ٹھہرنے کا مقصد پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ بچے قیامت تک یہاں ٹھہر کر اپنے ان والدین کا انتظار کریں گے جنہوں نے انہیں آگے بھیجا ہے۔'' پھر اس اژدھے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: ''وہ آپ کا برا عمل ہے۔'' پھر اس ضعیف العمر شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا: ''وہ آپ کا نیک عمل ہے، آپ نے اسے اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اس میں آپ کے برے عمل کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں، لہٰذا آپ **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں اور ہلاک ہونے سے بچیں۔'' پھر وہ بلندی پر چلی گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اسی وقت سچی توبہ کر لی۔ (روض الریاحین، ص ۹۱)

پس اولاد کے نفع میں غور کر لو مگر یہ صرف اسے حاصل ہوگا جو مصیبت پر راضی رہے اور صبر کرے اور جو ناراض ہو کر اپنی ہلاکت و بربادی کی دعا کرنے لگے یا اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے یا سر منڈائے تو **اللہ** عزوجل اس پر ناراض ہوگا اور لعنت فرمائے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

﴿54﴾......مروی ہے: ''مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنا اجر کو برباد کر دیتا ہے۔''
(فردوس الاخبار،باب الضاد،الحدیث:۳۷۱۷،ج۲،ص۴۲)

﴿55﴾......مروی ہے: ''جسے کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ اس کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑے یا رخسار پیٹے یا گریبان چاک کرے یا بال نوچے تو گویا اس نے اپنے رب عزوجل سے جنگ کرنے کے لئے نیزہ اٹھالیا۔'' (کتاب الکبائر،فصل فی التعزیة، ص ۲۲۰)

﴿56﴾......حضرت صالح مزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں ایک مرتبہ شبِ جمعہ ایک قبرستان میں سو گیا، میں نے (خواب میں) مُردوں کو اپنی قبروں سے نکل کر حلقہ بناتے ہوئے دیکھا، ان پر غلاف سے ڈھانپے ہوئے طباق اترے جبکہ ان میں سے ایک نوجوان پر عذاب ہو رہا تھا، میں نے اس کے پاس آ کر عذاب کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: ''میری والدہ نے میت پر رونے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے والیوں کو جمع کر رکھا ہے، **اللہ** عزوجل میری طرف سے اسے اچھی جزاء نہ دے۔'' پھر وہ رونے لگا اور کہا کہ میں اس کی والدہ کے پاس جاؤں، اس نے مجھے اس کا پتہ بتایا اور کہا کہ میں اس سے یہ عذاب دور کروں جس

کے اسباب اس کی ماں نے پیدا کئے ہیں، لہٰذا جب صبح ہوئی تو میں اس کی ماں کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ رونے والی عورتیں اس کے پاس موجود ہیں اور کثرتِ گریہ اور رخسار پیٹنے کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے، میں نے اپنا خواب اسے سنایا تو اس نے توبہ کی اور رونے والی عورتوں کو گھر سے نکال دیا اور اس کی طرف سے صدقہ کرنے کے لئے مجھے کچھ درہم دیئے، پھر میں حسبِ معمول شبِ جمعہ قبرستان پہنچا تو وہ درہم صدقہ کر چکا تھا، جب میں سویا تو میں نے اس نوجوان کو پھر خواب میں دیکھا اس نے کہا: ''**اللہ** عزوجل آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، **اللہ** عزوجل نے مجھ سے عذاب دور کر دیا ہے اور صدقہ بھی مجھ تک پہنچ گیا ہے، آپ میری ماں کو اس کے بارے میں بتا دیں۔'' پھر میں بیدار ہو کر اس کی ماں کے پاس پہنچا تو اس کو مردہ پایا پھر میں اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوا اور اسے اس کے بیٹے کے پہلو میں دفن کر دیا۔''

قیامت میں مصیبت زدہ لوگوں کا اجر وثواب:

﴿57﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عافیت میں رہنے والے لوگ جب مصیبت زدہ لوگوں کا اجر دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کی کھال کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ۵۸ یوم القیامۃ و ندامۃ المحسن ......الخ، الحدیث: ۲۴۰۲، ص ۱۸۹۳)

﴿58﴾......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن شہید کو لا کر حساب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، پھر صدقہ کرنے والے کو لایا جائے گا اور حساب کے لئے روک لیا جائے گا، پھر مصیبت زدوں کو لایا جائے گا تو ان کے لئے نہ میزان نصب کی جائے گی، اور نہ ہی اعمال نامے کھولے جائیں گے بلکہ ان پر بہت زیادہ اجر نچھاور کیا جائے گا یہاں تک کہ عافیت میں رہنے والے **اللہ** عزوجل کی طرف سے عطا کردہ ثواب دیکھ کر میدانِ حشر میں اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش! (دنیا میں) ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۸۲۹، ج ۱۲، ص ۱۴۱)

﴿59﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے مصیبت وبلا میں مبتلا فرما دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، الحدیث: ۵۶۴۵، ص ۴۸۳)

﴿60﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب **اللہ** عزوجل کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش میں مبتلا فرما دیتا ہے، پھر جو صبر کرتا ہے اس کے لئے صبر ہے اور جو جزع فزع کرتا ہے اس کے لئے جزع ہی ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۶۹۵، ج ۹، ص ۱۶۱)

﴿61﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل کے نزدیک بندے کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جب وہ کسی عمل کے ذریعے اس تک نہ پہنچ سکے تو **اللّٰہ** عزوجل اسے ایسے حالات سے دوچار کر دیتا ہے جو اسے پسند نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ اس درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر وثواب الامراض، الحدیث: ۲۸۹۷، ج٤، ص ۲٤۸)

﴿62﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندے کا **اللّٰہ** عزوجل کے ہاں کوئی مرتبہ مقرر ہو اور وہ اس مرتبے تک کسی عمل سے نہ پہنچ سکے تو **اللّٰہ** عزوجل اسے جسم، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے پھر اسے ان تکالیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ **اللّٰہ** عزوجل کے ہاں اپنے مقرر درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرة ......الخ، الحدیث: ۳۰۹۰، ص ۱٤۵٦)

﴿63﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل تمہیں آزمائش کے ذریعے اس طرح پرکھتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے سونے کو آگ پر پرکھتا ہے، لہٰذا اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سفید چمک دار سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں **اللّٰہ** عزوجل شبہات سے بچاتا ہے اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ ان سے کم تر ہوتے ہیں، یہ وہ ہیں جو کچھ شک وشبہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس سے نکلنے والے کچھ لوگ سیاہ سونے کی طرح ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو آزمائش میں مبتلا ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷٦۹۸، ج۸، ص ۱٦٦)

مؤمن کو مصیبت پر بھی اَجر ملتا ہے:

﴿64﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کو جو تھکاوٹ، بیماری، پریشانی، خوف، رنج اور غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو **اللّٰہ** عزوجل اس کے عوض اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارة المرض، الحدیث: ۵٦٤۱/٤۲، ص٤۸۳)

﴿65﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھے تو **اللّٰہ** عزوجل اس کے عوض اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارة المرض، الحدیث: ۵٦٤۰، ص٤۸۳)

﴿66﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کسی مسلمان کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کسی مصیبت کا شکار ہو تو اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما......الخ، الحدیث: ٦۵٦۱، ص۱۱۲۸)

﴿67﴾......دوجہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن مرد وعورت پر اس کی جان، مال اور اولاد کے معاملے میں مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ **اللہ** عزوجل سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد،باب ماجاء فی الصبر علی البلاء،الحدیث: ۲۳۹۹،ص۱۸۹۳)

﴿68﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس پر اس کے مال یا اس کی جان کے معاملے میں کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ اسے چھپائے اور لوگوں کے سامنے اس کا شکوہ نہ کرے تو **اللہ** عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمادے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۷۳۷،ج۱،ص۲۱٤)

﴿69﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کا مرض اس کی خطاؤں کا کفارہ ہوتا ہے۔'' (المستدرک، کتاب الجنائز،باب قصۃ اعرابی لم تاخذہ ......الخ،الحدیث: ۱۳۲۲،ج۱،ص٦٦٧)

﴿70﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب ایک مؤمن بیمار ہوتا ہے تو **اللہ** عزوجل اسے گناہوں سے اس طرح پاک فرمادیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ دور کردیتی ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:٤١٢٣،ج٣،ص١٤٢)

﴿71﴾......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دیوانے پن میں مبتلا عورت نے اپنی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو یہ چاہے کہ میں **اللہ** عزوجل سے دعا کروں تو وہ تجھے شفا عطا فرمادے لیکن اگر تو صبر کرنا چاہے تو (اس کے بدلے) تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا (تو صبر کر)۔'' تو اس عورت نے عرض کی ''میں صبر کروں گی اور مجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر......الخ، الحدیث:٢٨٩٨،ج٤،ص٢٤٩)

﴿72﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی مؤمن کی کوئی رگ چڑھ جاتی ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا ایک گناہ مٹاتا، ایک نیکی لکھتا اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔''

(المستدرک، کتاب الجنائز،باب قصۃ اعرابی لم تأخذہ الحمی......الخ،الحدیث:١٣٢٤،ج١،ص٦٦٨)

﴿73﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے وہ اعمال بھی لکھے جاتے ہیں جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث:١٩٦٩٩،ج٧،ص١٦١)

﴿74﴾......نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: ''مریض کی خطائیں اس طرح جھڑتی ہیں جس طرح

درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث اسدبن خالد......الخ،الحدیث:۱۶۶۵۴،ج۵،ص۵۹۴)

﴿75﴾......رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مؤمن کا درد ِسر اور اسے جو بھی کانٹا چبھے یا کسی اور چیز سے اذیت پہنچے **اللہ** عزوجل اس کے عوض قیامت کے دن اس کا درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے گناہ مٹائے گا۔''

(فردوس الاخبار،باب الصاد،الحدیث:۳۵۸۸،ج۲،ص۲۷)

﴿76﴾......نبیِّ کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل بندے کو تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ تکلیف اس کے تمام گناہ مٹا دیتی ہے۔''

(المستدرک، کتاب الجنائز،باب المریض یکتب لہ من......الخ،الحدیث: ۱۳۲۶،ج۱،ص۶۶۹)

﴿77﴾......رسولِ اکرم،شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بخار کو گالی نہ دو کیونکہ یہ آدمی کے گناہوں کو اسی طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البروالصلۃ ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ......الخ،الحدیث:۶۵۷۰،ص۱۱۲۹)

﴿78﴾......حضور نبیِّ پاک،صاحبِ لَولاک،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل ایک رات کے بخار کے عوض مؤمن کی تمام خطائیں مٹا دیتا ہے۔''

(کشف الخفاء، کتاب حرف الحاء المھملۃ،باب حمی یوم کفارۃ سنۃ ، الحدیث:۱۱۷۱،ج۱،ص۳۲۶)

﴿79﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بخار مؤمن کا جہنم میں سے حصہ ہے۔'' (کشف الخفاء، الحدیث:۱۱۷۳،ج۱،ص۳۲۶)

﴿80﴾......جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ (پ۵،النساء:۱۲۳) ترجمۂ کنز الایمان: جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔

تو یہ بات مسلمانوں پر شدید گراں گزری، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ہاں دنیا میں جسم کو تکلیف دینے والی مصیبت کے ذریعے اس کی جزاء دی جائے گی۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل ، الحدیث:۲۴۴۲۲،ج۹،ص۳۳۴)

﴿81﴾......حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے، کیا تم بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تم غمگین نہیں ہوتے؟ کیا تم پر تنگی نہیں آتی؟'' تو انہوں نے عرض کی:''کیوں نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''تمہیں جو جزاء ملتی ہے وہ یہی ہے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ۶۸،ج۱،ص۳۵)

﴿82﴾......ایسی ہی ایک روایت اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کرتی ہیں:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُؕ (پ۳،البقرۃ:۲۸۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر119: میت کی ہڈی توڑنا

کبیرہ نمبر120: قبر کے اوپر بیٹھنا

﴿1﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میت کی ہڈی توڑنا زندگی میں اس کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الحفّار یجد العظم......الخ،الحدیث:۳۲۰۷،ص۱٤٦٤)

﴿2﴾......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی جلد تک اثر پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے کسی قبر کے اوپر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''
(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن الجلوس علی القبر......الخ،الحدیث: ۲۲٤۸،ص۸۳۰)

﴿3﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں کسی انگارے یا تلوار پر چلوں یا میرے جوتے میرے پاؤں میں گُھس جائیں یہ مجھے کسی قبر کے اوپر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔''
(ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النھی عن المشی......الخ،الحدیث: ۱٥٦۷،ص۲٥۷۰)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''میں انگارے پر قدم رکھوں یہ مجھے مسلمان کی قبر پر قدم رکھنے سے زیادہ محبوب ہے۔''
(المعجم الکبیر،الحدیث: ۹٦۰٥،ج۹،ص۳۲۱)

﴿5﴾......حضرت سیدنا عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ایک قبر کے اوپر بیٹھے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''اے قبر والے! قبر کے اوپر بیٹھنے والے شخص نیچے اُتر جا، نہ تُو قبر والے کو ایذاء دے نہ وہ

تجھے ایذاء دے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب النساء علی القبور والجلوس......الخ، الحدیث: ۴۳۲۱، ج۳، ص۱۹۱)

تنبیہ:

میں نے ان گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتے نہیں دیکھا مگر بیان کی گئی احادیثِ مبارکہ سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان میں بیان شدہ وعید بہت سخت ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کیونکہ مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ آدمی کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے، جبکہ قبر پر بیٹھنا ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کے نزدیک حرام ہے، سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی بعض کتب میں سابقہ احادیثِ مبارکہ کی بناء پر ان کی متابعت کی ہے، جس طرح انہوں نے ان احادیثِ مبارکہ سے ان دونوں افعال کی حرمت پر استدلال کیا ہے اسی طرح ہم ان کے کبیرہ گناہ ہونے پر ان احادیثِ مبارکہ ہی سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ کبیرہ کی تعریفات میں سے ایک تعریف تو اس پر صادق آتی ہے اور وہ وعید کا سخت ہونا ہے۔

کبیرہ نمبر121: قبر کے اوپر مسجد بنانا یا چراغ جلانا[1]

کبیرہ نمبر122: عورتوں کا قبر کی زیارت کرنا[2]

کبیرہ نمبر123: عورتوں کا جنازے کے ساتھ قبرستان جانا

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سیِّدُ المبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قبرستان جانے والی عورتوں، قبر کے اوپر مسجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء القبور،الحدیث:٣٢٣٦،ص١٤٦٦)

﴿2﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراھیۃ زیارۃ القبور لنساء،الحدیث: ١٠٥٦،ص١٧٥٣)

﴿3﴾......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے مَحْبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم فارغ ہوگئے تو رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی لوٹ آئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو ٹھہر گئے، اچانک ہم نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا، راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے پہچان لیا تھا، جب وہ چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے پوچھا کہ ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تمہیں کس چیز نے گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا؟'' تو انہوں نے عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں اس میت کے لواحقین سے ہمدردی کرنے آئی تھی۔'' یا پھر کہا، ''تعزیت کرنے آئی تھی۔'' تو تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، ''شاید تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچ گئی تھی۔'' انہوں نے عرض کی، ''معاذ اللہ! میں ایسا کیسے کرسکتی ہوں، حالانکہ میں نے عورتوں کے قبرستان

---

[1] قبروں پر چراغ جلانے کا تفصیلی حکم اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۸۸۔۴۸۹ پر حاشیہ میں دیکھیں۔

[2] حضرت صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق فتاوی رضویہ شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔'' (بہارشریعت، جلد۱، حصہ۴، ص۸۹)

جانے کے بارے میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ارشادات سن رکھے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو میں تمہیں اس بات پر جھڑکتا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب التعزیۃ، الحدیث:۳۱۲۳، ص۱۴۵۸)

﴿4﴾......جبکہ نسائی شریف کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو اس وقت تک جنت نہ دیکھ سکتی جب تک عبدالمطلب اسے نہ دیکھ لیں[1]۔'' (سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب النعی، الحدیث:۱۸۸۱، ص۲۲۱۱)

﴿5﴾......حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ عورتوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے بٹھایا ہے؟'' انہوں نے عرض کی ''ہم جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا ''کیا تم اسے غسل دو گی؟'' انہوں نے عرض کی ''جی نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا ''کیا اسے کندھا دو گی؟'' انہوں نے عرض کی ''جی نہیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا جو پریشان حال ہے اس کے قریب جاؤ گی؟'' انہوں نے عرض کی ''جی نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر بغیر اَجر پائے گنہگار ہو کر لوٹ جاؤ۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز، الحدیث: ۱۵۷۸، ص۲۵۷۱)

تنبیہ:

ان تین گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا پہلی حدیثِ پاک کی صراحت کی بناء پر ہے کیونکہ اس میں پہلے دو گناہوں کے مرتکب پر لعنت وارد ہوئی ہے، جبکہ دوسری حدیثِ پاک دوسرے گناہ کے کبیرہ ہونے پر صریح دلیل ہے اور حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیثِ پاک کا ظاہر بلکہ نسائی شریف کی حدیثِ پاک کے یہ الفاظ: ''تم جنت نہ دیکھ پاتی۔'' تیسرے گناہ کے کبیرہ ہونے پر دلیل ہیں، حالانکہ میں ان گناہوں میں سے کسی ایک کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار نہیں پاتا بلکہ ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں ان کے مکروہ ہونے کی صراحت ہے نہ کہ حرام ہونے کی چہ جائیکہ وہ اسے کبیرہ گناہ

---

[1]: مذکورہ حدیثِ پاک کی تشریح وتحقیق کرتے ہوئے امام اھلسنت، مجدّدِ دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثلِ صدیق وفاروق وعثمان وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں اب معنیٰ حدیث بلاتکلف اور بے حاجتِ تاویل وتصرُّف عقائدِ اہلسنت سے مطابق ہیں یعنی اگر یہ امر تم سے واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخلِ بہشت ہوں گے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۳۰، ص۲۷۶)

قرار دیتے، لہٰذا ان کے کبیرہ ہونے کو اس صورت پر محمول کرنا چاہئے جب کہ اس کے مفاسد بہت زیادہ ہوں جیسا کہ بہت سی عورتیں قبرستان جاتی ہیں یا بہت ہی بری حالت بنا کر جنازے کے پیچھے چلتی ہیں۔ ممانعت کی وجہ یا تو نوحہ وغیرہ کرنا ہے یا قبروں کی زیارت کے وقت اپنی زینت کرنا جس پر فتنہ کا قوی اندیشہ ہو اور اسی طرح قبر کے اوپر مسجد بنانا کیونکہ ایسی صورت میں یہ غصب کے حکم میں ہوگا کہ یہ اسراف، فضول خرچی اور حرام کاموں میں مال خرچ کرنا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں انہیں کبیرہ گناہ شمار کرنا واضح ہے، ہاں ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے قبر کے اوپر چراغ رکھنے کی حرمت کی صراحت کی ہے اگرچہ اتنا کم ہی کیوں نہ ہو جس سے نہ تو مقیم نفع اٹھا سکے اور نہ ہی زائر اور انہوں نے اسراف، اضاعۃ المال اور مجوسیوں کی مشابہت کو اس کی علّت قرار دیا، لہٰذا ایسی صورت میں اس کا کبیرہ گناہ ہونا بعید بھی نہیں۔

کبیرہ نمبر 124: چند مخصوص منتر پڑھنا

کبیرہ نمبر 125: تعویذات پہننا یا گنڈے لٹکانا[1]

﴿1﴾..... حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے تعویذ پہنا **اللہ** عزوجل اس کا کام پورا نہ کرے اور جس نے سیپ (جو بطورِ تعویذ استعمال کی جاتی ہے) لٹکائی **اللہ** عزوجل اسے بے سکون رکھے گا۔'' (المستدرك، كتاب الطب، باب اذا رأى احدكم ......الخ، الحديث: ٧٥٧٦، ج٥، ص٣٠٥)

---

[1]: ایسے تعویذات استعمال کرنا جائز ہے جو آیاتِ قرآنیہ، اسماءِ الٰہیہ یا دعاؤں پر مشتمل ہوں، چنانچہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت نقل فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بالغ بچوں کو سوتے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرماتے: ''بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ'' اور ان میں سے جو نابالغ ہوتے اور یاد نہ کر سکتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ کلمات لکھ کر ان کا تعویذ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے۔'' (مسند امام احمد بن حنبل، مسندعبدالله بن عمرو، الحديث: ٦٧٠٨، ج٢، ص ٦٠٠)

حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''بہارِ شریعت'' میں درمختار ورد المحتار کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذ ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں، جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے، اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیتِ شفاء پلانا بھی جائز ہے۔ جنب وحائض ونفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں، بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔'' (بہار شریعت، حصہ ١٦، ص١٥٥، ١٥٦)

﴿2﴾......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں 10 افراد کے قافلے میں حاضر ہوا تو سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے 9 آدمیوں کو بیعت فرمالیا اور ایک کو روک دیا لوگوں نے عرض کی، ''اس کا کیا معاملہ ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے بازوؤں پر تعویذ ہے۔'' لہٰذا اس شخص نے تعویذ اُتار دیا اور پھر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بیعت فرمالیا اور ارشاد فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۱۷۴۸۸، ج۶،ص ۱۳۰)

﴿3﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کے بازو پر پٹی دیکھی، راوی کہتے ہیں: ''شاید وہ پٹی زرد رنگ کی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر افسوس! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی، ''بازو کے درد کا تعویذ ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہاری سستی میں اضافہ کرے گا اسے پھینک دو کیونکہ تم اسی حالت میں مر گئے تو کبھی فلاح نہ پاسکو گے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۰۰۲۰، ج۷،ص۲۲۸)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لائے، انہوں نے کوئی چیز تعویذ کے طور پر گلے میں لٹکا رکھی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھینچ کر توڑ دیا اور ارشاد فرمایا: ''جب تک کوئی حکم نازل نہ ہو عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر والے **اللہ** عزَّوجلَّ کا شریک ٹھہرانے سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''منتر، تعویذ اور جادو ٹونہ شرک ہیں۔'' گھر والوں نے پوچھا: ''اے ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ! منتر اور تعویذات کو تو ہم پہچانتے ہیں ''یہ جادو ٹونہ سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**وہ ٹوٹکے جو عورتیں شوہروں کو گرویدہ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔**''

(المستدرک، کتاب الطب، باب نھی عن الرقی والتمائم......الخ،الحدیث: ۷۵۷۹/۸۰، ج۵ ص۳۰۶)

بعض نے کہا ہے: ٹونہ جادو سے مشابہ یا اس کی ایک قسم ہے اور عورتیں اسے اپنے شوہر کو گرویدہ کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

﴿5﴾......ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے کہا: ''میں ایک دن باہر نکلی تو فلاں شخص کی مجھ پر نظر پڑی اور میری اس پر پڑنے والی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے جب میں نے یہ تعویذ پہنا تو آنکھ بہنا رک گئی اور جب تعویذ اُتارا تو آنکھ پھر بہنے لگی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''وہ شیطان ہے تم اس کی اطاعت کرتی ہو تو وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے اور جب اس کی نافرمانی کرتی ہو تو تمہاری آنکھ میں انگلی مارتا ہے، لیکن تم شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے طریقے پر عمل کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر اور حصولِ شفاء کے لئے تیز تر ثابت ہوگا، اپنی آنکھ میں

پانی ڈالو اور کہو: اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا

ترجمہ: اے لوگوں کے رب! تنگ دستی دور فرما اور شفا عطا فرما کہ تُو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے سوائے تیری شفاء کے کوئی شفاء نہیں، وہ ایسی شفاء ہے جو کوئی بیماری نہیں چھوڑتی۔'' (سنن ابن ماجة ، ابو اب الطب،باب تعلیق التمائم،الحدیث: ۳۵۳۰،ص۲۶۸۹)

﴿6﴾...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تعویذ وہ نہیں جو مصیبت کے بعد پہنا جائے بلکہ تعویذ تو وہ ہے جو مصیبت سے پہلے لٹکایا جائے۔''

(المستدرك، کتاب الطب، باب تمیمة ماتعلق به......الخ،الحدیث: ۷۵۸۲،ج۵ص۳۰۷)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی سخت وعید خصوصاً اسے شرک کے نام سے پکارے جانے کی وجہ سے ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو خاص طور پر اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی صراحتیں ضرور کی ہیں کہ جن سے ان کے بدرجہ اَولیٰ کبیرہ گناہ ہونے کا تاثر ملتا ہے، البتہ تعویذ نما دھاگا وغیرہ لٹکانے کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جب یہ اعتقاد ہو کہ یہ تعویذ بذاتِ خود آفات دور کرنے کا ذریعہ ہے اور بلاشبہ یہ **اعتقاد جہالت وگمراہی** اور کبیرہ ترین گناہ ہے کیونکہ اگر یہ شرک نہ بھی ہو تب بھی شرک کی طرف لے جانے والا ضرور ہے کیونکہ حقیقی نافع وضار اور مانع ودافع **اللہ** عزوجل ہی کی ذاتِ پاک ہے۔

وہ منتر جو اسی معنی پر محمول ہوں یا غیر عربی اور ایسے الفاظ پر محمول ہوں جن کا معنی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں ان کا استعمال حرام ہے جیسا کہ سیدنا خطابی اور سیدنا بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرہ نے صراحت کی ہے۔

علامہ ابن سلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے مؤقف کی دلیل کے طور پر یہ حدیثِ پاک پیش کی:

﴿7﴾...... جب سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے تعویذات میرے پاس لاؤ۔'' (صحیح مسلم، کتاب السلام،باب لابأس بالرقی......الخ،الحدیث:۵۷۳۲، ص۱۰۶۸)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ نامعلوم الفاظ پر مشتمل جملے کبھی جادو کے منتر ہوتے ہیں یا کفریات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سیدنا خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات ذکر کر کے فرمایا: ''جب ان کا معنی معلوم ہو اور اس میں **اللہ** عزوجل کا ذکر ہو تو اس کا استعمال مستحب ہے اور اس سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر126: **اللہ عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرنا**

﴿1﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو پسند کیا **اللہ** عزوجل بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جس نے **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کیا **اللہ** عزوجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔'' میں نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے تو ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ مراد نہیں بلکہ مؤمن کو جب **اللہ** عزوجل کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جائے اور وہ **اللہ** عزوجل کی ملاقات کو پسند کرے تو **اللہ** عزوجل بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور کافر کو جب **اللہ** عزوجل کے عذاب اور اس کی ناراضگی کے بارے میں بتایا جائے تو وہ **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور **اللہ** عزوجل اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء......الخ، باب من احب لقاء......الخ، الحدیث:٦٨٢٢، ص١١٤٥)

﴿2﴾......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل سے ملاقات پسند کرے گا **اللہ** عزوجل اس سے ملاقات پسند فرمائے گا اور جو **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرے گا **اللہ** عزوجل اس سے ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔'' ہم نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا نہیں، بلکہ جب مؤمن نزع کے عالم میں ہو اور **اللہ** عزوجل کی طرف سے اس کے پاس کوئی خوشخبری آئے تو اس کے نزدیک **اللہ** عزوجل کی ملاقات سے محبوب چیز کوئی نہ ہو تو **اللہ** عزوجل بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور کافر جب نزع کے عالم میں ہو پھر اسے کوئی شر پہنچے یا عذاب کے بارے میں بتایا جائے وہ **اللہ** عزوجل سے ملنا ناپسند کرے تو **اللہ** عزوجل بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من احب لقاء......الخ، الحدیث:٦٥٠٧، ص٥٤٦، بتغیرقلیل)

﴿3﴾......جبکہ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اس کے نزدیک کوئی بھی چیز **اللہ** عزوجل کی ملاقات سے بڑھ کر محبوب نہیں، تو **اللہ** عزوجل بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے، جبکہ کافر کے پاس جب وہ ناپسندیدہ چیز (یعنی موت) آئے تو اسے **اللہ** عزوجل کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں تو **اللہ** عزوجل بھی اس کی ملاقات کو اسی طرح ناپسند فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ١٢٠٤٧، ج٤، ص٢١٥، بتغیرِ قلیلٍ)

﴿4﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی: ''یا **اللہ** عزوجل! جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کرے

اور یقین رکھے کہ میں جو دین اس کے پاس لے کر آیا ہوں وہ تیری جانب سے حق ہے تو تُو اس کے مال اور اولاد میں کمی فرما کر اپنی ملاقات کو اس کے نزدیک محبوب بنا دے اور اسے جلدی قوت عطا فرما، لیکن جو مجھ پر ایمان لائے نہ میری تصدیق کرے اور نہ ہی اس بات پر یقین کرے کہ میں جو دین لے کر آیا ہوں وہ تیری جانب سے ہے تو اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کی عمر کو طویل فرما۔''

(سنن ابن ماجه،ابواب الزهد، باب فی المکثرین،الحدیث:۴۱۳۳،ص۲۷۲۸)

﴿5﴾...... نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے میرے پروردگار عزوجل! جو مجھ پر ایمان لائے اس بات کی گواہی دے کہ میں تیرا رسول ہوں تو تُو اُسے اپنی ملاقات کا مشتاق بنا دے اور اس کی موت اس پر آسان فرما دے اور اس کے لئے سامانِ دنیا میں کمی فرما دے، لیکن جو مجھ پر ایمان نہ لایا اور نہ اس بات کی گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو تُو نہ اسے اپنی ملاقات کی محبت عطا فرما اور نہ اس پر نزع کی تکلیف کو آسان فرما اور اس پر سامانِ دنیا کی زیادتی فرما۔''

(المعجم الکبیر ،الحدیث:۸۰۸،ج۱۸،ص۳۱۳)

تنبیہ:

احادیثِ مبارکہ میں بیان شدہ وعیدوں کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ **اللہ** عزوجل کا کسی بندے سے ملاقات کو ناپسند کرنا سخت وعید اور دھمکی کا اشارہ ہے اور فقط موت کو ناپسند کرنا ایسا نہیں کیونکہ یہ تو نفس کے لئے طبعی اَمر ہے لہٰذا اسے مکروہ جاننا گناہ نہ ہوگا جبکہ اسے **اللہ** عزوجل سے ملاقات کی بناء پر ناپسند کرنا رحمت سے مایوسی کا پتا دیتا ہے جیسا کہ دوسری حدیثِ پاک میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ رحمت سے مایوسی کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح جو چیز اسے لازم ہو وہ بھی کبیرہ گناہ ہے پھر میں نے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ انہوں نے **اللّٰہ** عزوجل سے بدگمانی کرنے کو بھی کبیرہ گناہ قرار دیا ہے اور یہ ہمارے اس بیان پر دلیل ہے کہ **اللہ** عزوجل سے بدگمانی دراصل **اللہ** عزوجل سے ملاقات کو ناپسند کرنا ہی ہے۔

﴿6﴾...... حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ **اللّٰہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے تو اسے اچھائی ملتی ہے اور اگر برا گمان رکھے تو برائی پہنچتی ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق،باب حسن الظن باللہ، الحدیث:۶۳۸،ج۲،ص۱۶)

کتاب الزکوۃ

زکوٰۃ کا بیان

کبیرہ نمبر127: زکوٰۃ ادا نہ کرنا

کبیرہ نمبر128: وجوبِ زکوٰۃ کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا

یعنی زکوٰۃ ادا ہی نہ کرنا یا واجب ہونے کے بعد بلا عذرِ شرعی ادائیگی میں تاخیر کرنا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

﴿1﴾ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (پ۲۴،حم سجدہ:۶،۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور خرابی ہے شرک والوں کو وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

﴿2﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (پ۴،آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿3﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پ۱۰،التوبہ:۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

ہے کہ ''سونے چاندی کا جو مالک اس کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی چٹانیں نصب کی جائیں گی اور انہیں جہنم کی آگ میں تپا کر اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔'' (مطلب یہ کہ ان کے جسموں کو چٹانوں کے برابر پھیلا دیا جائے گا)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۰، ص ۸۳۳)

﴿2﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''جب بھی وہ آگ کی چٹانیں ٹھنڈی ہوں گی تو انہیں دوبارہ اسی طرح گرم کرلیا جائے گا یہ عمل اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہے یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور یہ اپنا ٹھکانا جنت یا جہنم میں دیکھ لے۔'' عرض کی گئی کہ ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اور اگر اونٹ ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''اسی طرح اگر اونٹوں کا مالک بھی ان کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے اور اونٹوں کا حق یہ ہے کہ جس دن انہیں پانی پلانے لے جایا جائے تو ان کا دودھ دوہا جائے (اور مساکین کو پلایا جائے) تو (زکوۃ ادا نہ کرنے والے) ایسے شخص کو قیامت کے دن اوندھے منہ لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ خوب فربہ ہو کر آئیں گے ان کا کوئی بچہ بھی پیچھے نہ رہے گا وہ اسے اپنے قدموں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے جب ان کا ایک گروہ گزر جائے گا تو دوسرا آ جائے گا اور یہ عمل اس پورے دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہے یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور وہ جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔''

عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر گائے اور بکریاں ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گائے اور بکریوں والا اگر ان کا حق ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا اور گائے، بکری میں کوئی چیز کم نہ ہوگی (یعنی ان کے سب اعضاء سلامت ہوں گے) خواہ اُلٹے سینگوں والی ہو یا بغیر سینگوں والی یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی، سب اسے اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی جب ان کی ایک جماعت گزر جائے گی تو دوسری آ جائے گی اور یہ عذاب اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار (50,000) سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے اور وہ جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔''

پھر عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر گھوڑے ہوں تو (کیا حکم ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں: (۱) وہ جو اپنے مالک کے لئے بوجھ (یعنی گناہ) ہیں (۲) وہ جو اس کے چھٹکارے کا سبب ہیں اور (۳) وہ جو اجر و ثواب کا باعث ہیں۔ جو گھوڑے مالک پر بوجھ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: جنہیں مالک نے دکھاوے، تکبر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا ہو یہ اس کے لئے بوجھ ہیں، جو گھوڑے مالک کے لئے نجات کا سبب ہیں وہ یہ ہیں:

جنہیں مالک نے **اللّٰہ** عزوجل کی راہ میں باندھا ہو اور وہ ان کی گردنوں اور پشتوں کے حقوق ادا کرتا ہو ایسے گھوڑے مالک کے لئے عذاب سے نجات کا سبب ہیں اور جو گھوڑے اجر وثواب کا باعث ہیں وہ یہ ہیں: جنہیں کسی نے **اللّٰہ** عزوجل کی راہ میں مسلمانوں کی خاطر اپنی چراگاہ یا باغ میں باندھا ہو، یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے ان کے مالک کے لئے ان کے کھانے، ان کی لید اور پیشاب کی مقدار (یعنی جو گھاس وہ وہاں سے کھائیں گے اور پھر لید وغیرہ کریں گے اس) کے برابر نیکیاں لکھ دی جائیں گی، یہ گھوڑے اگر کبھی رسیاں توڑ کر ایک یا دو گھاٹیوں کا چکر لگائیں تو **اللّٰہ** عزوجل ان کے مالک کے لئے ان کے قدموں کے نشانات کی تعداد اور لید کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھے گا اور اگر ان کا مالک انہیں لے کر کسی نہر کے قریب سے گزرے اور انہیں پانی پلانے کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو پھر بھی اگر ان گھوڑوں نے کچھ پانی پی لیا تو **اللّٰہ** عزوجل اس مالک کے لئے اس کے پیئے ہوئے پانی کے قطروں کے برابر نیکیاں لکھے گا۔''

عرض کی گئی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! گدھوں کے بارے میں ارشاد فرمایئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن یہ آیت بہت جامع ہے:

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (پ۳۰، الزلزال: ۷، ۸)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۰، ص۸۳۳)

﴿3﴾...... حضورِ نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بڑبڑانے والا اونٹ ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں **اللّٰہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ممیانے والی بھیڑ یا بکری ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا: ''میں **اللّٰہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا۔''

قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر ڈکرانے والی گائے ہو اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریاد رسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا ''میں **اللّٰہ** عزوجل کے

مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچادیا تھا۔''

(پھرارشادفرمایا) قیامت کے دن میں تم میں سے کسی شخص کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے کے چیتھڑے ہوں اور وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہو''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری فریادرسی فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں نے تمہیں پیغام پہنچادیا تھا۔''

(پھرارشادفرمایا) تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو کہ جو قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر کوئی خاموش شئے (جیسے سونا چاندی) ہو، پس وہ شخص کہے: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری مدد فرمایئے۔'' تو میں کہوں گا، ''میں **اللہ** عزوجل کے مقابلے میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ،باب غلظ تحریم الغلول، الحدیث: ٤٧٣٤،ص١٠٠٦)

﴿4﴾...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''وہی خسارہ پانے والے ہیں ربِّ کعبہ کی قسم! قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے ربِّ کعبہ کی قسم! وہ کثیر مال ودولت والے ہیں مگر ان میں سے جو ایسے ایسے خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت قلیل ہیں، اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بکریاں، اونٹ یا گائے چھوڑ کر مرے اور ان کی زکوٰۃ ادانہ کی ہو قیامت کے دن وہ جانور پہلے سے بڑے اور فربہ ہوکر آئیں گے یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب ان میں سے آخری جماعت گزرجائے گی تو پہلی جماعت دوبارہ لوٹ آئے گی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل ،الحدیث: ٢١٤٠٩،ج٨،ص٨١،راوی:ابوذر غفاری)

﴿5﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادانہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک جہنمی اژدھا آئے گا اور اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار 50,000 سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ،باب الوعید ......الخ،الحدیث: ٣٢٤٢،ج٤،ص١٠٤)

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ،باب التغلیظ فی حبس الزکاۃ،الحدیث:٢٤٤٣،ص٢٢٤٥)

﴿6﴾......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اونٹوں والا اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادانہیں کرتا وہ اونٹ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اسے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا وہ اسے اپنے اگلے اور پچھلے پاؤں سے روندیں گے، جو گائے والا اپنی گائیوں کی زکوٰۃ ادانہیں کرتا وہ گائیں قیامت کے دن پہلے سے زیادہ

تعداد میں آئیں گی اور اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور پچھلی ٹانگوں سے روندیں گی ان میں سے کوئی بھی بغیر سینگ والی نہ ہوگی اور نہ ہی ٹوٹے ہوئے سینگ والی ہوگی اور جو خزانے والا اپنے خزانے کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ خزانہ قیامت کے دن **اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ** (یعنی گنجے اژدھے) کی صورت میں آئے گا، منہ کھولے ہوئے اس کا تعاقب کرے گا جب وہ اس کے قریب آئے گا تو یہ اس سے بھاگے گا، وہ سانپ پکارے گا کہ اپنا خزانہ لے جسے تو نے چھپایا تھا کہ میں تو اس سے غنی ہوں، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو داخل ہوجائے گا (یعنی اس کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کردے گا پس وہ اسے سانڈ کی طرح کاٹ ڈالے گا)۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲۹۶، ص ۸۳۴)

﴿7﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس شخص کی گردن میں ہار بن جائے گا۔'' راوی فرماتے ہیں: پھر خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

(پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(ابن ماجہ، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی منع الزکاۃ، الحدیث: ۱۷۸۴، ص ۲۵۸۳)

﴿8﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے غنی مسلمانوں پر ان کے اموال میں قدرت کے مطابق مسلمان فقراء کا حصہ مقرر کیا ہے اور فقراء اگر بھوکے یا ننگے ہوں تو غنی لوگوں کے برباد کئے ہوئے مال کو ہی پاتے ہیں، خبردار! یقیناً **اللہ** عزوجل ان لوگوں کا شدید حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۲، ص ۳۷۴)

﴿9﴾......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت سود لینے اور دینے والوں اور اس کے گواہوں جبکہ سود کو جانتے ہوں، گودنے اور گدوانے والی عورتوں، صدقہ روک لینے والوں یا اس میں ٹال مٹول کرنے والوں اور ہجرت کے

بعداَعرابی بن جانے والےلوگوں پرشَفیعُ المذنبین ،انیسُ الغریبین،سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبانِ اقدس سےلعنت کی جائے گی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ۴۰۹۰ ،ج۲،ص ۱۲۱)

﴿10﴾......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود لینے اور دینے والوں، اس کے گواہوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور گودنے وگدوانے والی عورتوں، صدقہ روکنے والوں اور حلالہ کرنے والوں اور حلالہ کروانے والوں ان سب لوگوں پرلعنت فرمائی ہے۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۶۶۰ ،ج۱،ص۱۸۹)

﴿11﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن فقراء سے منہ پھیرنے والے اغنیاء کے لئے ہلاکت ہوگی ،فقراء کہیں گے: ''انہوں نے ہمارے ان حقوق کے معاملے میں ہم پرظلم کیا جو ان پرفرض تھے۔'' تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ضرور (اپنی رحمت کے) قریب اورانہیں (اس سے) دورکروں گا۔'' پھر تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (پ۲۹،المعارج:۲۴،۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: اوروہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے اسکے لئے جو مانگے اورجو مانگ بھی نہ سکے تومحروم رہے۔

(المعجم الاوسط،الحدیث: ۴۸۱۳ ،ج۳،ص۳۴۹)

﴿12﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِعظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''سب سے پہلے جنت اورجہنم میں داخل ہونے والے تین تین افراد کومیرے سامنے پیش کیا گیا، جنت میں پہلے داخل ہونے والے تین افراد یہ تھے: (۱) شہید (۲) وہ غلام جس نے اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کی اوراپنے دنیوی آقا کی خیرخواہی چاہی اور (۳) پاکدامن متوکل۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ۹۴۹۷ ،ج۳،ص۴۱۲)

﴿13﴾......جبکہ ایک روایت میں آخری دو کے بارے میں یہ الفاظ ہیں کہ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''وہ غلام جسے دنیا کی غلامی نے اپنے رب عزوجل کی اطاعت سے نہ روکا اور پاک دامن عیالدارفقیر۔جبکہ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ تھے: (۱) زبردستی مسلط ہوجانے والا حاکم (۲) وہ مال دار جواپنے مال سے اللہ عزوجل کا حق ادانہیں کرتا اور (۳) متکبرفقیر۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الاوائل،باب اول مافعل ومن فعلہ،الحدیث: ۲۳۷ ،ج۸،۳۵۱)

﴿14﴾......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''ہمیں نماز قائم کرنے اورزکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جس نے زکوٰۃ ادانہ کی اس کی کوئی نمازنہیں۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۰۰۹۵ ،ج۱۰،ص۱۰۳)

﴿15﴾......جبکہ ایک اور روایت میں ہے: ''جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ ایسا مسلمان نہیں جسے اس کا عمل نفع دے۔''

(شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ ،الجزء الرابع،باب جماع الکلام فی الایمان، الحدیث:١٥٧٤،ج١،ص٧٤٣)

﴿16﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے اپنے پیچھے کنز چھوڑا (کنز ایسے خزانے کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو) اسے قیامت کے دن ایک گنجے سانپ میں بدل دیا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ دھبے ہوں گے، وہ اس شخص کے پیچھے دوڑے گا، وہ شخص پوچھے گا، ''تو کون ہے؟'' سانپ کہے گا، ''میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا تھا۔'' پھر وہ اس کا پیچھا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ چباڈالے گا، پھر اس کو کاٹے گا اور اس کا سارا جسم چباڈالے گا۔''

(المستدرک، کتاب الزکاۃ،باب التغلیظ فی منع الزکاۃ،الحدیث:١٤٧٤،ج٢،ص٦،بدون"من أنت"خلقت بدله"ترکته بعدك")

﴿17﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے مال کو گنجے سانپ کی صورت میں بدل دیا جائے گا، اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نکتے ہوں گے، وہ اس سے چمٹ جائے گا یا اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا: ''مَیں تیرا خزانہ ہوں، مَیں تیرا خزانہ ہوں۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ،باب مانع زکاۃ مالہ ،الحدیث: ٢٤٨٣،ص٢٢٤٨)

﴿18﴾......سرکارِ مدینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل جس کو کسی مال سے نوازے لیکن وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کا وہ مال ایک ایسے گنجے اژدھے کی مثل اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا کہ جس کی آنکھیں محض دو نکتے ہوں گی، پھر وہ اژدھا اس شخص کے جبڑے پکڑ کر اس سے کہے گا: ''میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۰

(پ٤،اٰل عمران:١٨٠)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ،باب اثم مانع الزکاۃ،الحدیث: ١٤٠٣،ص ١١٠)

﴿19﴾......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں **اللہ** عزوجل نے اسلام میں فرض فرمائی ہیں جو ان میں سے تین لے کر آئے گا وہ اسے کچھ کام نہ آئیں گی جب تک کہ ان سب کو لے کر نہ آئے: (۱) نماز

(۲) زکوٰۃ (۳) ماہِ رمضان کے روزے اور (۴) **بَیْتُ اللہ** شریف کا حج۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، الحدیث: ١٧٨٠٤، ج٦، ص٢٣٦)

﴿20﴾...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے (سفر کے) لئے ایک ایسا گھوڑا (یعنی براق) لایا گیا جو اپنا قدم تاحدِ نگاہ رکھتا، حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہم سفر تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کچھ ایسے لوگوں کے پاس تشریف لائے جو ایک دن کھیتی بوتے اور دوسرے دن فصل کاٹتے وہ جب بھی فصل کاٹ لیتے تو وہ پہلے کی طرح اُگ آتی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا کہ ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی: ''یہ راہِ خدا عزوجل کے مجاہدین ہیں، ان کی نیکیوں میں 700 گنا اضافہ کر دیا گیا ہے، یہ جو خرچ کیا کرتے تھے وہ انہیں اب بھی بہتر اَجر کی صورت میں بعد میں بھی ملتا رہتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھروں سے پھوڑے جا رہے تھے، جب وہ پھٹ جاتے تو پہلے کی طرح درست ہو جاتے اور اس معاملے میں ان سے کوئی کوتاہی نہ برتی جاتی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے عرض کی، ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جاتے تھے۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے اور پیچھے کاغذ کے پرچے تھے (جن پر وہ حقوق لکھے تھے جو ان کے ذمہ تھے) وہ ضریع، زقوم (یعنی جہنم کے نہایت کڑوے درخت) اور جہنم کے پتھر اس طرح چرتے تھے جیسے چوپائے چرتے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے عرض کی: ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور **اللہ** عزوجل نے ان پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی **اللہ** عزوجل اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ١١٤٥، ج١، ص٣٦٦)

﴿21﴾...... شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خشکی اور تری میں جو مال بھی ضائع ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ روک لینے کی وجہ سے ہوتا ہے، زکوٰۃ روک لینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ١١٤٦/٤٧، ج١، ص٣٦٧)

﴿22﴾...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ یا زکوٰۃ جس مال میں بھی مل جائے اسے برباد کر دیتا ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، الحدیث: ٣٥٢٢، ج٣، ص٢٧٣)

مراد یہ ہے کہ جس مال کا صدقہ ادا نہ کیا جائے وہ صدقہ اس مال کو برباد کر دیتا ہے اس کی دلیل گذشتہ حدیثِ پاک

ہے یا یہ مراد ہے کہ جو غنی ہونے کے باوجود زکوٰۃ لے کر اسے اپنے مال کے ساتھ ملا لے وہ صدقہ اس مال کو تباہ کر دے گا یہ تشریح امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔

﴿23﴾......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن لوگوں پر نماز ظاہر کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ رکھی گئی تو وہ اسے کھا گئے وہی لوگ منافق ہیں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ، الحدیث:۱۱۴۹، ج۱، ص۳۶۸)

﴿24﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں **اللہ** عزوجل ان سے بارش روک لیتا ہے۔'' (المستدرک، کتاب الجھاد، باب مانقض قوم العھد......الخ، الحدیث: ۲۶۲۳، ج۲، ص۴۶۱)

﴿25﴾......ایک صحیح روایت میں ہے: ''جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے **اللہ** عزوجل انہیں قحط سالی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۶۷۸۸، ج۵، ص۱۲۳)

﴿26﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے گروہ مہاجرین! پانچ خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہو گئے تو تم پر مصیبتیں نازل ہوں گی، میں **اللہ** عزوجل سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم انہیں پاؤ: (۱) جب بھی کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے تو ان میں ایسے امراض پھوٹ پڑے جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھے (۲) جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو ان کی پکڑ قحط سالی، سخت تکلیف اور حکمرانوں کے ظلم سے کی گئی (۳) جن لوگوں نے اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دی ان سے آسمان کی بارش روک لی گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی (۴) جن لوگوں نے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا عہد توڑا ان پر غیر قوم سے دشمن کو مسلط کر دیا گیا تو اس نے ان کا مال چھین لیا اور (۵) جس قوم کے حکمرانوں نے **اللہ** عزوجل کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے **اللہ** عزوجل نے ان کے درمیان آپس کے جھگڑے ڈال دیئے۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات، الحدیث: ۴۰۱۹، ص۲۷۱۸)

﴿27﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''پانچ چیزیں پانچ چیزوں کا سبب ہیں۔'' عرض کی گئی یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! پانچ چیزوں کے پانچ چیزوں کا سبب ہونے سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) جس قوم نے عہد توڑا تو اس پر اُس کے دشمن کو مسلط کر دیا گیا (۲) جس قوم کے حکمرانوں نے **اللہ** عزوجل کی کتاب کے خلاف فیصلے کئے تو اُس میں موت پھیل گئی (۳) جس قوم نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اُس سے بارش روک لی گئی اور (۴) جس قوم نے ناپ تول میں کمی کی تو اُس سے سبزہ کو روک لیا گیا اور اُسے قحط سالی نے آلیا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکاۃ......الخ، الحدیث:۱۱۵۱، ج۱، ص۳۶۹)

(نوٹ: یہاں پر اس حدیثِ پاک میں ۵ کی بجائے ۴ قوموں کا تذکرہ ہے شاید کتابت کی غلطی ہے)

﴾28﴿......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں نازل ہونے والے **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝ (پ۱۰،التوبۃ:۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں: ''جب مال جمع کر کے رکھنے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو داغا جائے گا تو کوئی درہم دوسرے درہم سے اور کوئی دینار دوسرے دینار سے نہ چھوئے گا بلکہ اس کے جسم کو اتنا وسیع کر دیا جائے گا کہ اس پر ہر درہم و دینار کو رکھا جاسکے۔'' (تفسیر الدرالمنثور،تحت الآیۃ:۳۵(یوم یحمی علیھا......الخ) ج۴،ص۱۷۹،مفھومًا)

وضاحت: **اللہ** عزوجل نے اس شخص کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغنے کے ساتھ اس لئے مخصوص فرمایا کہ بخیل مالدار جب کسی فقیر کو دیکھتا ہے تو ترش روئی دکھاتا ہے اور اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور وہ اس سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے پھر جب فقیر اس کے قریب آتا ہے تو وہ اس سے پیٹھ پھیر لیتا ہے لہٰذا ان اعضاء کو داغ کر سزا دی جائے گی تا کہ عمل کی سزا اسی کی جنس سے ہو۔''

﴾29﴿......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جس نے مالِ حلال کمایا اور زکوٰۃ روک لی تو یہ (روکا ہوا) مال حلال مال کو بھی گندا کر دے گا اور جس نے مالِ حرام کمایا تو زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اسے پاک و حلال نہ کرے گی۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث:۹۵۹۶،ج۹،ص۳۱۹)

﴾30﴿......حضرت سیدنا احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں قریش کے کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سخت بالوں، کُھردرے لباس اور بارُعب صورت والے ایک شخص نے ان کے قریب آ کر سلام کیا پھر کہا: ''خزانے جمع کر کے رکھنے والوں کو جہنم میں دہکائے ہوئے پتھر کی بشارت دے دو، جسے ان میں سے کسی کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا تو وہ اس کی پیٹھ سے نکل جائے گا اور اس کی پیٹھ پر رکھا جائے گا تو وہ اس کے چھاتی کی نوک سے نکلے گا۔'' یہ کہہ کر وہ شخص کانپنے لگا پھر پلٹ کر ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا، میں بھی اس کے پیچھے چل دیا اور اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے، پھر میں نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ لوگوں نے آپ کی بات کا برا منایا ہے۔'' اس نے کہا: ''میرے خلیل نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا: ''یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے پوچھا: ''آپ کے خلیل کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' (پھر مجھ سے پوچھا) ''کیا تمہیں اُحد پہاڑ نظر آ رہا ہے؟'' میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہ گیا

ہے، میرا خیال تھا کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے اپنے کسی کام بھیجیں گے، (یہ سوچ کر) میں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' تو اس نے کہا: ''میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں تین دیناروں کے علاوہ سب کچھ خرچ کر دوں اور بے شک یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے، یہ دنیا جمع کرنے میں مصروف ہیں، خدا عزوجل کی قسم! میں ان سے دنیا نہیں مانگوں گا اور نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھوں گا یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل سے ملاقات کرلوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب ماادِّی زکاتہ فلیس ......الخ، الحدیث: ۱۴۰۷/۱۴۰۸، ص ۱۱۰)

﴿31﴾......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں ہے: ''خزانے جمع کر کے رکھنے والوں کو بشارت دے دو کہ ان کی پیٹھ پر داغے جانے سے وہ خزانہ ان کے پہلوؤں سے نکلے گا اور کنپٹیوں پر داغے جانے سے ان کی پیشانیوں سے نکلے گا۔'' راوی فرماتے ہیں: ''پھر وہ جھک کر بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' لوگوں نے مجھے بتایا: ''یہ حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔'' میں نے ان کے پاس جا کر پوچھا: ''ابھی میں نے آپ کو جو بات کہتے سنا وہ کیا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تو وہی بات کہی ہے جسے میں نے ان کے رسول اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنا تھا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطیہ (یعنی تحفہ) کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''لے لو کیونکہ آج یہ معونت (یعنی امداد) ہے، پھر جب یہ تمہارے دِین کی قیمت بننے لگے تو اسے چھوڑ دینا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکنازین للاموال ......الخ، الحدیث: ۲۳۰۷، ص ۸۳۵)

زکوٰۃ اسلام کا پل ہے:

﴿32﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''زکوٰۃ اِسلام کا پل ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل التشدید علی من منع الزکاۃ، الحدیث: ۳۳۱۰، ج۳، ص ۱۹۵)

صدقہ مریضوں کی دوا ہے:

﴿33﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زکوٰۃ کے ذریعے اپنے اموال کی حفاظت کرو، صدقے کے ذریعے اپنے مریضوں کی دوا کرو اور مصیبت کے لئے دعا کو تیار رکھو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۹۶، ج۱۰، ص ۱۲۸)

﴿34﴾......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو بے شک اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء اذا ادیت الزکاۃ ......الخ، الحدیث: ۶۱۸، ص ۱۷۰۶)

مال کا شر دور ہو جاتا ہے:

﴿35﴾......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو بے شک اس کے شر کو خود سے دور کر دیا۔'' (المستدرك، كتاب الزكاة، باب التغليظ فی......الخ، الحديث:١٤٧٩، ج٢، ص٨)

صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے:

﴿36﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا ہے۔''

(الكامل فی ضعفاء الرجال، الحسن بن عبدالرحمن......الخ، الحديث:٤٧٠، ج٣، ص١٩٠)

زکوٰۃ اور کنز:

﴿37﴾......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کردی گئی وہ کنز (یعنی خزانہ) نہیں اگرچہ زمین کے نیچے دفن ہو اور ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی وہ کنز ہے اگرچہ دفن نہ ہو۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقی، كتاب الزكاة، باب تفسير الكنزالذی ورد......الخ، الحديث:٧٢٣٣، ج٤، ص١٤٠)

صدقہ، مال میں کمی نہیں کرتا:

﴿38﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور **اللہ** عزوجل درگزر کرنے والے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو **اللہ** عزوجل کے لئے تواضع کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'' (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب العفو......الخ، الحديث:٦٥٩٢، ص١١٣٠)

آگ کے کنگن:

﴿39﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں دو عورتیں حاضر ہوئیں، انہوں نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے دریافت فرمایا: ''کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ **اللہ** عزوجل تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہرگز نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزكاة، باب ماجاء فی زكاة الحلی، الحديث:٦٣٧، ص١٧٠٩)

﴿40﴾......ایک روایت میں یوں ہے: ''کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتیں کہ **اللہ** عزوجل تمہیں آگ کے کنگن پہنا دے، ان کی

زکوٰۃ ادا کیا کرو۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث اسماء ابنة یزید،الحدیث: ۲۷۶۸۵،ج ۱۰،ص ۴۴۶)

امام خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق اللہ عزوجل کے اس فرمان کی یہی تاویل ہے:

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝ (پ۱۰،التوبۃ:۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: جس دن وہ تپایا جائے گا جھنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

ایک کنگن بھی جہنم میں لے جاسکتا ہے:

﴿41﴾......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے زینت اختیار کرتی ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہیں جہنم کے لئے کافی ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ،باب الکنزما ھو وزکاہ الحلی ،الحدیث:۱۵۶۵،ص۱۳۳۸)

آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں:

﴿42﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت سونے کا ہار پہنتی ہے قیامت کے دن اس کے گلے میں ویسا ہی آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی (اور اُن کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گی) تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں ویسی ہی آگ کی بالیاں ڈالی جائیں گی۔''

(المرجع السابق،الحدیث: ۴۲۳۸،ص ۱۵۳۱)

﴿43﴾......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کا چھلا پہنایا جائے تو وہ اسے سونے کا چھلا پہنائے اور جو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کا ہار پہنایا جائے تو وہ اُسے سونے کا ہار پہنائے اور جو یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کو آگ کے کنگن پہنائے جائیں تو وہ اُسے سونے کے کنگن پہنائے لیکن تم مردوں کے لئے چاندی جائز ہے پس اسے استعمال کرو۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۴۲۳۶،ص ۱۵۳۰)

ہمارے (یعنی شوافع) کے نزدیک یہ اوران کی ہم معنی دوسری احادیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کے لئے زیورات ابتدائے اسلام میں حرام تھے، پھران زیورات پر زکوٰۃ واجب ہوئی یا ان سے مراد یہ ہے کہ عورتیں بہت زیادہ زیورات استعمال کرتیں تھیں اور جب زیورات میں (نصاب کو پہنچنے والی) زیادتی ہوتواس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔[1] اسی طرح اگران زیورات کا استعمال مکروہ ہوتو یہی حکم ہے مثلاً آرائش کے لئے چھوٹی چیز بنانا یاکسی ضرورت کے تحت بڑی چیز بنانا۔

﴿44﴾......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد یہ ہیں: (۱) زبردستی مسلّط ہوجانے والاالحکمران (۲) وہ مال دار جواپنے مال سے **اللہ** عزوجل کا حق ادانہیں کرتا اور (۳) متکبر فقیر۔'' (المصنف لابن ابی شيبة ، كتاب الاوائل،باب اول مافعل و من فعله،الحديث:۲۳۷،ج۸،ص ۳۵۱)

﴿45﴾......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج کر سکے اورحج نہ کرے یا اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے اوروہ اس مال کی زکوٰۃ ادانہ کرے تو وہ موت کے وقت واپسی کی تمنا کرے گا۔'' ایک شخص نے کہا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! **اللہ** عزوجل سے ڈریں، واپسی کی تمنا تو کفار کریں گے۔'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ارشادفرمایا: ''میں ابھی تمہیں قرآن کریم سناتا ہوں، **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّارَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ (پ۲۸،المنافقون:۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔

(جامع الترمذی، ابواب تفسير القرآن ، باب سورة المنافقون،الحديث: ۳۳۱۶،ص ۱۹۹۱)

منقول ہے کہ تابعین کی ایک جماعت حضرت سیدنا ابوسنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے گئی، جب یہ جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوکر بیٹھ گئی تو انہوں نے ارشادفرمایا: ''ہمارے ساتھ چلو ہم اپنے ایک پڑوسی سے ملنے جارہے ہیں، اس کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے اس سے تعزیت بھی کرلیں گے۔'' محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم ان کے ساتھ

---

[1] احناف کے نزدیک: ''سونا، چاندی جب کہ بقدر نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی) ہوں توان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے خواہ ان کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لئے زیور یامرد کے لئے چاندی کی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ایک انگوٹھی یا ان کا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ کہ ان کا استعمال مردوعورت سب کے لئے حرام ہے۔'' (بہارشریعت، ج ۱ ،حصہ ۵،ص ۲۰)

چل دیئے جب اس شخص کے پاس پہنچے تو اسے اپنے بھائی پر بہت زیادہ گریہ وزاری کرتے اور روتے ہوئے پایا، ہم اس سے تعزیت کرنے لگے اور تسلی دینے لگے مگراس پر تعزیت اور تسلی کا کوئی اثر نہ ہوا ہم نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ موت سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں! مگر میں تو اس عذاب پر رو رہا ہوں جو میرے بھائی کو صبح وشام ہوتا ہے۔'' ہم نے پوچھا: ''کیا **اللہ** عزوجل نے تمہیں غیب پر مطلع فرمایا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں! مگر جب میں نے اسے دفنایا اور قبر کی مٹی برابر کر دی اور لوگ واپس پلٹ آئے تو میں اس کی قبر کے پاس بیٹھ گیا، اچانک اس کی قبر سے یہ آواز آئی وہ کہہ رہا تھا: ''آہ! لوگ عذاب کا سامنا کرنے کے لئے مجھے تنہا چھوڑ گئے حالانکہ میں روزے رکھتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔'' پھر وہ شخص کہنے لگا: ''اس کی بات نے مجھے رلا دیا، پھر میں نے اس کی حالت دیکھنے کے لئے قبر سے مٹی ہٹائی تو قبر میں آگ کو دہکتے ہوئے پایا اور اس کی گردن میں آگ کا طوق دیکھا تو بھائی کی محبت مجھ پر غالب آ گئی میں نے وہ طوق اس کے گلے سے نکالنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا۔'' پھر اس شخص نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا وہ جل کر سیاہ ہو چکا تھا پھر اس نے بتایا: ''میں نے اس پر مٹی ڈالی اور لوٹ آیا، اب میں اس کے حال پر کیوں نہ روؤں اور غم کیوں نہ کروں۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارا بھائی دنیا میں کون سا عمل کیا کرتا تھا؟'' تو اس نے بتایا: ''**وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا۔**'' ہم نے کہا: ''یہ واقعہ تو **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کی تصدیق ہے:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (پ۴، آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

جبکہ تمہارے بھائی کو اس کی قبر ہی میں قیامت تک کے لئے عذاب شروع ہو گیا۔'' پھر ہم اس کے پاس سے لوٹ کر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس شخص کا قصہ سنا کر عرض کی: ''یہودی یا نصرانی مرتا ہے تو ہمیں اس پر کوئی عذاب نظر کیوں نہیں آتا؟'' انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شک نہیں جبکہ **اللہ** عزوجل مؤمنین کا عذاب تمہیں اس لئے دکھاتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو، **اللہ** عزوجل فرماتا ہے:

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝ (پ۷، انعام:۱۰۴)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔

(کتاب الکبائر للامام الذھبی، الکبیرۃ الخامسۃ، باب منع الزکاۃ، ص۳۹)

﴿46﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل زندگی میں **بُخل** اور موت کے وقت سخاوت کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الھمزۃ، الحدیث:۱۸۵۷، ص۱۱۵)

﴿47﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں **بُخل** پر آمادہ کیا تو وہ **بُخل** کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح، الحدیث:۱۶۹۸، ص۱۳۴۹)

﴿48﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو خصلتیں مؤمن میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں وہ بخل اور بد اخلاقی ہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی البخل من الاکمال، الحدیث:۱۹۶۲، ص۱۸۴۹)

﴿49﴾......نبی مکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بدترین ہیں وہ لوگ جن سے **اللہ** عزوجل کے نام پر مانگا جائے اور وہ نہ دیں۔'' (التاریخ الکبیر للبخاری، باب الالف، الحدیث:۱۱۴۹، ج۱، ص۳۴۰)

﴿50﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی سب سے بدتر خامی شدید بخل اور انتہائی بزدلی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب اول، کتاب الجھاد، باب فی الجرأۃ والجبن، الحدیث:۲۵۱۱، ص۱۴۰۹)

﴿51﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچی آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(معجم الاوسط، الحدیث:۴۰۶۶، ج۳، ص۱۲۵)

﴿52﴾......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس اُمت کے پہلے لوگ دنیا سے بے رغبتی اور یقین کے سبب بھلائی پر ہیں جبکہ اس اُمت کے آخری لوگ بخل اور خواہشات کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۵۰، ج۵، ص۳۷۲)

﴿53﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سخی کا کھانا دوا اور لالچی کا کھانا بیماری ہے۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الطاء، الحدیث:۵۲۵۸، ج۲، ص۳۲۵)

﴿54﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل نے اس بات پر قسم یاد فرمائی ہے کہ جنت میں کوئی بخیل داخل نہ ہوگا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۸۲، ج۳، ص۱۸۱)

﴿55﴾......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اسلام نے کسی چیز کو اتنا نہیں مٹایا جتنا **بُخل** کو مٹایا ہے۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند انس بن مالك، الحديث: ۳۴۷۵، ج۳،ص۲۳۷)

﴿56﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جنہوں نے سینے سے لے کر پنڈلیوں تک لوہے کی زرہ پہن رکھی ہو، صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو وہ زِرہ اس کے جسم پر پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے پوروں کو بھی ڈھانپ دیتی ہے اور اس کے تابع رہتی ہے، جبکہ بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زِرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے اور وہ شخص اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا۔''

(صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب مثل البخيل و المتصدق، الحديث:۱۴۴۳، ص۱۱۳)

حدیثِ پاک کی شرح:

یعنی وہ زرہ خرچ کرنے سے بڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو چھپا لیتی ہے بصورت دیگر ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے تو وہ اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر پاتا زرہ یا پھر ایک اور روایت کے مطابق لباس سے رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی مراد **اللہ** عزوجل کی نعمتیں اور رزق ہے، لہٰذا خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو اس کی نعمتوں میں وسعت آ جاتی ہے اور فراخی حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ نعمتوں میں پوری طرح چھپ جاتا ہے اور بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کا حرص، لالچ اور مال میں کمی کا خوف اسے روک دیتا ہے لہٰذا اس رکاوٹ کے باوجود نعمتوں اور مال میں اضافے کی تمنا سے صرف اس کی تنگی ہی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کی کوئی ایسی چیز نہیں چھپائی جاتی جسے چھپانے کی وہ خواہش کرتا ہے۔

﴿57﴾...... نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اس اُمت کے پہلے لوگ یقین اور زہد کے ذریعے نجات پائیں گے جبکہ آخری لوگ بخل اور خواہشات کے سبب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے۔''

(فردوس الاخبار للديلمی، باب النون، الحديث:۷۱۰۶، ج۲، ص۳۷۴)

ہلاکت میں مبتلا ہونے والا شخص:

﴿58﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت و بربادی ہے، مکمل بربادی ہے اس شخص کے لئے جو اپنے عیال کو بھلائی میں چھوڑے اور اپنے رب عزوجل کے پاس برائی سے حاضر ہو۔''

(فردوس الاخبار للديلمی، باب الواؤ، الحديث:۷۴۶۵، ج۲، ص۴۰۸)

﴿59﴾......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوسکتیں: (۱) بخل اور (۲) جھوٹ۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۸۸، ج۳، ص ۱۸۱)

﴿60﴾......حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سردار بخیل نہیں ہوسکتا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۳۸۹، ج۳، ص ۱۸۱)

بخل سے نجات کا ذریعہ:

﴿61﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی ضیافت کی اور ناگہانی آفت میں عطیہ دیا وہ **بُخل** سے آزاد ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۰۹۶، ج۴، ص۱۸۸)

﴿62﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی دو خصلتیں جوان رہتی ہیں: (۱) مال کی حرص اور (۲) لمبی عمر کی حرص۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ الحرص علی ......الخ، الحدیث: ۲۴۱۲، ص ۸۴۲)

﴿63﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہی رہتا ہے (۱) زندگی اور (۲) مال کی محبت۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۱۰، ص ۸۴۲)

﴿64﴾......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے اپنی اُمت پر سب سے زیادہ نفسانی خواہشات اور لمبی امیدوں کا خوف ہے۔'' (الکامل فی ضعفاء الرجال، احادیث علی بن ابی علی اللھبی ۳۷۶، ج۶، ص ۳۱۶)

﴿65﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سچے حاجت مند سائل کی خاطر اسی طرح ناراض ہوتا ہے جیسے اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۳۹۸، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿66﴾......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**بُخل** سے بچتے رہو کیونکہ **بُخل** نے جب ایک قوم کو اُکسایا تو انہوں نے اپنی زکوٰۃ روک لی اور جب مزید اُکسایا تو انہوں نے رشتہ داریاں توڑ ڈالیں اور جب مزید اُکسایا تو وہ خونریزی کرنے لگے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۱، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿67﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پچھلی قوموں کو لالچ ہی نے ہلاکت میں ڈالا، لالچ نے انہیں جھوٹ پر اُبھارا تو وہ جھوٹ بولنے لگے اور جب لالچ نے ظلم پر اُبھارا تو ظلم کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو قطع رحمی کرنے لگے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۲، ج۳، ص ۱۸۲)

﴿68﴾...... شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**بُخل** کے **10** حصے ہیں، ان میں سے **9** حصے فارس (یعنی ایران) میں جبکہ ایک حصہ دیگر لوگوں میں ہے۔''

(جامع الاحادیث للسیوطی، حرف الباء، الحدیث: ۱۰۱۱۹، ج۴، ص۵۲)

﴿69﴾...... حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''لوگ کہتے ہیں یا تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے: ''لالچی انسان ظالم سے زیادہ دھوکے باز ہوتا ہے اور **اللہ** عزوجل کے نزدیک لالچ سے بڑا ظلم کون سا ہے، **اللہ** عزوجل اپنی عزت وجلال اور عظمت کی قسم اس بات پر فرماتا ہے کہ جنت میں کوئی بخیل یا لالچی داخل نہیں ہوگا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث: ۷۴۰۴، ج۳، ص۱۸۲)

﴿70﴾...... محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے ملامت کو پیدا فرمایا تو اسے بخل اور مال سے ڈھانپ دیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۷۴۰۷، ج۳، ص۱۸۳)

﴿71﴾...... رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

(سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب فضل من عمل فی......الخ، الحدیث: ۳۱۱۲، ص۲۲۸۷)

﴿72﴾...... تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی مؤمن بندے کے دل میں لالچ اور ایمان کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، عبدالغفور بن عبدالعزیز ابو الصباح الواسطی، الحدیث: ۱۴۸۱، ج۷، ص۲۱)

﴿73﴾...... مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابنِ آدم! تُو جب تک زندہ رہا **بُخل** کرتا رہا اور جب تیری موت کا وقت آیا تو اپنا مال لٹانے لگا، دو خصلتوں کو جمع نہ کر: (۱) زندگی میں برائی اور (۲) موت کے وقت بھی برائی، بلکہ اپنے ان رشتہ داروں کی طرف دیکھ جو محروم ہیں اور وارث نہیں بنتے، لہٰذا ان کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کر۔'' (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث: ۷۴۱۳، ج۳، ص۱۸۳)

تنبیہات

تنبیہ 1:

زکوۃ ادا نہ کرنے کو علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اجماع کی وجہ سے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے کیونکہ گذشتہ بیان کردہ احادیث

مبارکہ میں اس پر شدید وعید آئی ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظاہری مفہوم یا وضاحت یہ ہے کہ منع زکوٰۃ میں قلیل وکثیر کا کوئی فرق نہیں مگر آئندہ غصب کے بیان میں آئے گا کہ یہ چوری کے نصاب کے ساتھ مقید ہے، ایک قول یہ ہے کہ منع زکوٰۃ میں بھی اسی قید کا احتمال ہے مگر یہ ایسی قید ہے جس کی کوئی سند نہیں۔

مَیں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں! اگر غصب کے بارے میں آنے والے بیان کو تسلیم کرلیا جائے تب بھی ہم یہاں پر اس کے قائل نہیں کیونکہ زکوٰۃ مالک کے سپرد ہوتی ہے لہٰذا اگر قلیل زکوٰۃ روکنے کو کبیرہ نہ قرار دے کر اسے رخصت دے دی جائے تو یہ (رخصت) اسے پوری زکوٰۃ روکنے کی طرف لے جائے گی جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خمر (یعنی انگوری شراب) کا ایک قطرہ بھی پینا کبیرہ گناہ ہے حالانکہ اس سے نشہ نہ ہونا متحقق ہے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس کی قلت اس کی کثرت کی طرف لے جاتی ہے، لہٰذا اس اِمکان کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا، اسی طرح مال کی کثرت کو نفس کا پسند کرنا بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اگر قلیل میں اسے سہولت دی گئی تو وہ اسے کثیر زکوٰۃ روک لینے کا ذریعہ بنالے گا، لہٰذا واضح ہوگیا کہ یہاں قلیل و کثیر زکوٰۃ روک لینے میں کوئی فرق نہیں جبکہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد اس میں بلا عذر تاخیر کرنے کو کبیرہ گناہ میں شمار کرنا حضرت سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے واضح ہے کہ ''صدقہ کو مؤخر کرنے والے ان بدبختوں میں سے ہیں جن پر **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔''

اسی لئے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر جزم فرمایا ہے۔

تنبیہ2: عورتوں کے سونے کے زیورات پہننے پر گذشتہ شدید وعیدوں کے جوابات

بہت سی احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے سونے کے زیورات پہننے پر شدید وعیدیں گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں جن کے چند جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)......عورتوں کے لئے سونے کے زیورات کا جواز ثابت ہونے سے یہ احادیثِ مبارکہ منسوخ ہوگئیں۔

(۲)...... یہ حکم ان کے لئے ہے جو ان زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں مگر جو ان کی واجب زکوٰۃ ادا کرتی ہیں۔ ان کے لئے یہ حکم نہیں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت کا اسی پر عمل ہے اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں ان کی پیروی کی اور ابن منذر نے بھی اسی مؤقف کو اختیار کیا جبکہ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے بعد کے ائمہ مثلاً حضرت سیدنا امام مالک، حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اور حضرت سیدنا امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ زیورات میں زکوٰۃ کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''آیات کا ظاہری معنی اس پہلی جماعت کے مؤقف پر دلیل ہے کہ جس نے زیورات میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا اور احادیثِ مبارکہ بھی اسی مؤقف کی تائید کر رہی ہیں جبکہ جن حضرات نے زکوٰۃ کو ساقط قرار دیا ہے انہوں نے قیاس اور غور و فکر کو اختیار کیا اور ان کے پاس ایک حدیثِ پاک بھی ہے جبکہ احتیاط زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہے۔''

(۳)...... یہ حکم ان عورتوں کے لئے ہے جو زیورات سے زینت حاصل کریں اور اسے غیر مردوں پر ظاہر کریں اس کی دلیل ابو داؤد و نسائی شریف کی حدیثِ پاک ہے:

﴿74﴾...... سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہنے اور اسے ظاہر کرے اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم ، باب ماجاء فی الذهب للنساء،الحدیث:٤٢٣٧،ص ١٥٣١)

البتہ یہ بات بھی درجہ صحت تک پہنچ چکی ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے عیال کو زیورات اور ریشم پہننے سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے:

﴿75﴾...... ''اگر تم جنت کے زیورات اور ریشم پسند کرتی ہو تو دنیا میں یہ دونوں چیزیں ہرگز نہ پہنو۔''

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراهة،باب لبس الحریر،الحدیث: ٦٥٧٢،ج٤،ص٥٦)

(۴)...... ممانعت کا سبب اس سلسلہ میں وارد ہونے والی شدید وعید ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اسراف میں ڈال دینے والی چیز سونے چاندی کو حرام کر دیتی ہے۔

تنبیہ3: بُخل کی تعریف اور اس کی مثالیں

گذشتہ احادیثِ مبارکہ میں **بُخل** کی مذمت اور اس کی آفات و نقصانات کی طرف اشارہ ہو چکا ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ شرع میں **بُخل** زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو کہتے ہیں اور پھر ہر واجب کو بھی زکوٰۃ کے ساتھ ملا دیا گیا یعنی واجب کی عدم ادائیگی **بُخل** ہے، لہٰذا جو زکوٰۃ روک لے وہ بخیل ہے اور اسے وہی سزا ملے گی جو احادیثِ مبارکہ میں گزر چکی ہے۔

بخیل کی مختلف تعریفات:

سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''ایک قوم نے **بُخل** کی تعریف واجب کی عدم ادائیگی سے کی ہے۔ لہٰذا

ان کے نزدیک جو شخص خود پر واجب حقوق ادا کر دے وہ بخیل نہ کہلائے گا مگر یہ تعریف کافی نہیں کیونکہ جو شخص گوشت یا روٹی قصاب یا نانبائی کو رتی بھر کمی کی بناء پر لوٹا دے اسے بالاتفاق بخیل شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح قاضی نے کسی شخص کے مال میں سے اس کے اہل وعیال کے لئے نفقہ مقرر کیا پھر اگر اہلِ خانہ اس کے مال میں سے ایک لقمہ یا کھجور کھالیں اور یہ شخص ان پر اس سلسلہ میں تنگی کرے تو یہ بھی بخیل کہلائے گا اور کسی شخص کے پاس روٹی رکھی ہو پھر کوئی شخص اس سے ملنے آئے اور اسے گمان ہو کہ وہ بھی کھانے میں شریک ہو جائے گا تو اس خوف سے وہ اس سے روٹی چھپالے تو وہ بھی بخیل کہلائے گا۔''

دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بخیل وہ شخص ہے جس پر ہر قسم کا عطیہ دینا گراں گزرتا ہے مگر یہ بات قاصر ہے کیونکہ اگر **بُخل** سے ہر عطیہ کا گراں گزرنا مراد لے لیا جائے تو اس پر یہ اعتراض ہو گا کہ بہت سے بخیلوں پر رتی بھر یا اس سے زیادہ عطیہ دینا گراں نہیں گزرتا تو یہ بات **بُخل** میں رخنہ نہیں ڈالتی۔''

جُود کی تعریف میں مختلف اقوال:

اسی طرح حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا جود وسخاوت کی تعریف میں بھی اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے: ''**جُود** احسان کر کے نہ جتلانے اور دیکھے بغیر مدد کرنے کو کہتے ہیں۔'' ایک قول یہ ہے: ''سوال کے بغیر عطا کرنا **جُود** کہلاتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے: ''سائل سے خوش ہونا اور ممکنہ حد تک عطا کرنا **جُود** کہلاتا ہے۔'' جبکہ ایک قول یہ بھی ہے: ''اس خیال سے عطا کرنا کہ میں اور میرا مال **اللہ** عزوجل ہی کا ہے **جُود** کہلاتا ہے۔'' یہ تمام تعریفیں **بُخل** اور **جُود** کی حقیقت کا احاطہ نہیں کرتیں۔

لہٰذا حق یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا **بُخل** ہے اور جہاں خرچ نہ کرنا واجب ہو وہاں خرچ کرنا **فضول خرچی اور اسراف** ہے اور ان دونوں کی درمیانی صورت قابلِ تعریف ہے اور یہی وہ صورت ہے جسے **جُود** سے تعبیر کرنا چاہے، کیونکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو سخاوت ہی کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ،

﴿۱﴾ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۝ (پ۱۵، الاسراء: ۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا تھکا ہوا۔

﴿۲﴾

وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا (پ۱۹، الفرقان:۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔

لہٰذا **جُود** زیادتی وکمی اور حد سے زیادہ تنگی وکشادگی کی درمیانی کیفیت کا نام ہے اور اس کا کمال یہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں کوئی غرض نہ پائے یعنی بے غرض ہو کر عطا کرے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے دل کو ایسی جگہ خرچ کرنے پر مائل کرے جہاں خرچ کرنا قابلِ تعریف ہو خواہ وہاں خرچ کرنا شرعاً واجب ہو یا قابلِ مروت وعادت ہو، لہٰذا سخی وہ ہے جو ایسی جگہ خرچ کرنے سے نہ رکے ورنہ وہ بخیل کہلائے گا مگر واجبِ شرعی کو روک لینے والا مثلاً زکوٰۃ یا اہل وعیال کے نفقہ کو روک لینے والا مروّۃً واجب ہونے والے حق مثلاً کم قیمت اشیاء میں تنگی کرنے والے سے زیادہ برا ہے اور اس کی برائی اموال واشخاص کی تبدیلی سے مختلف ہوجاتی ہے، لہٰذا مالدار، پڑوسی، اہل خانہ اور دوست کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ان کی اضداد سے ایسا سلوک کرنے سے زیادہ برا ہے۔

بُخل کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ کثرتِ مال کی صورت میں انسان مشروع اور مروّت کے واجبات ادا کرتا رہے، پھر ان بھلائی کی جگہوں پر مال خرچ کرنا بند کردے تاکہ وہ کسی مصیبت کے لئے مال کو بچا کر رکھ سکے نیز اپنے لئے **اللہ** عزوجل کے تیار کردہ ثوابات، اعلیٰ درجات اور پسندیدہ مراتب پر فانی اغراض کو ترجیح دے تو یہ شخص بہت بڑا بخیل ہے، مگر یہ معاملہ عقل مندوں کے نزدیک ہے عام مخلوق کے نزدیک نہیں کیونکہ وہ پریشانی کے وقت کے لئے مال جمع کر کے رکھنے کو بہت اہم خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے پڑوسی فقیر کو محروم کرنے کو اس شخص کا برا عمل خیال کرتے ہیں اگرچہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور اس کی قباحت مال کی مقدار اور فقیر کی حاجت ومدد کی زیادتی کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، پھر وہ شخص ان دونوں واجبات کی ادائیگی کرنے سے **بُخل** سے بری ہوجائے گا لیکن اس کے لئے جود وسخا کی صفت اس وقت تک ثابت نہ ہوگی جب تک وہ فضیلت کے حصول کے لئے، نہ کہ تعریف یا خدمت یا بدلے کے لئے، ان دونوں جگہوں پر واجب حق سے زیادہ خرچ نہ کرے اور اس کے لئے اس صفت کا ثبوت اس کی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ خرچ کرنے پر ہوگا۔

تنبیہ4: بخل کا سبب

جو شخص اپنے دین اور عزت کی حفاظت کا ارادہ رکھتا ہو اس پر **بُخل** کے مہلکات سے ڈرتے ہوئے اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کا سبب اور علاج معلوم ہو، اس کا سبب یا تو مال کی ایسی محبت ہے

جو لمبی امید کے ساتھ ساتھ ان خواہشات کی محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جن کی تکمیل مال ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے کیونکہ جسے یہ معلوم ہو جائے کہ ایک دن کے بعد اس کا انتقال ہو جائے گا اس میں **بُخل** کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا، یا پھر **بُخل** مال کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ جسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کے پاس کفایت سے زائد مال ہے اگر وہ طبعی عمر تک زندہ رہے اور شاہ خرچیاں کرتا رہے اور اس کا وارث بھی کوئی نہ ہو اور اس کے باوجود **بُخل** کرے اور زکوٰۃ روکے پھر اس خزانے کو، یہ جاننے کے باوجود کہ مجھے مرنا ہے، زمین میں دفن کر دے بلکہ بعض اوقات موت کے وقت اسے نگل جائے تو اس عارضے کا علاج بہت مشکل بلکہ محال ہے۔

بخل کا علاج:

(۱)...... پہلے عارضے یعنی خواہشات کی محبت کا علاج بقدرِ کفایت رزق پر قناعت اور صبر کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

(۲)......لمبی امیدوں کا علاج موت کو کثرت سے یاد کرنے اور اطراف میں واقع ہونے والی اموات اور ان کے مال جمع کرنے کی مشقت اور پھر ان کے بعد اس مال کے قبیح گناہوں میں ضائع ہونے میں غور و فکر کرنے سے ممکن ہے۔

(۳)......اولاد کی طرف توجہ کا علاج گذشتہ صفحات میں بیان کردہ اس حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھنے سے ممکن ہے جس میں صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک بدترین آدمی وہ ہے جو اپنے ورثاء کو خوشحالی میں چھوڑ کر مرے اور اپنے رب عزوجل کے پاس برائی کے ساتھ حاضر ہو۔''

(فردوس الاخبار، باب الواؤ، الحدیث: ۷۴۶۵، ج ۲، ص ۴۰۸، بتغیر)

نیز اگر وہ یہ بات پیشِ نظر رکھے کہ **اللہ** عزوجل نے اس کی اولاد کے لئے رزق مقرر فرما دیا ہے اس میں نہ کمی ہوگی نہ زیادتی۔ بہت سے لوگ جن کے والدین ان کے لئے ایک پائی بھی چھوڑ کر نہیں مرتے پھر بھی وہ غنی ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ جن کے والدین خزانے چھوڑ کر مرتے ہیں جلد ہی فقیر بن جاتے ہیں۔

(۴)......اسی طرح بخیلوں کے احوال میں غور و فکر کرے کہ وہ کس طرح **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں مبتلا اور ہر بھلائی سے دور ہیں، اسی وجہ سے آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اس قسم کے افراد کو برا سمجھتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بخیل لوگ دوسروں کے کثرتِ بخل کو بھی برا سمجھتے ہیں جبکہ بخیل اپنے ساتھیوں کو بوجھ سمجھتا ہے اور اس بات سے غافل رہتا ہے کہ وہ خود بھی لوگوں کے دلوں پر اتنا ہی گراں اور ان کے نزدیک اتنا ہی برا ہے جتنا دوسرے بخیل اس کے نزدیک ہیں۔

(۵)......ان منافع پر غور کرے جن کی وجہ سے وہ مال جمع کر رہا ہے، لہٰذا بقدرِ حاجت مال جمع کرے اور زائد مال کو **اللہ** عزوجل

کے پسندیدہ کاموں میں صرف کر کے اس کے پاس اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کرے۔

جوان ادویہ (دوا کی جمع) میں غور کرے گا اس کی فکر چمک اٹھے گی، اسے شرح صدر حاصل ہوگا اور وہ اپنی استعداد کے مطابق **بُخل** اور اس کی تمام انواع یا بعض انواع سے پہلوتہی اختیار کرلے گا اور ایسی صورت میں اسے چاہئے کہ جیسے ہی اس کے دل میں راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے کا خیال آئے فوراً اس پر عمل کر ڈالے کیونکہ بعض اوقات شیطان نفس کو اس خیال سے رک جانے کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔

اسی لئے بعض اکابر کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اپنے کپڑے صدقہ کرنے کا خیال آیا اس وقت آپ غسل خانے میں تھے، چنانچہ فوراً باہر تشریف لائے اور کپڑے صدقہ کر دیئے پھر واپس لوٹ گئے، پھر جب غسل خانے سے باہر نکلے تو اس کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے خوف ہوا کہ کہیں شیطان میرے ارادے کو متزلزل نہ کر دے۔''

بُخل کی صفت بتکلف خرچ کرنے سے ہی زائل ہوتی ہے جیسا کہ عشق، معشوق کے محل کی جانب سفر کرنے سے ہی زائل ہوتا ہے۔

تنبیہ5: مال کے فوائد

(۱)...... مال کے کچھ دینی و دنیوی فوائد بھی ہیں اسی لئے **اللہ** عزوجل نے اپنے فرمانِ عالیشان:

اِنۡ تَرَکَ خَیۡرَا ۨ الۡوَصِیَّةُ (پ۲، البقرہ، ۱۸۰) ترجمۂ کنزالایمان: اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے۔

میں اسے خیر کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس کے ذریعے اپنے بندوں پر احسان فرمایا۔

﴿76﴾...... ایک اور روایت میں ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے۔'' (شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل......الخ، الحدیث: ۶۶۱۲، ج۵، ص۲۶۷)

دنیوی اور دینی فوائد:

اس کے دنیوی فوائد تو ظاہر ہیں اور دینی فوائد میں سے سب سے اہم ترین عبادت کا حصول مال کے بغیر ممکن نہیں جیسے حج و عمرہ اور مال ہی کے ذریعے عبادات پر قوت حاصل ہوتی ہے مثلاً کھانے، لباس، رہائش، نکاح اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا حصول وغیرہ کیونکہ دین کی خدمت کے لئے وہی شخص فراغت پا سکتا ہے جو ان امور میں با کفایت ہو حالانکہ (یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ)

عبادت کا حصول جن چیزوں پر موقوف ہو وہ بھی عبادت ہی ہوتی ہیں جبکہ جو مال ضرورت سے زائد ہو وہ دنیا کا حصہ ہے۔

(۲)...... دینی فوائد میں سے ایک فائدہ صدقہ کرنا بھی ہے، اس کے فضائل مشہور ہیں اور میں نے اس کے بارے میں ایک کتاب بھی تالیف کی ہے۔

(۳)...... اسی طرح اغنیاء کے لئے تحائف اور مہمان نوازی باعثِ فضیلت ہے۔ ان دونوں کے بھی بہت سے فضائل ہیں، نیز ان سے دوستیاں بڑھتی ہیں، سخاوت کی صفت حاصل ہوتی ہے یا شاعر یا بے دین سے عزت کی حفاظت ہوتی ہے۔

﴿77﴾...... ایک اور روایت میں دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس مال کے ذریعے عزت بچائی جائے وہ بھی صدقہ ہے۔'' (سنن دار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۸۷۲، ج۳، ص۳۳)

(۴)...... جو شخص تمہارے کام وغیرہ نپٹاتا ہو اس کی اجرت بھی مال ہی سے ادا ہو سکتی ہے کیونکہ اگر تم خود وہ کام سرانجام دیتے تو تمہارے اخروی مصالح فوت ہو جاتے اس وجہ سے کہ تم پر جو علم و عمل اور ذکر و فکر لازم ہے وہ دوسرے کسی شخص سے پورا ہونے کا تصور نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا تمہارا دوسرے کاموں میں وقت صرف کرنا فساد ہی ہے۔

(۵)...... عام خیر کے کام مثلاً مسجد بنانا، قلعے یا پل بنانا، راستوں پر پانی کی سبیل بنانا، بیماروں کے لئے اسپتال قائم کرنا وغیرہ اور دیگر خیر کے کام مال ہی کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچ سکتے ہیں، یہ نیکی کے وہ کام ہیں جو موت کے بعد بھی ہمیشہ رہنے والے اور ضرورت کے وقت صالحین کی دعاؤں کو سمیٹنے والے ہیں اور تمہارے لئے اس کی اتنی ہی بھلائی کافی ہے کہ یہ سب مال کے دینی فوائد ہیں جبکہ اس سے جلد حاصل ہونے والے فوائد مزید برآں ہیں مثلاً عزت، خدمتگاروں اور دوستوں کی کثرت، لوگوں کا تعظیم کرنا اور اس کے علاوہ وہ دنیوی فوائد جن کا مال و دولت تقاضا کرتا ہے۔

مال کی آفات:

مال کی دینی و دنیوی آفتیں بھی بہت سی ہیں۔

دینی آفتیں:

(۱)...... دینی آفتیں مثلاً مال انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے کیونکہ کسی کا گناہ پر قدرت نہ پانا عصمت میں سے ہے، نفس جب کسی گناہ پر قدرت کا شعور پا لیتا ہے تو اس کے دواعی بھی اس کی جانب مائل ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ اس وقت تک قرار نہیں پاتا جب تک اس گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔

(۲)...... مال انسان کو مباح لذتوں کی طرف لے جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ انہیں چھوڑنے پر قدرت نہیں پاتا یہاں تک کہ اگر وہ کوشش یا حلال کمائی کے ذریعے انہیں حاصل نہ کر سکے تو حرام کام بھی کرنے لگتا ہے کیونکہ جس کے پاس مال کثرت سے ہو وہ لوگوں سے میل جول اور تعلقات بڑھانے کا زیادہ محتاج ہو جاتا ہے اور جو اس چیز میں مبتلا ہو گیا وہ یقیناً لوگوں سے منافقت سے پیش آئے گا اور انہیں راضی یا ناراض کرنے کی خاطر **اللہ** عزوجل کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا تو اس کے نتیجے میں وہ عداوت، کینہ، حسد، ریاکاری، تکبر، جھوٹ، غیبت، چغلی اور ان کے علاوہ لعنت و ناراضگی کے موجب کئی برے اخلاق میں مبتلا ہوگا۔

(۳)...... مال ان اُمور میں مبتلا ہونے کا سبب بھی بن جاتا ہے جن سے کوئی مال دار نہیں بچ سکتا یعنی مال کی اصلاح اور اس میں اضافے کی فکر کے سبب **اللہ** عزوجل کے ذکر اور اس کی رضا کے کام سے غافل ہو جانا اور ہر وہ شئے جو **اللہ** عزوجل کے ذکر سے غافل کر دے وہ نحوست اور کھلا خسارہ ہے اور یہ ایک نہایت سخت بیماری ہے کیونکہ عبادت کی اصل اور اس کا راز **اللہ** عزوجل کا ذکر اور اس کی جلالت میں تفکر کرنا ہے اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دل ہر قسم کے تفکرات سے خالی ہو جبکہ مال کی اصلاح اور اس کے حصول میں کوشش کرنے اور اس سے نقصانات دور کرنے کی فکر کی موجودگی میں دل کا فارغ ہونا محال ہے کیونکہ یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں۔

دنیوی آفتیں:

آخرت سے پہلے دنیا میں مال داروں کو لاحق ہونے والی دنیوی آفتیں مثلاً مسلسل خوف وغم، پریشانی، اندیشہ، نقصان دور کرنے کی مشقت، مصائب کا سامنا، مال کمانا اور اس کی حفاظت کرنا وغیرہ مزید برآں ہیں۔

علاج:

مال کا اکسیر اور علاج یہ ہے کہ بقدرِ حاجت اپنے پاس رکھا جائے باقی بھلائی کے کاموں میں صرف کر دیا جائے کیونکہ ضرورت سے زائد مال زہرِ قاتل اور سببِ آفت ہے۔

مال خیر اور شر دونوں کا سبب ہے:

جب یہ باتیں ثابت ہو گئیں تو معلوم ہوا کہ مال نہ تو محض خیر ہے اور نہ ہی محض شر، بلکہ وہ ان دونوں باتوں کا سبب ہے یہ بعض اوقات قابلِ تعریف ہوتا ہے اور بعض اوقات قابلِ مذمت، لہٰذا جس شخص نے دنیا سے کفایت سے زائد حصہ لیا گویا اس نے

بے خبری میں اپنی موت کا سامان کرلیا اور چونکہ طبیعتیں ہدایت سے روکنے والی ہیں، شہوات وخواہشات کی طرف مائل رہتی ہیں اور مال ان میں آلے کا کام دیتا ہے تو ایسی صورت میں کفایت سے زائد مال میں شدید خطرات ہیں، اسی سبب سے انبیاءِ کرام علیہم السلام نے مال کے شر سے پناہ مانگی یہاں تک کہ،

﴿78﴾......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ اٰلِ مُحَمَّدٍ کِفَافًا یعنی اے اللہ عزوجل! آلِ محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے رزق کو بقدرِ کفایت کر دے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ ، باب من صفتہ علیہ السلام واخبارہ، الحدیث: ٦٣٠٩، ج٨، ص٨٦، قوت بدلہ"رزق")

﴿79﴾......آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دنیا سے اتنا ہی مانگا جتنا خیرِ محض ہے اور دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا یعنی اے اللہ عزوجل! مجھے مسکینی کی زندگی اور مسکینی کی موت عطا فرما۔''

(جامع الترمذی ، ابواب الزھد، باب ماجاء ان فقراء المھاجرین......الخ، الحدیث: ٢٣٥٢، ص١٨٨٨)

﴿80﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''درہم ودینار کا غلام (یعنی ان سے محبت کرنے والا) تباہ وبرباد ہو ہلاک ہو اور اوندھے منہ گرے اور اگر اسے کوئی کانٹا چبھے تو کبھی نہ نکلے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب المکثرین، الحدیث: ٤١٣٦، ص٢٧٢٩)

جود وسخا کے فضائل

﴿81﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ عزوجل! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما۔ اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل! مال کو روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالیٰ فامامن اعطی......الخ، الحدیث: ١٤٤٢، ص١١٣)

جبکہ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر فرشتہ کہتا ہے کہ جو آج قرض دے گا وہ کل جزاء پائے گا۔'' اور دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ دعا کرتا ہے: ''اے اللہ عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ التطوع ، الحدیث: ٣٣٢٣، ج٥، ص١٤٠)

﴿82﴾......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے

پر فرشتہ کہتا ہے کہ جو آج قرض دے گا وہ کل جزاء پائے گا۔ اور دوسرے دروازے پر فرشتہ دعا کرتا ہے کہ اے **اللہ** عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۸۰۶۰، ج۳، ص۱۷۳)

﴿83﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''خرچ کرمیں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' اور پھر رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے خزانے بھرے ہوئے ہیں دن رات جود و کرم کے ساتھ خرچ کرنے سے ان میں کمی نہیں ہوتی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سے اس نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں برابر خرچ کر رہا ہے مگر اس کے خزانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جبکہ اس کا عرش پانی پر ہے اور میزانِ عدل اس کے دستِ قدرت میں ہے، وہ اسے پست و بلند کرتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۂ ہود (علیہ السلام)، باب قولہ و کان عرشہ علی المآء، الحدیث: ۴۶۸۴، ص۳۸۹)

﴿84﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''اے ابنِ آدم! اگر تو حاجت سے زائد مال خرچ کرے تو یہ بہتر ہے اور اگر اسے روکے رکھے تو یہ برا ہے حالانکہ تجھے بقدرِ کفایت مال پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے زیرِ کفالت لوگوں سے ابتداء کرو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، بیان ان الید العلیاء خیر من ......الخ، الحدیث: ۲۳۸۸، ص۸۴۱)

﴿85﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہمیشہ طلوعِ آفتاب کے وقت سورج کے پہلو میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو نداء دیتے ہیں: ''اے **اللہ** عزوجل! (مال) خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر والزھد......الخ، الحدیث: ۶۸۵، ج۲، ص۳۷، مفھوما)

﴿86﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''ان دونوں فرشتوں کی آواز جن و انس کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگو! اپنے رب عزوجل کی طرف آجاؤ، بے شک جو چیز کم ہو اور کفایت کرے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر غفلت میں ڈال دے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۳۳۱۹، ج۵، ص۱۳۸)

﴿۱﴾ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (پ۱۱، یونس: ۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

﴿۲﴾

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰٓى ۝ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ۝ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ۝

(پ:۳۰،الليل:۱تا۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور رات کی قسم جب چھا جائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کردیں گے۔

﴿87﴾......نبیٔ کریم، رؤوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دوست 3 ہیں (۱) وہ جو کہتا ہے: ''میں تیری قبر تک تیرے ساتھ جاؤں گا۔'' (۲) وہ دوست جو کہتا ہے: ''میں اس وقت تک تیرا رہوں گا جب تک تو خرچ کرتا رہے گا اور جب تو روک لے گا تو تیرا نہ رہوں گا۔'' یہ تیرا مال ہے اور (۳) وہ دوست ہے کہ جو کہتا ہے: ''تو جہاں جائے گا یا جہاں سے آئے گا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔'' یہ تیرا عمل ہے، تو وہ بندہ کہے گا: خدا کی قسم! تو مجھ پر ان تینوں میں سب سے ہلکا تھا۔''

(المستدرك ، كتاب الايمان،الاخلاء ثلاثة،الحديث: ۲۵۶،ج۱،ص۲۵۴،"بتقدمٍ و تأخرٍ")

﴿88﴾......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے دریافت فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک وارث کے مال کے مقابلے میں اپنے مال سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ تو اس کے وارث کا مال ہے۔''

(صحيح البخاری، كتاب الرقاق،باب من قدم من ماله فهو له ، الحديث: ۶۴۴۲،ص۵۴۱)

﴿89﴾......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر دریافت فرمایا: ''اے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ! یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مہمانوں کے لئے تیار کر رہا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ کہیں یہ تمہارے لئے جہنم کا دھواں نہ ہو، خرچ کردو بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! عرش والے سے کمی کا خوف نہ رکھو۔''

(البحر الزخار،بمسند البزار،مسند ابن مسعود،الحديث: ۱۹۷۸،ج۵،ص۳۴۸)

﴿90﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''کیا تم جہنم کی آگ میں بھاپ بلند ہونے سے نہیں ڈرتے۔''

(شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم،الحدیث: ١٣٤٥،ج٢،ص١١٨)

﴿91﴾......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بُخل نہ کیا کرو تاکہ تم سے بھی بُخل نہ کیا جائے۔'' (یعنی اپنا مال ذخیرہ کر کے نہ رکھو اسے لوگوں پر خرچ کرنے سے نہ روکو کہیں تم اس مال کی برکت سے محروم نہ ہوجاؤ۔)

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ ......الخ، الحدیث: ١٤٣٣،ص١١٣)

﴿92﴾......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ! **اللہ** عزوجل سے فقیر ہو کر ملنا غنی ہو کر مت ملنا۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں ایسا کیسے کرسکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تجھے جو رزق ملے اسے مت چھپانا اور تجھ سے کچھ مانگا جائے تو منع نہ کرنا۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں یہ کیسے کرسکتا ہوں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ہی کرو ورنہ جہنم (ٹھکانا ہوگا)۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب القی اللہ فقیراً ولا......الخ،الحدیث:٧٩٥٧،ج٥،ص٤٥٠)

﴿93﴾......حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ ثقل محسوس کیا تو دریافت فرمایا: ''آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید ہم سے کوئی تکلیف پہنچی ہے اس لئے آپ ہم سے ناراض ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں، تم مسلمان مرد کی اچھی بیوی ہو مگر بات یہ ہے کہ میرے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا ہے اور میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ اس کا کیا کروں۔'' بیوی نے کہا: ''اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے، اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر وہ مال ان میں تقسیم کر دیں۔'' تو آپ نے اپنے غلام سے ارشاد فرمایا: ''اے غلام! میری قوم کے لوگوں کو بلا لاؤ۔'' اس دن جو مال تقسیم ہُوا وہ چار لاکھ 4,00,000 درہم تھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ١٩٥،ج١،ص١١٢،بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿94﴾......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نے اپنے دو بندوں پر وسعت فرماتے ہوئے انہیں کثرتِ مال و اولاد سے نوازا، پھر ان میں سے ایک سے ارشاد فرمایا: ''اے فلاں بن فلاں!'' اس نے عرض کی: ''**لَبَّیْکَ رَبِّ وَسَعْدَیْکَ!**'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں نے تجھے کثرتِ مال و اولاد سے نہیں نوازا؟'' اس نے عرض کی: ''کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل!'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''پھر تو نے میری عطا کردہ نعمتوں کے عوض کیا کیا؟'' اس نے عرض کی: ''میں محتاجی کے خوف سے اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو حقیقت جان لیتا تو ہنستا کم اور روتا زیادہ تو ان کے بارے میں جن باتوں سے ڈرتا تھا میں نے وہی آفت ان پر ڈال دی ہے۔''

پھر دوسرے شخص سے ارشاد فرمائے گا: ''اے فلاں بن فلاں!'' وہ عرض کرے گا: ''لَبَّیْکَ اَیْ رَبِّ وَ سَعْدَیْکَ!'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے کثرتِ مال واولاد سے نہیں نوازا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے میرے رب عزوجل!'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''پھر تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے اسے تیری فرمانبرداری میں خرچ کیا اور اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے تیری وسیع عطا، فضل، قدرت اور بے نیازی پر بھروسہ کیا۔'' تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو حقیقت جان لیتا تو ہنستا زیادہ اور روتا کم تو نے ان کے لئے مجھ پر جو بھروسہ کیا تھا میں نے انہیں وہ عطا فرما دیا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۳۸۳، ج۳، ص۲۱۷/۲۱۸)

﴿95﴾...... حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے **400** دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیئے، آپ نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا، تو وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا اور دیکھا کہ انہوں نے ایسی ہی عطا حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی تیار کر رکھی ہے، پھر آپ نے وہ عطا اس غلام کو دے کر حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھی بھیجی اور اسے ان کے ہاں بھی ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دینار تقسیم کر دیئے، جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: ''خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمائیے۔'' آپ کے خرقہ میں دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیئے، پھر وہ غلام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور قصہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶، ج۲۰، ص۳۳، بتغیر)

﴿96﴾...... جب رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرض لاحق ہوا، اس وقت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس **سات دینار** موجود تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو صدقہ کرنے کے لئے دے دیں، پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر غشی طاری ہو جانے کی وجہ سے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس حکم پر عمل کرنا یاد نہ رہا، پھر جب بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کچھ افاقہ محسوس فرماتے انہیں یہی حکم دیتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے وہ درہم حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو دے دیئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جس رات اس دنیا سے آخرت کی طرف تشریف لے گئے اس وقت اُم

المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ نہ تھا، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چراغ کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی کو چراغ لینے کے لئے کسی ام المؤمنین کی طرف بھیجا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۹۰، ج۶، ص۱۹۸، بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿97﴾......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وظیفے کا مال نکال کر اپنی ضروریات میں خرچ کرلیا اور جب آپ کے پاس سات دینار بچ گئے تو آپ نے انہیں بھی نکالنے (یعنی خرچ کرنے) کا حکم دیا، جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میرے خلیل خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وصیت فرمائی ہے: ''جس سونے یا چاندی پر بخل کیا جاتا ہے وہ راہِ خدا عزوجل میں خرچ کئے جانے تک اپنے مالک پر انگارا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی ذر غفاری، الحدیث: ۲۱۵۸۴، ج۸، ص۱۲۵)

﴿98﴾......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے سونے یا چاندی پر بخل کیا اور اسے راہِ خدا عزوجل میں خرچ نہ کیا تو وہ قیامت کے دن ایک ایسا انگارا ہوگا جس کے ساتھ اسے داغا جائے گا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۶۴۱، ج۲، ص۱۵۳)

﴿99﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور اسے میں تیسرے دن کی صبح تک باقی رکھوں اور میرے پاس اس میں سے کچھ رہے مگر وہ چیز جسے میں قرض کے لئے تیار رکھوں۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترہیب فی الانفاق......الخ، الحدیث: ۱۳۸۱، ج۱، ص۴۳۸)

﴿100﴾......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر اُحد پہاڑ آلِ محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کے لئے سونا بن جائے جسے میں **اللہ** عزوجل کی راہ میں خرچ کروں تو مجھے یہ پسند نہیں کہ جس دن میں مروں اس میں سے کچھ چھوڑوں سوائے ان دو دیناروں کے، جو میں قرض (ادا کرنے) کے لئے تیار رکھوں اگر مجھ پر قرض ہو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۲۷۲۴، ج۱، ص۶۴۲)

﴿101﴾......حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکتوب بھیجا: ''اے میرے بھائی! دنیا کا ایسا مال جمع کرنے سے بچتے رہنا جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو کیونکہ میں نے رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: ''**اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مال دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں **اللہ** عزوجل کی اطاعت

کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہوگا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا تو اس کا مال اس سے کہے گا: ''(پل صراط سے) گزر جا، تو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق ادا کر دیا تھا۔'' پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے مال دار کو لایا جائے گا جس نے دنیا میں اللہ عزوجل کی اطاعت نہیں کی تھی، اس کا مال اس کے سامنے رکھا ہوگا جب بھی وہ پل صراط کو پار کرنے لگے گا اس کا مال اس سے کہے گا: ''تُو ہلاک و برباد ہو! تُو نے میرے معاملے میں اللہ عزوجل کا حق کیوں ادا نہ کیا۔'' وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ اپنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں کرنے لگے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب اصحاب الاموال، الحدیث: ۲۰۹۸، ج ۱۰، ص ۱۳۵)

﴿102﴾......حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس عطیہ بھیجا تو انہوں نے اسی وقت وہ سارا مال رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اور دعا مانگی: ''اے اللہ عزوجل! آئندہ سال عمر کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے، آپ نے ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین میں سے سب سے پہلے وصال فرمایا۔''

(الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش، ج ۸، ص ۸۶/۸۷)

﴿103﴾......حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! جس کسی نے درہموں کی عزت کی اللہ عزوجل نے اسے ذلیل کر دیا۔'' (حلیۃ الاولیاء، الحسن البصری، الحدیث: ۱۸۲٤، ج ۲، ص ۱۷۳)

﴿104﴾...... **منقول** ہے کہ جب سب سے پہلے درہم و دینار بنے تو ابلیس نے انہیں اٹھا کر پیشانی تک بلند کیا اور چوم کر کہا: ''جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا حقیقی غلام ہوگا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل......الخ، بیان ذم المال......الخ، ج ۳، ص ۲۸۸)

﴿105﴾......اسی لئے بعض بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ دونوں (یعنی درہم و دینار) منافقین کی لگامیں ہیں جن کے ذریعے انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔'' (المرجع السابق)

﴿106﴾......حضرت سیدنا ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''درہم ایک بچھو ہے، اگر تم اسے تعویذ کے بغیر پکڑو گے تو وہ تمہیں اپنے زہر سے قتل کر دے گا۔'' پوچھا گیا: ''اس کا تعویذ کیا ہے؟'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ یہ ہے کہ تم اسے حلال طریقے سے لو اور حق کی جگہ استعمال کرو۔'' (المرجع السابق)

﴿107﴾......جب حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرض الموت میں ان سے کہا گیا: ''آپ نے اپنے تیرہ بچوں کو حالتِ فقر میں چھوڑ دیا کہ ان کے پاس نہ تو دینار ہیں نہ ہی درہم۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے نہ ان کا حق ان سے روکا اور نہ ہی غیر کا حق انہیں دیا، میری اولاد ان دو قسموں میں سے ایک ہوگی یا تو وہ اللہ عزوجل کی فرمانبردار ہوگی تب تو اللہ

عزوجل انہیں کفایت کرے گا کیونکہ وہ صالحین کا والی ہے یا **اللہ** عزوجل کی نافرمان ہوگی اس صورت میں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس حال میں رہتی ہے۔'' پوچھا گیا: ''انہوں نے اپنا اتنا مال کس کے لئے خرچ کیا، اگر وہ اپنے بیٹے کے لئے جمع کر لیتے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اسے اپنے رب عزوجل کے پاس اپنے لئے ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی اولاد کے لئے اپنے رب عزوجل کو کافی سمجھتا ہوں۔'' (المرجع السابق، ص۲۸۸/۲۸۹)

﴿108﴾ ...... حضرت سیدنا ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل اگلوں پچھلوں نے نہ سنی ہوں گی جو بندے کی موت کے وقت اسے پہنچتی ہیں ایک تو یہ کہ میت کا سارا مال اس سے چھین لیا جاتا ہے دوسری یہ کہ اس سے سارے مال کا حساب لیا جاتا ہے۔'' (المرجع السابق، ص۲۸۹)

کبیرہ نمبر 129: قرض خواہ کا مقروض کو بلا وجہ تنگ کرنا

یعنی قرض خواہ کا تنگدست مقروض کی تنگدستی کو جاننے کے باوجود حرص کے سبب اس کے پیچھے پڑے رہنا یا اسے قید کرا دینا

﴿1﴾ ...... حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مسجد تشریف لائے تو اس طرح ارشاد فرمایا، پھر ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمین کی طرف اشارہ کیا: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کے قرض میں کمی کر دی **اللہ** عزوجل اسے جہنم کی تپش سے بچائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۰۱۷، ج۱، ص۷۰۰، ''بتقدمٍ و تأخرٍ)

﴿2﴾ ...... مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ ارشاد فرماتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے: ''تم میں سے کسے یہ بات پسند ہے کہ **اللہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے بچائے؟'' ہم نے عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے کہ **اللہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے بچائے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے **اللہ** عزوجل اسے جہنم کی گرمی سے محفوظ فرمائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۰۱۷، ج۱، ص۷۰۰)

﴿3﴾ ...... محبوبِ رَبُّ العزت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے مقروض کی پریشانی دور کرے یا اس کا قرض معاف کر دے وہ قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۶۲۲، ج۸، ص۳۶۷)

تنگدست کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دینے کی فضیلت

قرض خواہ اگر تنگدست کو مہلت دے تو اس کے لئے عرش کے سائے میں جگہ پانے کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:۔

﴿4﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر،الحدیث: ۱۳۰۶،ص۱۷۸۳)

﴿5﴾......شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا **اللہ** عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب فیمن فرج عن ......الخ، الحدیث:۶۶۶۹،ج۴،ص۲۴۱)

﴿6﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے عرش کے سائے میں جگہ پانے والا سب سے پہلا شخص وہ ہوگا جو تنگدست کو اتنی مہلت دے کہ وہ قرض اُتارنے کے قابل ہو جائے یا اپنا مطلوبہ قرض اس پر صدقہ کر کے کہہ دے: ''میرا تجھ پر جتنا قرض ہے وہ **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ ہے اور قرض کی رسید پھاڑ ڈالے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۶۶۷۰،ج۴،ص۲۴۱)

﴿7﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کی **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے پل صراط پر نور کی ایسی دو شاخیں بنا دے گا جن سے اتنے عالم روشن ہوں گے جنہیں **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۴۵۰۴،ج۳،ص۲۵۴)

﴿8﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور پریشانی دور ہو اسے چاہئے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عمر، الحدیث: ۴۷۴۹،ج۲،ص۲۴۸)

﴿9﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کی دنیوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی **اللہ** عزوجل اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو شخص تنگدست کو دنیا میں سہولت فراہم کرے گا **اللہ** عزوجل اسے دنیا اور آخرت میں آسانی عطا فرمائے گا، جو کسی مسلمان کی دنیا

میں پردہ پوشی کرے گا **اللہ** عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور **اللہ** عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی ......الخ،الحدیث: ٦٨٥٣،ص١١٤٧)

﴿10﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے مہلت ختم ہونے تک روزانہ اتنی ہی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہے اور قرض کی وصولی کے دن بھی اگر مزید مہلت دے دی تو اسے روزانہ اتنی ہی رقم دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔''

(المستدرك، کتاب البیوع، باب من انظر معسراً......الخ،الحدیث: ٢٢٧٢،ج٢،ص٣٢٧)

﴿11﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ بات پسند ہو کہ **اللہ** عزوجل اسے قیامت کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اسے چاہئے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے یا اس کے قرض میں کمی کردے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر والتجاوز......الخ،الحدیث: ٤٠٠٠،ص٩٥٠)

﴿12﴾......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم سے پچھلی قوموں میں سے ایک شخص کے پاس فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے کہا: ''کیا تم نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟'' اس نے کہا ''میں نہیں جانتا۔'' اس سے کہا گیا: ''سوچ لو (شاید یاد آجائے)۔'' تو اس نے کہا: ''میں اور تو کچھ نہیں جانتا مگر میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تو خوشحال کو مہلت دیتا اور تنگدست سے چشم پوشی کیا کرتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل نے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث حذیفہ بن الیمان، الحدیث: ٢٣٤١٣،ج٩،ص٩٨)

﴿13﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خدام کو حکم دے رکھا تھا کہ خوشحال افراد کو مہلت دیا کرو اور تنگدستوں سے درگزر کیا کرو تو **اللہ** عزوجل نے بھی اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اس سے چشم پوشی کرو۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر......الخ،الحدیث: ٣٩٩٣،ص٩٤٩)

﴿14﴾......شاہِ ابرار، غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے بندے کو لایا جائے گا جسے **اللہ** عزوجل نے مال عطا فرمایا تھا، تو **اللہ** عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے دنیا میں کیا عمل کئے؟'' پھر راوی نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا (پ٥،النساء،٤٢) ترجمۂ کنز الایمان: اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

بندہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تھا میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور درگزر کرنا

میری عادت تھی، لہٰذا میں فراخ دست کو آسانی فراہم کرتا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میں تجھ سے زیادہ اپنے بندے سے چشم پوشی کرنے کا حق رکھتا ہوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر......الخ،الحدیث:۳۹۹۶،ص۹۴۹)

﴿15﴾......ایک دوسری روایت میں ہے: ''وہ اپنے خادم سے کہا کرتا تھا: ''جب تیرے پاس کوئی تنگدست آئے تو اس سے چشم پوشی کیا کر شاید **اللہ** عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔'' پھر جب وہ **اللہ** عزوجل سے ملا تو **اللہ** عزوجل نے اس سے چشم پوشی فرمائی۔'' (صحیح البخاری، کتب احادیث الانبیاء،باب حدیث الغار،الحدیث: ۳۴۸۰،ص۲۸۴)

﴿16﴾......نسائی شریف کی روایت میں ہے: ''جب میں اپنے خادم کو قرض وصول کرنے کے لئے بھیجتا تو اسے کہتا: ''جو خوشحال ہو اس سے لے لو اور جو تنگدست ہو اسے چھوڑ دو اور چشم پوشی کرو شاید **اللہ** عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔'' تو **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''میں نے بھی تجھ سے چشم پوشی کی۔''

(سنن النسائی ، کتاب البیوع،باب حسن المعاملۃ و الرفق......الخ،الحدیث: ۴۶۹۸،ص۲۳۹۱)

تنبیہ:

میں نے جو بات ذکر کی کہ قرض خواہ کا اپنے مقروض سے مذکورہ سلوک کرنا کبیرہ گناہ ہے تو یہ بات بالکل ظاہر ہے اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح نہیں کی مگر یہ عمل مسلمان کو ایسی سخت ایذاء پہنچانے میں داخل ہے جس کی عموماً وہ طاقت نہیں رکھتا اور پہلی دو حدیثوں کے مفہوم یعنی ''جو اپنے تنگدست مقروض کو مہلت نہ دے وہ جہنم کی گرمی سے نہ بچایا جائے گا۔'' میں سخت وعید ہے اور اس سے اس عمل کو کبیرہ گناہ شمار کرنا مؤکد ہو جاتا ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر130:

صدقہ میں خیانت کرنا

﴿1﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں پھر وہ ہم سے ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی شئے چھپائے تو یہ وہ خیانت ہوگی جسے وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔'' ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری ذمہ داری مجھ سے لے لیجئے۔'' سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی ''میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلَّم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔'' شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم تم میں سے جسے کسی کام پر عامل بنائیں اور وہ قلیل و کثیر لے آئے پھر اسے جو کچھ دیا جائے لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز آجائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ ، باب تحریم ھدایا العمال،الحدیث:۴۷۴۳،ص۱۰۰۷)

﴿2﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ولید! **اللہ** عزوجل سے ڈرو، قیامت کے دن اس طرح مت آنا کہ تم نے ایک بلبلاتا ہوا اونٹ، ڈکراتی ہوئی گائے یا ممناتی ہوئی بکری اٹھا رکھی ہو۔'' انہوں نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کیا ایسا بھی ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے!'' انہوں نے عرض کی، ''(مجھے بھی) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں کبھی بھی کسی چیز پر عامل نہیں بنوں گا۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الزکاۃ،باب غلول الصدقۃ،الحدیث: ۷۶۶۳،ج۴،ص۲۶۷)

﴿3﴾......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''عنقریب تم پر مشرق ومغرب کی زمینوں کے دروازے کھل جائیں گے لیکن ان کے عمال (یعنی حکمران) جہنمی ہوں گے سوائے اس کے جو **اللہ** عزوجل سے ڈرے اور امانت ادا کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، أحادیث رجال من اصحاب النبی، الحدیث: ۲۳۱۷۰،ج۹ص۴۴)

﴿4﴾......حضرت سیدنا ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ بقیعِ غرقد میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ''تجھ پر افسوس، تجھ پر افسوس۔'' کہتے ہوئے سنا، میں پیچھے ہٹ گیا اور سمجھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ مجھ سے فرمایا ہے، لیکن آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا ہوا، چلو!'' میں نے عرض کی، ''کیا میں نے کوئی نیا کام کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کی ''پھر آپ نے مجھ پر افسوس کیوں کیا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم پر سے نہیں کیا، بلکہ یہ فلاں شخص ہے جسے میں نے بنی فلاں پر صدقہ لینے کے لئے عامل بنا کر بھیجا پھر اس نے ایک دھاری دار اونی چادر میں خیانت کی تو اسے اتنی ہی مقدار میں جہنم کی زرہ پہنا دی گئی۔'' (سنن النسائی، کتاب الامامۃ،باب الاسرع الی......الخ،الحدیث:۸۶۳،ص۲۱۴۲)

﴿5﴾......نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ کے مال میں ظلم کرنے والا صدقہ روک لینے والے کی طرح ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء فی المتعدی فی الصدقۃ ،الحدیث: ۶۴۶،ص۱۷۱۰)

سیدنا امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''جس طرح صدقہ روکنے والا گنہگار ہے اسی طرح یہ بھی گنہگار ہے۔''

﴿6﴾......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں تمہیں پشتوں سے پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں

کہ جہنم سے دور ہٹو، جہنم سے بچو، جہنم سے دور ہو جاؤ اور تم ہو کہ مجھ پر غالب آجاتے ہو اور پتنگوں یا ٹڈیوں کی طرح (اس میں) گرنے لگتے ہو، قریب ہے کہ میں تمہاری پشتوں کو چھوڑ دوں، اور میں حوضِ (کوثر) پر تمہارے لئے فَـرَط ہوں (فَرَط اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں سے پہلے منزل پر پہنچ کر ان کے لئے آرام وغیرہ کا اہتمام کرے[1]) تم میرے پاس اکٹھے اور ایک ایک کر کے آؤ گے اور میں تمہیں تمہارے چہروں اور ناموں سے پہچان لوں گا جیسا کہ آدمی اپنے اونٹوں میں اجنبی اونٹ پہچان لیتا ہے، تمہیں بائیں ہاتھ والوں میں بھیجا جائے گا اور میں تمہارے لئے رب عزوجل کی بارگاہ میں قسم کھاؤں گا اور کہوں گا: ''اے میرے رب عزوجل! میری قوم! اے میرے رب عزوجل! میری اُمت!'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ یہ تمہارے بعد پچھلے پاؤں لوٹ گئے تھے۔'' لہٰذا تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اس نے ایک بکری اٹھائی ہوئی ہو اور وہ منمنا رہی ہو اور پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، یقیناً میں نے تمہیں پیغامِ خدا عزوجل پہنچا دیا تھا۔''

اور تم میں سے کوئی ایسا بھی نہ ہو کہ وہ قیامت کے دن ایک گھوڑا اٹھائے ہوئے آئے جو آواز نکال رہا ہو پس وہ پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، بے شک میں نے تمہیں پیغامِ خدا پہنچا دیا تھا۔'' اور تم میں سے کوئی ایسا بھی نہ ہو کہ وہ قیامت کے دن چمڑے کا مشک اٹھائے ہوئے ہو وہ پکارے: ''اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)! اے محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)!'' تو میں کہوں: ''میں تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، بے شک میں نے تمہیں اللہ عزوجل کا پیغام پہنچا دیا تھا۔''

(الترغیب والترھیب، الترغیب فی العمل علی الصدقۃ، الحدیث: ۱۱۷۵، ج۲ ۱، ص۳۷۸)

---

[1] حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن لفظ فرط کی تشریح وتحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: فرط بمعنی فارط ہے جیسے تبع بمعنی تابع، فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آکر ہر طرح آرام پائے، مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت، تمہاری نجات، تمہاری ہر طرح کارسازی (یعنی مدد) کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہوگا وہ میرے پاس میری حفاظت، میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے، بھرے گھر میں۔ (اشعۃ اللمعات) مومن مرتے ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کا واقعہ ہوا، اور بہت مرنے والوں سے (نزع کے وقت) سنا گیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے، خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی ''فرط'' فرمایا گیا ہے مگر وہ ''فرط ناقص'' ہیں۔ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) ''فرط کامل''، یعنی ہر طرح کے منتظم نیز ''اَیْدِیْکُمْ'' میں خطاب ساری امت میں ہے نہ کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۸، ص۲۸۶)

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبائر میں شمار کرنا ظاہر ہے، اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کی تصریح نہیں کی کیونکہ ان کی کئی مقامات میں وضاحت ہے اور تحقیق انہوں نے مطلق خیانت کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور وہ ان کو اور ان کے علاوہ گناہوں کو بھی شامل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 131:

بھتہ وصول کرنا

یعنی ایسا ٹیکس جمع کرنا اور اس کے متعلقات میں سے کوئی چیز مثلاً اس کی دستاویز وغیرہ لکھنا جب کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت مقصود نہ ہو کہ آسانی کی صورت میں وہ ٹیکس واپس لوٹا دیا جائے۔

یہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمان میں داخل ہے:

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَیَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ۝ (پ۲۵،الشوریٰ:۴۲)

ترجمۂ کنز الایمان: مؤاخذہ تو اُنہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

بھتہ لینا اپنی دیگر تمام انواع مثلاً ٹیکس جمع کرنے والے، دستاویز تیار کرنے والے، گواہ، (دراہم ودنانیر کا) وزن کرنے والے اور (اجناس) ناپنے والے کے ساتھ ظلم کے بُرے ذرائع میں سے ہے، بلکہ یہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کیونکہ یہ ایسی چیز لیتے ہیں جس کے مستحق نہیں اور ایسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو اس کے حق دار نہیں اسی لئے ایسا ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اس کا گوشت حرام سے نشوونما پاتا ہے، اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے ظلم کا طوق اپنے گلے میں پہنتے ہیں، قیامت کے دن یہ ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کہاں سے کریں گے، لہٰذا اگر ان کے پاس کچھ نیکیاں ہوں گی تو مظلوم لوگ ان کی نیکیاں لے لیں گے۔

مفلس کون؟

﴿1﴾......اس بات کا ثبوت حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اس حدیثِ پاک سے ہوتا ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے استفسار فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام

علیہم الرضوان نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی مال ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ اور روزے لے کر حاضر ہوگا اور اس نے اِس کو گالی دی ہوگی اور اِس کا مال چھینا ہوگا تو یہ اُس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں لے لے گا اسی طرح وہ بھی اِس کی نیکیاں لے لے گا، اگر پورا حق ادا کرنے سے پہلے اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو یہ شخص ان لوگوں کے گناہ اپنے سر لے لے گا، پھر اسے اوندھے منہ جہنم میں گرا دیا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر و صلة ، باب تحریم الظلم،الحدیث: ٦٥٧٩،ص ١١٢٩)

﴿2﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ساعت مقرر کر رکھی تھی جس میں وہ اپنے اہل خانہ کو بیدار کر کے ارشاد فرماتے تھے: ''اے آلِ داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں **اللہ** عزوجل جادوگر اور (ناحق) عشر وصول کرنے والے کے علاوہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ١٦٢٨١،ج٥،ص ٤٩٢)

﴿3﴾......حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الخراج والفیئ ......الخ، باب فی السعایة علی الصدقة ، الحدیث: ٢٩٣٧،ص ١٤٤٢)

حدیثِ پاک کا مفہوم:

☆......حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس سے مراد (ناجائز طور پر) عشر وصول کرنے والا ہے۔''

☆......حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ٹیکس لینے والے سے مراد یہ ہے کہ جب تاجر اس کے پاس سے گزریں تو وہ عشر کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کرے۔''

☆......حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''آج کل یہ لوگ عشر کے نام پر ٹیکس لینے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں جسے کسی نام سے وصول نہیں کیا جاتا بلکہ وہ حرام طریقے سے اسے حاصل کر کے اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، ان کی دلیل ان کے رب عزوجل کے ہاں مقبول نہ ہوگی اور ان پر غضب اور دردناک عذاب ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات،الترغیب فی العمل علی الصدقة بالتقوی،تحت الحدیث:١١٧٨،ج١،ص ٣٨٠)

سیدنا سراج بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کہ

''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لینے والا بھی کرتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہٖ بالزنیٰ، الحدیث: ۴۴۳۲، ص۹۷۸)

(یعنی سیدنا سراج بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکورہ حدیث پاک) کے بارے میں سوال ہوا کہ اس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اشیاء پر مرتب ہوتا ہے یا کوئی اور ٹیکس مراد ہے؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''ٹیکس لینے والے کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو اس ٹیکس وصول کرنے کے کام کا آغاز کرے اور اس کا اطلاق ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو اُس کے گھٹیا طریقہ پر چلیں اور ظاہر یہی ہے کہ رسول اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مراد وہ ٹیکس لینے والا ہے جس کا گناہ عظیم ہو اور اسے **صاحبِ مکس** بھی کہتے ہیں، نیز اس سے مراد اس کے طریقے پر چلنے والے لوگ بھی ہو سکتے ہیں، اس حدیثِ پاک سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سب سے پہلے ٹیکس لینے والے کی توبہ مقبول ہے اور جو شخص برا طریقہ رائج کرے اسے اس کا گناہ اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ اسی صورت میں ہوگا جبکہ وہ توبہ نہ کرے اور جب وہ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ مقبول ہوگی اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ اس پر نہ ہوگا۔''

﴿4﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلاب بن اُمیہ کے پاس سے گزرے، وہ بصرہ میں ایک ٹیکس وصول کرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان سے پوچھا: ''آپ کو یہاں کس نے بٹھایا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''زیاد نے مجھے اس جگہ کا عامل مقرر کیا ہے۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی حدیث پاک نہ سناؤں؟'' انہوں نے عرض کی، ''کیوں نہیں! ضرور سنایئے۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ وہ ایک مخصوص ساعت میں اپنے گھر والوں کو بیدار کر کے ارشاد فرماتے: ''اے آلِ داؤد! اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ وہ ساعت ہے جس میں **اللہ** عزوجل ساحر اور عشر وصول کرنے والے کے علاوہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔'' یہ سن کر کلاب بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر سوار ہو کر زیاد کے پاس آئے اور استعفیٰ پیش کیا جو اس نے قبول کرلیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۶۲۸۱، ج۵، ص۴۹۲)

﴿5﴾......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ایک منادی نداء دیتا ہے: ''ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا جسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ جس سے تنگی دور کی جائے؟'' تو جو مسلمان بھی دعا مانگتا ہے **اللہ** عزوجل اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے مگر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی زانیہ عورت اور ٹیکس وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۳۹۱، ج۹، ص۵۹)

﴿6﴾......حضرت سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن، سِرَاجُ السَّالِکِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل اپنی رحمت اور فضل وجود کے ذریعے مخلوق کو اپنا قرب بخشتا ہے، پھر اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمانے والی اور ٹیکس وصول کرنے والے کے علاوہ ہر بخشش چاہنے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۳۷۱، ج۹، ص۵۴)

﴿7﴾......سیدنا ابو الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امیرِ مصر مسلمہ بن مخلد نے حضرت سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹیکس وصول کرنے کا والی بننے کی پیش کش کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ٹیکس لینے والا جہنم میں ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رویفع بن ثابت، الحدیث: ۱۶۹۹۸، ج۶، ص۴۹)

﴿8﴾......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ لیہ وآلہ وسلَّم صحراء میں تھے کہ کسی نے پکارا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم متوجہ ہوئے لیکن کوئی نظر نہ آیا، پھر توجہ فرمائی تو ایک ہرنی کو جال میں بندھا ہوا پایا اس نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے قریب تشریف لائیے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے قریب ہو گئے اور دریافت فرمایا: ''تجھے کیا حاجت ہے؟'' اس نے عرض کی ''اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے آزاد فرمادیں تاکہ میں انہیں دودھ پلا کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لوٹ آؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم ایسا ہی کرو گی؟'' اس نے عرض کی ''اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ عزوجل مجھے وہی عذاب دے جو عشر (یعنی 10% ٹیکس) لینے والوں کو دے گا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے آزاد کر دیا، وہ چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر لوٹ آئی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے دوبارہ باندھ دیا، اعرابی یہ دیکھ کر بڑا متاثر ہوا اور عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کوئی حاجت ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اسے آزاد کر دو'' تو اس نے ہرنی کو آزاد کر دیا اور وہ دوڑ کر جاتے ہوئے پڑھ رہی تھی: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۶۳، ج۲۳، ص۳۳۱)

بدترین شخص کون؟

﴿9﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بُرے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو اکیلا کھائے اور اپنے مہمانوں کو کھانے سے روک دے اور تنہا سفر کرے اور اپنے غلام کو مارے۔ کیا میں تمہیں اس

سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو لوگوں سے بُغض رکھے اور لوگ اس سے بُغض رکھیں۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جس کے شر سے ڈرا جائے اور اس سے بھلائی کی امید نہ ہو۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت بیچ دے۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو دین کے ذریعے دنیا کھائے۔'' (کنزالعمال، کتاب المواعظ......الخ، قسم الاقوال،الحدیث: ۴۴۰۳۸، ج۱۶، ص۴۰)

﴿10﴾......اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''**منصب چاہنے والوں کے لئے ہلاکت ہے، ذمہ داروں کے لئے ہلاکت ہے،** قیامت کے دن کچھ قومیں ضرور تمنا کریں گی کہ ان کی پیشانیوں کے بال ثریا ستاروں سے لٹکے ہوتے اور وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکے ہوتے اور **کسی چیز کے ذمہ دار نہ بنتے۔**''

(المسندللامام احمد بن حنبل،مسند ابوهريره ، الحديث: ۸۶۳۵،ج۳،ص۲۶۷)

﴿11﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اُمراء کے لئے ہلاکت ہے، منصب چاہنے والوں کے لئے ہلاکت ہے، قیامت کے دن کچھ قومیں ضرور یہ تمنا کریں گی کہ ان کی پیشانیاں ثریا ستارے سے معلق ہوتیں اور وہ زمین وآسمان کے درمیان لٹک رہے ہوتے اور انہیں کسی کام کا والی نہ بنایا جاتا۔''

(المستدرك، كتاب الاحكام،باب قاضيان فى النار وقاض......الخ،الحديث: ۷۰۹۹،ج۵،ص۱۲۳)

﴿12﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جہنم میں ایک پتھر ہے جسے **وَیْل** کہا جاتا ہے، منصب کے طلب گار لوگ اس پر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے۔''

(الترغيب والترهيب ، كتاب الصدقات،باب الترغيب فى العمل على الصدقة ......الخ،الحديث:۱۱۸۵،ج۱،ص۳۸۲)

﴿13﴾......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر یہ رئیس نہیں تھا تو سعادت مند ہے۔''

(مسند ابى يعلى الموصلى، الحديث: ۳۹۲۶،ج۳،ص۳۵۸)

﴿14﴾......حضرت سیدنا مِقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھوں پر دستِ مبارک مار کر ارشاد فرمایا: ''اے **قُدَیْم**! اگر تم اَمیر، کاتب اور نگران نہ بنو تو فلاح پا جاؤ گے۔'' (سنن ابى داؤد ، كتاب الخراج، باب فى العرافة ،الحديث: ۲۹۳۳،ص۱۴۴۲)

﴿15﴾......سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راوی کا نام ذکر کئے بغیر روایت کیا ہے کہ میرے دادا جان نے سرکارِ والاتبار، ہم

بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! بنی تمیم کا ایک شخص میرا سارا مال لے گیا۔'' توشفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں اپنی قوم کا امیر بنا دیا جائے؟'' یا یہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری قوم کا سردار نہ بنا دوں؟'' میں نے عرض کی، ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سردار کو تو سختی سے جہنم میں پھینکا جائے گا۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ٦٤٦، ج ٢٢،ص ٢٤٨)

﴿16﴾......ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ ''ایک قوم کسی گھاٹ پر رہتی تھی، جب انہیں اسلام کی دعوت پہنچی تو پانی کے مالک نے اپنی قوم کو اس شرط پر 100 اونٹ دیئے کہ وہ اسلام لے آئیں، پس وہ قوم مسلمان ہوگئی اور انہوں نے وہ اونٹ آپس میں تقسیم بھی کر لئے، پھر اسے وہ اونٹ واپس لینے کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے کو رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں بھیجا، اور پھر یہی حدیث ذکر کی جس کے آخر میں یوں ہے کہ اس کے بیٹے نے عرض کی، ''میرے والد عمر رسیدہ اور ضعیف ہو چکے ہیں اور وہ پانی کے نگہبان ہیں اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے بعد یہ سرداری مجھے حاصل ہو جائے۔'' تو سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منصب داری حق ہے اور لوگوں کے لئے اس کے بغیر چارہ بھی نہیں، لیکن (بہت سے) منصب دار جہنم میں ہوں گے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی العرافة ،الحدیث: ٢٩٣٤،ص ١٤٤٢)

﴿17﴾......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم پر ایسے بدبخت اُمراء ضرور مسلّط ہوں گے جو بدترین لوگوں کو اپنی قربت دیں گے اور نماز ان کے اوقات سے مؤخر کریں گے، لہٰذا تم میں سے جو شخص ایسے زمانہ کو پائے وہ ہرگز نہ نگران بنے، نہ سپاہی، نہ ٹیکس وصول کرے اور نہ ہی خزانچی بنے۔''

(الترغیب و الترھیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی العمل......الخ، الحدیث: ١٩٠، ج ١،ص ٣٨٣)

﴿18﴾......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو گوشت حرام سے پلا بڑھا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے اور ٹیکس وصول کرنا حرام کمائی کا بدترین ذریعہ ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الخلافة ،باب فیمن یصدق الامراء بکذبھم ، الحدیث: ٩٢٦٣، ج ٥،ص ٤٤٥)

﴿19﴾......سیدنا واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان:

لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ (پ ٧، المائدۃ: ١٠٠) ترجمۂ کنز الایمان: کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری تجارت کا ذریعہ شراب کی خرید وفروخت تھا اور میں نے اس سے بہت سا مال جمع کر رکھا ہے اب اگر میں اس مال کو **اللہ** عزوجل کی اطاعت میں خرچ کروں تو کیا مجھے اس سے نفع ہوگا؟'' نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''اگر تم یہ مال حج، جہاد یا صدقے میں خرچ کرو تب بھی **اللہ** عزوجل کے نزدیک اس کی حیثیت مچھر کے پر جتنی بھی نہ ہوگی، **اللہ** عزوجل صرف پاکیزہ صدقات ہی قبول فرماتا ہے۔'' تو **اللہ** عزوجل نے اپنے حبیب، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے فرمان کی تصدیق کے لئے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ (پ۷، المائدہ:۱۰۰) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں۔

(تفسیر زادالمسیر، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ(قل لایستوی الخبیث) الجزء۲، ص۲۷۰)

سیدنا حسن اور سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''اس سے مراد حلال اور حرام ہیں۔''

﴿20﴾......جس عورت نے رجم کے ذریعے پاکیزگی چاہی تھی اس کے بارے میں مروی حدیثِ پاک میں یہ الفاظ ہیں: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس لینے والا بھی کرتا تو اس کی مغفرت کردی جاتی۔'' یا یہ: ''اس کی توبہ قبول ہوجاتی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب المرأۃ التی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ......الخ، الحدیث:۴۴۴۲، ص۱۵۴۸، بدون ''لقلبت منہ'')

﴿21﴾......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''6 چیزیں عمل کو برباد کر دیتی ہیں: (۱) لوگوں کے عیوب میں مشغول ہونا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیاء کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) بہت زیادہ ظلم۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقائق، قسم الاقوال، فصل سادس فی الترہیب السداسی، الحدیث: ۴۴۰۱۶، ج۱۶، ص۳۶)

﴿22﴾......رسول اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''نیکی پرانی نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جا سکتا، دین دار کبھی نہ مرے گا، جو چاہو کرو تم جیسا کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے۔''

(فردوس الاخبار، باب الیاء، الحدیث: ۲۰۲۴، ج۱، ص۲۸۲)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے، ٹیکس لینے والے اور ان کے تمام معاونین اس وعید میں داخل ہیں اور میں نے عنوان میں ٹیکس لکھنے والے کا جو تذکرہ کیا یہ وہی قول ہے جس پر سیدنا ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ دیا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کیونکہ ظاہری طور پر بالفرض اگر وہ ٹیکس لینے کے لئے حاضر نہ ہو بلکہ جو

چیز لی اور دی جاتی ہے صرف اس پر قبضہ کرنے کی خاطر آئے تو (وعید کے لئے یہی) کافی ہے اور اگر بادشاہ نے اس کے لئے بیت المال میں سے کچھ حصہ حاضری کی شرط پر مقرر کیا پس وہ لینے کے ارادے سے حاضر ہو گیا تو جائز ہے، پھر میں نے سیدنا ابن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو دیکھا اور اس میں یہ تصریح پائی کہ لوٹانے کے ارادے سے اُجرت کا لینا جائز ہے، اس لئے جب آپ سے ٹیکس لینے کے لئے آنے والے کے بارے میں اور ظالموں کے مال لینے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ٹیکس لینے حاضر ہونے والے کا ارادہ مالکوں کے مال کی حفاظت ہوتا کہ کسی عادل کے والی بننے یا بادشاہ کے عدل کی طرف لوٹنے کی صورت میں وہ اپنے مال کی طرف رجوع کر سکیں تو جائز ہے اور اگر انہوں نے ظلم کا قصد کیا تو جائز نہیں، اور مالکوں کو لوٹانے کے ارادے سے اُجرت لینا جائز ہے مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ ان کی نیتوں پر مطلع نہیں۔

یاد رہے کہ بعض فاسق تاجر یہ گمان کرتے ہیں: ''**ان سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اگر وہ زکوٰۃ کی نیت کر لیں گے تو ان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔**'' ان کا یہ گمان سراسر غلط ہے اور شافعی مذہب میں اس کی کوئی سند نہیں، کیونکہ ٹیکس لینے والوں کو حاکم نے ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر نہیں کیا جن پر زکوٰۃ واجب ہے بلکہ اس نے تو ان پر ان کے مال میں سے دسواں حصہ وصول کرنے پر مقرر کیا ہے خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو کم ہو یا زیادہ، اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا نہ ہو اور اس کا گمان یہ ہو کہ اس نے یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ وہ یہ مال لے کر مسلمانوں کی مصلحت کے لئے اپنے لشکر پر خرچ کرے گا تو پھر بھی یہ مفید نہیں کیونکہ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں تو یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بیت المال میں کچھ نہ ہو۔

اگر حاکم اَغنیاء کے مال سے ٹیکس وصول کرنے پر مجبور کرے تب بھی زکوٰۃ ساقط نہ ہو گی کیونکہ اس نے یہ مال زکوٰۃ کے نام پر وصول نہیں کیا، مجھے بعض تاجروں نے بتایا کہ جب وہ ٹیکس وصول کرنے والے کو ٹیکس دیتے ہیں تو زکوٰۃ کی نیت کر لیتے ہیں اس طرح ٹیکس لینے والا زکوٰۃ کا مالک ہو جاتا ہے اور دوسروں کو یہ مال دے کر اپنا مال ضائع کر لیتا ہے، مگر ان کا یہ فعل کچھ نفع مند نہیں اس لئے کہ ٹیکس وصول کرنے والا اور اس کے معاونین زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے کیونکہ ان میں سے ہر شخص کمانے پر قدرت رکھتا ہے، وہ ہٹے کٹے ہوتے ہیں، اگر وہ اپنی اس قوت کو کسبِ حلال میں صرف کریں تو اس برے اور قبیح کام سے بے پرواہ ہو جائیں، پس جس کا حال ایسا ہو وہ زکوٰۃ کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن تاجروں کو مال کی محبت نے حق کی پہچان سے اندھا کر دیا اور انہیں شیطان اور اس کے سبز باغات نے مفید دینی باتیں سننے سے بہرہ کر دیا ہے کہ ان سے یہ مال ظلم کے طور پر لیا جا رہا ہے، پھر ایسی صورت میں وہ زکوٰۃ کیسے نکال سکتے ہیں؟ وہ یہ نہیں جانتے کہ **اللہ** عزوجل نے ان پر زکوٰۃ واجب کی ہے اور وہ اس

سے اسی صورت میں بریُ الذمہ ہو سکتے ہیں جب اسے جائز اور مروَّجہ طریقے سے ادا کریں اور ان پر جو ظلم ہوا تو ان کے لئے کیسے اس کے عوض نیکیاں لکھی جائیں اور ان کے درجات بلند ہوں (جبکہ انہوں نے زکوٰۃ ان کے حق داروں کو ادا ہی نہیں کی)۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ٹیکس لینے والوں کو چور اور ڈاکو بلکہ ان سے بھی بدتر قرار دیا ہے، لہٰذا اگر تم سے کوئی ڈاکو مال چھین لے اور تم زکوٰۃ کی نیت کر لو تو کیا تمہیں کوئی نفع ہوگا؟ تو جس طرح وہ نیت تمہیں نفع نہ دے گی اسی طرح یہ نیت بھی مفید نہیں اور تمہیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا، لہٰذا اس سے بچتے رہو۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ان جاہلوں کا خوب تعاقب فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں: ''ٹیکس لینے والوں کو زکوٰۃ کی نیت سے مال دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔'' اور انہوں نے کہا ہے: ''اس بات کا قائل جاہل ہے اس کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ ہی اس پر اعتماد کیا جائے۔'' لہٰذا اس پر غور کرو اور عمل کرو اگر **اللہ** عزوجل نے چاہا تو غنیمت پاؤ گے۔

کبیرہ نمبر 132:

غنی کا سوال کرنا

یعنی غنی کا لالچ یا مال میں اضافہ کی خاطر مال یا صدقے کا سوال کرنا۔

﴿1﴾......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو فقر کے بغیر سوال کرے گویا وہ انگارا کھا رہا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:١٧٥١٦، ج٦، ص١٦٢)

﴿2﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حاجت کے بغیر لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ منہ میں انگارے ڈالنے والے کی طرح ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسئلۃ، الحدیث: ٣٥١٧، ج٣، ص٢٧١)

﴿3﴾......حضرت حبش بن جنادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو وقوفِ عرفات کے دوران سنا کہ ایک اعرابی نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی چادر مبارک کا دامن تھام کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے سوال کیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے عطا فرمایا اور وہ چلا گیا، پس اس وقت سے سوال کرنا حرام ہوا اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی غنی اور تندرست وتوانا کے لئے سوال کرنا جائز نہیں البتہ ذلت آمیز فقر اور مت مار دینے والے قرضے میں مبتلا شخص کے لئے جائز ہے اور جو شخص اپنے مال میں اضافہ کرنے کے لئے

لوگوں سے سوال کرے گا تو قیامت کے دن اس کے چہرے پرخراش ہوگی اور دہکتے ہوئے پتھر ہوں گے جنہیں وہ جہنم میں کھائے گا اب جو چاہے اس میں کمی کرے اور جو چاہے اضافہ کرے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة ،الحديث: ٦٥٣،ص ١٧١٠)

﴿4﴾......حضرت رزین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''میں کسی شخص کو عطیہ دیتا ہوں تو وہ اسے اپنی بغل میں دبا کر لے جاتا ہے حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! جب وہ آگ ہوتی ہے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کسی کو کیوں عطا فرماتے ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل میرے لئے بخل کو ناپسند فرماتا ہے اور لوگ میرے سوا کسی سے سوال کرنا ناپسند کرتے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''وہ غنا کون سی ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صبح وشام کے کھانے جتنی مقدار۔''

(الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات،الترهيب من المسألة وتحريمها......الخ،الحديث:١٢٠٢،ج١،ص٣٨٦)

﴿5﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شخص غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے گا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال اس کے چہرے پرخراش ہوگا۔'' عرض کی گئی: ''غنا کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پچاس (50) درہم یا اس کی قیمت کا سونا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة ،الحديث: ٦٥٠،ص ١٧١٠)

﴿6﴾......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مجھے اس بات کی ضمانت دے دے کہ کسی سے کچھ نہ مانگے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب الزكاة، باب كراهية المسئلة ، الحديث:١٦٤٣،ص١٣٤٦)

﴿7﴾......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو میری ایک بات مان لے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، وہ بات یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب الزكاة،باب كراهية المسألة،الحديث ١٦٤٣،ص١٣٤٦)

﴿8﴾......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ایک اوقیہ چاندی کی قیمت موجود ہونے کے باوجود سوال کیا اس نے سوال میں بہت اصرار کیا۔''

(كنزالعمال، كتاب الزكاة ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السوال ١٦٧١٢،ج٦،ص٢١٣)

﴿9﴾......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے 40 درہم جتنی مالیت رکھنے کے باوجود سوال کیا وہ سوال میں اصرار کرنے والا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب من الملحف، الحدیث: ۲۵۹۵، ص۲۲۵۶)

﴿10﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو پاک دامنی چاہے **اللہ** عزوجل اسے پاکدامن رکھے گا اور جو غنا چاہے **اللہ** عزوجل اسے غنی کردے گا اور جو 5 اوقیہ چاندی کی قیمت موجود ہونے کے باوجود سوال کرے بے شک اس نے سوال میں اصرار کیا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۲۳۷، ج۶، ص۱۰۶)

﴿11﴾......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مال میں اضافہ کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ انگارے کم جمع کرے یا زیادہ۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسئلۃ للناس، الحدیث: ۲۳۹۹، ص۸۴۱)

﴿12﴾......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو غنا کے باوجود لوگوں سے سوال کرے وہ جہنم کے دہکتے پتھروں میں اضافہ کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ''غنا سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رات کا کھانا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السوال ۱۶۷۴۵، ج۶، ص۲۱۶)

﴿13﴾......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی ایک سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ جب وہ **اللہ** عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسالۃ للناس، الحدیث: ۲۳۹۶، ص۸۴۱)

﴿14﴾...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب عزجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سوال کرنا وہ خراش ہے جسے آدمی کھجلائے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی النھی عن المسألۃ، الحدیث: ۶۸۱، ص۱۷۱۳)

﴿15﴾......ایک اور روایت میں ہے: ''آدمی اس کی وجہ سے اپنا منہ کھجلائے گا اب جو چاہے ان خراشوں کو باقی رکھے اور جو چاہے ترک کردے البتہ وہ سلطان سے سوال کرسکتا ہے یا ایسی چیز کا سوال کرسکتا ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوزفیہ المسألۃ، الحدیث: ۱۶۳۹، ص۱۳۴۵)

﴿16﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ غنی ہونے کے باوجود سوال کرتا رہتا

ہے یہاں تک کہ اپنا چہرہ بوسیدہ کر لیتا ہے پھر **اللہ** عزوجل کے پاس اس کا کوئی مرتبہ نہیں رہتا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الفصل الثانی فی ذم السؤال، الحدیث ۱۶۷۳۷، ج۶، ص۲۱۵)

﴿17﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص خود پر سوال کا دروازہ کھول دے جبکہ وہ ابھی فاقوں کا شکار نہ ہوا ہو یا اس کے اہلِ خانہ ایسے نہ ہوں جو ان فاقوں کو برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو **اللہ** عزوجل اس پر ایسی جگہ سے فاقے کا دروازہ کھول دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسألۃ، الحدیث: ۳۵۲۶، ج۳، ص۲۷۴)

﴿18﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''فراخ دست کا سوال قیامت کے دن تک اس کے چہرے پر عیب ہوگا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۹۸۴۲، ج۷، ص۱۹۳)

﴿19﴾...... بزار نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے: ''غنی کا سوال آگ ہے اگر اسے کم مال دیا گیا تو آگ بھی کم ہوگی اور اگر زیادہ مال دیا گیا تو آگ بھی زیادہ ہوگی۔'' (البحر الزخار بمسند البزار، حدیث عمران بن حصین، الحدیث: ۳۵۷۲، ج۹، ص۴۹)

﴿20﴾......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے سوال کیا حالانکہ وہ سوال کرنے سے غنی تھا تو اس کا سوال قیامت کے دن اس کے چہرے پر ایک عیب ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۲۴۸۳، ج۸، ص۳۳۱)

﴿21﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک شخص کا جنازہ پڑھانے تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: ''اس نے کتنا ترکہ چھوڑا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''2 یا 3 دینار۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس نے 2 یا 3 داغ چھوڑے ہیں۔''

راوی کہتے ہیں، پھر میری ملاقات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیدنا عبد اللہ بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور میں نے انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا: ''یہ شخص مال میں اضافے کی خاطر لوگوں سے سوال کیا کرتا تھا۔'' (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسألۃ، الحدیث: ۳۵۱۵، ج۳، ص۲۷۱)

تنبیہ:

مذکورہ عمل کو کبیرہ گناہ شمار کرنا بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے سخت وعید پر مشتمل ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر کسی کو صراحت کرتے نہیں دیکھا اور حرمت کو غنا کے ساتھ مقید کرنا ہم بیان کر چکے ہیں۔

﴿22﴾...... شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو سوال سے غنی کرنے والی شئے کی موجودگی میں سوال کرتا ہے وہ آگ میں اضافہ کرتا ہے۔'' ایک راوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''غنا سے کیا مراد ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اتنی مقدار جس سے وہ صبح اور شام کا کھانا کھا سکے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب مایعطی من الصدقۃ ......الخ ، الحدیث:۱۶۲۹،ج۳،ص۱۳٤)

﴿23﴾...... حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو سوال سے غنی کرنے والی شئے کی موجودگی میں سوال کرتا ہے وہ جہنم کے انگاروں میں اضافہ کرتا ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ''کون سی شئے سوال سے غنی کرتی ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس سے وہ صبح کا کھانا کھا سکے یا شام کا کھانا کھا سکے یا اس کے پاس رات بسر کرنے کے لئے ایک ہزار (درہم) موجود ہوں۔''

(صحیح ابن حبان ، کتاب الزکاۃ،باب المسألۃ والأخذوما یتعلق بہ ......الخ،الحدیث: ۳۳۸۵،ج۵،ص۱۶۷)

﴿24﴾......ایک اور روایت میں ہے، عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! وہ غنا کیا ہے جس کی موجودگی میں سوال نہیں کرنا چاہئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے پاس ایک دن اور ایک رات یا ایک رات اور ایک دن کے شکم سیر کرنے والے کھانے کا سامان موجود ہو۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب مایعطی من الصدقۃ......الخ ، الحدیث:۱۶۲۹،ج۳،ص۱۳٤)

علامہ خطابی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''لوگوں کا اس حدیثِ پاک کی تاویل میں سخت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں: ''جو ایک دن صبح شام کا گزارا کرنے کی وسعت پائے حدیثِ پاک کے ظاہری معنی کے اعتبار سے اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں۔'' اور بعض کہتے ہیں: ''یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو روزانہ صبح شام کے کھانے کی وسعت رکھے لہٰذا جب اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو طویل مدت تک اس کے گزارے کے لئے کافی ہو تو اسے سوال کرنا حرام ہے۔'' جبکہ دیگر حضرات کا کہنا ہے: ''یہ حکم ان احادیثِ مبارکہ کے ذریعے منسوخ ہے جن میں غنا کی مقدار 50 درہم کی ملکیت یا اس کی قیمت یا ایک اوقیہ یا اس کی قیمت بیان کی گئی ہے۔''

جبکہ ہمارے نزدیک نفلی صدقہ کا سوال کرنے کی صورت میں پہلا قول راجح ہے اور اگر وہ زکوٰۃ کا سوال کرتا ہے تو اس پر سوال اسی صورت میں حرام ہوگا جبکہ اس کے پاس بقیہ عمر کے اکثر حصے کے گزارے جتنا مال موجود ہو اور نسخ کا دعوی ممنوع ہے کیونکہ اس کے لئے تاریخ کا علم اور ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونے کا علم ہونا ضروری ہے اور یہ بات معلوم نہیں۔

غناء کی مقدار میں بزرگوں کے اقوال:

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''کبھی آدمی صحت مند ہونے کی صورت میں ایک درہم سے غنی ہو جاتا ہے اور کبھی کمزوری اور کثرتِ عیال کی وجہ سے 1000 درہم بھی اسے غنی نہیں کر سکتے۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری، سیدنا عبداللہ بن مبارک، سیدنا حسن بن صالح، سیدنا امام احمد بن حنبل اور سیدنا اسحاق رحمہم اللہ تعالٰی کی رائے یہ ہے: ''جس کے پاس 50 درہم یا ان کی مالیت کا سونا ہو اسے زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔''

حضرت حسن بصری اور سیدنا ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما فرمایا کرتے تھے: ''جس کے پاس 40 درہم ہوں وہ غنی ہے۔'' جبکہ احناف کا کہنا ہے: ''جو نصاب سے کم مالیت رکھتا ہو اگرچہ تندرست ہو اور کمانے کی صلاحیت رکھتا ہو اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔'' اور اس کے ساتھ ان کا یہ قول بھی ہے: ''جس کے پاس ایک دن کی غذا موجود ہو اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں۔''

﴿25﴾...... حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں؟'' اس نے عرض کی، ''کیوں نہیں! ایک کمبل اور ایک بڑا پیالہ ہے جس میں پانی پیا جاتا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔'' وہ انصاری دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں اپنے دستِ مبارک میں پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یہ دونوں چیزیں کون خریدے گا؟'' ایک شخص نے عرض کی، ''میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔'' شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے 2 یا 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کون ایک درہم سے زیادہ کرتا ہے۔'' ایک شخص نے عرض کی، ''میں 2 درہم میں خریدتا ہوں۔'' تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے وہ دونوں چیزیں اسے عطا فرما کر 2 درہم لے لئے اور اس انصاری کو عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''ایک درہم سے اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔''

وہ انصاری کلہاڑی لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس میں لکڑی کا دستہ لگایا اور ارشاد فرمایا: ''جاؤ، لکڑیاں کاٹ کر بیچو اور میں 15 دن تک تمہیں نہ دیکھوں۔'' اس نے ایسا ہی کیا پھر حاضر ہوا تو 10 درہم کما چکا تھا، اس نے کچھ رقم سے کپڑے اور کچھ سے کھانا خریدا تو نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن تمہارے چہرے پر سوال کرنے کا داغ ہو، کیونکہ سوال کرنا 3 شخصوں کے علاوہ کسی کے لئے درست نہیں: (۱) ذلت آمیز فقر والا (۲) قباحت میں حد سے بڑھے ہوئے قرض میں گھرا ہوا شخص اور (۳) مجبور کر دینے

والے خون میں پھنسا ہوا شخص۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوزفیہ المسئلۃ، الحدیث:١٦٤١، ص١٣٤٥)

﴿26﴾......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی اور اس کا رزق حاجت کے مطابق ہو اور وہ اس پر قناعت کرے۔''

(المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند فضالۃ بن عبید الانصاری، الحدیث: ٢٣٩٩٩، ج٩، ص٢٤٦)

﴿27﴾......حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت ہی کو غنا سمجھتے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم مال کی قلت ہی کو فقر سمجھتے ہو؟'' میں نے عرض کی، ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**غنا تو دل کی غنا ہے اور فقر تو دل کا فقر ہے۔**''

(المستدرك ، کتاب الزکاۃ، باب انما الغنی غنی القلب ......الخ، الحدیث: ٧٩٩٩، ج٥، ص٤٦٦)

﴿28﴾......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین وہ نہیں جسے ایک یا دو لقمے اور ایک یا دو کھجوریں دربدر کردیں بلکہ مسکین تو وہ ہے جو نہ تو ایسی غنا پائے جو اسے بے نیاز کردے اور نہ کسی کو اپنی مجبوری سمجھا سکے کہ وہ اس پر صدقہ کرے اور نہ ہی کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرسکے، غنا مال کی کثرت سے نہیں ہوتی بلکہ غنا تو نفس کی غنا کا نام ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ ،باب المسکین الذی ......الخ، الحدیث:٢٣٩٣/٢٣٩٤، ص٨٤١، بدون"لیس الغنی عن کثرۃ العرض")

﴿29﴾......ایک شخص نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں کے مال سے خود پر مایوسی لازم کرلو اور لالچ سے بچتے رہو کیونکہ یہ فوراً لاحق ہونے والا فقر ہے اور ایسے کام سے بچتے رہو جس کا عذر پیش کرنا پڑے۔''

(المستدرك ، کتاب الرقاق، باب ایاك والطمع فانہ......الخ، الحدیث: ٧٩٩٨، ج٥، ص٤٦٥)

﴿30﴾......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قناعت لازوال خزانہ ہے۔'' (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترہیب من المسألۃ ......الخ، الحدیث:١٢٣٩، ج١، ص٣٩٨)

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر133:

سوال میں اصرار کرنا

یعنی سوال میں اتنا اصرار کرنا جو مسئول یعنی جس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کو سخت تکلیف پہنچائے۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل سوال میں اصرار کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔''

(کشف الخفاء ومزیل اللباس، حرف الھمزۃ مع النون، الحدیث: ۷۴۳، ج۱، ص۲۱۸)

﴿2﴾......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے پڑوسی کو اپنی شرارتوں سے محفوظ نہ رکھے۔ جو **اللہ** عزوجل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللہ** عزوجل اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، **اللہ** عزوجل بردبار، پاکدامن اور غنی سے محبت فرماتا ہے اور بداخلاق، فاجر اور اصرار کرنے والے سائل کو پسند نہیں کرتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی الشیخ المجھول......الخ، الحدیث: ۱۳۰۲۷، ج۸، ص۱۴۵)

﴿3﴾......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی شخص میرے پاس حاضر ہو کر سوال کرتا ہے تو میں اسے کچھ عطا فرماتا ہوں وہ اسے لے کر چلا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی جھولی میں آگ ہی لے کر جاتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من اخذمادفع......الخ، الحدیث: ۱۲۵۱، ج۱، ص۴۰۱)

﴿4﴾......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سونا تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے بھی عطا فرمائیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے بھی عطا فرما دیا، اس نے پھر عرض کی: ''عطا میں اضافہ فرمائیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے 3 مرتبہ مزید عطا فرمایا، پھر وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص میرے پاس حاضر ہو کر سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا فرماتا ہوں، وہ پھر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے 3 مرتبہ مزید عطا فرماتا ہوں پھر وہ پلٹ کر چلا جاتا ہے تو جب وہ اپنے اہلِ خانہ کی طرف لوٹتا ہے تو اپنی جھولی میں آگ بھر کر لوٹتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب الوعیدلمانع الزکاۃ، الحدیث: ۳۲۵۴، ج۵، ص۱۱۰)

﴿5﴾......حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''میں نے سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ عالیشان میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے فلاں کو شکر ادا کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا

کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے 2 دینار عطا فرمائے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مگر میں نے فلاں کو 10 سے 100 کے درمیان عطا فرمائے اس نے نہ شکر ادا کیا نہ ہی یہ بات کسی سے کہی، تم میں سے کوئی شخص میرے پاس اپنی حاجت بغل میں دبا کر نکلتا ہے حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔'' میں نے عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم انہیں کیوں عطا فرماتے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مجھ ہی سے مانگتے ہیں اور **اللہ** عزوجل مجھ میں بخل کو ناپسند فرماتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب المسألۃ والاخذ وما یتعلق بہ......الخ،الحدیث: ۳۴۰۵،ج۵،ص۱۷۴،بتغیرٍ قلیلٍ)

﴿6﴾......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گڑگڑا کر سوال نہ کیا کرو کیونکہ جو شخص اس طرح ہم سے کوئی چیز لینے میں کامیاب ہوجاتا ہے اس کے لئے اس چیز میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبداللہ بن عمر، الحدیث: ۵۶۰۲،ج۵،ص۱۱۲)

﴿7﴾......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''گڑگڑا کر سوال نہ کیا کرو، خدا کی قسم! تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور لینے میں کامیاب ہوجاتا ہے حالانکہ میں اسے ناپسند کر رہا ہوتا ہوں تو اس میں کیسے برکت ہوگی۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ ،باب النھی عن المسألۃ ، الحدیث: ۲۳۹۰،ص۸۴۱)

تنبیہ:

میں نے مذکورہ قید کے ساتھ سوال میں اصرار کو کبیرہ گناہ ذکر کیا ہے یہ بات بالکل ظاہر ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس کا انکار نہیں کرتا اگرچہ انہوں نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح بھی نہیں کی اور پہلی دو احادیثِ مبارکہ کا مضمون بھی ہمارے مؤقف کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس پر مرتب ہونے والی ناپسندیدگی اگرچہ وہ غیر کے ساتھ ہی ہو کبیرہ گناہ کی علامت یعنی لعنت کے قریب ہے، نیز تیسری اور چوتھی حدیثِ پاک میں تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا وصول شدہ چیز کو آگ قرار دینا بھی ایک سخت وعید ہے،

البتہ اگر سائل مجبور ہو اور مسئول (یعنی جس سے سوال کیا جائے وہ) ظلم کی بناء پر وہ چیز روک رہا ہو تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس کا اصرار حرام نہیں، نیز یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اصرار کا کبیرہ گناہ ہونا 3 مرتبہ تکرار سے مقید نہیں بلکہ اسے عرفاً ایذاء سے مقید کرنا چاہئے کیونکہ ایسی حالت مسئول کو غضب کی اِنتہاء پر اُبھارتی ہے اور اِعتدال کی راہ سے نکال کر بدترین گالی گلوچ میں ڈال دیتی ہے اور یہ ایک سخت اذیت اور بری عادت ہے اس قسم کا اصرار متعدد گناہوں کا سبب بنتا ہے لہٰذا واضح ہوا کہ ہمارے ذکر

کردہ بیان کے مطابق اس صورت میں کبیرہ گناہ ہے۔

بغیر طلب وخواہش کے ملنے والا مال لینے میں حرج نہیں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مجھے عطا فرمایا کرتے، تو میں عرض کرتا: ''یہ چیز اس شخص کو عطا فرمایئے جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لے لو! جب اس مال میں سے کوئی چیز تمہارے پاس آئے اور تمہیں نہ اس کی خواہش ہو نہ ہی تم اس کا سوال کرو تو اسے لے لو اور جمع کر لو پھر اگر چاہو تو اسے کھا لو اور چاہو تو صدقہ کر دو اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بیٹے حضرت سیدنا سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ کسی سے کوئی چیز مانگتے اور نہ ہی جو چیز انہیں دی جاتی اسے واپس لوٹاتے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ ، باب من اعطاہ اللہ شیئا......الخ،الحدیث:۱۴۷۳،۷۱۶۳،۷۱۶۴،ص۱۱۶،ص۵۹۷)

﴿8﴾......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی چیز بھیجی تو انہوں نے اسے لوٹا دیا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے استفسار فرمایا: ''تم نے وہ چیز کیوں لوٹا دی؟'' انہوں نے عرض کی، ''کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں نہیں بتایا کہ آدمی کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ لے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم تو سوال کرنے کی صورت میں ہے اور جو چیز سوال کے بغیر حاصل ہو وہ تو رزق ہے جو **اللہ** عزوجل نے اسے عطا فرمایا ہے۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں کسی سے کوئی شئے نہ مانگوں گا اور جو چیز سوال کئے بغیر میرے پاس آئے گی اسے لے لیا کروں گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ،قسم الافعال،باب ادب الاخذ،الحدیث: ۱۷۱۴۷،ج۶،ص۲۶۹)

﴿9﴾......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے سوال اور خواہش کے بغیر اپنے بھائی سے کوئی بھلائی پہنچے اسے چاہئے کہ وہ شئے قبول کرلے اور نہ لوٹائے کیونکہ یہ اس کا رزق ہے جسے **اللہ** عزوجل نے اس کی طرف بھیجا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث:۱۷۹۵۸،ج۶،ص۲۷۶)

﴿10﴾......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کو **اللہ** عزوجل کوئی مال بن مانگے عطا فرمائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے قبول کرلے کیونکہ یہ اسی کا رزق ہے جو **اللہ** عزوجل نے اس کے پاس بھیجا ہے۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ ،الحدیث: ۷۹۲۶،ج۳،ص۱۴۵)

﴿11﴾......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے اِس رزق سے کوئی شئے سوال اور خواہش کئے بغیر حاصل ہو اسے چاہئے کہ اس کے ذریعے اپنے رزق کو وسیع کرے پھر اگر وہ غنی ہو تو وہ چیز ایسے شخص کو دے دے جو اس سے زیادہ اس چیز کا حاجت مند ہو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۰، ج۱۸، ص۱۹)

﴿12﴾......حضرت عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے والدِ گرامی سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خواہش اور آرزو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا'' اس سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے دل میں کہو کہ عنقریب فلاں شخص مجھے یہ چیز بھیجے گا یا فلاں چیز مجھے ملے گی۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل، حدیث رافع بن عمرو المزنی، تحت الحدیث: ۲۰۶۷۴، ج۷، ص۳۶۲)

﴿13﴾......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''وسعت میں عطا کرنے والا محتاجی میں قبول کرنے والے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۲۳۵، ج۶، ص۱۲۷)

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 134: بلا عذر کسی کی حاجت بر آری نہ کرنا

یعنی انسان کا اپنے قریبی عزیز یا غلام سے کسی عذر کے بغیر قدرت کے باوجود ایسی چیز روک لینا جسے وہ سخت مجبوری کی بناء پر مانگ رہا ہو۔

﴿1﴾......حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے پاس آ کر اس کی حاجت سے زائد وہ شئے مانگے جو اسے **اللہ** عزوجل نے عطا فرمائی ہے لیکن وہ اس پر بخل کرے تو **اللہ** عزوجل جہنم سے ایک اژدہا نکالے گا جس کا نام **شجاع** ہوگا وہ منہ سے زبان نکالے ہوگا پھر وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۹۳، ج۴، ص۱۶۷)

﴿2﴾......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا، اس سے گفتگو میں نرمی کی اور اس کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا اور **اللہ** عزوجل کے عطا کردہ مال سے اپنے پڑوسی پر فخر نہ کیا، اے امتِ محمد! اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس

کے حسنِ سلوک کے محتاج ہوں اور وہ صدقہ کو دوسرے لوگوں کی طرف پھیر دے۔اس ذاتِ پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۸۲۸،ج۶،ص۲۹۶)

﴿3﴾......حضرت سیدنا بہز بن حکیم علیہ رحمۃ اللہ الکریم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: میں نے عرض کی،''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں کس کے ساتھ بھلائی کروں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اپنی ماں کے ساتھ، پھر اپنی ماں، پھر اپنے باپ، پھر اپنے قریبی رشتہ داروں اور پھر دیگر رشتہ داروں کے ساتھ۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی برّالوالدین، الحدیث: ۵۱۳۹،ص۱۵۹۹)

﴿4﴾......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کوئی آدمی اپنے آقا سے اس کے پاس موجود ضرورت سے زائد چیز مانگے اور وہ اس سے وہ چیز روک لے تو ضرورت سے زائد وہ چیز قیامت کے دن''**اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع**''نامی اژدھے کی صورت میں اسے بلائے گی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی برّالوالدین، الحدیث: ۵۱۳۹،ص۱۵۹۹)

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:''**اَقْرَع** وہ سانپ ہے جس کے سر کے بال زہر کی وجہ سے جھڑ جائیں۔''

﴿5﴾......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس شخص کے پاس اس کا چچازاد بھائی آکر اس کے زائد مال میں سے سوال کرے تو وہ انکار کردے تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس سے اپنا فضل روک لے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۱۹۵،ج۱،ص۳۳۰)

تنبیہ:

عنوان میں مذکور گناہ کو چند شرائط کے ساتھ کبیرہ گناہ قرار دینا بالکل واضح ہے اور اس سخت وعید کو یہ احادیثِ مبارکہ بھی شامل ہیں لیکن کسی کو ان کے ظاہری معنی کے اطلاق کا قول کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا کیونکہ اس میں اِتنا حرج اور مشقت ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاسکتی، بلکہ بسا اوقات اَجنبی کی نیکوکاری کی وجہ سے **اس پر صدقہ کرنا قریبی رشتہ دار پر اس کے فسق کی وجہ سے صدقہ کرنے سے افضل ہوتا ہے**، اس میں اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ اسے اطاعت میں خرچ کرے گا جبکہ فاسق رشتہ دار اسے نافرمانی میں خرچ کرے گا۔

سوال: اگر صرف مجبور سے روکنا فرض کرلیا جائے تو اس صورت میں غلام، قریبی رشتہ داروں اور دیگر لوگوں سے روکنے کے

کبیرہ گناہ ہونے میں کوئی فرق نہ ہوگا جیسا کہ ظاہر ہے؟

جواب: بات اگرچہ یہی ہے مگر اس میں فرق کی وجہ گذشتہ صفحات میں بیان شدہ اس بات سے معلوم ہو چکی ہے کہ بعض کبیرہ گناہ دیگر بعض سے زیادہ قبیح ہوتے ہیں، لہٰذا صرف مجبور سے روکنے میں اگرچہ اس کا کبیرہ گناہ ہونا ظاہر ہے مگر غلام اور ایسے قریبی رشتہ داروں، جن کا نفقہ اس پر لازم ہے، سے روکنا مطلق رشتہ داروں سے روکنے سے زیادہ سخت اور قبیح ہے اور اس کی چند وجوہات ہیں:

(۱)......اس پر نفقہ کا واجب ہونا (۲)......تعلق کی زیادتی (۳)......آپس کی موالات اور قرابت توڑنا (۴)......انہیں ہلاکت میں ڈالنے کی کوشش وغیرہ جبکہ اجنبی میں صرف یہی ایک آخری وجہ پائی جاتی ہے پس ان کو اس کے ساتھ مختص کرنا جائز ہے یہ خاص طور پر ذکر کرنے کی حکمت ہے جو کہ بڑی واضح اور ظاہر ہے اور (۵)......اسی طرح ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں والدین کے حقوق کی رعایت کی تاکید اور پھر بقیہ رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ والدین سے رشتہ توڑنا دیگر اَقرباء سے تعلق توڑنے کی طرح نہیں۔

{6}......اسی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے رشتہ داری کو عرش کے پائے سے معلق کر دیا ہے وہ کہتی ہے: ''اے **اللہ** عزوجل! جو مجھے جوڑے تو اسے جوڑ اور جو مجھے توڑے تو اسے توڑ دے۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت کی قسم! جو تجھے جوڑے گا میں اسے ضرور جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے ضرور توڑ دوں گا۔''

کبیرہ نمبر 135:

صدقہ دے کر احسان جتانا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے اے ایمان والو

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ (پ۳، البقرۃ:۲۶۲ تا ۲۶۴)

اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے۔

{1}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اچھائی جتلانے سے بچتے رہو کیونکہ یہ شکر کو باطل کر دیتا ہے اور اجر کو مٹا دیتا ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سورۂ بقرہ کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰىۙ'' (تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۶۴، ج ۲، ص ۲۳۶)

پہلی آیتِ مبارکہ میں **اللہ** عزوجل نے یہ بات بیان فرمائی: ''جو شخص کسی نیک کام میں کچھ خرچ کرتا ہے وہ اپنی جان اور اہل وعیال پر خرچ کرنے والے کی طرح ہے۔'' اور دوسری آیتِ کریمہ میں یہ بیان فرمایا: ''جو شخص کسی قسم کا کوئی صدقہ کرے تو **اللہ** عزوجل نے صدقہ کرنے والوں کے لئے جو عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے اس کو پانے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے صدقہ کو مذکورہ آیاتِ کریمہ کے مطابق **اللہ** عزوجل، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور مؤمنین پر احسان جتلانے سے سلامت رکھے۔

سیدنا قفال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''احسان نہ جتانا کبھی شرط ہوتا ہے اور یہ بات خود پر خرچ کرنے والے میں بھی معتبر ہے جیسے کوئی شخص **اللہ** عزوجل کی رضا کے لئے نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں جہاد کے دوران خود پر خرچ کرے اور اس کی وجہ سے نبیٔ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور مؤمنین پر احسان نہ جتائے اور نہ ہی اس قسم کی باتوں سے کسی مؤمن کو ایذاء دے کہ اگر میں حاضر نہ ہوتا تو یہ کام پورا نہ ہوتا یا کسی سے یہ نہ کہے کہ تم تو کمزور ہو جہاد میں تمہاری وجہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔''

اِحسان جتانے سے مراد یہ ہے: ''لینے والے کو اپنے احسان گنوانا یا ایسے شخص کے سامنے اس احسان کا تذکرہ کرنا جس کا آگاہ ہونا صدقہ لینے والے کو ناپسند ہو۔'' ایک قول یہ ہے: ''انسان احسان کی وجہ سے خود کو اس شخص سے افضل سمجھے جس پر صدقہ کیا جا رہا ہے۔'' اس لئے اسے چاہئے کہ نہ تو اسے دعا کے لئے کہے اور نہ اس کی طمع رکھے، کیونکہ یہ بعض اوقات اس کے احسان کا عوض ہو جاتی ہے اس طرح اس کا اَجر ساقط ہو جاتا ہے۔

مَنّ یعنی احسان جتانے کی اصل قطع کرنا (یعنی جڑ کاٹنا) ہے، اسی لئے اس کا اطلاق نعمت پر ہوتا ہے کیونکہ دینے والا اپنے مال میں اس کے لئے حصہ کاٹتا ہے جس کو مال دیا جا رہا ہے اور ''اَلْمِنَّۃُ'' نعمت یا بڑی نعمت کو کہتے ہیں، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے

اسے ''مَنَّان''یعنی ''مُنْعِم'' کے لفظ سے متصف فرمایا ہے اور مندرجہ ذیل آیتِ مبارکہ،

وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ (پ۲۹،القلم:۳) ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

بھی اسی سے ہے۔ ''مَمْنُوْن'' کا معنی ہے نہ ختم ہونے والا اور موت کو ''منون'' اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زندگی کو کاٹ دیتی ہے جبکہ اَذٰی سے مراد کسی کو جھڑکنا، عار دلانا یا گالی دینا ہے، یہ بھی احسان جتانے کی طرح اجر وثواب کو ساقط کر دیتا ہے جیسا کہ **اللہ** عزوجل نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔

احسان جتانا **اللہ** عزوجل کی اعلیٰ صفات جبکہ ہماری مذموم صفات میں سے ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل کا احسان جتانا مہربانی ہے اور مخلوق کو اس کا واجب کردہ شکر ادا کرنے کی یاد دہانی ہے جبکہ ہمارا احسان جتانا عار دلانا ہوتا ہے کیونکہ صدقہ لینے والا مثال کے طور پر غیر کا محتاج ہونے کی وجہ سے شکستہ دل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ کے اوپر ہونے کا اعتراف کرتا ہے، لہٰذا جب دینے والا اپنی نعمت کا اظہار کرے یا برتری جتائے یا اس احسان کے عوض کوئی خدمت یا شکر کا مطالبہ کرے تو یہ چیز لینے والے کے نقصان، شکستہ دلی، عار محسوس کرنے اور دل کے ٹوٹنے میں اضافہ کرتی ہے جو کہ عظیم قباحتیں ہیں کیونکہ اس میں احسان جتانے والے کے لئے ملکیت، فضل اور اس مالکِ حقیقی عزوجل سے غفلت پائی جاتی ہے جو کہ عطا فرما کر خوش ہوتا ہے اور اس عطا و بخشش پر سب سے بڑھ کر قادر ہے۔

لہٰذا **اللہ** عزوجل کی بارگاہ کو پیشِ نظر رکھنا اور اس کا شکر ادا کرتے رہنا واجب ہے نیز **اللہ** عزوجل کے فضل وجود میں اس سے جھگڑنے کی طرف لے جانے والی چیزوں سے بچنا بھی واجب ہے کیونکہ احسان وہی جتاتا ہے جو اس بات سے غافل ہوتا ہے کہ **اللہ** عزوجل ہی عطا کرنے والا اور فضل فرمانے والا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے: ''جب تم کسی شخص کو کوئی چیز دو اور دیکھو کہ تمہارا سلام کرنا اس پر گراں گزرتا ہے مثلاً وہ تمہارے احسان کی وجہ سے تمہارے لئے کھڑا ہونے کا تکلّف کرتا ہے تو اسے سلام کرنے سے رُک جاؤ۔''

سیدنا امام ابن سیرین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دوسرے سے کہہ رہا تھا: ''میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی اور یہ کیا، وہ کیا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے فرمایا: ''خاموش ہو جاؤ، جب نیکی کو شمار کیا جائے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں رہتی۔'' (تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۲۶۴، ج۲، ص۲۳۶)

{2}......حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان

ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن تین شخصوں سے نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پرنَظَرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' راوی کہتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بات 3 مرتبہ ارشاد فرمائی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ذلیل ورسوا ہونے والے وہ لوگ کون ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) کپڑا لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا اور (۳) جھوٹی قسم اٹھا کر مال بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۳،ص۶۹۶)

{3}......ایک اورروایت میں ہے: ''وہ احسان جتانے والا جو احسان جتائے بغیر کچھ نہیں دیتا۔''

(المرجع السابق،الحدیث:۲۹۴،ص۶۹۶)

{4}......جبکہ دوسری روایت میں ہے ''اپنا تہبند لٹکانے والا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۲۹۴،ص۶۹۶)

{5}......نبیِّ کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 4 افراد پرنَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورت (۳) شراب کا عادی اور (۴) تقدیر کا منکر۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۹۳۸،ج۸،ص۲۴۰)

{6}......رسولِ اکرم،شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (سنن النسائی ، کتاب الاشربة، باب الروایة فی المدمنین فی الخمر،الحدیث: ۵۶۷۵،ص۲۴۴۹)

{7}......حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد پرنَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) احسان جتلانے والا (۲) اپنا تہبند لٹکانے والا اور (۳) شراب کا عادی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۴۴۲،ج۱۲،ص۲۹۸)

{8}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد پرنَظَرِ رحمت نہ فرمائے گا: (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی مردانی عورت اور (۳) دیُّوث۔اور تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب کا عادی اور (۳) دے کر احسان جتانے والا۔'' (سنن النسائی،کتاب الزکاة،باب المنان بمااعطیٰ،الحدیث:۲۵۶۳،ص۲۲۵۳)

{9}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن 3 افراد سے نہ کلام فرمائے گا، نہ ان پرنَظَرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتانے والا وہ شخص جو احسان جتائے بغیر کچھ نہیں دیتا اور (۳) جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار......الخ،الحدیث:۲۹۳-۲۹۴،ص۶۹۶)

{10}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''اللہ** عزوجل **قیامت کے دن 3افراد کی نہ فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل: (۱) والدین کا نافرمان، (۲) احسان جتانے والا اور (۳) تقدیر کا منکر۔''**

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۴۷، ج۸، ص ۱۱۹)

{11}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **''3افراد کو جہنم سے نہ بچایا جائے گا: (۱) احسان جتانے والا (۲) والدین کا نافرمان اور (۳) شراب کا عادی۔''**

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقائق، الحدیث: ۴۳۷۹۸، ج۱۶، ص ۱۴)

{12}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''مکّار، فریبی، بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔''**

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۲، ج۱، ص۲۷)

{13}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: **''5افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے: (۱) شراب کا عادی (۲) جادو کرنے والا (۳) قطع رحمی کرنے والا (۴) کاہن اور (۵) احسان جتلانے والا۔''**

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۱۰۷، ج۴، ص۲۰)

تنبیہ:

مذکورہ گناہ کو کبائر میں شمار کرنے کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے اور یہ ان احادیثِ پاک میں وارد سخت وعید کی بناء پر بالکل ظاہر ہے۔

اشعار

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند اشعار:

لَاتَحْمِلَنَّ مِنَ الْاَنَامِ — عَلَیْکَ اِحْسَانًا وَّ مَنًّا

وَاخْتَرْ لِنَفْسِکَ حَظَّھَا — وَاصْبِرْ فَاِنَّ الصَّبْرَ جُنَّۃ

مِنَنُ الرِّجَالِ عَلَی الْقُلُوْبِ — اَشَدُّ مِنْ وَّقْعِ الْاَسِنَّۃ

ترجمہ: (۱) لوگوں میں سے کسی کا اپنے اوپر احسان مت اُٹھا۔

(۲) اور اپنے نفس کا حصہ اختیار کر اور صبر کر کیونکہ صبر ڈھال ہے۔

(۳) لوگوں کے احسانات دلوں پر نیزے لگنے سے زیادہ سخت ہیں۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

وَصَاحِبٌ سَلَفَتْ مِنْهُ اِلَیَّ یَدٌ ابْطَا عَلَیْهِ مُکَافَاتِی فَعَادَانِی

لَمَّا تَیَقَّنَ اَنَّ الدَّھْرَ حَاوَلَنِی اَبْدَی النَّدَامَةَ مِمَّا کَانَ اَوْلَانِی

اَفْسَدْتَ بِالْمَنِّ مَا قَدَّمْتَ مِنْ حُسْنٍ لَیْسَ الْکَرِیْمُ اِذَآ اَعْطٰی بِمَنَّانِ

ترجمہ: (۱) وہ ایسا شخص ہے کہ جس کا احسان مجھ تک پہنچنے میں سبقت لے گیا لیکن میری طرف سے بدلہ اسے دیر سے پہنچا تو اس نے وہ مجھے واپس کر دیا۔

(۲) لیکن جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ زمانے نے میرا ارادہ کر لیا ہے تو اسے اس احسان سے شرمندگی ہونے لگی جو اس نے مجھ پر کیا تھا۔

(۳) جتانے سے تم نے پچھلی نیکی برباد کر دی، کیونکہ سخی جب کچھ دیتا ہے تو جتاتا نہیں۔

کبیرہ نمبر136: حاجت مند کو زائد اَز ضرورت پانی سے روکنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے **اللہ** عزوجل قیامت کے دن نہ کلام فرمائے گا نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (ان میں ایک وہ شخص ہے جو) بیابان میں ضرورت سے زائد پانی پر قابض ہو اور مسافر کو اس سے روک دے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ،الحدیث:۲۹۷،ص۶۹۶)

{2}......ایک اور روایت میں ہے: ''**اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: آج میں تجھ سے اپنا فضل اس طرح روک لوں گا جس طرح تو نے اس چیز کو روکا جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب من رای ان صاحب الحوض ......الخ، الحدیث: ۲۳۶۹،ص۱۸۵)

{3}......ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سی چیز جس سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' اس نے پھر عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس چیز سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نمک۔'' اس نے پھر عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس چیز سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا بھلائی کے کام کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی منع الماء، الحدیث: ۳۴۷۶،ص۱۴۸۲)

{4}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگ تین چیزوں گھاس، پانی اور آگ میں ایک دوسرے کے شریک (یعنی حصہ دار) ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۳۴۷۷،ص۱۴۸۲،''الناس'' بدلہ'' مسلمو'')

{5}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی، نمک اور آگ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کی ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس پانی سے نہ روکنے کی حکمت تو ہم سمجھ گئے نمک اور آگ میں کیا حکمت ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے حمیراء (بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عطا فرمایا گیا لقب)! جس نے کسی کو آگ دی گویا اس نے اس آگ میں پکنے والا تمام کھانا صدقہ کیا اور جس نے کسی کو نمک دیا گویا اس نے اس نمک سے (ذائقہ دار) بننے والا تمام کھانا صدقہ کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی موجود تھا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی موجود نہ تھا تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث:۲۴۷۴،ص۲۶۲۵)

{6}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان تین چیزوں پانی، گھاس اور آگ میں شریک ہیں اور ان کی قیمت (یعنی انہیں بیچ کر لی گئی رقم) حرام ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الرھون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث، الحدیث:۲۴۷۲،ص۲۶۲۵)

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد جاری پانی ہے۔''

تنبیہ:

شیخین کی تصریح کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل صریح ہے، پہلی حدیثِ پاک میں تو سخت وعید آئی ہے اور ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے، جن میں سیدنا جلالُ الدِّین بُلْقِینیُّ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہیں، انہوں نے بھی اس شرط کو معتبر قرار دیا ہے جو ہم نے عنوان کے تحت ذکر کی ہے۔

کبیرہ نمبر 137

مخلوق کی ناشکری کرنا

یعنی مخلوق کی ایسی ناشکری کرنا جس سے اللہ عزوجل کی ناشکری لازم آئے۔

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دو، جو **اللہ** عزوجل کے نام پر تم سے سوال کرے اسے دیا کرو، جو **اللہ** عزوجل کے نام پر تم سے فریادرسی چاہے اس کی مدد کرو، جو تم سے بھلائی کے ساتھ پیش آئے تو اسے اچھا بدلہ دو اور اگر تم اس کی استطاعت نہ رکھو تو اس کے لئے اتنی دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب من سال باللہ عزوجل، الحدیث: ۲۵۶۸، ص۲۲۵۴)

{2}......ایک اور روایت میں ہے: ''پھر اگر تم اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہو تو اس کے لئے اتنی دعائیں مانگو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اس کا شکریہ ادا کر چکے ہو کیونکہ **اللہ** عزوجل شاکر (یعنی شکر قبول کرنے والا) ہے اور شکر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۹، ج۱، ص۱۸)

{3}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جسے کچھ عطا کیا گیا اگر وہ وسعت پائے تو اس کا بدلہ ضرور دے اور اگر وسعت نہ پائے تو اس کی تعریف ہی کر دے کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المتشبع......الخ، الحدیث: ۲۰۳۴، ص۸۵۵)

{4}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اُس نے تعریف کے علاوہ کوئی جزاء نہ پائی تب بھی گویا اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی اور جو کسی باطل شئے سے مزین ہو وہ جھوٹ کا لبادہ پہننے والے کی طرح ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب المسالۃ والاخذ وما یتعلق بہ......الخ، الحدیث: ۳۴۰۶، ج۵، ص۷۵)

{5}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس پر احسان کیا جائے اور وہ اسے یاد رکھے تو گویا اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اگر وہ اسے چھپائے تو اس نے ناشکری کی۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۴، ص۱۵۷۷)

{6}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک لوگوں میں **اللّٰہ**

عزوجل کا سب سے زیادہ شکر گزار بندہ وہی ہے جو ان میں سے لوگوں کا زیادہ شکر گزار ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث الاشعث بن قیس الکندی، الحدیث: ۲۱۹۰۵، ج۸، ص۹۷)

{7}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ **اللہ** عزوجل کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، الحدیث: ۴۸۱۱، ص۱۵۷۷)

{8}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اسے چاہئے کہ اسے یاد رکھے کیونکہ جس نے احسان کو یاد رکھا گویا اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا بے شک اس نے ناشکری کی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۱۱، ج۱، ص۱۱۵)

{9}......حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو تھوڑی چیز کا شکر ادا نہ کرے وہ **اللہ** عزوجل کا شکر ادا نہیں کرسکتا اور جو لوگوں کا شکر ادا نہ کرے وہ **اللہ** عزوجل کا شکر ادا نہیں کرسکتا، **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنا ہی ہے جبکہ اس کی نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفرانِ نعمت (یعنی نعمتوں کی ناشکری) ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث النعمان بن بشیر، الحدیث: ۱۸۴۷۷، ج۶، ص۹۴)

{10}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کے ساتھ بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے کو **جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً** (یعنی اللہ عزوجل تجھے بہترین جزاء دے) کہا تو وہ ثناء کو پہنچ گیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی الثناء بالمعروف، الحدیث: ۲۰۳۵، ص۱۸۵۵)

تنبیہ:

دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا کیونکہ لوگوں کی ناشکری بندے کو **اللہ** عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کی طرف لے جاتی ہے، مگر میں نے کسی کو اس بات پر تنبیہ کرتے ہوئے نہیں پایا شاید ان کا عذر یہ تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ ''اس سے مراد مُحسن کی نعمت کی ناشکری ہے۔'' حالانکہ صرف یہی بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا تقاضا نہیں کرتی۔

کبیرہ نمبر138 اللہ تعالیٰ کے نام پر جنت کے سوا کچھ اور مانگنا

کبیرہ نمبر139: اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو کچھ نہ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرے وہ ملعون ہے اور جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ سوال کرنے والے کو نہ دے جبکہ وہ کسی بُری چیز کا سوال نہ کرے تو وہ بھی ملعون ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الادعیة، باب السوال بوجه الله الکریم، الحدیث: ۱۷۲۴۱، ج۱۰، ص۳۴)

{2}......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل کے نام پر جنت کے علاوہ کچھ نہ مانگا جائے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰة، باب کراهية المسألة بوجه الله، الحدیث: ۱۶۷۱، ص۱۳۴۷)

{3}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر مانگے وہ ملعون ہے اور جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال ہو اور وہ سوال کرنے والے کو کچھ نہ دے تو وہ بھی ملعون ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۴۳، ج۲۲، ص۳۷۷)

{4}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کیا میں تمہیں بدترین مصیبت وآزمائش والے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی،''کیوں نہیں، یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (ضرور بتایئے)''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ عطا نہ کرے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریره، الحدیث: ۹۱۵۳، ج۳، ص۳۵۴، "بشر البلية" بدله "بشر البرية")

{5}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے:''جو **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرے اسے عطا کرو، جو تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کا بدلہ دو، اگر تم اس کا بدلہ دینے کی استطاعت نہ رکھو تو اس کے لئے دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰة، باب عطية من سأل بالله، الحدیث: ۱۶۷۲، ص۱۳۴۸)

{6}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک بار ارشاد فرمایا:''کیا میں تمہیں حضرت خضر (علیہ السلام) کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی،''کیوں نہیں، یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! (ضرور بتایئے)''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایک دن وہ بنی اسرائیل کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ان

پر ایک مکاتَب غلام[1] کی نظر پڑی تو اس غلام نے ان سے عرض کی، ''مجھ پر صدقہ کیجئے، **اللہ** عزوجل آپ (علیہ السلام) کو برکت عطا فرمائے۔'' حضرت سیدنا خضر (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عزوجل پر ایمان رکھتا ہوں کہ جو معاملہ وہ چاہے وہی ہوتا ہے لہذا اس وقت میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں۔'' مسکین بولا، ''میں نے آپ علیہ السلام سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا تھا کہ مجھ پر صدقہ کیجئے کیونکہ میں نے آپ علیہ السلام کے چہرے پر سخاوت کے آثار دیکھے تھے اور میں آپ علیہ السلام کے پاس برکت کی اُمید بھی رکھتا ہوں۔'' حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے ارشاد فرمایا: ''میرا **اللہ** عزوجل پر ایمان ہے (اس وقت) میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کچھ نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تم مجھے لے جا کر بیچ دو۔'' مسکین نے پوچھا: ''کیا ایسا کرنا درست ہوگا؟'' حضرت خضر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں تم سے کہہ رہا ہوں کیونکہ تم نے ایک عظیم وسیلہ سے سوال کیا ہے لہذا میں تمہیں اپنے رب عزوجل کے نام پر رسوا نہیں کروں گا، مجھے بیچ دو۔''

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''پھر وہ مسکین انہیں بازار لے گیا اور **400** درہم میں بیچ دیا، وہ ایک مدت تک اس خریدار کے ہاں یوں ہی ٹھہرے رہے کہ وہ ان سے کوئی کام نہ لیتا تھا ایک دن آپ (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: ''تم نے مجھے کام کرانے کے لئے خریدا ہے لہذا مجھے کسی کام کا حکم دو۔'' تو اس نے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا، آپ (علیہ السلام) بہت عمر رسیدہ اور ضعیف ہیں۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے مشقت نہیں ہوگی۔'' وہ بولا ''اٹھیں اور یہ پتھر یہاں سے منتقل کر دیں۔'' وہ پتھر چھ آدمی پورے ایک دن میں ہی منتقل کر سکتے تھے، پھر وہ شخص کسی کام سے چلا گیا جب واپس آیا تو اس وقت تک پتھر وہاں سے منتقل ہو چکے تھے، اس نے کہا: ''آپ (علیہ والسلام) نے بہت اچھا کیا، خوب کیا اور میں جس کام کی آپ (علیہ السلام) میں صلاحیت نہیں سمجھتا تھا آپ (علیہ السلام) نے اسے کر دکھایا۔'' پھر اس شخص کو ایک سفر درپیش آیا تو اس نے آپ (علیہ السلام) سے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو امانت دار سمجھتا ہوں اُمید ہے کہ میرے بعد میرے اہلِ خانہ کیلئے اچھے نگہبان ثابت ہوں گے۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے کسی کام کا حکم دے جاؤ۔'' اس نے کہا: ''میں آپ (علیہ السلام) کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں کرتا۔'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''مجھے مشقت نہیں ہوگی۔'' اس نے کہا: ''پھر میری واپسی تک میرے گھر کے لئے اینٹیں بناتے رہیں۔''

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکاتب غلام کے بارے میں فرماتے ہیں: ''آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے اب یہ مکاتب ہو گیا جب کُل ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اور جب تک اس میں سے کچھ بھی باقی ہے غلام ہی ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۹، ص ۹)

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے مزید ارشاد فرمایا: ''پھر وہ شخص سفر پر چلا گیا، جب وہ واپس آیا تو آپ (علیہ السلام) اس کے لئے اینٹیں بنا چکے تھے وہ بولا: ''میں آپ (علیہ السلام) سے **اللہ** عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ (علیہ السلام) کا ماجرا اور معاملہ کیا ہے؟'' آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: ''تم نے مجھے **اللہ** عزوجل کا واسطہ دے کر پوچھا ہے اور **اللہ** عزوجل کے واسطے ہی نے مجھے اس غلامی میں ڈالا ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں، مَیں وہی **خضر** (علیہ السلام) ہوں جس کا تذکرہ تم سن چکے ہو، مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ کا سوال کیا اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی، پھر جب اس نے **اللہ** عزوجل کا واسطہ دے کر مجھ سے مانگا تو میں نے اسے خود پر اختیار دے دیا لہٰذا اس نے مجھے بیچ دیا اور میں تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ جس سے **اللہ** عزوجل کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر وہ سائل کو قدرت کے باوجود خالی لوٹا دے، اسے قیامت کے دن اس حالت میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس کی جلد پر گوشت نہ ہوگا اور وہ زور زور سے آوازیں نکال رہا ہوگا۔''

اس شخص نے کہا: ''میں **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں، اے **اللہ** عزوجل کے نبی علیہ السلام! میں نے آپ علیہ السلام کو مشقت میں ڈالا۔'' آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''کوئی حرج نہیں تم نے بہت اچھا کیا، خوب کیا۔'' تو اس آدمی نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان! میرے اہل و مال کے لئے جو چاہیں حکم فرمائیں یا آزادی اختیار فرمائیں میری طرف سے آپ علیہ السلام کا راستہ کھلا ہے۔'' حضرت خضر (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا ''میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے جانے دو تا کہ میں اپنے رب عزوجل کی عبادت کر سکوں۔'' تو اس نے آپ (علیہ السلام) کو رخصت کر دیا، آپ نے دعا فرمائی: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْثَقَنِیْ فِی الْعُبُوْدِیَّۃِ ثُمَّ نَجَانِیْ مِنْھَا** یعنی تمام تعریفیں **اللہ** عزوجل ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے غلامی میں ڈالا پھر اس سے نجات عطا فرمائی۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۳۰، ج۸، ص۱۱۳)

تنبیہ:

ان دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کی وجہ صحیح حدیثِ پاک میں ان پر وارد لعنت ہے اور دوسرا یہ کہ جس سے **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ عطا نہ کرے تو وہ لوگوں میں بدترین شخص ہے جیسا کہ بعد والی حدیثِ پاک میں ہے، مگر ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس سے استدلال نہیں کیا بلکہ ان دونوں کاموں کو مکروہ قرار دیا ہے اور کبیرہ تو در کنار انہیں حرام بھی نہیں قرار دیا اور حدیثِ پاک میں ''سائل کو نہ دینے'' پر وارد وعید کو اس پر محمول کرنا بھی ممکن ہے کہ یہاں مراد وہ سائل ہے جو انتہائی مجبور ہو۔

اس پر نص وارد کرنے کی حکمت یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرنا اور مجبور ہونے کے باوجود سائل کو نہ دینا قبیح

ترین اَمر ہے اور حکمِ منع کو سوال پر محمول کرنا بھی ممکن ہے جبکہ وہ مانگنے میں اصرار کرے اور **اللہ** عزوجل کے نام پر کثرت سے سوال کرے یہاں تک کہ جس سے سوال کیا جائے وہ مجبور ہو جائے اور اسے تکلیف دے تو اس صورت میں دونوں پر لعنت ہو گی اور دونوں کا کبیرہ ہونا ظاہر ہے اور ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کا کلام محض **اللہ** عزوجل کے نام پر سوال کرنے اور اس طرح سوال کرنے والے کو کچھ نہ دینے کے بارے میں ہے، حالتِ اضطرار کی قید نہیں اور اس سے ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام اور گزشتہ احادیثِ پاک میں تطبیق واضح ہو جاتی ہے۔

سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''**مِنْھَاج**'' میں لکھتے ہیں: ''کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں صغیرہ اور کبیرہ نہ ہو اور کبھی کسی قرینہ کے ملنے سے صغیرہ کبیرہ بن جاتا ہے اور کبھی کبیرہ فاحشہ کسی قرینہ کے ملنے کی وجہ سے صغیرہ بن جاتا ہے، مگر یہ کہ **اللہ** عزوجل کی ذات کے ساتھ کفر نہ ہو کیونکہ یہ کبیرہ ترین ہے اور اس نوع کا کوئی گناہ صغیرہ نہیں۔'' پھر فرماتے ہیں: ''زکوٰۃ ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور سائل کو عطا نہ کرنا صغیرہ ہے اور اگر سائل کو نہ دینے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کو جمع کر دیا جائے یا پھر دینا ایک کی طرف سے ہو لیکن وہ روکنے میں سختی اور جھڑکی سے کام لے تو یہ بھی کبیرہ ہوگا، اسی طرح اگر محتاج نے کسی آدمی کو دیکھا جو کھانے پر وسعت رکھتا ہو پس اس نے اس کی طرف اپنے آپ کو مائل کیا اور اس سے مانگا لیکن اس نے نہ دیا تو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔

اعتراض: علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کلام کہ ''سائل کو لوٹانا صغیرہ گناہ ہے اور محتاج کے مانگنے پر خوشحال کا نہ دینا کبیرہ گناہ ہے۔'' پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا: ''ان دونوں میں اشکال ہے مگر یہ کہ ان کی تاویل کی جائے اور سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں تاویل کی گنجائش نہیں۔''

جواب: سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں کہتا ہوں: ''دوسرا کلام مجبور کے بارے میں ہے اور پہلا کلام ایسے شخص سے مانگنے والے کے بارے میں ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے، اور وہ ایسے شہر میں ہو جس کے فقراء قید میں ہوں۔'' پس سیدنا حلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی تاویل کرتے ہوئے سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو ذکر کیا وہ میرے مؤقف کی تائید میں واضح ہے۔

ہاں! سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اطلاق یہ ہے کہ جو بعد میں مذکور ہوا وہ صغیرہ ہے یہ تو دیکھنے میں بھی ظاہر ہے، بے شک جب انہوں نے ان کو تین قسموں میں شمار کیا تو سب سے کم درجہ ان لوگوں کا ہے جو مکمل طور پر زکوٰۃ کے مالک ہو گئے لہٰذا اس صورت میں ان میں سے کسی کا نہ دینا بلاشبہ کبیرہ ہے اور اگر اس میں حصر کریں تو یہ مالک پر تمام کو گھیرنے کے وجوب کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مال پورا ادا کرے غور کرو کہ اس وقت روکنا صغیرہ ہوگا کیونکہ عمومی طور پر اس پر واجب ہے لیکن وہ مکمل طور پر مالک نہیں

ہوتے لہٰذا نہ دینا صغیرہ ہوگا کبیرہ نہیں اور علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام اسی حالت کے بارے میں ہے۔

صدقہ کے فضائل، اَحکام اور اقسام

میں نے اس سلسلے میں ایک کتاب تالیف کی ہے اس میں درج فضائل، احکام، فوائد اور فروع سے بے نیازی نہیں برتی جاسکتی، لہٰذا آپ پر اس کو اختیار کرنا لازم ہے۔ جان لیجئے کہ میں نے اس خاتمہ میں جو احادیثِ مبارکہ درج کی ہیں وہ تمام صحیح ہیں مگر کچھ احادیث حسن ہیں لہٰذا میں نے **مُخْرِجِیْن** کا ذکر بھی نہیں کیا۔

{7}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے حلال کمائی سے کھجور کے برابر صدقہ کیا اور چونکہ **اللہ** عزوجل حلال ہی قبول فرماتا ہے لہٰذا **اللہ** عزوجل اسے بھی برکت کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے لئے اس کی اسی طرح نشوونما فرماتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے (یعنی گھوڑی کے بچے) کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، الحدیث: ۱۴۱۰، ص ۱۱

{8}......ایک اور روایت میں ہے: ''جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ ایک لقمہ اُحد پہاڑ کی مثل ہوجاتا ہے، اور اس کی تصدیق **اللہ** عزوجل کی کتاب میں اس طرح ہے:

{۱}

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (پ۱۱، التوبۃ: ۱۰۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دستِ قدرت میں لیتا ہے۔

{۲}

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِؕ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب ترغیب فی الصدقۃ......الخ، الحدیث: ۱۲۷۱، ج ۱، ص ۴۰۷

{9}......رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صدقہ مال میں کوئی کمی نہیں کرتا، **اللہ** عزوجل عفو کے بدلے بندے کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو شخص **اللہ** عزوجل کے لئے عاجزی کرتا ہے **اللہ** عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ۶۵۹۲، ص ۱۱۳۰

{10}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور

بندہ جب صدقہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے ہی **اللّٰہ** عزوجل اس سے راضی ہو کر اسے قبول فرمالیتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۵۰، ج ۱۱، ص ۳۲۰)

{11}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ غنی ہونے کے باوجود اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے **اللّٰہ** عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۵۰، ج ۱۱، ص ۳۲۱)

{12}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہے: (۱) جو اس نے کھا کر فنا کر دیا (۲) جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور (۳) جو صدقہ کر کے محفوظ کر لیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن وجنة......الخ، الحدیث: ۷۴۲۲، ص ۱۱۹۱)

{13}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک کے ساتھ **اللّٰہ** عزوجل یوں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور **اللّٰہ** عزوجل کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا، جب وہ بندہ اپنی دائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی کچھ نظر آئے گا جسے اس نے آخرت کے لئے آگے بھیجا تھا اور جب وہ اپنی بائیں جانب نظر ڈالے گا تو اسے وہی نظر آئے گا جسے اس نے آگے بھیجا تھا، پھر جب وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے آگ کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا، لہٰذا آگ سے ڈرو اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقة ولو بشق......الخ، الحدیث: ۲۳۴۸، ص ۸۳۸)

{14}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو آگ سے بچائے اگرچہ ایک ہی کھجور کے ذریعے ہو۔''

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الفاتحة الکتاب، الحدیث: ۲۹۵۳، ص ۹۴۹)

{15}......شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۱۶، ص ۱۹۱۵)

{16}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''(۱) اے کعب بن عُجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! جس خون اور گوشت نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جہنم اس کا زیادہ حق دار ہے۔ (۲) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! لوگ دو طرح صبح کرتے ہیں ایک شخص اپنی جان کو آزاد کرانے میں صبح کرتا ہے اور اسے آزاد کرا لیتا ہے جبکہ ایک اسے ہلاکت میں ڈال کر صبح کرتا ہے۔ (۳) اے کعب بن عجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! نماز قربت یعنی نیکی ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پتھر پر برف پگھلتی

ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی فضل الصلوٰۃ، الحدیث:۶۱۴، ص ۱۷۰۶)

{17}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا اور بری موت سے بچاتا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۶۶۴، ص ۱۷۱۲)

{18}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل صدقے کے ذریعے بری موت کو 70 دروازے دور فرما دیتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی فی السخاء والصدقۃ، الفصل الاول، الحدیث: ۱۶۱۰۶، ج۶، ص۱۵۸)

{19}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جانے تک ہر شخص اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۳۳۵، ج۶، ص ۱۲۶)

{20}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''انسان 70 شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑا کر کوئی چیز صدقہ کرتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکاۃ، قسم الاقوال، الباب الثانی فی السخاء والصدقۃ، الفصل الاول، الحدیث: ۱۶۱۷۳، ج۶، ص ۱۶۵)

{21}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: ''کون سا صدقہ افضل ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تنگ دست کا حسبِ استطاعت صدقہ کرنا اور اپنے زیرِ کفالت لوگوں سے ابتداء کرنا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الرخصۃ فی ذالک، الحدیث: ۱۶۷۷، ص ۱۳۴۸)

{22}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے'' ایک شخص نے عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کیسے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک شخص کے پاس بہت سا مال ہو وہ اس میں سے ایک لاکھ 1,00,000 درہم صدقہ کرے اور ایک شخص کے پاس صرف 2 درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم صدقہ کرے۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب جھد المقل، الحدیث: ۲۵۲۹، ص ۲۲۵۱، "بتقدم وتأخر")

{23}......سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے کسی سائل کو خالی نہ لوٹاؤ اگرچہ بکری یا گائے کا ایک کُھر ہی ہو۔'' (صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب الامر باعطاء السائل، الحدیث: ۲۴۷۲، ج۴، ص ۱۱۱)

{24}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سات افراد ایسے ہوں گے جنہیں اللہ عزوجل عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا (پھر حدیثِ پاک بیان کی یہاں تک کہ فرمایا) اور وہ شخص جو صدقہ کرے تو اس طرح چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، الحدیث: ۱۴۲۳، ص ۱۱۲)

{25}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کے کام کرنا ناگہانی آفات سے بچاتا ہے، پوشیدہ صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔''

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۸۰۱۴، ج۸، ص ۲۶۱)

{26}......نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بھلائی کے کام ناگہانی آفات سے بچاتے ہیں، پوشیدہ صدقہ رب عزوجل کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے، ہر بھلائی صدقہ ہے، دنیا میں بھلائی پانے والے لوگ آخرت میں بھی بھلائی پانے والے ہوں گے اور دنیا میں بدکاری کے شکار لوگ آخرت میں برائی میں گرفتار ہوں گے اور بھلائی کرنے والے ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث: ۶۰۸۶، ج۴، ص ۳۱۱)

{27}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! صدقہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دوگنا، چار گنا اور اللہ عزوجل کے ہاں اس سے بھی زیادہ ہے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةًؕ (پ۲، البقرۃ: ۲۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھادے۔

دوبارہ عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو فقیر کو پوشیدہ طور پر دیا جائے یا تنگدست اپنی ممکنہ کوشش سے دے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْؕ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اگر خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر الحدیث: ۷۸۹۱، ج۸، ص ۲۲۶)

{28}......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کو لباس پہنایا جب تک اس میں سے کوئی دھاگا یا لڑی اس کے بدن پر رہے لباس پہنانے والا **اللہ** عزوجل کی حفاظت میں رہے گا۔''

(المستدرک ، کتاب اللباس، باب من کسامسلماً ثوباً ......الخ،الحدیث: ۷۴۹۹،ج۵،ص۷)

{29}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو لباس پہنائے **اللہ** عزوجل اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا، جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے **اللہ** عزوجل اسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پلائے **اللہ** عزوجل اسے مہر لگی ہوئی عمدہ لذیذ شراب پلائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۲،ص۱۳۴۸)

{30}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین پر صدقہ کرنے میں ایک ہی صدقہ ہے جبکہ رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔''

(جامع الترمذی، ابواب الزکاۃ ، باب ماجاء فی صدقۃ علی ذی القرابۃ،الحدیث: ۶۵۸،ص۱۷۱۱)

{31}......نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جائے۔'' (المسندللامام احمدبن حنبل ، الحدیث: ۱۵۳۲۰،ج۵،ص۲۲۸)

{32}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دودھ دینے والا جانور یا درہم ادھار دیئے یا کسی کو راستہ بتایا تو اس کا یہ عمل ایک جان آزاد کرنے کی طرح ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ ، باب ماجاء فی المنحۃ ، الحدیث: ۱۹۵۷،ص۱۸۴۸)

{33}...... نبیِّ کریم ، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر قرض صدقہ ہے۔''

(المعجم الاوسط،الحدیث:۳۴۹۸،ج۲،ص۳۴۵)

{34}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں نے معراج کی رات جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا: بے شک صدقہ (کا اجر) **10** گنا ہے جبکہ قرض (کا اجر) **18** گنا ہے۔''

(شعب الایمان للبیھقی،باب فی الزکاۃ،فصل فی القرض،الحدیث:۳۵۶۶،ج۳،ص۲۸۵)

{35}......حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دے تو وہ دونوں قرض اس کے لئے ایک مرتبہ صدقہ کرنے کی مثل شمار ہوتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب القرض ،الحدیث: ۲۴۳۰،ص۲۶۲۲)

{36}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تنگدست پر نرمی کی **اللہ** عزوجل دنیا وآخرت میں اس پر نرمی فرمائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن......الخ، الحدیث: ۶۸۵۳، ص ۱۴۷

کھانا کھلانے، پانی پلانے اور سلام کو عام کرنے کی فضیلت:

{37}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کون سا اسلام افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کہ تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو سب کو سلام کرو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، الحدیث: ۱۲، ص ۳

{38}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی، ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے ہر شئے کی حقیقت کے بارے میں بتائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' میں نے پھر عرض کی، ''مجھے ایسا کام بتائیے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''کھانا کھلاؤ، سلام عام کرو، صلہ رحمی کرو اور رات میں جبکہ لوگ سو رہے ہوں نماز ادا کیا کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب ارحموا اھل الارض یرحمکم......الخ، الحدیث: ۷۳۶۰، ج۵، ص ۲۲۲)

{39}......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رحمٰن عزوجل کی عبادت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الاطعمۃ، باب فی فضل اطعام الطعام، الحدیث: ۱۸۵۵، ص ۱۸۴۰

{40}......حضور نبی پاک، صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسکین مؤمن کو کھانا کھلانا رحمت ثابت کرنے والا عمل ہے۔'' (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب ترغیب المرأۃ فی الصدقۃ.....الخ، الحدیث: ۱۴۰۴، ج۱، ص ۴۴

{41}......سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور پانی پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا تو **اللہ** عزوجل اسے جہنم سے 7 خندقوں کی مقدار دور فرما دے گا جن میں سے ہر دو خندقوں کے درمیان 500 برس کی راہ ہو گی۔''

(المستدرک، کتاب الاطعمۃ، باب فضیلۃ اطعام الطعام، الحدیث: ۷۲۵۴، ج۵، ص ۷۸

{42}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: ''اے ابن آدم! مَیں بیمار ہوا مگر تُو نے میری عیادت نہیں کی۔'' بندہ عرض کرے گا: ''میں تیری عیادت کیسے کرتا تُو تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے؟'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہ کی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تُو نے مجھے نہیں کھلایا۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا تُو تو رب العالمین ہے؟'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تُو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اَجر میرے پاس پاتا؟ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تُو نے مجھے نہیں پلایا۔'' بندہ عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! میں تجھے پانی کیسے پلاتا تو تو رب العالمین ہے؟'' **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے نہیں پلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا؟''

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ٦٥٥٦، ص ١١٢٨)

{43}......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں تو انہوں نے مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری والدہ محترمہ وصیت کئے بغیر وفات پا گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے ایصالِ ثواب کروں تو کیا وہ صدقہ انہیں نفع دے گا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''ہاں اور تمہیں چاہئیے کہ پانی صدقہ کرو۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ٨٠٦١، ج٦، ص٧٧)

{44}......حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی، ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی پلانا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ التطوع، الحدیث: ٣٣٣٧، ج٥، ص ١٤٥)

{45}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے کنواں کھدوایا اس میں سے

جو پیاسے جگر والا جن، انسان یا پرندہ پئے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اسے اَجر عطا فرمائے گا۔''

(صحیح ابن خزیمه، کتاب الصلاۃ، باب فی فضل المسجد......الخ، الحدیث: ۱۲۹۲، ج۲، ص۲۶۹)

{46}......ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے گھٹنے پر موجود 7 سالہ ناسور کے بارے میں پوچھا کہ میں بہت سے طبیبوں سے علاج کرا چکا ہوں تو آپ نے اسے ایسی جگہ کنواں کھدوانے کا حکم دیا جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں اور اس سے ارشاد فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ جیسے ہی اس سے چشمہ پھوٹے گا تمہارا خون بند ہو جائے گا۔''

(شعب الایمان، کتاب الصلاۃ، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام الطعام......الخ، الحدیث: ۳۳۸۱، ج۳، ص۲۲۱)

{47}......سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میرے استاذ حاکم ابو عبداللہ ''صَاحِبُ الْمُسْتَدْرَک'' کے چہرے پر ایک پھوڑا نکل آیا، سال بھر علاج معالجہ جاری رہا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا تو عاجز آ کر استاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی کہ وہ جمعہ کے دن اپنی مجلس میں میرے لئے دعا فرمائیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی تو کافی لوگوں نے اس پر آمین کہی، اگلے جمعہ کو ایک عورت نے مجلس میں ایک خط بڑھایا اس میں لکھا تھا کہ میں نے گھر لوٹنے کے بعد اس رات حاکم کے لئے خوب دعا کی تو خواب میں مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو گویا ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''ابو عبداللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔'' پھر وہ رقعہ حاکم کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر حوض بنانے کا حکم دیا جب مزدور اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس میں پانی بھر کر برف ڈال دی اور لوگ اس میں سے پینے لگے ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے اور وہ ناسور ختم ہو گیا اور ان کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گیا اس کے بعد آپ کئی سال تک زندہ رہے۔ (المرجع السابق، ج۳، ص۲۲۲)

{48}......مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 عمل ایسے ہیں جو بندے کی موت کے بعد بھی جاری رہتے ہیں جبکہ وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے: (۱) جس نے علم سکھایا (۲) نہر جاری کی (۳) کنواں کھدوایا (۴) درخت لگایا (۵) مسجد بنائی (۶) ترکے میں قرآن یا (۷) نیک بچہ چھوڑا جو اس کی موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔'' (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب العلم، باب فیمن سن خیراً او غیرہ ......الخ، الحدیث: ۷۶۹، ج۱، ص۴۰۸)

{49}......حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میری والدہ محترمہ فوت ہو گئی ہیں لہٰذا کون سا صدقہ افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: ''هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ کنواں سعد کی والدہ ماجدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لئے ہے۔''[1] (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ص۱۳۴۸)

{50}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی صدقہ پانی سے زیادہ اجر والا نہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام الطعام و سقی الماء، الحدیث: ۳۳۷۸، ج۳، ص۲۲۱)

یعنی جس جگہ پانی کی احتیاج زیادہ ہو وہاں پانی سے زیادہ اجر والا کوئی صدقہ نہیں۔ یہ مضمون دیگر احادیثِ مبارکہ سے لیا گیا ہے اور اگر وہاں پانی سے زیادہ کسی اور چیز کی حاجت ہو تو اسے صدقہ کرنا افضل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

[1]: امیرِ اہلِ سنت امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''نماز کے احکام'' میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا کہ یہ کنواں ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے ہے، اس کے معنٰی یہ ہیں کہ یہ کنواں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایصالِ ثواب کے لئے ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا گائے یا بکرے وغیرہ کو بزرگوں کی طرف منسوب کرنا مثلاً یہ کہنا کہ ''یہ سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بکرا ہے۔'' اس میں کوئی حرج نہیں کہ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ یہ بکرا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ہے۔'' (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: ''نماز کے احکام، فاتحہ کا طریقہ، ص ۴۷۲ تا ۴۹۲)

کتاب الصیام

روزوں کا بیان

کبیرہ نمبر 140: ماہِ رمضان کا کوئی روزہ چھوڑدینا

کبیرہ نمبر 141: ماہِ رمضان کا کوئی روزہ توڑدینا

یعنی کسی عذر مثلاً سفراور مرض کے بغیر رمضان المبارک کا کوئی روزہ چھوڑ دینا یا کسی مفسدِ صوم چیز کے ذریعے روزہ توڑ دینا

{1}......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسلام کے کڑے اور دین کے 3 ستون ہیں جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، جس نے ان میں کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے اس کا خون حلال ہے: (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، (۲) فرض نماز اور (۳) رمضان المبارک کے روزے۔''

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی ، الحدیث: ۲۳۴۵،ج ۲،ص ۳۷۸)

{2}......جبکہ ایک اور روایت میں ہے:''جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا وہ **اللہ** عزوجل کا منکر ہے اور اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت مقبول نہیں اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصلوۃ ، باب الترھیب من ترک الصلوٰۃ......الخ ، الحدیث: ۸۲۱،ج ۱،ص ۵۹

{3}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کسی رخصت اور مرض کے بغیر رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑا وہ ساری زندگی کے روزے رکھے تب بھی اس کی کمی پوری نہیں کرسکتا۔''

(جامع الترمذی،ابواب الصوم ، باب ماجاء فی الافطارمتعمداً ،الحدیث: ۷۲۳،ص ۱۷۱۸

{4}......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:''جس نے رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ کسی عذر یا مرض کے بغیر توڑ دیا اگرچہ وہ ساری زندگی کے روزے رکھے اس کی کمی پوری نہیں کرسکتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب(۲۹) اذا جامع فی رمضان،ص ۱۵۱

{5}......حضرت سیدنا علی المرتضی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:''جس نے رمضان المبارک کے ایک دن کا روزہ توڑ دیا ساری زندگی کے روزے اس کی کمی پوری نہیں کرسکتے۔'' (المرجع السابق)

سیدنا امام نَخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں مبالغہ کرتے ہوئے رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑنے والے پر 3000 دنوں کے روزے واجب ہونے کا قول فرمایا، جبکہ حضرت سیدنا ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر رمضان المبارک کے ہر دن کے عوض 30 دن کے روزے واجب ہیں، حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ سیدنا ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہر دن کے عوض 12 دن کے روزے رکھنا واجب ہے۔'' جبکہ اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے: ''ہر دن کے بدلے ایک ہی روزہ کافی ہے اگرچہ وہ سال کے سب سے چھوٹے دن کا روزہ ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ **اللّٰہ** عزوجل کے فرمان سے ظاہر ہے:

فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ (پ۲، البقرۃ:۱۸۴) ترجمۂ کنزالایمان: تو اتنے روزے اور دنوں میں۔

{6}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس دو شخص آئے، انہوں نے مجھے میرے بازو سے تھاما اور ایک بلند پہاڑ کے پاس لے آئے اور بولے ''اوپر تشریف لے چلیں۔'' میں نے کہا: ''میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔'' وہ بولے: ''ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔'' لہٰذا میں اوپر چڑھنے لگا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے درمیان پہنچا تو خوفناک آوازیں آنے لگیں، میں نے پوچھا: ''یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یہ جہنمیوں کے چیخنے کی آوازیں ہیں۔'' پھر وہ مجھے لے کر ایسے لوگوں کے پاس آئے جو گُھٹنوں کے بل لٹکے ہوئے تھے، ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے پوچھا ''یہ لوگ کون ہیں۔'' جواب ملا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ افطار کرنے کا جائز وقت ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیتے تھے۔''

(صحیح ابن خزیمہ ، کتاب الصیام، باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت......الخ، الحدیث: ۱۹۸۶، ج۳،ص۲۳۷)

{7}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللّٰہ** عزوجل نے اسلام میں 4 چیزیں فرض فرمائی ہیں، جس نے ان میں سے 3 پر عمل کیا تو وہ اسے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ وہ ان تمام کو ادا نہ کرے: (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) رمضان المبارک کے روزے اور (۴) بیت اللہ شریف کا حج۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۷۸۰۴، ج۶،ص۲۳۶)

{8}......شَفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے حضر (یعنی قیام کی حالت) میں رمضان المبارک کا ایک روزہ افطار کیا اسے چاہئے کہ ایک گائے قربان کرے۔''

(سنن الدارقطنی ، کتاب الصیام ، باب القبلة للصائم، الحدیث :۲۲۸۵، ج۲،ص۲۴۲)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی تصریح کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور اس کی دلیل اوپر مذکور ہو چکی ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واجب جس کے وقت میں تنگی ہو یعنی جس کا کوئی مخصوص وقت مقرر ہو مثلاً منت کا روزہ تو اسے بھی بغیر عذر توڑ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

یاد رکھیں! اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کی وعیدوں کے روزے کی وعیدوں سے زیادہ آنے کی حکمت یہ ہے کہ کوئی شخص قدرت کے باوجود سستی کرتے ہوئے اسے ترک نہیں کرتا جبکہ اکثر لوگ نماز اور زکوٰۃ میں سستی کرتے ہیں حالانکہ وہی لوگ روزوں کی پابندی کرتے ہیں اس لئے آپ نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ روزہ رکھتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو رمضان المبارک کے علاوہ نماز پڑھتے ہی نہیں۔

کبیرہ نمبر142:

ماہِ رمضان کے قَضاء روزوں میں جان بوجھ کر تاخیر کرنا

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بھی بالکل ظاہر ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی صراحت کرتے ہوئے نہیں پایا کیونکہ یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ جو رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر چھوڑے وہ فاسق ہے اور اس پر فسق سے نکلنے کے لئے فوراً توبہ کرنا واجب ہے اور چونکہ قضاء کے بغیر توبہ درست نہیں ہوتی لہٰذا جب وہ کسی عذر کے بغیر اس میں تاخیر کرے گا تو فسق میں حد سے بڑھنے والا ہوگا اور فسق میں حد سے بڑھنا بھی فسق ہے پس واضح ہوا کہ یہاں تاخیر کرنا فسق ہے لہٰذا اس میں غور کر لو۔

یہی قاعدہ ہر اس واجب میں بھی جاری ہوگا جسے اس نے جان بوجھ کر ترک کر دیا ہو اور اس کی قضاء میں تاخیر کر دی ہو جیسے فرض نماز[1] اور وہ حج جسے اس نے فاسد کر دیا ہو اور اسے اس صورت پر جاری کرنا بھی بعید نہیں جب کہ وہ ایک ماہِ رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء دوسرے ماہِ رمضان المبارک تک مؤخر کر دے، اگرچہ اس نے وہ روزہ کسی عذر کی وجہ سے ترک کیا ہو کیونکہ ماہِ رمضان المبارک کی قربت کی وجہ سے اس کا وقت تنگ ہو جاتا ہے پھر میں نے علامہ ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی کتاب **ادب القضاء** میں میرے بیان کردہ مؤقف کی تصریح کی ہے کہ جن فرائض کا حکم دیا گیا ہے ان کو ترک کر دینا جب کہ وہ علی الفور واجب ہوں، کبیرہ گناہ ہے۔

﷽ ﷽ ﷽

---

[1]: احناف کے نزدیک اگرچہ نماز کی قضا میں جلدی کرنا واجب ہے، لیکن بچوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنے کی ذمہ داری کی وجہ سے اس میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ چنانچہ صدرالشریعہ، بدرالطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی **''بہار شریعت''** میں نقل فرماتے ہیں: ''جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر بھی جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا بھی پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں، قضا کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا۔'' (بہار شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶، ۲۷)

قضا نمازوں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ 4 اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف **نماز کے احکام** کے باب **''قضا نماز کا بیان''** کا مطالعہ کریں۔

کبیرہ نمبر143:

عورت کا شوہر کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

{1}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ ہی شوہر کی مرضی کے بغیر کسی کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے۔'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لاتأذن المرأة فی بیت ......الخ، الحدیث: ۵۱۹۵، ص ۴۴۹)

{2}......سیدنا امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''سوائے (ماہِ) رمضان المبارک کے (یعنی اس ماہ میں عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی روزہ رکھ سکتی ہے)۔'' (المسند للاما م احمد بن حنبل، مسند ابی هریره، الحدیث: ۹۷۴۰، ج۳، ص ۴۵۱)

{3}......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت رمضان المبارک کے علاوہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی دن کا روزہ نہ رکھے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی کراهیة......الخ، الحدیث: ۷۸۲، ص ۱۷۲۴)

{4}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے پھر اس کا شوہر اس کے ساتھ کسی کام (یعنی ہم بستری وغیرہ) کا ارادہ کرے لیکن وہ منع کر دے تو **اللہ** عزوجل اس عورت پر تین کبیرہ گناہ لکھتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۳، ج ۱، ص ۱۶)

{5}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عورت پر شوہر کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے پھر اگر اس نے ایسا کیا تو بھوکی پیاسی رہے گی اور اس کا روزہ قبول نہ ہوگا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة، الحدیث: ۷۶۳۸، ج۴، ص ۵۶۳)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے حالانکہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر یہ تیسری حدیثِ پاک کا بالکل صریح بیان ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ غریب ہونے کی وجہ سے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں تب بھی اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر ایک دوسرے حکم کی وجہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے جس کی طرف پہلی حدیثِ پاک میں ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے: ''عورت شوہر کی مرضی کے بغیر اس کے گھر میں کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔'' اور

اس حدیثِ پاک میں جس اَمر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ عورت کا روزہ وغیرہ پر مقدم حق یعنی وطی سے روکنے کے سبب شوہر کو ایذاء دینا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ شرعاً اس کے لئے وطی کرنا لازم ہو تو گناہ عورت پر ہو گا کیونکہ عام طور پر انسان عبادت کو باطل کرنے سے ڈرتا ہے جیسا کہ اس کی تصریح گزر چکی ہے اور جب وہ ڈرے گا تو عورت سے وطی کرنے سے رُک جائے گا اگرچہ اسے وطی کرنے کی ضرورت ہو پس یقیناً اسے شدید تکلیف پہنچے گی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے کے حق کو روکنے یا اس کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اس کو شدید تکلیف پہنچانا کبیرہ گناہ ہے پس جو میں نے ذکر کیا اس میں غور وفکر کریں اور حدیثِ پاک بھی یہاں اس مؤقف کو تقویت دے رہی ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر144: عیدین اور ایامِ تشریق[1] کے روزے رکھنا

{1}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''یومِ فطر، یومِ نحر اور ایامِ تشریق ہم مسلمانوں کی عیدیں ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الصیام، باب صیام ایام التشریق، الحدیث: ۲۴۱۹، ص ۱۴۰۲)

{2}......حضرت سیدنا نوح علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یومِ فطر اور قربانی کے دن کے علاوہ سارا سال روزے رکھے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الصیام، باب ماجاء فی صیام نوح علیه السلام، الحدیث: ۱۷۱۴، ص ۲۵۷۹

{3}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''2 دن روزہ رکھنا درست نہیں: (۱) قربانی کے دن اور (۲) رمضان المبارک کے بعد فطر کے دن۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تحریم صوم یومی العیدین، الحدیث: ۲۶۷۳، ص ۸۶۰

{4}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ان ایامِ تشریق میں روزے مت رکھا کرو کیونکہ یہ کھانے، پینے کے دن ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۱۶۰۳۸، ج۵، ص ۴۲۸، بدون ''یوم التشریق''

---

[1] احناف کے نزدیک: ''عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور ایّام تشریق (یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجۃ الحرام) کے روزے مکروہ تحریمی ہیں۔''

(ماخوذ از بهار شریعت، ج ۱، حصه ۵، ص ۵۰)

تنبیہ:

ان ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت پر بہت سی احادیثِ مبارکہ آئی ہیں جو اس بات کا احتمال رکھتی ہیں کہ ان ایام میں روزہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان میں روزہ رکھنے میں بندوں کا **اللہ** عزوجل کی ضیافت سے اعراض پایا جا رہا ہے۔

روزوں کے فضائلِ پر احادیثِ مبارکہ

میں نے اس کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''**اِتِّحَافُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ بِخُصُوْصِيَاتِ الصِّيَامِ**'' رکھا ہے اور یہ احادیثِ مبارکہ اس کتاب کا خلاصہ ہیں۔

{5}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''آدمی کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا۔'' اور روزہ ڈھال ہے (یعنی جہنم سے بچاتا ہے) لہٰذا جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ بیہودہ بات کرے نہ ہی چیخ و پکار کرے، پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا جھگڑا کرے تو اسے چاہئے کہ وہ کہہ دے: ''میں روزے سے ہوں۔'' اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں (حضرت سیدنا) محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو **اللہ** عزوجل کے نزدیک مُشک کی بُو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول انى صائم اذا شتم، الحديث: ۱۹۰۴، ص ۱۴۹)

{6}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: (۱) جب وہ افطار کرتا ہے تو (طبعی طور پر ایک عظیم عبادت کی تکمیل پر) خوش ہوتا ہے اور (۲) جب وہ اپنے رب عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے پر خوش ہوگا۔'' (یعنی عظیم ثواب ملنے پر خوش ہوگا، اسی لئے **اللہ** عزوجل نے یہ بتانے کے لئے روزے کی نسبت اپنی طرف فرمائی کہ غیر اس کا ثواب شمار نہیں کرسکتا)۔ (المرجع السابق، الحديث: ۱۹۰۴، ص ۱۴۹)

{7}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے ہر عمل

میں اضافہ ہوتا ہے ایک نیکی 10 سے 100 گنا تک بڑھادی جاتی ہے، اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے: مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، وہ میرے لئے اپنی خواہش اور کھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، الحدیث: ۲۷۰۷،ص ۸۶۲)

{8}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نزدیک مشک کی بُو سے زیادہ پاکیزہ ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم ، الحدیث: ۱۹۰۴،ص ۱۴۹،بدون "یوم القیامۃ

{9}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے رَیَّان کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا، پھر جب روزہ دار داخلِ جنت ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کبھی بھی کوئی اس میں سے داخل نہ ہو سکے گا اور جو اس میں سے داخل ہوگا وہ وہاں کے شربت پئے گا اور جو وہ شربت پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب الریّان للصائمین ، الحدیث: ۱۸۹۶،ص ۱۴۸،بدون"من دخل الی ابد

{10}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جہاد کرو غنیمت پاؤ گے، روزے رکھو تندرست ہو جاؤ گے اور (تجارت کے لئے) سفر کرو غنی ہو جاؤ گے۔'' (المعجم الاوسط،الحدیث:۸۳۱۲، ج۶، ص ۱۴۶)

{11}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''روزہ ڈھال ہے اور جہنم سے بچاؤ کے لئے بہترین قلعہ ہے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ،الحدیث: ۹۲۳۶، ج۳،ص ۳۶۷)

{12}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: روزہ اور قرآنِ کریم قیامت کے دن بندے کے لئے شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں نے اسے کھانے پینے اور خواہش سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' اور قرآنِ کریم عرض کرے گا: ''یارب عزوجل! میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشادفرماتے ہیں: ''ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمروبن العاص،الحدیث:۶۶۳۷، ج۲،ص ۸۶

{13 }......محبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''روزے کو خود پر لازم کر لو کیونکہ اس جیسا عمل کوئی نہیں۔''

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن ابی یعقوب......الخ،الحدیث: ۲۲۲۴،ص ۲۳۲)

{14 }......رحمتِ کونین، غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو بندہ راہِ خدا عزوجل میں ایک روزہ رکھتا ہے **اللہ** عزوجل اس ایک دن کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے 70 سال (کی مسافت) دور فرما دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ لمن یطیقہ ......الخ، الحدیث: ۲۷۱۱،ص ۶۲)

{15 }......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ایک دن راہِ خدا عزوجل میں روزہ رکھا **اللہ** عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان زمین وآسمان کے درمیانی فاصلے کی مقدار خندق کھود دے گا۔''

(جامع الترمذی، ابواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل الصوم فی سبیل اللہ ،الحدیث: ۱۶۲۴،ص ۸۱۹)

{16 }......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ایک دن راہِ خدا عزوجل میں روزہ رکھا جہنم اس سے 100 سال کی مسافت تک دور ہو جاتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۲۴۹، ج۲،ص ۲۶۸)

یہاں **اللہ** عزوجل کی راہ کے لشکر جہاد کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص ہے۔

{17 }......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''3 شخصوں کی دعا نہیں لوٹائی جاتی (ان میں سے ایک) افطار کرتے وقت روزہ دار بھی ہے۔''

{18 }......ایک اور روایت میں ہے:(۱) روزہ دار یہاں تک کہ وہ افطار کر لے (۲) انصاف پسند بادشاہ اور (۳) مظلوم کی دعا کو **اللہ** عزوجل بادل سے اوپر اٹھا لیتا ہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے:''مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب سبق المفردون......الخ،الحدیث:۳۵۹۸،ص ۲۰۲۲)

{19 }......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے (یعنی وہ **اللہ** عزوجل کی وحدانیت کی تصدیق کرتا اور اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو نیز اس کی رضا اور اس کے عظیم

انعامات کا طلب گار ہو) اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کرے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم ، باب من صام رمضان ایمانا ......الخ،الحدیث: ۱۹۰۱،ص۱۴۸ ،بتقدمٍ وتأخرٍ)

جبکہ ایک اور روایت میں اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کا تذکرہ ہے۔

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی هریرة،الحدیث: ۹۰۱۱،ج۳،ص۳۳۳)

{20}......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی حدود کی حفاظت کی (یعنی اس کی حرمت کا خیال رکھا) اور جن کاموں سے بچنا چاہئے ان سے بچتا رہا تو اس کے پچھلے گناہ مٹادیئے جائیں گے۔''

(تاریخ بغداد، باب الدال، دجی بن عبدالله ، الحدیث: ۴۴۹۶،ج۸،ص۳۸۷)

{21}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''5 نمازیں، جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان المبارک اگلے رمضان المبارک تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے بچا جائے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة ، باب الصلوٰات الخمس والجمعة ......الخ،الحدیث: ۵۵۲،ص۲۰ ۷)

{22}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''منبر کے قریب آجاؤ۔'' تو ہم منبر کے قریب حاضر ہوگئے، پھر جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب دوسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا:''آمین۔'' جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج ہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے کبھی نہ سنی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جبرائیل (علیہ السلام) نے میرے پاس حاضر ہوکر عرض کی:''جو رمضان المبارک کو پائے پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو تو وہ ہلاک ہو لہذا میں نے آمین کہی، جب میں نے دوسرے زینے پر قدم رکھا تو اس نے عرض کی:''جس کے سامنے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا ذکر ہو اور وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر درودِ پاک نہ پڑھے وہ ہلاکت میں مبتلا ہو تو میں نے کہا: آمین، جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو اس نے عرض کی:''جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر بھی انہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو وہ ہلاکت میں مبتلا ہو۔'' تو میں نے آمین کہی۔''

(المستدرک، کتاب البر والصلة،باب لعن الله العاق لوالدیه......الخ،الحدیث:۷۳۳۸،ج۵،ص۲۱۲)

ہزار مہینوں سے افضل رات

{23}......حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے شعبان المعظم کے آخری دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اے لوگو!** برکتوں اور عظمتوں والا مہینہ آ گیا ہے، وہ مہینہ کہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار **1000** مہینوں سے بہتر ہے، وہ مہینہ کہ جس کے روزے **اللہ** عزوجل نے فرض فرمائے ہیں اور اس کی رات میں قیام کو نفل (یعنی سنت) فرمایا ہے، جس نے اس مہینے میں کوئی نیک کام کیا گویا اس نے دیگر مہینوں میں فرض ادا کیا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دیگر مہینوں میں **70** فرائض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، یہ غمگساری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، اس مہینے میں جو کسی مسلمان کو روزہ افطار کرائے گا تو وہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوگا اور اس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد کر دی جائے گی، نیز اسے اس روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہو گی۔''

راوی فرماتے ہیں، ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک روزہ دار کو افطار کرانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل یہ ثواب اسے عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور، ایک گھونٹ پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے افطار کرائے گا، اس مہینے کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے نجات کا ہے، جو اس مہینے میں اپنے غلام پر تخفیف کرے گا **اللہ** عزوجل اس کی مغفرت فرما کر اسے جہنم سے آزاد فرما دے گا، اس مہینے میں **4** کاموں کی کثرت کرو: **2** خصلتیں ایسی ہیں کہ جن کے ذریعے تم اپنے رب عزوجل کو راضی کر سکتے ہو اور **2** خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے، وہ **2** خصلتیں جن کے ذریعے تم **اللہ** عزوجل کو راضی کر سکتے ہو: وہ (۱) **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کی گواہی اور (۲) **اللہ** عزوجل سے استغفار ہے، جبکہ وہ **2** خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے: وہ (۱) **اللہ** عزوجل سے جنت کا سوال کرنا اور (۲) جہنم سے اس کی پناہ چاہنا ہے اور جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کو سیراب کرے گا **اللہ** عزوجل اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔''

(صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصیام، باب فضائل شھر رمضان......الخ، الحدیث:۱۸۸۷، ج۳، ص۱۹۱)

{24}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ماہِ رمضان المبارک میں کسی روزہ دار کو حلال کمائی سے افطاری کرائی ملائکہ رمضان المبارک کی تمام راتوں میں اس کے لئے مغفرت

کی دعائیں کرتے ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام شبِ قدر میں اس سے مصافحہ فرماتے ہیں اور جس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ فرمائیں اس کا دل نرم ہوجاتا ہے اور اس کے آنسوؤں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔''

(شعب الایمان،باب فی الصیام،فصل فی من فطرصائما،الحدیث:۳۹۵۵،ج۳،ص ۴۱۹)

{25}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیوں سے باندھ دیا جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام،باب فضل شھررمضان،الحدیث:۲۴۹۵،ص ۸۵۰)

{26}......ایک اور روایت میں ہے:''شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب الصوم،باب ماجاء فی فضل شھررمضان، الحدیث:۶۸۲، ص ۱۷۱۴)

{27}......سرکارِ ابدِ قرار،شافعِ روزِشمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب ماہِ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پورا مہینہ اس کا ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پورا مہینہ اس کا ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا اور سرکش جنات کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہر رات فجر طلوع ہونے تک ایک منادی یہ نداء دیتا رہتا ہے:''اے خیر کے طلب گار! نیکی کو پورا کر (یعنی اللہ عزوجل کی اطاعت میں آگے بڑھ) اور خوش ہوجا اور اے بدی کے طلب گار! برائی میں کمی کر اور عبرت حاصل کر، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ جس کی مغفرت کی جائے؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ جس کی توبہ قبول کی جائے؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ جس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مراد مانگنے والا کہ جس کی مراد پوری کی جائے؟ اللہ عزوجل کی طرف سے رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے اور اللہ عزوجل عید کے دن سارے مہینے کے برابر گنہگاروں کو بخشش عطا فرماتا ہے یعنی تیس مرتبہ ساٹھ ہزار کی بخشش ہوتی ہے۔''

(شعب الایمان،باب فی الصیام،فضائل شھررمضان،الحدیث:۳۶۰۶،ج۳،ص ۳۰۴)

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کتاب الاعتکاف

اعتکاف کا بیان

کبیرہ نمبر145: **اعتکاف ترک کرنا**

کبیرہ نمبر146: **اعتکاف توڑنا**

کبیرہ نمبر147: **مسجد میں جماع کرنا**

یعنی (۱) اس نذر مانے ہوئے اعتکاف کو چھوڑ دینا کہ جس کو فوراً پورا کیا جانا لازمی ہو (۲) کسی مفسدِ اعتکاف کام کا مرتکب ہو کر اس کو توڑ دینا اور (۳) مسجد کی حرمت کو پامال کرنا خواہ کوئی غیرِ معتکف ہی کیوں نہ ہو۔

ان گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ممکن ہے، ان میں سے دو گناہوں کو تو رمضان المبارک وغیرہ میں گذشتہ ''وجوب اور وقت کی تنگی'' کے قاعدے پر قیاس کر کے کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے، جبکہ تیسرے کو کبیرہ گناہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اس کے مرتکب سے دین اور دینداری کو ہلکا جاننے کی شدید ترین برائی ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ مسجدیں ایسے کاموں سے پاک ہیں اور یہ بات پیچھے بیان ہو چکی ہے کہ مساجد کو گندگی سے آلودہ کرنا کفر ہے، لہٰذا اس میں جماع کرنا کبیرہ گناہ ہونا چاہئے کیونکہ اس میں نجاست آلودہ اشیاء کو مساجد کے قریب کر کے اس کی حرمت کو پامال کرنا پایا جاتا ہے۔

کتاب الحج

حج کا بیان

کبیرہ نمبر148: قدرت کے باوجود حج نہ کرنا

{1 }......حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو زادِ راہ اور **اللہ** عزوجل کے گھر تک پہنچانے والی سواری کا مالک ہو پھر بھی حج نہ کرے تو خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًاط (پ۴، اٰل عمران: ۹۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

(جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء من التغلیظ فی ترک الحج، الحدیث: ۸۱۲،ص ۱۷۲۸)

مذکورہ حدیثِ پاک اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے **شَرْحُ الْمُهَذَّب** میں کہا ہے، البتہ! حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ حدیثِ پاک صحیح سند سے مروی ہے،

{2 }......اسی لئے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان شہروں میں ان لوگوں کو (امیر بنا کر) بھیجوں جو جا کر استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تلاش کرکے ان پر جزیہ لازم کریں کیونکہ وہ مسلمان نہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ اٰلِ عمران، تحت الآیۃ: ۹۷، ج۲، ص۷۳)

ایسی باتیں چونکہ اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتیں، لہٰذا یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے، اسی وجہ سے میں نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے، اس حدیثِ پاک کو سیدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی روایت کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

{3 }......حضرت سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جسے کوئی ظاہری حاجت، سخت مرض یا ظالم بادشاہ نہ روکے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔''

(شعب الایمان، باب فی المناسک، الحدیث: ۳۹۷۹، ج۳، ص ۴۳۰)

اسلام کے 8 حصے ہیں:

{4 }......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اسلام کے 8 حصے ہیں: (۱) کلمہ ایک حصہ ہے (۲) نماز

ایک حصہ ہے (۳) زکوٰۃ ایک حصہ ہے (۴) روزہ ایک حصہ ہے (۵) حج ایک حصہ ہے (۶) نیکی کا حکم دینا ایک حصہ ہے (۷) برائی سے منع کرنا ایک حصہ ہے اور (۸) راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنا بھی ایک حصہ ہے اور جس کا کوئی حصہ نہیں وہ رسوا ہوگا۔''

(البحرالزخار بمسند البزار، مسند حذیفة بن الیمان، الحدیث: ۲۹۲۷، ج۷، ص ۳۳۰)

{5}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں کسی بندے کے جسم کو صحت مند بناؤں اور اس کی روزی میں وسعت عطا کروں پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری بارگاہ میں حاضر نہ ہو تو بے شک وہ محروم ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فی فضل الحج و العمرة، الحدیث: ۳۶۹۵، ج۶، ص ۹)

حضرت علی بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے چند دوستوں نے بتایا کہ حضرت حسن بن حی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ حدیثِ پاک بہت پسند تھی اور وہ اسی حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہوئے خوشحال شخص کے لئے یہ پسند کرتے تھے کہ وہ مسلسل پانچ سال حج ترک نہ کرے۔

{6}......حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حج نہ کرے نہ ہی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا۔'' ان سے کہا گیا: ''مہلت تو کفار مانگیں گے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: یہ بات **اللّٰہ** عزوجل کی کتاب میں ہے۔ چنانچہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ (پ۲۸، المنٰفقون: ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۶۳۵، ج۱۲، ص ۹۰)

حج ادا نہ کرنے والے کی محرومی:

{7}......حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے: ''میرا ایک مال دار پڑوسی مر گیا اس نے حج ادا نہیں کیا تھا تو میں نے اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھی۔''

(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الحج، باب فی الرجل یموت ولم یحج وھو موسر، الحدیث: ۴، ج۴، ص ۲۹۲)

تنبیہ:

اس گناہ کو علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صراحت کی وجہ سے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور اس کی دلیل سخت وعید ہے۔

سوال: قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے پر اس کی موت کے بعد فسق کا حکم لگانے کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: آخرت کے اعتبار سے تو بالکل واضح ہے جبکہ دنیوی احکام کے اعتبار سے اس کے چند فوائد ہیں کہ قدرت کے سالوں کے آخر میں اس کا فاسق ہو کر مرنا ظاہر جائے گا، اس صورت میں اس نے جو گواہی دی یا جو فیصلہ کیا اس کا باطل ہونا ظاہر ہو گا، نیز نابالغ بچوں کے نکاح کرانے اور ہر اس چیز کا معاملہ ہے جس میں عدالت شرط ہے کیونکہ قدرت کے سالوں میں سے آخری سال میں اس کے عمل کا باطل ہونا اس کی موت کے سبب ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ وہ عظیم فوائد ہیں جو وضاحت کے محتاج ہیں۔

﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾ ﴿ﷲ﴾

کبیرہ نمبر 149: احرام کھولنے سے پہلے اپنے اختیار سے جماع کرنا

یعنی حج یا عمرے کے دوران احرام کھولنے سے پہلے جان بوجھ کر اپنے اختیار سے جماع کرنا یعنی عضو تناسل کی سپاری یا اس کی مقدار، اگرچہ کٹے ہوئے عضو سے ہو، کسی (انسان یا چوپائے) کی فرج میں داخل کرنا[1]

اگرچہ میں نے اس کے بارے میں نہ تو کوئی وعید دیکھی ہے نہ ہی کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے ہوئے پایا

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**بہارِ شریعت**'' میں اس مسئلہ کی چند جزئیات نقل فرماتے ہیں، جو یہ ہیں: ''جانور یا مردہ یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا انزال ہو یا نہیں مگر انزال ہوا تو دم لازم......عورت نے جانور سے وطی کرائی یا کسی آدمی یا جانور کا کٹا ہوا آلہ اندر رکھ لیا حج فاسد ہو گیا......وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا اسے حج کی طرح پورا کر کے دم دے اور سالِ آئندہ ہی میں اس کی قضا کر لے، عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے......وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق و طواف سے پہلے کیا تو بُدنہ دے اور حلق کے بعد (کیا) تو دم اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں، طواف سے مراد اکثر ہے یعنی **چار** پھیرے ہیں۔'' (بہارِ شریعت، حصہ ۶، ص ۷۴، ۷۵)

ہے، مگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جماع کے ذریعے روزہ توڑنے کو کبیرہ گناہ قرار دینے پر قیاس کی وجہ سے، جماع کے ذریعے حج کے اَرکان فاسد کرنے کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے بلکہ اس کا کبیرہ ہونا اولیٰ ہے کہ روزہ دار جب جماع کے علاوہ کسی اور ذریعے سے روزہ فاسد کرے تو اس پر گناہ اور روزہ قضاء کرنے کے علاوہ کوئی اور چیز لازم نہیں ہوتی جبکہ یہاں اس پر گناہ اور فاسد کردہ عمل کی قضاء کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے اور وہ کفارہ ایک اونٹ ذبح کرنا ہے جو کہ پورے پانچ سال کا ہوتا ہے اگر وہ اس سے عاجز ہو تو ثنیہ گائے ذبح کرے جو کہ پورے دو سال کی ہوتی ہے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو سات جذعہ بکریاں ذبح کرے جذعہ ایک سالہ بکری کو کہتے ہیں، جبکہ ثنیہ دو سالہ بکری کو کہتے ہیں، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ایک بدنہ (یعنی قربانی کے جانور) کی قیمت سے اتنی گندم خریدے جتنی فطرے میں کفایت کرتی ہے اور اسے صدقہ کر دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ہر مد یعنی تقریباً 2 کلو 25 گرام کے عوض میں ایک روزہ رکھے اور فساد پورا کرے اور حرم میں روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 150:

مُحْرِم کا شکار کرنا

یعنی محرم کا حج یا عمرے کے دوران کھائے جانے والے جنگلی شکار کو قتل کرنا، اگرچہ وہ مخلوق سے مانوس ہو یا ان صفات میں سے کسی ایک صفت کے حامل جانور کو جان بوجھ کر اختیار سے قتل کرنا۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (پ۷، المآئدۃ:۹۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں کے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اَب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

تنبیہ:

اس آیتِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے بھی اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کی ہے، انہوں نے یہاں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ جس نے شکار کو قتل کیا وہ فاسق ہو جائے گا کیونکہ اس نے ایک قابلِ احترام جانور کو بلاضرورت قتل کیا، مگر اس میں کلام ہے اور میں نے اس کی تفصیل کتاب ''**الایضاح**'' کے حاشیہ میں ذکر کر دی ہے۔

ظاہر یہی ہے کہ احرام میں دیگر ممنوع افعال کبیرہ گناہ نہیں کیونکہ جس نے یہ کہا کہ یہ عمل کبیرہ گناہ ہے اس نے اس کے احرام کے محرمات میں سے ہونے کا لحاظ نہیں کیا بلکہ اس بات کا لحاظ کیا کہ اس شخص نے ایک قابلِ احترام جانور کو بلاضرورت قتل کیا ہے، البتہ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ محرم کا ایسے جانور کو کسی قسم کی ایسی ایذاء دینا جس کو وہ عادۃً برداشت نہیں کر سکتا، کبیرہ گناہ ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 151: شوھر کی اجازت کے بغیر احرام باندھنا

یعنی بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج یا عمرے کا احرام باندھنا اگرچہ وہ شوہر کے گھر سے باہر نہ بھی نکلے۔

اسے گذشتہ تفصیلی بحث یعنی عورت کے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنے، پر قیاس کرتے ہوئے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے بلکہ مدت کی طوالت، سفر پر مرد سے دور جانے اور اس کی بے عزتی ہونے کی وجہ سے اس کا کبیرہ ہونا روزے سے زیادہ اَولیٰ ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر152: **بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا**

{1}......ایک شخص نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''9 ہیں:(۱)**اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا (۳) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۷) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا (۸) جادو کرنا اور (۹) تمہارے قبلے یعنی بیت الحرام کے زندوں اور مردوں کو حلال ٹھہرانا۔'' (المستدرک، کتاب الایمان ،باب الکبائر تسع ، الحدیث: ۲۰۴ ، ج ۱ ، ص ۲۳۳،بدون "عمل السحر"'')

(المعجم الکبیر،الحدیث: ۱۰۱ ،ج۱۷ ،ص۴۸)

{2}......ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم، شفیع معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کبیرہ گناہ 9 ہیں:(۱) ان میں سب سے بڑا گناہ **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے اور (۲) کسی مؤمن کو (ناحق) قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا (۶) جہاد کے دن میدان سے فرار ہونا (۷) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۸) بیت الحرام کو حلال ٹھہرانا بھی کبیرہ گناہ ہیں۔'' (شاید یہاں کتابت کی غلطی کی وجہ سے ایک گناہ رہ گیا)

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب الشھادات ، باب من تجوز شھادتہ ......الخ ،الحدیث: ۲۰۷۵۲ ، ج۱۰ ، ص ۱۴

کبیرہ نمبر153: **حرم مکہ میں بے دینی پھیلانا**

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۠ ○ (پ۱۷،الحج:۲۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

{1}......ابن ابی حاتم سے مروی ہے:''یہ آیتِ مبارکہ عبداللہ بن اُنَیْس کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کے ساتھ ایک مہاجر اور ایک انصاری کو بھیجا تو وہ اپنے نسب پر فخر کرنے لگے ابن اُنَیْس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا، پھر مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔'' (الدرالمنثور،سورۃ الحج،تحت الآیۃ:۲۵،ج۶،ص۲۷)

اِلْحَاد اور ظُلْم کی وضاحت:

☆......**اِلْحَاد** کا معنی بالقصد پھرنا ہے۔

☆......مفسرین کا اس میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے: ''اس سے مراد شرک ہے۔'' اور یہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی دو روایتوں میں سے ایک ہے اور یہی حضرت سیدنا مجاہد، سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اور بہت سے اَکابر کا قول ہے۔

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی دوسری روایت میں ہے: ''اس سے مراد یہ ہے کہ تم حرم میں ایسے شخص کو قتل کرو جو تمہیں قتل نہیں کرتا یا اس پر ظلم کرو جو تم پر ظلم نہیں کرتا۔''

(تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۱۹ ، ج۹، ص ۱۳۱ ،بدون ''ھو ان تقتل فیہ'')

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ بھی منقول ہے: ''**اِلْحَاد** یہ ہے کہ جس گفتگو یا قتل کو **اللہ** عزوجل نے حرام کیا ہے اُسے حلال جاننا پس تو اس پر ظلم کرے جو تجھ پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو قتل کرے جو تجھے قتل نہیں کرتا، لہٰذا جب تو نے ایسا کیا تو دردناک عذاب کا مستحق ہو گیا۔'' (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۱۹ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے مروی ہے: ''ظلم سے مراد حرم میں برا عمل ہے۔''

(تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۰ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا سعید بن جبیر، جندب بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہما وغیرہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِلْحَاد** سے مراد مکہ میں کھانا ذخیرہ کرنا ہے۔'' گویا انہوں نے اس کو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اس قول سے لیا کہ ''کھانے کو ذخیرہ کرنے کے بعد مکہ میں فروخت کرنا'' جیسا کہ **اِلْحَاد** کا ظاہری معنی ہے۔ (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۶ ، ج۹، ص ۱۳۱)

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا قول ہے: ''خادم کو گالی دینا ظلم ہے۔''

☆......حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان ہے: ''اس آیت میں ظلم سے مراد امیر کا مکہ میں تجارت کرنا ہے۔''

☆......حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِلْحَاد** سے مراد باہمی خرید و فروخت میں آدمی کا یہ کہنا: ''نہیں، خدا کی قسم! ہاں، کیوں نہیں، خدا کی قسم!'' (تفسیر الطبری ، سورہ حج ،آیت ۲۵ ،الحدیث: ۲۵۰۲۷ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے دو خیمے تھے، ایک حل میں اور دوسرا حرم میں، جب آپ اپنے گھر والوں سے ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتے تو حل میں ناراض ہوتے، آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ مکۂ پاک میں **اِلْحَاد** سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے گھر والوں سے کہے: ''خدا کی قسم! ہرگز نہیں، خدا کی قسم! ہاں، کیوں نہیں۔'' (تفسیر الطبری، سورہ حج، آیت ۲۵، الحدیث: ۲۵۰۲۸، ج ۹، ص ۱۳۱)

☆...... حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''**اِلْحَاد** سے مراد یہ ہے کہ حرم میں بغیر احرام والے کا داخل ہونا اور احرام کی ممنوعات: درخت کاٹنے یا شکار کرنے میں سے کسی کا ارتکاب کرنا۔''

☆...... یہاں **ظُلْم** کے لفظ کا فائدہ یہ ہے کہ یہاں پر **اِلْحَاد** اپنے اصلی معنی میں نہیں اور اس کا اصلی معنی مطلقاً میلان ہے۔ بے شک یہ کبھی حق کی طرف اور کبھی باطل کی طرف ہوتا ہے، یہاں اس سے مراد ایسا میلان ہے جو ظلم کے ساتھ ملا ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ اصل میں ظلم تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو شامل ہے، ہر قسم کی نافرمانی، اگرچہ گناہِ صغیرہ ہی ہو، ظلم کہلائے گی کیونکہ ظلم یہ ہے کہ کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا۔ **اللہ** عزوجل کا فرمان ذیشان رہنمائی فرماتا ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ (پ۲۱، لقمٰن:۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

پس **عَظِیْم** کی قید لگانے سے شرک کے علاوہ بقیہ سب کبیرہ گناہ اس سے خارج ہو گئے اور وہ بھی ظلم ہیں لیکن شرک کی طرح عظیم نہیں اگرچہ فی نفسہ عظیم ہیں، اور **اللہ** عزوجل کا فرمان **نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ** مذکورہ **اِلْحَاد** پر مرتب ہونے والی وعید کا بیان ہے۔

اس سلسلے میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول لیا گیا ہے: ''بے شک برائیاں مکہ میں دُگنی ہوتی ہیں جیسا کہ یہاں نیکیاں دُگنی ہوتی ہیں۔'' اور انہوں نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے: ''دُگنا ہونے سے مراد برائی کی قباحت اور عذاب کی زیادتی ہے نہ کہ وہ زیادتی جو نیکیوں میں ہوتی ہے۔'' کیونکہ نصوص صراحت کرتی ہیں کہ برائی پر اس کی مثل ہی جزاء متعین ہوتی ہے، لیکن سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے کلام کا ظاہر حقیقی طور پر دُگنا ہونے کا قول ہے اور وہ اس کے اِستثناء پر قائم دلیل کی وجہ سے اسے نصوص سے **مُسْتَثْنٰی** قرار دیتے ہیں، اگر وہ دُگنا ہونے کے حقیقی معنی کے قائل نہ ہوتے تو جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کے مخالف ہوتے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مکہ میں نافرمانی اس کے علاوہ جگہوں سے زیادہ قبیح ہے۔

اس کی دلیل کہ حرم کی خصوصیت کی وجہ سے اس میں ارادہ ہی کافی ہے، حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف ومرفوع روایت ہے جو **اللہ** عزوجل کے اس فرمان کے مشابہ ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ (پ۱۷، الحج:۲۵) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

{2}......حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان ہے: ''اگر کسی آدمی نے حرمِ پاک میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کیا اور وہ عدن سے بھی دور ہو پھر بھی **اللہ** عزوجل اسے دردناک عذاب چکھائے گا۔''

(تفسیر الطبری، سورہ حج، تحت الآیۃ:۲۳، الحدیث:۲۵۰۲۲۳، ج۹، ص ۱۳۱، ملخصاً)

{3}......سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے انہی سے روایت کیا: ''جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے اگرچہ کوئی آدمی عدن سے بھی دور ہو اور ارادہ کرے کہ بیت اللہ شریف میں فلاں آدمی کو قتل کرے گا تو **اللہ** عزوجل اسے دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔''

(تفسیر الطبری، سورۂ حج، تحت الآیۃ:۲۵، الحدیث:۲۵۰۲۲، ج۹، ص ۱۳۱)

تنبیہ:

حرم کو حلال سمجھنا اور **اِلْحَاد** دو الگ الگ کبیرہ گناہ ہیں جو کہ دو احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہیں، سیدنا ابو القاسم بغوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کو نقل کیا ہے کہ،

{4}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) پاکدامن عورت پر تہمت لگانا (۳) مؤمن کو قتل کرنا (۴) جنگ سے بھاگ جانا (۵) جادو (۶) سود کھانا (۷) یتیم کا مال کھانا (۸) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا اور (۹) بیت الحرام میں **اِلْحَاد** کرنا جو کہ تمہارا زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی قبلہ ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱، ج۱۷، ص۴۸)

گذشتہ حدیثِ پاک میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''اِستحلال'' لفظ ذکر کرنے اور یہاں پر ''اِلحاد'' سے تعبیر فرمانے سے دونوں کا ایک معنی ہونے کا احتمال ہے جو کہ آیتِ مبارکہ میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے سے مراد حرم کو حلال سمجھنا ہے اگرچہ وہ حرم میں نہ ہو اور دوسرے سے مراد حرم میں گناہ (یعنی نافرمانی) کرنا ہے اور یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں اس کی طرف سیدنا جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اشارہ کیا ہے پھر چند لائنوں کے بعد فرمایا: اور حرم میں **اِلْحَاد** (یعنی جھگڑا) کرنا اور آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: ''چودھواں گناہ بیت الحرام میں جھگڑا کرنا اگرچہ جان بوجھ کر کرے۔'' کیونکہ **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۠ ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

(پ۱۷، سورۃ الحج:۲۵)

آیتِ کریمہ کو مطلق لینے سے اس چیز کی تائید ہوتی ہے کہ حرم مکہ میں ہر گناہ کبیرہ ہے چنانچہ،

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''بے شک ظلم ہر نافرمانی کو شامل ہے۔''

(تفسیر الطبری ، سورۂ حج ،تحت الآیة:۲۵ ،الحدیث:۲۵۰۲۹ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......حضرت سیدنا ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے گزرا ہے کہ ''خادم کو گالی دینا یا اس سے زیادہ کچھ کہنا ظلم ہے۔''

☆......سیدنا عطاء، ابن عمر اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول: ''نہیں! خدا کی قسم، ہاں! خدا کی قسم۔'' یعنی جھگڑتے ہوئے جھوٹی قسم کھانا۔ اور سیدنا عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی منقول ہے: ''بغیر احرام کے حرم میں داخل ہونا۔''

(تفسیر الطبری ، سورۂ حج ،تحت الآیة:۲۵ ،الحدیث:۲۵۰۲۷ ، ج۹، ص ۱۳۲)

☆......اللہ عزوجل کے فرمان ''بظلم'' کے بارے میں مفسرین کی ایک جماعت کا قول جیسا کہ گزرا ہے کہ حضرت سیدنا ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اس سے مراد خادم کو گالی دینے کی طرح ہے۔

☆......اس سے بھی قوی روایت یعلی بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حرم میں کھانا روک لینا ظلم ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک ،باب تحریم مکة ،الحدیث:۲۰۲۰، ص ۱۳۷۲)

☆......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے روایت بیان کی کہ ''مکہ میں کھانا روک لینا ظلم ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی ان یحب المسلم ......الخ،فصل ترک الاحتکار،الحدیث: ۱۱۲۲۱، ج۷،ص۵۲۷)

اس ساری بحث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ یہ تمام صورتیں اِلحاد کی جزئیات میں سے ہیں، پس اِلحاد مکہ میں کھانا روکنے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ہر ایک نافرمانی کو شامل ہے جبکہ ارادہ کے ساتھ کرے۔

پھر میں نے محدثین میں سے بعض کو دیکھا جب انہوں نے اکثر سابقہ احادیثِ مبارکہ ذکر کیں تو فرمایا کہ یہ احادیثِ مبارکہ اگرچہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ اشیاء اِلحاد میں سے ہیں لیکن وہ ان سے عام ہے اور بے شک یہ تنبیہ ہے کہ وہ اس سے بھی غلیظ گناہ ہے۔

اسی لئے جب ہاتھی والے لشکر نے بیت اللہ شریف کو برباد کرنے کا عزم کیا تو **اللہ** عزوجل نے ان پر پرندوں کی فوجیں بھیجیں:

تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (پ۳۰،سورۃ الفیل:۴،۵)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ)۔

یعنی **اللہ** عزوجل نے انہیں تباہ کر دیا اور انہیں عبرت بنا دیا اور جو برائی کا ارادہ کرے اس کے لئے عبرت ناک سزا بنا دیا اور عنقریب وہ اس لشکر کے ساتھ آئے گا جو حرم پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے کہ ان کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

{5}......سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: ''اے ابن زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! بیت اللہ شریف میں فساد کرنے سے بچو، بے شک میں نے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''قریش کا ایک آدمی بیت اللہ شریف میں فساد کرے گا اگر اس کے گناہ جن وانس کے گناہوں کے ساتھ تولے جائیں تو بھی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے، لہٰذا غور کر ایسا نہ کر۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل ، مسند عبداللہ بن عمربن الخطاب ، الحدیث: ۶۲۰۸، ج ۲ ، ص ۹۹)

{6}......ایک دوسری روایت حضرت سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بھی ہے کہ وہ حضرت سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے جبکہ وہ حجرِ اسود کے پاس تھے اور ارشاد فرمایا: ''اے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما! حرم میں اِلْحاد سے بچو، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، اور اس کے بعد گزشتہ روایت ذکر کی۔ (المسندللامام احمد بن حنبل ، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۶۴، ج ۲، ص ۶۸۲)

مکہ شریف میں صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہوتے ہیں:

جو گناہ غیرِ مکہ میں صغیرہ ہوتے ہیں وہ مکہ شریف میں ان پر مرتب ہونے والی شدید سزا کی وجہ سے کبیرہ کہلائیں گے کیونکہ یہاں محل کا اعتبار ہے نہ کہ ذات کا، اس وقت کبیرہ گناہ فسق اور عدالت میں نقص کا موجب بھی نہ ہوں گے کیونکہ اس سے عمومیت کا قول ممکن نہیں ورنہ اہلِ حرم میں سے کوئی بھی عادل نہ رہے گا، کیونکہ صغیرہ اور ناپسندیدہ حقیر گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے اور اس بات پر جدید وقدیم علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ اہلِ حرم عادل ہیں باوجود اس کے کہ ان کے صغیرہ گناہوں کے ارتکاب کا سب کو علم ہے کیونکہ مکمل طور پر بچنا اور محفوظ رہنا مشکل ہے پس اس کو کبیرہ گناہ شمار کرنے کی تاویل متعین ہوگئی، کیونکہ جس نے اسے کبیرہ شمار کیا ممکن نہیں کہ اس کی مراد یہ ہو کہ حرم میں کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ یہ فسق ہے اور غیر حرم میں بھی کبیرہ گناہ ہے، تو اس صورت میں حرم کی کیا فضیلت رہی پس اس سے مراد یہ ہے کہ غیر مکہ میں صغیرہ گناہ مکہ میں کبیرہ ہے اور یہ ظاہراً محال ہے جیسا کہ آپ جان چکے ہیں پس تاویل متعین ہوگئی۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کبیرہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ جس میں شدید وعید آئی ہو اور یہ تو حرم میں کئے

جانے والے صغیرہ کو بھی شامل ہے؟

جواب: تو میں کہوں گا کہ سزا کو اس گناہ پر محمول کرنا بعید نہیں جس کے ذاتی طور پر قبیح ہونے کی وجہ سے اس پر وعید مرتب کی گئی نہ کہ اس کے محل کے شرف کی وجہ سے اور جو ہم نے مجبوراً یہ تاویل کی پس تاویل کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔

اَمرد کو دیکھنے سے آنکھیں اُبل پڑیں:

آپ نافرمانی کے قبیح ہونے اور سزا کے جلدی ہونے کے بارے میں اگرچہ گناہِ صغیرہ ہو، جانتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کسی اَمرد (یعنی خوبصورت لڑکے) یا عورت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑیں۔

اَجنبی عورت سے ہاتھ چمٹ گیا:

بعضوں نے اپنے ہاتھ کو کسی عورت کے ہاتھ پر رکھا تو ان دونوں کے ہاتھ چمٹ گئے اور لوگ انہیں جدا کرنے میں ناکام ہوگئے، یہاں تک کہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ وہ عہد کریں کہ ایسی نافرمانی کا ارتکاب کبھی نہیں کریں گے اور **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑا کر صدقِ دل سے توبہ کریں، پس انہوں نے ایسا کیا تو **اللہ** عزوجل نے انہیں چھٹکارا عطا فرمایا۔ اور اساف اور نائلہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے زنا کیا تو **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کا چہرہ مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔

تم یہ دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ کہ کوئی شخص نافرمانی کا مرتکب ہونے کے باوجود ابھی تک صحیح وسالم ہے اور اسے جلدی سزا نہیں ملتی، عقل مند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے نفس پر غرور کرے، اپنے نفس پر غرور کرنے والا اچھا نہیں اگرچہ وہ سلامت رہے اور اکثر **اللہ** عزوجل تمہارے لئے سزا کو جلدی مقدر کر دیتا ہے جبکہ دوسروں کے لئے نہیں کیونکہ اُسے اس سے روکنے والا کوئی نہیں کہ کبھی بہت شنیع وقبیح چیز کے ساتھ جلدی سزا ہو جاتی ہے یعنی دل کا مسخ ہونا، بارگاہِ حق میں حاضری سے دوری، ہدایت کے بعد گمراہی اور بارگاہِ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اعراض کرنا۔

اَجنبی عورت کا بوسہ لینے سے چہرہ مسخ ہوگیا:

تحقیق اسی طرح میرے جانے پہچانے ایک شخص سے ہوا، وہ اچھی شکل وصورت والا اور مکمل طور پر تندرست وتوانا تھا، لیکن وہ پھسل گیا اور اُس نے حجرِ اسود کے پاس ایک عورت کو بوسہ دیا، پھر اس حکایت کی سچائی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس کا چہرہ

مکمل طور پر مسخ ہو گیا، وہ جسم، بدن، عقل اور کلام کے اعتبار سے بوسیدہ اور قبیح شکل وصورت والا ہو گیا۔ ہم بھٹکنے سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور **اللہ** عزوجل سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں مرتے دم تک آزمائشوں سے بچائے، بے شک وہ سب سے زیادہ کریم ورحیم ہے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

مجھے ایک جاننے والے کے بارے میں یہ بات معلوم ہوئی کہ اس سے مسجد حرام میں برا فعل سرزد ہو گیا تو اسے جلد ہی جسمانی اور دینی طور پر شدید سزا دی گئی۔ اسی طرح ایک اور جماعت کے بارے میں بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اگر مقام کی تنگی، رسوائی کا خوف اور ستر پوشی مقصود نہ ہوتی تو میں ان کے احوال تفصیل سے لکھتا لیکن اشارہ عبارت سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

اور بے شک اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ اکثر اوقات انسان دھوکا کھا جاتا ہے اور وہ ظاہری طور پر سزا کے جلدی نہ ہونے کی وجہ سے گمان کرتا ہے کہ سزا جلدی نہیں ہوتی، لیکن ایسا نہیں ہے جیسے اس کا گمان ہے بلکہ سرکشی کرنے والے یا بے خوف ہو کر گناہوں کا ارتکاب کرنے والے کو لازماً ظاہری یا باطنی طور پر جلدی سزا مل جاتی ہے، یہ آخرت کے عذاب سے پہلے ہے جس کے عظیم ہونے کی طرف **اللہ** عزوجل نے اشارہ فرمایا ہے بلکہ دنیا کے عذاب کی شدت کی طرف بھی **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کے ساتھ اشارہ فرمایا: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ: ۱۷، الحج: ۲۵)

حرم اور اہل حرم کے فضائل

حرمِ پاک پر روزانہ 120 رحمتوں کا نزول:

{7}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل حرم پاک کی مسجد پر روزانہ دن اور رات میں **120** رحمتیں نازل فرماتا ہے ان میں سے **60** طواف کرنے والوں کے لئے، **40** نمازیوں کے لئے اور **20** مسجد حرام کی زیارت کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۷۵، ج ۱۱، ص ۱۵۲)

حرمِ پاک میں ایک نماز کا ثواب:

{8}...... بہت سی صحیح احادیثِ مبارکہ میں وارد ہے نیز ہم نے ''الایضاح'' کے حاشیہ میں بھی صریح طور پر نقل کیا ہے کہ ''مسجدِ حرام میں ایک نماز پڑھنا مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مسجدِ اقصیٰ کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک کھرب نمازیں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ مسجدِ

نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں ایک نماز پڑھنے کی فضیلت مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے سے 1000 گنا زیادہ ہے اور مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں 500 نمازوں کے برابر ہے۔'' (فتح الباری لابن حجر عسقلانی، تحت الحدیث: ۱۱۹۰، ج۳، ص۵۹، مفھوماً)

بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ثواب 1000 گنا:

{9}......ایک اور روایت میں ہے: ''بیت المقدس میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں 1000 نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔''

(کشف الخفاء، حرف الباء الموحدۃ، تحت الحدیث: ۹۲۷، ج۱، ص۲۶۰)

{10}......جبکہ ایک صحیح روایت میں ہے: ''مسجدِ حرام میں نماز پڑھنا مسجدِ نبوی شریف میں ایک لاکھ 1,00,000 نمازیں پڑھنے کے برابر ہے۔''

ان سب کو ضرب دینے سے حاصلِ ضرب ایک کھرب ہوا، اس فضل کی وسعت میں غور کریں اور میں نے کسی کو اس بات پر آگاہ نہیں پایا۔

بیت اللہ شریف کا شِکوہ:

{11}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک کعبہ کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس نے شکوہ کرتے ہوئے عرض کی: ''یارب عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہو گئے ہیں۔'' تو **اللہ** عزوجل نے وحی فرمائی: ''میں خشوع وخضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تمہارا اس طرح مشتاق ہو گا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی مشتاق ہوتی ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۰۶۶، ج۴، ص۳۰۵)

مکہ میں رمضان المبارک گزارنے کی فضیلت:

{12}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکہ میں رمضان المبارک گزارنا غیر مکہ میں 1000 رمضان المبارک گزارنے سے افضل ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، فی فضائل الامکنۃ والا زمنۃ، الحدیث: ۳۴۶۳۸، ج۱۲، ص۹۰)

{13}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مکہ میں رمضان المبارک کو پایا پھر اس کے روزے رکھے اور جتنا ہو سکا اس کی راتوں میں قیام کیا تو **اللہ** عزوجل اس کے لئے دیگر مقامات پر 1000 رمضان المبارک گزارنے کا ثواب لکھے گا اور **اللہ** عزوجل اس کے لئے روزانہ دن اور رات میں ایک ایک غلام آزاد

کرنے اور **اللہ** عزوجل کی راہ میں دوسواروں کو سواری دینے اور دن اور رات میں ایک ایک نیکی کا ثواب لکھے گا۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب المناسک، باب صوم شهر رمضان بمكة،الحديث: ۳۱۱۷ ، ص ۲۶۶

کعبہ کو بَیْتُ الْعَتِیْق کہنے کی وجہ:

{14}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کعبہ کو **بَیْتُ الْعَتِیْق** اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ **اللہ** عزوجل نے اسے ظالم وجابر لوگوں سے آزاد فرما دیا ہے، اسی لئے اس پر کبھی کوئی ظالم قابض نہیں ہوا۔''

(شعب الايمان ، باب فی المناسک ، حديث الكعبة و المسجد الحرام ، الحديث: ۴۰۱۰ ، ج۳ ، ص ۴۳

زمین کا سب سے پہلا ٹکڑا اور پہاڑ:

{15}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''زمین میں سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا ٹکڑا رکھا گیا، پھر اس سے دوسری زمین پھیلائی گئی اور سطحِ زمین پر **اللہ** عزوجل نے سب سے پہلے جو پہاڑ رکھا وہ جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْس ہے پھر اس سے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا۔'' (المرجع السابق، الحديث: ۳۹۸۴ ، ج۳ ، ص ۴۳۲)

شہروں کی اصل:

{16}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''مکہ مکرمہ **اُمُّ الْقُرٰی** یعنی تمام شہروں کی اصل ہے۔'' (الكامل فی ضعفاء الرجال ،رقم: ۵۴۶ ،حسام بن مصك بن ظالم ......الخ، ج۳، ص ۳۶۳)

قبلہ کی تعظیم پر انعام:

{17}......مَحْبوبِ رَبُّ الْعٰلَمِین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو قبلہ کی تکریم کرے گا **اللہ** عزوجل اسے عزّت دے گا۔''

(كنزالعمال ، كتاب الفضائل ، فی فضائل الامكنه و الازمنة ، الحديث: ۳۴۶۴۱ ، ج۱۲ ، ص ۰

قبلہ کی بے حرمتی کا وبال:

{18}......رحمتِ کونین ، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''یہ اُمت جب تک اس کی عظمت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی حرمت کی پاسداری کرتی رہے گی خیر سے رہے گی اور جب اسے پامال کر دے گی تو ہلاکت

میں مبتلا ہوجائے گی۔‘‘ (سنن ابن ماجه ،ابواب المناسک ، باب فضل مكة الحديث: ۳۱۱۰ ، ص ۲۶۶۲)

کعبہ کو دیکھنا بھی عبادت:

{19}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’کعبہ شریف کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔‘‘ (فردوس الاخبار للديلمی ، باب النون ، الحديث: ۷۱۱۶، ج ۲، ص ۳۷۵)

زمین پر سب سے پہلی دو مساجد:

{20}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’زمین پر سب سے پہلے مسجدِ حرام بنائی گئی، پھر مسجدِ اقصیٰ اور ان دونوں کے درمیان 40 سال کا عرصہ تھا۔‘‘ (صحيح البخاری ، كتاب احاديث الانبياء، باب ۱۰ ،الحديث: ۳۳۶۶، ص ۲۷۳ مفهوماً)

مدینہ منورہ کافروں اور منافقوں سے پاک:

{21}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جسے عنقریب دجال روندتا ہوا نہ جائے، جبکہ ان شہروں کے ہر راستے پر ملائکہ صفیں باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے، لہٰذا وہ ایک دلدلی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا پھر شہرِ مدینہ تین مرتبہ لرزے گا تو اس میں موجود ہر کافر اور منافق باہر نکل جائے گا۔‘‘

(صحيح البخاری ، كتاب فضائل المدينه ، باب لايدخل الدجال المدينة ،الحديث: ۱۸۸۱ ، ص ۱۴۷)

محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا محبوب شہر:

{22}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’تُو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔‘‘

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ، باب فی فضل مكة ،الحديث: ۳۹۲۶ ، ص ۲۰۵۳)

{23}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’خدا کی قسم! تُو **اللہ** عزوجل کی سب سے بہترین زمین ہے اور مجھے **اللہ** عزوجل کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔‘‘

(جامع الترمذی ،ابواب المناقب ، باب فی فضل مكة ،الحديث: ۳۹۲۵، ۲۰۵۲)

مکہ مکرمہ میں جنگ نہیں ہوگی:

{24}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج (یعنی فتح مکہ) کے بعد قیامت تک مکہ مکرمہ میں جنگ نہیں ہوگی۔'' (المسند للاما م احمد ابن حنبل، الحدیث: ۱۹۰۴۲، ج۷، ص۲۶)

مکہ مکرمہ میں اسلحہ کی نمائش ممنوع:

{25}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں اسلحہ اٹھا کر لائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب نھی عن حمل السلاح بمکة، الحدیث: ۳۳۰۷، ص۹۰۴)

بنیادِ ابراہیمی پر تعمیر نو کی خواہش:

{26}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے جاہلیت کا دور نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور اس کے جو حصے اس سے نکال دیئے گئے تھے انہیں اس میں داخل کر دیتا (یعنی حجرِ اسود سے 6 یا 7 ہاتھ تک کا چھوڑا ہوا حصہ) اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا، مشرقی دروازہ اور مغربی دروازہ، پس یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کو پہنچ جاتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل مکة وبنیانھا ......الخ، الحدیث: ۱۵۸۶، ص ۱۲۵)

{27}......مسلم شریف میں یہ اضافہ ہے: ''کعبہ کا خزانہ **اللہ** عزوجل کی راہ میں خرچ کر دیتا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب نقض الکعبة وبنائھا، الحدیث: ۳۲۴۳، ۱۹۹)

{28}......ایک اور روایت میں ہے: ''قریش نے جب بیت اللہ شریف کو بنایا تو ان کا نفقہ کم پڑ گیا۔''

(سنن النسائی، کتاب المناسک، باب بناء الکعبة، الحدیث: ۲۹۰۴، ص ۲۷۴)

کیونکہ انہوں نے اسے صرف اسی مال سے بنایا تھا جس کی حلّت کا انہیں یقین تھا، لہٰذا وہ محتاج ہوگئے اور **شاذروان** (یعنی دیوار کے پایہ کے ساتھ عرض میں چھوڑا ہوا حصہ) اور حجرِ اسود سے مذکورہ حصے چھوڑ دیئے اور اس کی بلندی کو کم کر دیا اور غربی دروازہ بند کر کے مشرقی دروازہ اونچا کر دیا تاکہ جسے چاہیں اس میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔

خواہشِ نبوی کی تکمیل:

{29}......حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے یہ احادیثِ مبارکہ سنیں تو (اپنے دَورِخلافت میں) کعبہ مشرفہ کوگرا کر اسے اسی ہیئت پر لوٹا دیا،لیکن جب حجاج کا دور آیا تو اس نے فقط حجرِ اسود کی طرف والی تعمیر ختم کر کے اسے اس کی قریشی تعمیر والی ہیئت پر لوٹا دیا یعنی مغربی دروازہ بند کر دیا اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر،سورۃ البقرۃ،تحت الآیۃ:۱۲۷،ج۱،ص۳۱۳)

بیت اللہ شریف پر چڑھائی کرنے والوں کا عبرتناک انجام:

{30}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور،مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''ایک لشکر بیت اللہ شریف پر چڑھائی (کا ارادہ) کرے گا،جب وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچیں گے تو ان کے اگلوں پچھلوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ماذکر فی الاسواق، الحدیث:۲۱۱۸، ص۱۶۵

{31}......اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''کوئی پناہ چاہنے والا کعبہ میں پناہ چاہے گا تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا لیکن جب وہ لشکر ایک چٹیل زمین میں پہنچے گا تو اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔''عرض کی گئی،''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! جو اسے ناپسند کرتا ہو اس کا کیا حال ہو گا؟''تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اسے بھی ان کے ساتھ دھنسا دیا جائے گا مگر قیامت کے دن اسے اس کی نیّت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت، الحدیث:۷۲۴۰، ص۱۱۷۷

{32}......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے:''ان میں سے صرف ایک دھتکارا ہوا انسان ہی (دھنسنے سے) باقی بچے گا جو اس لشکر کے (زمین میں دھنس جانے کے) بارے میں لوگوں کو بتائے گا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۷۲۴۲)

نیز اس لشکر کو شام سے (امام) مہدی کی جانب بھیجا جائے گا تا کہ وہ اس کو قتل کر دے تو وہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ میں پناہ لینے کی خاطر بھاگ جائیں گے۔

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''گویا میں پتلی ٹانگوں والے سیاہ آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو ایک ایک پتھر اکھاڑ کر کعبہ کو گرا دے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۲۰۱۰، ج۱، ص۴۹۰)

{33}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک حجرِ اسود جنّتی (پتھر) ہے،لوگ طواف کر

رہے ہوں گے کہ اسے ان کے درمیان سے اٹھالیا جائے گا، اور صبح وہ اسے کھو چکے ہوں گے، اسے قیامت کے دن لایا جائے گا تو اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ذریعے یہ دیکھے گا، ایک زبان ہوگی جس سے یہ کلام کرے گا اور حق کے ساتھ اس کا اِستِلام (یعنی حجرِ اسود کو ہاتھ لگا کر سلام) کرنے والے کی گواہی دے گا۔'' (جامع الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی حجر الاسود، الحدیث: ۹۶۱، ص ۱۷۴۳، مختصراً)

بروزِ قیامت سفارش کرنے والا پتھر:

{34}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا والوں میں سے جو حجرِ اسود کا استلام کرے گا یا اسے بوسہ دے گا یہ اس کے لئے گواہی دے گا اور بے شک یہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۷۲۹، ج ۲، ص ۱۸۸، بدون'' یقبلہ من اھل الدنیا'')

{35}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''قیامت کے دن رکن یمانی جَبَلِ اَبِی قُبَیْس سے بھی بڑا ہو کر آئے گا، اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، یہ برف سے زیادہ سفید تھا یہاں تک کہ مشرکوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو جو آفت زدہ انسان اسے چھوتا اسے شفا ہو جاتی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث: ۶۹۹۷، ج ۲، ص ۶۵۱، بدون''انہ کان اشد......الخ'')

{36}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''یہ آسمان سے اُترا تو اسے ''جَبَلِ اَبِی قُبَیْس'' کی پشت پر رکھ دیا گیا گویا یہ ایک صاف شفاف جوہر تھا، یہ 40 سال تک اس پر رہا، پھر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر رکھ دیا گیا۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الطواف واستلام......الخ، الحدیث: ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۴)

یہ حدیثِ پاک اگرچہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر موقوف ہے مگر ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں۔

{37}......نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اللہ عزوجل کی قدرت کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے۔'' (یعنی حجرِ اسود اللہ عزوجل کی رحمت اور برکت کا منبع ہے کہ جب لوگ اس کا استلام کرتے ہیں یا اسے بوسہ دیتے ہیں تو اللہ عزوجل ان پر اس کی وجہ سے رحمت و برکت نازل فرماتا ہے۔)

(المصنف لعبدالرزاق، باب الرکن من الجنۃ، الحدیث: ۸۹۵۰، ج ۵، ص ۲۸)

{38}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں خطاؤں کو مٹاتے ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۸۹۷۵)

زبان اور ہونٹوں والا پتھر:

{39}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے تو ان کی دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جس نے ان کا صحیح طریقے سے استلام کیا ہوگا یہ اس کے حق میں گواہی دیں گے، اور اسی کے پاس آنسو بہائے جاتے ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۳۲، ج ۱۱، ص ۱۴۶، بدون''ان عنده تسکب العبرات

جنت کے دو یاقوت:

{40}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اور یہ کہ **اللہ** عزوجل نے ان کا نور بجھا دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو مشرق و مغرب ہر شئے روشن ہو جاتی۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فضل مکة، الحدیث: ۳۷۰۲، ج ۶، ص ۱۰)

70 ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں:

{41}...... **اللہ** کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''رکنِ یمانی پر 70,000 فرشتے مؤکل ہیں، جو بھی یہ دعا مانگتا ہے: ''**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ** (یعنی اے **اللہ** عزوجل! میں تجھ سے دین و دنیا میں بخشش اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے ہمارے رب عزوجل! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا) تو وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب المناسک، باب فضل الطواف، الحدیث: ۲۹۵۷، ص ۲۵۵

بیماروں کی شفاء:

{42}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رکن اور مقام کے درمیان مقامِ ملتزم ہے کہ مصیبت زدہ شخص وہاں دعا مانگے تو اسے مصیبت سے چھٹکارا مل جائے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۸۷۳، ج ۱۱، ص ۲۵۴

آبِ زمزم کے فضائل

{43}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس وقت جبرائیلِ امین (علیہ السلام) نے اپنی ایڑی مار کر زمین سے چاہِ زمزم جاری کیا تو حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی والدہ ماجدہ اسے وادی میں جمع کرنے لگیں، اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے اگر وہ اسے اسی طرح چھوڑ دیتیں تو ساری وادی بھر جاتی۔''

(السنن الکبری للنسائی، کتاب المناقب، باب هاجره رضی الله تعالیٰ عنها، الحدیث: ۸۳۷۶، ج۵، ص ۹

{44}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم جبرائیل (علیہ السلام) کا ''ھَـزْمَۃ'' (یعنی ہاتھ یا پاؤں سے زمین میں بننے والا گڑھا) ہے، اور پھر ان دونوں (یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جبرائیل علیہ السلام) نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلایا۔'' (سنن الدار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۷۱۳، ج ۲، ص ۳۶۵)

{45}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آبِ زمزم دنیا وآخرت کے جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے کافی ہے۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب المناسک، باب الشرف من زمزم، الحدیث: ۳۰۶۲، ص ۲۶۶۲، بدون ''من امر الدنیا والآخر

{46}......مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم پیٹ بھر کر پینا نفاق سے چھٹکارا دیتا ہے۔'' (فردوس الأخبار، باب التاء، الحدیث: ۲۲۵۵، ج ۱، ص ۳۰۹)

{47}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آبِ زمزم سطحِ زمین پر موجود ہر پانی سے بہتر ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۶۷، ج ۱۱، ص ۸۰)

حجِ مبرور کی فضیلت

{48}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا: ''کونسا عمل افضل ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰـــہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایمان لانا۔'' عرض کی گئی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔'' عرض کی گئی: ''پھر کون سا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حجِ مبرور۔'' (یعنی وہ حج جس میں احرام باندھنے سے کھولنے تک کوئی صغیرہ گناہ بھی سرزد نہ ہو۔)

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال ان الایمان هو العمل، الحدیث: ۲۶، ص ۴

{49 }......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے حج کیا پھر اس میں کوئی فحش کام کیا نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

(صحیح البخاری،ابواب المحصر،باب قول اللہ عزوجل (فلا رفث) الحدیث: ۱۸۲۰/۱۸۱۹، ص ۱۴۲،'خرج' بدلہ "رجع" وبدون" ذنوبہ")

گناہوں کا کفارہ اور حج مبرور کا انعام:

{50 }......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''عمرہ اگلے عمرے تک کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حجِ مبرور کی جزاء جنت کے سوا کچھ نہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج،باب فضل الحج والعمرۃ، الحدیث:۳۲۸۹،ص ۹۰۳)

{51 }......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا عمرو بن العاص سے ارشاد فرمایا:''اے عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام لانا پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت بھی ماقبل گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام......الخ، الحدیث: ۳۲۱، ص ۶۹۸)

{52 }......ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میں حاضر ہو کر عرض کی:''میں کمزور اور بزدل ہوں (یعنی میں جہاد کے قابل نہیں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟)۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''پھر ایسے جہاد کی طرف آجاؤ جس میں کانٹا چبھنے کا بھی اندیشہ نہیں، حج جہاد سے بھی افضل ہے، اور حجِ مبرور سن رسیدہ لوگوں، کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۱۰،ج۳،ص ۱۳۵)

(سنن النسائی، کتاب مناسک الحج،باب فضل الحج،الحدیث: ۲۶۲۷/۲۶۲۹،ص ۲۲۵۸)

{53 }......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حج اور عمرہ دونوں اعمال میں سے افضل ترین عمل ہیں مگر جو ان کی مثل حجِ مبرور یا عمرہ کرے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،الحدیث: ۱۷۰۲۴،ج ۶، ص ۵۸)

{54 }......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حجِ مبرور کی جزاء صرف جنت ہی ہے۔'' عرض کی گئی:''اس کی نیکی کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''کھانا کھلانا اور اچھا کلام کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ، الحدیث: ۳۲۸۹، ص ۹۰۳)

(المستدرک، کتاب المناسک، باب بر الحج اطعام وطیب الکلام، الحدیث: ۱۸۲۱، ج ۲، ص ۸)

غور کیا جائے تو اس حدیثِ پاک میں بیان کردہ حجِ مبرور کی تفسیر گذشتہ تفسیر کے منافی نہیں۔

{55 }......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو کیونکہ یہ فقر

اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی سونے، چاندی اور لوہے کے میل کچیل یا زنگ کو نکال دیتی ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی ثواب الحج و العمرہ ،الحدیث: ۸۱۰، ص ۱۷۲۷)

{56}......سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حجِ مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرہ ،الحدیث: ۸۱۰، ص ۱۷۲۷)

{57}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مکہ مکرمہ سے حج کے لئے پیدل چلا یہاں تک کہ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آیا تو **اللہ** عزوجل اس کے ہر قدم پر اس کے لئے 700 نیکیاں لکھے گا، ان میں سے ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوگی۔'' عرض کی گئی: ''حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نیکی ایک لاکھ (1,00,000) نیکیوں کے برابر ہے۔'' (المستدرک، کتاب المناسک ،باب فضیلة الحج ماشیا، الحدیث:۱۷۳۵ ،ج۲،ص ۱۴

ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف میں حاضری:

{58}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ شریف 1000 مرتبہ تشریف لائے، آپ علیہ السلام ہند سے ہمیشہ پیدل ہی آئے۔''

(صحیح ابن خزیمہ ،کتاب المناسک ، باب عد دحج آدم صلوات اللہ علیہ ......الخ ، الحدیث: ۲۷۹۲ ،ج۴، ص ۴۵

اللہ عزوجل کے مہمان:

{59}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حاجی اور عمرہ کرنے والے **اللہ** عزوجل کے مہمان ہیں، وہ انہیں بلاتا ہے تو یہ اس کے بلاوے پر لبیک کہتے ہیں اور یہ اس سے سوال کرتے ہیں تو **اللہ** عزوجل اِنہیں عطا فرماتا ہے۔'' (کنز العمال ،کتاب الحج والعمرة قسم الاقوال ، باب فضائل الحج ووجوبہ وآدابہ، الحدیث: ۱۱۸۱۱ ، ج۵ ، ص ۵)

{60}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے **اللہ** عزوجل! حاجی اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے ان دونوں کی مغفرت فرما۔'' (صحیح ابن خزیمة، کتاب المناسک، باب استحباب دعاء......الخ، الحدیث: ۲۵۱۶ ، ج۴ ،ص ۱۳۲)

{61}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس گھر سے نفع اٹھا لو کیونکہ اسے دو مرتبہ شہید کیا گیا اور (اب اس کے بعد) تیسری مرتبہ اٹھا لیا جائے گا۔''

(المستدرک، کتاب المناسک ، باب استمتعوا من ھذا البیت،الحدیث:۱۶۵۲ ،ج۲،ص

خانۂ کعبہ کی دوسری مرتبہ تعمیر:

{62}...... نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجسَّم ،شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے:''جب **اللہ** عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اُتارا تو ارشاد فرمایا:''میں تمہارے ساتھ ایک گھر اُتار رہا ہوں، اس کے گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے گرد نماز پڑھی جاتی ہے۔'' پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو اسے اُٹھالیا گیا، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کا حج تو کیا کرتے تھے مگر اس کی جگہ نہیں جانتے تھے، پھر **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر اسے ظاہر فرمایا تو انہوں نے اسے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر کیا: وہ پہاڑ (۱)**جبل الحراء** (۲)**جبلِ ثبیر** (۳)**جبل لبنان** (۴)**جبل الطیر** اور (۵)**جبل الخیر** ہیں، لہٰذا تم سے جتنا ہو سکے اس سے نفع اٹھالو۔''

(الترغیب وا لترهیب ، کتاب الحج ، باب الترغیب فی الحج والعمر ة...... الخ ، الحدیث: ۱۷۰۹ ، ص ۲ ، ص ۵)

یہ روایت حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے اور اس قسم کی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں لہٰذا یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔

{63}......رسولِ اکرم ،نورِ مجسَّم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا تو اس کی اونٹنی جو قدم رکھے یا اٹھائے گی اس کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ مٹایا جائے گا، بلاشبہ طواف کی دو رکعتیں اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں، **سعی** کرنا ستّر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے، **وقوف** کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ ریت کے ذروں یا بارش کے قطروں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، **جِمَار** کے ہر کنکر کے عوض ہلاکت خیز گناہوں میں سے ایک کو مٹا دیا جاتا ہے، قربانی **اللہ** عزوجل کے پاس ذخیرہ ہے، ہر بال منڈوانے پر ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد طواف کرنے پر ایک فرشتہ حاجی کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے:''آئندہ کے لئے عمل کرو کیونکہ تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔'' (المرجع السابق،بتغیرٍقلیلٍ)

سفرِ حج میں مرنے والے کی فضیلت:

{64}...... نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جو حج کے ارادے سے نکلا پھر مر گیا **اللہ**

عزوجل قیامت تک اس کے لئے حج کا ثواب لکھے گا اور جو عمرہ کے ارادے سے نکلا پھر مرگیا اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا اور جو جہاد کے ارادے سے نکلا اور انتقال کرگیا اس کے لئے قیامت تک جہاد کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔'' (مسند ابی یعلیٰ الموصلی ، مسند ابی ہریرۃ ، الحدیث: ۶۳۲۷، ج۵، ص ۴۴۱)

حج پر خرچ کرنا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے افضل:

{65}......رسول اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عمرہ کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''تمہارے لئے تمہاری تکلیف، مشقّت اوراخراجات کے مطابق ثواب ہے، حج پر خرچ کرنا راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے سے سات سو (700) گنا زیادہ (افضل) ہے۔''

(المستدرک، کتاب المناسک، الاجر علی قدر النفقۃ والتعب ، الحدیث: ۱۷۷۶، ج۲ ، ص ۱۳۰،بدون"النفقۃ......الی...... ضع

{66}......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''حاجی کبھی فقیر نہیں ہوتا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب الحج ، باب ماجاء فی عمرۃ رمضان ،الحدیث: ۹۳۹ ، ص ۱۷۴۰،ملخصًا

ماہِ رمضان میں عمرہ کی فضیلت:

{67}......حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحیح مسلم ،کتا ب الحج، باب باب فضل العمرۃ فی رمضان......الخ، الحدیث: ۳۰۳۸/۱۲۲۱،ص۸۸۷)

{68}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنا۔''

(سنن ابی داؤد،کتا ب المناسک ،باب العمرۃ، الحدیث:۱۹۹۰،ص۱۳۶۹

احرام میں دن گزارنے والے کی فضیلت:

{69}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ احرام کی حالت میں دن گزارتا ہے سورج ڈوبتے وقت اس کے گناہ اپنے ساتھ ہی لے جاتا ہے۔''

(الترغیب والترہیب ،کتاب الحج ، باب الترغیب فی الاحرام والتلبیۃ......الخ، الحدیث: ۱۷۵۲ ،ج ۲ ، ص ۷

{70}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی کوئی

بندہ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتا ہے تو اس کے دائیں بائیں موجود زمین کی انتہا تک کا ہر درخت اور پتھر تلبیہ پڑھتا ہے۔''

(سنن ابن ماجة ،ابواب المناسک ، باب التلبية ، الحديث: ۲۹۲۱ ، ص ۲۶۵۳ ،بدون "عن يمينه و شماله")

{71}......خاتَمُ الْمُرْسَلین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رکن یمانی اور شامی کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔''

(جامع الترمذی،ابوا ب الحج ،باب ماجاء فی استلام الرکنين، الحديث: ۹۵۹ ،ص ۱۷۴۲)

{72}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''طواف کرنے والا جب بھی کوئی قدم رکھتا یا اٹھاتا ہے **اللہ** عزوجل اس کے عوض اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے۔''

(صحيح ابن حبان ، کتاب الحج ، باب فضل الحج و العمرة ،الحديث: ۳۶۸۹، ج ۶، ص ۷)

{73}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایک ہفتہ بیت اللہ شریف کا اس طرح طواف کیا کہ اس میں کوئی بے ہودہ کام نہ کیا تو اس کا یہ عمل اس کے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''

(المعجم الكبير ، الحديث: ۸۴۵ ، ج ۲۰ ، ص ۳۶۰)

کبیرہ نمبر154: مدینہ شریف والوں کو ڈرانا

کبیرہ نمبر155: مدینے والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرنا

کبیرہ نمبر156: مدینے میں کوئی بدعتِ سیّئہ ایجاد کرنا

کبیرہ نمبر157: مدینے میں بدعتی کو پناہ دینا

کبیرہ نمبر158: مدینہ طیِّبہ کے درخت کاٹنا

کبیرہ نمبر159: مدینہ منوَّرہ کی گھاس کاٹنا

{1 }......حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''مدینہ والوں کے ساتھ جو بھی چالبازی کرے گا وہ ایسے پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔'' (صحیح البخاری ، کتاب فضائل المدینہ ،باب اثم من کاد اھل المدینۃ ، الحدیث: ۱۸۷۷ ، ص ۱۴۷)

{2 }......جبکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ ہے:''اور جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا **اللہ** عزوجل اسے آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جیسے سیسہ پگھلتا یا نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الحج ، باب فضل المدینۃ ودُعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیھا بالبرکۃ ، الحدیث: ۳۳۱۹ ، ص ۷۰۵)

{3 }......رحمتِ دوعالم ،نورِ مجسَّم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے مدینہ والوں کو خوف زدہ کیا بلاشبہ اس نے اسے خوف زدہ کیا جو میرے پہلوؤں کے درمیان ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند جابربن عبداللہ ،الحدیث: ۱۴۸۲۴ ، ج ۵ ، ص ۳۱)

{4 }......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیثِ پاک کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''جس نے اہلِ مدینہ کو خوف زدہ کیا اس نے نبی کریم ،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوف زدہ کیا۔'' (المرجع السابق،الحدیث:۱۵۲۲۷)

ظاہر ہے کہ یہ مقابلہ کے مجاز میں سے ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو خوف زدہ کرنے سے مراد خوف زدہ کرنے والے اور اس کے ساتھ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے تعلق کے ٹوٹ جانے سے کنایہ (یعنی اشارہ) ہے کیونکہ خوف زدہ کرنے

سے مراد قطع رحمی، دشمنی، دردناک اور رسوا کن عذاب، اور خوف میں سے جو چیزیں اس پر مترتب ہوتی ہیں، کا متحقق ہونا ہے۔

{5}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے اللہ عزوجل! جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے یا انہیں خوف میں مبتلا کرے تو اسے خوف میں مبتلا فرما اور اس پر اللہ عزوجل، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل (یعنی توبہ، قول اور عمل مقبول ہوگا نہ فدیہ وغیرہ)۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۲، ص ۳۷۹)

{6}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔'' (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ ودُعاء النبی ......الخ، الحدیث: ۳۳۲۳، ص ۹۰۵)

ابن قیم[1] نے تصریح کی ہے کہ ''حرمِ مدینہ کو حلال جاننا کبیرہ گناہ ہے۔'' جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''مدینہ منورہ کے حرم کو حلال ٹھہرانا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کبیرہ گناہ ہے جبکہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ کو حلال ٹھہرانا کبیرہ گناہ نہیں۔''

{7}......ائمہ ثلاثہ کی دلیل مسلم شریف کی یہ حدیثِ پاک ہے کہ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا: ''کیا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، وہ حرم ہے اس لئے اس کی سبز گھاس نہ کاٹی جائے جو ایسا کرے گا اس پر اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ......الخ، الحدیث: ۳۳۲۴، ص ۹۰۵، ''ان انساً قیل لہ'' بدلہ ''سالت انس

---

[1]: ''ابن قیم ابن تیمیہ کا شاگرد خاص تھا ان دونوں کے بارے میں امام حافظ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: ''ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ وغیرہ کی کتابوں میں جو کچھ خرافات ہیں ان سے خود کو بچا کر رکھنا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ عزوجل نے جان کر ان کو گمراہیت میں چھوڑ دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مُہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ عزوجل کے سوا کون ہے جو ان کو ہدایت دے اور (افسوس) کیسے ان بے دینوں نے اللہ عزوجل کی حدود سے تجاوز کیا اور بدعتوں میں اضافہ کیا اور شریعت وحقیقت کی دیوار میں سوراخ کر دیا۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم اپنے رب (عزوجل) کی طرف سے ہدایت پر ہیں جبکہ وہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ تو شدید گمراہی وگھٹیا عادات سے متصف ہیں اور انتہائی سخت سزا وخسارے کے مستحق ہیں اور انہوں نے جھوٹ وبہتان کی اِنتہا کر دی، اللہ عزوجل ان کے پیروکاروں کو ذلیل ورسوا کرے اور ان جیسوں کے وجود سے زمین کو پاک کرے۔'' (آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) (فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۷۱)

تنبیہ:

بیان کردہ چھ گناہوں کو ان احادیثِ مبارکہ میں وارد تصریح کی بناء پر کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے مگر میں نے کسی کو ان میں سے پہلے دو گناہوں کو بالکل ظاہر ہونے کے باوجود کبیرہ گناہ قرار دیتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر میں نے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ایک کو اس کی تصریح کرتے ہوئے دیکھا مگر انہوں نے اس کی تعبیر یوں کی: ''حرم مدینہ کو حلال ٹھہرانا اور اس میں بدعت ایجاد کرنا۔'' حالانکہ اس کا ظاہری مفہوم وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے اور جسے آپ ان صحیح احادیثِ مبارکہ کے ضمن میں جان چکے ہیں۔

سوال: پہلے دو گناہ اہل مدینہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دیگر لوگوں کے حق میں بھی کبیرہ ہونے چاہئیں جیسا کہ ایذاء اور ظلم کے بیان میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے؟

جواب: مدینہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی برائی کے ارادے یا انہیں کسی طریقے سے بھی خوف میں مبتلا کرنے کا حدیثِ پاک میں خاص طور پر ذکر ہونے کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ قرار دینا متعین ہے جبکہ دیگر لوگوں کے حق میں ایسا نہیں۔

مدینہ منورہ کے فضائل:

{8}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میرا جو اُمتی مدینہ منورہ کی سختی اور تنگدستی پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا وہ مسلمان ہوگا تو اس کے حق میں گواہی دوں گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینہ...... الخ الحدیث: ۳۳۴۷، ص۷۰۹، بدون "اذا کان مسلما")

{9}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں مدینہ منورہ کے ان دو پہاڑوں کے درمیان کے درخت کاٹنے کو یا اس کے شکار کو حرام قرار دیتا ہوں، مدینہ منورہ ان لوگوں کے لئے بہتر تھا اگر وہ جانتے جو اس سے روگردانی کرتے ہوئے اِسے چھوڑے گا **اللہ** عزوجل اس کی جگہ اس سے بہتر کو بدل دے گا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۳۳۱۸، ص۷۰۵)

{10}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہل مدینہ پر ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ لوگ خوشحالی کی تلاش میں یہاں سے چراگاہوں کی طرف نکل جائیں گے، پھر جب وہ خوشحالی پا لیں گے تو لوٹ کر آئیں گے اور اہلِ مدینہ کو اس کشادگی کی طرف جانے پر آمادہ کریں گے حالانکہ اگر وہ جان لیں تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ والحدیث: ۱۴۶۸۶، ج۵، ص۱۰۶، "الاریاف" بدلہ "الافاق")

مدینہ منورہ میں مرنے کی فضیلت:

{11}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو مدینہ منورہ میں مرنے کی استطاعت رکھے وہ مدینہ ہی میں مرے کیونکہ جو مدینہ منورہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔'' (شعب الایمان،باب فی المناسک، فضل الحج و العمرۃ ، الحدیث:۴۱۸۲ ، ج۳،ص ۴۹۷)

{12}......سرکارِوالاتَبار، ہم بےکسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بیماری اور دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔'' (الترغیب و الترھیب،کتاب الحج،باب الترغیب فی سکنی......الخ،تحت الحدیث:۱۸۷۴،ج۲، ص ۱۹

{13}......شفیعِ روزِشُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے اللہ عزوجل! تیرے خلیل، تیرے بندے اور تیرے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکہ مکرمہ والوں کے لئے دعا مانگی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) تجھ سے اسی طرح مدینہ منورہ والوں کے لئے دعا مانگتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ والوں کے لئے دعا مانگی تھی، ہم تجھ سے دعا مانگتے ہیں کہ تو ان کے لئے ان کے صاع، ان کے مد اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔'' (المسندللامام احمدبن حنبل،حدیث ابی قتادۃ،الحدیث:۲۲۶۹۳، ج۸،ص ۳۸۴)

{14}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''یاالٰہی عزوجل! جس طرح تُو نے مکہ مکرمہ کو ہمارا محبوب بنایا اسی طرح مدینہ منورہ کو بھی ہمارا محبوب بنادے اور اس کی بیماری کو ''مقامِ جحفہ'' کی طرف منتقل فرمادے۔'' (وہاں سے کوئی پرندہ بھی اڑتا ہوا گزرتا تو بیمار ہوجاتا) (المرجع السابق،الحدیث:۲۲۶۹۳ ،ج۸ ،ص ۳۸۴

{15}......سرکارِمدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! میں نے مدینہ منورہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان کو حرم بنایا (یعنی میں نے اس کی حرمت ظاہر فرمائی) ہے جس طرح تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی زبان سے مکہ مکرمہ کو حرم فرمایا ہے۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۲۲۶۹۳ ، ج۸ ،ص ۳۸۴)

مراد یہ ہے کہ مکہ مکرمہ زمین وآسمان کی تخلیق کے وقت سے ہی تھا مگر اس کی حرمت مخفی ہوجانے کے باعث کم ہوگئی تھی پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا۔

{16}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے مدینے میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے صاع

اور مد میں برکت عطا فرما۔'' (صحيح مسلم ،كتاب الحج ، باب فضل المدينة و دعاء ......الخ ،الحديث: ٣٣٣٤ ، ص ٩٠٦

{17 }......حضور نبیِٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! حضرت ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے، خلیل اور نبی ہیں جبکہ میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں، انہوں نے تجھ سے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی اور میں مدینہ منورہ کے لئے وہی دعا کرتا ہوں جو انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے مانگی تھی اور اتنی ہی اس کے ساتھ مزید کی دعا مانگتا ہوں تو اس برکت کو دو برکتوں کے ساتھ ملا دے اور اس کی بیماری جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔'' (کیونکہ وہ یہودیوں کا مسکن تھا) (صحيح مسلم ،كتاب الحج ، باب فضل المدينة و دعاء النبى ......الخ ،الحديث: ٣٣٣٤ ، ص ٩٠٦)

(صحيح البخارى ،كتاب مناقب الانصار ،باب مقدم النبى و اصحاب المدينه ، الحديث: ٣٩٢٦ ،ص ٣٢٠

مدینہ منورہ ہر آفت سے محفوظ:

{18 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ میں کوئی شئے نہیں، نہ پھوٹ ہے نہ کوئی سوراخ اور دو فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مؤکل ہیں۔''

(صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب الترغيب فى سكنى المدينة......الخ،الحديث:١٣٧٤ ،ص٩٠٦

مدینہ، شام اور یمن کے لئے برکت کی دعا:

{19 }......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما، اے اللہ عزوجل ہمارے لئے ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما۔'' عرض کی گئی: ''اور ہمارے عراق میں بھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہاں شیطان کا سینگ (یعنی اس کی حکمرانی کی قوت) اور فتنوں کی طغیانی ہوگی اور بے شک جفا مشرق میں ہے۔'' (المعجم الكبير، الحديث: ١٢٥٥٣ ،ج ١٢ ، ص ٦٦)

اسلام کی نشانی اور ایمان کا گھر:

{20 }...... نبیِٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مدینہ منورہ اسلام کی نشانی، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال وحرام کا ٹھکانا ہے۔'' (المعجم الاوسط،الحديث:٥٦١٨، ج ٤ ، ص ١٧٤ ،مثوى بدله"مبوأ"

کتاب الاضحیۃ

قربانی کا بیان

کبیرہ نمبر160: قربانی کے وُجوب کا اعتقاد رکھنے والے کا استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو قربانی کرنے کی وسعت پائے پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے۔“

(المستدرک، کتاب التفسیر(سورۃ الحج)، باب التشدید فی امر الاضحیۃ، الحدیث: ۳۵۱۹، ص ۳، ص ۴۸

تنبیہ:

اس حدیثِ پاک کے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ عیدگاہ میں حاضر ہونے سے منع کرنے میں سخت وعید پائی جاتی ہے جبکہ قربانی کے مستحب ہونے کے قائلین مثلاً حضرتِ سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی وغیرہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک کو امام حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگرچہ مرفوعاً روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے مگر انہوں نے اسے موقوفاً بھی روایت کیا ہے۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”شاید اس میں شبہ ہے، لہٰذا حدیثِ پاک میں اس بات پر حجت پوری نہیں ہوتی کہ ہم یہ کہنے لگیں کہ حاضری سے منع کرنے میں سخت وعید ہے۔

{2}......کیا آپ نہیں جانتے کہ صحیح حدیثِ پاک میں آیا ہے: ”جس نے لہسن، پیاز یا گندنا (جو پیاز کی طرح بدبودار ہوتا ہے) کھایا۔“ جبکہ ایک اور روایت میں ہے، ”یا مولی کھائی۔“ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ......الخ، الحدیث: ۱۲۵۴، ص ۷۶۴، بدون ”فجلا“

حالانکہ اس کے باوجود مذکورہ اشیاء کھانے میں کوئی حرمت نہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے انسانوں یا فرشتوں کو بُو کے ذریعے ایذاء پہنچتی ہے، لہٰذا ہم نے اس ممانعت کو اسی پر محمول کر لیا ہے جبکہ قربانی سے

متعلق روایات میں ممانعت کی وجہ اس کے ترک پر شدت فرمانا ہے، قربانی کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں جن سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قُربانی کے فضائل:

{3}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اٹھو اپنی قربانی کے جانور کے پاس جاؤ اور اسے لے کر آؤ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے پر تمہارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ انعام ہم اہل بیت کے ساتھ خاص ہے یا ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاضاحی، باب یغفر لمن یضحی......الخ،الحدیث:۷۶۰۰، ج۵، ص ۱۴)

{4}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! اٹھو اپنی قربانی کا جانور لے کر آؤ کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا جائے گا جبکہ وہ جانور اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور 70 گنا اضافے کے ساتھ تمہارے میزان میں رکھا جائے گا۔''

حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا یہ انعام اہل بیت (علیہم الرضوان) کے ساتھ خاص ہے؟ کیونکہ وہی اپنے ساتھ خاص شدہ بھلائیوں کے اہل ہیں یا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آل اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اہل بیت (علیہم الرضوان) کے لئے خاص جبکہ دیگر مسلمانوں کے لئے عام ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الضحایا، باب مایستحب للمرء......الخ، الحدیث: ۱۹۱۶۱، ج۹، ص ۴۷۶)

{5}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہیں۔'' انہوں نے پھر عرض کی: ''ہمارے لئے اس میں کیا اَجر ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔'' انہوں نے عرض کی: ''اور اُون میں (کیا اَجر ہے)؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اُون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیة، الحدیث: ۳۱۲۷، ص ۲۶۶۷)

{6}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قربانی کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک آدمی کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی **اللہ** عزوجل کے ہاں (قبولیت کے) مقام پر پہنچ جاتا ہے لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔''

(جامع الترمذی ،ابواب الاضاحی ، باب ماجاء فی فضل الاضحیة ،الحدیث: ۱۴۹۳ ، ص ۱۸۰۴)

{7}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قربانی کے دن آدمی کا کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ افضل نہیں مگر جب کہ وہ عمل صلہ رحمی کرنا ہو۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۰۹۴۸، ج ۱۱ ، ص ۲۷)

{8}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! خوش دلی سے قربانی کیا کرو اور ان کے خون پر رضائے الٰہی عزوجل اور اَجر کی اُمید رکھو اگر چہ وہ زمین پر گر چکا ہو کیونکہ وہ **اللہ** عزوجل کی حفاظت میں گرتا ہے۔''

(العجم الاوسط ، الحدیث: ۸۳۱۹، ج۶، ص ۱۴۸)

{9}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنی قربانی پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ قربانی کی، وہ جانور اس کے لئے جہنم سے حجاب ہوگا۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث: ۲۷۳۶، ج ۳ ، ص ۸۴)

کبیرہ نمبر 161: قربانی کے جانور کی کھال بیچنا

{1}......رسول کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے قربانی کی کھال بیچ دی اس کی کوئی قربانی نہیں۔'' (المستدرک، کتاب التفسیرسورۃ الحج، باب التشدید فی ا مر الاضحیة ،الحدیث: ۳۵۲۰،ج۳ ،ص ۱۴۹)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا اگر چہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر حدیثِ پاک کا ظاہری معنی اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ کھال بیچنے کی وجہ سے قربانی کی نفی کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عظیم عبادت کا ثواب بالکل باطل کرنے کی وجہ سے اس میں شدید وعید پائی جا رہی ہے۔

جیسا کہ موضوعِ نفی کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قربانی کی بھی سرے سے نفی ہے اور یہ اس بات کی تائید ہے کہ وہ کھال قربانی کے ساتھ ہی اس کی مِلک سے نکل جاتی ہے اور فقراء کی ملکیت بن جاتی ہے، پس جب وہ اس کا والی بنا اور اسے بیچا تو وہ غیر کے حق کو غصب کرنے والا ہوا اور عنقریب آئے گا کہ غصب کبیرہ گناہ ہے اور یہ بھی غصب ہی کی ایک صورت ہے، پس اسے کبیرہ شمار کرنا واضح ہو گیا اور قصاب کو بطورِ اُجرت قربانی کی کھال دینے کو بھی اسی سے ملانا چاہئے کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ بھی اسے بیچنے کی طرح حرام ہی ہے اور جس طرح بیچنے میں اس کا غصب ہونا پایا جا رہا ہے، جیسا کہ ثابت ہو چکا، اسی طرح قصاب کو بطورِ اُجرت دینے میں اس کا اسی طرح کبیرہ گناہ ہونا بعید نہیں۔[1]

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

☆......[1] احناف کے نزدیک: ''قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں ہار ڈالا ہے وہ ہار اور ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لا سکتا ہے مثلاً اس کی جانماز بنائے، چلنی، تھیلی، مشکیزہ، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے اُجرت پر نہ دے اور اگر اُجرت پر دے دیا تو اس اُجرت کو صدقہ کرے۔ (رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب۔ ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ اور اگر اس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (در مختار، کتاب الاضحیۃ، ج ۹، ص ۵۴۳)

☆......اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض میں بیچا مگر اس لئے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لئے کہ اسے صدقہ کر دے گا تو جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الاضحیۃ، الباب السادس فی بیان مایستحب ......الخ، ج ۵، ص ۳۰۱)

☆......جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دِقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام ان فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اُجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اُجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ (الھدایۃ، کتاب الاضحیۃ، باب علی من تجب الاضحیۃ، ج ۴، ص ۳۶۱)

قربانی کے جانور کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے **بہار شریعت** حصہ 15 ''**قربانی کے جانور کا بیان**'' اور شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ''**اَبلق گھوڑے سوار**'' کا مطالعہ فرمائیں۔

کتاب الصید و الذبائح

شکار اور ذبح کرنے کا بیان

کبیرہ نمبر162: زندہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنا

کبیرہ نمبر163: علامت کے لئے جانور کا چہرہ داغنا

کبیرہ نمبر164: جانور کو ٹارگٹ بنا کر نشانہ بازی کرنا

کبیرہ نمبر165: کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے جانور کا شکار کرنا

کبیرہ نمبر166: جانور کو اچھی طرح ذبح نہ کرنا

{1}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی ''ذی روح'' کا مُثلہ کیا پھر توبہ نہ کی تو **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کا مثلہ فرمائے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب ، الحدیث: ۵۶۶۵ ، ج۲ ، ص ۳۰۳)

{2}......حضرت مالک بن **نَضْلَہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رحمتِ کونین، غریبوں کے دل کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہاری قوم کے اونٹ صحیح بچے نہیں جنتے کہ تم انہیں چھری کی طرف لے آتے ہو، ان کے کان کاٹ دیتے ہو اور جلد چیر دیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ ''صرم'' ہے، (یعنی جس کے کان کاٹ دیئے جائیں) لہٰذا اسے اپنے آپ پر اور گھر والوں پر حرام کر دیتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ چیز جو **اللہ** عزوجل کی طرف سے تمہارے پاس آئی ہے حلال ہے، **اللہ** عزوجل کی قدرت کا بازو تمہارے بازو سے بہت قوی ہے اور اس کی چھری تمہاری چھری سے بہت تیز ہے۔'' (یعنی اگر اللہ عزوجل کو جانور کا کان چیرنا پسند ہوتا تو اُسے کان چیرا ہوا ہی پیدا کرتا اسے کیا مشکل ہے) (المرجع السابق ،الحدیث: ۱۵۸۸۸ ج۵ ، ص ۳۸۳)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک ایسے گدھے کے پاس سے گزرے جس کے منہ کو نشانی کے لئے داغا گیا تھا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اسے داغنے والے پر لعنت فرمائے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب اللباس ، باب النھی عن الضرب الحیوان ......الخ ، الحدیث: ۵۵۵۲/۵۵۰، ص ۱۰۵۶)

چہرہ داغنے اور اس پر مارنے کی ممانعت سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

چہرے پر مارنے اور داغنے کی ممانعت اور وعیدیں:

{4}......حدیثِ پاک میں ہے کہ مَحْبُوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ داغنے والے پر لعنت فرمائی۔'' (کنزالعمال، کتاب الصحبة قسم الاقوال، الحدیث: ۲۵۰۳۶، ج۹، ص۳۳)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک گدھے کے پاس سے گزرے، اس کے چہرے کو داغا گیا تھا اور نتھنوں سے خون بہہ رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایسا کیا ہے **اللہ** عزوجل اس پر لعنت فرمائے۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چہرہ داغنے اور چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب المثلة، الحدیث: ۵۵۹۱، ج۷، ص ۴۵۴، مختصراً)

{6}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قریش کے کچھ جوانوں کے قریب سے گزرے، انہوں نے نشانہ بازی کے لئے ایک پرندہ یا مرغی کو باندھ رکھا تھا، اور پرندے کے مالک کے لئے (نشانہ پر) نہ لگنے والے تیر مقرر کر رکھے تھے، جب انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کس نے کیا ہے؟ **اللہ** عزوجل ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائے کیونکہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر ذی روح شئے کو نشانہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الصید، باب النھی عن صبر البھائم، الحدیث: ۵۰۶۲، ص۱۰۲۷، بدون ''او دجاجة''

بلاضرورت پرندوں کو قتل کرنے کی ممانعت:

{7}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی کسی چڑیا کو بلاضرورت قتل کرے گا تو وہ چڑیا قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں فریاد کرے گی: ''یارب عزوجل! فلاں نے مجھے بلاضرورت قتل کیا تھا کسی نفع کے لئے قتل نہیں کیا۔'' (سنن النسائی، کتاب الضحایا، باب من قتل عصفور ابغیر حقھا، الحدیث: ۴۴۵۱، ص۲۳۷۷

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی ذی روح کو ناحق قتل کرے گا **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پُوچھ گچھ فرمائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ان کا حق کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کھانے کے لئے ذبح کرے اور نشانہ بازی کے لئے اس کا سر نہ کاٹے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۴۳۵۴، ص ۲۳۷۱، بدون ''یوم القیامة''

{9}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللّٰہ** عزوجل نے ہر شئے پر احسان فرض کیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو احسن طریقہ سے قتل کرو اور جب جانور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیز کرلے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الصید ، باب الامر باحسان الذبح والقتل ......الخ الحدیث: ۵۰۵۵، ص ۱۰۲۷)

{10}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک آدمی کے قریب سے گزرے، وہ بکری کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کررہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا:''کیا تم پہلے ایسا نہیں کرسکتے تھے؟ کیا تم اسے کئی موتیں مارنا چاہتے ہو؟ اسے لٹانے سے پہلے اپنی چھری کیوں نہ تیز کرلی؟''

(المستدرک، کتاب الاضاحی، باب لتحد الشفرة قبل اضجاع الاضحیة، الحدیث:۷۶۳۷، ج۵ ، ص۳۲۷، بدون'' فلا قبل ھذ

{11}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جو بکری کو ذبح کرنے کے لئے اس کی ٹانگ کو گھسیٹ رہا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:''تیرے لئے خرابی ہے، اسے موت کی طرف اچھے انداز میں لے کر جا۔''

(المصنف لعبد الرزاق ، کتاب المناسک ، باب سنة الذبح ، الحدیث: ۸۶۳۶، ج۴ ،ص ۷۶

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا:

{12}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا **اللہ** عزوجل بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الفضائل ، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، الحدیث: ۶۰۳۰ ، ص ۱۰۸۷

{13}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''تم اس وقت تک ہرگز مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں رحم نہ کرنے لگو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم میں سے ہر ایک رحم دل ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اپنے دوست پر رحم کرنا مراد نہیں بلکہ عام رحم دلی مراد ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة ، باب رحمة الناس ، الحدیث: ۱۳۶۷۱ ، ج۸، ص ۳۴۰)

{14}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''رحم کیا کرو تم پر بھی رحم کیا جائے گا اور معاف کردیا کرو تمہیں بھی معاف کردیا جائے گا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مزید ارشاد فرمایا:''بات کو بے توجہی سے سننے والے کے لئے ہلاکت ہے اور جان بوجھ کر اپنے (برے اعمال) پر اصرار کرنے (یعنی ڈٹ جانے) والوں کے لئے

ہلاکت ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل،مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،الحدیث:۶۵۵۲،ج۲ص۵۶۵)

اورحدیث پاک میں واردلفظ''**اَقْمَاعُ الْقَوْل**'' سے مراد وہ شخص ہے:''جوسنتا تو ہے لیکن نہ یادرکھتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہے۔''اوراس کو''**قمع**''اور''**جامع**''سے تشبیہ دی گئی۔**قمع** سے مراد وہ چیز (یعنی قیف یا کُپّی) ہے جو تنگ برتن کے سر پر رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ برتن بھر جائے۔اور**جامع** سے مراد یہ کہ پانی اس کے پاس سے گزر جاتا ہے لیکن اس میں نہیں ٹھہرتا،اسی طرح نصیحت ان کے کانوں پر سے گزر جاتی ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔

تنبیہ:

میں نے ان پانچ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا اگرچہ میں نے کسی کو انہیں کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے نہیں دیکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے پانچ گناہوں کے کبیرہ گناہ ہونے پر پہلی حدیثِ پاک میں وارد شدید وعید صراحت کرتی ہے، جبکہ دوسری حدیثِ پاک مثلہ کے کبیرہ ہونے پر دلیل ہے، تیسری اور چوتھی حدیثِ پاک داغنے پر جبکہ پانچویں حدیثِ پاک نشانہ بازی کے لئے حیوان کو باندھ کر نشانہ بنانے پر اور چھٹی حدیثِ پاک کھانے کی ضرورت کے بغیر شکار کرنے کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلیل ہے[۱]، جبکہ چھٹے گناہ پر چھٹی حدیثِ پاک بھی دلالت کر رہی ہے اور اسے مثلہ اور داغنے پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ حیوان کو ایذاء پہنچانے یا مردار ہو جانے کے بعد اسے کھانے کا سبب ہے اور سخت ایذاء کے کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے آئندہ آنے والے مردار کھانے کے بیان سے ظاہر ہے۔

پھر میں نے ایک جماعت کو مطلقاً یہ بیان کرتے دیکھا کہ''حیوان کو عذاب دینا کبیرہ گناہ ہے۔''بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حیوان کو بھوکا پیاسا قید رکھنے یہاں تک کہ وہ مرجائے اور اس کے چہرے کو آگ سے داغنے یا چہرے پر مارنے کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے اور بخاری و مسلم شریف

---

[۱] صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بہارِ شریعت** میں فرماتے ہیں:''شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں خشکی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لہو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لئے عرفِ عام میں شکار کھیلنا بولا جاتا ہے۔جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے۔اگر اس سے بہت کم داموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جایا کرے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے یہی وہ چاہیں گے جو کچھ ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لہو ہی ہے۔شکار کرنا جائز و مباح اس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست واحباب کو ہدیہ کرنا اس کے چمڑے کو کام میں لانا یا اس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لئے قتل کرنا وغیر ذالک۔''

(بہارِ شریعت، ج۲،حصہ ۱۷،ص۱۱)

کی اُس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں ایک عورت کے بلی کو قید کرنے کا تذکرہ ہے کہ بلی نے اسے جہنم میں داخل کر دیا، نیز انہوں نے شرح مسلم کے یہ الفاظ بھی دلیل کے طور پر پیش کئے ہیں کہ ''وہ عورت مسلمان تھی اور اس کی نافرمانی کبیرہ گناہ تھی۔''

سوال: ہمارے شافعی ائمہ علیہم الرحمہ نے کُند چھری سے جانور ذبح کرنے کو مکروہ قرار دیا، اس صورت میں بیان کردہ بُرا سلوک کبیرہ گناہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: ان کے کلام کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہے جب کہ چھری کُند ہو لیکن وہ ذبیحہ کی حرکت سے قبل ہی کھانے اور سانس والی رگ کو کاٹ دے تو اس صورت میں تھوڑی سی تکلیف کے باوجود یہ جائز ہے، شافعی ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی یہی مراد ہے کہ یہ اس دلیل کی وجہ سے مکروہ ہے کہ اگر کُند چھری کے ساتھ ذبح کرنے سے صرف ذبح کرنے والے کی طاقت سے ذبح ہو تو جائز نہیں، اور اگر وہ کھانے اور سانس والی بعض رگ کٹنے سے پہلے ہی مر جائے تو یہ اسے حرام اور مردار کر دے گا، جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے لہٰذا اس گناہ کے کبیرہ ہونے کے قول کو اس صورت پر محمول کرنا متعین ہو جاتا ہے کیونکہ حیوان کو مردار کر دینا بلاشبہ کبیرہ گناہ ہے۔

ذبح کے صحیح اور غلط طریقے

جان لیجئے! خشکی کا حلال جانور جس پر قدرت حاصل ہو اگرچہ جنگلی ہی کیوں نہ ہو کسی مسلمان یا ذمی کے ذبح کرنے سے ہی حلال ہو سکتا ہے تو جس زندہ حالت میں ہڈی کے علاوہ کسی بھی تیز دھار آلے کے ساتھ شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا، اگرچہ دانت اور ناخن ہی سے ہو تو وہ حلال ہے۔ لیکن اگر اس نے جانور کو گدّی سے ذبح کیا یا گردن کی سطح سے یا اس کے کان میں چھری داخل کی تو ذبح ہو جائے گا۔[1] بشرطیکہ گدی سے کاٹنے کی وجہ سے ذبیحہ کی حرکت سے مری (یعنی کھانے والی رگ) اور بعض رگیں بھی کٹ جائیں لیکن وہ گنہگار اور نافرمان ہوگا اور اگر اسے (ذبح کے شرعی طریقہ کا) علم ہو اور اس کے باوجود جان بوجھ کر محض جانور کو شدید ایذاء دینے کے لئے ایسا کرے تو فاسق ہو جائے گا۔ زندگی کے پائے جانے کے لئے غالب گمان ہی کافی ہے جیسا کہ ذبح کے بعد جانور شدید حرکت کرے اور اس کا خون بہنے لگے اور وہ اچھلنے لگے، اگر کھانے اور سانس والی رگوں میں سے کوئی رگ کٹنے

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں: ''ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضرور نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کریں بلکہ کھپچی (یعنی بانس کے چرے ہوئے ٹکڑے) اور دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے صرف ناخن اور دانت سے ذبح نہیں کر سکتے جب کہ یہ اپنی جگہ پر قائم ہوں اور اگر ناخن کاٹ کر جدا کر لیا ہو یا دانت علیحدہ ہو گیا ہو تو اس سے اگرچہ ذبح ہو جائے گا مگر پھر بھی اس کی ممانعت ہے کہ جانور کو اس سے اذیت ہوگی۔ اسی طرح کند چھری سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴۔۷۵)

سے رہ گئی[1] اور اب اس جانور کے سر کو چھری یا کسی دوسری چیز مثلاً بندوق کی گولی وغیرہ کے ذریعے جدا کر دیا اگرچہ بعد میں دونوں رگیں کاٹ دی جائیں، یا جس جانور میں ذبح کی شرائط کو پورا نہ کیا گیا یہاں تک کہ جانور کی زندگی ختم ہوگئی یا زندہ ہونے میں شک واقع ہوگیا، یا ذبح کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی انتڑیاں بھی نکال دی گئیں اور وہ کسی تیز دھار بھاری شئے کے لگنے سے مرگیا جیسے تیر کا چوڑائی میں لگنا اگرچہ وہ خون بھی بہادے، یا کسی حرام طریقے سے مرگیا جیسے تیر سے زخم لگا اور وہ گزرتے ہوئے چوڑائی میں اس سے ٹکرایا، یا کسی حلال طریقے سے مرگیا جیسے تیر سے شدید زخم لگا اور وہ کسی تیز دھار چیز پر یا پانی میں گر کر مرگیا، تو ان سب صورتوں میں حرام ہوگا۔

اور اگر کسی درندے نے شکار کو زخم لگایا یا کسی بکری پر دیوار گر گئی یا اس نے نقصان دہ گھاس کھالی پس اس کو ذبح کیا گیا تو وہ حلال نہیں، ہاں! اگر ابتدائے ذبح میں اس میں زندگی ہو تو حلال ہے، البتہ! اگر وہ جانور بیمار یا بھوکا تھا تو اسے ذبح کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں زندگی کی چند سانسیں ہی باقی ہوں کیونکہ یہاں ایسا کوئی سبب نہیں جس پر ہلاکت کا حکم لگایا جائے۔[2]

ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ ﷻ

☆......[1]: احناف کے نزدیک: ''ذِبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہوجائے گا۔ کہ اکثر کے لئے وہی حکم ہے جو کل کے لئے ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ جائے گا جب بھی حلال ہوجائے گا اور اگر آدھی آدھی ہر رگ کٹ گئی اور آدھی باقی ہے تو حلال نہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴)

☆......[2]: احناف کے نزدیک: ''جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقتِ ذبح زندہ ہو اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہے۔......بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔......بیمار بکری ذبح کی، صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کرلیا تو حلال ہے، اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کرلیں تو حلال، اور پاؤں پھیلا دیئے تو حرام اور سمیٹ لئے تو حلال، اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہوگئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے، اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا، بہرحال جانور حلال سمجھا جائے گا۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۴)

کبیرہ نمبر167: **غیر اللّٰہ کے نام پر جانور ذبح کرنا**

یعنی غیر اللہ کے نام پر اس طرح جانور ذبح کرنا کہ کفر لازم نہ آئے یوں کہ جس کے لئے جانور ذبح کیا جارہا ہے اس کی تعظیم مقصود نہ ہو جیسے عبادت اور سجدے سے تعظیم کی جاتی ہے۔

جیسا کہ علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور اس پر **اللّٰہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان سے استدلال کیا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۠ (پ۸، انعام:۱۲۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکم عدولی ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں بیان کردہ حکم اس وقت ہے جب جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے کیونکہ یہ عمل ہی فسق (یعنی حکم عدولی) ہے۔ چنانچہ،

اللّٰہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ (پ۸، الانعام:۱۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا۔

اور اس آیتِ مبارکہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس جانور پر **بِسْمِ اللّٰہ** نہ پڑھی جائے وہ حلال ہے۔ اور اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ مائدہ کی تیسری آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: ''اس سے مراد مردار اور گلا گھونٹ کر مارا جانے والا جانور ہے۔'' اور وہ آیتِ مبارکہ یہ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النَّطِیْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا

ترجمۂ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے

ذَکَّیۡتُمۡ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ (پ۶،المائدۃ:۳) کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔

تفسیری اقوال:

سیدنا کلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح نہ کیا گیا ہو یا **اللہ** عزوجل کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔''

سیدنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''قریش اور عرب جو جانور بتوں پر چڑھاوے کے لئے ذبح کیا کرتے تھے ان سے منع کیا گیا ہے۔''

ایک قول یہ ہے: ''وَاِنَّہٗ لَفِسۡقٌ سے مراد ہر وہ مردار ہے جس پر **اللہ** عزوجل کا نام نہ لیا گیا ہو اور فسق سے مراد دین سے خارج ہو جانا ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ وَاِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓـئِہِمۡ لِیُجَادِلُوۡکُمۡ ۚ (پ:۸،الانعام:۱۲۱) کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اپنے دوستوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ وہ مردار کے بارے میں باطل طریقے سے ایمان والوں سے جھگڑیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ''شیطان نے اپنے انسانی دوستوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اس ذات کی عبادت کیسے کرتے ہو؟ جس کے مارے ہوئے کو نہیں کھاتے جبکہ اپنا مارا ہوا کھا لیتے ہو تو **اللہ** عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡہُمۡ اِنَّکُمۡ لَمُشۡرِکُوۡنَ (پ:۸،الانعام:۱۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

حضرت سیدنا زجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''آیتِ کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ جس نے **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ شئے کو حلال جانا یا **اللہ** عزوجل کی حلال کردہ شئے کو حرام جانا وہ مشرک ہے بشرطیکہ اس حلت یا حرمت پر اجماع ہو اور اس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا معلوم ہو۔''

سوال: آپ نے مسلمان کے ذبیحہ کو (بسم اللہ ترک ہونے کے باوجود) مباح کیسے قرار دیا حالانکہ آیتِ مبارکہ حرمت میں نص کی طرح ہے؟

جواب: مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر صرف مردار سے کی ہے کسی نے بھی اسے بِسۡمِ اللّٰہ نہ پڑھنے

کی صورت میں مسلمان کے ذبیحے پر محمول نہیں کیا۔

اور اس آیتِ مبارکہ سے مردار مراد ہونے پر **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان **وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ** بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ تسمیہ ترک کرنے والے مؤمن کو حرمت کے اعتقاد کی صورت میں فاسق نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس کی حلت میں قوی اختلاف کی وجہ سے مناسب ہے کہ یہ حرمت کے قائل کے نزدیک بھی صغیرہ ہو اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ**'' کیونکہ مفسرین کے اجماع کی وجہ سے اختلاف تو مردار میں ہے نہ کہ تسمیہ ترک کرنے والے مسلمان کے ذبیحہ میں اور **اللہ** عزوجل کا فرمانِ عالیشان **وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ** اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شرک مردار کو حلال جاننے میں ہے نہ کہ اس ذبیحہ کو حلال جاننے میں جس پر تسمیہ نہ پڑھی گئی ہو یہ بات علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بعض دوسرے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہے۔

علامہ واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند سے کچھ احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں جن میں سے بعض میں بھول کر تسمیہ ترک کئے گئے ذبیحہ کی حلت اور بعض میں مطلقاً حلت کا ذکر ہے[1]۔

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذبح کے وقت، ''**بِسْمِ اللّٰهِ وَاِسْمِ مُحَمَّدٍ یابِاسْمِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ**'' کہنے کو حرمت کا سبب قرار دیا ہے[2]۔

اسی طرح کتابی اپنے **کَنِیْسَہ**، صلیب، حضرت سیدنا موسیٰ یا حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے ذبح کرے اور مسلمان کعبہ، رسولِ اکرم (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)، بادشاہ یا جن وغیرہ کے نام پر تقرب کی نیت سے ذبح کرے تو ان تمام صورتوں میں ذبیحہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے، البتہ! اگر کسی کے آنے پر خوشی یا **اللہ** عزوجل کا شکر ادا کرنے کے ارادے سے ذبح

---

[1]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''ذبح کرنے میں قصداً **بِسْمِ اللّٰه** نہ کہی جانور حرام ہے اور اگر بھول کر ایسا ہوا جیسا کہ بعض مرتبہ شکار کے ذبح میں جلدی ہوتی ہے اور جلدی میں **بِسْمِ اللّٰه** کہنا بھول جاتا ہے اس صورت میں جانور حلال ہے۔''

[2]: احناف کے نزدیک: ''ذبح کرتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ'' کے ساتھ غیر خدا کا نام بھی لیا اس کی **دو صورتیں** ہیں اگر بغیر عطف ذکر کیا ہے مثلاً یوں کہا ''بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یابِسْمِ اللّٰهِ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ'' ایسا کرنا مکروہ ہے مگر جانور حرام نہیں ہوگا۔ اور اگر عطف کے ساتھ دوسرے کا نام ذکر کیا مثلاً یوں کہا ''بِسْمِ اللّٰهِ وَاسْمِ فُلَانٍ'' اس صورت میں جانور حرام ہے کہ یہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوا۔ **تیسری صورت** یہ ہے کہ ذبح سے پہلے مثلاً جانور کو لٹانے سے پہلے اس نے کسی کا نام لیا یا ذبح کرنے کے بعد نام لیا تو اس میں حرج نہیں جس طرح قربانی اور عقیقہ میں دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور قربانی میں ان لوگوں کے نام لئے جاتے ہیں جن کی طرف سے قربانی ہے اور حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں: ''یہاں سے معلوم ہوا ''وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ'' جو حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کیا یا روٹھے ہوئے کو راضی کرنے یا **اللہ** عزوجل کی قربت کی نیت سے ذبح کیا تا کہ وہ اس سے جن کا شر دور کرے تو جائز وحلال ہے۔

﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾ ﴿اللہ﴾

(.....**بقیہ حاشیہ**) ذبح کے وقت جب غیرِ خدا کا نام اس طرح لیا جائے گا اس وقت حرام ہوگا اور **وہابیہ** یہ کہتے ہیں کہ آگے پیچھے جب کبھی غیر خدا کا نام لے دیا جائے حرام ہو جاتا ہے بلکہ یہ لوگ تو مطلقاً ہر چیز کو حرام کہتے ہیں جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے ان کا یہ قول غلط اور باطل محض ہے اگر ایسا ہو تو سب ہی چیزیں حرام ہو جائیں گی۔ کھانے پینے اور استعمال کی سب چیزوں پر لوگوں کے نام لے دیئے جاتے ہیں اور ان سب کو حرام قرار دینا شریعت پر افترا اور مسلم کو زبردستی حرام کا مرتکب بنانا ہے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان گائے، بکرا، مرغ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے اس کو ''مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه'' میں داخل کرنا جہالت ہے کیوں کہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے ''تقرُّب الیٰ غیر اللہ'' کی نیت کی ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے، مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کے لئے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔''

(بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۵۔۷۶)

کبیرہ نمبر168: جانور کو بطورِ نذر چھوڑ دینا اور نفع نہ اٹھانا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ (پ۷، المائدۃ:۱۰۳) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔

{1}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے نذر کے طور پر جانوروں کو آزاد چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (لم نجده بهذا اللفظ وانما وجدناه بلفظ ''أول من سيب'' من حديث سعيد بن مسيب) (فتح الباری، کتاب التفسیر، باب ماجعل الله ......الخ، الحدیث:۴۶۲۳، ج۷، ص۲۴۱)

تنبیہ:

اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے اگرچہ میں نے کسی کو اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے نہیں دیکھا کیونکہ اس میں جاہلیت سے مشابہت پائی جاتی ہے اور **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمانِ عالیشان کہ ''جس نے نذر کے طور پر جانور کو آزاد چھوڑا وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس پر شدید وعید کا تقاضا کرتا ہے۔

ہمارے اصحاب شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''جو کسی شکار کا مالک بنا پھر اسے نذر کے طور پر آزاد چھوڑ دیا تو وہ گنہگار ہے اور وہ جانور اس کی ملکیت سے نہ نکلے گا اگرچہ وہ اسے چھوڑتے وقت یہ کہہ دے کہ ''میں نے اسے مباح کر دیا جو چاہے پکڑ لے۔'' اور اگر اس نے یہ کہا کہ ''میں نے اسے مباح کیا جو چاہے پکڑ کر کھا لے۔'' تو جو اسے اٹھا لے گا وہ اس کا مالک بن جائے گا ایسا نہیں کہ اسے خرید کر تصرف کرنا پڑے اور مالک جو روٹی کے ٹکڑے اور کٹی ہوئی گندم کے خوشے پھینکتا ہے اس کا حکم یہ نہیں تو جو اُٹھا لے گا وہ مالک بن جائے گا۔''

چند مسائل

☆......اگر کسی کا کبوتر دوسرے کے کبوتروں میں مل جائے تو اس پر وہ کبوتر واپس کرنا لازم ہے اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ مالک کو اپنا کبوتر پکڑنے کی اجازت دے دے۔

☆......ان کے جو بچے پیدا ہوں گے وہ مادہ کے مالک کی ملک ہوں گے اور اگر ان میں تمیز نہ ہو سکے تو وہ اپنی غالب رائے کے

مطابق اس سے لینے کا اختیار رکھتا ہے اور شُبہ کا خوف نہ کرے۔

☆......حرام درہم یا تیل کسی کے درہم یا تیل سے مل گیا تو اس کے لئے وہ درہم اور تیل جائز ہے جیسا کہ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے فرمایا ہے کہ ''حرام کی مقدار کو علیحدہ کرے اور یہ علیحدہ کرنا اس کے حق کے اعتبار سے ہوگا۔''

اعتراض: مگر یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ شریک تقسیم میں مستقل نہیں ہوتا، لہذا اسے چاہئے کہ اسے قاضی کے پاس لے جائے تا کہ وہ دشواری کی صورت میں مالک کی جانب سے اسے تقسیم کردے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم ضرورت کی وجہ سے ہے کیونکہ یہاں مالک کی طرف سے کوتاہی نہیں جبکہ شرکت اختیار کے ذریعے ثابت ہوتی ہے اور جو چیز اختیار کے بغیر ثابت ہو مثلاً وراثت وغیرہ وہ اختیار کے ذریعے ثابت ہونے والی اشیاء سے ملی ہوتی ہے، اس صورت میں اس کا معاملہ قاضی کے پاس لے جانے میں ظاہری مشقت ہے کیونکہ قاضی اسی وقت تقسیم کرسکتا ہے جب ان کے دلائل سن کر حقیقت حال پر گواہی قائم ہوجائے اور اگر کسی شئے پر قابض افراد قاضی کے پاس وہ شئے تقسیم کرانے لے جائیں تو وہ ایسے گواہ کے بغیر ان کی بات نہیں مانے گا جو اس کی ملکیت کی گواہی دے صرف قبضہ پر اکتفاء نہ کرے گا کیونکہ اس کا تقسیم کرنا ان کے حق میں فیصلہ کرنے کو شامل ہوگا اور یہ فقط قبضہ سے نہیں بلکہ ملکیت کے ثبوت کے وقت ہی جائز ہے لہذا طاقت سے زائد یہ مشقت ضرورتاً اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس کے لئے حرام کی مقدار کو علیحدہ کرکے باقی میں تصرف کرنا جائز ہے۔

اور یہ امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بحث کے منافی بھی نہیں کہ ''اسے کبوتروں کے اختلاط کے حکم سے ملایا جائے گا۔'' کیونکہ ان کی اس سے مراد یہ ہے کہ ''وہ تصرف میں اس کی مثل ہے۔''

اگر فریقین کا مقدار میں اختلاف ہوجائے تو تصدیق اسی کی کی جائے گی جو صاحبِ قبضہ ہو کیونکہ قبضہ اسی کا ہے۔

اگر مملوک کبوتر (یعنی جو کسی کی ملکیت ہو) صحراء میں مباح کبوتروں (یعنی جو کسی کی ملکیت نہ ہوں) میں مل جائیں پھر اگر وہ مباح کبوتر کسی جال میں قید ہوں، اس طرح کہ انہیں صرف دیکھ کر ہی شمار کیا جاسکتا ہو تو ان کا شکار کرنا حرام ہے اور اگر قید میں نہ ہوں تو حرام نہیں۔

سیدنا ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر ایک جماعت نے اپنے کتے شکار پر چھوڑے اور انہوں نے شکار کو مردہ حالت میں پایا اور ہر شخص کہے کہ ''میرے کتے نے اس کو قتل کیا۔'' تو وہ شکار حلال ہے پھر اگر کئی کتوں نے شکار کو پکڑ رکھا ہو تو وہ ان کے مالکوں کے درمیان مشترک ہوگا یا ان میں سے ایک ہی کتے نے شکار کو پکڑ رکھا ہو تو وہ شکار اس کتے کے مالک کا ہوگا اور اگر

کتوں نے شکار کو پکڑا ہوا نہ ہوتو امام ابوثور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک: ''قرعہ ڈالا جائے گا۔'' اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک: ''سب کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جائے اور اگر اس کے فساد کا خوف ہو تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت ان سب کی فلاح پر استعمال کی جائے۔''

کتاب العقیقۃ

عقیقہ کا بیان

کبیرہ نمبر169: **مَلِکُ الْاَمْلَاک نام رکھنا**[1]

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے مبغوض اور خبیث ترین وہ شخص ہوگا جو ''**مَلِکُ الْاَمْلَاک**'' (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) کہلاتا ہوگا، **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم تسمی بملک الاملاک ......الخ، الحدیث: ۵۶۱۱، ص ۱۰۶۰)

{2}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک اَخْنَع (یعنی سب سے ذلیل) نام اس شخص کا ہے جسے بادشاہوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔'' ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ''**اللہ** عزوجل کے سوا کوئی مالک نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم تسمی بملک......الخ، الحدیث: ۵۶۱۰، ص ۱۰۶۰)

{3}......حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مثلاً کسی کا ''شاہین شاہ'' کہلوانا۔''

سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا ابو عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے **اَخْنَع** کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔''

حضرت سیدنا سفیان بن عُیَینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد برا یا ناپسندیدہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۷۳۳۳، ج۳ ص ۴۰)

تنبیہ:

ان دو احادیثِ مبارکہ کی صراحت کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگرچہ میں نے کسی کو اسے صراحتاً بیان کرتے ہوئے نہیں پایا، پھر بعد میں مَیں نے بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو اس کی صراحت کرتے ہوئے پایا۔ ہمارے ائمہ کرام

---

[1]: یہ نام رکھنے کے متعلق تفصیل وموجودہ عرف کے اعتبار سے شرعی حکم جاننے کے لئے فتاوی رضویہ (جدید)، ج۲۱، ص ۳۳۹ تا ۳۷۹ پر مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن کا مبارک رسالہ ''فقہ شہنشاہ وان القلوب بیدالمحبوب بعطاء اللہ'' کا مطالعہ کیجئے۔

رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بادشاہوں کا بادشاہ یا شہنشاہ کہلانا حرام ہے اور شاہین شاہ بھی اسی معنی میں ہے کیونکہ یہ دونوں ہم معنی ہیں اور حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ان ناموں سے **اللہ** عزوجل کے سوا کسی کو متصف نہیں کیا جاسکتا۔'' ہمارے بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے **حاکم الحکام** اور **قاضی القضاہ** کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا ہے، اس موضوع میں اور بھی بہت سا کلام ہے جسے میں نے "**مناسک النووی الکبری**" کے حاشیہ پر طواف اور سعی کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔

کتاب الاطعمة

کھانے پینے کا بیان

کبیرہ نمبر170: **نشہ آور پاک اشیاء کھانا**

یعنی نشہ آور پاک اشیاء جیسے حشیش، افیون، بھنگ[1]، عنبر، زعفران اور جوز الطیب (جائفل) وغیرہ کھانا۔[2]

یہ تمام اشیاء نشہ آور ہیں جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان میں سے بعض کے نشہ آور ہونے کی تصریح فرمائی ہے جبکہ دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بقیہ کے نشہ آور ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور یہاں نشہ دینے سے ان کی مراد عقل پر غالب آجانا ہے، صرف بے خودی کی شدت مراد نہیں کیونکہ بے خودی نشہ آور مائع شئے کی خصوصیات میں سے ہے، عنقریب اس کی تفصیل ''اَشْرِبَہ'' کے بیان میں آئے گی، ہم نے یہاں ان اشیاء کے نشہ آور ہونے کا جو معنی بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انہیں سُن کرنے والی اشیاء کہنا بھی درست ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ نشہ آور یا سُن کرنے والی اشیاء ہیں تو ان کا استعمال شراب کی طرح کبیرہ گناہ اور فسق ہے اور جو وعیدیں شرابی کے بارے میں آئی ہیں وہ ان اشیاء میں سے کسی ایک کو بھی استعمال کرنے پر جاری ہوں گی کیونکہ یہ دونوں عقل کو زائل کرنے میں مشترک ہیں، اور عقل کو باقی رکھنا شریعت کا مقصود ہے اس لئے کہ عقل **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے احکام کو سمجھنے کا آلہ ہے، اسی کے ذریعے انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، عقل ہی انسان کو نقائص سے بچا کر کمالات کے حصول پر آمادہ کرتی ہے، لہٰذا عقل کو زائل کرنے والی اشیاء استعمال کرنے والے پر بھی شراب کی وہی وعید جاری ہوگی جس کا بیان آگے آئے گا۔

---

[1]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''بھنگ اور افیون اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہوجائے ناجائز ہے جیسا کہ افیونی اور بھنگیڑے (بھنگ پینے والے) استعمال کرتے ہیں اور اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتور نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۷، ص ۸)

[2]: فقہائے احناف کے نزدیک: ''جوز الطیب میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ ہوجائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۷، ص ۸)

میں نے ایک کتاب تالیف کی ہے، جس کا نام ''تَحْذِیْرُ الثِّقَاتِ عَنْ اِسْتِعْمَالِ الْکُفْتَۃِ وَالْقَاتِ'' رکھا ہے۔ جب اہلِ یمن کا ان دونوں اشیاء میں اختلاف ہوا تو انہوں نے میری طرف تین کتابیں بھیجیں، جن میں سے دو اِن کی حلت پر اور ایک حرمت پر تھی اور ان دونوں قسموں کے بارے میں حق کو آشکار کرنے کا مطالبہ کیا، پس میں نے ان دو قسم کی اشیاء سے ڈرانے کے لئے یہ کتاب تالیف کی، اگرچہ میں نے ان دونوں کی قطعی حرمت بیان نہیں کی، بہرحال میں نے اس کتاب میں دیگر نشہ آور اشیاء کا بھی ذکر کر دیا ہے اور بعض مقامات پر کچھ تفصیلی کلام بھی کیا ہے، یہاں پر اس کا خلاصہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں چنانچہ میں کہتا ہوں کہ ان تمام اشیاء کی حرمت میں اصل یہ حدیثِ پاک ہے کہ،

{1}......اُم المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: ''خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہر **مُسْکِر** (یعنی نشہ آور) اور **مُفْتِر** (یعنی سکون آور) چیز کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی سکر، الحدیث: ۳۶۸۶، ص ۱۴۹۲)

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **مُفْتِر** ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل میں فتور پیدا کرے اور اعضاء کو سن کر دے۔'' اور اوپر مذکور تمام اشیاء نشہ آور، سن کرنے والی اور (عقل میں) فتور ڈالنے والی ہیں۔

علامہ قرافی اور ابن تیمیہ[1] نے بھنگ کی حرمت پر اجماع نقل کیا اور کہا ہے کہ ''جس نے اسے حلال سمجھا اس نے کفر کیا۔'' جبکہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کلام اس لئے نہیں کیا کہ یہ ان کے زمانے میں نہ تھی بلکہ چھٹی صدی ہجری کے اواخر اور ساتویں صدی کے اوائل میں تاتاریوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد ظاہر ہوئی۔

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قول ذکر کیا ہے: ''ایسی بوٹی جس سے بہت زیادہ نشہ طاری ہو جائے اس کے استعمال پر سزا واجب ہوگی۔''

میں نے جوز الطیب (یعنی جائفل) میں جو حکم بیان کیا ہے یہ وہی فتویٰ ہے جو میں نے بہت عرصہ پہلے حرمین شریفین اور اہلِ مصر کے نزاع کے وقت دیا تھا اور کافی تلاش کے بعد میں اس کا وہ جزئیہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جسے یہ لوگ نہ پا سکے،

---

[1]: ابن تیمیہ کا اصل نام احمد، اس کی کنیت ابو العباس اور مشہور ابن تیمیہ ہے، ۶۶۱ ھ میں پیدا ہوا اور قلعہ دمشق میں بحالت قید ۲۰ ذی قعدہ ۷۲۸ ھ میں انتقال ہوا۔ ابن تیمیہ نے مسلمانوں کے اجماعی عقائد و اعمال سے ہٹ کر ایک نئی راہ ڈالی جس کے باعث اس کے ہم عصر اور بعد میں آنے والے بڑے بڑے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بعض نے اس کی تکفیر کی، بعض نے گمراہ کہا اور بعض نے بدعتی کے نام سے موسوم کیا۔ چنانچہ، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر.........)

اسی لئے جب متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت سے جوز الطیب (یعنی جائفل) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کوئی شرعی دلیل پیش کئے بغیر اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا اور پھر جب وہی سوال میرے پاس بھیجا گیا تو میں نے صریح جزئیہ اور صحیح دلیل کے ساتھ اپنے مؤقف کے مخالفین کا رد کرتے ہوئے جواب دیا اگرچہ وہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بلند مرتبے والے تھے۔

سوال: اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ یا ان کے مقلدین میں سے کسی نے جوز الطیب کھانے کی حرمت کا قول کیا ہے؟ کیا آج کل کے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے اس کی حرمت کا فتوی دیا ہے؟ اگرچہ اس نے ان کے جزئیے پر

(.....بقیہ حاشیہ) **امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:** ''میں نے ابن تیمیہ کا انجام یہ دیکھا کہ اس کو ذلیل کیا گیا اور اس کی برائی بیان کی گئی اور حق وباطل سے اس کی تضلیل اور تکفیر ہوئی اور وہ ان خرافات میں پڑنے سے پہلے اپنی زندگی ہی میں سلف (بڑے بڑے علماء) کے نزدیک (اپنے علم کے باعث) منور وروشن تھا۔ پھر وہ (ابن تیمیہ) غلط اور بدعتی مسائل کی وجہ سے لوگوں کے نزدیک اندھیرے والا اور گرہن والا غبار آلودہ ہوگیا۔ اور اپنے اعداء اور مخالفین کے نزدیک دجال، افاک (بڑا بہتان تراش) کافر ہوگیا اور عاقلوں، فاضلوں کے گروہوں کی نظر میں فاضل محقق بارع (ماہر) بدعتی ہوگیا۔''

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (نام کے) حنبلیوں میں سے ابن تیمیہ نے تفریط (کوتاہی اور کمی) کی ہے (معاذ اللہ عزوجل) اس طرح کہ ''روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو حرام کہا۔'' جیسا کہ اس کے غیر نے (یعنی اس کے مخالف اور رد کرنے والے نے) زیادتی کی حد سے بڑھا کر اس طرح کہا کہ زیارت شریف کا قربت ہونا یہ ضروریات دین سے معلوم ہے۔ اور اس کے منکر پر حکمِ کفر ہے۔

پھر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''امید ہے کہ یہ دوسرا (یعنی منکر زیارت پر کفر کا فتویٰ دینے والا) صواب (صحیح ہونے) کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اس چیز کو حرام کہنا جو باجماع واتفاق علماء مستحب ہو (جیسے مسئلہ زیارت) وہ کفر ہے، کیونکہ اس معاملہ میں یہ تحریم مباح (یعنی مباح کو حرام کہنے) سے بڑھ کر ہے۔ جب مباح کو حرام کہنا کفر ہے تو مستحب کو حرام کہنا بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔''

(شرح الشفاللعلامہ القاری، ج۳، ص۵۱۴، علی ھامش نسیم الریاض۔ شواھد الحق ص۱۴۷)

ابن تیمیہ کے بعض من گھڑت عقائد ومسائل:

☆.....اللہ تعالیٰ کا جسم ہے ☆.....اللہ تعالیٰ نقل مکانی کرتا ہے ☆.....اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ اس سے بڑا نہ چھوٹا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بہتان شنیع اور کفر قبیح سے پاک ہے۔ اس کے متبع ذلیل ہوئے اور اس کے معتقد خائب وخاسر ہوئے ☆.....دوزخ فنا ہو جائے گی ☆.....انبیاء علیہم السلام غیر معصوم ہیں ☆.....حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عند اللہ کوئی مقام نہیں ان کا وسیلہ جائز نہیں ☆.....روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفرِ زیارت کرنا گناہ ہے اور اس سفر میں نماز قصر نہ پڑھی جائے گی ☆.....کوئی حائضہ کو طلاق دے تو واقع نہ ہوگی ☆.....اگر کوئی شخص عمداً نماز ترک کردے تو اس پر قضا ضروری نہیں ☆.....حائضہ کو طواف کعبہ جائز ہے اور اس پر کوئی کفارہ بھی نہیں ☆.....تین طلاقیں ایک ہی ہوگی حالانکہ اپنے دعوی سے پہلے اس نے اس کے خلاف (اُمت محمدیہ کا) اجماع نقل کیا، ان کے علاوہ بھی ابن تیمیہ کی خرافات ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے (آمین)

(فتاوی حدیثیه، ص ۹۹تا ۱۰۱، مطبوعه حلبی مصر) (ملخصًا از تعارف چندمفسرین محدثین مؤرخین کا، ص۵۸۔۵۹ اور ۸۸تا۹۰)

اطلاع نہ پائی ہو، اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان کے فتویٰ پر عمل کرنا واجب ہے؟

جواب : امام مجتہد، شیخ الاسلام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ ''جوز الطیب نشہ آور ہے۔'' متاخرین شوافع اور مالکی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ قول نقل کر کے اس پر اعتماد کیا ہے اور آپ کے لئے متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اعتماد ہی کافی ہے، بلکہ ابن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں مبالغہ کیا اور بھنگ کو جوز الطیب کا **مقیس علیہ** (یعنی جس پر قیاس کیا جائے) قرار دیا اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ حشیش کے خشک اور تر پتوں کے نشہ آور ہونے کے بارے میں علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہم عصر کسی فقیہ سے نقل کیا کہ ''تر پتوں میں نشہ نہیں ہوتا جبکہ خشک پتے نشہ آور ہوتے ہیں۔'' ابن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ قول بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''صحیح یہ ہے کہ ان کے خشک یا تر ہونے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ جوز الطیب (جائفل)، زعفران، عنبر، افیون اور بھنگ سے ملی ہوئی ہے اور یہ اشیاء نشہ آور اور اعضاء کو سن کرنے والی ہیں، اسے علامہ ابن قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''**تکریم المعیشۃ**'' میں ذکر کیا ہے۔

ان کے صحیح قول کی تعبیر کرنے سے اور بھنگ کو جس کی حرمت پر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے، جائفل کا **مقیس علیہ** ٹھہرانے پر غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بھنگ کے نشہ آور اور سکون آور ہونے کی وجہ سے جوز الطیب کی حرمت میں کوئی فرق نہیں اور علماء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے نشہ آور ہونے پر علماء مالکیہ و شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے اتفاق کیا ہے اور ان کے متاخرین علماء میں سے (بظاہر حنبلی کہلانے والے) ابن تیمیہ نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا اور دیگر نے اسے حرام قرار دینے میں اس کی پیروی کی اور بعض علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے جیسا کہ فتاویٰ مرغینانی میں ہے کہ ''نشہ آور اشیاء میں سے بھنگ اور گھوڑیوں کا دودھ حرام ہے، مگر اسے پینے والے پر سزا جاری نہ ہوگی۔'' یہ فقیہ ابو حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی پر نص فرمائی ہے۔

امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر کے کلام سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ جوز الطیب (یعنی جائفل) بھنگ کی طرح ہوتا ہے، لہذا جب حنفی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھنگ کے نشہ آور ہونے کے قائل ہیں تو لازمی طور پر جوز الطیب کے نشہ آور ہونے کے بھی قائل ہوئے، لہذا اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ جائفل شافعی، مالکی اور حنبلی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نص کی وجہ سے حرام ہے جبکہ حنفی علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اقتضاءُ النص کی بناء پر حرام ہے **(مفتی بہ قول صفحہ ۶۸۵ پر حاشیہ۲ میں دیکھیں)**، کیونکہ یہ یا تو نشہ آور ہے یا اعضاء سن کرنے والا ہے اور بھنگ میں اصل جوز الطیب پر قیاس کرنا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب **التذکرۃ** میں، سیدنا امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے **شرح المھذب** میں اور امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جو یہ فرمایا کہ ''یہ نشہ آور ہے۔'' اس کے بارے میں علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''اس میں ہمارے نزدیک کسی کا اختلاف معروف نہیں، بعض اوقات علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کی بیان کردہ تعریف میں مدہوش انسان بھی داخل ہو جاتا ہے اوراس سے مراد وہ انسان ہے کہ جس کے منظوم کلام میں خلل آجائے، پوشیدہ راز ظاہر ہو جائے، جو زمین وآسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور نہ ہی طول وعرض میں فرق کر سکے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ انہوں نے اس معاملہ میں اختلاف کیا ہے اوراس کے نشہ آور ہونے کا انکار کیا اوراس کا مفسد ہونا ثابت کیا ہے۔ پھر انہوں نے ان کا رد کیا اوران کے مؤقف کو خطا پر مبنی ثابت کرنے میں طویل کلام کیا ہے۔

اس کے نشہ آور ہونے کی تصریح نباتات کے ماہر اَطباء نے بھی کی ہے، لہٰذا اس معاملہ میں انہیں کی طرف رجوع کیا جانا مناسب بھی ہے، اسی طرح ابن تیمیہ اوراس کے ہم مذہب متاخرین نے اسی قول کی پیروی کی ہے جبکہ اس معاملہ میں حق یہ ہے کہ دونوں باتیں یعنی اس کا نشہ آور ہونا اور مفسدِ عقل ہونا درست نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے نشہ آور ہونے کا کہا جاتا ہے تو اس سے مطلق عقل کو ڈھانپنا مراد ہوتا ہے جو کہ ایک عام لفظ ہے، نیز جب یہ لفظ بولا جائے اوراس سے نشہ وبے خودی کے ساتھ عقل کو ڈھانپنا مراد ہو تو اس صورت میں یہ خاص ہوتا ہے، اور یہاں پر نشہ آور ہونے سے یہی مراد ہے، پہلی صورت میں نشہ اور سن کرنے والی چیز میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کیونکہ ہر سُن کرنے والی شئے نشہ آور ہوتی ہے جبکہ ہر نشہ آور شئے سُن کرنے والی نہیں ہوتی، لہٰذا بھنگ، جوز الطیب اوران جیسی دیگر اشیاء پر نشے کے اطلاق سے مراد محض سکون حاصل کرنا ہے اور جو علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی اس کی نفی کرتے ہیں ان کی مراد خاص معنی ہوتی ہے۔

اس کی تحقیق یہ ہے کہ شراب وغیرہ کے نشے کی علامت یہ ہے کہ اس سے سرور ونشاط، بدخلقی اور نخوت پیدا ہو جائے، جبکہ بھنگ اور جوز الطیب کے نشے کی علامات اس کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً جسم سن ہو جاتا ہے اوراس میں فتور پیدا ہو جاتا ہے، خاموشی طویل ہو جاتی ہے یا گہری نیند آتی ہے اور نخوت باقی نہیں رہتی، میرے یہ علامات ذکر کرنے سے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف سے علامہ قرافی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر کئے گئے اعتراضات کا جواب بھی ہو گیا کہ بعض شرابیوں میں بھنگ پینے والوں کی علامات پائی جاتی ہیں، اسی طرح بعض بھنگ پینے والوں میں شرابیوں کی علامات موجود ہوتی ہیں، جواب کی وجہ یہ ہے کہ جس چیز کا مدار ظن پر ہوتا ہے اس میں بعض افراد کا نکل جانا اثر نہیں کرتا جیسا کہ دورانِ سفر نماز میں قصر کرنے کا مدار مشقت کے گمان کو قرار دینا جائز

ہے حالانکہ سفر کی بہت سی صورتوں میں بالکل مشقت نہیں ہوتی۔

پس اس سے واضح ہوگیا کہ جس نے بھنگ کو نشہ آور قرار دیا اور جس نے اسے بے خودی کرنے والی اور فساد میں مبتلا کرنے والی کہا، دونوں میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اس سے مراد خاص فساد ہے، پس اس سے علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعتراض بھی دور ہوگیا کہ اس سے مراد پاگل پن اور بے ہوشی ہے کیونکہ یہ دونوں عقل کو فاسد کرنے والے ہیں، پس سوال میں مذکور فقیہ کے قول کی صحت کو جس چیز نے ثابت کیا اس سے ظاہر ہوگیا کہ یہ بے خود کرنے والی ہے اور اس شخص کے قول کا باطل ہونا بھی ظاہر ہوگیا جس نے اس سلسلے میں جھگڑا کیا لیکن اگر عدمِ علم کی وجہ سے کیا تو معذور ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے دلائل کی روشنی میں جو ہم نے ذکر کیا اس پر مطلع ہونے کے بعد جب اس کو حلال یا غیر نشہ آور اور سُن نہ کرنے والی گمان کیا تو اس جیسوں کے لئے سخت سزا ضروری ہے بلکہ ابن تیمیہ اور اس کے اہلِ مذہب نے اس بات کو ثابت رکھا کہ ''جس نے بھنگ کو حلال سمجھا اس نے کفر کیا۔''

پس اس عظیم (حنبلی) مذہب کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مشکل میں پڑنے سے انسان کو بچنا چاہئے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس نے فاسد اغراض کے لئے جائفل کے استعمال کا خطرہ مول لیا باوجود اس کے کہ ہم نے اس کے مفاسد اور گناہ ذکر کر دیئے حالانکہ وہ اغراض اس کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

رئیس الاطباء ابن سینا نے اپنی کتاب **قانون** میں اس بات کی تصریح کی ہے: ''اس کی ایک اور سنبل کی نصف مقدار اس کے برابر ہے، پس جس نے اس کی تھوڑی مقدار استعمال کی پھر اس کی ایک اور سنبل کی نصف مقدار استعمال کی تو اسے وہی تمام مقاصد حاصل ہوں گے اور وہ گناہوں اور **اللہ** عزوجل کے عذاب میں پڑنے سے بھی سلامت رہے گا۔''

اس میں پھیپھڑوں کے بھی کچھ نقصانات ہیں، جنہیں بعض اطبّاء نے ذکر کیا ہے اور سنبل ان نقصانات سے خالی ہے اور اس سے مقصود بھی حاصل ہو جاتا ہے اور دنیوی واُخروی نقصانات سے سلامتی مزید برآں۔ جائفل کے بارے میں میرا جواب ختم ہوگیا جو کہ نفیس بحثوں پر مشتمل ہے۔

''**حَاوِی صَغِیر**'' کی شرح میں ہے کہ اگر بھنگ کا نشہ آور ہونا ثابت ہو جائے تو ناپاک ہے اور ابن تیمیہ کی کتاب ''**السیاسۃ**'' میں ہے کہ بھنگ میں شراب کی طرح حد واجب ہے، لیکن جب وہ ٹھوس ہو اور پی جانے والی نہ ہو تو حضرتِ سیدنا امام احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد وغیرہ کے مذہب میں تین اقوال پر اس کے نجس ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ نجس ہے اور یہی صحیح ہے اور حیوان کو بھنگ کھلانا حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس کا نشہ دینا بھی حرام ہے، علامہ ابن دقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے ارشادفرمایا: ''شراب کی طرح اس کو ضائع کرنے والے پر بھی کوئی ضمان نہیں۔''

امام ابوبکر بن قطب العسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقل کیا ہے: ''یہ دوسرے درجے میں گرم ہوتی ہے اور پہلے درجے میں خشک ہوتی ہے، سر کو چکرا دیتی ہے، نظر کو کمزور کر دیتی ہے، پیٹ کو گرہ لگا دیتی ہے اور منی کو خشک کر دیتی ہے، پس ہر صاحبِ عقل، سلیم الفطرت انسان پر اس سے اجتناب ضروری ہے، جس طرح کہ اس کے علاوہ دیگر ان تمام چیزوں سے اجتناب ضروری ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے اس لئے کہ یہ نقصان دہ چیزوں پر مشتمل ہے جو ہلاکت کا مبداء ہیں اور اکثر اوقات منی کے خشک ہونے اور سر چکرانے سے بھی بڑے نقصان دہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔''

اسی وجہ سے علامہ ابن بیطار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جو نباتات وغیرہ کے بارے میں معرفتِ تامہ رکھتے ہیں، نے اپنی کتاب ''**اَلْجَامِعُ لِقِوَیِ الْاَدْوِیَۃِ وَالْاَغْذِیَۃِ**'' میں فرمایا ہے: ''**قنب الھندی**'' (پٹ سن کی ایک قسم جس سے بھنگ بنائی جاتی ہے) اس کی تیسری قسم ہے جسے ''**قنب**'' (یعنی پٹ سن) کہا جاتا ہے اور میں نے مصر کے علاوہ کہیں نہیں دیکھی، یہ باغات میں کاشت کی جاتی ہے اور اسے بھی بھنگ کہا جاتا ہے، یہ بہت نشہ آور ہوتی ہے، جب اس سے انسان ایک یا دو درہم کی مقدار کھالیتا ہے یہاں تک کہ اکثر کو تو ناسمجھی کی حد تک پہنچا دیتی ہے، اسے ایک قوم نے استعمال کیا تو ان کی عقلیں زائل ہوگئیں اور انہیں جنون کی حد تک پہنچا دیا اور کبھی تو ہلاک بھی کر دیتی ہے۔

علامہ قطب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشادفرمایا: ''ہمیں بتایا گیا کہ جانور اسے نہیں کھاتے تو اس کھانے کی کیا قدر ہے جسے کھانے سے جانور بھی بھاگتے ہیں، یہ بھی ان دوسری چیزوں کی طرح ہے جو بدن کو تبدیل اور مسخ کرتی ہیں، قوتوں کو منجمد کرتی ہیں، خون کو جلاتی ہیں، رطوبت کو خشک کرتی ہیں اور رنگ کو زرد کر دیتی ہے۔''

امام محمد بن زکریا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جو طب میں وقت کے امام تھے، نے ارشادفرمایا: ''یہ بہت زیادہ گھٹیا فکریں پیدا کرتی ہے اور اعضائے رئیسہ میں رطوبت کی کمی کی وجہ سے منی کو خشک کر دیتی ہے یعنی جب ان اعضاء کی رطوبت کم ہوتی ہے تو یہ خطرناک اور قبیح ترین بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے اور اس کی مذمت میں یہ اشعار کہے گئے ہیں:

قُلْ لِمَنْ یَّاْکُلُ الْحَشِیْشَۃَ جَھْلًا　　　یَا خَسِیْسًا قَدْ عِشْتَ شَرَّ مَعِیْشَہ

ترجمہ: جو جہالت کی وجہ سے بھنگ کھاتا ہے تو اس سے کہہ! اے کمینے تو نے بری زندگی گزاری۔

دِیَۃُ الْعَقْلِ بِدُرَّۃٍ فَلِمَا ذَا　　　یَا سَفِیْھًا قَدْ بِعْتَہٗ بِحَشِیْشَہ

ترجمہ: عقل کی قیمت تو موتی ہے پس اے بے وقوف! تو نے اسے بھنگ کے بدلے کیوں بیچ دیا؟

مزید فرماتے ہیں: ''ہمیں بے شمار لوگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس سے دوچار ہونے والے اچانک مر گئے اور دوسروں کی عقلیں زائل ہو گئیں اور متعدد امراض میں مبتلا ہو گئے مثلاً تپ دِق، سِل اور اِستِسقاء وغیرہ اور یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے بارے میں یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

یَا مَنْ غَدَا اَکْلُ الْحَشِیْشِ شِعَارَہٗ وَغَدَا فَلَاحَ عَوَارُہٗ وَ خِمَارُہٗ

ترجمہ: اے وہ کہ بھنگ کھانا جس کا شعار بن گیا اور ہمیشہ کے لئے اس کا عیب اور نشہ بن گیا۔

اَعْرَضْتَ عَنْ سُنَنِ الْھُدٰی بِزَخَارِفَ لَمَّا اِعْتَرَضْتَّ لِمَا اُشِیْعَ ضِرَارُہٗ

ترجمہ: تو نے دنیا کی پرفریب چیزوں کی وجہ سے ہدایت والے طریقوں سے اعراض کیا جب تو نے ایسی چیز کو اختیار کیا جس کا نقصان پھیلا ہوا ہے۔

اَلْعَقْلُ یَنْھٰی اَنْ تَمِیْلَ اِلَی الْھَوٰی وَالشَّرْعُ یَاْمُرُ اَنْ تَبْعُدَ دَارَہٗ

ترجمہ: عقل تجھے خواہشات کی طرف مائل ہونے سے منع کرتی ہے اور شریعت تجھے اس سے دور رہنے کا حکم دیتی ہے۔

فَمَنْ اِرْتَدٰی بِرِدَآءٍ زَھْرَۃٍ شَھْوَۃً فِیْھَا بَدَا لِلنَّاظِرِ مِنْ خِسَارِہٖ

ترجمہ: پس جس نے شہوت کی وجہ سے چمک دمک کی چادر اوڑھی دیکھنے والے پر اس کا خسارہ ظاہر ہو گیا۔

اَقْصِرْ وَتُبْ عَنْ شُرْبِھَا مُتَعَوِّذاً مِنْ شَرِّھَا فَھُوَ الطَّوِیْلُ عِثَارُہٗ

ترجمہ: اسے چھوڑ اور اس کی برائی سے پناہ طلب کرتے ہوئے اس سے توبہ کر لے پس اس کا فتنہ طویل ہے۔

بھنگ کے نقصانات:

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو کھانے میں ایک سو بیس (120) دینی و دنیوی نقصانات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......گھٹیا سوچ کا مالک بنانا (۲)......فطرتی رطوبات کو خشک کرنا (۳)......بدن میں امراض پیدا کرنا (۴)......بھولنے کی بیماری لگنا (۵)......سر کا چکرانا (۶)......نسل ختم کرنا (۷)......منی کا خشک ہونا (۸)......اچانک موت لانا (۹)......عقل کو فاسد اور زائل کرنا (۱۰)......تپ دق (۱۱)......استسقاء اور (۱۲)......سل کی بیماری پیدا کرنا (۱۳)......فکر فاسد کرنا (۱۴)......ذکرِ خدا

بھلانا (۱۵)......راز فاش کروانا (۱۶)......برائی شروع کرنا (۱۷)......حیاء ختم کرنا (۱۸)......بہت زیادہ دکھلاوا کرنا (۱۹)......مُرُوَّت کا نہ ہونا (۲۰)......محبت کا نہ ہونا (۲۱)......ستر کا کھل جانا (۲۲)......غیرت کا نہ ہونا (۲۳)......عقل مندی کا ضائع ہونا (۲۴)......ابلیس کا ہم نشین ہونا (۲۵)......نمازوں کا چھوڑنا (۲۶)......حرام کاموں کا ارتکاب کرنا (۲۷)......برص اور (۲۸)......کوڑھ پن کا شکار ہو جانا (۲۹)......لگاتار بیمار رہنا (۳۰)......دائمی زکام لگنا (۳۱)......جگر کا چھلنی ہو جانا (۳۲)......خون اور منہ کی بو کا جلنا (۳۳)......منہ کا بدبودار ہونا (۳۴)......دانتوں کا خراب ہو جانا (۳۵)......پلکوں کے بال گر جانا (۳۶)......دانتوں کا پیلا ہو جانا (۳۷)......نظر کا کمزور ہو جانا (۳۸)......سست ہونا (۳۹)......نیند کا زیادہ آنا (۴۰)......اور سستی آنا (۴۱)......یہ شیر کو بچھڑا بنا دیتی ہے (۴۲)......عزت والا ذلیل ہو جاتا ہے (۴۳)......صحیح بیمار ہو جاتا ہے (۴۴)......بہادر بزدل ہو جاتا ہے (۴۵)......کریم حقیر و کمزور ہو جاتا ہے (۴۶)......اگر اسے کھلایا جائے تو سیر نہیں ہوتا (۴۷)......عطا کیا جائے تو شکر گزار نہیں ہوتا (۴۸)......اگر بات کی جائے تو سنتا نہیں (۴۹)......یہ ماہرِ زبان کو گونگا اور (۵۰)......ذہین کو کند ذہن بنا دیتی ہے (۵۱)......ذہانت کو ختم کر دیتی ہے (۵۲)......پیٹ کا مرض پیدا کرتی ہے (۵۳)......نامردی اور (۵۴)......لعنت کا وارث بناتی ہے (۵۵)......جنت سے دوری پیدا کرتی ہے (۵۶)......مرتے وقت کلمہ شہادت بھلا دیتی ہے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ یہ اس کی ادنیٰ قباحتوں میں سے ہے۔

افیون کے نقصانات:

یہ تمام قباحتیں افیون وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں بلکہ افیون وغیرہ میں اس سے زیادہ ہیں کہ اس میں صورت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ اس کو کھانے والے کی حالت سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اسے کھانے والے کی حالت سے جس عجیب چیز کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے: (۱)......اس میں بدن اور (۲)......عقل کا بگڑ جانا اور (۳)......ان کا گھٹیا ترین، بوسیدہ اور گندی صورت کی طرف پھر جانا ہے (۴)......وہ کبھی بھی سیدھے راستے کی طرف مائل نہیں ہوتے (۵)......مُرُوَّت کو خراب کرنے والی چیزوں کی طرف ہی جاتے ہیں حالانکہ یہ مذموم اور بری گمراہی ہے۔ پھر ان بڑے بڑے نقصانات کے باوجود جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے چہروں پر موجود غبار اور چھائے ہوئے دھوئیں سے تجاہل عارفانہ برتتے ہوئے کوئی جاہل ہی یہ پسند کر سکتا ہے کہ ان کے نقصان دہ اور بھٹکے ہوئے گروہ میں شامل ہو، حالانکہ اس بات کا خدشہ موجود ہے کہ وہ فاسق و فاجر یا کافروں میں سے نہ ہو جائے۔

وہ شخص جس پر افیون کی برائیاں واضح ہو گئیں اور جن کثیر عیوب پر یہ مشتمل ہے وہ بھی اس پر ظاہر ہو گئے پھر بھی وہ ان کی

طرف مائل ہو جائے اور ان کی پیروی کرنے لگے تو وہ دھوکا میں مبتلا ہو گیا، حوادثاتِ زمانہ اس کی تاک میں ہیں شیطان اس سے اپنی مراد پانے میں کامیاب ہو گیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے، لہذا جب اس نے بندے کو اس لعنت کے گڑھے میں پھینکا تو شیطان اس سے اس طرح کھیلنے لگا جس طرح بچہ گیند سے کھیلتا ہے کیونکہ اس وقت اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے برے فعل کی طرف متوجہ کرے، اس لئے کہ عقل جو کہ کمال کا آلہ ہے وہ اپنا مقام کھو چکی ہے اور اب وہ بندہ حیوانات کی طرح ہو چکا ہے بلکہ گم گشتہ راہ (یعنی سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا) اور اہلِ دوزخ میں سے ہو گیا ہے۔ پس کتنا برا ہے جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا اور افسوس ہے اس پر جس نے دنیا وآخرت کی نعمتوں کو بیچا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

تنبیہ:

مذکورہ گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ظاہر ہے اور امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وغیرہ نے یہی تصریح کی ہے جس طرح کہ شراب بلکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مبالغہ کیا اور اسے سزا اور نجاست میں بھی شراب کی طرح قرار دیا اور وہ اس سلسلے میں اس طرف مائل ہوئے جو میں نے حنابلہ کے حوالے سے پہلے ذکر کیا اور فرمایا: ''بھنگ اس اعتبار سے خبیث ترین ہے کہ یہ عقل اور مزاج کو خراب کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کا عادی ہیجڑا بن جاتا ہے اور بے غیرت اور بے غیرتی پر اُکسانے والا ہو جاتا ہے اور شراب اس اعتبار سے خبیث ترین ہے کہ یہ لڑائی جھگڑا اور قتال کی طرف لے جاتی ہے یہ دونوں اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے روکتی ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس میں حد لگانے پر توقف کیا ہے اور رائے دی ہے کہ اس میں تعزیر (یعنی سزا) ہے کیونکہ یہ بغیر مستی کے عقل کو تبدیل کرتی ہے جیسے بھنگ، اور متقدمین علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کا اس میں کوئی کلام نہیں پایا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے کھانے والے کو نشہ اور شہوت آ جاتی ہے جس طرح کہ شراب پینے والا۔ اور اکثر اوقات وہ اس سے نہیں رکتے اور یہ انہیں اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے روکتی ہے۔''

اس کے ٹھوس کھائی جانے والی ہونے کی وجہ سے سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ کے مذہب میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کے اس کے نجس ہونے کے بارے میں تین اقوال ہیں: (۱) یہ پی جانے والی شراب کی طرح نجس ہے اور یہی صحیح تعبیر ہے (۲) یہ ٹھوس ہونے کی وجہ سے نجس نہیں اور (۳) ٹھوس اور مائع بھنگ میں فرق کیا جائے گا۔ یہ لفظاً اور معناً ہر حال میں اس نشہ دینے والی

شراب میں داخل ہے جس کو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حرام قرار دیا ہے۔

{2}......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہمیں دو شرابوں کے بارے میں حکم فرمائیں، جو ہم یمنی شراب بناتے ہیں وہ شہد سے بنتی ہے، اسے جوش دیا جاتا ہے یہاں تک کہ شدید جوش میں آجاتی ہے اور دوسری (کا نام) شرابِ مرز ہے جو مکئی اور جَو کو کھولنے تک جوش دینے سے بنتی ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جوامع الکلم مکمل طور پر عطا فرمائے گئے تھے (یعنی مختصر الفاظ میں جامع کلام کرنے کی مکمل قدرت تھی) پس سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب بیان ان کل مسکر خمر ......الخ، الحدیث:۵۲۱۴، ص۱۰۳۶)

{3}......ایک روایت میں رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''جس کی کثیر مقدار نشہ دے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فی السکر، الحدیث:۳۶۸۱، ص۱۴۹۶)

آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے کھانے پینے والی چیزوں کے درمیان اس لئے فرق نہیں فرمایا، کیونکہ شراب کبھی روٹی کے ساتھ بھی کھائی جاتی تھی، بھنگ بھی کبھی پگھلائی جاتی اور کبھی پی جاتی ہے۔

سلف صالحین نے اس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ان کے زمانے میں نہیں تھی اور اس کے بارے میں کہا گیا ہے:

فَـاٰکِـلُهَـا وَزَاعِـمُهَـا حَلَالًا ۔۔۔ فَتِـلْکَ عَـلَـی الشَّـقِـيِّ مُـصِيْبَتَـانِ

ترجمہ: اسے کھانے والے اور اسے حلال گمان کرنے والے بدبخت پر دو مصیبتیں ہیں۔

شیطان کو خوش کرنے والے لوگ:

اللّٰہ عزوجل کی قسم! جتنا شیطان بھنگ پینے سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے نہیں ہوا کیونکہ اس نے اسے کمینے لوگوں کے لئے مزین کیا پس انہوں نے اسے حلال کرنا چاہا اور اس کی رخصت چاہی اور اس کے بارے میں لوگوں نے کہا:

قُـلْ لِـمَـنْ يَّـاْکُلُ الْحَشِيْشَةَ جَهْلًا ۔۔۔ يَـاخَسِيْسًـا قَدْ عِشْـتَ شَرَّ مَعِيْشَـه

ترجمہ: جو جہالت کی وجہ سے بھنگ کھاتا ہے تُو اس سے کہہ! اے کمینے تُو نے بری زندگی گزاری۔

دِيَةُ الْـعَـقْـلِ بِـدُرَّةٍ فَـلِـمَـا ذَا ۔۔۔ يَـا سَفِيْهًـا قَدْ بِـعْتَـهُ بِحَشِيْشَـه

ترجمہ: عقل کی قیمت تو موتی ہے پس اے بے وقوف! تُو نے اسے بھنگ کے بدلے کیوں بیچ دیا؟

یہ امام ذہبی علیہ رحمۃ اللہ الولی کا کلام ہے۔

کبیرہ نمبر171: حالت اضطرار کے علاوہ رگوں کا بہتا خون پینا

کبیرہ نمبر172: اور خنزیر یا مردار کا گوشت کھانا

کبیرہ نمبر173: اور جو مردار کے حکم میں ہو اس کا گوشت کھانا

{۱} **اللہ** عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّیَةُ وَالنَّطِیْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ ۙ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ (پ۶، المائدۃ:۳)

ترجمۂ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

{۲}

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (پ۸، الانعام:۱۴۵)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل نے پہلی آیت میں 11 قسم کی چیزوں کو مباح ہونے سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(۱)......**اَلْمَیْتَةُ:** (مردار)

اس کی حرمت عقل کے مطابق ہے، چونکہ خون بہت لطیف جوہر ہوتا ہے لہذا جب حیوان اپنی طبعی موت مرے تو اس کا خون رگوں میں رک کر خراب اور بدبودار ہو جاتا ہے اور اس جانور کو کھانے سے کوئی نامناسب صورت پیدا ہو سکتی ہیں، مچھلی اور ٹڈی اس سے خارج ہیں کیونکہ ان کے بارے میں دو صحیح احادیثِ مبارکہ ہیں۔

{1}......اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنین کو ذبح کرنا اس کی ماں کو ذبح کرنے کی مثل ہے۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الضحایا ، باب ماجاء فی زکاۃ الجنین ، الحدیث: ۲۸۲۸ ، ص ۴۳۴)

جب شرعی طریقہ پر ذبح کئے ہوئے جانور کے پیٹ سے مردہ جنین نکلا یا اس حال میں تھا کہ اس کے زندہ ہونے کا یقین نہ تھا تو وہ اس ذبیحہ کے تابع ہونے کی وجہ سے حلال ہے اگرچہ بڑا ہوا اور اس کے بال بھی ہوں اور اس سے مراد وہ جانور ہے جس کی زندگی ختم ہو جائے، یہ مراد نہیں کہ غیر شرعی طور پر اسے ذبح کیا گیا ہو۔[1] پس آنے والی انواع اس میں داخل ہوں گی البتہ جنین اور شکار اگر دب کر یا بوجھ کے سبب مر جائے جیسے کُتے کا شکار کو مار دینا اور ہر وہ جنین جس کو شرعی طریقہ پر ذبح کر لیا گیا اگرچہ اس میں خون بہانا نہ پایا جائے یہ سب مذکورہ حکم سے خارج ہیں۔

(۲)......**اَلدَّمُ:** (خون)

اس کے حرام ہونے کا سبب بھی نجاست ہے، لوگ اس سے آنتوں یا پیٹ کو بھرتے اور بھون کر مہمانوں کو کھلاتے تھے پس **اللہ** عزوجل نے ان پر یہ حرام کر دیا، علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے اس کی حرمت اور نجاست پر اتفاق کیا ہے، ہاں رگوں اور گوشت میں جو خون بچ جائے وہ معاف ہے، اسی وجہ سے دوسری آیت میں مسفوحاً (بہنے والا ہونے) کی قید لگا کر اسے خارج کر دیا، جو اس پہلی آیت میں مطلق ہونے کا فائدہ دے رہا ہے اور صحیح حدیثِ پاک کی وجہ سے جگر اور تلی کو (حکمِ حرمت سے) خارج قرار دیا گیا اور یہ دونوں بھی مسفوح کی قید لگانے سے خارج ہوئے، پس کوئی استثناء نہ ہوا اور بعض نے جمہور سے نقل کیا ہے: ''خون حرام ہے اگرچہ بہنے والا نہ ہو'' اور نہ بہنے والے خون کو حلال قرار دینے پر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کا رد کیا اور اُن بعض کا یہ گمان درست نہیں۔

(۳)......**خِنْزِیر:**

اس کے حرام ہونے کا سبب بھی اس کا نجس ہونا ہے علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ''غذاء چونکہ اپنے کھانے

---

[1]: احناف کے نزدیک: ''جنین تب حلال ہے جبکہ وہ زندہ ہو، چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بہارِ شریعت** میں نقل فرماتے ہیں: ''گائے یا بکری ذبح کی اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے ذبح کر دیا جائے حلال ہو جائے گا اور مرا ہوا ہے تو حرام ہے اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے حلال ہونے کے لئے کافی نہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۵، ص ۷۷)

والے کے بدن کا جزو بن جاتی ہے، اور لازمی بات ہے کہ غذاء کھانے والا اُس جنس کی صفات و اخلاق سے متصف ہو جاتا ہے جس جنس سے وہ غذاء حاصل ہو رہی ہے اور خنزیر چونکہ انتہائی مذموم صفات پر پیدا کیا گیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں: حرصِ فاحش، ممنوع کاموں میں شدید رغبت اور غیرت کا نہ ہونا۔ پس انسان پر اس کا کھانا حرام کر دیا گیا تا کہ وہ ایسی بری کیفیت سے متصف نہ ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ جب عیسائیوں اور بالخصوص فرنگیوں نے اس کو کھانے پر ہمیشگی اختیار کی تو وہ بڑے حرص، ممنوعات میں شدید رغبت اور بے غیرتی و بے حیائی کا شکار ہو گئے۔

خنزیر اپنے کسی نر ہم جنس کو اپنی مادہ سے وطی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو غیرت نہ ہونے کی وجہ سے اسے کچھ نہیں کہتا بخلاف بکری وغیرہ کے کیونکہ یہ جانور تمام صفاتِ ذمیمہ سے خالی ہوتے ہیں، پس ان کے کھانے سے انسان کو اپنے احوال سے ہٹ کر کوئی کیفیت حاصل نہیں ہوتی اور آیتِ مبارکہ میں اس لئے اس کے گوشت کا ذکر خاص طور پر کیا گیا حالانکہ خنزیر تو سرتا پا حرام ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کھانے میں اصل مقصود گوشت ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بالوں کے علاوہ سارا خنزیر حرام ہے، پس اس کے بالوں سے ستالی (جوتا سینے کا آلہ) بنانا جائز ہے[1]۔'' اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے کہ جائز ہے بخلاف اُس شخص کے جس نے سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی حرمت کا قول نقل کیا اور پانی کا خنزیر ہمارے نزدیک کھایا جا سکتا ہے[2]۔

(۴)......**وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ:** (یعنی وہ جانور جو بت کے نام پر ذبح کیا جائے)

اھلال کا لغوی معنیٰ آواز بلند کرنا ہے مثلاً جب کوئی تلبیہ کہے تو کہتے ہیں کہ **فُلَانٌ اَهَلَّ بِالْحَجِّ** اور جب ولادت کے

---

[1]: اعلیٰحضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **خلاصۃ الفتوٰی** کے حوالے سے **''فتاویٰ رضویہ شریف''** میں فرماتے ہیں: ''اس (یعنی خنزیر کے بالوں) کے ساتھ سلائی کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے۔''

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں: ''ضرورت کے زائل ہونے کی صورت میں اس (یعنی خنزیر کے بالوں) کی حرمت اور نجاست پر سب کا اتفاق ہے جیسا کہ علامہ مقدسی (کے کلام) سے اس بات کا فائدہ حاصل ہوا۔'' (فتاویٰ رضویہ، نجاستوں کا بیان، ج۴، ص ۴۲۶۔۴۳۰)

[2]: حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ المنان **تفسیرِ خازن** کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''دریائی کتا، دریائی سور، دریائی انسان حرام ہے۔'' (تفسیرِ نعیمی، ج۷، ص۷۸)

وقت بچہ چیخے تو کہتے ہیں **اِسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ** اور چاند کو **ھلال** اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اسے دیکھ کر بھی چِلایا جاتا ہے اور کفار ذبح کے وقت کہتے تھے: ''**بِاسْمِ اللَّاتِ وَ الْعُزّٰی**۔'' پس ان پر ایسے جانور حرام کر دیئے گئے۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ نے کہا کہ ''**وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ**'' کا معنیٰ ہے ''وہ جانور جو معبودانِ باطلہ اور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔'' اور دوسرے گروہ نے یہ معنی کیا کہ ''ذبح کے وقت جس جانور پر **اللہ** عزوجل کے نام کے علاوہ کسی کا نام ذکر کیا جائے۔'' سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ دوسرا قول اَولیٰ (یعنی زیادہ بہتر) ہے کیونکہ یہ آیتِ مبارکہ کے لفظ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔''

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مسلمان نے ایک جانور ذبح کیا اور اس سے غیر اللہ کا قرب حاصل کرنے کا قصد کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ بھی مرتد کا ذبیحہ کہلائے گا۔''

البتہ **اللہ** عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے اہل کتاب کے ذبیحے حلال ہیں [1]:

وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ترجمۂ کنز الایمان: اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔

(پ۶، المائدۃ: ۵)

اگر انہوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر کوئی جانور ذبح کیا تو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نزدیک حلال نہیں اور ایک گروہ نے کہا: ''مطلق حلال ہے۔'' تو ان کو جواب دیا گیا: ''**وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ**'' خاص ہے، پس اسے ''**وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ**'' کے عموم پر مقدم کیا جائے گا اور علامہ ابن عطیہ نے کسی سے نقل کیا ہے کہ اس سے ایک

---

[1]: اعلیٰحضرت، امام اہلِ سنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''**فتاویٰ رضویہ شریف**'' میں کتابیوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے جواز اور عدمِ جواز کے قائل علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''**فتح القدیر** میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے......الخ

اور اگر اُنہیں علماء کا مذہب حق ہو اور یہ لوگ بوجہ اپنے اعتقادوں کے عند اللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالیٰ، تو عاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی، جہاں اُنہوں نے فرمایا کہ ''اس بناء پر ہمارے ملک کے حُکّام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصاریٰ کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۱۲۲)

عورت کے بارے میں فتوی پوچھا گیا جس نے اپنے کھلونوں کے لئے اونٹ ذبح کر دیا تھا تو اس نے فتویٰ دیا کہ اس کا کھانا حلال نہیں کیونکہ اس نے بت کے لئے ذبح کیا۔

(۵)......اَلْمُنْخَنِقَةُ: (اس سے مراد وہ جانور ہے جو گلا گھونٹنے سے مر جائے)

اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ انسان یا غیرِ انسان کے فعل سے جانور کے سانس کو روک دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے اور زمانہ جاہلیت کے لوگ حیوان کا گلا گھونٹ دیتے تھے، جب وہ مر جاتا تو اسے کھا لیتے۔

(۶)......اَلْمَوْقُوْذَةُ: (یعنی جسے ڈنڈا مار کر ہلاک کیا جائے)

یہ **وَقَذَہُ النُّعَاس** سے ہے یعنی جس پر اونگھ غالب آ جائے اور گویا کہ اس کا مادہ سکون اور لٹکنے پر دلالت کرتا ہے، پس **موقوذہ** وہ جانور ہوتا ہے جس کو اتنا مارا جائے کہ وہ ڈھیلا پڑ جائے لٹک جائے اور مر جائے، نیز بندوق کی گولی سے مارا ہوا بھی اس میں شامل ہے اور یہ مردار کے معنی میں ہے اور **منخنقہ** میں بھی شامل ہے کیونکہ یہ مر جاتا ہے لیکن اس کا خون نہیں بہتا۔

(۷)......اَلْمُتَرَدِّیَةُ: (جو بلندی سے گرے)

مثال کے طور پر پہاڑ یا درخت سے زمین پر یا کنوئیں میں گرا اور مر گیا تو حرام ہے، اگرچہ اسے کوئی تیر لگا کیونکہ پہلی (یعنی زمین پر گرنے کی) صورت میں اس کی زندگی کسی ایسے تیز دھار آلے کے ساتھ زائل نہ ہوئی جو اسے زخمی کر دے جس کے سبب خون بہہ پڑے، جبکہ دوسری (یعنی کنوئیں میں گرنے کی) صورت میں تیز دھار آلے کے ساتھ ایک اور چیز (یعنی پانی میں ڈوبنا) شریک ہو گیا، پس غیر اس کی حرمت میں مؤثر ہو گیا (اس لئے حرام ہے) کیونکہ حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ زندگی محض تیز دھار آلے کے ساتھ زخمی کرنے سے ختم ہو۔

(۸)......اَلنَّطِیْحَةُ: (وہ جانور جسے دوسرا ٹکر یا سینگ مار کر ہلاک کر دے)

یہ (شرعی طریقہ پر) خون نہ بہنے کی وجہ سے مردار ہے۔

(۹)......وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ: (اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا بعض گوشت درندے کھا لیں)

جب درندے کسی جانور کو زخمی کر کے ہلاک کر دیتے اور اس کا کچھ گوشت کھا لیتے تو زمانہ جاہلیت کے لوگ باقی بچا ہوا

کھا لیتے تھے، پس **اللہ** عزوجل نے اسے بھی حرام فرما دیا۔ اور اللہ عزوجل کے فرمان ''**اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ** '' (یعنی جو مرنے سے پہلے شرعی طور پر ذبح کردیئے جائیں) سے معلوم ہوا کہ **مُنۡخَنِقَة** اور اس کے بعد جن جانوروں کا تذکرہ ہوا اگر ان میں سے کوئی جانور اس حالت میں پایا گیا کہ اس میں زندگی کی رمق ہو اور وہ ذبح کرلیا گیا تو حلال ہے ورنہ حرام۔

(۱۰)...... **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ**: (جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جائیں)

منقول ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہیں جن پر کفار ذبح کیا کرتے تھے، تو اس صورت میں **علٰی** کا حرف واضح ہے، اور ایک قول یہ ہے: ''**نُصُبُ** سے مراد بت ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے جاتے تھے۔'' تو اس صورت میں **عَلٰی**، **لام** کے معنی میں ہوگا یعنی بتوں کے لئے اور تقدیر کلام یوں ہوگا **وَمَا ذُبِحَ عَلٰی اِعۡتِقَادِ تَعۡظِيۡمِهَا** یعنی جو بتوں کی تعظیم کے عقیدے پر ذبح کیا گیا۔

سیدنا مجاہد، سیدنا قتادہ اور سیدنا ابن جریج رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کعبہ کے اردگرد **360** پتھر نصب تھے، جن کی یہ لوگ عبادت کرتے، تعظیم کرتے اور ان کے لئے ذبح کرتے تھے، اور یہ (حقیقی) بت نہیں تھے کیونکہ بت سے مراد ایک منقش صورت ہوتی ہے بلکہ وہ انہی پتھروں کو (جانوروں کے) چمڑوں سے آلودہ کرتے اور ان پر گوشت رکھتے تھے۔''

{2}...... صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے سیِّدُ الۡمُبَلِّغِين، رَحۡمَةٌ لِّلۡعٰلَمِين صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! زمانۂ جاہلیت کے لوگ خون بہا کر بیت اللہ شریف کی تعظیم کرتے تھے جبکہ ہم اس کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں۔'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خاموش رہے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نازل ہوا:

لَنۡ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ يَّنَالُهُ التَّقۡوٰى مِنۡكُمۡ (پ۱۷، الحج: ۳۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

(تفسیر الطبری، سورة المائدة، تحت الآية: ۳، الحديث: ۱۱۰۵۶/۱۱۰۵۲، ج ۴، ص ۴۱۴)

اللہ عزوجل کے اس فرمان ''**وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ**'' کا معنی یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جو کرتے تھے اس سے منع کرنا کہ ان میں سے کسی کو کوئی بھی ضرورت پیش آتی تو وہ کعبہ کے خادم کے پاس آتا اور اس کے پاس سات برابر جوئے کے تیر ہوتے جو پہاڑی لکڑی کے بنے ہوتے اور انہیں **اَزۡلَام** کہا جاتا کیونکہ وہ سیدھے ہوتے اور پہلے پر لکھا ہوتا **نَعَمۡ**، دوسرے پر **لا**، تیسرے پر **مِنۡكُمۡ**، چوتھے پر **مِنۡ غَيۡرِكُمۡ**، پانچویں پر **مُلۡصَقٌ** یعنی کس نسب سے ملا ہوا ہے، چھٹے پر **عَقۡلٌ** یعنی دیت

اور ساتویں پر **لَاشَیْئَ عَلَیْہِ** یعنی اس پر کوئی چیز نہیں، جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتے یا نسب میں اختلاف ہوتا یا کسی پر دیت ہوتی تو وہ تیروں والے کے لئے سو درھم اور اُونٹ لے کر سب سے بڑے بت **ھبل** کے پاس آتے تو وہ ان تیروں کو ان کے لئے گھماتا اور وہ کہتے: ''اے ہمارے معبودو! ہم نے فلاں فلاں کام کا ارادہ کیا ہے۔'' پس جو تیر نکلتا وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ **اللّٰہ** عزوجل نے اس سے منع فرما دیا اور اسے حرام قرار دیا اور فرمایا: ''**ذٰلِکُمْ فِسْقٌ**'' یعنی یہ گناہ ہے۔'' بتوں پر ذبح کئے جانے والے جانوروں اور جوئے کے تیروں کو اکٹھا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ (تیر) ان کے ساتھ بیت اللہ شریف کے پاس بلند کئے جاتے ہیں۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اس عمل کو 'استقسام' کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ وہ اس کے ذریعے رزق اور اپنے ارادوں کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور اس کی نظیر **اللّٰہ** عزوجل کا نجومی کے اس قول کو حرام قرار دینا ہے کہ 'فلاں ستارے کی وجہ سے نہ نکل اور فلاں ستارے کی وجہ سے نکل۔''

ایک جماعت نے کہا: ''اس آیت سے مراد قمار (یعنی جوا) ہے۔'' اور سیدنا ابن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَزْلَام** سے مراد سفید کنکریاں ہیں جو وہ مارتے تھے۔'' اور سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یہ ایران کے تیر ہیں اور رومی ان کے ساتھ جوا کھیلتے تھے۔'' امام شعبی علیہ رحمۃ اللہ الولی نے فرمایا: ''**اَزْلَام**'' اہلِ عرب کے لئے ہیں اور ''**کعاب**'' (چوسر کی گوٹ یا شطرنج کا مہرہ) عجمیوں کے لئے ہیں۔''

تنبیہ:

ان تینوں کو کبیرہ گناہ شمار کرنا مذکورہ آیات سے ظاہر ہے، اس لئے کہ **اللّٰہ** عزوجل نے اسے **فسق** کا نام دیا چنانچہ **اللّٰہ** عزوجل کا یہ فرمان: ''**ذٰلِکُمْ فِسْقٌ**'' مذکورہ تمام گناہوں کی طرف لوٹتا ہے جیسا کہ ہمارے کئی ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے اور بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ صرف اس کی طرف لوٹتا ہے جس سے ملا ہوا ہے (یعنی یہ حکم فسق صرف اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَام کا ہے) لیکن یہ اپنے محل میں نہیں کیونکہ اصول میں مقرر قاعدہ تمام کی طرف لوٹنے کا تقاضا کرتا ہے۔ پس کسی ایک کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، لیکن مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے خون کی صراحت نہیں فرمائی جبکہ میں نے اس کی دلیل کو جان لیا ہے اور ہونا یہ چاہئے کہ وہ نجاست جو شریعت نے معاف نہیں کی، قیاس کرتے ہوئے اسے بھی اس حکم سے ملا دیا جائے۔

کبیرہ نمبر 174: **کسی جاندار کو آگ سے جلانا**

{1}......مَحْبوبِ ربُّ الْعٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''پہلے میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو آگ سے جلا دو لیکن **اللہ** عزوجل کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے یہ جائز نہیں، پس اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو انہیں قتل کر دو۔'' (جامع الترمذی ،ابواب السیر ، باب النھی عن الاحراق بالنار ، الحدیث: ۱۵۷۱ ، ص ۱۸۱۴)

{2}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چیونٹیوں کا ایک گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''اسے کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''ہم نے۔'' تو حضور رحمۃ للعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آگ کے مالک (یعنی **اللہ** عزوجل) کے سوا کوئی آگ کا عذاب نہ دے۔'' (سنن ابی داؤد ،کتاب الآداب ، باب فی قتل الذر ، الحدیث: ۵۲۶۸، ص ۱۶۰۷)

تنبیہ:

اس گناہ کو مطلقاً کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے، خواہ اس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہو یا نہ کھایا جاتا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہاں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ''اگر جلائے بغیر قتل کرنا ممکن نہ ہو تو جلانا جائز ہے اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جب فواسق خمس (یعنی چوہا، چیل، کوا، کاٹنے والا کتا (یا بچھو) اور سانپ) کے ضرر کو زائل کرنے کے لئے آگ سے جلانے کا طریقہ متعین ہو گیا تو آگ سے جلانا منع نہیں۔

اور رہا ان کے علاوہ آدمی اور حیوان کو آگ سے جلانا اگرچہ وہ حیوان کھایا نہ جاتا ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ،

{3}......حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بنایا ہوا تھا، جب انہوں نے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو بکھر گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کس نے کیا ہے؟ بے شک مَخْزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس طرح کرنے والے پر لعنت فرمائی اور آگ سے جلانا نشانہ بنا کر تیر مارنے کی طرح یا اس سے بھی سخت ہے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الصید ، باب النھی عن صبر البھائم ،الحدیث: ۵۰۶۲، ص ۲۷ ۰)

{4}......مسلم شریف ہی کی ایک روایت میں ہے کہ مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک **اللہ** عزوجل انہیں عذاب دے گا جو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۶۶۵۷، ص ۱۱۳۴)

{5}......مسلم شریف کی دوسری روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے: ''اللہ عزوجل انہیں عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۶۶۵۸)

راوی نے مذکورہ حدیثِ پاک اس وقت سنائی جب انہوں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ انہیں دھوپ میں عذاب دیا جارہا ہے تو پھر آگ کے ساتھ جلانے والے کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے۔

کبیرہ نمبر 175: **نجس یعنی ناپاک چیز کھانا**

کبیرہ نمبر 176: **گندگی کھانا**

کبیرہ نمبر 177: **نقصان دہ چیزیں کھانا**

ان تینوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، پہلی چیز کے کبیرہ ہونے کے بارے میں دلیل یہ ہے کہ اسے مردار پر قیاس کیا گیا ہے کیونکہ وہ نقصان دہ ہونے کی وجہ سے حرام نہیں بلکہ نجاست کی وجہ سے ہے اور **اللہ** عزوجل نے اسے فسق کا نام دیا ہے، لہٰذا ہر غیر معاف نجاست اس سلسلے میں اس کے ساتھ ملحق ہوگی، پس اسے کبیرہ شمار کرنے کی وجہ ظاہر ہوگئی۔

دوسری چیز کے کبیرہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ گندگی ہے جیسا کہ ناک کی رینٹھ۔ اور تیسری چیز کے کبیرہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں حکم ظاہر ہے کیونکہ نقصان دہ چیز کا کھانا بدن اور عقل کو خراب کرتا ہے جو عظیم گناہ ہے اور جیسا کہ غیر کو نقصان دینا جو برداشت کی طاقت نہ رکھتا ہو کبیرہ گناہ ہے اسی طرح اپنے آپ کو نقصان دینا بھی کبیرہ گناہ ہے بلکہ یہ سب سے بڑا ہے کیونکہ اپنی حفاظت غیر کی حفاظت سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔

چند مسائلِ فقہیہ:

ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ ''بدن کو نقصان دینے والی پاک چیزوں کا کھانا بھی حرام ہے جیسے مٹی (احناف کے نزدیک: ''مٹی حدِ ضرر تک کھانا حرام ہے۔'' بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۲، ص۶۳)، زہر اور افیون، مگر سلامتی کے غالب گمان کے ساتھ دوا

کی حاجت کے لئے اس کی قلیل مقدار جائز ہے یا عقل کو نقصان دینے والی پاک چیزوں کا کھانا بھی حرام ہے جیسے نشہ والی بوٹیاں جو سستی پیدا نہ کرتی ہوں اوران سے علاج کرواسکتا ہے اگر چہ نشہ والی ہوں بشرطیکہ شفاء متعین ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ دو عادل طبیب کہیں: ''اس کے سوا کوئی چیز تیری بیماری کو نفع نہ دے گی۔'' اور اگر بوٹی کے بارے میں شک ہو کہ آیا یہ زہریلی ہے یا نہیں؟ یا دودھ کے بارے میں شک ہو کہ آیا ان جانوروں کا ہے کہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے یا جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا؟ تو اس کا کھانا یا پینا حرام ہے۔

اگر مکھی وغیرہ پکے ہوئے کھانے میں گر گئی اور اس میں گل گئی تو اس کا کھانا جائز ہے اور پرندے یا آدمی کا کوئی عضو پکے ہوئے کھانے میں گر گیا تو اس کا کھانا جائز نہیں اگر چہ وہ اس میں حل ہو گیا ہو۔

اگر نجاست کھانے میں پائی گئی اور وہ جمی ہوئی ہے اور شک ہے کہ کیا اس میں مائع حالت میں گری یا ٹھوس حالت میں تو اس کھانے کو کھانا جائز ہے کیونکہ اصل اس کی طہارت ہے، جبکہ اس کے جمی ہوئی حالت میں گرنے کا احتمال ہو، پس اسے اور اس کے اردگرد کو نکال دیا جائے گا اگر چہ ظن غالب ہو کہ وہ مائع حالت میں گری۔

سانپوں کے گوشت کے ساتھ ملی ہوئی دوا (یعنی دواؤں سے زہر کا اثر دور کرنے کے لئے استعمال ہونے والی دوا) حرام ہے، سوائے اس ضرورت کے جس میں مردار کھانا جائز ہوتا ہے اور اگر کسی زمین میں حرام عام ہو جائے اور کوئی حلال چیز باقی نہ رہے اور جاننے والے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں تو قدرے حاجت کھانا جائز ہے نہ کہ عیش کوشی کے لئے اور یہ (یعنی عیش پرستی کے لئے کھانا) ضرورت پر موقوف نہیں۔

نفع ونقصان دینے والے حیوانات اوران کے احکام

☆...... جو حیوان نقصان دیتے ہیں اور نفع نہیں دیتے جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چیل، کاٹنے والا کتا[1]، کوا، بھیڑیا، شیر، چیتا اور تمام (چیرنے پھاڑنے والے) درندے، ریچھ، گدھ، عقاب، پسو، چھوٹی چیونٹی، چھپکلی، دھبوں والی چھپکلی، کھٹمل اور بھڑ وغیرہ۔ یہ اور اس طرح کے جانوروں کو قتل کرنا سنت ہے اگر چہ حرم میں احرام باندھا ہوا ہو۔

---

[1]: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **شرح مشکوٰۃ** میں نقل فرماتے ہیں: ''اب حکم یہ ہے کہ بے ضرر کتوں کے قتل کا حکم منسوخ ہے خواہ کالے ہوں یا کچھ اور، اور ضرر والے خصوصاً دیوانے کتے کا قتل ضروری ہے اور بلا ضرورت کتا پالنا منع ہے۔'' (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص ۶۸)

☆......جو نفع بھی دیتے ہیں اور نقصان بھی جیسے تینداوا (چیتے کی طرح کا جانور)، شکرا اور باز۔ پس ان کے نفع کی وجہ سے انہیں قتل کرنا سنت نہیں اور ان کے نقصان کی وجہ سے انہیں قتل کرنا مکروہ نہیں۔

☆......اور وہ جو نہ تو نفع دیتے ہیں نہ نقصان جیسے بڑا بھونرا (پتنگا)، کالے کیڑے، دس پیروں والا بحری جانور (کیکڑا)، سفید سر اور بقیہ کالے جسم والا گھوڑا۔ ہاں وہ کتا جو نہ نفع دیتا ہے نہ نقصان، اس کے قتل کے جائز ہونے میں اختلاف ہے اور زیادہ قابلِ اعتماد بات یہ ہے کہ یہ حرام نہیں اور اس کے اور مذکورہ حیوانات کے درمیان فرق کیا جائے گا کیونکہ وہ حشرات کے ضمن میں آتے ہیں، پس ان میں اس قدر معاف ہے جو دوسروں میں نہیں اور بڑی چیونٹی کو قتل کرنا حرام ہے حالانکہ اس میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔ اسی طرح شہد کی مکھی، ابابیل کی طرح کا ایک پرندہ، لٹورا (کیڑوں کو کھانے والا اور چڑیا کا شکار کرنے والا پرندہ)، مینڈک اور وہ کتا جو شکار یا حفاظت کے لئے ہو اگرچہ کالا ہی ہو وغیرہ۔ ان سب کو قتل کرنا حرام ہے۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔''

(سنن ابن ماجة، حديث ۴۲۵۰، ص ۲۷۳۵)

کتاب البیوع

خرید وفروخت کا بیان

کبیرہ نمبر178: آزاد انسان کو بیچنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑا کروں گا اور جس سے جھگڑا کروں گا اس پر غالب آجاؤں گا: (۱) وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر عہد شکنی کی (یعنی اسے توڑ دیا) (۲) جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھالی اور (۳) جس نے کسی کو اُجرت پر رکھا پھر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کی اُجرت نہ دی۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الرھون، باب اجر الاجراء، الحدیث: ۲۴۴۲، ص ۲۶۲۳، "یعطه" بدله "یوفه")

تنبیہ:

اس حدیثِ پاک میں وارد شدید وعید کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت بھی کی ہے اور یہ ایک واضح بات ہے، حضرتِ سیدنا امام طحاوی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: ''ابتدائے اسلام میں آزاد اگر مقروض ہوتا اور اس کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی ذریعہ نہ ہوتا تو اسے بیچ دیا جاتا تھا یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اس عمل کو منسوخ فرما دیا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ (پ۳، البقرۃ: ۲۸۰)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔

جبکہ ایک قوم نے اس کے منسوخ ہونے کا قول نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ ''یہ حکم ابھی تک برقرار ہے۔'' جیسا کہ،

{2}......ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''مجھ پر کسی شخص کا مال یا قرض تھا وہ مجھے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوا لیکن آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے پاس کوئی مال نہ پایا تو مجھے اس قرض کے عوض بیچ دیا یا اس قرض کی ادائیگی کے لئے بیچ دیا۔'' (سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۳۰۰۶، ج۳، ص ۷۴)

مگر یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابلِ حجت نہیں۔

کبیرہ نمبر 179: سود لینا

کبیرہ نمبر 180: سود دینا

کبیرہ نمبر 181: سودی دستاویزات لکھنا

کبیرہ نمبر 182: سودی لین دین پر گواہ بننا

کبیرہ نمبر 183: سود میں کوشش کرنا

کبیرہ نمبر 184: سود میں تعاون کرنا

{1} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ○ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۵ تا ۲۷۶)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

{2}

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال

رُؤُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(پ۳، البقرۃ، ۲۷۸ تا ۲۸۱)

لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اسکی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

{۳}

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۴، آل عمران: ۱۳۰۔۱۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! سود دُونا دُون (دُگنا) نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

مذکورہ آیاتِ مبارکہ اور ان میں بیان کئے گئے سود خور کے انجام پر غور کیجئے، آیاتِ مبارکہ کے بعض حصوں کی مختصر تشریح سے اس کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔

سود کی تعریف:[۱]

رِبا (سود) **لغت** میں زیادتی یا اضافہ کو کہتے ہیں، اور **شرع** میں ربا سے مراد یہ ہے کہ ایسے مخصوص عوض پر عقد کرنا کہ بوقتِ عقد جس کا شریعت کے تقاضوں کے مطابق برابر ہونا معلوم نہ ہو یا جو عقد بدلین یا ان میں سے کسی ایک کی تاخیر کے ساتھ ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں:

(۱)...... **ربا الفضل:**[۲] دو ہم جنس اشیاء میں سے ایک کو دوسری کے بدلے اضافے کے ساتھ بیچنا۔

---

[۱]: احناف کے نزدیک سود کی تعریف یہ ہے: ''عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص۹۶)

[۲]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**ہدایہ**'' کے حوالے سے **ربا الفضل** اور **ربا النسیئۃ** کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: ''قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام ہے (**بقیہ اگلے صفحہ پر......**)

(۲)……**ربا بالید:** بدلین یا ان میں سے کسی ایک پر قبضہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد کرنا، یا اس تاخیر میں دونوں بدلوں کا متحد ہونا شرط ہو اس علت کی بناء پر کہ وہ دونوں اشیاء خوردنی ہوں یا دونوں نقدی کی قسم سے ہوں اگرچہ ان کی جنس مختلف ہو۔

(۳)……**ربا النساء:** خوردنی اشیاء یا ہم جنس یا مختلف الجنس نقدی کو کسی معینہ مدت تک کے لئے بیچنا خواہ وہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ وہ برابر ہی ہوں اور ان پر مجلس ہی میں قبضہ کرلیا جائے۔

مثالیں:

پہلی قسم کی مثال: گندم کے ایک صاع کو گندم کے ہی ایک صاع سے کم یا زیادہ کے عوض بیچنا یا چاندی کے ایک درہم کو چاندی کے ہی ایک درہم سے کم یا زیادہ کے عوض بیچنا خواہ دونوں پر قبضہ کرلیا جائے یا نہ کیا جائے، خواہ مدت مقرر ہو یا نہ ہو۔

دوسری قسم کی مثال: ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم یا ایک درہم سونے کو ایک درہم سونے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو یا اس سے زیادہ کے عوض بیچنا یا سونے کے ایک درہم کو ایک درہم چاندی یا اس سے زیادہ کے عوض بیچنا اس شرط کے ساتھ کہ دونوں میں سے ایک پر قبضہ کرنا مجلس سے مؤخر ہو جائے۔

تیسری قسم کی مثال: یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم یا ایک درہم چاندی کو ایک درہم چاندی کے عوض بیچا جائے مگر ان میں سے ایک کے لئے کوئی مدت مقرر کر لی جائے اگرچہ وہ مدت ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو اور اگرچہ برابر ہوں اور مجلس

(…..بقیہ حاشیہ) (اس کو ربا النسیئۃ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام، اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام، اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام مثلاً گیہوں کو جَو کے بدلے میں، یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے، مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں، غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں۔ لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دے کر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لے مگر ادھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز۔ مثلاً گیہوں اور جَو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں، اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو، جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔" (بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۹۶)

میں ان پر قبضہ بھی کرلیا گیا ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب دونوں عوض جنس اور علت میں برابر ہوں مثلاً گندم کے عوض گندم، سونے کے بدلے سونا تو اس میں تین باتیں شرط ہوں گی: (۱) برابری (۲) عقد کے وقت اس برابری کا یقینی علم ہونا اور (۳) جدائی سے پہلے دونوں عوضوں پر قبضہ کرلینا۔

جب علت متحد ہو اور جنس مختلف ہو جیسے جو کے عوض گندم اور چاندی کے عوض سونا، تو اس میں دو چیزیں شرط ہیں: پہلی معلوم العقد ہونا اور دوسری یہ کہ جدائی سے پہلے باہم قبضہ کا ہونا اور ان میں تفاضل یعنی اضافہ جائز ہے۔ لیکن جب جنس اور علت دونوں مختلف ہوں مثلاً گندم سونے یا کپڑے کے عوض ہو تو پھر مذکورہ تینوں شرائط میں سے کوئی چیز شرط نہیں، **علت** سے مراد اَشیاء کا خوردنی ہونا ہے یعنی وہ اشیاء جو کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتی ہیں مثلاً ترکاریاں، پھل یا ادویات وغیرہ۔

نقدی سونے چاندی میں شمار کی جاتی ہے خواہ وہ ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہو یا زیورات وغیرہ کی صورت میں، سکوں میں سود نہیں ہوتا اگرچہ وہ رائج ہی کیوں نہ ہوں۔

سیدنا متولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک چوتھی نوع کا اضافہ کیا اور وہ ''**ربا القرض**'' یعنی قرض کا سود ہے مگر حقیقت میں یہ **ربا الفضل** ہی کی طرف راجع ہے کیونکہ اس میں ایک ایسی شرط ہے جو قرض دینے والے کو ایک خاص نفع پہنچاتی ہے گویا اس نے یہ چیز ایک ایسے نفع کے اضافے کے ساتھ دی جو اس کی طرف لوٹا۔

سود کی یہ چاروں اقسام مذکورہ آیاتِ مبارکہ اور آئندہ آنے والی احادیثِ مبارکہ کی بناء پر بالاجماع حرام ہیں اور ربا کی مذمت میں جو وعید بھی آئی ہے وہ ان چاروں کو شامل ہے البتہ ان میں سے بعض کی حرمت قیاس سے ثابت ہے اور بعض کی حرمت میں قیاس کو دخل نہیں۔

ربا النسیئۃ سے مراد وہ طریقہ ہے جو زمانۂ جاہلیت میں مشہور تھا یعنی وہ کسی کو معینہ مدت تک کے لئے کوئی شئے قرض دیتے اور اس پر ہر ماہ ایک معین مقدار میں نفع وصول کرتے جبکہ اصل مال جوں کا توں باقی رہتا اور جب وہ مدت پوری ہوجاتی تو وہ اپنے مال کا مطالبہ کرتا اگر مقروض ادائیگی سے معذرت کرتا تو اس مدت اور نفع میں اضافہ کر دیتا اگرچہ اس پر **ربا الفضل** کا نام بھی صادق آتا ہے لیکن اسے نسیئہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذاتی طور پر ادھار ہی مقصود ہوتا ہے اور یہ صورت

لوگوں میں اب تک رائج اور مشہور ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صرف ''**ربا النسیئة**'' ہی کو حرام قرار دیتے تھے اور دلیل یہ پیش فرماتے تھے کہ ہمارے درمیان یہی صورت متعارف ہے لہٰذا وہ نص کو اس کی طرف پھیر دیتے مگر صحیح احادیثِ مبارکہ مذکورہ چاروں صورتوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس پر کسی نے اعتراض کیا نہ ہی اس میں کسی کا اختلاف ہے، اسی لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے خلاف اجماع کرلیا کیونکہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا چنانچہ،

حضرت سیدنا ابیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان سے کہا: ''کیا آپ اس وقت حاضر تھے جب ہم حاضر نہ تھے؟ کیا آپ نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے وہ باتیں سنی جو ہم نے نہ سنیں؟'' پھر ان کے سامنے ربا کی تمام صورتوں کی حرمت سے متعلق صریح حدیث بیان کر کے کہا: ''آپ جب تک اس مؤقف پر قائم رہیں گے ہم ایک دوسرے کو گھر کے سائے میں پناہ نہیں دیں گے۔'' تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنے مؤقف سے) رجوع فرمالیا۔

حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر تھے کہ ان میں سے ایک شخص نے پوچھا: ''کیا آپ کو یاد ہے کہ ہم فلاں شخص کے گھر پر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے اور انہوں نے ارشاد فرمایا تھا: ''میں بیع صرف[1] کو اپنی رائے سے حلال سمجھتا تھا پھر مجھے خبر ملی کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حرام فرمایا ہے، پس گواہ ہو جاؤ کہ میں اسے حرام کہتا ہوں اور اس سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں۔''

---

[1]: (بیع صرف یہ ہے کہ) ثمن کو ثمن کے بدلے بیچنا۔ (بیع) صرف میں کبھی **جنس کا جنس سے تبادلہ** ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں (سکے کے حصے یعنی اٹھنّی، چونّی وغیرہ) خریدنا، سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی **غیر جنس سے تبادلہ** ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۱، ص ۱۲۱)

بیع صرف کے جائز ہونے کی صورتیں:

احناف کے نزدیک: بیع صرف چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، چنانچہ صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......**دونوں طرف ایک ہی جنس** (مثلاً چاندی کے بدلے چاندی یا سونے کے بدلے سونا) ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے، اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھ دی اور اس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا۔

(۲)......اتحاد جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جدھر کھرا مال ہے ادھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سود کی حرمت ظاہر کرنے والے امور:

فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت کو اس کی ہر نوع میں ظاہر کرنے والے بہت سے وہ امور بیان کئے ہیں جنہیں قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں اس لئے میں نے اپنے ماقبل کلام میں بیان کیا تھا کہ اس میں سے بعض کی حرمت میں قیاس کو دخل نہیں، ان میں سے چند امور یہ ہیں:

(۱)......جب ایک درہم کو دو درہموں سے نقد یا اُدھار بیچے تو پہلے درہم میں وہ بغیر کسی عوض کے زیادتی کو لے گا جبکہ مسلمان کے مال کی حرمت بھی اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے، اسی طرح یہی معاملہ دوسرے درہم میں ہے، کیونکہ زائد درہم کو لے کر نفع حاصل کرنا ایک وہم میں ڈالنے والا اَمر ہے۔

(۲)......اگر ربا الفضل جائز ہوتا تو تمام کاروبارِ تجارت باطل ہو کر رہ جاتے کیونکہ جب دو درہم ایک درہم کے بدلے میں حاصل ہو رہے ہوں تو کیونکر کوئی محنت ومشقت کرے گا، پس جب کاروبارِ تجارت ہی نہ ہو گا تو مخلوق کے مفادات ہی ختم ہو جائیں گے اس لئے کہ ساری دنیا کا انتظام وانصرام اسی تجارت اور صنعت وحرفت پر ہی تو ہے۔

(۳)......سود، قرض دینے کی نیکی اور احسان جیسے دروازے کو بند کر دے گا کیونکہ جب ایک درہم کے بدلے دو درہم مل رہے ہوں تو پھر کوئی بھی ایک درہم کے بدلے میں ایک ہی درہم لینا قطعاً گوارہ نہ کرے گا۔

(۴)......عام طور پر قرض خواہ امیر وغنی اور مقروض تنگ دست وفقیر ہوتا ہے، اب اگر غنی کو قرض سے زیادہ لینے کی اجازت دی جائے تو یہ فقیر کے لئے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور وہ (سود لینے والا) اللہ رحمٰن ورحیم کی رحمت وبخشش کو بھی نہ پا سکے گا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

(..بقیہ حاشیہ) ہو کہ اس صورت میں کمی بیشی سود ہے۔

(۳)......اس کا بھی لحاظ نہیں ہو گا کہ ایک میں صنعت ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا ہے یا ایک سکہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام وسود ہے۔

(۴)......اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں (مثلاً روپے کے بدلے سونا یا اشرفی ہو) تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابضِ بدلین ضروری ہے اگر تقابضِ بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہو گئی۔ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۱۲۱ـ۱۲۲)

سود کی مذمت پر نازل شدہ آیت کی وضاحت

{1} **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ (پ۳، البقرۃ: ۲۷۵۔۲۷۶)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

وضاحت:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ

یعنی سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو، پس جب **اللہ** عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے، وہ جب بھی کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں، پیٹھوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر وفریب اور خدا اور رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بڑھتا رہا اور اس وقت اس قدر زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہ رہیں گے، پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے رہ جائیں گے۔

یہ بھی ایک مُسلّمہ بات ہے کہ جب بھی وہ گریں گے تو ایک آگ انہیں میدانِ محشر کی جانب ہانکے گی اور اس طرح بھی

ان کے عذاب میں مزید اضافہ ہوگا، اس طرح **اللہ** عزوجل ان پر دو بہت بڑے عذاب مسلّط فرما دے گا یعنی ایک عذاب تو ان کا چلنے میں بار بار گرنا اور دوسرا آگ کی تپش اور لپٹوں کا ان کو ہنکانا یہاں تک کہ وہ میدانِ محشر میں پہنچیں گے تو اپنی لڑکھڑاہٹ اور جنونی کیفیت کی بناء پر وہاں موجود تمام افراد کے درمیان (سود خور ہونے کی حیثیت سے) پہچانے جائیں گے، جیسا کہ،

{1}......حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہلِ محشر جان لیں گے۔'' (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرة الثانیة عشرة، باب الریاء، ص ٦٨

{2}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''وہ مطیع اونٹوں کی طرح بغیر سُنے سمجھے آگے بڑھتے تو یہ (بڑے) پیٹوں والے ان کو محسوس کر کے کھڑے ہوئے لیکن اپنے پیٹوں کی وجہ سے دوبارہ گر گئے اور وہاں سے نہ اُٹھ پائے یہاں تک کہ آلِ فرعون ان پر چھا گئے اور اوندھے، سیدھے پڑے ہوئے ان لوگوں کو اذیت دیتے ہوئے (جہنم میں) چلے گئے، یہ تو سود خوروں کا برزخ میں عذاب ہے جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔'' شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں، میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط (یعنی پاگل) بنا دیا ہو۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب، الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۹۱، ج۲، ص۴۰۷، بدون ''فیقبلون'' الیٰ ''مدبرین

{3} ایک اور روایت میں ہے کہ دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بادلوں کی سی گرج اور بجلی کی سی کڑک سنی اور ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اُن میں سانپ اور بچھو باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ سود خور ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ٦٥٧٧، ج۴، ص ۲۱۱، بتغی

ان دونوں احادیثِ مبارکہ کا اس حدیثِ پاک کے ساتھ ہی تذکرہ آگے بھی ہوگا۔

{4}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالٰی عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''ان گناہوں سے بچو جن کی مغفرت نہیں ہوگی: (۱) دھوکا دہی، پس جس نے کسی شئے سے دھوکا دیا تو قیامت کے دن وہ چیز لائی جائے گی اور (۲) سود خوری، پس جس نے بھی سود کھایا اسے قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۰، ج۱۸، ص ۶۰)

{5}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سود خور قیامت کے دن جنون کی حالت میں اپنی دونوں سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے گا۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترہیب من الربا، الحدیث: ۲۸۹۴، ج۲، ص ۸)

کتاب الصلوٰۃ کی ابتداء میں ایک حدیثِ پاک گزری تھی کہ ''سود خور کو مرنے سے لے کر قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا کہ وہ خون کی طرح سرخ نہر میں تیرتا رہے گا اور پتھر کھاتا رہے گا، جب بھی اس کے منہ میں پتھر ڈال دیا جائے گا تو وہ پھر نہر میں تیرنے لگے گا پھر واپس آئے گا اور پتھر کھا کر لوٹ جائے گا یہاں تک کہ دوبارہ زندگی ملنے تک اسی طرح رہے گا۔ وہ پتھر اس حرام مال کی مثال ہے جو اس نے دنیا میں جمع کیا، پس وہ اس آگ کے پتھر کو نگلتا رہے گا اور عذاب میں مبتلا رہے گا، اس کے علاوہ بھی عذاب کی کئی انواع اس کے لئے تیار کی گئی ہیں جن کا تذکرہ عنقریب ہوگا۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

ان کے اس شدید عذاب کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سود کو بیع کی طرح حلال جانا اور اس غلط اعتقاد کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خیال کیا کہ جس طرح وہ کوئی چیز 10 درہم میں خرید کر 11 درہم میں فروخت کرتے ہیں خواہ ادھار دیں یا نقد، اس طرح 10 درہم کی 11 درہم کے عوض ادھار یا نقد بیع بھی جائز ہی ہوگی کیونکہ عقلاً جب جانبین راضی ہوں تو ان دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں، لیکن وہ اس بات سے غافل ہوگئے کہ **اللہ** عزوجل نے ہمارے لئے کچھ حدود مقرر فرما رکھی ہیں اور ہمیں ان سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا ہے، پس ہم پر لازم ہے کہ ہم ان حدود کی پاسداری کریں اور انہیں اپنی رائے اور عقل کے ترازو میں نہ پرکھیں (یعنی نہ تولیں)، بلکہ ان کو ہر صورت میں قبول کرلیں خواہ ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں، اور ہمارے لئے مناسب ہوں یا نہ ہوں، کیونکہ یہی عبودیت وبندگی کا مرتبہ اور شان ہے۔

کمزور وناتواں، اور فہم وفراست سے قاصر بندے پر لازم ہے کہ اپنے قادر وقوی، علیم وحکیم، رحمٰن ورحیم اور جبار وعزیز

مولیٰ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے، کیونکہ جب بھی اس نے اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کیا اور اپنے مالک کے حکم سے روگردانی کی تو اس (مالک الملک) نے اپنے شدید عذاب سے اس کو ہلاکت و بربادی کے عمیق گڑھے میں پھینک دیا۔ چنانچہ،

{۱} اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ۝ (پ۳۰، البروج:۱۲) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔

{۲}

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (پ۳۰، الفجر:۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ

یعنی جس کے پاس اس کے رب عزوجل کی کوئی نصیحت آئے اور اس کے بعد فوراً سود لینے سے باز آجائے تو حرمت کا حکم نازل ہونے سے قبل جو اس نے سود لیا تھا وہ اس کے لئے جائز ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اس حکم کا مکلّف نہیں تھا جبکہ آیتِ حرمت کے نزول کے بعد اس کو لینا جائز نہیں، پس جس نے توبہ کر لی اس پر لازم ہے کہ وہ لیا ہوا تمام سود واپس کر دے، اگرچہ یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ اسے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے سود کے حرام ہونے کا علم نہ ہو سکا تھا تب بھی اس پر لازم ہے کہ لیا ہوا تمام سود واپس کر دے کیونکہ اُس نے یہ سود اُس وقت لیا تھا جب وہ اس حکم کا مکلّف تھا اور ناواقفیت کا عذر اس کے گناہ گار ہونے میں اگرچہ مؤثر نہ بھی ہو لیکن مالی حقوق میں وہ ضرور مؤثر ہوتا ہے۔ اور باقی رہا اس کے گذشتہ سود کا معاملہ تو وہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے، یا پھر سود سے باز آجانے کا یا سود کے قابل معافی یا نا قابلِ معافی ہونے کا معاملہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے، اس کی توجیہات کے بارے میں مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کئی ایک آراء ہیں،

حضرتِ سیدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جس صورت کو میں نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حکم (وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ) اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو سود کے کھانے یا نہ کھانے کی وضاحت کئے بغیر اسے حلال نہ سمجھے۔''

مگر آیت کے آخری الفاظ (وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے جو سود تو لے مگر اسے حلال نہ جانے۔ اور پہلی صورت پر آیتِ مبارکہ کا لفظ ''فَانْتَهٰى'' دلالت کرتا ہے یعنی وہ یہ کہنے سے باز آجائے کہ ''بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔''

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

یعنی اگر وہ اپنے اسی سابقہ قول ''یعنی بیع بھی تو سود کی طرح ہے۔'' کی جانب لوٹا، لیکن سود کو حلال نہ خیال کیا بلکہ حرام ہی جانا تو اب اس کی دو صورتیں ہوں گی: (۱) وہ سود کھانے سے بھی رک جائے گا حالانکہ یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ ''وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ'' کا فرمان اس کے لائق نہیں، بلکہ اس کے لائق محض مدح وتعریف ہے اور (۲) اگر سود کھانے سے تو باز نہ آئے لیکن اسے حرام ضرور جانے تو یہاں اس آیۂ مبارکہ سے یہی مراد ہے کیونکہ اب اس کا معاملہ **اللہ** عزوجل کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اسے سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے، جیسا کہ اس کا فرمانِ عالیشان بھی ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (پ۴، النساء:۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا

یعنی **اللہ** عزوجل سود خوروں کے معاملے کو ان کے مقصود کے برعکس ملیامیٹ کردے گا، چونکہ انہوں نے **اللہ** عزوجل کی ناراضگی اور غضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مال کی زیادتی کو ترجیح دی پس وہ نہ صرف اس زیادتی بلکہ اصل مال کو بھی ختم کردے گا یہاں تک کہ ان کا انجام انتہائی فقر ہو جائے گا، جیسا کہ اکثر سود خوروں کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے، اگر فرض کرلیں کہ وہ اسی دھوکا میں مبتلا ہو کر اس دارِ فانی سے چل بسا تو **اللہ** عزوجل اس کے وارثوں کے ہاتھوں اس کا مال تباہ وبرباد کردے گا پس تھوڑی ہی مدت کے بعد انتہائی فقر اور ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن جائے گی۔

سود کا انجام کمی پر ہوتا ہے:

{6}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(بظاہر) سود اگرچہ زیادہ ہی ہو آخر کار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبدالله بن مسعود، الحديث: ۴۰۲۶، ج۲، ص ۱۰۹)

اسی ہلاکت وبربادی میں سے یہ بھی ہے کہ،

(۱)......اس پر مذمت، بغض اور عدالت وامانت کے زوال کے احکام مرتّب ہوتے ہیں،

(۲)......اس کا نام فاسق، تنگ دل اور دُرشت رکھ دیا جاتا ہے،

(۳)......جس کا مال اس نے ظلماً لیا ہو اس کی بددعاؤں سے لعنت کا حقدار ٹھہرتا ہے، یہی وہ سبب ہے جو اس کی جان اور مال سے

خیر و برکت کے خاتمے کا باعث بنتا ہے کیونکہ مظلوم کی دعا اور **اللہ** عزوجل کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

{7}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب مظلوم ظالم کے لئے بددعا کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس مظلوم سے ارشاد فرماتا ہے: ''میں تیری ضرور مدد فرماؤں گا اگرچہ کچھ مدت بعد ہی ہو۔''

(۴)......جو سود کا مال جمع کرنے میں مشہور ہو تو کئی ایک مصائب اس کا رخ کر لیتے ہیں مثلاً چور، ڈاکو وغیرہ گمان کرتے ہیں کہ حقیقتاً مال اس کا نہیں (لہذا چوری کر لیتے ہیں)۔

آخرت میں تباہی وبربادی، سودخور کا مقدر:

بیان کردہ سب ہلاکتیں وہ ہیں جن کا دنیا ہی میں سودخور کو سامنا کرنا ہوگا جبکہ آخرت کی تباہی و بربادی یہ ہے:

{8}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ''اس کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صلہ رحمی۔'' (تفسیر قرطبی، سورة البقرة، تحت الآية: ۲۷۶، ج ۲، ص ۲۷۴)

اس کے علاوہ وہ مرے گا تو اپنا سب مال واسباب پیچھے چھوڑ جائے گا لہذا اس کے سبب اس پر اپنا اور اپنے پیروکاروں کا بھی وبال اور عذابِ الیم ہوگا، اسی لئے منقول ہے کہ،

{9}......مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی ان کی مثل سے دوچار نہ ہوگا: تمام کا تمام مال چھوڑنا اور پھر اس پر سزا بھی پانا۔''

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ ''اغنیاء جنت میں فقراء سے 500 سال بعد داخل ہوں گے۔''

(فیض القدیر، حرف الهمزة، تحت الحديث: ۲، ج ۱، ص ۵۲)

تو جب مالِ حلال کی وجہ سے اغنیاء کی یہ حالت ہوگی تو جن کا کاروبار ہی حرام ہو ان کا کیا حال ہوگا؟

المختصر یہ کہ یہ سب وہ ہلاکتیں، بربادیاں، نقصان، گھاٹے اور ذلتیں ہیں جن کا اسے سامنا کرنا ہوگا۔

وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ

یعنی فرشتہ دنیا میں اس کے لئے **اللہ** عزوجل سے صدقات کی زیادتی کا سوال کرتا ہے کہ وہ اس خرچ کرنے والے کو اچھا نعم البدل عطا فرمائے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ،

{10}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کوئی دن ایسا نہیں جس

میں ایک فرشتہ یہ نہ پکارتا ہو: اے اللہ عزوجل! اس خرچ کرنے والے کو اچھا نعم البدل عطا فرما۔‘‘

(کشف الخفاء، حرف الهمزة مع اللام، الحدیث: ۵۴۹، ج ۱، ص ۱۶۷)

اس طرح ہر روز اس کا مرتبہ اور ذکرِ جمیل زیادہ ہوتا جاتا ہے، دل اس کی جانب مائل ہوتے ہیں، فقراء کے دلوں سے اس کے لئے خالص دُعا نکلتی ہے، اس سے لوگوں کی حرص اور طمع ختم ہو جاتی ہے، جب وہ فقراء و مساکین کے معاملات کی دیکھ بھال میں مشہور ہو جائے تو ہر ایک اسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرتا ہے، نیز ہر لالچی اور ظالم انسان بھی اس کا سامنا کرتے ہوئے ڈرتا ہے، اور آخرت میں یہ سب کچھ بڑھ کر اس قدر ہو چکا ہوگا کہ ایک لقمہ بھی پہاڑوں کی مثل ہوگا جیسا کہ سابقہ زکوٰۃ کے باب میں بیان ہونے والی احادیثِ مبارکہ میں گزر رہا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ

اس آیتِ مبارکہ میں کفار اور اثیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں جن میں سود کو حلال جاننے والے اور سود کھانے والے کا ان دونوں پر استمرار پایا جا رہا ہے، ان دونوں افراد کا اپنے افعال سے رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ مروی ہے کہ

{11}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’جس نے نماز یا حج ترک کیا اس نے کفر کیا، جس نے اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں وطی کی اس نے کفر کیا اور جس نے اس کی دُبر (یعنی پچھلے مقام) میں وطی کی اس نے بھی کفر کیا۔‘‘

حدیثِ پاک کا مفہوم:

اس (حدیث) سے مراد یہ ہے کہ وہ کفر کے قریب کرنے والے اعمال ہیں کہ اگر ان اعمال خبیثہ کو بجالاتا رہا تو ایک دن یہی اس کے کفر اور بُرے خاتمہ کا باعث بنیں گے، یہاں اس مبالغہ میں بہت زیادہ ڈرانا مقصود ہے۔

{۲} فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ	ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ	تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں
فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ	اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اسکی کمائی پوری بھر دی جائے
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ (پ۳، البقرۃ، ۲۷۸ تا ۲۸۱)	گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا

قرآنِ کریم کا اسلوب ہے کہ ترہیب (یعنی ڈرانے) کے بعد ترغیب ہوتی ہے یا پھر کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے لہذا یہاں بھی اس کے انجام سے نصیحت دلاتے ہوئے، مطیع وفرمانبردار کے مقام ومرتبہ کو ایک عاصی وگناہ گار سے ممتاز کرتے ہوئے، نیز اس پر ان کی تعریف ومذمت میں مبالغہ کرتے ہوئے ترہیب کے بعد ترغیب کا ذکر ہو رہا ہے کہ اے ایمان والو! **اللہ** عزوجل سے ڈرو اور سود کی بقیہ رقم کو مقروضوں سے وصول نہ کرو، اور اس سے قبل **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان **فَلَهٗ مَا سَلَفَ** سے واضح کر دیا ہے کہ حرمتِ سود کا حکم نازل ہونے سے پہلے جو سود وصول کیا گیا وہ حرام نہیں سوائے اس کے کہ جو سود حرمت کا حکم نازل ہونے کے بعد وصول کیا گیا کیونکہ وہ حرام ہے اب اس شخص کے لئے اپنے اصل مال سے زائد مال لینا جائز نہیں اس وجہ سے اب نزولِ حکم کے بعد مکلّف ہونے کی بناء پر اس پر ایسا کرنا حرام ہوگا۔

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہلِ مکہ تمام یا چند ایک اور اہلِ طائف کے چند افراد سودی لین دین کیا کرتے تھے لہذا جب وہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تو اس سود میں ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس پر انہوں نے ابھی تک قبضہ نہیں کیا تھا تو یہ آیتِ مبارکہ اس بات کا حکم لے کر اُتری کہ وہ صرف اپنے اصل اموال ہی واپس لیں گے اس سے زائد کچھ وصول نہیں کریں گے۔

{12}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''خبردار، **جان لو!** زمانۂ جاہلیت کا ہر معاملہ میرے قدموں تلے ختم کر دیا گیا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جس کو میں ختم کر رہا ہوں وہ حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔''

(صحیح المسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۹۵۰، ص ۸۸۱)

اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ

یعنی اگر تم ایمان والے ہوتو سودی کاروبار سے باز آجاؤ اور اگر اس سے نہ رُکے تو **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اعلان جنگ کردو، اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکے گا۔

اس حرب سے مراد یا تو دُنیوی جنگ ہے یا پھر اُخروی جنگ۔

دُنیوی جنگ سے مراد یہ ہے کہ شریعت نافذ کرنے والے حکام پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں سود لینے کا پتہ چلے تو اسے قید کردیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے، لیکن اگر سودخور صاحبِ حیثیت اور ذِی حشم ہو کہ تم اس پر جنگ کئے بغیر قدرت حاصل نہیں کرسکتے تو اسی طرح جنگ کرو جیسے (حضرت سیدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مانعینِ زکوٰۃ کے ساتھ کی تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے: ''جو سودی کاروبار میں ملوث ہو اس پر توبہ پیش کی جائے اگر توبہ کرلے تو اچھی بات ہے ورنہ اس کا سرتن سے جدا کردیا جائے۔''

آیتِ مبارکہ میں جنگ کرنے کا یہ حکم دو چیزوں کا احتمال رکھتا ہے کہ یا تو مطلقاً جو بھی سود لے اس کے ساتھ جنگ کی جائے یا پھر صرف اس کے ساتھ جو اسے حلال اور جائز سمجھ کرلے، ایک قول یہ مروی ہے کہ ''اعلانِ جنگ سود کو جائز سمجھنے والے سے ہے۔'' جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے بھی اور دوسروں سے بھی ہے، لیکن آیتِ کریمہ کی ترتیب کے لحاظ سے مناسب پہلا قول ہے کیونکہ **اللّٰہ** عزوجل کے فرمانِ عالیشان کا مفہوم ہے کہ ''اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے چھوڑ دو جو باقی ہے، اور اگر ایمان نہیں رکھتے تو اعلانِ جنگ کردو۔''

اُخروی جنگ سے مراد یہ ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل اس کا خاتمہ برائی پر فرمائے گا، کیونکہ جس نے بھی **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ جنگ کی تو اس کا خاتمہ بالخیر کس طرح ہوسکتا ہے؟ نیز **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ کرنا درحقیقت اس کی رحمت کے مقامات سے دوری اور بدبختی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنا ہے۔

وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِكُمۡ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ

یعنی اگر تم سود کی حلّت کے پہلے قول سے توبہ کرلو یا دوسرے قول کے مطابق عمل سے توبہ کرلو تو تمہارے لئے صرف اصل مال لینا جائز ہے تاکہ اس اصل مال پر مقروض سے زیادہ مال لے کر نہ تو اس پر تم ظلم کرو اور نہ ہی تمہارے اصل مال میں کمی کر

کے تم پر کوئی ظلم کیا جائے گا۔

جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو سود کا تقاضا کرنے والوں نے یہ کہتے ہوئے توبہ کرلی کہ ''ہم **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں کیونکہ ہم میں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔'' لہٰذا وہ اپنے اصل مال لینے پر ہی راضی ہوگئے اور جب ان کے مطالبہ کی وجہ سے مقروضوں نے تنگ دستی کا شکوہ کیا تو انہوں نے صبر کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ

یعنی اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو تو تم پر لازم ہے کہ اسے کشادگی تک مہلت دو، اسی طرح تنگ دست کو ہر قسم کے قرض میں مہلت دینا واجب ہے[1] لیکن یہ خاص سبب سے نہیں بلکہ مذکورہ (آیۂ مبارکہ کے) الفاظ کے عموم سے استدلال ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَۚ۝ (پ۴، اٰل عمران: ۱۳۰۔۱۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! سود دُونا دُون (دُگنا) نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

آیتِ مبارکہ کی وضاحت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اگر کسی کا کسی پر مخصوص مدت تک کے لئے 100 درہم قرض ہوتا اور مقروض تنگ دستی کی بناء پر ادا نہ کرسکتا تو قرض خواہ اس مقروض سے کہتا: ''میں تمہاری ادائیگی کی مقررہ مدت میں اضافہ کر دیتا ہوں تم مال میں اضافہ کر دو۔'' اس طرح بسا اوقات اس کا مال 200 درہم ہو جاتا، اور جب دوسری مقررہ مدت آتی اور مقروض دوبارہ رقم ادا نہ کر پاتا تو وہ مزید انہی شرائط پر مدت بڑھا دیتا یہاں تک کہ اس طریقہ سے وہ کئی مدتوں تک اضافہ کرتا جاتا اور اس طرح سینکڑوں درہم اس مقروض سے وصول کر لیتا، پس اسی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مفسّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر نعیمی میں ''**احکام القرآن**'' کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''مہلت دینا ہر اس قرض میں واجب ہے جو مالی کاروبار کا ہو جیسے تجارتی قرض، مگر دین، مہر، کفالہ، حوالہ، صلح کے روپیہ پر مہلت واجب نہیں۔'' (تفسیر نعیمی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۸۰، ج۳، ص۱۶۷)

اَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یعنی سود کو چھوڑ دو اور **اللہ** عزوجل سے ڈرو تاکہ تم فلاح و کامیابی پاسکو۔ اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کی جانب اشارہ پایا جارہا ہے کہ اگر اس سودی رَوِش (یعنی خصلت) کو ترک نہ کیا تو کبھی بھی فلاح و کامیابی حاصل نہیں کرسکیں گے، اس کا سبب وہی ہے جو گذشتہ آیتِ مبارکہ میں گزر چکا ہے یعنی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے جنگ اور جو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے برسرِ پیکار ہو اس کی فلاح و کامیابی کا تصور کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ نیز اس آیتِ مبارکہ میں برے خاتمے کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ0

یعنی اس آگ سے ڈرو جس کو کافروں کے لئے ان کی ذات کی وجہ سے اور دوسروں کے لئے کافروں کی پیروی کی وجہ سے تیار کیا گیا ہے، مراد یہ ہے کہ جہنم کی اکثر گھاٹیاں کافروں کے لئے تیار کی گئی ہیں اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ گناہ گار مؤمن ان میں داخل نہیں ہوں گے، بلکہ اسی آیتِ مبارکہ میں ہی اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ وہ مسلمان جو سودی کاروبار سے منسلک رہا تو وہ اس آگ میں کفار کے ساتھ ہی ہوگا جو کہ محض انہی کے لئے تیار کی گئی ہے، لہذا جب یہ بات واضح اور ثابت ہوگئی کہ یہ سود **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کھلی جنگ ہے اور بُرے خاتمہ کا باعث ہے:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ0

ترجمۂ کنزالایمان: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔ (پ۱۸، النور:۶۳)

پس غور و فکر کرنا چاہئے کہ **اللہ** عزوجل نے اس آگ کی صفت بیان کی ہے کہ وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے، کیونکہ اس میں حد درجہ وعید ہے اس لئے کہ وہ مؤمنین جو گناہوں سے پرہیز کرنے کے مخاطب ہیں جب انہیں یہ علم ہوگا کہ اگر انہوں نے گناہوں سے بچنے سے روگردانی کی تو انہیں اس آگ میں ڈال دیا جائے گا جو کہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اس طرح ان کے اذہان میں کفار کی سزا کی زیادتی پختہ ہوگی تو وہ گناہوں سے مکمل طور پر رک جائیں گے۔

نیز اس میں بھی غور کرنا چاہئے کہ ان آیاتِ مقدسہ میں **اللہ** عزوجل نے سود خور کی مذمت میں جو وعید ذکر کی ہے اس سے رائی کے برابر بھی عقل و دانش رکھنے والا انسان اس گناہ کا قبیح ہونا آسانی سے جان لے گا۔ خصوصاً **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے محاذ آرائی اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی دشمنی جیسے قبیح گناہ کا باعث بنتی ہے، جب آپ پر دنیا و آخرت کی

ہلاکتوں کا سبب بننے والے اس گناہ کی حقیقت آشکار ہو چکی ہے تو چاہئے کہ آپ اس سے رجوع کرلیں اور اپنے پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کریں۔

سودخوروں کے لئے ان آیاتِ مقدسہ میں جو عقوبتیں اور سزائیں بیان ہوئیں ان کے علاوہ کئی احادیثِ مبارکہ میں انہی جیسا مضمون ملتا ہے، اس مضمون کی تکمیل کی خاطر انہیں بھی یہاں ذکر کرنا پسند کروں گا۔

سود کی مذمّت پر احادیثِ مبارکہ:

{13}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سے گناہ ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن میدانِ جنگ سے بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی، شادی شدہ، مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ (ان الذین یاکلون اموال الیتمی......الآیہ) الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

{14}......سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس (یعنی بیت المقدس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا، اور نہر کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، نہر میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نہر والا) شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: ''یہ نہر میں کون ہے۔'' جواب ملا: ''یہ سود کھانے والا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربا وشاھدہ وکاتبہ، الحدیث: ۲۰۸۵، ص ۱۶۳)

{15}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا ومؤکلہ، الحدیث: ۴۰۹۲، ص۹۵۵)

{16}......دوسری روایت میں یہ بھی ہے: ''اور سود کے گواہوں اور سود لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۴۰۹۳، ص۹۵۵)

{17}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: ''یہ سب اس گناہ میں برابر ہیں۔''

(صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۹۵۵)

{18}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: (۱) **اللہ** عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور یہ اِن سب سے بڑا گناہ ہے (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) جنگ کے دن میدان سے بھاگنا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا (یعنی بدوؤں جیسی زندگی اپنالینا)۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، الباب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۰/۳۸۲، ج ۱، ص ۲۹۴/۲۹۱)

{19}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی، کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی جحیفۃ، الحدیث: ۱۸۷۸۱، ج ۶، ص ۴۵۶، ''تقدمًا و تأخرًا'')

{20}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''سود لینے والے، سود دینے والے، سود کے گواہ، سود کا کاغذ لکھنے والے جبکہ سود جان کر یہ کام کرتے ہوں، اسی طرح خوبصورتی کے لئے گودنے والی، گودوانے والی، صدقہ نہ دینے والے اور ہجرت کے بعد مرتد ہوکر اعرابی بن جانے والے لوگوں پر (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۸۸۱، ج ۲، ص ۸۷)

{21}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''4 افراد ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل نہ تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا۔'' (المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الرباعرض......الخ، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۳۸/۱۹۳)

{22}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کا گناہ 73 درجے ہے، ان میں سب سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۶، ج ۲، ص ۳۸)

{23}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سود کا گناہ 70 سے زائد درجے ہے اور شرک بھی اسی طرح ہے۔'' (البحر الزخار بمسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۵، ج ۵، ص ۳۱۸)

{24}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سود کا گناہ 70 درجے ہے، ان میں سب سے کم یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔'' (شعب الایمان،باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة،الحدیث: ۵۵۲۰،ج۴،ص ۳۹۴)

{25}......حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی کا سود کا ایک درہم لینا اللہ عزوجل کے نزدیک اس بندے کے حالتِ اسلام میں 33 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب ماجاء فی الربا ،الحدیث: ۶۵۷۴، ج۴، ص ۲۱۱)

{26}......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:''سود کے 70 گناہ ہیں، سب سے ہلکا اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کرنا ہے اور سود کا ایک درہم 30 سے زیادہ بار زنا کرنے سے برا ہے۔'' مزید فرمایا:''اللہ عزوجل قیامت کے دن سوائے سود کھانے والے کے ہر نیک اور فاجر کو کھڑا ہونے کی اجازت دے گا، وہ اگر کھڑا بھی ہوگا تو اس شخص کی طرح کھڑا ہوگا جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔'' (المصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الکبائر، الحدیث: ۱۹۸۷۶، ج۱۰، ص ۲۶)

{27}......حضرت سیدنا کعبُ الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:''33 بار زنا کرنا میرے نزدیک سود کا ایک درہم کھانے سے بہتر ہے جب میں سود کھاؤں تو اللہ عزوجل جانتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث عبداللہ بن حنظلة،الحدیث: ۲۲۰۱۷ ،ج۸، ص ۲۳

{28}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''سود کا ایک درہم جسے آدمی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۰۱۶ ، ج۸، ص ۲۲۳)

{29}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور سود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:''سود کا ایک درہم جو آدمی کو ملتا ہے 36 بار اس کے زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔'' (شعب الایمان،باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة،الحدیث:۵۵۲۳، ج۴،ص ۳۹۵)

{30}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے ظالم شخص کی باطل کام میں اعانت کی تاکہ حق کو مٹائے تو وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذمہ سے بری ہوگیا اور جس نے سود کا ایک درہم کھایا تو یہ 33 بار زنا کرنے کی طرح ہے اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۲۹۴۴ ، ج ۲ ، ص ۱۸۰

{31}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک سود کے

70 سے زائد دروازے ہیں ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی حالتِ اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، باب الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۸۴، ج ۲، ص ۶۰۲)

{32}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک سود کا گناہ 72 درجے ہے، ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۵، ج ۴، ص ۲۱۱)

{33}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے، ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۴، ص ۲۶۱۳)

{34}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پکنے سے پہلے کھجوریں خریدنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''جب کسی گاؤں میں زنا اور سود عام ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو **اللہ** عزوجل کے عذاب کا مستحق کر دیا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب اذا ظھر الزنا والربا فی قریۃ ......الخ، الحدیث: ۲۳۰۸، ج ۲، ص ۳۳۹)

{35}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بھی کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو **اللہ** عزوجل کے عذاب کا حق دار ٹھہرالیا۔'' (مسندابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۹۶۰، ج ۴، ص ۳۱۴)

{36}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس قوم میں بھی سود ظاہر ہوا ان کو قحط سالی نے آلیا اور جس قوم میں بھی رشوت ظاہر ہوئی وہ دشمن سے مرعوب ہو گئے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث: ۱۷۸۳۹، ج ۶، ص ۲۴۵)

{37}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے معراج کی رات دیکھا کہ جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اپنے اوپر کڑک، چمک اور گرج دیکھی، پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے جن میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ سود

کھانے والے ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۸۶۴۸، ج ۳، ص ۲۶۹ ،"قواصفہ"لہ"صواعق")

{38}......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِعظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اوران کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جوصبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں:''اے ہمارے رب عزوجل! قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔''میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا:''یہ کون ہیں؟''تو انہوں نے بتایا:''یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں سے سود کھانے والے ہیں، یہ کھڑے نہیں ہوسکتے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے چھوکر پاگل بنادیا ہو۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع ، باب الترھیب من الربا......الخ ،الحدیث: ۲۸۹۱ ، ج ۲ ،ص ۷۰

{39}......مَحْبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے قریب زنا، سوداورشراب عام ہوجائیں گے۔'' (المعجم الاوسط ، الحدیث: ۷۶۹۵، ج۵ ، ص ۳۸۶)

{40}......حضرت سیدنا قاسم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکے بنانے والوں کے بازار میں دیکھا، آپ فرمارہے تھے:''اے سکے بنانے والو! تمہیں خوشخبری ہو۔''انہوں نے کہا:''**اللہ** عزوجل آپ کو جنت کی خوشخبری دے، اے ابومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے ہمیں کس بات کی خوشخبری دی ہے۔''تو آپ نے ارشادفرمایا: سرکارِمدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سکے بنانے والوں کوجہنم کی بشارت دے دو۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب ماجاء فی الربا،الحدیث: ۶۵۸۷، ج ۴ ، ص ۲۱۴

{41}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''ایسے گناہوں سے بچوجن کی بخشش نہیں: (۱) لوٹ مار یعنی جس نے کوئی چیز چوری کی قیامت کے دن اسے لانی پڑے گی اور (۲) سود کھانا یعنی جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس مجنون بن کراٹھے گا، پھریہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط (پ۳،البقرۃ:۲۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جوسود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکرمخبوط بنادیا ہو۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب ماجاء فی الربا،الحدیث:۶۵۸۸، ج ۴ ، ص ۲۱۴

{42}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''سود کھانے والا بروز

قیامت (دیوانوں کی طرح) اپنے پہلوؤں کو گھسیٹتا ہوا آئے گا۔'' (درالمنثور، سورة البقرة، تحت الآية: ۲۷۵ ج ۲، ص ۱۰۲)

{43}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے مال میں بھی سود سے اضافہ ہوگا اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا۔'' (سنن ابن ماجه، ابواب التجارات، باب التغليظ فی الربا، الحديث: ۲۲۷۹، ص ۲۶۱۳)

{44}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(بظاہر) سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے اس کا انجام کمی پر ہی ہوتا ہے۔'' (المستدرک، كتاب البيوع، باب الربا وان كثر......الخ، الحديث: ۲۳۰۹، ج ۲، ص ۳۳۹)

{45}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا اور جو نہیں کھائے گا اس تک اس کا غبار پہنچ جائے گا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب التجارات، باب التغليظ فی الربا، الحديث: ۲۲۷۸، ص ۲۶۱۳)

{46}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمت کے کچھ لوگ برائی اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حرام کو حلال سمجھنے، گانے گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔''

(مجمع الزوائد، كتاب الاشربة، باب فيمن يستحل الخمر، الحديث: ۸۲۱۵، ج ۵ ص ۱۱۹)

{47}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس اُمت کی ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گی، پھر جب وہ صبح کریں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے اور ان میں دھنسانے اور پھینکے جانے کے واقعات رونما ہوں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: ''آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا۔'' اور ان پر آسمان سے پتھر پھینکے جائیں گے جیسا کہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے اس لئے کہ وہ شراب پئیں گے، ریشم پہنیں گے، گانے گانے والیاں رکھیں گے، سود کھائیں گے اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کریں گے۔'' (كنز العمال، كتاب المواعظ والرقائق، قسم الاقوال، الحديث: ۴۴۰۱۱، ج ۱۶، ص ۳۶)

تنبیہ:

سود کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں اسے کبیرہ بلکہ اکبرُ الکبائر کہا گیا ہے۔

{48}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود (۶) جنگ کے دن بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ، باب رمی المحصنات ......الخ، الحدیث: ۶۸۵۷، ص ۵۷۲)

{49}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ 9 ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو (ناحق) قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔''

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الشھادات، باب من تجوز شھادتہ......الخ، الحدیث: ۲۰۷۵۲، ج۱۰، ص ۱۴)

{50}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲، ج ۱، ص ۲۹۱)

{51}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: ''7 کبیرہ گناہوں سے بچو: اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۶۳۶، ج۶، ص ۱۰۳)

{52}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا تذکرہ تھا اور حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر بھیجا، خط میں لکھا تھا: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ عزوجل کے جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہیں۔''

(سنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الزکاۃ، باب کیف فرض الصدقۃ، الحدیث: ۷۲۵۵، ج ۴، ص ۴۹)

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا (یعنی دینے والا)، لکھنے والا، گواہ، اس میں کوشش کرنے والا، اس پر مددگار تمام کے تمام فاسق ہیں اور اس میں کسی قسم کا بھی دخل کبیرہ گناہ ہے۔

کبیرہ نمبر185: قائلینِ حرمت کے نزدیک سود میں حیلہ کرنا

{1}......بعض علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، مروی ہے: ''سودخور، سود کھانے کے لئے حیلے بہانے کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن کتوں اور خنزیروں کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے، جیسا کہ اصحابِ سبت کے چہرے مسخ کر دیئے گئے، جب انہوں نے ہفتے کے دن مچھلیوں کے شکار کا حیلہ کیا جن کا شکار کرنے سے **اللہ** عزوجل نے انہیں روک دیا تھا، پس انہوں نے حوض کھود دیئے جن میں ہفتے کے دن مچھلیاں گر جاتیں یہاں تک کہ وہ اتوار کے دن انہیں پکڑ لیتے، جب انہوں نے ایسا کیا تو **اللہ** عزوجل نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل دیا اور یہی حال ان لوگوں کا ہے جو سود پر مختلف قسم کے حیلے بہانے کرتے ہیں حالانکہ **اللہ** عزوجل پر حیلے کرنے والوں کے حیلے پوشیدہ نہیں۔'' (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، باب الربا، ص ۷۰)

سیدنا ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے: ''وہ **اللہ** عزوجل کو دھوکا دیتے ہیں جیسا کہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں، اگر وہ بات واضح کر دیتے تو ان پر آسان ہوتا۔''

تنبیہ: سود میں حیلہ کرنا

سود وغیرہ میں حیلہ کرنے کو حضرتِ سیدنا امام احمد بن حنبل اور حضرتِ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حرام قرار دیا ہے اور استدلال کا قیاس یہ ہے کہ قائلینِ حرمت کے نزدیک حیلہ کے ساتھ سود لینا کبیرہ گناہ ہے، اگرچہ اس کے جواز میں اختلاف ہے۔

حضرتِ سیدنا امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سود وغیرہ میں حیلہ کو جائز قرار دیا ہے اور ہمارے اصحابِ شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل حدیثِ پاک سے اس کی حلت پر استدلال کیا ہے:

{2}......خیبر کا عامل حضور نبئ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بہت سی عمدہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے پوچھا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟'' اس نے جوب دیا: ''نہیں، بلکہ ہم گھٹیا کھجوریں لوٹا دیتے ہیں اور گھٹیا کے دو صاع کے بدلے میں عمدہ کھجوروں کا ایک صاع لے لیتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے اس طرح کرنے سے منع فرما دیا اور اسے بتایا کہ یہ سود ہے پھر اس میں حیلہ بتایا اور وہ یہ ہے کہ دراہم کے بدلے میں گھٹیا کھجوریں بیچ دے اور ان دراہم کی عمدہ کھجوریں خرید لے۔''

یہ ان حیلوں میں سے ہے جن میں اختلاف واقع ہوا ہے پس جس کے پاس دو صاع گھٹیا کھجوریں ہوں اور وہ ان کے

بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں لینا چاہتا ہوتو اس کے لئے کسی دوسرے عقد کے واسطے کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس (یعنی دوصاع گھٹیا کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں لینے) کے سود ہونے میں اجماع ہے۔ جب اس نے ایک درہم کی دوصاع گھٹیا کھجوریں بیچیں اوراس ایک درہم کی ایک صاع عمدہ کھجوریں خریدلیں جواس کے ذمہ تھا تو وہ سود سے بچ گیا کیونکہ عقد کھانے والی چیز اور روپے میں واقع ہوا نہ کہ دو کھانے والی چیزوں کے درمیان، لہذا ربا کی صورت نیست و نابود ہوگئی تو اس وقت حرمت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ پس معلوم ہوا کہ خیبر کے عامل کو رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے جو حیلہ سکھایا وہ سود وغیرہ میں حیلہ کے مطلق جائز ہونے میں نص ہے کیونکہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

ان لوگوں نے مذکورہ یہودیوں کے قصہ سے جو استدلال کیا وہ اس بات پر مبنی ہے کہ ''جو چیز ہم سے پہلی اُمتوں کے لئے مشروع تھی وہ ہمارے لئے بھی مشروع ہے۔'' حالانکہ صحیح بات اس کے برعکس ہے کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہماری شریعت میں ان کے مخالف کچھ بھی نہیں حالانکہ آپ جان چکے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے جو چیز ہمارے لئے مشروع قرار دی ہے وہ ان کے مخالف ہے۔

بیع کی ممنوع صورتیں

کبیرہ نمبر186: منع الفحل

(یعنی نر جانور کو جفتی کے لئے دینے سے روکنا)

{1}......حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، فالتو پانی اور نر کو روکنا ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۷، ج ۱، ص ۲۹۶)

تنبیہ:

علامہ جلال بلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے کلام میں اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اس کا نقصان دوسرے کبیرہ گناہوں کے نقصان کو نہیں پہنچتا اور حدیث میں اس کا ذکر مقدم

ہونے کی وجہ سے ہم نے اسے ذکر کیا۔

یہ اس بات کی تائید ہے کہ جفتی کے لئے نر کو عاریتاً دینے کی غایت یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اگر اسے صحیح کہا جائے تو اسے ایسی صورت پر محمول کرنا ممکن ہے کہ اگر کسی گاؤں والے اپنے پاس نر نہ ہونے کی وجہ سے نر کے محتاج ہو گئے تو اس وقت نر کو لینا ضروری ہے کیونکہ مادہ کے پیدائش میں ہی روحوں کی اور دودھ سے بدن کی زندگی ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ سب مفت میں ہو۔

اعتراض: اگر آپ کہیں کہ یہاں پر کیسے اجارہ کا تصور کیا جا سکتا ہے حالانکہ نر کی نسل کو روکنے کے بارے میں **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحیح حدیثِ پاک موجود ہے اور اس نر کی نسل کو روکنے سے مراد اس کی جفتی کرنے کی تعداد یا مادۂ منویہ کی مقدار کی بیع ہے یا جفتی کرنے کی اُجرت لینا ہے؟

جواب: میں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) **کہتا ہوں:** اس کی صورت ممکن ہے وہ یہ کہ مادہ جانور کا مالک معین مدت کے لئے معین مال کے بدلے نر اُجرت پر لے اگرچہ ایک گھڑی کے لئے ہی ہو، اس سے جو چاہے نفع اٹھالے پس یہ اجارہ صحیح ہے جیسا کہ اجارہ کے باب میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا قیاس ہے اور وہ اس کے پورے منافع حاصل کرے گا اگرچہ وہ اسے اپنے مادہ جانور سے جفتی کرائے کیونکہ جس چیز کا اسے قصداً اُجرت پر لینا جائز نہیں تبعاً جائز ہو جائے گا (یعنی جفتی کے لئے اجرت پر نہیں لے سکتا لیکن کلی اختیارات کے ساتھ اُجرت پر لینے کے بعد جفتی بھی کرا سکتا ہے)۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 187: بیوعِ فاسدہ اور دیگر حرام ذرائع سے روزی کمانا

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ (پ۵، النسآء: ۲۹)

اس سے مراد کیا ہے اس میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق: ''اس سے مراد سود، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم کے ذریعے مال بیچنا ہے۔''

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''باطل سے مراد وہ مال ہے جو انسان سے کسی عوض کے بغیر لیا

جاتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کسی کے ہاں کھانا کھانے سے احتراز کرنے لگے یہاں تک کہ سورۂ نور کی یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَلَا عَلٰٓی اَنۡفُسِکُمۡ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا مِنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ اَوۡ بُیُوۡتِ اٰبَآئِکُمۡ ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ تم میں کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر یا اپنے باپ کے گھر۔ (پ۱۸، النور:۶۱)

ایک قول یہ ہے: ''ان سے مراد عقود فاسدہ ہیں۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ **مُحۡکَمۡ** ہے (یعنی اس کا حکم پختہ ہے)، منسوخ (یعنی جس کا حکم ختم ہو جائے) نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی کیونکہ باطل طریقے سے مال کھانا ہر اس صورت کو شامل ہے جس میں ناحق مال لیا جائے خواہ وہ ظلم کے طریقے سے ہو جیسے غصب، خیانت اور چوری وغیرہ یا مزاح، مسخری یا کھیل کود مثلاً جوا اور آلاتِ لہو وغیرہ (عنقریب ان تمام چیزوں کا بیان آئے گا) یا مکر وفریب کے طریقے سے لیا جائے جیسے عقدِ فاسد کے ذریعے حاصل کیا جانے والا مال۔

بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کا یہ قول بھی ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ انسان کے اپنے ہی مال کو باطل طریقے سے کھانے کو بھی شامل ہے مثلاً آدمی اپنا اور دوسرے کا مال حرام کام میں خرچ کرے جیسے مذکورہ مثالیں۔

اللہ عزوجل کے اس فرمان: ''**اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً**'' میں استثناء منقطع ہے کیونکہ باطل کا خواہ کوئی بھی معنٰی مراد لیا جائے، تجارت باطل کی جنس سے نہیں اور اسے متّصل بنانے کے لئے سبب کی تاویل کرنا اپنے محل میں نہیں اور تجارت کا لفظ اگرچہ عوض والے عقود کے ساتھ خاص ہے مگر قرض اور ہبہ وغیرہ بھی دیگر دلائل کی بناء پر اس کے ساتھ ملحق ہیں۔

اللہ عزوجل کے اس فرمان: ''**عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ**'' سے مراد یہ ہے کہ جائز طریقے کے مطابق خوش دلی ہو اور اس میں کھانے کا خاص طور پر ذکر کرنا کھانے کے ساتھ مقید کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کے مال سے نفع حاصل کرنے کے غالب ذریعہ ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے، جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ میں ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔ (پ۴، النسآء:۱۰)

اس بحث کے دلائل وافر ہیں اور اس میں سختی پر وارد احادیثِ مبارکہ بھی بیشتر ہیں مگر ہم ان میں سے بعض پر اکتفاء کریں گے۔

{1}......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ عزوجل نے مؤمنین کو وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو دیا تھا پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ ترجمۂ کنزالایمان: اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ (پ۱۸، المؤمنون:۵۱)

اور فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ (پ۲، البقرۃ:۱۷۲)

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے بال پریشان اور بدن غبار آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام ہو، پینا حرام، لباس حرام، اور غذا حرام، پھر اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔'' (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسبِ حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبولِ دعا کے اسباب بے کار ہیں) (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرہ، الحدیث: ۸۳۵۶، ج۳، ص ۲۲۰)

{2}......دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رزقِ حلال کی تلاش ہر مسلمان پر واجب ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۶۱۰، ج۶، ص ۲۳۱)

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''رزقِ حلال کی تلاش فرائض کی ادائیگی کے بعد ایک فرض ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۹۹۳، ج۱۰، ص ۷۴)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے پاکیزہ کھانا کھایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمت میں ایسے لوگ بہت ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے چند صدیاں بعد بھی ہوں گے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب حدیث اعقلھا وتوکل ......الخ، الحدیث: ۲۵۲۰، ص۱۹۰۵)

{5}......سیِّدُ الْمُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں چار خوبیاں ہوں تو تمہیں دنیا کی

کسی محرومی سے نقصان نہ ہوگا: (۱) امانت کی حفاظت (۲) سچی بات کہنا (۳) حسنِ اخلاق اور (۴) پاک کھانا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند عبدالله بن عمر و بن العاص ، الحدیث: ۶۶۶۴، ج۲ ، ص ۹۲)

{6} ......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین ، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی روزی پاکیزہ ہو، باطن اچھا ہو، ظاہر عزت والا ہو اور جو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے اس کے لئے خوشخبری ہے، نیز جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنا ضرورت سے زائد مال خرچ کیا اور فضول گوئی سے رکا رہا اس کے لئے سعادت ہے۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث: ۴۶۱۶ ، ج۵ ، ص ۷۲)

{7} ......مَحبوبِ ربُّ العٰلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اپنی غذا پاک کرلو! مستجابُ الدعوات ہو جاؤ گے، اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی جان ہے! بندہ حرام کا لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے 40 دن کے عمل قبول نہیں ہوتے اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۶۴۹۵ ، ج۵ ، ص ۳۴)

{8} ......رحمتِ کونین ، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس میں امانت نہیں نہ اس کا دین ہے نہ نماز اور نہ ہی زکوٰۃ۔ جس نے حرام مال سے قمیص بنا کر پہنی جب تک وہ قمیص اتار نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہوگی، بے شک یہ بات **اللہ** عزوجل کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایسے شخص کا عمل یا نماز قبول فرمائے جس نے حرام کی قمیص پہن رکھی ہو۔''

(البحر الزخار ، بمسند البزار ، مسند علی بن ابی طالب ، الحدیث: ۹۱۸، ج۳ ، ص ۶۱)

{9} ......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جس نے 10 درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ لباس اس کے بدن پر رہے گا **اللہ** عزوجل اس کی کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ارشاد فرمایا: ''اگر میں نے یہ بات تاجدارِ رسالت ، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسندعبدالله بن عمر بن خطاب،الحدیث:۵۷۳۶، ج ۲، ص ۴۱۶تا ۴۱۷)

چوری کا مال خریدنے کا گناہ:

{10} ......مَخزنِ جود و سخاوت ، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود (وہ مال) خریدا وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا۔''

(شعب الایمان ،باب فی قبص الید عن الاموال المحرمة، الحدیث: ۵۵۰۰، ج۴ ، ص ۳۸۹)

{11}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف جائے اور لکڑیاں جمع کرے، پھر انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور اس کے ذریعے روزی کمائے تو یہ اس کے لئے **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ شئے کو اپنے منہ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔''

(المسند لا مام احمد بن حنبل ، مسند ابی ہریرۃ ، الحدیث: ۷۴۹۳، ج۳، ص ۶۸)

{12}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا اس کے لئے اس میں کوئی اجر نہیں اور اس کا بوجھ (یعنی گناہ) اسی پر ہوگا۔''

(المستدرک، کتاب الزکاۃ ، باب من تصدق من مال حرام...... الخ،الحدیث: ۱۴۸۰، ج۲،ص

{13}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے حرام مال کمایا پھر اس سے غلام آزاد کیا اور صلہ رحمی کی تو یہ اس پر گناہ ہوگا۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترغیب فی طلب الحلال......الخ،الحدیث: ۲۶۸۳، ج۲،ص ۵۰

{14}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''**اللہ** عزوجل نے تمہارے درمیان اخلاق کو اسی طرح تقسیم کر دیا ہے جس طرح تمہارا رزق تقسیم فرمایا ہے اور **اللہ** عزوجل جس سے محبت فرماتا ہے اسے بھی دنیا دیتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے، مگر دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے وہ محبت فرماتا ہے اور **اللہ** عزوجل نے جسے دین عطا فرمایا گویا اُس نے اس (بندے) سے محبت فرمائی۔ اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے زبان و دل مسلمان (یعنی محفوظ وسلامت) نہ ہو جائیں اور وہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس کے شر سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی بددیانتی اور ظلم، اور جو بندہ مالِ حرام کما کر صدقہ کرے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا نہ ہی اس کے کسی خرچ میں برکت ہوتی ہے اور وہ جو کچھ ترکے میں چھوڑ کر مرے گا وہ جہنم کی طرف اس کا زادِ راہ ہوگا، **اللہ** عزوجل برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا مگر برائی کو اچھائی سے مٹا دیتا ہے، بے شک گندگی گندگی کو نہیں مٹاتی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود ، الحدیث: ۳۶۷۲ ، ج۲ ، ص ۳۳

{15}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کثرت سے جہنم میں داخل کرنے والی شئے کے بارے

میں سوال ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''منہ اور شرمگاہ۔'' اور لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرنے والی شئے کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کا ڈر اور اچھا اخلاق۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی حسن الخلق ، الحدیث: ۲۰۰۴ ، ص ۱۸۵۲)

{16}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بروزِ قیامت بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے اِن 4 چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے: (۱) عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی کے بارے میں کہ کس طرح گزاری (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔'' (جامع الترمذی ،ابواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب فی القیامة ، الحدیث: ۲۴۱۶ ، ص ۱۸۹۴)

{17}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دنیا سرسبز اور لذیذ ہے، جو اس میں حلال ذریعے سے کمائے گا اور اسے حق کی جگہ خرچ کرے گا **اللہ** عزوجل اُسے ثواب عطا فرما کر اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جو اس میں حرام طریقے سے کمائے گا اور اسے ناحق جگہ خرچ کرے گا **اللہ** عزوجل اسے اہانت کے گھر (یعنی جہنم) میں داخل فرمائے گا۔ **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مال میں بددیانتی کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے بروزِ قیامت (جہنم کی) آگ ہوگی۔'' چنانچہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝۹۷ (پ۱۵، بنی اسرآئیل:۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(شعب الایمان ، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة ، الحدیث: ۵۵۲۷، ج۴، ص ۳۹۶)

{18}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس گوشت اور خون نے حرام سے پرورش پائی جہنم اس کی زیادہ حقدار ہے۔''

(صحیح ابن حبان ،کتاب الحظر والاباحة ، الحدیث: ۵۵۴۱، ج۷،ص ۴۳۶

{19}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو گوشت اور خون حرام سے پلے بڑھے آگ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السفر ، باب ما ذکر فی فضل الصلاة ،الحدیث: ۶۱۴، ص ۱۷۰۶

{20}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس جسم نے حرام سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً داخل نہ ہوگا)۔'' (مسندابی یعلی الموصلی، مسندابی بکرالصدیق،الحدیث: ۷۹، ج۱، ص۵۷)

تنبیہ: حرام کھانے کی وجہ سے ہونے والے گناہ

اس گناہ کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر بالکل صریح ہے کیونکہ یہ لوگوں کے مال کو باطل طریقے سے کھانا ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس باب میں ٹیکس وصول کرنے والا، خائن، چور، (مقدار میں کمی کرنے کے لئے) تیل کی کُپّیاں بنانے والا، سود کھانے اور کھلانے والا، یتیم کا مال کھانے والا، جھوٹا گواہ، اُدھار چیز لے کر انکار کر دینے والا، رشوت خور، ناپ تول میں کمی کرنے والا، عیب زدہ شئے کو عیب چھپا کر بیچنے والا، جواء کھیلنے والا، جادوگر، نجومی، تصویریں بنانے والا، زنا کرنے والی، مردوں پر نوحہ کرنے والی، ایسا دلال (کمیشن ایجنٹ) جو بیچنے والے کی اجازت کے بغیر اُجرت (یعنی کمیشن) لے، خریدنے والے کو زیادہ قیمت بتانے والا اور جس نے کوئی آزاد شخص بیچ کر اس کی قیمت کھائی وغیرہ داخل ہیں۔''

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس بات کی تائید کرتا ہے جو میں نے آیتِ کریمہ کی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ باطل ان میں سے ہر چیز کو شامل ہے اور ہر اس کو بھی شامل ہے جو کسی شرعی دلیل کے بغیر حاصل کی جائے۔

{21}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل ان کی نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیسے ہوگا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے پس **اللہ** عزوجل ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔''

(کتاب الکبائرللذهبی،الکبیرة الثامنةوالعشرون،فصل فی من ......الخ ،ص ۱۳۶)

صالحین میں سے کسی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا: ''**مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟**'' (یعنی **اللہ** عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟) اس نے جواب دیا: ''اچھا سلوک کیا مگر مجھے ایک سوئی کی وجہ سے جنت سے روک دیا گیا جو میں نے ادھار لی تھی اور واپس نہ کی۔''

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے نیکی کے کام میں حرام مال خرچ کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے پیشاب سے کپڑا پاک کیا۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ''ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال چیز کے 9 حصے چھوڑ دیتے تھے۔''

حضرت وھیب بن ورد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ''اگر تو ساریہ ستارے کے قیام جتنا قیام کر لے پھر بھی تجھے نفع حاصل نہ ہوگا جب تک کہ تو اپنے پیٹ میں داخل ہونے والے کھانے میں غور نہ کر لے۔''

{22}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''عذاب کے مستحق لوگوں کے گھروں پر ہر دن اور ہر رات ایک فرشتہ نداء دیتا ہے: ''جس نے حرام کھایا اس کا نہ کوئی نفل قبول ہے نہ فرض۔''

(کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثامنۃ والعشرون، فصل فی من ......الخ، ص ۱۳۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے شبہ کا ایک درہم لوٹانا ایک لاکھ، ایک لاکھ اور ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

{23}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: جس نے حرام مال سے حج کیا اور **لَبَّیْک** کہا تو **اللہ** عزوجل فرماتا ہے: ''تیری کوئی **لَبَّیْک** نہیں، نہ ہی **سَعْدَیْک** اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا۔''

کنزالعمال، کتاب الحج والعمرۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۱۸۹۶، ج۵، ص ۱۲

ابن سباط علیہ رحمۃ ربِّ العباد ارشاد فرماتے ہیں: ''جب نوجوان عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: ''دیکھو اس کا کھانا کیسا ہے۔'' اگر اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے تو کہتا ہے: ''اسے چھوڑ دو کوشش کرتا رہے اس کا نفس ہی تمہیں کافی ہے۔'' کیونکہ حرام کھانے کی وجہ سے اس کی کوشش اسے کوئی نفع نہ دے گی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ''صرف اپنا کھانا اچھا کر لے، تجھ پر رات کو قیام کرنا اور دن کو روزہ رکھنا ضروری نہیں۔''

{24}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک ناجائز ہونے کے خوف سے جائز چیزوں کو بھی چھوڑ نہ دے۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب علامۃ التقوی......الخ، الحدیث: ۲۴۵۱، ص ۱۸۹۸ "بتقدمٍ وتأ خرٍ")

{25}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: ''علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارا بہترین دین تقوٰی ہے۔''

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم احب من فضل العبادۃ وخیر الدین الورع، الحدیث: ۳۲۰، ج ۱، ص ۳۱۳)

{26}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مکرَّم ہے: ''جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے

اوراسے اختیار کرجس میں شبہ نہ ہو۔نیکی وہ ہے جس پر نفس اور دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور دل اس میں متردد ہو، اگرلوگ تجھے فتویٰ دیں تو تُو انہیں فتویٰ دے۔''

(جامع الترمذی،ابواب صفة القیامة،باب حدیث اعقلھاوتو کل،الحدیث:۲۵۱۸،ص۱۹۰۵

(سنن الدارمی، کتاب البیوع،باب دع مایریبک......الخ،الحدیث:۲۵۳۳،ج۲،ص۳۲۰

{27}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''حلال اورحرام واضح ہے اوران دونوں کے درمیان مشتبہ اُمور ہیں، میں اس کے بارے میں تمہیں مثال ذکر کرتا ہوں:''**اللہ** عزوجل کی ایک چراگاہ ہے اور **اللہ** عزوجل کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں،لہذا جو اس چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ اس میں بھی چلا جائے،پس جو شک والی چیز اختیار کرتا ہے اس کے آگے بڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد ،کتاب البیوع ، باب فی اجتناب الشبھات ،الحدیث: ۳۳۲۹، ص ۱۴۷۳

{28}......**اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''حلال واضح ہے اورحرام بھی واضح ہے اوران دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں، پس جس نے ایسے کام کو چھوڑا جس کے گناہ ہونے کا شبہ تھا وہ واضح گناہ(یعنی محرمات) سے بھی بچ جائے گا اور جو شک والے گناہ میں پڑا ہوسکتا ہے کہ وہ واضح گناہ میں بھی پڑ جائے، نافرمانیاں **اللہ** عزوجل کی چراگاہیں ہیں اور جو چراگاہ کے اردگرد مویشی چراتا ہے ممکن ہے کہ وہ چراگاہ میں بھی چلا جائے۔''

(صحیح البخاری ،کتاب البیوع ،باب الحلال بین والحرام بین ......الخ ،الحدیث: ۲۰۵۱ ، ص ۱۶۰ ،"بعضُ الاختصار

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر188: ذخیرہ اندوزی کرنا

{1}...... نبیِّ کریم ، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے کھانا ذخیرہ کیا وہ نافرمان ہے۔''

(صحیح مسلم ،کتاب المساقاۃ ، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات ، الحدیث: ۴۱۲۲،ص۹۵۷،بدون" طعام

{2}......دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''سوائے خطاکار کے کوئی بھی ذخیرہ نہیں کرتا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البیوع ، باب ماجاء فی الاحتکار ، الحدیث: ۱۲۶۷ ، ص ۱۷۷۹)

{3}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے 40 راتوں تک کھانا ذخیرہ کیا وہ **اللہ** عزوجل سے اور **اللہ** عزوجل اس سے بری ہے اور جس گھر کے افراد میں سے ایک آدمی بھی بھوک کی حالت میں صبح کرے تو ان سب سے **اللہ** عزوجل کا ذمہ ختم ہو گیا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب ، الحديث: ۴۸۸۰،ج۲، ص ۲۷۰)

{4}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے والا مرزوق (یعنی جس کو رزق دیا گیا ہو) اور ذخیرہ کرنے والا ملعون ہے۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب التجارات ، باب الحكرة والجلب ، الحديث: ۲۱۵۳ ، ص ۲۶۰۶)

{5}......سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا **اللہ** عزوجل اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔''　(المرجع السابق، الحديث: ۲۱۵۵ ، ص ۲۶۰۶)

{6}......حضرتِ سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے: ''ایک دفعہ کچھ کھانا مسجد کے دروازے کے پاس رکھا ہوا تھا، جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کھانا کیسا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یہ کھانا شہر کے باہر سے ہمارے پاس لایا گیا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل اس کھانے میں اور اس کو ہمارے شہر میں لانے والے میں برکت عطا فرمائے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موجود کسی نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ ذخیرہ کیا گیا ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''کس نے ذخیرہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''**فَرُّوخ** (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام) اور فلاں نے، جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں مسلمانوں کے کھانے کو روکنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا **اللہ** عزوجل اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔'' پس اسی وقت حضرتِ سیدنا فروخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں **اللہ** عزوجل سے اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کھانے کو ذخیرہ نہ کروں گا۔'' لہٰذا انہوں نے اسے مصر کی طرف بھیج دیا جبکہ

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: ''ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' بہرحال حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اس روایت کے راوی) فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ کی حالت میں دیکھا ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل ،مسند عمر بن الخطاب،الحدیث: ۱۳۵ ، ج ۱ ،ص ۵۵)

سب سے برا ذخیرہ اندوز کون؟

{7 }......امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے برا ذخیرہ اندوز وہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل قیمتیں کم کردے تو غمگین ہوتا ہے اور اگر قیمتیں زیادہ کر دے تو خوش ہوتا ہے۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۸۶ ، ج ۲۰ ،ص ۹۵)

{8 }......ایک اور روایت میں یوں ہے: ''اگر قیمت کی کمی کا سنتا ہے تو اسے برا لگتا ہے اور قیمت کی زیادتی کا سنتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۱۸۶ ، ج۲۰ ،ص ۹۵)

{9 }......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دِلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اہلِ مدائن اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ذخیرہ کرتے ، لہٰذا وہ نہ تو غذاء ذخیرہ کرتے اور نہ ہی قیمتیں بڑھاتے ، پس جس نے ان پر 40 دن تک کھانا روکے رکھا پھر صدقہ بھی کر دیا تو یہ اس کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔''

(الترغیب والترھیب ،کتاب البیوع ، باب الترھیب من الاحتکار ، الحدیث: ۲۷۶۲، ج ۲ ،ص ۱۷)

{10 }......سیدنا رزین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''ذخیرہ کرنے والے اور جانوں کو قتل کرنے والے قیامت کے دن ایک ہی درجے میں اکٹھے کئے جائیں گے اور جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کسی کو مہنگا کیا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں عذاب دے گا۔''

(کنز العمال ،کتاب البیوع ،قسم الاقوال ، باب الثالث فی الاحتکاروا لتعسیر ، الحدیث: ۹۷۳۹/۷۳۵ ،ج ۴، ص ۴۲)

{11 }......سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ''حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوگئے تو عبیداللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لئے آیا اور ان سے پوچھا: ''اے معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کوئی حرام خون بہایا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں نہیں جانتا۔'' تو اس نے دوبارہ پوچھا: ''کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کوئی چیز مہنگی کی ہے؟'' تو انہوں نے کہا: ''میں نہیں جانتا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''اسے

میرے پاس بٹھاؤ۔'' اور اس سے ارشاد فرمایا: ''اے عبید اللہ! سنو، میں تمہیں ایسی چیز بیان کرتا ہوں جو میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے صرف ایک یا دو بار نہیں سنی، میں نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں کوئی دخل اندازی کی تاکہ وہ مہنگی ہو جائیں تو **اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ کا مزا چکھائے گا۔'' اس نے پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ بات خود سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایک، دو سے بھی زیادہ مرتبہ۔'' (المسند للامام احمدبن حنبل، معقل بن یسار، الحدیث: ۲۰۳۳۵، ج۷، ص ۲۸۹)

{12} ...... امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں یہ الفاظ نقل کئے: ''**اللہ** عزوجل اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں دھکیلے گا۔'' (مجمع الزوائد کتاب البیوع ، باب الاحتکار ، الحدیث: ۶۴۷۸، ج۴ ، ص ۱۸۱)

{13} ...... امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ان الفاظ سے مختصراً روایت کیا: ''جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کسی چیز کو ان پر مہنگا کیا **اللہ** عزوجل اسے ضرور جہنم میں سر کے بل نیچے گرائے گا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع ، باب الجالب الی سوقنا کالمجاھد فی سبیل اللہ ،الحدیث: ۲۲۱۴ ، ج۲ ، ص ۵

{14} ...... سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکہ مکرمہ میں کھانا روکنا الحاد ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع ، باب الاحتکار ، الحدیث: ۶۴۷۹، ج ۴ ، ص ۱۸۱

{15} ...... امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی روایت میں ہے: ''جس نے اس ارادے سے غلہ کی بندش کی کہ مسلمانوں کو مہنگا دے گا پس وہ نافرمانی کرنے والا ہے اور تحقیق اس سے **اللہ** عزوجل کا ذمہ اٹھ گیا۔''

(المستدرک، کتاب البیوع ، باب لایحتکر الاخاطئ ، الحدیث: ۲۲۱۱ ، ج۲ ، ص ۴۰

تنبیہ:

ان صحیح احادیثِ مبارکہ کے ظاہر کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، ان میں سے بعض میں شدید وعید ہے جیسے لعنت، اس سے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا ذمہ اُٹھا لینا اور جذام اور افلاس میں مبتلا ہونا وغیرہ، ان میں سے بعض اس کے کبیرہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں لیکن عنقریب ''اَلرَّوْضَۃ'' کے حوالے سے آئے گا کہ یہ صغیرہ ہے۔

ذخیرہ اندوزی کی تعریف اور اس کا حکم:

ہمارے نزدیک جو ذخیرہ اندوزی حرام ہے وہ یہ ہے: ''خوراک مہنگائی کے دنوں میں بیچنے کے لئے روک لینا جیسا کہ

کھجور اور کشمش جبکہ خریدی ہوئی چیز کو شدید حاجت کے وقت مہنگے داموں بیچنے کا ارادہ ہو۔''

حضرتِ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے خوراک کے ساتھ ہر اس چیز کو شامل کیا ہے جو اس پر معاون ہو جیسے گوشت اور پھل وغیرہ، جب مذکورہ شرط نہ پائی جائے تو کوئی حرمت نہیں یعنی وہ مہنگائی کے زمانے میں بیچنے کے لئے نہ خریدے بلکہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے خریدے یا جس قیمت پر خریدا ہے اسی کی مثل یا کم پر بیچنے کے لئے خریدے یا نہ خریدے بلکہ اپنی زمین کا غلہ روک لے اگرچہ زیادہ قیمت پر بیچنے کا ارادہ ہی ہو، ہاں اس صورت میں جب لوگوں کو شدید ضرورت ہو تو اس پر بیچنا لازم ہے اگر انکار کرے تو قاضی اس پر سختی کرے۔

اگر شدید ضرورت نہ ہو تو اَولیٰ یہ ہے کہ جو غلہ اپنے اور اپنے گھر والوں کے سال بھر کے استعمال سے زائد ہو اسے بیچ دے جبکہ آئندہ سال قحط سالی کا خوف نہ ہو، ورنہ اس کے لئے اپنی ضرورت کا غلہ روکنا جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں اور خوراک کے علاوہ چیزوں میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہیں، البتہ! قاضی نے تصریح کی ہے کہ ''کپڑوں کی ذخیرہ اندوزی بھی مکروہ ہے۔''

اعتراض: حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو روایت آپ نے بیان کی ہے کہ ''سوائے نافرمان کے کوئی بھی ذخیرہ نہیں کرتا۔'' (صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، الحدیث: ۴۱۲۳، ص ۹۵۷)

مذکورہ بیان کی نفی کرتی ہے کیونکہ جب ان سے عرض کی گئی کہ ''آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک معمر جو یہ حدیث بیان کرتے تھے وہ بھی ذخیرہ اندوزی کرتے تھے۔''

جواب: یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایسے اموال بھی ہیں جن کو ذخیرہ کرنا حرام نہیں جیسے کپڑے، لہٰذا حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو اس پر محمول کیا جائے گا، جبکہ حرمت کی شرط کھانے کی ذخیرہ اندوزی کرنے میں ہے، لہٰذا ان شروط کے پائے جانے کی بناء پر اب ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ حضرات ذخیرہ اندوزی کرتے تھے، نیز حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مجتہد ہیں تو احتمال کی وجہ سے نہ ان پر اور نہ ہی کسی دوسرے پر اعتراض کیا جا سکتا ہے، پھر سیدنا ابن عبد البر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسری جماعت کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے کہا: ''حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں تیل ذخیرہ کرتے تھے اور تیل غذا نہیں، اسی پر سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے محمول کیا ہے اور سیدنا امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''یہی سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مذہب ہے۔''

حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب: ''معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ذخیرہ کرتے تھے۔'' اس پر محمول ہے کہ وہ

ایسی چیزیں ذخیرہ کرتے تھے جولوگوں کونقصان نہیں دیتیں جیسے تیل، سرکہ اور کپڑے وغیرہ۔

علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ''ذخیرہ اندوزی کی حرمت میں حکمت عام لوگوں سے ضرر کو دور کرنا ہے جیسا کہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر ایک آدمی کے پاس کھانا ہو اور لوگوں کو اس کی سخت حاجت ہو تو ان سے ضرر دور کرنے کے لئے اسے بیچنے پر مجبور کیا جائے گا۔''

کبیرہ نمبر189: ماں اور نا سمجھ بچے کے درمیان جدائی ڈالنا

یعنی بچے کو بیچ کر اس کی ماں اور اس بچے کے درمیان جدائی ڈالنا کبیرہ گناہ ہے لیکن اگر یہ جدائی آزادی یا وقف سے ہو تو کبیرہ نہیں

{1}......حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی **اللہ** عزوجل قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں (جن سے وہ محبت کرتا ہے) کے درمیان جدائی ڈالے گا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب السیر ،باب فی کراھیة التفریق بین السبی، الحدیث: ۱۵۶۶ ، ص ۸۱۳)

{2}......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: ''جس نے ماں اور اس کے بیٹے یا دو بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالی **اللہ** کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس پر لعنت فرمائی۔''

(سنن ابن ماجه ،ابواب التجارات ،باب النھی عن التفریق بین السبی ،الحدیث: ۲۲۵۰ ، ص ۲۶۱۱)

{3}......دار قطنی کی ایک روایت میں ہے: ''جس نے تفریق کی وہ ملعون ہے۔''

(سنن الدار قطنی ، کتاب البیوع ، الحدیث: ۳۰۲۵ ، ج ۳ ، ص ۸۱)

سیدنا ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ روایت مبہم ہے اور یہ حکم ہمارے نزدیک قیدی اور والد کے درمیان ہے۔''

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اگر فرض کر لیا جائے کہ اس میں پہلی روایت ہی صحیح

ہے تو اس میں بھی شدید وعید پائی جاتی ہے کیونکہ اس دن انسان اور اس کے پیاروں کے درمیان جدائی ڈالنا نفس پر بہت گراں گزرے گا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں: جس طرح کہ وہ اس سے مذکورہ تفریق کی حرمت مراد لیتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اس سے وعید سمجھی، اسی طرح ہم بھی اس سے اس کا کبیرہ ہونا مراد لیتے ہیں کیونکہ جب وعید کا مفہوم مسلّم ہو تو وہی وعید، جس پر اس کا ظاہر دلالت کرتا ہے، شدید وعید ہو جائے گی۔

اعتراض: اس میں وعید کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۙ۰ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ۙ۰ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ؕ۰ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ یَوْمَىٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ؕ۰ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ۙ۰ (پ۳۰،عبس:۳۴تا۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے۔

اس آیت کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک کے لئے ہوگا تو اس سے وعید کیسے سمجھی جا سکتی ہے؟

جواب: حدیثِ پاک اس کے وعید ہونے کے بارے میں نص ہے اور جس طرح یہ حدیثِ پاک ہے کہ،

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا اور جس نے دنیا میں شراب پی وہ پوری سزا پاتے ہوئے آخرت میں نہ پی سکے گا۔''

(المستدرک ، کتاب الاشربه ، باب من لبس الحریر ......الخ ، الحدیث: ۷۲۹۸، ج۵ ، ص ۱۹۵ ،بدون " جزاء وفاقا")

قیامت کے دن سے مراد جنت ہے اور آیتِ مبارکہ میں میدانِ محشر میں لوگوں کی حالت کی نقشہ کشی کی گئی ہے جبکہ حدیثِ پاک میں جنت کے بارے میں بتایا گیا ہے جس طرح ریشم کے بارے میں وارد حدیثِ پاک کی وجہ سے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ریشم پہننے کو حرام قرار دیا اسی طرح ہم جدائی کے بارے میں وارد حدیثِ پاک سے یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ کبیرہ گناہ ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک عمل پر اس کے مطابق جزاء ہے۔

نیز جس طرح ریشم کی حدیثِ پاک اس فرمان عالیشان سے **مُخَصَّص** (یعنی جسے کسی دلیل سے خاص کیا گیا ہو) ہے:

وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۰ (پ۱۷،الحج:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہاں اُن کی پوشاک ریشم ہے۔

اسی طرح جدائی والی حدیثِ پاک اس آیتِ مبارکہ سے مخصص ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (پ ۲۷، الطّور:۲۱) ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی۔

جدائی کی حرمت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ لونڈی اور اس بچے کے درمیان ہو جو چھوٹا یا مجنون ہونے کی وجہ سے ناسمجھ ہو مثلاً (بچہ) ایسے شخص کو بیچنا جو اسے آزاد نہ کرے یا تقسیم کر دے یا فسخ کر دے، اگرچہ اس کی ماں راضی ہی ہو کیونکہ بچے کا بھی کچھ حق ہے اور یہ تصرف باطل ہو جائے گا اور باپ، دادا، دادی اور نانا، نانی ماں کی عدم موجودگی میں ماں کی طرح ہی ہوتے ہیں اگرچہ دور کا رشتہ ہی ہو۔

باپ یا دادا کے ساتھ بچے کو بیچنا جائز ہے اور اسی طرح جب وہ تمیز اور سمجھ والا ہو یعنی اکیلا کھا پی لیتا ہو اور استنجاء کر لیتا ہو اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں کبھی تو 5 سال میں یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی 7 سال سے بھی مؤخر ہو جاتی ہے اور (تمیز نہ ہونے کی صورت میں) جدائی ڈالنا مکروہ ہے اگرچہ بلوغت کے بعد ہی ہو اور اسی طرح اگر ان دونوں (یعنی ماں، باپ) میں سے کوئی آزاد بھی ہو تو جدائی ڈالنا مکروہ ہے۔

لونڈی اور اس کے ناسمجھ بچے کے درمیان اور بیوی اور اس کے بچے کے درمیان سفر کے ذریعے جدائی ڈالنا بھی حرام ہے البتہ! طلاق یافتہ عورت اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ اسی طرح جانور کے بچے کو بیچنا اگر وہ (ماں کے) دودھ کا محتاج نہ ہو یا محتاج تو ہو لیکن ذبح کرنے کے لئے خریدا تو ایسی بیع جائز ہے اور اگر وہ دودھ کا محتاج ہو اور خریدنے والے کا ذبح کرنے کا ارادہ بھی نہ ہو تو اسے خریدنا حرام ہے اور ایسی بیع باطل ہے۔

﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر190: شراب بنانے والے کو انگور اور کشمش بیچنا[1]

کبیرہ نمبر191: امرد سے بدکاری کرنے والے کو اَمرد بیچنا

کبیرہ نمبر192: بدکاری پر اکسانے والے کو لونڈی بیچنا

کبیرہ نمبر193: لھو و لعب کے آلات بنانے والے کو لکڑی بیچنا

کبیرہ نمبر194: دشمنانِ اسلام کو بطورِ امداد اَسلِحہ بیچنا

کبیرہ نمبر195: شراب پینے والے کو شراب بیچنا

کبیرہ نمبر196: بھنگ پینے والے کو بھنگ بیچنا

ان سات کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان کا ضرر بہت عظیم ہے اور قاعدہ ہے کہ وسائل کے لئے بھی مقاصد کا ہی حکم ہوتا ہے اور چونکہ ان تمام کے مقاصد کبیرہ گناہ ہیں، لہٰذا وسائل کا حکم بھی یہی ہونا چاہئے۔

کتاب الطھارۃ کے شروع میں مذکور حدیث پاک اس کی شہادت دیتی ہے: ''جس نے برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت کے دن تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا۔''

یہاں ظن بھی حرمت کی جانب نسبت کے اعتبار سے علم یقینی کی طرح ہی ہے، اور ان گناہوں کے کبیرہ ہونے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس میں ذہن تردد کا شکار ہے اور اسی طرح ذہن اس میں بھی متردد ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی لونڈی ایسے شخص کو

---

[1] فتاوی عالمگیری میں فتاوی قاضی خان سے ہے: ''سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اُس شخص کو انگور کا شیرہ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اس سے شراب بنائے گا جبکہ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف و امام محمد) رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ایسا کرنا مکروہ ہے۔'' اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق بھی اس وقت مکروہ ہے جب وہ کسی ذمی (کافر) کو اتنے دام میں بیچے کہ اتنے دام میں مسلمان نہ خریدے اور اگر مسلمان بھی اتنے دام میں خریدنے پر راضی ہو تو اس وقت شراب بنانے والے کو انگور کا شیرہ بیچنا مکروہ ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی انگور کا باغ بیچے اور اسے معلوم بھی ہے کہ خریدار انگوروں سے شراب بنائے گا، اس صورت میں اگر بیچنے سے اس کی نیت محض ثمن (یعنی قیمت) حاصل کرنا ہے تو بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا مقصود یہ ہے کہ اس سے شراب حاصل کی جائے تو مکروہ ہے اور یہی تفصیل انگور کا باغ لگانے میں ہے کہ اگر وہ شراب حاصل کرنے کی نیت سے اُگاتا ہے تو مکروہ ہے اور اگر مقصود انگور حاصل کرنا ہو تو مکروہ نہیں، اور افضل یہ ہے کہ شراب بنانے والے کو انگور کا شیرہ نہ بیچا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الاشربہ، الباب الثانی فی المتفرقات، ج۵، ص۴۱۶۔۴۱۷)

بیچی جو اسے بدکاری پر اکساتا ہے اور اسلحہ باغیوں کو بیچا تا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر مدد حاصل کریں اور مرغ اور بیل اس شخص کو بیچے جو ان کی لڑائی کراتا ہے تو ان تمام صورتوں میں ذہن ان کے کبیرہ ہونے کے بارے میں متردد ہو جاتا ہے، ہاں البتہ ان میں سے بعض بعض سے زیادہ کبیرہ ہونے کے قریب ہیں، پھر میں نے شیخ الاسلام علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے اصحاب نے نص قائم کی ہے کہ شراب کا بیچنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ اپنے عادی کو فاسق کر دیتی ہے اور اسی طرح اس کے خریدنے، قیمت کھانے، لدوانے اور اس میں کسی قسم کی کوشش کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔''

کبیرہ نمبر197: نجش[1] یعنی دھوکے سے قیمت میں زیادتی کرنا

کبیرہ نمبر198: دوسرے کی بیع پر بیع کرنا

کبیرہ نمبر199: دوسرے کی خرید پر خرید کرنا

ان تینوں کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ان میں غیر کو عظیم نقصان دینا پایا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ غیر کا نقصان کرنا جس کا عادۃً احتمال نہیں ہوتا کبیرہ گناہ ہے، نیز یہ مکر اور دھوکے میں سے ہے اور عنقریب آئے گا کہ یہ کبیرہ ہے لیکن **الروضۃ** میں ہے: ''ذخیرہ اندوزی کرنا، اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا، سوم یعنی سودے پر سودا کرنا، اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح دینا، شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا، باہر سے جو غلہ وغیرہ کے آنے والے قافلوں کو بستی سے باہر جا کر ملنا، کثرت کا وہم دلانے کے لئے دودھ نہ دوہنا، عیب والی شئے عیب بیان کئے بغیر بیچنا، اس کتے کو رکھنا جس کی کمائی جائز نہ ہو، غیر حرام شراب کو روکنا، مسلمان غلام کافر کو بیچنا، اسی طرح قرآنِ پاک اور تمام علم شرعی کی کتابیں وغیرہ کافر کو بیچنا صغیرہ گناہ ہیں۔'' اگرچہ ان میں سے

---

[1]: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''نجش مکروہ ہے حضور اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے منع فرمایا۔ نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تا کہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۳۔۷۴)

اکثر محلِ نظر ہیں بہرحال یہ سب اسی وقت کبیرہ ہوسکتے ہیں جبکہ کبیرہ کی تعریف یوں کی جائے کہ ''جس میں سزا ہو وہ کبیرہ ہے۔''

اور اس تعریف کی بناء پر جس میں شدید وعید ہو وہ کبیرہ نہیں لیکن چونکہ دھوکا، ایذائے مسلم اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ میں شدید وعید ہے، لہٰذا مناسب یہی تعریف ہے کہ ''کبیرہ گناہ وہ ہے جس میں شدید وعید ہو۔''

پھر میں نے علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو دیکھا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**الروضۃ** میں بعض کو مطلقاً صغیرہ قرار دینا محلِ نظر ہے۔'' گویا میں نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے اور علامہ اذرعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی جس کی جانب اشارہ کیا ہے یہی وہ سبب ہے جس کی بناء پر میں نے اختصار سے کام لیتے ہوئے **الروضۃ** کی مذکورہ مثالوں میں سے بعض کو حذف کر دیا۔

نجش سے مراد یہ ہے کہ کسی کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو لیکن دوسرے گاہک کو دھوکا دینے کے لئے قیمت میں اضافہ کرے.

بیع علی البیع یہ ہے کہ کوئی شخص خیار کے زمانے میں خریدنے والے سے کہے: ''یہ واپس کر دے اور میں تجھے اس سے اچھی چیز اسی قیمت میں یا اس جیسی اس سے کم قیمت میں فروخت کرتا ہوں۔''

شراء علی الشراء یہ ہے کہ خیار کے زمانے میں بیچنے والے سے کہے: ''بیع فسخ کر دے تاکہ میں یہ چیز زیادہ قیمت میں تجھ سے خرید لوں۔''[1]

ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''دوسرے کے سودے پر اس کی اجازت کے بغیر سودا کرنا حرام ہے یعنی قیمت طے ہو جانے کے بعد قیمت میں اضافہ کرنا یا خریدنے والے کو اچھی چیز دکھانا۔ بیع طے ہونے کے بعد ایسا کرنا حرام ہے اور بیع لازم ہونے سے قبل ایسا کرنا اس سے بھی زیادہ حرام ہے، اور یہی دوسرے کی بیع پر بیع اور اُس کی شراء پر شراء کرنا ہے۔

---

[1] صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **بیع علی البیع** اور **شراء علی الشراء** کا حکم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری ایک ثمن پر راضی ہو گئے صرف ایجاب و قبول ہی یا مبیع کو اٹھا کر دام دے دینا ہی باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اتنا ہی رہے گا مگر دکاندار سے اس کا میل ہے یا یہ ذی وجاہت شخص ہے دکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا۔''

مزید فرماتے ہیں: ''جس طرح خریدار کے لئے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لئے بھی ممانعت ہے۔ مثلاً ایک دکاندار سے دام طے ہو گئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم میں دوں گا یا وہ اس کا ملاقاتی ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دوں گا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے میں کم مزدوری لوں گا یا میں بھی اتنی ہی لوں گا یہ سب ممنوع ہیں۔'' (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص ۷۴)

ہاں اگر دھو کے والا مال ہو تو سیدنا ابن کج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔

مناسب یہی ہے کہ ان کے اطلاق کے مطابق ہی ہو نیز حدیثِ پاک میں بھی کوئی فرق نہیں، نیز ایک شخص کا بیع کے لزوم سے قبل مشتری کو کوئی چیز بیچنا اسی طرح ہے کہ اس نے اس سے وہ چیز کم قیمت میں خریدی ہو جیسا کہ بیع علی البیع کی تعریف ہے اور مشتری سے بیع کے لزوم سے قبل زیادتی کا مطالبہ کرنا بھی شراء علی الشراء کی طرح ہے کیونکہ یہ دونوں صورتیں فسخ کی طرف لے جاتی ہیں اور نقصان حاصل ہوتا ہے۔

ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ ﷲ

کبیرہ نمبر 200: بیع وغیرہ میں دھوکا دینا

جیسے تصریہ یعنی خریدار کو کثرت کا وہم دلانے کے لئے دودھ والے جانور کا دودھ نہ دوہنا۔

{1}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۲۸۳، ص ۶۹۵)

{2}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک اناج کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی انگلیاں تر (یعنی گیلی) ہو گئیں تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے اناج والے! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس پر بارش ہوئی تھی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اُوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۲۸۴، ص ۶۹۵)

{3}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ......الخ، الحدیث: ۱۳۱۵، ص ۱۷۸۴)

{4}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اناج بیچنے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس سے دریافت فرمایا: ''کیسے بیچ رہے ہو؟'' اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا پس اللہ عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف وحی

فرمائی کہ اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کیجئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیا تو اسے تر پایا چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی النھی عن الغش، الحدیث: ۳۴۵۲، ص ۱۴۸۱)

{5}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک اناج کے پاس سے گزرے جس کے مالک نے اسے اچھا ظاہر کیا ہوا تھا، پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو وہ گھٹیا ثابت ہوا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ علیحدہ بیچ! اور یہ علیحدہ بیچ! جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۱۱۳، ج ۲، ص ۰۹)

{6}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بازار تشریف لے گئے وہاں غلّے کا ایک ڈھیر دیکھا تو اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کیا اور بارش سے بھیگے ہوئے اناج کو باہر نکال کر ارشاد فرمایا: ''تمہیں کس نے اس (ملاوٹ) پر اُکسایا؟'' اس نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ ایک ہی کھانا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو نے تر اور خشک اناج کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہ رکھا تاکہ خریدنے والے جس کو جانتے خرید لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۷۳، ج ۳، ص ۲۹)

{7}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اناج بیچ رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: ''اے غلّے کے مالک! کیا نیچے والا اناج اُوپر والے اناج جیسا ہی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہاں ایسا ہی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''
(المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱، ج ۱۸، ص ۳۵۹)

{8}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک کچی کھائی کے کنارے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک انسان دودھ بیچ رہا ہے، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ''اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھے کہا جائے گا کہ دودھ سے پانی علیحدہ کر۔'' (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الامانات ووجوب ادائھاالی اھلھا،الحدیث: ۵۳۱۰، ج ۴، ص ۳۳۳)

{9}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''بیچنے کے لئے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۸، ج ۴، ص ۳۳۳)

{10}......رسولِ اَکرم، شفیعِ معظّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے (یعنی سابقہ امتوں میں جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک شخص تھا وہ ایک گاؤں میں شراب بیچنے کی خاطر لے گیا، اس نے اس میں پانی ملا کر اسے دُگنا کر دیا پھر اس نے ایک بندر خرید لیا اور سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہو گیا، جب سمندر میں پہنچا تو اللہ عزوجل نے بندر کو دیناروں کی تھیلی کے بارے میں الہام فرمایا، لہٰذا اس نے وہ تھیلی لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا، اس نے تھیلی کھولی جبکہ اس کا مالک بھی اسے دیکھ رہا تھا، وہ ایک دینار سمندر میں اور ایک کشتی میں پھینکنے لگا یہاں تک کہ تمام دیناروں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔'' (المرجع السابق)

{11}......حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسولِ اکرم، شفیعِ معظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے ایک شخص تھا اس نے شراب لے کر اس میں آدھا پانی ملایا اور پھر اسے بیچ دیا، جب رقم اکٹھی ہو گئی تو ایک لومڑی آئی اور اس نے نقدی کی وہ تھیلی لے لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گئی اور وہ ایک دینار کشتی میں پھینکتی اور ایک سمندر میں یہاں تک کہ بٹوہ خالی ہو گیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۹، ج۴، ص۳۳۳)

کئی واقعات کے احتمال کی وجہ سے اس میں اور اس سے پہلے والی روایت میں کوئی منافات نہیں۔

رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۲۸۳، ص ۶۹۵)

{12}......حضرت سیدنا ابو سباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر نکلا تو حضرتِ سیدنا واثلہ مجھے ملے جبکہ وہ اپنا تہہ بند گھسیٹ رہے تھے اور دریافت فرمایا: ''آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو انہوں نے کہا: ''کیا آپ کو اس کے (عیب کے) بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے؟'' میں نے کہا: ''اس میں کیا عیب ہو سکتا ہے، بے شک یہ ظاہراً موٹی تازی صحت مند ہے۔'' آپ نے دریافت فرمایا: ''آپ کا اس سے سفر کا ارادہ ہے یا گوشت کھانے کا؟'' میں نے کہا: ''میرا تو حج کا ارادہ ہے۔'' آپ نے کہا: ''آؤ واپس لوٹانے چلیں۔'' تو اُونٹنی (بیچنے) والے نے کہا: ''اللہ عزوجل آپ کی اصلاح فرمائے، آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ بیع توڑنا چاہتے ہیں؟'' تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں نے حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز کو عیب بیان کئے بغیر بیچے اور جس کو عیب معلوم ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا بھی جائز نہیں۔''

(شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب ادائھاالی اھلھا، الحدیث: ۵۲۹۵، ج۴، ص۳۳۰)

{13}......ابن ماجہ شریف میں یہی واقعہ قدرے اختصار کے ساتھ اس فرق کے ساتھ ہے کہ حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچی وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، الحديث:۲۲۴۷، ص ۲۶۱۱)

{14}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کو عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچنا جائز نہیں۔'' (المرجع السابق، الحديث:۲۲۴۶، ص ۲۶۱۱)

{15}......دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن دور ہوں اور فاسق لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دینے والے اور خیانت کرنے والے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن قریب ہی ہوں۔''

(الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، الترهيب من الغش......الخ، الحديث:۲۷۵۰، ج۲، ص ۶۸)

{16}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے لئے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کی کتاب، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، مسلمانوں کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ، اور عام لوگوں کے لئے۔'' (صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة، الحديث:۱۹۶، ص ۶۸۹)

{17}......نسائی شریف کے الفاظ یہ ہیں: ''یقیناً دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔''

(سنن النسائی، كتاب البيعة، باب النصيحة للامام، الحديث:۴۲۰۲، ص ۲۳۶۲)

{18}......ابوداؤد شریف میں الفاظ یہ ہیں کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، بے شک دین خیر خواہی کا نام ہے۔''

(سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب فی النصيحة، الحديث:۴۹۴۴، ص ۱۵۸۵)

{19}......طبرانی شریف میں اس طرح ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''دین کی اصل خیر خواہی ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے لئے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل، اس کے دین، مسلمانوں کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور

عام لوگوں کے لئے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث:۱۱۸۴، ج۱، ص۳۲۷)

{20}......حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں شَفِیْعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِین، سِرَاجُ السَّالِکِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں اسلام پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کرتا ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ پر ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے کی شرط عائد کی، پس میں نے اس بات پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور اس مسجد کے رب کی قسم! بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم الدین النصیحۃ، الحدیث:۵۸، ص۷)

{21}......ایک اور روایت میں اس طرح ہے: ''میں نے حکم سننے اور اطاعت کرنے پر اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور یہ کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں اور جب آپ کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو فرماتے: ''جو چیز میں نے تجھ سے لی وہ مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جو میں نے تجھے دی پس تجھے اختیار ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، الحدیث:۴۹۴۵، ص۱۵۸۵)

{22}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اپنے بندے کی عبادت میں سب سے زیادہ پسند میرے لئے خیر خواہی کرنا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث:۲۲۲۵۳، ج۸، ص۲۸۰)

{23}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے معاملے کو اہمیت نہیں دیتا وہ ان میں سے نہیں، اور جو صبح شام **اللہ** عزوجل، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، اس کی کتاب، اس کے امام اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی نہیں کرتا وہ بھی ان میں سے نہیں۔'' (المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث:۹۰۸، ج۲، ص۵۰)

{24}......مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(صحیح البخاری کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ......الخ، الحدیث: ۱۳، ص۳)

{25}......مَحْبُوبِ رَبُّ الْعزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک کہ لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ماجاء فی صفات المؤمن، الحدیث:۲۳۵، ج۱، ص۲۲۹)

تنبیہ:

ان احادیثِ مبارکہ میں اس گناہ کے مرتکب سے اسلام کی نفی کئے جانے کی وجہ سے اسے کبیرہ گناہ کہا گیا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، پھر میں نے بعض کو اس کے کبیرہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے بھی دیکھا، لیکن **الروضۃ** میں اسے صغیرہ شمار کیا گیا حالانکہ یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ اس میں شدید وعید پائی جاتی ہے۔

حرام دھوکا یہ ہے: ''سامان والا جانتا ہو، خواہ وہ بیچنے والا ہو یا خریدنے والا، کہ اس میں ایسا عیب ہے کہ اگر لینے والا اس پر مطلع ہو گیا تو اسے نہ لے گا۔'' لہٰذا اس پر لازم ہے کہ اسے بتا دے تا کہ وہ اس کو لینے میں بصیرت سے کام لے اور حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی حدیث کی بناء پر کہا گیا ہے کہ ضروری ہے کہ جو عیب نہیں جانتا اس کو وہ عیب بتا دیا جائے اگرچہ وہ اس سے نہ بھی پوچھے جیسا کہ جب کسی انسان کو دیکھے کہ وہ کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے رہا ہے اور وہ مرد یا عورت کے کسی عیب کو جانتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ انہیں خبر دے یا کسی انسان کو کسی معاملہ میں دوسرے کے ساتھ دیکھے تو وہ دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی عیب جانتا ہو تو دوسرے کو بتا دے اگرچہ وہ اس سے نہ بھی پوچھے اور عام اور خاص مسلمانوں کے لئے جس خیر خواہی کی تاکید کی گئی ہے یہ سب اسی کی ادائیگی ہے۔

ہم سے ایک طویل سوال پوچھا گیا جس میں بہت سے اَحکام کا تذکرہ ہے لہٰذا میں یہاں اس کا ذکر کرنا پسند کروں گا کیونکہ اس میں جس نقصان کی نشاندہی کی گئی ہے وہ وہی ہے جس کے بارے میں میں یہ کتاب تالیف کر رہا ہوں اور اس کا مرتکب وہی ہو سکتا ہے جس کا کوئی دین نہ ہو **نیز** جو اللہ عزوجل سے غافل ہو۔

سوال: آج کل یہ عادت ہے کہ بعض تاجر حضرات بہت چھوٹے برتن میں کالی مرچ خریدتے ہیں جیسا کہ بوریا ہوتا ہے، پھر اسے ایک ایسے بڑے اور بھاری برتن میں ڈال لیتے ہیں جو بوریے کا 5 گنا ہوتا ہے کیونکہ وہ تقریباً 3 من ہوتا ہے اور پھر اس بھاری اور بڑے برتن میں تھیلے جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ 20 من ہو جاتا ہے پھر اس برتن اور اس میں موجود چیز کو بیچا جاتا ہے اور وزن کل کا ہوتا ہے لہٰذا قیمت برتن اور اس میں موجود چیز کے مطابق وصول کی جاتی ہے،

(۱)......کیا یہ فعل جائز ہے یا حرام اور دھوکا ہے، جس کے کرنے والے کو امام چاہے تو تعزیرًا کوڑے مارے، بازاروں میں چکر

لکھوائے، قید کرے اور اگر حاکم کا یہ مذہب ہو کہ اس مال کا لینا جائز ہے تو لے لے؟

(۲)......تو کیا ایسی بیع صحیح ہوگی یا باطل اور اگر باطل ہے تو کیا یہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانا ہوا یا نہیں؟

(۳)......کیا امیرِ شہر پر لازم ہے کہ وہ تاجروں کو ڈانٹے اور اس سے منع کرے اور ان میں سے جو ایسا کرے اس کو سزا دے؟

(۴)......کیا متقی تاجروں پر لازم ہے کہ جب انہیں کسی کے بارے میں علم ہو کہ وہ ایسا کرتا ہے کہ وہ شرعی یا سیاسی حاکموں کو خبر دیں یہاں تک کہ وہ اسے سختی سے ایسا کرنے سے منع کریں اور اگر انکار کرے تو سخت سزا دیں؟

(۵)......کیا یہ اس صورت کے علاوہ صورتوں میں بھی ممکن ہے؟ مثلاً

☆......بعض عطر بیچنے والے اور تاجر بعض چیزوں کو پانی کی طرف لے جاتے ہیں پس اس سے پانی لے لیتے ہیں جو اس کے وزن میں ایک تہائی تک کا اضافہ کر دیتا ہے مثلاً زعفران۔ (یعنی پانی ملا کر وزن میں اضافہ کر دیتے ہیں)

☆......ان میں سے بعض چیزوں کو اس طرح تیار کرتے ہیں کہ وہ مکھن کی طرح ہو جاتی ہیں پس وہ اسے مکھن ظاہر کر کے بیچتے ہیں۔

☆......بعض کپڑا بیچنے والے کپڑوں کو تھوڑا سا پیوند لگا دیتے ہیں پھر اسے بیان کئے بغیر بیچ دیتے ہیں، اور یہی طریقہ چٹائیوں وغیرہ میں بھی اپنایا جاتا ہے۔ (مگر آج کل گانٹھوں والے کپڑے عیب بیان کئے بغیر بیچے جاتے ہیں)

☆......اسی طرح بعض خام کپڑے کو اس طرح لپیٹتے ہیں کہ اس کی تمام قوت چلی جاتی ہے پھر اسے نچوڑتے ہیں اور اس میں ایک خاص قسم کی خوشبو رکھ دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ نیا ہے اور اسے نیا ظاہر کر کے بیچ دیتے ہیں۔

☆......بعض اپنی دکان میں بہت زیادہ اندھیرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ گہرا رنگ ہلکا اور بھدّ رنگ حسین نظر آئے۔ (مگر آج کل بعض دکاندار بہت تیز روشنی والے بلب لگا کر ایسا کرتے ہیں)

☆......بعض اپنے ہتھیار موم کے ساتھ صیقل کر لیتے ہیں یہاں تک کہ موم کی کثرت اور اس کی عمدہ چمک کی وجہ سے وہ مکمل طور پر نظر نہیں آتے۔

☆......بعض سنار سونا چاندی کے ساتھ کھوٹ ملا دیتے ہیں پھر تمام کو سونا یا چاندی ظاہر کر کے بیچتے ہیں۔ (ملاوٹ کی یہ صورت فی زمانہ معروف ہے)

☆......بعض سکے یا زیورات کی تیاری کے لئے سونا اور چاندی کا معلوم وزن لیتے ہیں لیکن اس وزن میں سے سونا چاندی کم کر کے اس کی جگہ کھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (جیسا کہ آج کل کاغذی جعلی نوٹ بنائے جاتے ہیں)

☆......گرم مصالحوں اور دانوں والے اکثر تاجر اپنے مال میں سے اعلیٰ کو اوپر اور ادنیٰ کو نیچے رکھ دیتے ہیں، گھٹیا کو اعلیٰ سے ملا دیتے ہیں یہاں تک کہ خریدنے والے کو معلوم نہیں ہوسکتا اور وہ گھٹیا لے لیتا ہے اگر وہ جان لے تو نہ خریدے۔

اور اس کے علاوہ بھی ملاوٹ کی بہت سی صورتیں ہیں یہاں ہم نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں تو محض اس لئے کہ ان کا آپ حکم جان لیں اور بقیہ ان تمام صورتوں کو انہی پر قیاس کرلیں جن کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔

اگر آپ کارخانوں، پیشوں، تجارتوں، خرید وفروخت، عطر، سونا اور درہم ودینار بنانے والوں میں غور کریں گے تو ان کے ہاں دھوکا، ملاوٹ، خیانت، مکر اور جھوٹے حیلوں سے حیلہ بازی کرنے والوں کو پائیں گے جس سے طبیعت نفرت کرتی ہے۔ کیونکہ ہم انہیں اپنے معاملات میں ایسا پاتے ہیں جیسا کہ دو آدمی ہیں جن کے پاس ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لئے دو تلواریں ہیں جب بھی کوئی ایک دوسرے پر قادر ہوگا تو دوسرے کو قتل کردے گا، اسی طرح تاجر اور خرید وفروخت کرنے والوں میں سے ہر ایک کی نیت ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے ساتھی پر کامیاب ہوجائے تو جائز وناجائز ہر طریقے سے اس کا تمام مال لے لے اور اسے ہلاک کردے اور فقیر بنادے، لہذا جب ان میں سے کسی کو یہ بات حاصل ہوجاتی ہے تو بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور اپنے خبیث نفس کو تسلی دیتا ہے کہ وہ غالب آگیا اور دھوکا دینے میں کامیاب ہوگیا ہے یہاں تک کہ اس کا تمام مال بھی لے لیا ہے اور اس کتے کی طرح کامیاب ہوگیا ہے جو مردار پر جھپٹتا ہے اور اس کو کھاجاتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوئی چیز نہیں چھوڑتا۔

لہذا مسلمانوں پر مہربانی کرتے ہوئے ان کے احکام بیان کردیں یہاں تک کہ لوگ جان لیں تاکہ مخالفت کرنے والے پر عذاب ثابت ہوجائے اور وہ حجت سے ہلاک ہوجائے اور جس کو آگاہ ہونے کے بعد عمل کی توفیق ملے وہ حجت سے زندہ ہو جائے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے لیکن لوگ ان تمام کے اَحکام کی وضاحت کے محتاج ہیں اور ان میں سے بعض اس کی حرمت کو نہ جانتے ہوئے ایسا کرتے ہیں، **اللہ** عزوجل آپ کو اپنے احسان اور کرم سے جنت عطا فرمائے (آمین)۔

جواب: برتن کو اس میں موجود چیز کے ساتھ بیچنے کے مسئلے میں شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ جب اکیلے برتن کا وزن معلوم نہ ہو تو اس میں ڈالی ہوئی چیز کے ساتھ اسے بیچا گیا تو وہ بیع باطل ہے کیونکہ اس صورت میں دھوکا ہے اور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے، اسی طرح اگر جو چیز برتن میں ڈالی جارہی ہے اس کا وزن معلوم نہ ہو یا برتن کی قیمت طے نہ ہو یعنی عقد میں ایسی چیز کے مقابلے میں مال خرچ کرنا شرط ہو جو مال نہیں ہے (تو یہ بیع بھی باطل ہوگی)۔

جب یہ ثابت ہوگیا تو اس سے معلوم ہوا کہ علمائے شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ اس بیع کے باطل ہونے پر متفق ہیں۔ کیونکہ **مسئلہ کی صورت**

جس طرح کہ سائل نے ذکر کی، یہ ہے کہ فاسق تاجر بہت سے پیوند لگے ہوئے تھیلے میں مرچ ڈالتے ہیں جس سے اس کا وزن بڑھ جاتا ہے، پھر اس مرچ وغیرہ کو برتن سمیت بیچتے ہیں مثال کے طور پر ہر من 10 درہم کا، پھر مرچ کا برتن سمیت وزن کرتے ہیں جب یہ تمام 100 من ہو جاتا ہے تو 1000 درہم کا بیچ دیتے ہیں اور اس میں **باطل ہونے کی وجہ** یہ ہے کہ انہوں نے برتن کو بھی بیچنے والی چیز میں شمار کیا حالانکہ اس کا وزن مجہول ہے بلکہ اس میں ملاوٹ اور ان کی طرف سے دھوکا ہے کیونکہ وہ اس برتن کے اندر مرچ کے لئے خانے بناتے ہیں جو اس کے وزن میں اضافہ کرتے ہیں اور ظاہراً اس کو ایسا رکھتے ہیں کہ خریدنے والے کو کم وزنی ہونے کا وہم ہوتا ہے اس حیثیت سے کہ اگر آپ اسے ظاہری طور پر دیکھیں گے تو یہ 4 من سے زیادہ نہیں ہوگا اور جب معلوم ہونے کے بعد اسے اندر سے دیکھیں گے تو 20 من ہوگا، پس اس عظیم دھوکے کی وجہ سے ان تمام میں بیع باطل ہے یہ دھوکا **اللّٰہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کام میں خیانت پر مشتمل ہے جس کا انہوں نے حکم دیا اور جس سے منع فرمایا۔

اور ایسا کام وہ شخص کیسے کرسکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ اسے **اللّٰہ** عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور فانی زندگی میں جو جمع کیا اسے وارثوں کے لئے چھوڑ کر جانا ہے اور اس کا بھی علم نہیں کہ وہ اس سے نفع بھی اٹھائیں گے یا نہیں بلکہ اکثر تاجروں کی اولاد اسے نافرمانیوں اور بری عادتوں میں ضائع کر دیتی ہے جو کسی پر مخفی نہیں تو کیسے کوئی اس باطل جھوٹے حیلے سے اپنے بھائی کو دھوکا دے کر اس سے اس کے مال کا 80 گنا وصول کر لیتا ہے۔

یہ سوال میں مذکور اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اس زمانے میں خرید وفروخت کرنے والے ایک دوسرے کے ساتھ دو مدِ مقابل لڑنے والوں کی طرح ہیں جن کے ہاتھ میں تلواریں ہوں کہ ان دونوں میں سے جو بھی اپنے ساتھی پر قادر ہوتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے حالانکہ یہ مسلمانوں کی شان نہیں اور نہ ہی مؤمنین کا قانون ہے کیونکہ،

{26}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن مؤمن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض بعض کو پختہ کرتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجدوغیرہ، الحدیث: ۴۸۱، ص ۴۰)

{27}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن مؤمن کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا، نہ اسے گالی دیتا ہے اور نہ ہی اس سے بغاوت کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث: ۶۵۷۸، ص ۱۱۲۹، بتغیر قلیل)

ہم تجارت یا خرید وفروخت کو حرام قرار نہیں دیتے تحقیق ہمارے پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان باہم خرید وفروخت کرتے اور کپڑے وغیرہ کی تجارت بھی کرتے تھے، اوراسی طرح ان کے بعد علماء اور صلحاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی تجارت کرتے رہے لیکن شرعی قانون اوراس حال کے مطابق جس کی طرف **اللہ** عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے اشارہ کیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ۝ (پ۵، النساء:۲۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔

پس **اللہ** عزوجل نے واضح فرمادیا کہ تجارت اسی صورت میں جائز ہوسکتی ہے جبکہ فریقین کی رضامندی سے ہو اور رضامندی تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ وہاں نہ تو ملاوٹ ہو اور نہ ہی دھوکا۔

اور یہاں پر ملاوٹ اور دھوکا اس حیثیت سے ہے کہ اس شخص کا اکثر مال لے لیا گیا اور وہ اپنے ساتھ ہونے والے اس باطل حیلے سے بے خبر ہے جو ملاوٹ اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ دھوکا دہی پر دلالت کرتا ہے، پس یہ شدید حرام اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے، اور ایسا کرنے والا سابقہ وآئندہ احادیثِ مبارکہ کی وعیدوں کے تحت داخل ہے۔

پس جو **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی رضا، اپنے دین اور دنیا کی سلامتی، مُرُوَّت، عزت اور اپنی آخرت چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے دین کے لئے کوشش کرے اور اس دھوکے اور ملاوٹ پر مبنی کاروبار میں سے کوئی چیز اختیار نہ کرے اور تحریری طور پر اور سچائی کے ساتھ برتن کا وزن خریدنے والے کو بیان کردے پھر جب اس نے اس کا وزن بیان کردیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ برتن اور اُس میں موجود شےء کو ایک قیمت میں بیچ دے، یہاں تک کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر خریدنے والے کو کستوری کے برتن اور اس کے وزن کے بارے میں بتادیا یعنی کہا کہ یہ برتن دس **10** من وزنی ہے اور یہ کستوری بیس **20** من ہے اور میں تمہیں یہ تیس **30** من ایک ہزار درہم کا بیچوں گا اور خریدنے والے نے دیکھنے اور اطمنانِ قلب کے بعد خرید لیا تو یہ بیع جائز ہے اور یہ ملاوٹ، دھوکا اور خیانت کی تمام وجوہ سے خالی ہونے کی وجہ سے مقبول ہوگی کیونکہ برتن اور کستوری کا وزن بیان کرنے کے بعد ایک من کو ایک ہزار یا سو درہم کا بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

بے شک دنیا وآخرت میں ہلاک کرنے والا بڑا عذاب اس کے لئے ہوگا جو برتن میں دھوکا دیتا ہے، پس ظاہراً اسے ہلکا ظاہر کرتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ بھاری ہوتا ہے، پھر تمام کو ایک ہی قیمت میں بیچتا ہے اور خریدنے والا اس سے بے خبر ہوتا ہے جبکہ بیچنے والا اس سے مکاری کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا وزن کم ہے اور اس وقت زیادہ معلوم ہو رہا ہے۔ یہ پہلے سوال کا جواب ہے یعنی ایک ہی قیمت میں برتن اور اس میں موجود شے ءکو بیچنا۔

اس کے علاوہ ملاوٹ اور دھوکے بازی کی دوسری بہت سی صورتیں، جو سائل نے بیان کی ہیں ان عجیب اُمور میں سے ہیں جن کی مثال کفار سے بھی پیش نہیں کی جاسکتی چہ جائیکہ کوئی مسلمان اس طرح کرے بلکہ کفار جو تجارت کرتے ہیں اس پر **اللہ** عزوجل نے لعنت فرمائی ہے حالانکہ اتنی زیادہ ملاوٹ وہ بھی نہیں کرتے۔ اس سے میری مراد ملاوٹ کی وہ صورتیں جو تاجر، عطر بیچنے والے، کپڑا بیچنے والے، سونے کا کام کرنے والے، سکے بنانے والے، بنائی کا کام کرنے والے اور تمام کارخانوں اور صنعت وحرفت والے کرتے ہیں، یہ تمام کی تمام شدید حرام ہیں اور ایسا کرنے والا فاسق، ملاوٹ اور خیانت کرنے والا ہے جو باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاتا ہے اور **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بھی اور اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے کیونکہ اس کا عذاب اسی کو ہوگا اور اس کی کثرت زمانے کے فساد، قیامت کے قرب، مالوں اور معاملات کے فساد، کارخانوں اور کھیتیوں سے بلکہ کاشتکاری کی زمینوں سے بھی برکات کے اُٹھ جانے کی موجب ہے اور اس فرمانِ عبرت نشان میں غور وفکر کرو کہ،

{28}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ حقیقت بنیاد ہے: ''بارش کا نہ ہونا قحط نہیں بلکہ قحط تو یہ ہے کہ بارش تو ہو لیکن اس میں تمہارے لئے برکت نہ ہو۔''

(مسند ابی داؤد الطیالسی، الجزء العاشر، ابو صالح عن ابی ھریرۃ، الحدیث:۲۴۲۸، ص۳۱۸ بتغیرٍ قلیل)

تجارت اور معاملات میں تاجر اور صنعت وحرفت والے جن برائیوں کا شکار ہیں ان کی وجہ سے **اللہ** عزوجل نے ان پر تاریکی مُسلَّط کر دی پس ان کے مال لے لئے گئے، گھر تباہ کر دیئے گئے بلکہ ان پر کفار کو مُسلَّط کر دیا گیا پس انہوں نے انہیں قید کر کے غلام بنا لیا اور انہیں عذاب کا مزا چکھایا، اس آخری زمانے میں اکثر جگہوں پر مسلمانوں کو کفار نے قید کر کے اور مال واسباب چھین کر ان پر غلبہ پا لیا ہے کیونکہ تاجروں نے طرح طرح کی ملاوٹوں کو رائج کیا اور ظلم، دھوکا اور ناجائز طریقوں میں سے جس طریقے سے بھی لوگوں کا مال لینے پر قادر ہوئے لینے لگے، **اللہ** عزوجل، جو ان کے اعمال سے آگاہ ہے، کی بھی پرواہ نہ کی اور نہ ہی

اس کے بڑے عذاب اوراس کی ناراضگی سے ڈرے حالانکہ **اللہ** عزوجل انہیں دیکھ رہا ہے:

{1}

یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝ (پ۲۴،المؤمن:۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

{2}

فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ (پ۱۶،طٰہٰ:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو بھید کو جانتا ہے اوراسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔

{3}

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط (پ۲۹،الملک:۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔

اگر ملاوٹ کرنے والا، باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے والا خائن اس سزا میں غور وفکر کرلے جو قرآن وحدیث میں اس گناہ کی آئی ہے تو غالباً اس سے یا اس میں سے بعض سے ضرور رُک جائے۔

{29}......اس کی سزا کے طور پر یہی فرمان کافی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک بندہ اپنے پیٹ میں حرام کا ایک لقمہ ڈالتا ہے تو **اللہ** عزوجل اس کا **40** دن کا عمل قبول نہیں کرتا اور جس بندے کا گوشت حرام سے پلے بڑھے آگ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔''

(مجمع البحرین، کتاب الزھد، باب فی من اطاب مطعمه، الحدیث: ۵۰۱۸، ج۴، ص۲۶۸)

{30}......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''بے شک جو امانتدار نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔'' (البحرالزخاربمسند البزار، مسند علی بن ابی طالب ، الحدیث: ۸۱۹، ج۳، ص ۱۶)

{31}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بے شک **اللہ** عزوجل اس بات سے بلند وبرتر ہے کہ وہ بندے کا کوئی عمل یا نماز قبول کرے جبکہ اس پر حرام کا لباس ہو۔'' (المرجع السابق)

{32}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس نے **10** درہم کا ایک کپڑا خریدا جن میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک وہ کپڑا اس پر رہے گا **اللہ** عزوجل اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب،الحدیث:۵۷۳۶، ج۲، ص۴۱۶تا۴۱۷)

{33}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''**اللہ** عزوجل جس سے محبت کرتا ہے اسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اسے بھی دیتا ہے لیکن دین صرف اسے دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور جسے **اللہ** عزوجل نے دین عطا کیا پس اس سے محبت کی اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے بَوَائِق سے محفوظ نہ ہوجائے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ بَوَائِق کیا ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اس کا دھوکا اور ظلم۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۷۲، ج۲، ص۳۳تا۳۴)

{34}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''قیامت کے دن کوئی بندہ اس وقت تک قدم نہیں ہٹا سکے گا جب تک کہ اس سے **4** سوال نہ کر لئے جائیں: (۱) عمر کے بارے میں: کس کام میں فنا کی (۲) جوانی کے بارے میں: کس کام میں صرف کی (۳) مال کے بارے میں: کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) علم کے بارے میں: اس پر کتنا عمل کیا۔'' (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ (والرقائق والورع، باب فی القیامۃ، الحدیث: ۲۴۱۶، ص۱۸۹۴)

{35}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے دنیا میں حرام مال کمایا اور غیرِ حق میں خرچ کیا اسے ذلت کے گھر میں پھینکا جائے گا، پھر کتنے ہی **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں جن کے لئے قیامت کے دن عذاب ہوگا **اللہ** عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ (پ۱۵، الاسراء: ۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۷، ج۴، ص۳۹۶)

{36}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے:''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ پہاڑوں کی مثل نیکیاں ہوں گی یہاں تک کہ جب ان کو لایا جائے گا تو **اللہ** عزوجل ان نیکیوں کو اُڑتی ہوئی خاک کی طرح کر دے گا پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ عرض کی گئی:''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیسے ہوگا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''وہ نماز پڑھتے، زکوٰۃ دیتے، روزے رکھتے اور حج کرتے ہوں گے لیکن جب انہیں کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو لے لیتے تھے پس **اللہ** عزوجل ان کے اعمال کو مٹا دے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، سالم مولی ابی حذیفۃ، الحدیث: ۵۷۵، ج۱، ص۲۳۳، بتغیرٍ قلیلٍ)

پس اے مکار، دھوکے باز، ملاوٹ کرنے والے اور ان باطل بیوعات اور فاسد تجارات کے ذریعے لوگوں کا مال کھانے والے جان لے! تیری کوئی نماز نہیں، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ اور نہ ہی حج جیسا کہ اس صادق ومصدوق نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ

عالیشان ہے جو اپنی مرضی سے نہیں بولتے اور دھوکے باز خاص طور پر اس فرمانِ عبرت نشان میں غور وفکر کرے۔ چنانچہ،

{37}......آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم (من غشنا فلیس منا)الحدیث: ۲۸۳،ص ۶۹۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دھوکے کا معاملہ عظیم اور اس کا انجام بہت خطرناک ہے کیونکہ اکثر اوقات یہ چیز اسے اسلام سے نکلنے کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسی چیز کے بارے میں **لَیْسَ مِنَّا** فرماتے ہیں جو بہت زیادہ قبیح ہو اور اپنے کرنے والے کو خطرناک معاملے کی طرف لے جائے اور اس سے کفر کا خوف ہو کیونکہ جو اپنے دین کو زوال کی طرف لے جاتا ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا یہ فرمان سنتا ہے: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' پھر بھی دنیا کی محبت کو دین پر ترجیح دیتے ہوئے اور گمراہوں کے راستے پر رضامند رہتے ہوئے ملاوٹ سے باز نہیں آتا۔

ملاوٹ کرنے والے تاجروں اور عطر بیچنے والوں کو بھی غور کرنا چاہئے جو کہ اپنی چیزوں میں ایسی ملاوٹ کرتے ہیں جو خریدنے والے پر پوشیدہ ہوتی ہے یہاں تک کہ غیر شعوری طور پر وہ اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اسے اس ملاوٹ کا علم ہو تو اس قیمت سے وہ چیز کبھی نہ خریدے جیسا کہ،

{38}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے صحیح حدیثِ پاک مروی ہے: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے سامنے اناج کا ڈھیر رکھا ہوا تھا، **اللہ** عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف وحی کی کہ اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کریں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیا تو اس ڈھیر کے اندر کی تری سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مبارک ہاتھ بھیگ گیا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دستِ رحمت باہر نکال کر فرمایا: ''اے صاحبِ طعام! (یعنی اناج والے) یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: ''اے **اللہ** عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس پر بارش ہو گئی تھی، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المرجع السابق،الحدیث: ۲۸۳،ص ۶۹۵)

{39}......ایک اور روایت میں ہے: ''حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اناج (کے ڈھیر) کے پاس سے گزرے جس کو اس کے مالک نے خوبصورت ظاہر کر رکھا تھا، لیکن جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالا تو نیچے والے کو ردی پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''اِس کو الگ اور اُس کو الگ بیچو! جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

(جامع الترمذی،ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع ، الحدیث: ۱۳۱۵،ص ۱۷۸۴)

(سنن ابی داؤد، کتاب الاجارہ، باب فی النھی عن الغش ، الحدیث: ۳۴۵۲،ص ۱۴۸۱)

{40}......ایک اور روایت میں ہے: ''جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا دستِ مبارک اس غلے میں ڈالا اور بھیگا ہوا باہر نکلا، اس سے استفسار فرمایا: ''تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟'' اس نے جواب دیا: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ ایک ہی قسم کا غلّہ ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ تر اور خشک غلے کو علیحدہ علیحدہ رکھتے تا کہ لوگ اس کو جان کر خریداری کرتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۳۷۷۳، ج۳، ص ۲۹)

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۵۱۱۳، ج۲، ص ۴۰۹)

{41}......مروی ہے: ''جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ان میں سے نہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲۱، ج۱۸، ص ۳۵۹)

پیچھے روایت گزر چکی ہے کہ جس نے دودھ میں پانی ملایا پھر اسے بیچا اسے قیامت کے دن کہا جائے گا: دودھ سے پانی نکالو حالانکہ وہ اس پر قادر نہ ہوگا، لہٰذا اس کے ساتھ ایسے ہی ہوگا جیسا کہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن کہا جائے گا: تم نے جو تصویریں بنائی ہیں انہیں زندہ کرو یعنی ان صورتوں میں روح پھونکو جنہیں تم دنیا میں بناتے تھے انہیں حقیر اور ذلیل کرنے کے لئے اور ان کے عجز اور **اللہ** عزوجل پر ان کی جرأت کو بیان کرنے کے لئے یہ کہا جائے گا، اسی طرح دودھ میں پانی ملانے والے کو بھی بروزِ قیامت تمام لوگوں کے سامنے حقارت اور شرمندگی دلانے کے لئے دنیا میں کی ہوئی ملاوٹ کی سزا دیتے ہوئے دودھ سے پانی نکالنے کو کہا جائے گا۔ اسی طرح تمام ملاوٹ کرنے والوں کو **اللہ** عزوجل مسلمانوں سے دھوکا کرنے کی وجہ سے تمام لوگوں کے سامنے شرمسار کرے گا نیز ملاوٹ کرنے والے اس فرمان میں بھی غور کرلیں کہ،

{42}......رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کے لئے عیب بیان کئے بغیر کوئی چیز بیچنا جائز نہیں اور جو عیب جانتا ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا جائز نہیں۔''

(المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث واثلۃ بن الاسقع، الحدیث: ۱۶۰۱۳، ج۵، ص ۴۲۱)

{43}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے عیب والی چیز بیچی اور عیب بیان نہ کیا وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب من باع عیباً فلیبینہ، الحدیث: ۲۲۴۷، ص ۲۶۱۱)

{44}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ ہیں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور اجسام دور دراز ہوں اور فاجر لوگ ایک دوسرے سے

دھوکا اور خیانت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور اجسام قریب ہوں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، الترھیب من الغش ......الخ، الحدیث: ۲۷۵۰، ج۲، ص۲۶۸)

دھوکے بازی اور ملاوٹ کے بارے میں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جن میں سے چندایک پہلے گزر چکی ہیں، لہٰذا جس نے بھی ان پر غور وفکر کیا اور **اللہ** عزوجل نے اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دی تو وہ ملاوٹ سے بچ جائے گا اور اس کی عظیم برائی اور خطرے کو جان لے گا اور یہ کہ ملاوٹ کرنے والے ملاوٹ کے ذریعے جو کچھ لیتے ہیں **اللہ** عزوجل اسے مٹا دے گا جیسا کہ بندر اور لومڑی کے قصے میں گزر چکا ہے کہ **اللہ** عزوجل نے ان کو ملاوٹ کرنے والوں پر مُسلَّط کر دیا اور انہوں نے سمندر میں پھینک کر ملاوٹ کے ذریعے حاصل کیا ہوا مال ضائع کر دیا۔

جو ان احادیثِ مبارکہ میں غور وفکر کرے گا وہ جان لے گا کہ گذشتہ سوال میں مذکور اکثر صورتیں دھوکے بازی اور ملاوٹ میں سے ہیں جس کا حرام ہونا اس حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جب غلے میں اپنا دستِ مبارک داخل کیا اور اس ڈھیر کے اندر کی تری دیکھی تو ایسا کرنے والے پر ناراض ہوئے اور اسے ارشاد فرمایا: ''تم نے تر حصہ علیحدہ اور خشک علیحدہ کیوں نہ کیا اور علیحدہ کیوں نہ بیچا یا تر حصے کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہ رکھا یہاں تک کہ لوگ اسے جان لیتے اور دیکھ کر خریدتے۔''

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وہ آدمی جسے اپنی چیز کے بارے میں عیب معلوم ہو اس پر خریدار کو بیان کرنا لازم ہے اور اسی طرح اگر بیچنے والے کے علاوہ کسی کو عیب معلوم ہو جیسے اس کا پڑوسی یا دوست اور وہ کسی آدمی کو خریدتے دیکھے جو اس عیب کو نہ جانتا ہو تو اس پر بھی لازم ہے کہ اسے بیان کر دے۔

جیسا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کسی کے لئے عیب بیان کئے بغیر کوئی چیز بیچنا جائز نہیں اور جو عیب جانتا ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا جائز نہیں۔''

(المسند لامام احمد بن حنبل، حدیث واثلۃ بن الاسقع، الحدیث: ۱۶۰۱۳، ج۵، ص۲۱)

اکثر لوگ خریدار کی رہنمائی نہیں کرتے یا پھر وہ خود بھی کسی عیب کو نہیں جانتے۔

ایک گزرنے والا شخص کسی کو عیب والی چیز خریدتے دیکھتا جو عیب کو نہیں جانتا اور وہ جاننے والا خیر خواہی کرنے سے خاموش رہتا ہے یہاں تک کہ بیچنے والا اس کو دھوکا دے کر باطل طریقے سے اس کا مال لے لیتا ہے، حالانکہ خاموش رہنے والا

شخص یہ شعور نہیں رکھتا کہ وہ بھی حرام، کبیرہ گناہ، فسق اور اس پر مترتب ہونے والی شدید وعید میں اس بیچنے والے کا برابر کا شریک ہے، اور وہ وعید یہ ہے: ''ملاوٹ کرنے والا جو خریدنے والے کو شئے کا عیب نہیں بتاتا ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ہمیشہ ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

{45}......اور یہ حدیثِ پاک بھی اس کی تائید کرتی ہے: ''جس نے اسلام میں برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اس کا گناہ ہے اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث جریر بن عبد اللہ، الحدیث: ۱۹۲۲۱، ج۷، ص۶۴، بدون ''الی یوم القیامۃ'')

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملاوٹ کرنے والے نے برا طریقہ ایجاد کیا اور وہ مبیع (یعنی بیچی جانے والی چیز) کے عیب کو چھپانا ہے، پس اس مبیع میں جو بھی ایسا عمل کرے گا اس کا گناہ ایجاد کرنے والوں کو ہوگا اور عنقریب **مَکْر** اور **خَدِیْعَہ** کے باب میں ملاوٹ کرنے والوں کے بارے میں وعید آئے گی کیونکہ ملاوٹ، مکر اور دھوکا کی جگہ پر ہی ہے **اللہ** عزوجل کا فرمان عالیشان ہے:

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ (پ۲۲، فاطر:۴۳) ترجمۂ کنز الایمان: اور برا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

{46}......نبیِ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں اور مکر اور دھوکا دینے والا جہنم میں ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴، ج۱۰، ص۱۳۸)

{47}......ایک اور روایت میں ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر و فریب اور خیانت کرنے والا جہنم میں ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاھوال، باب تحشر ھذہ الامۃ علی ثلاثۃ اصناف، الحدیث: ۸۸۳۱، ج۵، ص۳۳)

{48}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دھوکا دینے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (یعنی ابتداءً) (المسند لامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۳۲، ج۱، ص۲۷)

{49}......محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جہنمیوں میں وہ آدمی بھی شامل ہے جو صبح شام تیرے اہل یا مال میں تجھ سے دھوکا کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب الصفات التی یعرف بھافی الدنیا......الخ، الحدیث: ۷۲۰۷، ص۱۱۷۴)

یہ بحث اس جواب کے متعلق تھی اور بے شک ہم نے اس پر تفصیلی کلام کیا اس اُمید پر کہ جس کے دل میں ایمان ہو وہ

اسے توجہ سے سنے، **اللّٰہ** عزوجل کے عذاب اوراس کی بزرگی سے ڈرے، جس کا دین اوروقار ہواور جو اپنی موت کے بعد اپنی اولاد کے بارے میں بھی ڈرتا ہو پس وہ **اللّٰہ** عزوجل سے ڈرے گا اوراس سوال میں مذکور ملاوٹ کی تمام صورتوں کو چھوڑ دے گا اور جان لے گا کہ یہ دنیا فانی ہے اور بے شک حساب حقیر اور معمولی چیزوں پر بھی واقع ہوگا اور عملِ صالح ہی اولاد کو نفع دے گا، تحقیق **اللّٰہ** عزوجل کا فرمان موجود ہے:

وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًاۚ (پ۱۶، الکھف:۸۲) ترجمۂ کنزالایمان: اوران کا باپ نیک آدمی تھا۔

حالانکہ وہ شخص ماں کی طرف سے ساتواں دادا تھا، پس **اللّٰہ** عزوجل نے اس کے صدقے اس کے یتیم بچوں کو نفع دیا اور برا عمل بھی اولاد کے حق میں مؤثر ہوتا ہے، **اللّٰہ** عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا○ (پ۴، النساء:۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

پس جو اس آیتِ مبارکہ میں غور کرے گا تو اپنے برے اعمال کی وجہ سے اولاد کے بارے میں ڈرے گا اوران سے رُک جائے گا یہاں تک کہ اس کی مزید نظیر نہ مل سکے اور **اللّٰہ** عزوجل ہی سیدھی راہ کی رہنمائی فرمانے والا ہے اوراسی کی طرف سے طاقت وقوت ہے اوراسی کی طرف لوٹنا ہے۔

کبیرہ نمبر201: جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا

{1}......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللّٰہ** عزوجل ان کی طرف نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے تین بار یہ بات کہی تو میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! خائب وخاسر ہونے والے وہ لوگ کون ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''(۱) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال......الخ، الحدیث:۲۹۳، ص۶۹۶)

{2}......جبکہ ایک اور روایت میں اس طرح ہے: ''اپنے تہہ بند کو گھسیٹنے والا اور اپنی بخشش کو جتلانے والا۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب المنان بما اعطی، الحدیث: ۲۵۶۴، ص ۲۲۵۳)

{3}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل قیامت کے دن ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) تکبر کرنے والا فقیر اور (۳) ایسا آدمی جسے **اللہ** عزوجل نے مال دیا اور وہ جھوٹی قسمیں کھا کر خریدتا اور بیچتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۱۱، ج۶، ص۲۴۶)

{4}......مخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۵۷۷، ج۴، ص۱۶۳)

{5}......محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل کل (بروزِ قیامت) ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) وہ شخص جو اپنا سامان ہر جائز اور ناجائز (جھوٹی) قسمیں کھا کر بیچتا ہے اور (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۹۲، ج۱۷، ص۱۸۴)

{6}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تین شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل ان کی طرف قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) جو بیابان میں اپنے فالتو پانی سے مسافروں کو روکتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے اس چیز کا فضل روکا تھا جس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ نہیں کیا تھا، (۲) وہ آدمی جو عصر کے بعد اپنا مال بیچے اور قسم اٹھائے کہ میں نے اتنے اتنے میں لیا ہے اور خریدار اُسے سچا سمجھے حالانکہ اس نے اتنے کا نہ خریدا ہو اور (۳) ایسا شخص جو کسی امام (حکمران) کی دنیا کی خاطر بیعت کرے اگر وہ اسے اس کی خواہش کے مطابق کچھ دے تو اس سے وفا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو وفا نہ کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب اثم من منع ابن السبیل من الماء، الحدیث: ۲۳۵۸، ص۱۸۴)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ......الخ، الحدیث: ۲۹۷، ص۶۹۶)

اور ایک روایت میں وہ تین شخص یہ ہیں: ''(۱) ایسا شخص جو مال کے بارے میں قسم اٹھاتا ہے کہ مجھے اس کی قیمت اس سے زیادہ مل رہی تھی حالانکہ وہ جھوٹا ہے (۲) ایسا شخص جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاتا ہے تاکہ اس سے مسلمان بندے کا مال ختم کرے اور (۳) ایسا شخص جو فالتو پانی روکے **اللہ** عزوجل اس سے فرمائے گا: ''آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے وہ زائد چیز روک

لی تھی جسے تم نے پیدا نہیں کیا تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ،باب من رای ان صاحب الحوض......الخ،الحدیث:۲۳۶۹،ص۱۸۵

{7 }......شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''چار آدمی ایسے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل غضب فرمائے گا:(۱) جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔''

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ ، باب الفقیرالمحتال، الحدیث: ۲۵۷۷،ص۲۲۵۴

{8 }......نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجسَّم ،رسولِ اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''**اللہ** عزوجل تین افراد سے محبت فرماتا ہے اور تین کو ناپسند کرتا ہے۔''(حدیث بیان کرتے ہوئے راوی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کی:''وہ تین کون ہیں جن پر **اللہ** عزوجل غضب فرماتا ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''(۱) تکبر اور فخر کرنے والا،اور قرآنِ حکیم میں تم پاتے ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (پ۲۱،لقمان:۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر کرتا۔

(۲) احسان جتلانے والا بخیل (۳) قسمیں کھانے والا تاجر یا جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا۔''

(المستدرک ، کتاب الجہاد، ذکر رجال یبغضہم اللہ تعالی،الحدیث:۲۴۹۱،ج۲،ص۱۱

{9 }......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''ایک اعرابی بکری لے کر گزرا میں نے اس سے پوچھا اسے تین درہم میں بیچتے ہو؟'' اس نے کہا:''**اللہ** عزوجل کی قسم!نہیں بیچتا۔'' پھر تین درہم کی بیچ دی، میں نے نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''اس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، الحدیث:۴۸۸۹،ج۷،ص۲۰۵)

{10 }......حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہماری طرف آتے جبکہ ہم تجارت کر رہے ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشادفرماتے:''اے تاجروں کے گروہ! جھوٹ سے بچو۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۲،ج۲۲،ص۵۶

{11 }......سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے:''(جھوٹی) قسم،سامان کو فروخت کروانے والی لیکن کمائی کو مٹانے والی ہے۔'' (سنن النسائی ، کتاب البیوع، باب المنفق سلعتہ......الخ، الحدیث: ۴۴۶۶،ص۲۳۷۸)

اور ابوداوٗد شریف میں ہے:''لیکن برکت کو مٹانے والی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی کراھیۃ الیمین فی البیع ،الحدیث: ۳۳۳۵،ص۴۷۳

{12 }......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''خرید وفروخت

میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ قسم مال تو بِکواتی ہے لیکن اس کی برکت مٹا دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب النھی عن الحلف فی البیع، الحدیث: ۴۱۲۶، ص ۵۷

{13}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سچا امانت دار تاجر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار......الخ، الحدیث: ۱۲۰۹، ص ۱۷۷

{14}......سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچا، امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات ، باب الحث علی المکاسب، الحدیث: ۲۱۳۹، ص ۲۶۰۵

{15}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے کے تلے ہوگا۔'' (کنزالعمال، کتاب البیوع، قسم الاقوال، باب الاول فی الکسب،الحدیث: ۹۲۱۴ ج۴، ص ۵)

{16}......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''بے شک سب سے اچھی کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب امین بنائے جائیں تو خیانت نہ کریں جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں کوئی چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں اور جب ان پر قرض ہو تو (ادائیگی میں) ٹال مٹول نہ کریں اور ان کا کسی پر قرض ہو تو اس پر (وصولی میں) تنگی نہ کریں۔''

(شعب الایمان،باب فی حفظ اللسان،الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص ۲۲۱

{17}...... نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: ''خریدنے اور بیچنے والے کو جدا ہونے سے پہلے پہلے اختیار ہے، اگر دونوں نے سچ بولا اور گواہ بنائے تو ان کے سودے میں برکت دی جائے گی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ہوسکتا ہے ان کو نفع تو ہو لیکن ان کے سودے سے برکت اٹھا لی جائے، کیونکہ جھوٹی قسم مال کو بِکوانے والی لیکن کمائی کی برکت مٹانے والی ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین ،الحدیث: ۳۴۵۹، ص ۱۴۸۱ ،بدون "فعسی ان یربحا

{18}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز کے لئے تشریف لائے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید و فروخت کر رہے ہیں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے تاجروں کے گروہ!'' انہوں نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جواب دیا اور اپنی گردنیں اور آنکھیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف اٹھا لیں (یعنی پوری طرح متوجہ ہوگئے) تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تاجر قیامت کے دن فاجر (یعنی بدکار) اٹھائے جائیں گے مگر جو (اللہ عزوجل سے) ڈرے، لوگوں

سے بھلائی کرے اور سچ بولے۔'' (جامع الترمذی ،ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار......الخ، الحدیث: ۱۲۱۰،ص ۱۷۷۲)

{19}......رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تاجر ہی فاجر ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! کیا **اللہ** عزوجل نے خرید وفروخت حلال نہیں فرمائی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن وہ قسمیں کھاتے ہیں، تو جھوٹے ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث عبد الرحمٰن بن شبل، الحدیث: ۱۵۵۳۰،ج۵،ص۸۸)

تنبیہ:

اس کو کبیرہ گناہ میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسے صراحتاً ذکر نہیں کیا، شدید وعید والی کثیر احادیثِ مبارکہ کی بناء پر اسے کبیرہ قرار دینا ظاہر اور واضح ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کبیرہ نمبر202: مکروفریب اور دھوکا دینا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (پ۲۲،فاطر:۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور بُرا داؤں (فریب) اپنے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شفیعِ معظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے ہم سے دھوکا کیا وہ ہم میں سے نہیں اور مکر اور دھوکا جہنم میں ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۲۳۴،ج ۱۰،ص ۱۳۸)

{2}......حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مکر، دھوکا اور خیانت جہنم میں ہے۔''

(المستدرک ، کتاب الاھوال، باب تحشر ھذہ الامۃ علی......الخ، الحدیث: ۸۸۳۱،ج۵،ص۸۳۳)

{3}......حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''دھوکے باز جنت میں داخل نہ ہوگا اور نہ ہی بخیل اور احسان جتلانے والا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث:۳۲،ج ۱،ص۲۷)

{4}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''مؤمن سیدھا سادہ، کرم کرنے والا جبکہ فاسق مکار، کمینہ ہے۔'' (جامع الترمذی،ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی البخل،الحدیث: ۱۹۶۳،ص ۱۸۴۹)

اللہ عزوجل منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ج (پ۵،النساء:۱۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا۔

یعنی جس طرح وہ اپنے گمان میں **اللہ** عزوجل کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں تو اسی کی مثل قیامت کے دن انہیں بھی اس کی سزا دی جائے گی اور وہ اس طرح کہ پہلے انہیں ایک نور دیا جائے گا جس طرح کہ بقیہ تمام مؤمنین کو دیا جائے گا، جب وہ اسے لے کر پل صراط سے گزرنے لگیں گے تو وہ نور بجھا دیا جائے گا اور وہ تاریکی میں ہی بھٹکتے رہیں گے۔

{5}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''پانچ قسم کے لوگ جہنمی ہیں۔'' ان میں اس آدمی کا بھی ذکر کیا جو صبح وشام تیرے اہل یا مال میں تجھ سے دھوکا کرتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنة والنعیم،باب الصفات التی یعرف بھا......الخ، الحدیث: ۷۲۰۷،ص ۱۱۷۴)

تنبیہ:

اس کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے جس کی بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے وضاحت کی ہے اور جو سابقہ ملاوٹ کی احادیثِ مبارکہ اور ان موجودہ احادیثِ مبارکہ سے بھی ظاہر ہے، کیونکہ مکر اور دھوکے کے جہنم میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ مکر کرنے والا اور دھوکا دینے والا جہنم میں جائے گا اور یہ ایک سخت وعید ہے۔

کبیرہ نمبر 203　ناپ، تول یا پیمائش میں کمی کرنا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ○ وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ○ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ○ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ○ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ (پ۳۰، المطففین: ۱ تا ۶)

ترجمۂ کنز الایمان: کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

یعنی لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنے کے اٹھیں گے، پھر انہیں میدانِ حشر میں لایا جائے گا، ان میں سے بعض بجلی سے بھی تیز سوار ہو کر جا رہے ہوں گے، بعض اپنے قدموں پر چل رہے ہوں گے، بعض گھٹنوں کے بل چل رہے ہوں گے اور چہرے کے بل گر رہے ہوں گے، کبھی چلیں گے کبھی ٹھوکریں کھائیں گے اور کبھی سرگرداں اونٹ کی طرح بھٹک رہے ہوں گے اور ان میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو چہرے کے بل چل رہے ہوں گے اور یہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے تاکہ اپنے اعمال کا حساب دیں اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھی جزاء ہوگی اور اگر اعمال برے ہوئے تو جزاء بھی بری ہوگی۔

سیدنا سدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ''جب ہمارے رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف میں تشریف لائے تو وہاں پر ایک شخص تھا جس کا نام ابوجہینہ تھا اس کے دو پیمانے تھے ایک کے ساتھ دیتا اور دوسرے کے ساتھ لیتا تھا، تو **اللہ** عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔''

{1}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جب خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مدینہ شریف تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ تول کے اعتبار سے سب لوگوں سے برے تھے، تو **اللہ** عزوجل نے یہ سورت نازل فرمائی، پس اس کے بعد انہوں نے پیمانے اچھے کر لئے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب التوقی فی الکیل والوزن، الحدیث: ۲۲۲۳، ص ۲۶۱۰)

{2}......نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیمائش اور وزن کرنے والوں سے ارشاد فرمایا: ''بے شک تمہیں ایسا کام سونپا گیا ہے جس

میں تم سے پہلی اُمتیں ہلاک ہوگئیں۔'' (جامع الترمذی، ابواب البیوع،باب ماجاء فی المکیال والمیزان،الحدیث: ۱۲۱۷،ص۱۷۷۳)

{3}......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شَفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اورارشاد فرمایا:''اے گروہ مہاجرین! جب تم پانچ خصلتوں میں مبتلا کر دیئے جاؤ اور میں اللہ عزوجل سے تمہارے اِن میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتا ہوں: (۱) جب کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوئی اور انہوں نے اعلانیہ اس کا اِرتکاب کیا تو ان میں طاعون اور ایسی بیماری پھیل گئی جو ان کے پہلے لوگوں میں نہ تھی۔ (۲) انہوں نے ماپ تول میں کمی کی تو قحط سالی میں مبتلا ہوگئے اور سخت بوجھ اور بادشاہ کے ظلم کا شکار ہوگئے (۳) انہوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دی تو آسمان سے بارش روک دی گئی اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی (۴) انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا عہد توڑا تو اللہ عزوجل نے ان پر دشمن مُسلَّط کر دیئے جنہوں نے ان سے وہ سب لے لیا جو کچھ ان کے قبضہ میں تھا اور (۵) ان کے حکمرانوں نے اللہ عزوجل کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کیا اور اللہ عزوجل کے قانون میں سے کچھ لیا اور کچھ چھوڑ دیا تو اللہ عزوجل نے اُن کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الفتن، باب العقوبات ، الحدیث: ۴۰۱۹،ص۲۷۱۸)

{4}......مَحبوبِ ربُّ العلمین ، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''جس قوم میں بھی لوٹ مار یعنی چوری کی کثرت ہوئی اللہ عزوجل نے ان کے دلوں پر دشمن کا رعب ڈال دیا، جس قوم میں بھی زنا عام ہوا ان میں اموات کی کثرت ہوگئی، جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی اللہ عزوجل نے ان کے رزق کو کم کر دیا، جس قوم نے بھی ناحق فیصلہ کیا ان میں لڑائی جھگڑا عام ہوگیا اور جس قوم نے بھی عہد کو توڑا اللہ عزوجل نے ان پر دشمن کو مُسلَّط کر دیا۔''

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب تغیر الناس،الفصل الثالث، الحدیث: ۵۳۷۰،ج۳،ص۱۷۶)

{5}......حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:''اللہ عزوجل کی راہ میں مرنا امانت کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، (پھر ارشاد فرمایا) بندے کو قیامت کے دن لایا جائے گا اگرچہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں قتل کیا گیا ہو اور اس سے کہا جائے گا:''اپنی امانت ادا کر۔'' وہ عرض کرے گا:''اے رب عزوجل! کیسے ادا کروں حالانکہ دنیا تو ختم ہوگئی۔'' پس (فرشتوں سے) کہا جائے گا:''اسے ھَاوِیَۃ کی طرف لے جاؤ۔'' وہ اسے لے کر ھَاوِیَۃ کی جانب چل دیں گے اور اس کی امانت اسی ہیئت میں لائی جائے گی جس میں اس دن تھی جب اسے دی گئی تھی، تو وہ اسے دیکھتے ہی پہچان لے گا اور اس کے پیچھے جائے گا یہاں تک کہ اسے حاصل کر لے گا اور اپنے کندھے پر اٹھا لے گا حتی کہ جب اسے یقین ہو جائے گا کہ وہ باہر آ گیا ہے تو وہ اس کے

کندھے سے گر جائے گی اور وہ ہمیشہ اس کے پیچھے جاتا ہی رہے گا۔

پھر فرمایا: ''نماز ایک امانت ہے، وضو بھی امانت ہے، وزن اور ماپ بھی امانت ہیں اور دیگر اشیاء شمار کیں اور ان میں سخت ترین ودیعت ہے۔'' حضرت سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''میں حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کی: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ایسا کہا ہے؟'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''انہوں نے سچ کہا ہے، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں سنا:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ (پ۵، النساء: ۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

(شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب ادائھا الی اھلھا، الحدیث: ۵۲۶۶، ج۴، ص ۳۲۳)

تنبیہ:

علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریح کے مطابق اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کیونکہ یہ لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھانے میں شمار ہوتا ہے، اس وجہ سے اس پر شدید وعید ہے، جیسا کہ مذکورہ آیتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ سے آپ نے جان لیا۔

آیتِ کریمہ (وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ) کی وضاحت:

آیتِ کریمہ میں کم تولنے والے کو اس لئے **مُطَفِّف** کہا گیا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ کم تولی ہوئی چیز ہی دیتا ہے جو کہ چوری اور خیانت کی ایک قسم ہے باوجود اس کے کہ اس میں بالکل عدمِ مُرُوَّت کا اظہار ہے اور اسی وجہ سے **وَیْل** کے ساتھ انجام بتایا گیا جو کہ شدید عذاب ہے یا جہنم میں ایک وادی ہے اگر اس میں دنیا کے پہاڑ رکھے جائیں تو اس کی گرمی کی شدت سے پگھل جائیں، ہم اس سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں اور اسی طرح **اللہ** عزوجل نے ماپ تول میں کمی کی وجہ سے حضرت سیدنا شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو شدید سزا دی۔

سوال: غصب کے باب میں آئے گا کہ چار دینار سے کم غصب کرنا کبیرہ گناہ نہیں تو اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی اسی طرح ہو؟

جواب: اس میں اشکال ہے پس اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے خلاف پر اجماع ہے اور علامہ اذرعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

فرماتے ہیں کہ ''یہ حد بندی قابل اعتبار نہیں۔''

ان میں اس طور پر فرق کیا جائے گا کہ غصب ان چیزوں میں سے نہیں جن کا قلیل کثیر کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ یہ جبر اور غلبہ کے طور پر لیا جاتا ہے، لہٰذا اُس کا قلیل کثیر کی طرف نہیں لے جاتا البتہ! کم ماپ تول کا معاملہ اس کے برخلاف ہے، کیونکہ یہ مکر، خیانت اور حیلہ کے طور پر لیا جاتا ہے، لہٰذا اس کا قلیل کثیر کی طرف لے جاتا ہے پس اس سے نفرت دلانا متعین ہو گیا۔

اس کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کی قلیل اور کثیر مقدار کبیرہ گناہ ہے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو شراب کا ایک قطرہ پینے کا ہے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اس میں شراب کا فساد نہ بھی پایا جائے، اس لئے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس کی قلیل مقدار کثیر کی طرف لے جاتی ہے، لہٰذا اس فرق کی بناء پر چوری کو غصب کے ساتھ ملانا مشکل نہیں ہے کیونکہ چور کو اکثر خوف ہوتا ہے اور اس کے لئے غیر کا مال لینا ممکن نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہا جائے کہ اس کی قلیل مقدار (یعنی چھوٹی چوری) کثیر مقدار (یعنی بڑی چوری) کی طرف لے جاتی ہے البتہ! ''**مُطَفِّف**'' (یعنی ماپ تول میں کمی کرنے والے) کا معاملہ اور ہے، کیونکہ اس کے لئے غیر کا مال لینا ممکن ہوتا ہے، پس اس میں قلیل مقدار کا کثیر مقدار کی طرف لے جانا زیادہ آسان اور ظاہر ہے۔ اس میں غور وفکر کرو کیونکہ میں نے کسی کو اس پر آگاہ ہوتے یا اشارہ کرتے نہیں پایا۔

نیز یہ بات اس فرق کی تائید بھی کرتی ہے کہ ایک جماعت نے غصب میں مذکورہ شرط لگائی ہے اور کہا ہے کہ ''چوری میں ایسی کوئی شرط نہیں۔'' گویا انہوں نے میرے ذکر کردہ کلام میں غور کیا اور اس کے اور غصب کے درمیان میرے ثابت کردہ ظاہر فرق کی وجہ سے بعض متاخرین علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مؤقف بھی رد ہو گیا: ''معمولی طور پر تول میں کمی کرنا صغیرہ ہے۔'' مگر غصب میں اختلاف اس صورت میں منقول ہے کہ وہ اختلاف ایک دینار اٹھا لینے پر حد لگانے کے بارے میں ہے۔

البتہ اتنی معمولی سی چیز غصب کرنا یا کم تولنا بھی صغیرہ گناہ ہونا چاہئے جس کو اکثر لوگ معاف کر دیتے ہیں غصب کرنا بھی صغیرہ ہونا چاہئے، اور یہ بعید بھی نہیں، لیکن اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''ان میں کوئی فرق نہیں۔'' اسی وجہ سے سیدنا ابن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ''اناج غصب کرنا یا چوری کرنا بالاجماع کبیرہ گناہ ہے۔'' گویا انہوں نے اکثر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مطلق قول سے یہ اخذ کیا ہے جس کی جانب میں نے اشارہ بھی کیا ہے، اس کی مزید وضاحت غصب کے باب میں آئے گی۔

آگ کے دو پہاڑ:

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں ایک مرتبہ اپنے پڑوسی کے پاس گیا اس حال میں کہ اس پر موت کے آثار نمایاں تھے اور وہ کہہ رہا تھا: ''آگ کے دو پہاڑ، آگ کے دو پہاڑ۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے اس سے پوچھا: ''کیا کہہ رہے ہو؟'' تو اس نے بتایا: ''اے ابویحییٰ! میرے پاس دو پیمانے تھے، ایک سے دیتا اور دوسرے سے لیتا تھا۔'' حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اٹھا اور ایک پیمانے کو دوسرے پر (توڑنے کی خاطر) مارنے لگ گیا۔'' تو اس نے کہا: ''اے ابویحییٰ! جب بھی آپ ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں معاملہ زیادہ شدید اور سخت ہو جاتا ہے۔'' پس وہ اسی مرض میں مر گیا۔''

کسی نیک بزرگ کا قول ہے: ''ہر تولنے اور ماپنے والے پر آگ پیش کی جائے گی کیونکہ کوئی نہیں بچ سکتا سوائے اس کے جسے **اللہ** عزوجل بچائے۔''

کم تولنے کے بارے میں حکایت:

ایک شخص کا بیان ہے: ''میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا، جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے کہا: ''اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا؟'' اس نے بتایا: ''اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔'' میں نے اسے کہا: ''**اللہ** عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟'' اس نے کہا: ''نہیں **اللہ** عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت تک اپنے ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔'' پس یہ اس کا حال ہے جو اپنے ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا جو تولتا ہی کم ہے۔

کم تولنے والوں کی مذمت:

{6}......حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک بیچنے والے کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: ''**اللہ** عزوجل سے ڈر! اور ماپ تول پورا پورا کر! کیونکہ کمی کرنے والوں کو میدانِ محشر میں کھڑا کیا جائے گا یہاں تک کہ ان کا پسینہ ان کے کانوں کے نصف تک پہنچ جائے گا۔'' (تفسیر البغوی، سورۃ المطففین، تحت الآیۃ:۳، ج۴، ص۴۲۸)

جیسا کہ ماپنے اور تولنے والے کے بارے میں گزر چکا ہے کہ جب تاجر بیچتے وقت پیمانے کو کھینچ کر رکھے اور خریدتے وقت ڈھیلا چھوڑ دے تو یہی کپڑا بیچنے والے فاسقوں اور تاجروں کی عادت ہے۔

کسی نے کتنی اچھی بات کہی ہے: ''ہلاکت ہو پھر ہلاکت ہو اس کے لئے جو ایک دانہ بیچتا ہے جو اس کی جنت کو کم کر دیتا ہے، جس کی چوڑائی زمین وآسمان جتنی ہے اور ایک دانہ خریدتا ہے جو جہنم کی وادی میں اضافہ کر دیتا ہے جو دنیا کے پہاڑوں اور جو کچھ ان میں ہے اسے پگھلا کر رکھ دے۔''

باب القرض

قرض کا بیان

کبیرہ نمبر 204: حصولِ نفع کے لئے قرض دینا

اسے کبیرہ گناہوں میں ذکر کرنا ظاہر ہے کیونکہ یہ حقیقت میں سود ہے پس سود کے باب میں جتنی وعیدیں ذکر کی گئی ہیں وہ سب اس کو شامل ہیں۔

باب التفلیس

کنگال یا دیوالیہ ہونے کا بیان

کبیرہ نمبر 205: ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا

کبیرہ نمبر 206: ادائیگی کی امید نہ ہونا

یعنی وہ مجبور نہ ہو اور نہ ہی اس سے پورا ہونے کی ظاہری صورت ہو نیز قرض دینے والا اس کے حال سے بے خبر ہو۔

{1}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے تلف کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لیا **اللہ** عزوجل اس پر تلف کر دے گا۔'' (یعنی نہ ادا کرنے کی توفیق ہوگی نہ بروزِ قیامت قرض خواہ راضی ہوگا)

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب من اخذاموال الناس ......الخ، الحدیث: ۲۳۸۷، ص۱۸۷)

{2}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے ادائیگی کی نیت سے قرض لیا قیامت کے دن **اللہ** عزوجل اس کی طرف سے ادا کر دے گا (یعنی قرض خواہ کو راضی کر دے گا) اور جس نے ادا نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا اور مر گیا تو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تو نے یہ گمان کیا کہ میں اپنے بندے کو کسی دوسرے کے حق (کو دبانے) کی وجہ سے نہیں پکڑوں گا۔'' پس اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور دوسرے کی نیکیوں میں ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے۔''

(کنزالعمال، کتاب الدَّین والسلم،قسم الاقوال، فصل الثالث فی نیة المستدین ......الخ، الحدیث: ۱۵۴۳۸، ج۶، ص۲)

{3}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی آدمی اس عزم سے قرض لیتا ہے کہ ادا نہ کرے گا تو وہ **اللہ** عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔'' (سنن ابن ماجه،ابواب الصدقات ، باب من ادان دینالم ینوقضاء ہ ،الحدیث: ۲۴۱۰، ص۲۶۲۱)

{4}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بھی آدمی کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا مہر ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ زانی مرے گا، جو بھی آدمی کسی آدمی سے کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ خائن مرے گا اور خیانت کرنے والا جہنمی ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۳۰۲، ج۸، ص۳۵)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اس حال میں مرا کہ اس پر درہم یا دینار قرض تھے تو (اس قرض کو) اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا کیونکہ اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔''

(سنن ابن ماجة، ابواب الصدقات ، باب التشدیدفی الدین ،الحدیث: ۲۴۱۴، ص۲۶۲۱)

{6}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرض دو قسم کے ہیں: (۱) جو اس حال میں مرا کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت تھی تو میں اس کا ولی ہوں اور (۲) جو اس حال میں مرا کہ اس کی ادائیگی کی نیت نہ تھی تو یہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الدین وترغیب المستدین......الخ،الحدیث: ۲۸۰۳، ج۲، ص۸۱)

{7}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے کم یا زیادہ مہر پر کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس کا ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو اس نے دھوکا کیا، اور ادائیگی کے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن **اللہ** عزوجل سے زانی ہو کر ملے گا، اور جس آدمی نے واپس نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا تو اس نے دھوکا کیا یہاں تک کہ اس کا مال لے کر مر گیا اور اس کا قرض ادا نہ کیا تو وہ **اللہ** عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۸۵۱، ج ۱، ص ۵۰۱)

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل قیامت کے دن قرض لینے والے کو بلائے گا یہاں تک کہ بندہ اس کے سامنے کھڑا ہو گا تو اس سے کہا جائے گا: ''اے ابن آدم! تُو نے یہ قرض کیوں لیا؟ اور لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا مگر نہ اسے کھایا، نہ پیا، نہ پہنا، اور نہ ہی ضائع کیا، البتہ وہ یا تو جل گیا یا چوری ہو گیا یا جتنے میں خریدا تھا اس سے کم میں بیچ دیا۔'' تو **اللہ** عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے نے سچ کہا، میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے قرض ادا کروں۔'' **اللہ** عزوجل کسی چیز کو بلائے گا اور اسے اس کے ترازو میں رکھے گا لہٰذا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو جائیں گی اور وہ **اللہ** عزوجل کے فضل و رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر، الحدیث: ۱۷۰۸، ج ۱، ص ۴۲۰)

{9}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''میں کفر اور قرض سے **اللہ** عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔'' ایک آدمی نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کفر کو قرض کے ہم پلہ جانتے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' (سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من الدین، الحدیث: ۵۴۷۵، ص ۲۴۳۸)

{10}......سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صاحبِ قرض اپنے قرض کے ساتھ بندھا ہوا **اللہ** عزوجل کی بارگاہ میں تنہائی کی فریاد کرے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳، ج ۱، ص ۲۵۹)

{11}......حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے **اللہ** عزوجل نے منع فرمایا ہے **اللہ** عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ مرنے کے بعد اس حالت میں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اس پر ایسا قرض ہو جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، الحدیث: ۳۳۴۲، ص ۱۴۷۴)

{12}......حسنِ اخلاق کے پیکر،نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبرعزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''4 شخص ایسے ہیں جوجہنمیوں کوان کی اذیت پرمزیدتکلیف دیں گے،وہ **حَمِیْم** اور **جَحِیْم** کے درمیان دوڑیں گے،ہلاکت اورتباہی کوپکاریں گے،جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے:''یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے ہماری تکلیف کواورزیادہ کردیا؟''(۱) پہلے شخص پرانگاروں کا تابوت معلق ہوگا(۲) دوسرااپنی انتڑیوں کوگھسیٹ رہاہوگا(۳) تیسرے کے منہ سے پیپ اورخون بہہ رہاہوگااور(۴) چوتھا آدمی اپنا گوشت کھارہاہوگا، پس تابوت والے سے کہا جائے گا:''رحمتِ الٰہی عزوجل سے دور!اس شخص کوکیاہے کہ اس نے ہماری تکلیف کواورزیادہ کردیا''وہ بتائے گاکہ وہ بدنصیب اس حال میں مراتھاکہ اس کی گردن پرلوگوں کابوجھ تھاجسے پوراکرنے کے لئے اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۲۶،ج۷،ص۳۱۱)

{13}......حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:ایک آدمی فوت ہو گیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیااورخوشبولگائی، پھرہم اسے سرکارابدقرار،شافعِ روزِشمارصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے کرحاضرہوئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی:''اس کاجنازہ پڑھایئے۔''پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا:''کیااس پرقرض ہے؟''ہم نے عرض کی:''اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔''توآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس چلے گئے،حضرت سیدناابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی توہم دوبارہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اورحضرت سیدناابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''2 دینارمیرے ذمہ ہیں۔''توشاہِ ابرار،ہم غریبوں کے غمخوارصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''تحقیق قرض خواہ کاحق پوراکردیاگیاہےاوراب میت اس سے بری ہے۔''حضرت سیدناابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''جی ہاں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی نمازِجنازہ پڑھائی،پھراس کے بعدایک دن استفسارفرمایا:''ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔'' میں نے عرض کی:''وہ شخص توکل فوت ہوگیا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''آنے والےکل اسے(یعنی قرض خواہ کو)لوٹادینا۔''حضرت سیدناابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:''میں نے وہ اداکر دیئے ہیں۔''تورسولِ انور،صاحبِ کوثرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:''اب اس کاجسم عذاب سے بری ہوگیاہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابربن عبداللہ ، الحدیث: ۱۴۵۴۳،ج۵،ص۸۳)

اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ نبی مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مقروض کی نمازِجنازہ نہیں ادافرمائی لیکن بعدمیں یہ حکم منسوخ(یعنی ختم) ہوگیا(اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسے لوگوں کی نمازِجنازہ ادافرمائی) جیساکہ مسلم شریف کی روایت ہے:

{14}......رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں جب کوئی ایسی میت لائی جاتی جس پر قرض ہوتا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم دریافت فرماتے: ''کیا اس نے اپنے قرض کو پورا کرنے کے لئے کچھ چھوڑا ہے۔'' اگر کہا جاتا کہ اس نے پورا کرنے کے لئے کچھ چھوڑا ہے تو اس کا جنازہ پڑھاتے ورنہ فرماتے: ''اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھو۔'' لیکن جب **اللہ** عزوجل نے حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں، لہٰذا جو قرض کی حالت میں مرگیا اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ ورثاء کے لئے ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الفرائض ، باب ترک مالاًلو رثته، الحدیث: ۴۱۵۷، ص ۹۵۹)

{15}...... نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: ''مقروض کی نماز جنازہ پڑھایئے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں کیا نفع دیتا ہے کہ میں ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں جس کی روح اپنی قبر میں رہن رکھی ہوئی ہے اور جو آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی، اگر کوئی آدمی اس کے قرض کا ضامن بنے تو میں اس کی نماز پڑھاتا ہوں بے شک میری نماز اس کو نفع دے گی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الدین ......الخ، الحدیث: ۲۸۱۹، ج۲، ص ۳۸۷)

{16}......رسول اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مؤمن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلَّق رہتی ہے (یعنی اپنے اچھے مقام سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کا قرض پورا کر دیا جائے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء ان نفس المؤمن ......الخ، الحدیث: ۱۰۷۹، ص ۱۷۵۵)

{17}......حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک تمہارا رفیق جنت کے دروازے پر اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اگر تم چاہو تو اس کا قرض پورا ادا کرو اور اگر چاہو تو اسے (یعنی مقروض کو) عذاب کے حوالے کردو۔'' (المستدرک ، کتاب البیوع، باب لوقتل رجل......الخ، الحدیث: ۲۲۶۱، ج ۲، ص ۳۲۲)

مقروض کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے:

{18}...... **اللہ** کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل مقروض کے ساتھ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ قرض ادا کردے جب تک وہ ایسے کام میں نہ پڑے جسے **اللہ** عزوجل ناپسند فرماتا ہو۔'' (المستدرک ، کتاب البیوع، باب ان اللہ مع الدان......الخ، الحدیث: ۲۲۵۲، ج۲، ص ۳۱۹)

{19}......حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خزانچی سے فرمایا کرتے: ''جاؤ اور میرے لئے قرض لے آؤ کیونکہ

میں ناپسند کرتا ہوں کہ ایک رات بھی ایسی گزاروں جس میں **اللہ** عزوجل میرے ساتھ نہ ہو کیونکہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا مندرجہ بالا فرمانِ عالیشان سنا ہے۔''

(سنن ابن ماجة،ابواب الصدقات،باب من ادان دینا......الخ، الحدیث: ۲۴۰۹،ص ۲۶۲۱)

{20}......جب اُم المؤمنین حضرت سیدتنا میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توجہ ان کے کثرت سے قرض لینے کی جانب کرائی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:''میری اُمت میں سے جس کسی نے قرض لیا پھر اس کی ادائیگی کی کوشش کی لیکن ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو میں اس کا ضامن ہوں، جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اور **اللہ** عزوجل دیکھ رہا ہے کہ اس کا ادا کرنے کا ارادہ بھی ہے تو **اللہ** عزوجل دنیا ہی میں اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة رضی الله عنها ، الحدیث: ۲۵۲۲۶،ج ۹،ص ۹۶)

(الترغیب والترهیب، کتاب البیوع، باب الترهیب من الدین ......الخ،الحدیث: ۲۷۹۹،ج ۲،ص ۸۰)

{21}......جب اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توجہ ان کے کثرت سے قرض لینے کی جانب کرائی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کشادگی آنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس بندے کی بھی قرض ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے اسے **اللہ** عزوجل کی طرف سے مدد حاصل ہوتی ہے۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا:''لہٰذا میں اسی مدد اور نصرت کی طلب میں رہتی ہوں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیده عائشة رضی الله عنها ، الحدیث: ۲۴۴۹۳،ج ۹،ص ۴۶)

{22}......حضرت سیدنا امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:''اسے **اللہ** عزوجل کی طرف سے مدد اور رزق کا وسیلہ عطا ہوتا ہے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث:۷۶۰۸،ج ۵،ص ۳۶۰)

{23}......سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے **اللہ** عزوجل کی حدود میں سے کسی حد میں کمی کرنے کی سفارش کی تو اس نے **اللہ** عزوجل کے حکم کی مخالفت کی، جو قرض کی حالت میں مرگیا پھر نہ دینار چھوڑے اور نہ ہی درہم، البتہ! آخرت میں اس کے درہم و دینار اس کی نیکیاں اور برائیاں ہیں، جس نے جاننے کے باوجود باطل کام میں جھگڑا کیا وہ ہمیشہ **اللہ** عزوجل کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اسے ختم کرے اور جس نے کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اسے جہنمیوں کی بدبو اور پیپ میں بند کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اپنے قول سے براءت کا اظہار کرے۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب من حالت شفاعته دون حد......الخ، الحدیث: ۲۲۶۹، ج ۲،ص ۲۶)

{24}......شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عزوجل قیامت کے دن جن کا قرض پورا کرے گا وہ یہ ہیں: (۱) جس کی قوت **اللہ** عزوجل کے راستے میں کمزور تھی لہذا اس نے قرض لیا تاکہ اس کے ذریعے اپنے اور **اللہ** عزوجل کے دشمن پر قوت حاصل کرے (۲) جس کے ہاں کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور قرض لئے بغیر اس کا کفن دفن نہ کر سکے اور (۳) وہ شخص جسے غیر شادی شدہ رہنے کا خوف ہوا لہذا اس نے اپنے دین پر خوف کرتے ہوئے نکاح کرلیا۔''

(شعب الایمان، باب فی قبض الید ......الخ،الحدیث: ۵۵۵۹، ج ۴، ص ۴۰۴، بتغیرٍ قلیلٍ)

{25}......محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر کوئی آدمی **اللہ** عزوجل کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو تو وہ جنت میں داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن جحش،الحدیث:۲۲۵۵۶، ج ۸، ص ۴۸)

{26}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''امن کے بعد اپنی جانوں کو خوف میں نہ ڈالو۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کیا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قرض۔''

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب البیوع، باب ماجاء من التشدید فی الدین، الحدیث: ۱۰۹۲۶، ج ۵، ص ۵۸۲)

{27}......تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کم گناہ تجھ پر موت آسان کریں گے اور کم قرض تجھے آزاد رکھے گا۔''

(شعب الایمان، باب فی قبض الید ......الخ،الحدیث: ۵۵۵۷، ج ۴، ص ۴۰۴)

{28}......مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرض زمین میں **اللہ** عزوجل کا جھنڈا ہے جب وہ کسی کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب الدین رایۃ اللہ......الخ، الحدیث: ۲۲۵۷، ج ۲، ص ۲۱)

تنبیہ:

مذکورہ دونوں گناہوں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اگرچہ میں نے کسی کو اس کی تصریح کرتے ہوئے نہیں دیکھا جو ان صحیح احادیثِ مبارکہ میں ظاہر ہے کہ وہ **اللہ** عزوجل سے چور بن کر ملے گا اور دونوں حدیثیں ان دونوں گناہوں کو شامل ہیں۔ پہلی تو واضح ہے اور دوسری میں جیسا کہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اشارہ فرمایا

کہ وہ دھوکا دے کر اپنے ساتھی کا سارا مال لے لیتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے قرض لیا ظاہری طور پر اس کی ادائیگی کی امید نہ ہو اور قرض دینے والا اس سے لاعلم ہو تو لینے والے نے اسے دھوکا دیا جب تک کہ اسے قرض ادا نہ کر دے، کیونکہ اگر وہ دھوکے میں مبتلا نہ ہوتا تو کبھی اسے قرض نہ دیتا۔

﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽ ﷽

کبیرہ نمبر 207:

مطالبہ کے باوجود غنی کا بلاعذر قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکار مدینہ، راحت قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قرض کی ادائیگی میں مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار شخص کا حوالہ دیا جائے تو وہ اسی سے مانگے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم مطل الغنی......الخ، الحدیث ۴۰۰۲، ص ۹۵۰)

{2}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قدرت رکھنے والے کا ٹال مٹول کرنا اس کے مال اور سزا کو جائز کر دیتا ہے۔'' (صحیح ابن حبان، کتاب الدعوی، باب عقوبۃ الماکل، الحدیث: ۵۰۶۶، ج۷، ص۲۷۳)

یعنی لوگوں سے اس کی ٹال مٹول اور برے معاملے کا ذکر کرنا جائز ہے کیونکہ مظلوم کے لئے صرف ظالم کے اس ظلم کا ذکر کرنا جائز ہے جو ظالم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور اسے قید کرنا یا مارنا بھی جائز ہے۔

{3}......صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل ظلم کرنے والے امیر، بوڑھے جاہل اور تکبر کرنے والے فقیر کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۵۸، ج۴، ص ۱۳۰)

{4}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے پریشان ہوئے بغیر اپنا حق وصول نہیں کر سکتا۔'' مزید ارشاد فرمایا: ''جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۹۱، ج۲۴، ص ۲۳۳)

{5}......دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے

قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو ہر دن، رات، جمعہ اور مہینہ میں اس کا ظلم لکھا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر ، الحدیث: ۵۹۲ ، ج ۲۴ ، ص ۳۴ بتغیر قلیل)

{6}......حضرت سیدتنا خولہ زوجہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے: ''ایک آدمی کی سید عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر ایک وسق (60 صاع) کھجوریں قرض تھیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اسے ادا کرے، اس نے کم کھجوریں ادا کیں تو اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا، انصاری نے کہا: ''کیا تو اب سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس جائے گا؟'' اس نے کہا: ''کیوں نہیں، اور کون شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے زیادہ عادل ہو سکتا ہے۔'' یہ سن کر حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر ارشاد فرمایا: ''اس نے سچ کہا، مجھ سے زیادہ کون عدل کرنے کا حق دار ہے، **اللہ** عزوجل اس قوم کو پاک نہیں کرتا جس کا کمزور طاقتور سے اپنا حق پریشان ہوئے بغیر وصول نہیں کر سکتا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! شمار کرو اور اسے پورا ادا کرو، جو قرض دینے والے سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ اس سے راضی تھا تو اس کے لئے زمین کے چوپائے اور سمندر کی مچھلیاں دعا کرتی ہیں، نیز جو بندہ قدرت کے باوجود اپنے قرض دینے والے سے ٹال مٹول کرتا ہے تو **اللہ** عزوجل ہر دن اور رات اس کا گناہ لکھتا ہے۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۵۰۲۹ ، ج ۴ ،ص ۱۰)

{7}......سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''وہ قوم پاک نہیں ہو سکتی جس کے کمزور کو اس کا حق پریشان کئے بغیر نہ دیا جائے۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۸۵۰ ، ج ۴ ، ص ۲۴۰)

{8}......ایک اعرابی کا سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قرض تھا، اس نے شدید تقاضا کیا یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے کہا میں آپ سے جھگڑا کروں گا مگر یہ کہ آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) ادا کر دیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے جھڑکا اور کہا تیرا برا ہو جانتا نہیں کس سے بات کر رہا ہے؟'' تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صاحبِ حق کے ساتھ تمہیں کیا ہے؟'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدتنا خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا بھیجا اور اُن سے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس کھجوریں ہیں تو ہمیں قرض دے دے جب ہمارے پاس آئیں گی تو تمہیں ادا کر دیں گے۔'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں، یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان ہوں۔'' پس انہوں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوریں قرض دیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اعرابی کا قرض بھی ادا کیا اور اسے کھلایا بھی تو

اس نے کہا: ”آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے پورا بدلہ عطا فرمایا، **اللہ** عزوجل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو پورا بدلہ دے۔“ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”یہی نیک لوگ ہیں کیونکہ وہ قوم پاک نہیں ہوسکتی جس میں کمزور اپنا حق پریشان ہوئے بغیر نہیں لے سکتا۔“ (سنن ابن ماجة،ابواب الصدقات ، باب لصاحب الحق سلطان ،الحدیث: ۲۴۲۶، ص ۲۶۲۲)

تنبیہ:

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ظلم ،عزت کا حلال ہونا اور سزا بڑی وعیدوں میں سے ہے بلکہ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ ”اس میں اتفاق ہے کہ جس نے حاکم کے حکم کے بعد قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کیا تو حاکم کو اختیار ہے کہ اسے سخت سزا دے اور لوہے کے ساتھ سزا دے یہاں تک کہ وہ ادا کرے یا مر جائے۔ جیسا کہ نماز چھوڑنے والے کے بارے میں کہا گیا ہے۔

باب الحجر

حجر کا بیان

کبیرہ نمبر208: یتیم کا مال کھانا

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۰ (پ۴،النسآء:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ آیتِ مبارکہ قبیلہ غطفان کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے نابالغ یتیم بھتیجے کے مال کا والی بنا اور اسے کھا گیا۔''

آیتِ کریمہ کے چند الفاظ کی وضاحت:

ظُلۡم سے مراد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یا اس حال میں کہ وہ ظالم ہیں اور حق کے ساتھ کھانا اس وعید سے خارج ہو گیا جیسے کتبِ فقہ میں مقرر کی گئی شروط کے مطابق والی کا کھانا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ (پ۴،النساء:۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے۔

یعنی ضرورت کے مطابق لے یا قرض لے یا اپنے کام کی اُجرت کے مطابق یا اگر مجبور ہو تو اور اس پر آسان ہو تو ادا کرے، ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ولی اگر غنی ہو تو اس کے مال سے کچھ نہ لے اور اگر فقیر ہو اور وصیت کرنے والا ہو اور بچے کو تصرف سے روکے ہوئے مال کی دیکھ بھال سے اس کے کام میں خلل پڑے تو اس کے مال سے لے سکتا ہے اگرچہ قاضی نے فیصلہ نہ کیا ہو اور اس کی اُجرت اس کے کام اور عرف کے مطابق ہو گی جبکہ قاضی کچھ بھی نہیں لے سکتا۔

باپ، دادا اور ماں جو کہ وصی ہوں ان کے لئے بھی بقدرِ ضرورت ہے کیونکہ بچے کے مال میں ان کا نفقہ واجب ہے، اگر باپ یا دادا بچے کے مال کی دیکھ بھال نہ کرسکیں تو قاضی اس کے لئے قیمت مقرر کرے یا اسے مقرر کر کے اس کے لئے بچے کے مال میں سے اُجرت مقرر کردے تاکہ کوئی احسان نہ ہو لیکن اس کے لئے قاضی سے مطالبہ جائز نہیں اگرچہ فقیر ہو۔

ولی کے لئے یتیم کے مال کو اپنے مال سے ملانا جائز نہیں اور مخلوط مال سے مہمان نوازی کرنا بھی جائز نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی مصلحت ہو وہ یہ کہ اس میں اضافہ ہو جائے بجائے اس کے کہ وہ تنہا کھاتا اور ضیافت یتیم کے خاص حصے سے زیادہ نہ ہو۔

پیٹ میں آگ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے پیٹ ایک برتن کی مانند ہیں جو کہ آگ سے بھرے جاتے ہیں، یہ یا تو حقیقتاً اسی طرح ہوگا کہ **اللہ** عزوجل ان کے لئے ایک ایسی آگ تخلیق فرمائے گا جس کو وہ کھائیں گے، یا پھر مجازی طور پر مسبب بول کر سبب مراد لیا ہے، کیونکہ سبب مسبب کی جانب لے جانے والا ہوتا ہے، بہرحال اس سے مراد کسی بھی صورت میں مال کا ضائع کرنا، کیونکہ یتیم کا نقصان خواہ اس کے مال کو کھا کر یا کسی اور ذریعہ سے ضائع کر کے کیا جائے، کوئی فرق نہیں رکھتا۔

یہاں اس آیتِ مبارکہ میں خاص طور پر صرف کھانے کا ہی تذکرہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کیونکہ اس زمانے میں عام طور پر لوگوں کے اموال جانور ہوتے تھے جن کا گوشت کھایا جاتا اور دودھ پیا جاتا تھا اس لئے اس سے مقصود دراصل تصرفات ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید علیہ رحمۃ اللہ الوحید کا قول ہے: ''یتیم کا مال کھانا برے خاتمے کی طرف لے جاتا ہے۔'' **اللہ** عزوجل ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

لہٰذا جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملانے سے رک گئے یہاں تک کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی:

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط (پ۲، البقرۃ:۲۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

اس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید یہ آیتِ مبارکہ اس گذشتہ آیتِ مبارکہ کی ناسخ ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں تو ظلم کے طریقہ سے مال کھانے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے لہٰذا یہ اس کی ناسخ کیسے ہوسکتی ہے، بلکہ یہاں مراد یہ ہے کہ ان کا اختلاف ممنوع، شدید وعید اور عذاب والا تھا اور برے انجام کی علامت تھا اور ظلم کے طور پر جو مال لیا جائے وہ عذاب کا سبب ہے ورنہ یہ عظیم نیکی ہے، لہٰذا پہلی آیتِ کریمہ پہلی شق کے بارے میں جبکہ دوسری آیتِ کریمہ دوسری شق کے بارے میں ہے اور **اللہ** عزوجل نے ان دونوں کو اس آیت میں جمع کر دیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (پ۸،الانعام:۱۵۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔

اللہ عزوجل نے یتیموں کے حق کی تائید فرماتے ہوئے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے متنبہ فرمایا:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝ (پ۴،النساء:۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ڈریں وہ لوگ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں۔

آیتِ کریمہ میں حکم دیا جا رہا ہے کہ جس کی گود میں یتیم بچہ ہو وہ اس سے بات چیت بھی نرم لہجے میں کرے لہٰذا اسے اے بیٹے کہہ کر پکارے جس طرح اپنی اولاد کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کرے اور اس کے مال کا خیال رکھے جس طرح اس پر واجب ہے کہ اس کے بعد اس کے مال اور اس کی اولاد کا خیال رکھے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ (پ۱،الفاتحہ:۴)

ترجمۂ کنز الایمان: روز جزاء کا مالک۔

جیسا کرو گے تمہارے ساتھ ویسا ہی کیا جائے گا اور انسان امین ہے اور غیر کے مال و اولاد میں تصرف کرنے والا ہے اور جب اسے موت آئے گی تو مال، اولاد، اہل وعیال اور تمام تعلقات کے بارے میں جیسا اس نے کیا ہوگا **اللہ** عزوجل اسے ایسا ہی بدلہ دے گا اگر اچھا کیا تو اچھی جزاء اور اگر برا کیا تو بری جزاء ملے گی، پس عقل مند کو اپنی اولاد اور مال کے بارے میں ڈرنا چاہئے بشرطیکہ اسے اپنے دین پر خوف نہ ہو، اپنی پرورش میں پلنے والے یتیم بچوں پر اسی طرح اپنا مال خرچ کرے جس طرح کہ اگر اس کی اولاد یتیم ہوتی تو ان کے والی پر مال خرچ کرنا ضروری ہوتا۔

{1}...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: **اللہ** عزوجل نے حضرت سیدنا داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: "اے داوٗد (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)! یتیم کے لئے رحیم باپ کی طرح ہو جا اور بیوہ کے لئے شفیق خاوند کی طرح ہو جا۔"

جان لو! جیسی فصل کاشت کرو گے ایسی ہی کاٹو گے، کیونکہ ہو سکتا ہے تو مر جائے اور یتیم بچہ اور بیوہ عورت چھوڑ جائے۔ یتیموں کے مالوں کو کھانے اور اس میں ظلم کرنے کے بارے میں کئی احادیثِ مبارکہ ہیں، جن میں لوگوں کو اس ہلاک کرنے والی فحش حرکت سے ڈرانے کے لئے شدید وعید ذکر کی گئی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

یتیم کا مال کھانے پر وعیدیں:

{2}......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، 2 آدمیوں کا کبھی حاکم نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب کراهة الامارة بغیر ضرورة، الحدیث: ۴۷۲۰، ص ۱۰۰۵)

{3}......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، **اللہ** عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاک دامن سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی، ان الذین یاکلون......الخ، الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

{4}......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کبیرہ گناہ 7 ہیں: **اللہ** عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدانِ جہاد سے بھاگ جانا اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۹۰، ج ۱، ص ۲۹۴)

{5}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''4 شخص ایسے ہیں کہ **اللہ** عزوجل انہیں جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائیگا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور (۴) والدین کا نافرمان۔''

(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۸)

{6}......**اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جو خطوط حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر اہلِ یمن کی طرف بھیجے ان میں یہ لکھا تھا: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) شرک کرنا (۲) ناحق مؤمن کو قتل کرنا (۳) جنگ کے دن میدانِ جہاد سے بھاگنا (۴) والدین کی نافرمانی کرنا (۵) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۶) جادو سیکھنا (۷) سود کھانا اور (۸) یتیم کا مال کھانا۔''

(صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی علیه السلام، الحدیث: ۶۵۲۵، ج ۸، ص ۱۸۱)

{7}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بروزِ قیامت کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے جن کے مونہوں سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون لوگ ہوں گے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نے **اللہ** عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان نہیں پڑھا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۠ (پ۴، النساء:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (آتش کدے) میں جائیں گے۔

(مسند ابی یعلی الموصلی، حدیث: ابی برزة الاسلمی، الحدیث: ۷۴۰۳، ج۶، ص ۲۷۲)

{8}......حدیثِ معراج میں شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن پر کچھ لوگ مقرر تھے جو ان کے جبڑوں کو چیرتے اور دوسرے آگ کے پتھر لے کر آتے اور ان کے مونہوں میں ڈال دیتے جو ان کی پیٹھوں سے جا نکلتے۔'' میں نے دریافت کیا: ''اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے کہا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر، سورة النساء، تحت الآیة: ۱۰، ج۲، ص ۱۹۵، مفهومًا)

{9}......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''میں نے معراج کی رات ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مقرر تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جو ان کے پیچھے سے نکل جاتے۔'' میں نے پوچھا: ''اے جبرائیل (علیہ السلام)! یہ کون لوگ ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔''

(تفسیر قرطبی، الجزء الخامس، سورة النساء، تحت الآیة: ۱۰، ج۳، ص ۳۹)

تنبیہ:

یہ بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کم یا زیادہ مال کھانے میں کوئی فرق نہیں اگرچہ ایک دانہ ہی ہو جیسا کہ کم تولنے اور کم ناپنے کے بیان میں گزر چکا ہے، اس کے اور غصب اور چوری کے درمیان اسی طرح فرق ہے جس طرح میں نے ان دونوں (یعنی چوری اور غصب) کے درمیان فرق کیا اور ناپ تول میں کمی کرنا بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ یہ بھی یتیم کے مال میں تصرف کرنے پر قدرت دیتا ہے۔

اگر یتیم کا کم مال کھانے کو کبیرہ نہ قرار دیا جائے تو یہ زیادہ کھانے کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ اسے کوئی منع کرنے والا نہیں کیونکہ وہ یتیم کے تمام مال کا والی ہے، لہٰذا کم لینے پر بھی کبیرہ گناہ ہونے کا حکم متعین ہوگا بخلاف چوری اور غصب کے اور اسی سے ان کے قول کا بھی رد ہو جاتا ہے جنہوں نے یہ گمان کیا کہ ''یتیم کے مال سے تھوڑا سا لینا صغیرہ ہے۔''

یتیم کی کفالت اور اس پر شفقت کرنا اور بیواؤں کی پرورش کرنا

{10}......نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور اپنی شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ فرمایا اور انہیں کشادہ کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان وقول اللہ تعالی (والذین یرمون ازواجھم......الخ، الحدیث: ۵۳۰۴، ص ۴۵۸)

{11}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے یا دوسرے کے یتیم بچے کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور راوی نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب فضل الاحسان الی الارملة......الخ، الحدیث: ۷۴۶۹، ص ۱۱۹۴)

{12}......نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار یتیم کی کفالت کی وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح یہ ہیں۔'' اور اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا ''اور جس نے تین بیٹیوں کو پالنے کی کوشش کی وہ جنتی ہے اور اس کے لئے **اللہ** عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے روزے دار اور نمازی کا اجر ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب فی الاولاد والاقارب......الخ، الحدیث: ۱۳۴۹۳، ج۸، ص ۲۸۸)

{13}......رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام **اللہ** عزوجل کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں۔'' اور اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔

(سنن ابن ماجة، ابواب الادب، باب حق الیتیم، الحدیث: ۳۶۸۰، ص ۲۶۹۷)

{14}......حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مسلمانوں کے کسی یتیم بچے کے کھانے پینے کی ذمہ داری لی **اللہ** عزوجل اُسے جنت میں داخل فرمائے گا مگر یہ کہ وہ ایسا گناہ کرے جس کی معافی نہ ہو۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الیتیم وکفالته، الحدیث: ۱۹۱۷، ص ۸۴۵)

{15}......دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے: ''یہاں تک کہ وہ اس سے مستغنی ہو جائے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل،حدیث مالک بن الحارث،الحدیث:۱۹۰۴۷،ج۷،ص۷

{16}......اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے اچھا سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک کیا جائے۔'' (سنن ابن ماجة، ابواب الادب ، باب حق الیتیم ، الحدیث: ۳۶۷۹، ج۵ ، ص ۲۹۷

{17}......شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا مگر میں ایک عورت دیکھوں گا جو مجھ سے بھی سبقت لے جائے گی تو میں اس سے پوچھوں گا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے اور تم کون ہو؟'' تو وہ کہے گی: ''میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کو لئے بیٹھی رہی۔'' (اور ان کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کیا۔)

(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند ابی ھریرة ، الحدیث: ۶۶۲۱، ج ۵ ، ص ۵۱۰

{18}......دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس کے ساتھ نرم گفتگو کی نیز اس کی یتیمی اور مسکینی پر رحم کیا اور اپنے پڑوسی پر اللہ عزوجل کے عطا کئے ہوئے (مال ودولت) کی فضیلت کی بناء پر تکبر نہ کیا تو اللہ عزوجل بروزِ قیامت اسے عذاب نہ دے گا۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۸۸۲۸، ج۶، ص ۲۹۲

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کی فضیلت:

{19}......رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے یتیم کے سر پر اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ہاتھ رکھا تو اس کے لئے ہر بال کے بدلے جن پر اس کا ہاتھ گزرا نیکیاں ہیں اور جس نے یتیم بچے یا بچی کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث ابی امامة الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۱۵ ، ج۸ ، ص ۲۷۲

{20}......خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ ان کی بینائی چلے جانے، پیٹھ جھک جانے اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک بھوکا روزہ دار، مسکین یتیم ان کے پاس آیا اس حال میں کہ انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی اور اسے کھالیا لیکن اس کو کچھ نہ کھلایا، پھر اللہ عزوجل نے انہیں بتایا کہ اسے اپنی مخلوق

سے یتیموں اور مسکینوں سے محبت کرنے سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ کھانا تیار کریں اور مساکین کو دعوت دیں پس آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا۔''

(المستدرک ، کتاب التفسیر ،سورۃ یوسف، باب علۃ ذھاب بصر ......الخ ،الحدیث: ۳۳۸۱، ج۳،ص ۸۸تا ۸۹،بھ

{21}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بیواؤں اور مساکین کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔'' حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''اور اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الزھد ، باب فضل الاحسان الی الارملۃ ......الخ ، الحدیث: ۷۴۶۸، ص ۱۹۴

{22}......شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:''بیواؤں اور مسکینوں کی پرورش کرنے والا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنے والے اور رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔''

(سنن ابن ماجہ ،ابواب التجارات ، باب الحث علی المکاسب ، الحدیث: ۲۱۴۰ ، ص ۲۶۰۵

کسی نیک بزرگ کا کہنا ہے:''میں ابتداءً بہت نشہ کرتا اور گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، ایک دن میں نے ایک یتیم دیکھا تو میں اس سے شفقت سے پیش آیا جیسا کہ بچے پر شفقت کی جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پھر میں سو گیا تو میں نے جہنم کے فرشتوں کو دیکھا جو مجھے سختی سے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں، اچانک وہی یتیم میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور ان فرشتوں سے کہنے لگا:''اسے چھوڑ دو! یہاں تک کہ میں اس کے بارے میں اپنے رب عزوجل سے رجوع کرلوں۔'' مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر اچانک ایک آواز آئی:''ہم نے اسے یتیم پر احسان کرنے کی وجہ سے اس کا حصہ عطا کر دیا ہے۔'' لہٰذا میں بیدار ہوا اور اس دن سے یتیموں کے ساتھ اور زیادہ احسان کرنے لگا۔''

منقول ہے کہ''کسی خوشحال علوی کے ہاں لڑکیاں تھیں، وہ مر گیا تو شدید فقر نے ان کے ہاں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ انہوں نے جگ ہنسائی کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کی اور ایک شہر کی متروکہ مسجد (یعنی جس میں لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑ دی تھی) میں داخل ہو گئیں، ان کی ماں نے انہیں وہاں چھوڑا اور خود ان کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی، وہ شہر کے ایک مسلمان رئیس کے پاس سے گزری اور اسے اپنا حال بیان کیا لیکن اس نے تصدیق نہ کی اور کہا:''مجھے اس کی دلیل پیش کرو۔'' اس نے کہا:''میں مسافر ہوں۔'' لیکن اس مسلمان رئیس نے اس خاتون سے منہ پھیر لیا، پھر وہ ایک مجوسی کے

پاس سے گزری اور اس سے اپنی لاچارگی بیان کی تو اس نے تصدیق کرتے ہوئے اپنی ایک خاتون کو اس کے ساتھ بھیجا، لہٰذا وہ خاتون اس کو اور اس کی لڑکیوں کو اپنے گھر لے آئی اور ان کی بہت زیادہ عزت کی، جب نصف رات گزر گئی تو اس مسلمان نے خواب دیکھا: ''قیامت قائم ہو چکی ہے اور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سر پر ''لِوَاءُ الْحَمْد '' (یعنی حمد کا جھنڈا) ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب ہی ایک عظیم الشان محل ہے، اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ محل کس کے لئے ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کسی بھی مسلمان شخص کے لئے۔'' اس نے عرض کی: ''میں بھی تو مسلمان موحِّد ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس اس کی دلیل پیش کرو۔

وہ حیران و ششدر رہ گیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے علوی خاتون کا قصہ بیان کیا، چونکہ وہ آدمی اس علوی خاتون کو دھتکار چکا تھا لہٰذا شدتِ غم والم میں بیدار ہوا اور انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسے ایک مجوسی کے گھر میں اس کے موجود ہونے کا پتہ چلا، پس اس نے مجوسی سے مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا: ''مجھے اس کی برکات حاصل ہو چکی ہیں، مسلمان نے کہا: ''یہ ایک ہزار (1000) دینار لے لو اور وہ علوی خاتون میرے حوالے کر دو۔'' لیکن اس مجوسی نے پھر بھی انکار کر دیا، تو مسلمان نے اس مجوسی کو ایسا کرنے سے متنفر کرنے کی کوشش کی لیکن اس مجوسی نے اس سے کہا: ''جو تم چاہتے ہو میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور وہ محل جو تم نے خواب میں دیکھا ہے میرے لئے بنایا گیا ہے، کیا تم مجھ پر اپنے اسلام کی وجہ سے فخر کرتے ہو، **اللہ** عزوجل کی قسم! میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے جب تک کہ اس علوی خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کر لیا اور میں نے بھی تمہارے خواب کی مثل خواب دیکھا ہے اور مجھ سے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''علوی خاتون اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں، یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے ہے۔'' آخر کار وہ مسلمان چلا گیا اور اس کے حزن وملال کو **اللہ** عزوجل ہی جانتا ہے۔

کبیرہ نمبر209: **گناہ کے کام میں مال خرچ کرنا**

اگرچہ ایک فلس (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) ہی کیوں نہ ہو خواہ وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ۔

اسے بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے جس پر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام دلالت کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اسے اس نادانی اور فضول خرچی میں شمار کیا ہے جو مال میں تصرف کرنے سے روکنے کا سبب ہے، اور اس بات کی بھی تصریح کی ہے: ''جس کو تصرف سے روک دیا جائے اس کی نہ تو گواہی صحیح ہوتی ہے اور نہ ہی ولایت جیسے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا۔''

شہادت اور ولایت سے اُسے روک دینا اس کے فاسق ہونے کی خبر دیتا ہے اور جس نے اسے فسق قرار دیا اس کے نزدیک یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، معنوی طور پر اس کی توجیہ یہ ہے کہ نفس کے نزدیک مال سے زیادہ عزیز کوئی چیز نہیں اور جب اسے گناہوں میں خرچ کرنا آسان ہو جائے تو یہ گناہوں کی محبت میں مکمل طور پر اِنہماک پر دلالت کرتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس انہماک سے عظیم مفاسد پیدا ہوتے ہیں لہذا یہ معنوی طور پر بھی کبیرہ گناہ ہے۔

صلح کا بیان

کبیرہ نمبر210: پڑوسی کو رہائش کے معاملے میں تکلیف پہنچانا

پڑوسی کے گھر سے اونچا گھر بنانا یا ایسی عمارت بنانا یا ایسی طرز پر عمارت بنانا جس سے اسے تکلیف پہنچتی ہو اگرچہ پڑوسی ذمی اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔

{1}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ہر گز تکلیف نہ دے، جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف......الخ، الحدیث: ۱۷۴، ص ۶۸۸)

{2}......مَخْزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو **اللہ** عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۱۷۶، ص ۶۸۸)

{3}......جبکہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اسے چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔''

(صحیح البخاری، باب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم......الخ، الحدیث: ۶۰۱۹، ص ۵۰۹)

{4}......مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ''تم زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''حرام ہے، اسے **اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے قیامت تک کے لئے حرام فرما دیا ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا 10 عورتوں سے زنا کرنا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم گناہ ہے۔'' پھر دریافت فرمایا: ''تم چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''**اللہ** عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حرام قرار دیا ہے لہٰذا یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کا 10 گھروں سے چوری کرنا اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے سے کم گناہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث المقداد بن الأسود، الحدیث: ۲۳۹۱۵، ج۹، ص ۲۲۶)

{5}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کی قسم! وہ مؤمن نہیں، **اللہ** عزوجل کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، **اللہ** عزوجل کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ (بدنصیب) کون ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی برائیوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اثم من لایامن جارہ بوائقہ، الحدیث: ۶۰۱۶، ص ۵۰۹)

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی شریح الخزاعی، الحدیث: ۱۶۳۷۲، ج۵، ص ۵۱۴)

{6}......شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے وہ مؤمن نہیں۔'' (مسند ابی یعلی الموصلی، مسندانس بن مالک، الحدیث: ۴۲۳۶، ج ۳، ص ۴۴۲)

{7}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوجائے، جب وہ (پڑوسی) شب باشی کرے تو اس کے شر سے محفوظ ہو، بے شک مؤمن تو وہ ہے جو خود پریشانی میں ہو اور دوسرے لوگ اس کی طرف سے راحت میں ہوں۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من اذی......الخ، الحدیث: ۳۹۰۱، ج۳، ص ۲۴۰، ۳۹)

{8}......نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے پڑوسی یا بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان......الخ، الحدیث: ۱۷۱، ص ۶۸۸)

{9}......دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے فلاں قبیلے کے محلے میں رہائش اختیار کی ہے لیکن ان میں سے جو مجھے سب سے زیادہ تکلیف دیتا ہے وہ میرا سب سے زیادہ قریبی پڑوسی ہے۔'' تو سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر زور زور سے یہ اعلان کرنے لگے کہ بے شک چالیس گھر پڑوس میں داخل ہیں اور جس کے شر سے اس کا پڑوسی خوفزدہ ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۴۳، ج ۱۹، ص ۷۳)

{10}......شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تک بندے کا دل سیدھا نہ ہوجائے اس کا ایمان درست نہیں ہوسکتا اور جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہوجائے اس کا دل سیدھا نہیں

ہوسکتا اور وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے بے خوف نہ ہوجائے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک بن النضر، الحدیث:۱۳۰۴۷، ج۴، ص۹۵)

مؤمن اور مسلم میں فرق:

{11}......حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن وہ ہے جس سے لوگ بے خوف رہیں اور مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جس کے شر سے اس کا پڑوسی بے خوف نہ ہو وہ بندہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

(المرجع السابق، الحدیث: ۱۲۵۶۲، ج۴، ص۳۰۸)

{12}......سرکارِ ابدقرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم کئے ہیں جس طرح تمہارے درمیان تمہارا رزق تقسیم فرمایا ہے اور اللہ عزوجل دنیا تو اسے بھی عطا فرماتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور جس سے محبت نہیں فرماتا اسے بھی عطا فرماتا ہے مگر دین صرف اسی کو عطا فرماتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے، لہٰذا اللہ عزوجل نے جسے دین عطا فرمایا بے شک اسے اپنا محبوب بنالیا، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوجائے اور وہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوجائے۔''

راوی کہتے ہیں، میں نے عرض کی: ''اس کے شر سے کیا مراد ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بددیانتی اور ظلم، نیز جو بندہ حرام مال کمائے پھر اس میں سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اگر صدقہ کرے گا تو وہ قبول نہ ہوگا اور اگر اسے چھوڑ کر مرجائے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا زادِ راہ ہوگا، اللہ عزوجل برائی کو برائی کے ذریعے نہیں مٹاتا البتہ اچھائی کے ذریعے برائی کو ضرور مٹا دیتا ہے، بیشک برائی برائی کو نہیں مٹاتی۔'' (المرجع السابق، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۳۶۷۲، ج۲، ص۳۳)

{13}......شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اپنے پڑوسی کو ایذاء دی بیشک اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذاء دی، نیز جس نے اپنے پڑوسی سے جھگڑا کیا اس نے مجھ سے جھگڑا کیا اور جس نے مجھ سے لڑائی کی بیشک اس نے اللہ عزوجل سے لڑائی کی۔''

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الحدیث: ۲۴۹۲۲، ج۹، ص۲۵)

{14 }......رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایک غزوہ پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ''آج وہ شخص ہمارے ساتھ نہ بیٹھے جس نے اپنے پڑوسی کو ایذاء دی ہو۔'' تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی: ''میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار کے نیچے پیشاب کیا تھا۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج تم ہمارے ساتھ نہ بیٹھو۔''

(المعجم الاوسط ، الحدیث: ۹۴۷۹ ، ج۶، ص ۴۸۱)

{15 }...... نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ جَارِ السُّوۡءِ فِیۡ دَارِ الۡمُقَامَۃِ (یعنی اے اللہ عزوجل! میں اس پڑاؤ میں برے پڑوسی سے پناہ چاہتا ہوں) کیونکہ صحراء کا پڑوسی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔'' (المستدرک ، کتاب الدعاء التکبیر......الخ ، باب التعوذ من جار ......الخ ، الحدیث: ۱۹۹۴ ، ج۲ ، ص ۲۱)

{16 }......رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن سب سے پہلے (آپس میں جھگڑنے والے) دو پڑوسیوں کا جھگڑا پیش کیا جائے گا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ، حدیث عقبۃ بن عامر الجھنی، الحدیث: ۱۷۳۷۷ ، ج۶، ص ۳۴)

پڑوسی کی اذیت سے بچنے کا انوکھا طریقہ:

{17 }......ایک شخص نے نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنا ساز وسامان راستے پر رکھ دو۔'' تو اس نے اپنا سامان راستے پر رکھ دیا، جو شخص بھی وہاں سے گزرتا معاملے سے واقفیت پر اس شریر پڑوسی پر لعنت بھیجتا، پس وہ رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! لوگ مجھے بہت تکلیف دے رہے ہیں۔'' حضور پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دریافت فرمایا: ''تجھے ان سے کیا تکلیف پہنچی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''وہ مجھ پر لعنت بھیج رہے ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں سے پہلے اللہ عزوجل نے تجھ پر لعنت بھیجی ہے۔'' عرض کرنے لگا: ''میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔'' جب وہ شکایت کرنے والا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے حکم دیا: ''اب اپنا سامان اٹھا لو بے شک تمہاری کفایت کر دی گئی۔'' (المعجم الکبیر ، الحدیث: ۳۵۶ ، ج۲۲ ، ص ۱۳۴)

{18 }......دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''اپنا ساز وسامان اٹھا کر راستے پر ڈال دو تو اس نے ایسا ہی کیا جو بھی وہاں سے گزرتا تو اس سے

پوچھتا: ''تیرا کیا معاملہ ہے؟'' وہ کہتا: ''میرا پڑوسی مجھے اذیت دیتا ہے۔'' تو وہ اس پڑوسی کو بددعا دیتا ہوا چلا جاتا، پس وہ پڑوسی اس کے پاس آیا اور بولا: ''اپنا سامان واپس اٹھا لو میں آئندہ تمہیں کبھی تکلیف نہ دوں گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی اذی الجار، الحدیث:۱۳۵۶۸، ج۸، ص ۳۱۰)

{19}......ایک شخص نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے ارشاد فرمایا: ''جاؤ صبر کرو۔'' پھر وہ 2 یا 3 مرتبہ حاضر ہوا تو دافِعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اپنے گھر کا سامان راستے پر ڈال دو۔'' تو اس نے ایسا ہی کیا، لوگ وہاں سے گزرتے ہوئے اس سے معاملہ پوچھتے تو وہ انہیں اپنے پڑوسی کی حرکتوں کے بارے میں بتا دیتا، لہٰذا وہ اس پر لعنت بھیجنے لگتے کہ **اللہ** عزوجل اسے سزا دے اور بعض لوگ اسے بددعائیں دیتے تو اس کا پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''واپس لوٹ آؤ آئندہ تم مجھ سے کوئی ایسی چیز نہ دیکھو گے جو تمہیں ناگوار گزرے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حق الجوار، الحدیث: ۵۱۵۳، ص ۱۶۰۰)

{20}......ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت کا تذکرہ اس کی نماز صدقہ اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے کیا جاتا ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔'' تو رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' اس نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت نماز وروزے کی کمی اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرنے کے باعث پہچانی جاتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو ایذاء بھی نہیں دیتی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، الحدیث: ۹۶۸۱، ج۳، ص ۴۴۲)

{21}......ایک اور روایت میں ہے: ''فلاں عورت دن بھر روزہ رکھتی ہے اور ساری رات قیام کرتی ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جہنمی ہے۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! فلاں عورت صرف فرض نماز ہی ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے بھی صدقہ کرتی رہتی ہے لیکن اپنے کسی پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جنتی ہے۔'' (المرجع السابق)

پڑوسیوں کے حقوق:

{22}......حضرت سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

میں عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آدمی پر پڑوسی کے کیا حقوق ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اگر قرض مانگے تو اسے قرض دے دو اور اگر وہ عیب دار ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۱۴، ج۱۹، ص ۴۱۹)

{23}......حضرت ابوشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں ہے: ''اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے عطا کرو، کیا تم سمجھ رہے ہو جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں؟ پڑوسی کا حق کم لوگ ہی ادا کرتے ہیں جن پر **اللہ** عزوجل کا رحم وکرم ہوتا ہے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترھیب من اذی......الخ، الحدیث: ۳۸۱۵(۲۲۹)، ج۳، ص ۲۴۳)

{24}......ایک اور روایت میں ہے: ''اگر وہ تنگدست ہو جائے تو اسے تسلی دو، اگر اسے خوشی حاصل ہو تو مبارک باد دو، اگر اُسے مصیبت پہنچے تو اس سے تعزیت کرو، اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرو، اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے اونچی عمارت بنا کر اس سے ہوا نہ روکو، بھنے ہوئے گوشت سے اسے تکلیف نہ پہنچاؤ ہاں یہ کہ اسے بھی مٹھی بھر دے دو تو صحیح ہے، اگر پھل خرید کر لاؤ تو اسے بھی اس میں سے کچھ تحفہ بھیجو اور ایسا نہ کر سکو تو اسے چھپا کر اپنے گھر لاؤ اور اپنے بچوں کو پھل دے کر باہر نہ جانے دو کہ کہیں اس سے پڑوسی کے بچے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔''

(شعب الایمان، باب فی اکرام الجار، الحدیث: ۹۵۶۰، ج۷، ص ۸۳)

{25}......خَاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو جانتا ہو کہ اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہے پھر بھی شکم سیر ہو کر رات گزارے تو اس کا مجھ پر ایمان نہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۱، ج۱، ص ۲۵۹)

{26}......سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو خود شکم سیر ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو وہ ایمان دار نہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۱۲۷۴۱، ج۱۲، ص ۱۱۹)

{27}......ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! لباس عطا فرمائیے۔'' تو مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے اپنا رُخِ انور پھیر لیا، اس نے پھر عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! مجھے لباس عطا فرمائیے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارا کوئی پڑوسی نہیں جس کے پاس دو کپڑے حاجت سے زائد ہوں؟'' اس نے عرض کی: ''کیوں نہیں، ایسے بہت سے پڑوسی ہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پھر **اللہ** عزوجل اسے

تمہارے ساتھ جنت میں اکٹھا فرمائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۸۵، ج۵، ص ۲۳۶)

{28}......رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بہت سے پڑوسی قیامت کے دن اپنے پڑوسیوں کا دامن پکڑ لیں گے، مظلوم پڑوسی عرض کرے گا: ''یا رب عزوجل! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کر رکھا تھا اور اپنی ضرورت سے زائد چیزیں مجھ سے روکی تھیں۔''

(کنز العمال، کتاب الصحبة، قسم الاقوال، باب الرابع فی حقوق ......الخ، الحدیث: ۲۴۸۹۴، ج۹، ص ۲۳، لفظ آخر ''فاخرق

{29}......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھے پھر ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو یہ کلمات سکھائے۔'' تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں ہوں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ چیزیں ارشاد فرمائیں: ''(۱) حرام کاموں سے بچتے رہنا لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے (۲) **اللہ** عزوجل نے رزق کا جو حصہ تمہارے لئے تقسیم فرمایا ہے اس پر راضی رہنا سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے (۳) اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا مؤمن ہو جاؤ گے (۴) لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو مسلمان ہو جاؤ گے اور (۵) زیادہ مت ہنسنا کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب من اتقی المحارم......الخ، الحدیث: ۲۳۰۵، ص ۱۸۸۴

{30}......مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزوجل کے نزدیک بہترین رفیق وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے زیادہ اچھا ہے اور **اللہ** عزوجل کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں دوسروں سے زیادہ اچھا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب البر و الصلة، ماجاء فی حق الجوار، الحدیث: ۱۹۴۴، ص ۱۸۴۷

{31}......محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جن لوگوں سے **اللہ** عزوجل محبت فرماتا ہے ان میں وہ شخص بھی شامل ہے جس کا برا پڑوسی اسے ایذاء دے تو وہ اس کی ایذاء رسانی پر صبر کرے یہاں تک کہ **اللہ** عزوجل اس کی زندگی یا موت کے ذریعے کفایت فرمائے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۶۳۷، ج۲، ص ۱۵۲)

{32}......سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الوصاءة بالجار، الحدیث: ۶۰۱۵، ص ۵۰۹

{33}......ایک انصاری فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی

زیارت کے ارادے سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک جگہ قیام فرما ہیں اور ایک شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف متوجہ ہے میں سمجھا کہ شاید کوئی حاجت مند ہے، پس میں بیٹھ گیا، **اللہ** عزوجل کی قسم! نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ میں نے زیادہ لمبے قیام کی وجہ سے اپنی وراثت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے مختص کر دی (یعنی مجھے اپنی موت کا خطرہ لگ گیا) پھر جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ شخص آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ اتنی دیر کھڑا رہا کہ میں نے اپنی وراثت آپ کے لئے مقرر کر دی تھی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے، مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے اور تم اگر انہیں سلام کرتے تو وہ تمہیں سلام کا جواب ضرور دیتے۔''

(المسند للامام احمدبن حنبل،احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلّم، الحدیث:۲۳۱۵۴، ج۹،ص ۴۰)

{34}......حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی **جدعاء** پر سوار ہو کر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''میں تمہیں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پڑوسیوں کے اس قدر حقوق بیان فرمائے کہ میں نے سوچا: ''آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۵۲۳، ج۸، ص ۱۱۱)

{35}......حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اہلِ خانہ میں ایک بکری ذبح کی گئی، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے تو پوچھا: ''کیا تم نے اپنے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا؟'' انہوں نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جبرئیل (علیہ السلام) مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنا دیں گے۔''

(جامع الترمذی ،ابواب البر والصلة ، باب ماجاء فی حق الجوار ، الحدیث: ۱۹۴۳ ، ص ۱۸۴۷)

{36}......سرکارِ والاتَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آدمی کی خوش بختی میں سے ہے کہ اس کا پڑوسی نیک، سواری اچھی اور گھر وسیع ہو۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل ،حدیث نافع بن عبد الحارث، الحدیث: ۱۵۳۷۲ ، ج۵ ، ص ۴۰)

{37}......شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار چیزیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ ''فکرِ مدینہ'' کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے ''مَدَنی اِنعامات'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ''مَدَنی قافلوں'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) فیصل مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سید حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)
فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
فون: 021-34921389-93 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net